عجائب القصص
جلد اول و دوم

عجائب القصص
جلد اول

تبارک اللہ احسن الخالقین کل شیء وملکہ وہو العزیز الحکیم جواہر زواہر
ہر طرح کی حمد وثنا اور لآلی متلالی ہر صنف ستایش بے منتہا کے سزاوار نثار بارگاہ کبریائی اس مالک
الملک لاشریک کے ہیں جسنے بمقتضاء حکمت کاملہ کے بمضمون انی جاعل فی الارض خلیفہ طفل ہیولا وہ
کو موافق بمضمون فخمرت طینۃ آدم باربعین صباحا خلعت فاخرہ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من
روحی فقعوا لہ ساجدین پنہا کر اکلیل منصب خلافت سے سرفراز کیا اور بموجب آیہ وافی ہدایہ
ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت بنا بر امتثال فرمان اور
اعراض نافرمانی اور طغیانی طوائف انس وجان کی گروہ باشکوہ انبیا اور رسولوں کو کہ داعی طرف دین
اور اسلام اور ہادی صراط مستقیم دار السلام کے ہیں ساتھ معجزات باہرات اور اظہار خوارق عادات کے تیغ
سرفرازی کا دیا پیدا کرنا زمین اور آسمانوں کا بے اقامت قوائم اور اساطین کے بمضمون الذی خلق الارض والسموات
بغیر عمد کا اور زینت دنیا بروج آسمانی کا ساتھ نجوم ثوابت کی بدلیل ولقد جعلنا فی السماء بروجا وزینہا للناظرین
اسکا ایک نمونہ قدرت ہے اور بچھانا بساط زمین کا اور اُگانا اس میں ہر چیز کا بمنطوق والارض مددناہا
والقینا فیہا رواسی وانبتنا فیہا من کل شیء موزون ایک شمہ عجائب حکمت سے ہے

زحمت ظہور اسکے کا اور شرف تقدیم رتبہ اس سے کہ کان ابو البشر ہے بیچ نہایت پیدائش کے
دلیل ہے کہ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین کے ظاہری صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ
وآلہ واصحابہ اجمعین وعلی سائر الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ تامۃ دائمۃ الی یوم
الدین بعد حمد ایزد منان اور نعت و منقبت رسول آخر الزمان کے ابجد خوان دبستان دانش و
شعور و مستفیدان رسول الثقلین محمد فخر الدین حسین نقش پرداز سطور این دیباچہ کا بیچ بیان سبب
تالیف اس کتاب فیض نصاب کے گذارش کرتا ہے اور بر خاطر ارباب عقل و تمیز کے واضح
ہو کہ خداے یگانہ و مصلحت سنج اور دانا نے حضرت واجب الوجود جناب اقدس نے بہ
منطوق لازم الوثوق ولقد کرمنا بنی آدم وفضلناہم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا
جمیع مخلوقات اور ہر جنس سے ممکنات سے نوع بشر کو ساتھ تشریف شریف عقل و کلام کے
مشرف کیا اور اس نوع عالی سے نفوس قدسیہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بہ افزونی تشریف کے
رتبۂ صفوت اور برگزیدگی کا دیا جیسے کہ سر رشتۂ انتظام انکو بدست تائید بادشاہان
والا مقدار فرمان فرماے بلاد و امصار کے رکھا اسیطرح زمام فلاح و نجاح آخرت کی بیچ قبضہ
ہدایت و ارشاد گروہ صفوت پژوہ انبیا کے دی ہے اور آثار اسکی احوال ہر ایک کی اہل
اسلام سے اسکے اتباع اور اذعان پر رکھی اور پیروی اسکے افعال و اقوال کی ہر مسلمان پر
خاص و عام پر واجب کی ہے اور جمیع حرکات اور سکنات انکو واسطے راستی اور درستی اطوار
وکردار سالکان شوارع اقبال اور امر و نواہی اپنے کے منہاج مستقیم جنت کا کیا سو جسنے اتباع
رسول اور اطاعت اور اقتدا و احکام الہیہ سے اعراض و انحراف کر کے زیست بے دار کو
بہتر جانا اور ہواے نفسانی کو مقدم رکھکر قدم اوپر خطرات شیطان رجیم کے رکھا بموجب اس
مضمون کے فاما من طغی وآثر الحیوٰۃ الدنیا فان الجحیم ہی الماوی وقود نار جحیم کا ہوا
اور جو کوئی شامت نافرمانی خدا اور رسول کی سے ڈرا اور راہ راست شرع پر چلا موافق اس
اشارت کامل البشارت کے واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان
الجنۃ ہی الماوی نعیم جنت کو پہونچا پس پیروی رسول مقبول کی امور دین و دنیا میں

موجب رستگاری کا ہے اور دریافت کرنا اسبات کا کہ پیغمبری کی امت سے لوگون کو اونکی اتباع
سے کیا کیا درجات حاصل ہوئی اور اسکے عدم امتثال فرمان سے کیسی کیسی عذاب و عقاب مین گرفتار ہوے
ذریعہ ہر طرح کی سعادت اور نجات کا ہے اور یہ بات جب معلوم ہوتی ہے کہ قصص انبیا علیہم السلام
سامنے اپنی شرع و ملت کے جانے کہ انھون نے باوجود اسکے کہ اظہار خوارق و معجزات سے آگاہ کیا
اباطیل اہل ضلالت اور جہلا ان کو بدلائل ساطعہ حقائق شریعت اور دین کے ابطال کیا اکثر امتین کی
نافرمانی پر اڑے رہے اور خلاف حکم کرتے رہے اور اونکی مخالفت زبان کا رہے تو جو امور کہ نامرضی
خدا اور مخالف احکام انبیا ہے انکی اجتناب کو موجب خسران دنیا اور آخرت کے سمجھے انسب یہ ہے
اور اطاعت رسول مقبول کی سرمایہ نجات و دل قبول کرے اور ہا انجا اسکا موقوف ہے
حصول علم پر اور ظاہر ہے کہ عزیز یا ارباب عقول سلیمہ کے کہ تمرین امور کی تحصیل گرامی
اوس مین صرف کیا جسے تحصیل علوم دینیات و معرفت یقینیات کی ہے اسواسطے کہ
علم سبب تزکیہ قلب ہے اور ذریعہ معرفت حضرت رب العزت و موجب رفعت درجات اور حصول
اتصال سعادت کا ہے اور فضیلت علم کی نص قرآن سے ثابت ہے کہ یرفع اللہ الذین آمنوا
منکم والذین اوتوا العلم درجات اور اشرف علوم دینیہ علم احادیث نبویہ کہ جس سے احکام
و معتبر حلال و حرام اور تفسیر کلام خالق انام کی اور سیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ
اور تابعین کی ہے اور وجوب اتباع سنت رسول علیہ السلام کا اس آیت سے قل ان کنتم تحبون
اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور اس حدیث سے من احب سنتی فقد احبنی ومن
احبنی کان معی فی الجنة ثابت ہے اور لزوم اقتدا صحابہ علیہم الرضوان کا اس سے معلوم ہوا کہ
کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بعد میری امت مین تہتر گروہ ہونگے سب
دوزخی ہونگے مگر ایک گروہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسا گروہ ہے فرمایا جو میری اور میرے
اصحاب کی راہ پر ہوگا پس ہر مومن کو لازم ہے کہ علم سیرت آنحضرت اور معرفت احوال صحابہ اور تابعین
کی حاصل کرے تو فرقہ ناجیہ مین داخل ہووے اور درجات عالیہ پر پہونچے اسواسطے دیکھنا اور پڑھنا
کتب سیر اور قصص کا جسمین یہ باتین حاصل ہون ہر شخص پر جسکا دل انوار ایمان اور فروغ اسلام سے
روشن ہے لازم تر ہے اگرچہ قصہ ہاے انبیا علیہم الصلوة والسلام کے بیچ کتاب
قصص الانبیا اور کتب تواریخ کے بالاستیعاب مرقوم ہین لیکن انھین بعض مورخون نے مراعات
تنقیح روایات کی صحیح او ضعیف سے چندان ملحوظ نہین رکھی مگر کتاب عجائب القصص کہ عبد الواحد

[illegible]

بن محمد مفتی نے بعد اُسکے تصحیح روایت کا التزام کیا اور بعض اُن قصص کا جو ثقات سیر معتبرہ
اور احادیث نبویہ سے پایہ ثبوت کو پہونچا اسمیں لکھا ہے اور اسی نظر سے کہ یہ کتاب اوجلہ عجائب
و غرائب اور اسم بامسمی تھی قدوۃ الحکما زبدۃ العقلا حاذق الزمان ارسطوئے دوران حسام الدولہ
حکیم محمد احسن اللہ خان بہادر نے کہ اسکا پایہ رفیعہ و شمائل مرضیہ موصوف و بصفات حسنہ و محاسن
اخلاق معروف ہیں اور عنان بارگی توجہ کی طرف انجام مہام خلائق کے معطوف اور ہمت خیر نہمت
کو بیچ اشاعت موجبات حسنات کے مصروف رکھتے ہیں اور فیض منفس گیری سیاہ الثقات
انکی سے کوئی شخص مرضا خواص و عوام سے بیچ زاویہ علل عیانی کے شکوہ گزار محرومی کا نہوا چاہا
کہ اسی طرح تبلیان سوء المزاج معروفا بلندی انتفاع اس مفرح مرکب اجزا سے کثیر النفع و
سعادت سے جو موجب تقویت اعضائے رئیسہ عقل و ادراک اور سبب تنقیہ رطوبات
فضلیہ جہلت و سبات غفلت کا ہووے محروم نرہیں لاجرم ایک مدت سے نقش اِ خیال کا لوح خاطر
سعادت طلب پر مرتسم رکھتے تھے کہ جو کتب تواریخ و قصص انبیا علیہم السلام کی زبان عربی
یا فارسی میں ہیں اور فہم معانی عبارات عربیہ کا ہر کسی پر آسان نہیں اور زبان فارسی سے بھی جو لوگ سواد
سعی فہمی کا نہ رکھتے ہوں منتفع نہیں ہو سکتے اگر تنگی اوقات کم فرصتی کے ہاتھ تمسک دامن دست
فرصت ہو باز رکھے تو شواہد مضامین پسندیدہ کتاب عجائب القصص کو کہ بیچ پیرایۂ زبان فارسی کے جلوہ
فروش ہیں ساتھ کسوت پوشش اردو سلیس کے کہ عام فہم اور خاص پسند ہو زیب آرائش کی دیکر رنگ افروز
بزم قبول خواطر خاص و عام کا کیجئے تو ہر کوئی احاد ذکور و اناث اور اطفال شیوخ و شباب سے
فائدہ مند ہووے ہر چند بسبب ہجوم افکار انصرام امور سلطنت کے کہ بعض ذات ستودہ صفات
اعلی حضرت خود و دمان دانش و فرہنگ کے تعلق رکھتا تھا فرصت مساعد اہتمام اس امر اہم کی نہ تھی
بتوسط تحریک سلسلۂ انجام اسکام کے بوساطت دست و قلم سیادت مرتبت نجابت منزلت
سید باقر حسین خان خلف رشید سید علی نقی خان کے عمل میں آئی اور اس بزرگوار شایستہ کردار نے
بشناسائی ذہن سلیم و فکر مستقیم کے عرائس مضامین اس کتاب کو پیرایہ پوشی زبان اردو سلیس سے
آرائش دی لیکن باوجود وقات فرصت کے عمدۃ الحکما رضیہ الصفات موصوف نے کم فرصتی اوقات
شبانروزی میں بذات خود بیچ تصحیح اور تنقیح مضامین و روایت اور تغیر اور تبدل الفاظ و کلمات اور
مراعات لوازم سیاق عبارات ترجمہ مرقومہ کے اندراج اکثر واقعات و قواعد شتی علاوہ قصص
مسطورہ اس کتاب کے نسخ تواریخ و کتب معتبرہ سے اور التزام ادائے مطالب بحسن ادا و درج
آیات قرآنی و اشعار اساتذہ پاستانی مناسب مضمون ہر مقام کے فوق اہتمام کو بپایہ صرف
مساعی بلیغات و بذل اجتہاد بلا نہایت کے پہونچا و فی الواقع ناہرہ مشہورہ سبح تالیفہ اس کتاب اسلوب

ترتیب ان ابواب کے جو بہا سے مالا کلام و حسن نظام بآرائش گری بامشاطہ فکر رسا و طبع جودت اتحاد
وسعت یاری جنبش خامہ و بیان اس صاحب قریحہ بالغ رس سے کہ جلوہ فروش عشرت دلفریبی کا ہوئی آئینہ
بادانش و تمکین پر واضح ہو کہ بیشتر مصنف کتب تواریخ اور قصص کے بیچ بیان وقائع
کے رعایت اسکی ملحوظ نہیں رکھی کہ بے مبالغہ اور اغراق کے کہ راستی کو مشتبہ بدروغ کر دیتا
ہی تحریر میں لاویں یہ بات اگرچہ بیچ بیان حالات دنیا دارونکی ظہور میں آوے تو چنداں
قباحت نہیں ہی کہ اسواسطے اگر کوئی سمجھے جانا کہ یہ جھوٹ ہی تو اسمیں کچھ نقصان دین و دنیا کا واقع نہ ہوگا کسی
حال میں جائز نہیں ہی اور اگر انبیا کا حال بطور وقائع سلاطین اور اہل دولت کے ساتھ مبالغہ کے لکھا جاوے
اور سننے والے کو شائبہ دروغ ہو کہ بجز بد اعتقادی کے نہو اور یہ بات موجب نقص مرتبت انکی کا ہو
تو نقصان ایمان اور لوگونکا اور سبب گنہگار ہونے اہل تاریخ کا متصور ہے اس لئے
مورخین محققین نے بیچ بیان حالات انبیا علیہم السلام کے مبالغہ اور اغراق کو ہرگز دخل
نہیں دیا اور جسقدر کہ آیات قرآنی اور احادیث رسول یزدانی سے ثابت ہوا اسیکو بیچ کتابوں کے درج کیا
ہیں اور جو اس کتاب میں قصص الانبیا کے بطور ایجاز و اختصار کے جو بیان ہوا سو معتبر کتب معتبرہ
تفسیر و حدیث کی مثل کشاف و کبیر و درر و زاد المسیر و تبیان و جامع البیان و جلالین و تفسیری
و مدارک التنزیل و نیشاپوری و انوار التنزیل معروف بہ بیضاوی و معالم التنزیل امام بغوی و
وسیط و کواشی و عرائس و بحر مواج و زاہدی و کشف الاسرار و تفسیر مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ
علیہ مشہور بہ یعقوبی و حسینی و لباب و عین المعانی و منابع و عزیزی اور کتب حدیث بستان و تفسیر ابو اللیث
و مدارج النبوۃ و شفاء قاضی عیاض و حبیب السیر و شواہد النبوۃ و روضۃ الصفا و غیرہ سے ترجمہ کیا گیا
ہوی اور احوال صفوت اشتمال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو پیش از ولادت اور بعد ولادت
باسعادت انکی کے واقع اور فضائل و شمائل جو قبل از بعثت آنحضرت صلوۃ اللہ علیہ کے ظہور
میں آئے اور بیان معجزات کا کہ ہنگام رسالت سے ہجرت تک اور ہجرت سے رحلت تک اور بعد ازاں
اس سرور کائنات علیہ افضل التحیات کی ظاہر ہوے اور حال وفات انکی کا لکھا ہی اسکا دیکھنا اور سننا اثر
ثمرات فوائد کا ہی ایک یہ کہ دریافت ہونا حال انبیا کا اور ظہور معجزات کا اسلئے کہ دلیل کمال قدرت
حضرت رب الارباب کی ہی اور علو درجات ان لوگونکا جو مطیع اور منقاد حکم خدا اور رسول اپنے کے
ہیں اور نازل ہونا عذاب اور عقاب کا انپر اغوائے شیطانی سے مصداق خسر الدنیا
والآخرۃ کا ہونا اسکے جاننے سے خوف خدا اور مخالفت اتباع رسول کی جی میں ہوگا اور بقدر امکان
کے ہر امر میں پیروی رسول مقبول کی مقدم رکھینگے اور یہ موجب رستگاری عذاب ملک قہار سے
اور وسیلہ وصول ریاض جنت تجری من تحتہا الانہار کا ہوگا دوسرے یہ کہ ہر کسیکو دیکھنے اور سننے

قصص اور حکایات داستانوں سے ایکطرح کی لذت آتی ہے اگر اس خیال سے وہ کتب جنمین احوال
راست و دروغ بادشاہوں اور پہلوانوں اور عیاروں کا یا حکایات اختراعی جیسے قصۂ ممتاز
اور گل و صنوبر اور فسانۂ عجائب وغیرہ جنمین لکھی ہوئی ہیں دیکھنا اور سننے سے سوا ایک قسم کی
ناپائدار کے غیر تضییع اوقات کرنے کے کچھ حاصل نہوگا اور اس کتاب کا دیکھنا کہ احوال انبیا کا
منجملہ آیات قرآنی مرقوم ہے موجب حسنات کا ہو تفسیر سے یکہ اس سے معلوم ہوگا کہ اونہونکی
اُمتین نے جو اونکا حکم نمانا دنیا ہی میں غضب الٰہی میں گرفتار رہے اور آخرت میں مستحق خلود نار جہنم کے
ہوئے اگر ہم بھی اپنے رسول کے خلاف حکم کے راہ اختیار کرینگے بیشک مثل انکے ہونگے اور
یہ خیال موجب اُنکی ہدایت اور اتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا ہوگا یہ تو ظاہر ہے کہ احوال انبیا
علیہم السلام کا پڑھنے و سننے اور جاننے سے ہدایت ہو دیکھنا اور سننا اُسکا از قبیل عبادات ہوا تیسری
کچھ کوئی ترجمہ کلام اللہ تحت لفظ اردو و فارسی دیکھے تو معانی الفاظ کی دریافت ہو جاوینگی مگر بسبب
اسکے کہ اکثر آیات متعلق قصص کے ہیں مفہوم کل کلام اللہ کا سمجھ میں نہیں آویگا اور جو قصص معلوم ہونگے
بخوبی مضامین قرآنی ذہن نشین ہوجاوینگے اور مقرر ہے کہ تلاوت قرآن مجید کی بعد فرائض کے افضل
عبادت ہے اور پڑھنا اسکا ساتھ فہم معنی کے اجر جیسا کہ کتنا ہی چاہیے یہ کہ دیکھنا ایسی کتاب کا جس سے
حصول اتنی موجبات کا ہو جیسا کہ خود عبادت ہے اور اگر کسیکو پڑھا دے یا سنا دے تو اسکو بھی یہ ثواب حاصل
ہوں اسکا اجر پڑھانے والے اور سنانے والے کو ہے سوا اسکے یہ کہ احوال انبیا اور شمائل و فضائل
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جس مجلس میں مذکور ہوں موجب نزول رحمت الٰہی کا ہوتا ہے اسکے علاوہ یہ
کہ اسمین قصص اکثر انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے ہیں اور قصہہا سے انبیا جمیع قصص و حکایات سے
احسن اور افضل ہیں اسواسطے کہ جناب اقدس ایزد یگانہ نے قصہ حضرت یوسف کو بیچ کلام مجید
کے فرمایا ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ جب ایک نبی کے قصہ کو حضرت باری نے احسن
فرمایا تو بہت سے نبیوں کے قصص میں کسقدر محاسن ہونگے ان وجوہ سے دیکھنا اور سننا ہر کسی پر جو کہ
اسکے سوا مشرف بشرف اسلام اور ایمان ہے لازم ہے کہ ذریعہ استحصال اتنے فوائد کا ہے اور جو
قصص کہ آیات قرآنی سے ثابت ہیں مثل قصہ ذی القرنین اور اصحاب کہف وغیرہ اور بعضے کہ جنکی
نبوت میں اہل تاریخ کو اختلاف ہے جیسے حضرت لوط اور جرجیس وغیرہ اس کتاب میں جسکا
ترجمہ کیا تھی قصص الانبیا اور روضۃ الصفا اور تاریخ طبری دیکھکر اسمین درج کئے ہیں اور اس کتاب
برگزیدہ قصصہا کے درج جو ہر فوائد و عوائد کی بیچ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۱۸۴۹ عیسوی کے اور
سال دوازدہم جلوس میمنت مانوس جالس اریکہ سلطنت جہانبانی زیب دہ سریر گیتی ستانی و
کامرانی شمع انجمن افروز خاندان عظمت نشان گورگانی چراغ دودمان فروغ صاحب قرانی

شاہ کیوان جاہ ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ کے
پیرایۂ ترتیب اور تالیف کا پہنا اور برعایت سال حال کے ترجمہ طاہرہ عجائب القصص کہ مادہ
تاریخ ہے اس کتاب کا نام رکھا امیدوار ہوں عیب پوشی و ہنر بینی ناظرین انصاف قرین سے وہ یہ
کہ اگر مقتضائے بشریت سے کسی جگہ بیچ طرق صعب المرور ادائے مطلب کے لغزش پائی روانی خامہ
راقم دیباچہ اور مترجم سے صدور اور نقصان ملحوظ ہو تو شیرۂ زبان کو مطلق العنان قیاس لعن طعن کا
نہ کریں اور بوجہ دیکھنے اس نسخۂ فیض اثر کے جو سے فائدہ مند ہوویں علمت مآب سابق الالقاب کی جو عرق ریزی
تالیف کا ہوئی ہیں اور مترجم اور راقم سواد اس دیباچہ کا بذل اجتہاد سے ہیچ اسباب کی جو از قسم صلات
و جائزہ آمرزش کے سطح قرطاس میں لکھے ہیں دعائے خیر سے یاد کریں واللہ ولی التوفیق و منہ
المبداء والیہ المآب اور واضح ہو کہ یہ کتاب مشتمل ہے اوپر ایک مقدمہ اور
بیس باب اور خاتمے کے مشتمل ہے اور ہر باب میں کئی فصلیں ہیں اور فہرست کتاب اس طرح
پر ہے مقدمہ بیان اختلاف تعداد انبیا علیہم السلام اور ذکر نزول صحائف کرام میں کہ انبیا پر نازل
ہوئے اور بیان امتداد زمان از ابتدائے خلقت حضرت آدم علیہ السلام تا ظہور حضرت خیر الانام
علیہ افضل الصلوۃ والسلام کہ کتنے برس گذرے اور زمانہ بعثت اور رحلت ہر نبی اور رسول کے
کتنا کتنا فاصلہ ہوا باب پہلا بیان پیدائش نور سرور عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم اور خلقت تمام کائنات میں اسی نور سے اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل پہلی آفرینش
نور مذکور میں اور بعض کائنات کہ پیدا ہوئی اس نور کے ظہور سے فصل دوسری خلقت
ہفت آسمان اور زمین اور تفصیل وغیرہ انکے میں باب دوسرا بیان خلقت
بنی الجان یعنی جن اور ذکر عزازیل یعنی شیطان لعین میں اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل
پہلی پیدائش بنی الجان اور انکی سکونت میں زمین پر فصل دوسری احوال شیطان
لعین میں باب تیسرا ذکر احوال ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام اور ذکر اولاد انکی میں اور اس
باب میں نو فصلیں ہیں فصل پہلی خلقت قالب حضرت آدم علیہ السلام میں فصل
دوسری سکھانا باری تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کو جنت الماویٰ میں نام ملائکہ وغیرہ کا
اور پیدا ہونا حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا فصل تیسری نقل کرنا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت
حوا کا جنت سے دنیا میں فصل چوتھی درپیش آنا مجنون کا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت
حوا رضی اللہ عنہا کو دار دنیا میں فصل پانچویں قبول ہونی توبہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما
السلام کی فصل چھٹی توالد اور تناسل حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام میں اور
ذکر مارنے قابیل کے ہابیل کو فصل ساتویں اخراج ذریت میں پشت حضرت

فصلیں ہیں فصل پہلی بیان نسب اور ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایام بادشاہی فرعون بے عون میں اور صندوق میں رکھکر ڈالنا انکو دریا سے رود نیل میں فصل دوسری بیان احوال قبطی میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکو مارا تھا اور جانا حضرت موسیٰ کا شہر مدین میں اور دختر حضرت شعیب کو خواستگاری کرنی فصل تیسری بیان رسالت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور حضرت ہارون علیہ السلام میں اور دعوت کرنا انکا فرعون بے عون کے تئین فصل چوتھی مقابلہ کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ جادوگروں کے اور غالب آنا حضرت موسیٰ کی عصا کا انکی سحر پر اور ایمان لانا انکا وغیر ذلک فصل پانچوین دعا کرنا حضرت موسیٰ کا فرعونیوں پر اور مبتلا ہونا فرعونیوں کا ساتھ بلاؤن کے اور باوجود اسکے ایمان نہ لانا اور آخر دریاے نیل میں غرق ہونا فصل چھٹی جانا حضرت موسیٰ کا بنا بر طلب کتاب کوہ طور پر اور چھوڑ دینا انکی قوم کا عبادت حضرت باری اور پرستش کرنی گوسالہ کی بفریب سامری اور نسخہ کلمات عشر اور ذکر احداث صندوق الشہادت اور کچھ احوال بنی اسرائیل فصل ساتوین قصہ قارون ملعون میں فصل آٹھوین ذکر مارے جانے ایک پیر کا بنی اسرائیل میں اور فرمانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بامر رب جلیل کہ ایک گاے کو مارین تا انکا قتل معلوم ہووے فصل نوین ملاقات کرنی حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کے فصل دسوین آنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کے ساتھ بنا بر جنگ عمالقہ اور جاری ہونا پانی کے چشموں کا پتھر سے ساتھ مارنے عصا کے اور نازل ہونا من اور سلوی کا اور سرگردان ہونا بنی اسرائیل کا چالیس برس تک تیہ میں بسبب نافرمانی اپنے و ستعال کے اور ذکر وفات حضرت ہارون و حضرت موسیٰ علیہما السلام میں فصل گیارھوین بیچ تعداد معجزات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فصل بارھوین احوال یوشع بن نون علیہ السلام میں فصل تیرھوین قصہ کالوب بن یوقنا علیہ السلام میں فصل چودھوین قصہ حزقیل میں کہ بابن العجوزہ مشہور ہین باب چودھوان قصہ حضرت الیاس اور الیسع بن اخوت اور ذوالکفل اور اسمعیل علیہم السلام میں اور اس باب میں چھ فصلیں ہین فصل پہلی ذکر نسب اور بعثت حضرت الیاس میں پھر ناامید ہونے اپنی قوم سے اسلام لانے سے اونکو ترک کر کر کوہستان میں چلے جانا فصل دوسری ظاہر ہونا الیاس کا بفرمان ملک العلام سات برس کے بعد اس گروہ شقاوت پژوہ پر اور یہ خبر بادشاہ قوم کو پہونچنی اور دو بار ایک جماعت کو بنا بر لانے حضرت الیاس کے بھیجنا اور مکر و حیلہ کو شش کرنی اور اپنی نیت پوشیدہ رکھنی

اور دونون بار اونپر آگ برسنی اور آخر ہلاک ہونا اور تیسری بار بہ فرمان حق بادشاہ پاس آنا
اور پھر کوہستان مین جانا فصل تیسری ذکر پھر آنے حضرت الیاس مین بہ حکم رب جلیل
اور مخفی ہونا گھر ایک بنی اسرائیل مین اور پھر وہان سے نکلکر کوہستان مین جانا اور پھر سات
برس کے بعد قوم پر دعا بد کرنی اور مبتلا ہونا خلائق کا تین برس تنگی دعا سے اور آخر اونکی
قوم کا ہلاک ہونا فصل چوتھی ذکر حضرت یسع بن اخطوب علیہ السلام مین کہ حضرت الیاس
علیہ السلام کے وصی تھے فصل پانچوین احوال ذوالکفل علیہ السلام مین فصل چھٹی بیان
شموئیل علیہ السلام مین باب پندرہوان بیان حضرت داؤد علیہ السلام مین اور اِس
باب مین چار فصل ہین فصل پہلی ذکر نسب اور سبب خلافت حضرت داؤد علیہ السلام
مین فصل دوسری ذکر رسالت اور بعضے معجزون حضرت داؤد علیہ السلام مین اور مبتلا
ہونا انکا ساتھ ایک ذلت کے اور مسخ ہونا انکی قوم کا بصورت بندرون کے فصل
تیسری ذکر شلوم بن داؤد علیہ السلام مین فصل چوتھی ولادت باسعادت حضرت سلیمان
مین اور بیچ انتقال کرنے خلافت کے حضرت داؤد علیہ السلام سے بسوے حضرت
سلیمان مین اور ذکر وفات اور مدت عمر حضرت داؤد علیہ السلام باب سولھوان قصے
حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت لقمان مین اور ذکر تتمۂ احوال کہ بعد حضرت سلیمان
علیہ السلام کے اعدا نے بنی اسرائیل کی طرف توجہ کی اور مخالفون سے مغلوب ہوئے اور اونپر غالب
آنے کے اونھون نے عصیان اختیار کیا اور خرابی بیت المقدس کی اور آنا بخت النصر کا
اور شہر ویرانات بیت المقدس مین اور ذکر عزیر پیغمبر علیہ السلام کا اور اس باب مین سات
فصل ہین فصل پہلی ذکر نسب اور سلطنت اور رسالت اور بعضے معجزون حضرت سلیمان مین
فصل دوسری نامہ بھیجنا ہدہد کا بلقیس پاس اور اطاعت کرنی بلقیس کی بحضور
حضرت سلیمان علیہ السلام فصل تیسری گم ہونا نگین کا اور ہوجانا حضرت سلیمان کا بہ حیات
مخفی اور پھر ایک تقریب سے مچھلی کا پیٹ شگافتہ ہونا اور انگشتری دستیاب ہونی
اور اسی فصل مین ہے ذکر وفات اور مدت عمر حضرت سلیمان علیہ السلام فصل چوتھی
ذکر حضرت لقمان مین فصل پانچوین ذکر ارمیا اور شعیا مین اور توجہ کرنی اعدا کی بطرف
بنی اسرائیل اور مغلوب ہونا مخالفون کا اور عصیان اختیار کرنا بنی اسرائیل کا بعد غالب آنیکے
اور خرابی بیت المقدس مین فصل چھٹی آنا بخت النصر کا اور شہر ویرانات بیت المقدس
فصل ساتوین احوال حضرت عزیر علیہ السلام باب سترھوان
قصہ حضرت یونس علیہ السلام مین اور اس باب مین دو فصل ہین فصل پہلی

ذکر نسب اور رسالت اور دعوت حضرت یونس علیہ السلام میں فصل دوسری نکل جانا
مچھلی کا حضرت یونس علیہ السلام کو اور پھر اوگل دینا صحرا میں باب اٹھارہواں احوال
حضرت زکریا و یحییٰ علیہ السلام میں اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل پہلی ذکریا
ذکر نسب اور رسالت اور بعض احوال اُنکے میں فصل دوسری شہادت حضرت زکریا
اور حضرت یحییٰ علیہما السلام میں کفار ناہنجار کے ہاتھ سے باب انیسواں احوال حضرت
عیسیٰ بن مریم علیہ السلام میں اور اس باب میں حنظلۃ الصادق اور قصہ اصحاب
کہف اور ذکر برصیصا اور ذکر جریج راہب اور ذکر اصحاب اخدود اور ذکر جرجیس پیغمبر
علیہ السلام اور ذکر شمعون عابد اور ذکر خالد بن سنان عبسی اور سلطنت سکندر رومی و اس
باب بارہ فصل ہیں فصل پہلی مناقب حضرت مریم اور ولادت حضرت عیسیٰ فصل
دوسری بیان رسالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں اور ذکر بعضے انکے معجزوں میں فصل
تیسری جانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اور نازل ہونا آخر الزمان میں فصل چوتھی
ذکر حنظلۃ الصادق میں فصل پانچوین قصہ اصحاب کہف اور انکے سوتے حال میں فصل چھٹی
برصیصا کے ذکر میں فصل ساتوین ذکر جریج راہب میں فصل آٹھوین ذکر اصحاب اخدود میں
فصل نوین ذکر جرجیس پیغمبر میں فصل دسوین ذکر شمعون عابد میں فصل گیارھوین ذکر خالد بن سنان
عبسی میں فصل بارھوین احوال سلطنت سکندر رومی میں باب بیسواں ذکر قصہ احوال
خاتم النبیین و سید المرسلین سرور انام محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اور اس باب میں
پانچ فصل ہیں فصل پہلی بیان بارہ احوال فرخندہ مآل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہ پیش
از ولادت باسعادت ظاہر اور ہویدا ہوا فصل دوسری بعضے فضائل اور شمائل میں کہ بعد از ولادت
باسعادت اور قبل از بعثت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام وقوع میں آئی فصل تیسری بعضے
معجزوں میں کہ بعد از بعثت تا وقت ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضح اور لائح ہوئے فصل چوتھی
بیان بارہ حالات کہ بعد از ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا رحلت ظاہر ہوئے اور بیان ایسے
امور میں کہ کسی وقت کے ساتھ ان وقتوں میں سے خصوصیت نہ رکھے فصل پانچوین بیان بعضے
معجزات میں کہ بعد از رحلت ان خلاصہ موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات ظہور
میں آئے اور اسی فصل میں ہے ذکر مدت عمر اور وفات آن سید کائنات علیہ الصلوٰۃ و
التسلیمات خاتمہ بیان مدت خلافت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وائمہ معصومین اور تابعین میں مقدمہ
بیچ بیان تعداد انبیا کی اور ذکر نزول صحابہ کرام اور بیان امتداد زمان از ابتدای خلقت آدم تا ظہور
حضرت خاتم راسے سالکان محکمہ روایت و تحقیق اور ساکنان بادیہ ہدایت و توفیق پر پوشیدہ نہ ہوگی

کہ بموجب آیہ وافی ہدایہ لقد ارسلنا رسلا من قبلک منهم من قصصنا علیک ومنهم
من لم نقصص علیک وما کان لرسول ان یاتی بایة الا باذن الله فاذا جاء امر الله
قضی بالحق وخسر هنالک المبطلون ۔ پیغمبرون مین محدثون نے اختلاف کیا ہی اکثر ارباب
اخبار کہتے ہین کہ حضرت آدم کے زمانے سے تا وقت نبوت حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک
لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے ہین اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اسی قول کے ساتھ اشارہ
کیا ہی اور ایک جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ انکے عدد آٹھ ہزار سے زیادہ نہین ہین اور ابو یعلی موصلی
نے جامع مین اس قول کے موافق روایت کرتا ہی کہ حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد
فرمایا ہی کہ حق تعالی نے میرے تئین کہ چھ ہون آٹھ ہزار پیغمبرون کے بعد مبعوث فرمایا ہی اور ان آٹھ
ہزار پیغمبرون مین سے چار ہزار پیغمبر ارشاد و ہدایت بنی اسرائیل کے مامور ہوئے تھے اور چار ہزار
مختلف امتون اور متباین قرنون پر اور عبد اللہ ابن احمد حنبل نے کتاب شریف الانبیا مین سعید بن
سعید الاموی سے روایت کی ہے کہ حضرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین خاتم
ہزار پیغمبر یا بیشتر ہون فرق اول کہتے ہین کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرونمین سے تین سو تیرہ
مرسل ہوئے ہین اور باقی غیر مرسل اور مرسل وہ ہی کہ وحی الٰہی اسپر بوساطت حضرت جبریل
علیہ السلام نازل ہو صاحب صحیفہ اور کتاب ہو یا نہ ہو اور نبی غیر مرسل وہ ہے کہ بنا بر الہام یا
محض رویاے صادقہ سے کسی قوم کی دعوت پر مامور ہووے پس مرتبہ پیغمبرون کا چار قسم مین منحصر
ہے نبوت اور رسالت اور اولو العزمی اور خاتمیت پہلی قسم عام ہے اور دوسری اور تیسری خاص اور
چوتھی اخص الخاص اور کلمہ اولو العزم کے معنے مین بھی بہت اختلاف ہی کہ اگر مشہور مقالات اختلاف
کو لکھا جاوے تو اطالت کلام لازم آوے لاجرم از روے ایجاز و اختصار جو قریب تحقیق ہی رقم کیا
ہوتا ہی چاہئے جاننا کہ ایک جماعت علما سواے حضرت یونس علیہ السلام کے سب پیغمبرونکو اولو العزم
جانتے ہین اور آیہ کریمہ ولم نجد له عزما کہ حضرت آدم علیہ السلام کی شان مین واقع ہوا ہے
انکے اعتقاد کے باعتبار اول ہی اور ایک گروہ کہتے ہین کہ مقصود کل اولو العزم سے اصحاب شریعت
ہین اور اس تقدیر پر حضرت آدم اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسی اور حضرت عیسی
اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیہم السلام اولو العزم ہین اور باقی نہین اور ایک فرقہ کا یہ عقیدہ
ہے کہ مراد اس کلمہ سے ناسخان شریعت ماقبل ہین اور اس تقدیر پر جاننا چاہیے کہ حضرت آدم
علیہ السلام اولو العزم مین سے نہون اور پانچ اور مرسل کہ بعد حضرت آدم علیہ السلام کے مذکور ہوئے

اولو العزم ہیں اور خاتم باتفاق اہل ملت ایک سے زیادہ نہیں ہے اور ایک جماعت کہتی ہیں
کہ سید البشر و سرور کائنات صلوٰۃ اللہ علیہ افضل ہیں پیغمبران سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور انکے بعد
حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور انکے پیچھے حضرت عیسیٰ روح اللہ اور پھر حضرت نوح نجی اللہ اور چار کتاب
جو ہیں اول حضرت موسیٰ کے صاحب توریت دوسری حضرت داؤد صاحب زبور تیسری حضرت عیسیٰ صاحب
انجیل ہوئے چوتھی محمد مصطفیٰ صاحب قرآن اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پر اکیس
صحیفہ نازل ہوئے اور حضرت شیث پر انتیس اور حضرت ادریس پر تیس اور حضرت نوح پر دس اور حضرت
ابراہیم پر بیس ہوا اور مستوفیان وقائع ایام اور مؤرخان حوادث شہور و اعوام نے نہایت اختلاف کیا ہے کہ ہنگام
پیدائش ابو البشر علیہ السلام سے تا زمان بعثت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ الی یوم الدین کتنا زمانہ ہوا
اور مابین بعثت اور رحلت سرور کے اور رسول رب العالمین کے کتنی کتنی مدت گذری اس باب میں
اپنی تالیفات میں بسبیل اجمال و تفصیل کلام کیا ہے لیکن اسکے بیچ میں شمہ اس میں سے صورت تحریر کی
پاتا ہے اور ایسا و بعض روایات مختلفہ پر اختتام کیا جاتا ہے حبیب السیر میں لکھا ہے کہ محمد بن جریر طبری
نے کہ تمام سالکان مسالک تشوری میں جریدۂ اخبار شہور را در سرور فن ہے ایک مقام پر اپنی تالیف
میں بیان کیا ہے چنانچہ شاہنامہ کی جگہ میں منقول ہے کہ از ظہور آدم تا زمان حضرت خاتم علیہما السلام
چھ ہزار تیرہ برس ہوئے ہیں اور پانچہزار نوسو کے کہتے ہیں اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ بقول علما کے
ہبوط سے ابتدائے روزگار حضرت آدم تا ایام ہجرت سید عالم علیہم السلام چار ہزار چالیس برس
تین مہینے اور بروایت اخبار نصیری پانچ ہزار [illegible] بیشتر اور بسند عبد اللہ ابن عباس کے مروی ہے کہ حضرت آدم
کے زمانہ سے تا طوفان نوح دو ہزار دو سو چھپن سال ہیں اور طوفان سے تا وقت حضرت ابراہیم
علیہ التحیۃ و التسلیم ایکہزار اکاسی اور روزگار خلیل الرحمان سے تا ہنگام موسیٰ پانسو پینسٹھ اور ایام حضرت
موسیٰ سے تا زمان حضرت سلیمان علیہ السلام پانسو چھبیس اور حضرت سلیمان کے وقت سے
تا زمان ذی القرنین رومی بروایت سو ستر اور ہنگام اسکندر سے تا زمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام
تین سو انہتر اس حساب پر روزگار حضرت آدم سے تا ایام حضرت عیسیٰ پانچہزار پانسو بائیس برس کا ہوا
اور ابو الفتح ناصر بن محمد الخضیبی نے کہ مؤلف معارف ہے بروایت وہب بن منبہ روایت کی ہے کہ عمر
حضرت آدم علیہ السلام کی ہزار برس کی تھی اور ہنگام انتقال ابو البشر سے تا وقوع طوفان دو ہزار
دو سو چالیس سال اور طوفان سے تا وقت رحلت حضرت نوح تین سو پچاس برس اور وفات حضرت
نوح علیہ السلام سے تا انتقال حضرت ابراہیم علیہ السلام دو ہزار دو سو چھیالیس برس اور درمیان
حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے سات سو برس اور حضرت موسیٰ سے تا حضرت داؤد
علیہما السلام پانسو برس اور حضرت داؤد سے تا حضرت عیسیٰ علیہما السلام ایکہزار ایکسو برس اور

حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جانے سے تا ولادت حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام چھ سو بیس برس
ہوئے اس تقدیر پر پیدائش حضرت آدم سے تا زمان میلاد سید عالم علیہما السلام آٹھ ہزار سات سو چھاون
سال ہوئے اور حسین بن حمزہ اصفہانی کہ ناقلان مناظر سخندانی میں بحر بیدا اعتبار شہرت رکھتا ہے روایت
کی ہے کہ از روز آفرینش حضرت آدم تا ولادت حضرت نوح علیہ السلام ایک ہزار چھپن برس ہوئے اور ولادت
حضرت نوح سے تا میلاد حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک ہزار آٹھ سو بانوے برس اور تولد حضرت ابراہیم سے
تا زمان قدوم حضرت یعقوب علیہما السلام مصر میں دو سو نوے سال اور قدوم مصر حضرت یعقوب علیہ السلام
سے تا وقت وفات انکے ستر برس اور وفات حضرت اسرائیل علیہ السلام سے تا بنا بیت المقدس چار سو
اسی برس اور بنا بیت المقدس سے تا ہنگام خراب ہونے اسکے چار سو دس برس اور خرابی بیت المقدس
سے اس وقت کہ مدینہ بالخطا پہنچے اسکو فتح کیا ایک ہزار پانسو چھپن برس اس روایت سے تا زمان خلقت
ابو البشر سے تا آوان ہجرت شفیع روز محشر علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ پانچ ہزار چھ سو ننانوے برس ہوئے
اور افضل الآخرین مولانا کمال الدین حسین خوارزمی نے مقصد اقصیٰ میں لکھا ہے کہ ولادت خاتم
الانبیا سے تا حضرت عیسیٰ علیہما السلام چھ سو بیس برس اور حضرت عیسیٰ سے تا حضرت داؤد علیہم
السلام ایک ہزار دو برس اور حضرت داؤد سے تا حضرت موسیٰ علیہما السلام پانسو برس اور حضرت موسیٰ
سے تا حضرت ابراہیم علیہما السلام سات سو ستر برس اور حضرت ابراہیم سے تا حضرت نوح علیہ السلام
ایک ہزار چار سو بیس سال اور طوفان نوح سے تا حضرت آدم علیہما السلام دو ہزار دو سو چالیس برس
اس صورت میں حضرت خاتم سے تا ذات خلیفہ اعظم صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہما چھ ہزار سات سو
مجالس ہوتے ہیں واللہ اعلم بالصواب

جدول تعداد تعیین مدت عالم کون و فساد از روز خلقت حضرت آدم تا ولادت با سعادت خاتم الرسالت صلوات اللہ علیہم اجمعین

روایت از ابن عباس	ابو الفتح ناصر بن محمد الکعبی	حسین بن حمزہ اصفہانی	مولانا جمال الدین حسین خوارزمی
از حضرت آدم تا طوفان نوح علیہما السلام	عمر حضرت آدم علیہ السلام	از پیدائش حضرت آدم تا ولادت حضرت نوح	از ولادت خاتم الانبیا تا حضرت عیسیٰ
ااصه سال	الـ سال	الـ سال	ماعب سال
از طوفان نوح تا وقت حضرت ابراہیم	از حضرت آدم تا وقوع طوفان	از ولادت نوح تا ولادت ابراہیم	از حضرت عیسیٰ تا حضرت داؤد
الـ سال	اعـ سال	الـ سال	الـ سال
از حضرت ابراہیم تا حضرت موسیٰ	از طوفان تا وفات نوح	از تولد ابراہیم تا زمان قدوم حضرت یعقوب مصر	از حضرت داؤد تا حضرت موسیٰ
ما سال	ما سال	سال	ما سال

از حضرت موسیٰ تا حضرت سلیمان علیہما السلام [illegible] سال	از وفات حضرت نوح تا انتقال حضرت ابراہیم [illegible] سال	از قدوم حضرت یعقوب [illegible] تا وقت وفات [illegible] سال	از حضرت موسیٰ تا حضرت ابراہیم [illegible] سال
از حضرت سلیمان تا زمان اسکندر رومی ذوالقرنین [illegible] سال	درمیان حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ [illegible] سال	از وفات حضرت یعقوب تا بنای بیت المقدس [illegible] سال	از حضرت ابراہیم تا حضرت نوح [illegible] سال
از اسکندر رومی تا حضرت عیسیٰ [illegible] سال	از حضرت موسیٰ تا حضرت داؤد [illegible] سال	از ابتدائے بنائے بیت المقدس تا خرابی شدن او [illegible] سال	از طوفان نوح تا حضرت آدم علیہم السلام [illegible] سال
	از حضرت داؤد تا حضرت عیسیٰ [illegible] سال	از خرابی بیت المقدس تا بنا کرنے [illegible] سال	
	از عروج حضرت عیسیٰ تا زمان ولادت خاتم المرسلین صلعم [illegible] سال		
سب [illegible] سال	سب [illegible] سال	سب [illegible] سال	سب [illegible] سال

باب پہلا بیچ بیان پیدائش نور سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور پیدائش تمامی چیزوں کے اسی نور سے اور اس باب میں دو فصل ہیں فصل پہلی بیچ تحقیق نور محمدی ہیں اور ظہور چیزوں کا اس سے بیچ اسی نور کے ارباب حدیث اور اصحاب سیر پر پوشیدہ نہ رہے کہ بیچ مدارج النبوۃ کے لکھا ہے کہ چار حدیثیں درمیان محدثوں کی مشہور ہیں ہر ایک انہیں سے دلالت اس بات پر کرتی ہے کہ اول مخلوقات ایک چیز ان چار چیزوں میں سے ہوچکا تھی پہلی حدیث یہ ہے اوّل ما خلق اللہ نوری یعنے پہلے وہ چیز کہ پیدا کی اللہ تعالیٰ نے نور میرا تھا اور دوسری حدیث اول ما خلق اللہ روحی ہے اول وہ چیز کہ پیدا کی اللہ تعالیٰ نے روح میری تھی اور تیسری حدیث اول ما خلق اللہ عقل یعنے جو چیز کہ پہلے پیدا کی اللہ تعالیٰ نے عقل تھی چوتھی حدیث اول ما خلق اللہ القلم یعنے پہلے وہ چیز کہ پیدا کی اللہ تعالیٰ نے قلم تھا ہر ایک ان حدیثوں سے دلالت کرتی ہے کہ اول پیدائش ان چار چیزوں میں سے تھی لیکن صورت تناقض اس صورت میں ہو جو کیسو واسطے کہ مرتبہ اول ہونیکا سوا ایک چیز کے نہیں ہو سکتا ہو ہیں پس تطبیق درمیان چار حدیثوں کی بہ تقدیر صحیح ہونے انکے تاویلا ہے اسطرح پر کہ اکثر محدثوں کا اوپر اس امر کے ہیں کہ اول پیدائش نور پیغمبر ہماری کی ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اول ہونا روح اور عقل اور قلم کا اضافی ہے یعنے اول مخلوق ارواحوں میں روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھی اور اول مجردات میں عقل تھی اور اجسام میں قلم تھا واللہ اعلم اور ابو ہریرہ سے مدنی نے روایت کی ہے کہ نور حضرت کا بنا ست کہ ہزار برس پہلے سب موجودات سے موجود تھا اور ایک مدت تک بیچ [illegible]

رہا اسوقت کہ مشغول تسبیح و حضرت معبود کے مامور ہوا سو برس تک کہ ہر دن اسوقت کا ہزار برس کے برابر تھا
بنسبت اس زمانہ کے جو بہشت میں رہا اور تسبیح کرتا رہا پھر حق سبحانہ تعالی نے اس نور سے ایک جوہر
پیدا کیا اور بیچ نظر قدرت اپنی کے منظور فرمایا پھر وہ جوہر ہیبت اس نظر سے پانی ہو گیا اور ہزار برس تک
جاری رہا اور ایک لحظہ کسی جگہ قرار نہ پکڑا پھر اسکے تئین اللہ تعالے نے دس قسم کیا پہلی قسم سے عرش
پیدا کیا اور اسکے تئین چار لاکھ رکن عنایت کئے کہ ایک رکن سے دوسرے رکن تک چار لاکھ برس کی راہ ہے
تفسیر کشاف میں ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے عرش کے تئین جوہر سبز سے پیدا کیا کہ درمیان دو کونوں میں
اسکے تئین اسی ہزار برس کی راہ ہے اور بیچ معالم التنزیل کے سورۂ غافر میں شہر بن حوشب سے
نقل کی ہے کہ حاملان عرش آٹھ فرشتے ہیں چار اون میں سے کہتے ہیں سبحانک اللہم وبحمدک لک
الحمد علی حلمک بعد علمک اور چار دوسرے کہتے ہیں سبحانک اللہم وبحمدک لک الحمد علی عفوک بعد
قدرتک اور بیچ معالم التنزیل کے سورۂ الحاقہ میں ہے کہ حاملان عرش آج چار ہیں قیامت کے دن آٹھ ہونگے کہ
گوشت کی شکل کے ہیں اور تلووں سے انکے گھٹنوں تک پانسو برس کا راستہ ہے اور ہر ایک کی چار صورتیں ایک آدمی کا اور ایک
گاؤ کا اور ایک شیر کا اور ایک کرگس کا اور بعض کہتے ہیں کہ حاملان عرش آٹھ صف ملائکہ کے ہیں اور معالم
التنزیل میں ہے کہ بعضوں نے آٹھ جو کہے ہیں حق کہے ہیں کہ پہاڑ کی شکل کے ہیں عرش کو اوپر کاندھوں
اپنے کے اور پاؤں انکے ساتویں زمین پر ہیں اور بیچ کشاف کے تفسیر اول تحت آیت الذین یحملون
العرش کے ہے اور بیچ حدیث نبوی اور قول بیہقی کے لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے
تسبیح ملائکہ کے تئین حکم فرمایا کہ ہر صبح و شام از روے اجلال و اکرام ساتھ سلام حاملان عرش
کے قیام کریں اور ستر ہزار صف ہیں کہ عرش کے تئین گھیرے ہوے ہیں اور گرد عرش کے طواف
کرتے ہیں اور تہلیل کرتے ہیں اور انکے پیچھے لاکھ صف اور ہیں کہ واسطے ہاتھ اپنے کو اوپر بائیں ہاتھ
کے رکھ ہوے بستہ تسبیح کہتے ہیں اور بیچ تفسیر قرطبی کے سورۂ غافر میں کعب الاحبار
نے کہا ہے کہ جب اللہ تعالی نے عرش کے تئین پیدا کیا اور عرش نے اپنے ساتھ عظمت کو دیکھا کہا کہ خدا
تعالے نے کوئی مخلوق مجھ سے بزرگتر نہ پیدا کی پس اللہ تعالی نے اسکے تئین ساتھ ایک سانپ کے مطوق کیا کہ
ستر ہزار اسکے بازو ہیں اور ہر بازو میں ستر ہزار پر ہیں اور ہر پر میں ستر ہزار چہرے ہیں اور ہر چہرہ میں
ستر ہزار منہ اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں کہ ہر منہ اور زبان سے تسبیحیں بعدد قطرہ ہاے باران
اور بعدد برگہاے بیابان اور شمار برگہاے درختان اور بعدد ذرہ ہاے خاک اور شمار ایام دنیا اور بعدد
ملائکہ کرتے ہیں اور وہ سانپ عرش سے لپٹا ہوا ہے اور عرش اسکے ساتھ زیب و زینت لیتا ہے
تفسیر ابو اللیث میں مذکور ہے کہ بیچ حدیث کے آیا ہے کہ خدا تعالے نے بیچ عرش کے ایک مرغ
پیدا کیا ہے اسکے دو بازو ہیں جب انکو کھولتا ہے مشرق سے مغرب تک پہنچا ذکر کرتا ہے اور حجبات آخر ہوئی

سے دونو بازو اپنے ہلاتا ہے اور ساتھ کہنے تسبیح سبحان الملک القدوس کے مشغول ہوتا ہے اور وقت
تمام مرغ روی زمین کی مرغ اپنے بازو کھولتے ہیں اور یہ تسبیح آغاز کرتے ہیں اور یہی ہے خواجہ عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے مرغ سفید کو گالیاں نہ دو اور برا نہ کہو کہ آدمی کو نماز کیواسطے ہوشیار کرتا ہے اور قسم دوسری
سے قلم کو پیدا کیا طول اسکا پانچسو برس کی راہ ہے اور عرض اسکا چالیس برس کی راہ اور قسم تیسری سے
لوح محفوظ کو پیدا کیا اور وہ ایک دانہ موتی سے ہے اور کنارے اسکے جواہر سے مرصع ہیں اور غلاف
اسکا یاقوت سرخ سے ہے بیچ تفسیر تیسری کے ہے کہ لوح کو ایک موتی سفید سے پیدا کیا اور کنارے
یاقوت سرخ سے ہیں سر اسکا عرش سے ملا ہے اور نیچے اسکا بغل فرشتہ میں ہے یعنی سہبادوش اور چوڑائی
اسکی زمین سے آسمان تک ہے تفسیر مدارک التنزیل میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ پیدائش لوح کی
موتی سفید سے ہے اور طول اسکا زمین سے آسمان تک اور عرض اسکا مشرق سے مغرب تک
قلم نور ہے اور تمام خبر اسمیں مسطور ہے پس قلم نے لوح پر لکھا جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے اور قسم چوتھی سے چاند
کو پیدا کیا اور قسم پانچویں سے سورج کو پیدا کیا ریاض المذکورین میں لکھا ہے کہ میدان آفتاب کا دو ہزار اور
چار لاکھ فرسنگ ہے اور ہر روز اسکو ایک نور عرش کا پوشیدہ کرتا ہے اور حرارت اس نور کی اسکو دیتا ہے اور
دوسرے دن اس حرارت کو اس سے کھینچکر جہنم میں ڈالتا جاتا ہے قیامت کے دن یہ سبب نور جرم آفتاب کے
لیکر عرش کو دینگے اور تمام حرارتیں جہنم کی آفتاب میں رکھینگے کہ تاریکی بغایت اور گرمی اسکی نہایت کو
پہنچیگی اور بقول حکما عرصہ چاند کا تیسرا حصہ تمام روے زمین کا ہے اور عرصہ سورج کا ایک سو
چھیاسٹھ حصہ زیادہ زمین سے ہے اور احیاء العلوم میں بھی اسیطرح سے ہے اور قسم چھٹی سے ستاروں کو
پیدا کیا چوتھے آسمان پر یا ساتویں آسمان پر اور قسم ساتویں سے رنگ تئیں پیدا کیا اور قسم آٹھوین سے
فرشتوں کو پیدا کیا اور انکی انواع اور اقسام مختلف کی اور طرح طرح کی صورتیں بنائیں بعضونکی صورت
گاؤ کی اور بعضونکی مانند بھیڑیوں کے اور بعضے کرگسوں کی اور بعضے مانند سانپوں کے بستان فقیہ
ابو اللیث میں ہے کہ بیچ حدیث کے آیا ہے کہ بعضونکا آدھا بدن اوپر کا برف سے اور آدھا بدن نیچے کا
آگ سے پیدا کیا اور یہ تسبیح سبحان من الف بین الثلج والنار یعنی پاکی خاص اس خدا کو کہ اسنے الفت
رکھی اور سازواری دی درمیان برف اور آگ کی اور بیچ قصص الانبیاء عربی کی ہے کہ آسمان پہلا
زمرد سبز سے ہے اور فرشتے رہنے والے اسکے گاؤ کی صورت ہیں اور آسمان دوسرا یاقوت سرخ سے ہے
اور فرشتے رہنے والے اسکے عقاب کی صورت ہیں اور آسمان تیسرا یاقوت زرد سے ہے اور رہنے والے اسکے
کرگسوں کی صورت ہیں اور آسمان چوتھا چاندی سے ہے اور فرشتے رہنے والے اسکے گھوڑونکی صورت
ہیں اور آسمان پانچواں سونے سے ہے اور فرشتے رہنے والے اسکے حور العین کی صورت ہیں اور آسمان
چھٹا موتی سفید سے ہے اور رہنے والے اسکے غلمان کی صورت ہیں اور آسمان ساتواں ایک

اور سے چمکتا ہوا کہ فرشتے رہنے والے آسمانوں کی صورت میں بعضے قیام میں ہیں بعضے کھڑے ہیں
اور اکثر وہ رکوع کئے ہیں اور بعضے سجدے میں ہیں اور بعضے قعود میں ہیں یعنی بیٹھے ہوئے ہیں تا روز قیامت
اور بعضے ثنا خوان اور کاموں اپنے کے مشغول ہیں تفسیر بحر المواج میں سے کچھ تفسیر عزیزی کے اور بعضے
نقل کی ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرشتے اور شیطان اور جن اور انس کو پیدا کیا اور ان سب کو دس جزو کیا نو
جزو فرشتے اور ایک جزو شیطان اور جن اور انس پھر اس ایک جزو کے دس حصے کئے نو حصے شیطان اور ایک
حصے میں جن اور آدمی پیدا کئے پھر اس ایک حصے میں جن اور آدمیوں کو دس جزو کیا نو جزو جن اور ایک
جزو انس پھر ایک حصہ بنی آدم کو کئی جزو کیا ان میں سے ایک جزو مسلمان اور چھبیس جزو کافر ان چھبیس
جزو کافر میں سے بارہ جزو یہود میں ہیں اور چھ جزو روم میں اور چھ جزو دوسرے میں ہیں اور ایک جزو اہل
اہل اسلام سے تہتر فرقے کہ بہتر گمراہ اور ایک ناجی اور قسم ہم زمین سے کرسی کو پیدا کیا اور ساتوں آسمان
اور زمینوں کو اسکے مقابل میں انگشتری کے حلقہ کے بنایا اور داہنی طرف اسکے دس ہزار کرسیاں بچھیں اور
بائیں طرف بھی اسکے دس ہزار کرسیاں بچھیں کہ ہر کرسی پر فرشتہ بیٹھا ہوا آیۃ الکرسی پڑھتا ہو اور ثواب اسکا
نامہ اعمال آیۃ الکرسی پڑھنے والوں امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا جاتا ہو اور قسم دوم میں مرغ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کیا داہنا پاؤں داہنی طرف عرش کے رکھا اور ساتھ تسبیح و تہلیل الٰہی کی کئی ہزار برس
مشغول کیا پھر شیخ صفی الدین گازرونی نے لکھا ہے کہ ظہور نور حضرت رسالت پناہ و لقمہ مرغ عرش کا تھا
دریائے جنت میں ہر روز ایک بار غوطہ مرغ عرش کے چودہ ہزار برس غوطہ لگاتا رہا اور تسبیح کرتا رہا اور اسکے ایک ایک پر
چوبیس ہزار بار اور جب وہ اس دریا سے باہر آیا تو ہر بار اسکے بوند ٹپکیں اور ہر بوند سے
ایک پیغمبر کی روح پیدا ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ مرغ دریا سے باہر آیا
تو اسنے ایک لاکھ چوبیس ہزار دم کھینچے اور اونسے ارواحیں انبیا کی موجود ہوئیں پھر ان ارواحوں
کے نفس بازپسیں سے صدیقوں کی ارواحیں پیدا ہوئیں پھر انھوں سے سانس لیں تو ارواحیں
زاہدوں کی پیدا ہوئیں اور انسے ارواحیں مطیعوں کی اور انسے ارواحیں عاصیوں کی چنانچہ اسی سبب سے
مطیع اور عاصی ہیں سبب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں منہاج النبوۃ میں تفسیر
بحر العلوم میں نجم الدین نسفی نے لکھا ہے کہ شیخ نجم الدین رازی نے مرصاد العباد میں لایا ہے کہ جب وہ نور
ظاہر ہوا حق تعالیٰ نے نظر رحمت اور محبت سے اوسکو دیکھا اور اسپر شرم غالب آئی اور قطرے پانی کے
اس میں سے ٹپکے پس ان قطروں میں سے ارواحیں انبیا کی پیدا ہوئیں اور انسے ارواحیں اولیا کی
اور انسے ارواحیں مومنوں کی اور انسے ارواحیں عاصیوں کی اور انسے ارواحیں منافقوں کی
اور کافروں کی اور صاف ارواحوں انسان سے ارواحیں فرشتوں کی اور انسے ارواحیں
جنوں کی اور ان سے ارواحیں شیطانوں کی اور تلچھٹ ارواحوں انسان سے ارواحیں

طرح طرح کے حیوانوں کی پیدا کیں اور بہشت طرح طرح کے فرشتے اور درخت اور چارون نہرین ظاہر
کیے پس جب پیدائش عرش اور سفلیہ اور علویہ اور بالکل سب اس نور سے ظاہر ہوئی یہ فصل ہے کہ تمامی زمین
اور آدمی اور جسم اور جان اور فرشتے اور سب طرح کے جانور اور وحوش اور درندے اور سب مخلوقات
موجود ہوا اور دن اور رات اور زمان اور مکین و مکان اور کوہ اور کاہ اور ماسی اور ماہ طفیل وجود باجود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ عالم کے ظہور میں آئے فصل دوسری بیچ پیدائش سات آسمانوں
اور زمین میں اور بیان کیفیت بروج اثنا عشر اور سبع سیارہ اور عناصر اربعہ کی مروی ہے کہ حق سبحانہ
تعالی نے اس نور سے ایک دانہ مروارید پیدا کیا اور بنا بحضور ہیبت کے اسمین نظر کی وہ دانہ پانی
ہوگیا پھر چار ہوائیں پیدا کیں ایک باد صبا جسے پروا اور دوسری دبور جسے پچھوا تیسری جنوب جسے
دکھنی اور چوتھی شمال جسے اوترا پھر ان ہواؤں کو حکم دیا کہ چاروں طرف اس پانی کو اوپر
بموجب حکم کے چاروں گوشہ پانی پر وہ ہوائیں آئیں اور موجیں اوس پانی میں اونہیں پھر آگ
پیدا کی کہ وہ پانی پر گئی اور ایک دھواں اٹھکر ہوا میں معلق کھڑا رہا پھر وہ دھواں بفرمان ایزدی
پارہ پارہ ہوگیا ایک پارہ پانی اور پارہ تانبا اور ایک پارہ لوہا اور ایک پارہ چاندی اور ایک پارہ
سونا اور پارہ موتی سفید اور ایک پارہ یاقوت سرخ پانی سے پہلا آسمان پیدا کیا اور تانبے سے
دوسرا اور لوہے سے تیسرا اور چاندی سے چوتھا اور سونے سے پانچواں اور موتی سے چھٹا اور
یاقوت سرخ سے ساتواں اور معالم التنزیل میں سورہ ملک میں مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ نے
اپنی تفسیر میں کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ اول آسمان موج آب سے پیدا ہوا ہے اور دوسرا موتی
سفید سے اور تیسرا لوہے سے اور چوتھا تانبے سے اور پانچواں چاندی سے اور چھٹا سونے سے اور ساتواں
یاقوت سرخ سے اور تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ جواہر آسمان کے سوائے جواہر زمینوں کے
ہیں پس معلوم ہوا کہ روایات ربیع بن انس اور سلیمان فارسی اور کعب الاحبار سے پایا جاتا ہے کہ
آسمان دنیا ایک موج ہے معلق ایستادہ اور آسمان دوسرا چاندی سفید سے ہے اور آسمان تیسرا
لوہے سے اور آسمان چوتھا تانبے سے اور پانچواں سونے سے چھٹا اور زمرد سبز سے اور ساتواں
یاقوت سے یہ سب روایتیں تشبیہ پر ملتی ہیں یعنی اگر ان جواہروں کو دنیا کے جواہر سے قیاس
کریں تو یہ سب تشبیہ دے سکیں گے اور اسی واسطے ان روایات میں اختلاف بہت ہے اور یہی
دلیل ہے کہ کلام تشبیہ پر مبنی ہے اور اہل حکمت نے بمقتضائے حرکات متفاوتہ کے اصطلاح مقرر
کیا ہے کہ آسمانوں کے نو طبق ہیں آسمان اوّل کہ سب کے اوپر ہے اسکو فلک الافلاک کہتے ہیں اور
اس حرکت یومیہ کو کہ طلوع غروب آفتاب اور ستاروں کا سبب اسکے ہر خاص و عام کو محسوس ہوتی
ہیں اسی فلک الافلاک کے ساتھ نسبت کرتے ہیں اور طبقہ دوم کو فلک الثوابت کہتے ہیں اور حرکت بطیئہ کو اسکی طرف اُن

توستارون کی روشنی سے کہ بمنزلہ قندیلون کے ہین منور کیا تا بسبب غروب ہونے آفتاب کے انکی شعاع سے
تاریکی زائل ہووے اور مسافر بحر و بر کو طی مسافت بہ سہولت حاصل ہووے اور شیاطین سے
آسمان محفوظ رہے کیونکہ اسواسطے کہ مادہ پیدائش شیاطین کا دھوان ہے اسلیے یہ فرقہ ظلمت سے تیرگی کو
دوست رکھتا ہے اور روشنی سے بھاگتا ہے اور وقوع ان ستارون کا متفرق اور مختلف اور
قریب اور بعید آسمانون مین اسواسطے ہوا ہے کہ تا بہ صورت بعض جاندارون کی دکھائی دیتے ہین
چنانچہ مراد برج آسمان سے کہ بیچ کلام باری کے ثابت ہوتا ہے یہی صورتین مجسمہ ہین اور سعادت و نحوست
اور نیکی اور بدی جو نسبت کیجاتی ہے ساتھ آسمانون کے وہ اثر گردش آسمانی او تاثیر نجوم اور برج سے
ہوتا ہے جیسا کہ تفسیر عزیزی مین بیچ تفسیر وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ کے تفصیل لکھا ہے اور جو کہ واسطے
ترجمہ اسکا کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ بسبب گردش آفتاب بیچ آسمان کے ایک دایرہ پیدا ہوتا ہے
کہ اوسکو دایرۃ البروج کہتے ہین اور ہمیشہ اوس دایرہ کو بیچ ثلث الکیال کے تمام کرتا ہے اور وہ دایرہ
کہ بارہ حصون پر منقسم رہتا ہے ہر حصہ اسکا موسوم ساتھ برج کے ہوا ہے اسمین سو واضح ہو کہ بارہ برج
آسمان مین نہین ہین اور انحصار اس تقسیم کا اوپر بارہ قسمون کے ہے کہ زیادہ ہووے کم علم غیبی سے بیچ
ذہنون جمیع بنی آدم کے القا کیا ہے کہ جمیع طوائف ہنود اور جملہ یونانی اور کل فارسی اور سارے عرب
اور بہ فرنگی اور حبشی قومین کہ وجود انکا اطراف عالم مین ہے اتفاق اسپر رکھتی ہین لہذا مدت ہونی آفتاب
کی بیچ ہر حصہ چار حصون سے فلک کو ایک فصل مقرر کی ہے کہ ہوا اور خاصیت اسکی مخالف دوسرے
کے ہے مانند بہار و تابستان اور خریف اور زمستان اور ہر فصل کو تین حالتین ضرور ہین ایک
ابتدا ایک اوسط ایک انتہا کہ حکم اس فصل کا بیچ قوت اور ضعف کے مختلف ہوتا ہے لاجرم تقسیم فلک
کی ساتھ بارہ قسمون کے واجب ہوئی اور اس قسم کا ایک برج نام رکھا اور نیز آفتاب کو بیچ عرصہ
ایک دورہ تمام اپنے کے بارہ مرتبہ ساتھ ماہتاب کے اتفاق ایک جگہ ہونیکا پڑتا ہے اور ہر اجتماع
شمس و قمر تا آخر ماہ قمری ہے اسواسطے فلک کو بعدد اجتماعات شمس و قمر بارہ حصہ کیا ہے اور ہر
حصہ کو ایک برج بنایا ہے اور ہر برج کو موافق اس صورت کی کہ بسبب جمع ہونے ستارون کی پیدا ہوتی
ہے اس برج کو ساتھ اسکے نامزد کرتا ہے مثل حمل اور ثور اور جوزا اور سرطان اور اسد اور سنبلہ
اور میزان اور عقرب اور قوس اور جدی اور دلو اور حوت اور ہر ایک کو ان برجون مین سے بمقدار
ایام حرکت آفتاب تیس قسم کیا ہے اور ہر قسم کا ایک برج سے درجہ نام رکھا ہے اور ہر درجہ کو ساٹھ قسم
کر کے ہر قسم کا اس درجہ سے دقیقہ نام کیا کہ لغت ہندی مین ترجمت قطع اس مقدار کو کلا ہی کہتے ہین
اور ہر دقیقہ کو ساٹھ قسم پر تقسیم کر کے ثانیہ کہا کہ ہندی مین اسکو بل کہتے ہین اور ہر ثانیہ کو ساٹھ قسم
کر کے ثالثہ نام کیا کہ اسکو ہندی مین تھن کہتے ہین اور علی ہذا القیاس فی بارہ برج باہم صورت اور احکام مین

اختلاف تمام رکھتے ہیں پس حمل بصورت بزہ گوسفند کے ونہ بچہ کی سی شکل ہے کہ سر جانب مغرب اور
دم طرف مشرق رکھتا ہے اور منہ پیچھے کو کر کے دیکھ رہا ہے اور ستارے اسکی صورت میں واقع ہوئے ہیں
تیئیس ستارے ہیں اور پانچ ستارے اور بھی اسکی صورت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں گو سب بیچ سی خارج
واقع ہوئے ہیں اور ثور ایک گاؤ کی صورت ہے کہ سر اسکا جانب مشرق ہے اور دم اسکی جانب مغرب اور وہ
اسکی بتیس ستاروں سے مرکب ہے اور ستارے کئی شکل میں اتصورا ثریا کہ شکل خوشہ انگور ہے اور اور ستارے
بھی وسکی صورت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اگرچہ اسکی صورت سے خارج ہیں اور جوزا بصورت دو آدمی
باہم اکٹھے ہوا اور چسپان کہ سر انکے جانب شمال اور مشرق اور پاؤن بجانب جنوب اور مغرب ہیں اور اٹھارہ
ستارے اس کی صورت میں داخل ہیں اور سات خارج کہ اور جنوبی ہیں اور سرطان
ایک جانور معروف کہ اسکو فارسی میں خرچنگ اور ہندی میں کیکڑا کہتے ہیں اور نو ستاروں سے
اسکی صورت سے ترکیب پائی ہے اور اور ستارے بھی مثل قلب الاسد اور زبرہ اسکے ساتھ تعلق
رکھتے ہیں اور اسد بصورت شیر کے منہ بطرف مغرب اور پشت بجانب شمال اور ستائیس ستاروں سے ترکیب ہے
ستائیس داخل اور آٹھ خارج اور ان ستاروں میں کہ داخل ہیں ایک ستارہ ہے کہ نہایت روشن اور سرخ
ہے اسکو قلب الاسد کہتے ہیں اور سنبلہ ایک عورت کی شکل ہے اور اسکی ہاتھ میں ایک خوشہ ہے سر اس
عورت کا بجانب شمال اسد اور پاؤن اسکے بجانب میزان اور چھبیس ۲۶ ستاروں سے مرکب ہے
اور اور ستارے بھی اسکے ساتھ متعلق ہیں اور متصل اس ہاتھ کے کہ اسمیں خوشہ ہے ایک ستارہ ہے
کہ اسکو سماک اعزل کہتے ہیں اور میزان بصورت ترازو ہے آٹھ ستاروں سے مرکب اور عقرب بچھو کی شکل
اکیس ستاروں سے مرکب اور بیچ قلب العقرب اور اکلیل ستارے بھی اسکے ساتھ متعلق ہیں اور قوس
ایک مرد کی شکل ہے کہ تیر و کمان ہاتھ میں ہے اکتیس ستاروں سے مرکب ہے اور جدی بصورت بز خانگی
بکری کے بچے کی شکل اٹھائیس ستاروں سے مرکب اور سعد ذابح بھی اسکے ساتھ متعلق ہے اور دلو بھی
ایک مرد کی شکل ہے کہ ایک ڈول کنوئیں میں سے نکال کر ہاتھ میں لیے ہوئے ہو اور اس ڈول کا پانی کچھ زمین
پر پانی گر رہا ہے اور صورت اسکی بیالیس ۴۲ ستاروں سے مرکب ہے اور حوت دو مچھلیوں کی شکل ہے کہ باہم
پشت اور شکم ملے ہوئے ہیں پھر دو ہیں ایک کنواتین سے مقدم کہتے ہیں کہ جنوب کی جانب ہے اور ان
دو مچھلیوں کی صورت چوبیس ستاروں سے مرکب ہے اور یہ سب ستارے ہیں کہ ثوابت کہ جنکو
بالذات حرکت نہیں ہے بلکہ بحرکت سپہر آسمان کے بالعرض حرکت کرتے ہیں اور شمار انکا بجز باری تعالی کوئی
نہیں جانتا ہے اور وہ سبع سیارہ کہ وہ سات ہیں اور سیارہ اور سیارات کا آیہ ولقد زینا السماء الدنیا
بمصابیح یعنی بتحقیق زینت دی ہم نے آسمان دنیا کو کہ زمین کے نزدیک ہے کہ چراغ اسمیں جڑا ہوا ہے
ساتھ چراغوں بہت سے کہ اس آسمان سے درجہ بدرجہ متعلق ہیں اسی طرح سے کہ ثوابت کرسی میں اور حمل

ساتوین آسمان مین ہے اور مشتری چھٹے مین اور مریخ پانچوین مین اور آفتاب چوتھے مین اور زہرہ تیسرے مین
اور عطارد دوسرے مین اور قمر پہلے مین کہ آسمان دنیا مراد ہے اور روشنی ان سب چراغون کی آسمان
اسفل مین جمع کر اسی نیچے کے آسمان کو کہ آسمان دنیا ہے زینت فراوان بخشتے ہین اور بیان انقلاب
احکام بروج اسطرح پر ہے کہ حمل خانہ مریخ ہے اور حمل مذکر اور شرف آفتاب انیسوین درجہ مین
ہے اور ہبوط زحل بھی انیسوین درجہ مین ہے اور حمل مذکر اور نہاری اور حار یابس اور صفراوی اور
برج منقلب اور ربیعی اور شمالی جانتے ہین اور ثور خانہ زہرہ ہے اور وبال مریخ اور شرف قمر تیسرے
درجہ مین ہے اور اسکو مونث اور لیلی اور سرد خشک اور سوداوی اور ثابت گمان کرتے ہین
اور جوزہ خانہ عطارد ہے اور وبال مشتری اور شرف راس اور ہبوط ذنب اور اسکو مذکر اور نہاری
اور گرم وتر اور دموی اور ذوجسدین کہتے ہین اور سرطان خانہ قمر ہے اور وبال زحل اور شرف مشتری
اور ہبوط مریخ اور مونث اور لیلی اور برج منقلب اور اسد خانہ شمس ہے اور وبال زحل ہی اور اسمین
اور ہبوط نہین ہے اور ثابت ہے اور مذکر اور نہاری اور حار یابس اور صفراوی اور سنبلہ خانہ عطارد ہے اور
شرف عطارد اور وبال مشتری اور ہبوط زہرہ اور ذوجسدین اور مونث اور لیلی اور سرد خشک اور
سوداوی اور میزان خانہ زہرہ ہے اور وبال مریخ اور شرف زحل اور ہبوط آفتاب اور برج منقلب
اور مذکر اور نہاری اور گرم وتر اور دموی اور عقرب خانہ مریخ ہی اور وبال زہرہ اور ہبوط قمر اور برج
ثابت اور مونث اور سرد وتر اور بلغمی اور قوس خانہ مشتری ہے اور وبال عطارد اور شرف ذنب اور
ہبوط راس اور ذوجسدین اور مذکر اور نہاری اور گرم وخشک اور صفراوی اور جدی خانہ زحل ہے
اور وبال قمر اور شرف مریخ اور ہبوط مشتری اور برج منقلب اور مونث اور دلو خانہ زحل ہی اور
وبال آفتاب اور کسی کوکب کو اس مین شرف اور ہبوط نہین ہے اور برج ثابت ہی اور ہوائی گرم وتر
اور مذکر اور نہاری اور حوت خانہ مشتری ہے اور وبال عطارد اور شرف زہرہ اور مونث اور لیلی اور
سرد وتر اور بلغمی اور ذوجسدین ہے اور بالجملہ خواص اور احکام ظاہرہ ان بروج کی کہ نسبت باوہان
عوام خیلی روشن اور پیدا ہے اختلاف فضول ہی کہ اسکی ضمن مین عزت اور ذلت تمام عالم مین
تعاقب و تبادل کرتی ہین اور ہر سال مین یہ انقلاب واقع ہوتا ہی اور پھر اوسی سال مین اسی وضع گذر کر
عزت مفقود ہو اور ذلت معدوم ہو کرتی ہی اور جاننا چاہیے کہ زینت دینی مکان کی چراغون کی ساتھ
موقوف اس امر پر نہین ہے کہ وہ سب چراغ اسمکان مین موضوع ہون بلکہ یہ معمول بھی نہین طریق
مکان کی زینت دینے کا چراغون کے ساتھ یہی ہے کہ اس مکان کے اوپر دریچون اور بلند طاقون
مین لٹکا دوین تا ان چراغون کی شعاع سب مکانین منتشر اور سرایت کر ہی اور اگر چراغون کو اس
مکانین رکھین تو انتشار روشنی ان چراغون کا اس مکان مین نہین ہوویگا پس اس آیت سی ہوتا

کواکب کا آسمان کے نیچے سمجھنا خلاف عرف ہے اور حقیقت میں فرق ہے ساتھ جمیع انوار کواکب کے بھی آسمان
پر ہے سبب پائین ہونے اور اسپر سب کی شعاع پڑتی ہے علی الخصوص ساکنان زمین کی نظر میں بسبب شفافی
آسمانوں کی بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سب کواکب اسی آسمان میں ہیں اور زینت میں وہی امر معتبر ہے
کہ موافق اسکی نظر کے ہو نہ وہ کہ واقع میں ہے اور اسیواسطے چاندی کو زر اندود کر کے طمع کرتی
ہیں تاکہ اسکی نظر میں حسن معلوم ہووے اور ایک چراغ کو آئینہ ہزار بین میں سے دیکھتے ہیں
تا چراغ بیشمار نظر آویں اور زینت حاصل ہووے اور آسمان دنیا کو اسواسطے محفوظ رکھا ہے کہ آسمان دنیا
بمنزلہ دروازہ عالم علوی کے ہے کہ مثل ارک بادشاہی کے ہے اور دروازے کی زیب و زینت کرتی اور انکا نگہبان
اور چوکیدار اسپر معین کرتے اور توپ اور غلولہ اسپر تیار رکھنا موافق تزک بادشاہی کے ہوتا ہے وجعلنٰھا
رجوما للشیاطین یعنی اور کردیا ہمنے ان چراغوں کو بمنزلہ غلولہ ہاے توپ کہ ہوتی ہیں جو مرد واسطے دفع
دشمن کے پھینکے سب سنگسار کرنے شیاطین کے ہر بار وہ وہی اختیار اور جاسوسی خبرات عالم علوی کی جانے
تا آن چیزوں اور تدبیروں کو آدمیوں میں پہنچاویں اور انکے اعمال کو فاسد کریں اور اسے مشتبہ کریں
اور نیز ایک عالم الغیب اور مشرک پر آیات الٰہیہ ظاہر کریں اور طریق رجم شیاطین کا کواکب کے
ساتھ اسطرح ہوتا ہے کہ فرشتے روشنی کواکب کی آسمان دنیا میں جمع میں ایک آتش روشن کرتے ہیں
اور اس آگ کو ہر شیطان پر مارتے ہیں اور مروی ہے کہ نیچے آسمان کے ایک دریا ہے کہ عمق اسکا تین
فرسنگ ہے اور ہوا میں معلق ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر وہ دریا آفتاب کے حائل
ہو کر حجاب نہوتا تو ضرر کہ روے زمین جل جاتی اور اگر چاند پر آفتاب نہ کھنچتا تو جو کوئی اسکو دیکھتا مفتون
اور فریفتہ اسکا ہوتا کشف الاسرار میں ہے کہ ایک جسم ہے خالی پانی سے جب اللہ تعالیٰ ارادہ
کرتا ہے کہ مینہ برسانے اس دریا سے پانی لاتا ہے اور برساتا ہے معارج النبوۃ میں مذکور ہے کہ تفسیر
بحر العلوم میں امام نجم الدین نسفی نے لکھا ہے اور روایت مرصاد کی بھی اسکے ساتھ متفق ہے کہ نور
حضرت سید السادات کا سب مخلوقات سے دس لاکھ اور ستر ہزار اور چھ سو برس پہلے موجود تھا اور اس
کے واسطے حجاب ترتیب دی تھی اور ایک ایک حجاب میں محفوظ رکھا تھا چنانچہ ہر حجاب میں حجابوں قدرت
اور عظمت اور منت اور رحمت اور سعادت اور کرامت اور منزلت اور ہدایت اور نبوت اور قربت اور رسالت
اور شفاعت میں کئی ہزار برس رکھا اور ہر حجاب میں تسبیح کیا گیا پھر ہر دریا میں دریاؤں لطیعت اور
شکر اور صبر اور سخاوت اور انابت اور یقین اور علم اور قناعت اور محبت میں کئی ہزار برس غوطے
دیے پھر کئی ہزار برس مقام توحید اور معرفت اور ایمان اور اسلام اور خوف و رجا اور خضوع و خشوع
اور انابت اور خشیت میں رہا اور بعد اسکے گنج قرن عبدیت میں رہا اور ایک عمر رکوع میں
اور چند سال مشغول قیام اور تشہد اور سلام چنانچہ اس نور کی نماز کے سبب سے سب

امت پر نماز فرض ہوئی جب فارغ ہوا تو خطاب آیا کہ اے نور حبیب میرے کچھ تو نے بھی خدمت کی
اپنے پروردگار کی کوئی خدمت چاہ نور نے کہا الٰہی ایسا چاہتا ہوں کہ تو نے سب کے تئیں مقدر کیا اپنی پیشوائی
امت کو اسی اور آدمی طاعت میں اندر ہے بشریت کی تقصیر واقع ہوگی سب میں میں نماز بناتا ہوں ان کا
حق میں کرتا ہوں اور خلعت مغفرت انکے واسطے چاہتا ہوں خطاب آیا کہ اے نور میرے حبیب کے
اچھا طاعت تو نے چاہا یہ بھی تجھ کو بخشا جب نور نے یہ آواز سنی اپنے جی میں نہایت ہی خوش ہوا
اور چند قطرے اس نور سے ٹپکے حق تعالیٰ نے ایک قطرہ انہیں سے بیچ قدرت اپنی کے لیا اور ایک لاکھ چوبیس
ہزار تقسیم اسکو کیا ہر قسم سے روح ایک پیغمبر کی پیدا کی پھر ایک دوسرے قطرے کو تقسیم کیا ایک سے جبرئیل کو
پیدا کیا اور ایک سے میکائیل اور ایک سے اسرافیل اور ایک سے عزرائیل اور ایک سے رضوان خازن بہشت
پیدا کیا اور قطرہ کو دس قسم کیا ایک سے عرش پیدا کیا اور ایک سے کرسی اور ایک سے لوح اور ایک سے
قلم اور ایک سے چاند اور ایک سے سورج اور ایک سے ستارے اور ایک سے فرشتے اور ایک سے بہشت علیحدہ
رضوان ساتھ ستر ہزار فرشتے کے اور دسویں قسم سے ایک جوہر پیدا کیا کہ طول اسکا چار ہزار برس کی راہ ہے
اور عرض بھی اسکا چار ہزار برس کی راہ ہے پھر اس جوہر کو دیکھا اور اسکو اضطراب ہوا آدھا پانی ہو گیا
اور آدھا آگ اس پانی سے دریا روان ہوئے اور ان دریاؤں سے موجیں پیدا ہوئیں اور موجوں کی ٹکر سے
ہوائیں چلیں اور اس آگ کو اس پانی پر غالب کیا کہ پانی جوش میں آیا اور کف پیدا ہوئی اور اس کف سے
زمین موجود ہوئی اور ان موجوں سے پہاڑ پیدا ہوئے اور کانیں ظاہر ہوئیں اور لوہے پتھر سے آگ روشن
ہوئی کہ اس سے دوزخ وغیرہ دیگر اور اس آگ کے شعلوں سے ابوالجان پیدا ہوا چنانچہ بیان ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ تفسیر مدارک میں سورہ حم سجدہ میں ہے کہ بیچ حدیث کے آیا ہے بدرستیکہ خدا تعالیٰ
نے اتوار اور پیر کے دن زمین کو پیدا کیا اور امام ابو اللیث نے لکھا ہے کہ منگل کے دن پہاڑ پیدا ہوئے
اور بدھ کے دن درخت اور پانی اور جمعرات کو آسمان اور جمعہ کے دن کواکب اور چاند اور سورج اور
فرشتوں کو ظاہر کیا اور بیچ ساعت اخیرہ روز جمعہ کے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی ساعت
قیامت قائم ہوگی اور بعضی کتب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہور قیامت کا درمیان صبح اور طلوع
شمس کے ہوگا چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح اور مفاتیح میں لکھا ہے کہ کوئی جاندار سوائے جن و انس کے
نہیں ہے مگر یہ منتظر ہے قیامت کا اور کان لگائے رہتا ہے جمعہ کو وقت صبح سے طلوع آفتاب
تک قیامت کے قائم ہونے کے ڈر سے اور مواہب علیہ میں بیچ تفسیر قول
اللہ تعالیٰ کے والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم کے مذکور ہے کہ حدیث
میں آیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا زمین اوپر پانی کے تھی اور بےقرار
تھی فرشتوں نے عرض کی کہ یہ جائے قرار کسی کی نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پہاڑ پیدا کیا

کہ اُسنے قرار پکڑا اور یہ بھی تفسیر میں آیا ہی کہ جب زمین پیدا ہوئی تو نہایت مضطرب تھا اور تھرکتی تھی تب
حق سبحانہ تعالی نے فرشتہ پیدا کیا اور فرمایا کہ زمین پر کھڑا رہ زمین کو اُسکو بوجہ سے ہوا تھما اور پہاڑوں کو
بیچ زمین کیا اور تفسیر مواہب علیہ میں سورہ لقمان میں ہی کہ ایک جگہ ضحاک سے نقل ہی کہ حق سبحانہ تعالی
نے انیس پہاڑ بیچ زمین کے گاڑے جب ٹھہری رہی کہ انہیں میں کوہ قاف ہی اور ابو قبیس اور جودی اور لبنان
اور سنیر اور ثبیر اور طور سینا اور سواے انکے عارف ہمدانی اعنی پیاسے ہمدانی نے کتاب خیر الملوک
میں بیان کیا ہی کہ حق تعالی نے ایک فرشتہ فرشتوں میں سے زمین پر موکل کیا اور زمین اقلیم و زمین کی
اسکے قبضہ میں دی جب کسی قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنا چاہتا ہی اُس فرشتے کو فرمان ہوتا ہے
کہ رگ اس زمین کی ہلاوے اور اُسکو ہلا دے زلزلہ اس قوم پر ڈالے اور اور بعضی تفسیروں میں بھی اسیطرح
ہے اور مدارک التنزیل میں بیچ تفسیر اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ کے
یعنی وہ اللہ کہ پیدا کیے سات آسمان و زمین بھی مثل انکے لکھا ہے کہ زمین سے آسمان تک پانسو برس کی
راہ ہی اور اسیطرح ہر آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچسو برس کی راہ ہی اور زمینیں بھی سات مثل
آسمانوں کے ہیں اور مسافت میں اور بعضے ایک زمین کہتے ہیں لیکن باعتبار اقلیموں کے
سات گنتی ہیں اور بیچ تفسیر زاہدی کے لکھا ہے کہ زمینیں مثل آسمانوں کی سات گنتی میں ہیں جو صورت میں
کسواسطے طبقہ زمینوں کے آپس میں ملے ہوے ہیں اور طبقے آسمانوں کے فاصلے سے ہیں اور ابن عباس اور
قتادہ کہتے ہیں کہ زمینیں مانند آسمانوں کے ہیں شمار میں اور صورت میں کسواسطے کہ بیچ ہر آسمان اور
زمین کے ایک پیدائش ہے پیدائشوں سے اور ایک امر ہے امروں رب العالمین سے ایک زمین سے دوسری
زمین تک جیسے کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اور بیچ عین الانس کہتا ہے کہ پیدائش زمین کی طرح
کی ہی ایک حصہ سانپ اور ایک حصہ چیونٹیاں اور ایک حصہ تمامی خلق اور یہ بھی کہتا ہی کہ تہائی دنیا کی
دریا ہیں اور پانی اور تہائی خراب اور تہائی معمور و آباد اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ فراز زمین کا کوہ قاف ہے تفسیر کواشی میں لکھا ہی کہ قاف ایک پہاڑ ہی احاطہ کیے ہوے ہی زمین کو
اور وہ زمرد کا ہی یا زبرجد کا اور بلندی اُسکی پانچسو برس کی راہ ہے اور گرد اسکے دس ہزار برس کی راہ ہی
اور نیچے زمین کے ایک گاے ہے کہ زمین درمیان دونوں سینگوں کے اُسکے ہی اور اس گاے کے
چالیس ہزار سینگ ہیں اور ایک پٹھے سے دوسرے پٹھے تک پانسو برس کی راہ ہی اور پانوں اس گاے کا
مچھلی کی پشت پر ہے اور مچھلی پانی پر ہی کہ گہرا اس کا چالیس ہزار برس کی راہ ہی اور وہ پانی ہوا پر ہے
اور وہ ہوا اندھیری پر ہے اور وہ تاریکی دوزخ پر ہے اور وہ دوزخ ایک پتھر پر ہی اور وہ پتھر ایک فرشتہ
کے سر پر ہی کہ پانوں اُسکا ہوا پر ہے اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ زمین پانی پر ہے اور پانی مچھلی پر ہے
اور مچھلی ایک پتھر پر ہی اور پتھر اوپر پر فتاح ایک گاے کے ہے اور گاے ثری پر ہے اور ثری سے

ہووے کہ مشغول ہوا اور اتنی عبادت کی کہ نہایت رغبت طاعت اور ادا سے فرشتوں نے
رب الارباب سے درخواست کی کہ ہوتا ہے شخص مطیع اور فرمانبردار کام میں بشر ہے اور دعا انکی
قبول ہوئی حق تعالی نے اسکو آسمان اول پر حکم دیا ایک مدت آسمان دنیا پر بھی عبادت کے ساتھ
گذری کہ فرشتوں مقربوں آسمان دوم سے درخواست کی اور اسکو آسمان دوم پر لیگئے اسیطرح ساتوین
آسمان پر پہونچا بعد اسکے رضوان نے دیا اور کہا اگلے آسمان کے نقشہ اسکی نیکیوں سے منظور ہو اگر ایک
ساعت وہ بہشت میں بھی آئے تو ہم بھی اس سے بہرہ مند ہوں حق تعالی نے اسکو ساتھ دعا رضوان
کے بہشت میں بھیجا اور وہ اس جگہ بھی ساتھ طاعت الہی اور تعلیم فرشتوں کی مشغول رہا اور عرش کے نیچے
یاقوت کی منبر پر آکر ایک علم نور کا ظاہر کر کے مجلس وعظ کی برپا کیا اور اتنے فرشتے اسکی مجلس میں جمع
ہوا کرتے تھے انکا شمار سوا اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ اصل میں جنس ملائکہ سے تھا
عزازیل کی سبب لباس شیطان اسکو پہنایا گیا اور ذلیل فرشتوں سے اسکو مردود کیا القصہ جب بنی الجان
بہت [illegible] اور بزرگیوں سے باہر آئے اور بیچ مسکنوں پر قابض ہوئے اور طاعت الہی اور
[illegible] خدا شناسی سے دور ہوئے عزازیل نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں جا کر انکو گناہوں سے باز رکھوں
اور راہ راست پر لاؤں دعا اسکی باجابت مقرون ہوئی اور ایک گروہ فرشتوں کے ساتھ آسمان
سے زمین پر آیا اور انکو دعوت کی ایک گروہ قلیل نے عزازیل کی ہدایت میں سعی کی اور اسنے ایک جگہ
انہوں میں سے [illegible] تھا اسکو ایلچی بنا کر بنی الجان کے پاس بھیجا تا انکو دعوت کرے اور راہ خدا
شناسی کی ہدایت کرے انہوں نے غالب ہو کر اور نا پاکی سے اس ایلچی کو شہادت کا شربت چکھایا اور
عزازیل اس قصہ سے غافل تھا ایک مدت تک اس ایلچی کی خبر معلوم نہ ہوئی تو عزازیل نے دوسرے کو
بھیجا اسکے ساتھ بھی انہوں نے یہی معاملہ کیا چنانچہ جتنے ایلچی اسنے بھیجے اسیطرح پہنچے اور ان
بدبختوں نے سب کو شہید کیا آخر الامر اسنے ایک اور کو بھیجا اور گروہ بنی الجان اسکی بھی جان کے دشمن
ہوئے مگر اس ایلچی نے [illegible] کر کے حیلہ سے اپنے تئیں وہاں سے بچا کر عزازیل کے پاس مراجعت کی اور حقیقت حال
بیان کی عزازیل نے حضرت احدیت میں عرض کر کے اور اسنے رخصت لیکر انکے ساتھ مقابلہ کیا اور بہتوں کو
قتل کیا اور باقی اطراف عالم میں بھاگ گئے حق تعالی نے تمام روے زمین کا ملک اور آسمان دنیا کی خلافت
اور خازنی جنت کی ابلیس کو دی تو کبھی زمین پر عبادت کرتا اور کبھی آسمان پر سب کی پیشوائی کرتا
اور علم طاعت اور عبادت کا [illegible] بستان سرا جنت میں [illegible] تاج [illegible] اسکی دانائی اور عبادت
اور [illegible] کمال مشغول ہوئی تو اسنے دلمیں یقین کیا کہ اگر کبھی اللہ تعالی نے اس سلطنت
کو اور کسیکو تفویض کریگا تو میں منع کرونگا اور نہیں دینے کا کسو اسلئے کہ کمالات علمی میں
اپنا نظیر نہ جانتا تھا اور کسیکو امر خلافت میں اپنے ساتھ شریک نہ سمجھتا تھا اسی احوال میں ایک دن

زمین سے ایک مٹھی خاک لاکر بفرمان قدرت پیشانی خلقت کے نہال با جمال بویا چاہتا ہوں جبرئیل امین
بفرمان رب العالمین بالائے افلاک سے خاکدان خاک پر آئے تا حکم الٰہی بجا لاویں اور تمام روی زمین سے سفید اور
سیاہ اور سرخ اور زرد اور بالائی اور ناپاک اور جبل اور سہل سے ایک مٹھی خاک اوٹھاویں زمین نے کہا میں
پناہ مانگتی ہوں ساتھ عزت اس خدا کے کہ بھیجا ہے تجھ میرے پاس سے کچھ نہ لے کہ قیامت کے دن
آگ میں ہو [illegible] جب زمین نے عذر بیان الٰہی کیا تو حضرت جبرئیل کو اسکے حال پر ملال پر رحم آیا
تمام پر خالی پھر [illegible] خطاب آیا کہ اے جبرئیل خالی ہاتھ آیا کیا نہیں تیرے امر کی ساتھ قدرت جو
کی تھی [illegible] عفو [illegible] جبرئیل سے حضرت میکائیل کو خطاب آیا کہ
جا اور مٹھی خاک لے آ حضرت میکائیل گئے اور کہا اے خاک کچھ مجھے آرزو ہے کہ تجھ کو
اور [illegible] جا اور اسکو اٹھا [illegible] زمین نے کہا [illegible] آرزو رکھتی [illegible]
[illegible] حضرت میکائیل نے بھی اسکا عذر قبول کیا
اور پھر خطاب آیا کہ اے میکائیل کیواسطے خالی ہاتھ پھر آیا تو کہا اے پروردگار میرے تیرے ایسی
[illegible] پاس بھیجا [illegible] کی راہ پر بیٹھی ہے اور بار ہی [illegible] سر پر باندھے
ہے اور [illegible] اسمین پانی بھی نہیں [illegible] میں حیران ہوا کہ ایسے کی پاس سے لاؤں پھر حضرت اسرافیل
اس حکم ساتھ مامور ہوئے [illegible] میں عذر خواہی کی کہ اے اسرافیل میرے تئیں معاف رکھ کہ
اس کام کے لائق نہیں ہوں حضرت اسرافیل نے بھی اسکا عذر قبول کیا اور بعض روایتوں میں حضرت
اسرافیل کا بھیجنا نہیں آیا پھر یہاں حضرت ایزد منان حضرت عزرائیل کو ہوا کہ جاؤ اور ایک مٹھی خاک
کی زمین سے لاؤ اور کچھ عذر اسکا قبول نکرنا اور کسیطرح سے اسکے ضعیف حال پر رحم نہ کھانا حضرت
عزرائیل زمین پاس آئے اور کہا اے زمین [illegible] رونے کا رونا میرے آگے کچھ قدر نہیں رکھتا اور
[illegible] نہیں [illegible] امر کو حکم بادشاہ میں کیا اختیار زمین نے کہا کہ میں [illegible] رووں کہ میری مٹی
خاک سے گنہگار پیدا ہونگے اور [illegible] داغ انکی پیشانی پر رہینگے حضرت عزرائیل نے کہا کہ اے زمین
اولاد کا گنہگار پیدا ہونا ماں باپ کی شامت سے ہے تو نے آپ چاہا کہ تجھی گنہگار ہوں تین
دفعہ تجکو بلایا اور تو نے قبول نہ کیا اگر پہلی دفعہ تو حکم مان لیتی تو تیرے سب فرزند مطیع اور فرمان بردار
ہوتے اب اور زبان درازی مت کر کہ میں اپنے کام کیواسطے نہیں آیا ہوں ساتھ حکم پروردگار کے آیا ہوں
جبتک کہ اسکا حکم نہ بجا لاؤنگا یہاں سے قدم نہ اٹھاؤنگا القصہ زمین نے ہر چند عذر کئے مگر عزرائیل نے
کچھ نہ سنا اور مٹھی بھر لی اسوقت زمین نے فریاد کی اسکی تسکین کے خاطر خطاب آیا کہ اے زمین غم نہ کھا
جو کچھ تجھ سے ہم نکالینگے انہیں سے بہتر تجکو پہونچا دینگے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عزرائیل
مٹھی خاک کی لیکر گئے تو درگاہ سے خطاب ہوا آیا اے عزرائیل جسوقت تو نے مٹھی بھری تو زمین نے تجھے

پناہ مانگی عرض کی کہ خداوندا تجھ سے ساتھ تیرے پناہ مانگی تھی فرمایا کہ کسواسطے تجھکو رحم اسپر نہ آیا کہا خداوندا
اطاعت تیری مانع تھا جو یاران کی رحم کھانے سے پہ مقدم رکھی فرمایا کہ تیری تئین ہے قابض ارواح کیا
تا اجل سے وقت ہر ایک کی تو ارواح قبض کرے ملک الموت رونے لگا اور کہا خداوندا فرزندان آدم میں
نبی اور صفی اور ولی ہونگے اور مخلوقات میں کوئی چیز مکروہ تر موت سے نہوگی جب یہ گروہ برگزیدہ مجھکو
قابض ارواح جانینگے البتہ مجھکو دشمن سمجھینگے [illegible] فرمایا موت کیواسطے ہم علتیں اور سببیں مقرر کرینگے
کہ انکو سبب موت کا جانینگے اور تجھ سے [illegible] نہ جانینگے پھر [illegible] پاک نے اس خاک پر ایک ابر کا حکم دیا اور مینہ
کیا کہ چالیس دن تک اور ایک روایت میں چالیس برس تک اسپر برسا اور انتیس دن یا انتیس برس
دریائے غم سے کہ اسکو بحر الاحزان کہتے ہیں اور ایک روایت میں تحت عرش سے کہ کثرت غم و
اندوہ اور قلت عیش و خوشی اسی سبب سے ہے پانی آیا اسوقت خدائے کریم نے اپنے لطف عمیم سے
مدت چالیس صباح میں کہ عبارت چالیس برس سے ہے ساتھ دست اختیاری قدرت اپنی کے حضرت
آدم کی مٹی کا خمیر کیا کہ خمرت طینة آدم بیدی اربعین صباحا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حکم
فرشتے [illegible] چشمہ [illegible] اور سلسبیل سے پانی لائے اور اس مٹی پر ڈالا جب وہ گل یعنی گارا ہوئی تو پھر ابر کو حکم
ہوا کہ بحر الاحزان سے پانی لاکر چالیس برس برسا کہ وہ مٹی سیاہ ہوگئی پھر آفتاب قدرت نے اسکو خشک
کیا تفسیر بحر المواج میں ہے کہ اسکو چالیس برس گلا یعنی گارا کر رکھا اور چالیس برس خشک تا کہ یعنی
ٹھیکریاں آواز دار ہو اور چالیس برس صلصال یعنی خشک بشکل سفال کوزہ گران اور بعضے کہتے ہیں
کہ وقت طین یعنی پیوستگی کے ترتیب اعضا کی پھر خشک کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ ترتیب اعضا نہیں کی بلکہ اس
خشک مٹی پر صورت حضرت آدم کی کھینچی اس صورت میں کمال قدرت قادر بیچون کی ظاہر اور ہویدا ہوئی
اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ ہر عضو حضرت آدم علیہ السلام کو ہر جگہ کی مٹی سے پیدا کیا یعنی سر مبارک
خاک کعبہ سے پیدا کیا اور گردن بیت المقدس سے اور سینہ [illegible] زمین [illegible] سے اور پشت زمین ہند سے اور ہاتھ
زمین مشرق سے اور پاؤں زمین مغرب سے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ درازی قد کی ساٹھ گز کی
تھی اور عرض سات گز کا نقل ہے کہ قالب حضرت آدم کا چالیس برس مکہ اور طائف کے درمیان میں
وادی نعمان پر کہ متصل عرفات سے زمین پر پڑا رہا اور اس مدت میں فرشتے گروہ گروہ اسپر گذرتے تھے اور
عجائب اور صنعت غریب اسکی سے تعجب کرتے تھے کیواسطے کہ پہلے کوئی چیز اس صورت کی پیدا نہوئی تھی
تفسیر بحر المواج میں ہے کہ خوبصورتی [illegible] آدم میں آئی ہے سو حصہ کیا تھا ایک کم سو حصے حضرت آدم
کو دی تھی اور ایک حصہ تمام عالم کو اور اس ایک حصے کی سو حصہ ہوا ہے ایک کم سو حضرت یوسف کو دی
اور ایک حصہ باقی سب بنی آدم کو بحر المواج میں مذکور ہے کہ اس فرصت میں شیطان آتا اور قالب کی آدم
کی گرد پھرتا اور کہتا کہ یہ ایک جسم خالی ہے [illegible] سے زمین پر گر پڑیگا اور [illegible]

کاہلی کریگا اور اس جسم سے کچھ کام نہیں ہوسکیگا لیکن اسکے سینے میں بائیں طرف ایک حجرہ ہے وہ ویرا
مجکو معلوم نہیں ہوتا کہ اسمیں کیا چھپا ہوا ہے شاید لطیفہ ربانی کا یہی مقام ہے کہ بسبب اسکے خلافت نصیب
پہونچا وصف القصص پیرایہ زدستان نے خطاب فرمایا کہ یا ارواح یا ارواح جب روح نے خطاب سنا بجلد و
تمام دوڑکر حاضر ہوئے حق تعالے نے فرمایا اس قالب میں کہ جسے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے
گھس جا روح نے جو دیکھا اور سوراخ باریک اور تاریک اسکو نظر پڑا عذر کرنے لگی اور گھسنے سے انکار کیا
پھر خطاب ہوا اور اسنے عذر کیا اور پھر خطاب ہوا اور اسنے پھر عذر کیا چوتھی مرتبہ خطاب ہوا کہ جا اسمیں
بکراہت اور نکل اسمیں سے بکراہت تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ ہنوز روح حضرت آدم کی سر مبارک
میں آئی تھی کہ انھوں نے ایک چھینک ماری اور بالہام حضرت ملک العلام کلمہ الحمد للہ انکی زبان سے جاری
ہوا اور حق تعالے نے جواب میں فرمایا یرحمک اللہ اور حاکم نے ابن عباس سے اور بیہقی نے کتاب
الاسماء والصفات میں ابن مسعود سے اور ایک جماعت نے صحابہ کرام سے روایت کی ہے کہ جب روح
حضرت آدم کی کمر تک پہونچی جست کرکے کھڑے ہوگئے ہنوز روح انکی پنڈلی میں نہ آنے پائی
تھی کہ زمین پر گر پڑے حق تعالے نے فرمایا خلق الانسان من عجل اور بعد ازان کہ انکے بدن میں
روح نے سرایت کی بموجب حکم الٰہی سرایت کی بموجب حکم الٰہی فرشتوں کی جماعت پر گذرے اور کہا السلام
علیکم فرشتوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ حکم ہوا کہ انھیں سلاموں کو ہمیشہ تیرا اور تیری ذریت
کیواسطے تحیت گردانا اور مروی ہے کہ جب روح حضرت آدم کی قالب میں بکراہت آئی اور آنکھیں حضرت
آدم کی ساتھ نور روح کے روشن ہوئیں پہلے نظر عرش مجید پر پڑی اور ساق عرش پر لکھا دیکھا لا الہ الا
اللہ محمد رسول اللہ هی امتہ مذنبۃ وانا رب غفور یعنی یہ امت گنہگار ہے اور میں
پروردگار بخشنے والا ہوں یہ دو چیزیں دیکھیں یعنی ایک علو اور رفعت شان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
وسلم اور ایک عصیان و نسیان امت انکی کا اور ان دو اندیشہ میں حضرت آدم علیہ السلام متفکر ہوکے
اور پوچھا کہ خداوندا یہ کون ہے کہ جسکا نام تیری نام کے پاس ہے فرمایا کہ ایک پیغمبر ہے میری پیغمبروں میں اور ایک
فرزند ہے تیری فرزندوں میں سے جب تجھسے ایک حرکت واقع ہوگی اسکی شفاعت سے ہم درگذر کرینگے اور شفقت بہت
یعنی سختی تیری ساتھ نہیں کرینگے خاطر عاطر حضرت آدم میں گذرا کہ یہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باعث
تشفیع ہونیکا ہووے اور یہاں برعکس ہے حقتعالی نے حضرت جبرئیل کو فرمایا کہ جا میرے بندہ پاس
اور یہ اندیشہ اسکے دل سے نکال ورنہ اس خطرہ سے ہلاک ہو جائیگا حضرت جبرئیل آئی اور حضرت آدم
کے سینہ کو چیرا اور آدھا کلیجہ نکال کر بہشت کی زمین میں دفن کیا وہ اندیشہ تخم اس درخت کا کہ جس سے
حضرت آدم کو زلت ہوئی اور اس سے گیہوں کا درخت اوگا اور آدھا کہ سینہ میں حضرت آدم کی باقی رہا
اُس سے نفس امارہ پیدا ہوا کہ قیامت تک اولاد آدم میں سبب کلفت اور پشیمانی کا رہے القصہ جب روح

سے حضرت آدم کے جسم مین قرار پایا ہر وقت ذوقِ قربت اور انس حضرت باری سے نفس تن
تنگ ہونے لگی اور چاہا کہ اسکو توڑ کر آشیانہ اصلی پر اپنی مراجعت کرے پھر چاہیے کہ اُسکو چند دن یہان رکھین اور
سیر دون شہرین سیر کرا دے ہین حضرت کو کبھی ساتھ معلّمی فرشتون کے اور کبھی ساتھ سیر کرانے آسمانون کے
اور دکھانے باغ بہشت کے مشغول کیا اور ہر وقت سلام اور پیغام کی اور نوازشون کا اور عطایا
پادشاہانہ کے مخصوص فرمایا تا روح کا آشیانہ ویرانہ تن مین چند مدت رہے ۔ فصل دوسری بیچ تعلیم یعنی
سکھانے اسمار ملائکہ کو حضرت آدم کو اور سجدہ کرنا ملائکہ کا حضرت آدم کو اور آنا حضرت آدم کا بہشت مین
اور پیدا ہونا حضرت حوّا کا حضرت آدم سے اکثر مفسر اس امر پر ہین کہ جب سب فرشتون کے خیال مین آیا کہ
چونکہ پیدائش ہماری سب سے پہلے ہے تو ہم سب سے کامل تر اور فاضل تر ہین اس انکی خود بینی کو سبحانہ تعالی نے فرمایا
اور خطاب آیا کہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنی تحقیق کہ مین پیدا کرنے والا ہون بیچ زمین کے ایک
خلیفہ کو معارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ علمار تواریخ نے اسطرح بیان کیا ہے کہ جب شیطان ساتھ گروہ
بنی الجان کے مطیع اور فرمانبردار اللہ کے زمین پر باستقلال رہنے لگا اور دل مین خیال کرنا [illegible]
رکھا زبان سے پوچھا کہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اس تقریر پر مراد ملائکہ سے شیطان ہے واسطے اعوان
ہین کہ انکو خطاب آیا اور انہون نے کہا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ
نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ یعنی خداوندا اس شخص کو زمین پر پیدا کریگا کہ اسمین فساد و خونریزی ناحق آپس مین
ہونگے اور ہم تسبیح کرتے ہین ساتھ ستائش بزرگی تیری کی اور تقدیس کرتے ہین ہم واسطے تیرے قال جواب آیا
کہ اے ملائکہ تم زمین کو خالی کر کے رہین پراگندہ ہم مخلوقات کا ساتھ کس اسرار بیچ ہماری کے نہین [illegible]
اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی مین جانتا ہون اس چیز کو کہ تم نہین جانتے پھر علما کہتے ہین فرشتے
اس سوال کرنے سے پشیمان ہوئے اور اسکی تلافی کی تدارک مین اپنی کمر باندھی [illegible] جس وقت کہ
جب حق تعالے نے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ تو انہون اس سوال کو سمجھا [illegible] کیا
اس امر مین ساتھ اسکے بامر رب کے بیس ستر برس گرد عرش کے طواف کیا کیے اور کہا کیے لبیک اللّٰھم لبیک
فعفتنا ربنا لبیک لبیک نستغفرک ونتوب الیک یعنی اے پروردگار زاری کرتے ہین ہم طرف تیری
بار خدایا طلب مغفرت کرتے ہین ہم تجھسے اور توبہ کرتے ہین ہم تیری طرف اور [illegible] روضۃ العلما
مین امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جسدن اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کا
خطاب الٰہی سب ملائکہ کو پہونچا اور انہون نے سوال کیا اور اسکا جواب سنا بہت پشیمان ہوئے اور
غضب الٰہی سے ڈرے اور تدارک کے واسطے ہر روز تین ساعت ساتھ طواف عرش مجید کے
مصروف رہا کیے اور زاری عاجزی درگاہ باری مین کیا کیے کہ حق تعالی کو انپر رحم آیا اور معاف فرمایا
پھر اللہ تعالے نے حضرت آدم کو سب نام تعلیم فرمائے کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا یعنی سکھائے

آدم کو نام سب بعضے کہتے ہیں مراد اسماء سے نام فرشتوں کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ نام ذریت آدم ہیں اور
بعضے کہتے ہیں کہ مراد نام سب چیزوں کے ہیں ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ پھر ان چیزوں کو فرشتوں کے روبرو حاضر کیا
فَقَالَ پس فرمایا اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۵ یعنی خبر دو مجھکو ساتھ ناموں ان
چیزوں کے اگر ہو تم سچے پھر فرشتوں نے اپنے عجز کا ساتھ اقرار کیا قَالُوْا اور کہا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۵ یعنی پاک ہے تو نہیں علم ہمکو مگر جتنا کہ تو نے ہمکو سکھلایا ہے تحقیق ہے تو جاننے والا
دانا پھر خدا تعالیٰ نے حضرت آدم سے انکا نام پوچھا فَقَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ کہا اے آدم خبر کر تو انکو
ساتھ ناموں انکے فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ پس جب خبر کی آدم نے انکو ساتھ ناموں انکے کی اور حضرت آدم
نے ایک ایک نام بموجب فرمانے مالک العلام کے فرشتوں کو سامنے سنا دیا اور فرشتوں نے حضرت آدم کی فضل اور
بزرگی پر اقرار کیا اور عذر خواہی کرنے لگے قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا
تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۵ فرمایا کیا نہ کہا تھا میں واسطے تمہارے تحقیق میں جانتا ہوں پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور
زمین کی اور جانتا ہوں وہ چیز کہ ظاہر کرتے ہو تم اور وہ چیز کہ تم چھپاتے تھے لطائف آفتاب شعشعی مستخرج ان احوال
عالم اور عجائب فرخندہ مآثر مستحفظان آثار طواف نبی آدم ہے یہ قصہ اور بیان اور پیدا ہوئی کہ یہ
واقعی ہدایت اور یہ قصہ دلیل واضح ہے اوپر فضیلت اور شرافت علم کے کیونکہ واسطے کہ اگر کوئی چیز سوا علم کے ایسی
شرافت رکھتی ہوتی تو مقام اظہار فضیلت حضرت آدم میں فرشتوں پر وہی چیز پیش کیجاتی اور نیز اول قصہ
استحقاق خلافت فضیلت علم پر منحصر ہے چنانچہ علمائے تحریر اور حکمائے تقریر نے فضائل علم میں شرح و بسط
اور اثبات کلام کی ہے کچھ اسمیں ہم بقدر استقامت کے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے بتقریب اس آیت کے منقول
ہے کہ حاضر ہونا عالم کی مجلس میں اگرچہ اس میں فائدہ حاصل ہووے یا کوئی مسئلہ دریافت کرے سات فائدہ کا موجب
ہوتا ہے اول یہ کہ ہر قدم پر گناہ معاف ہوتا ہے اور ثواب اسکو متعلموں کے واسطے ہے دوسرے اسمیں شریک ہوتا ہے
دوسرے یہ کہ جبتک اس مجلس میں حاضر رہے گناہوں سے باز رہتا ہے تیسرے یہ کہ جب اپنے گھر سے بہ نیت
طلب علم نکلتا ہے تو ثواب کہ طالب علموں کے واسطے بہتر ہے اسمیں داخل ہوتا ہے چوتھے یہ کہ حلقہ علم
میں ہنگام نزول رحمت شریک ہوتا ہے پانچویں یہ کہ جبتک سنتا ہے ذکر اور تلاوت علمی کا عبادت میں رہتا ہے
چھٹے یہ کہ جب مسئلہ دقیق سنتا ہے اور اسکی فہم اس شخص کو نہیں پہنچتی تنگدل ہوتا ہے اور اسکی خاطر شکستہ
ہوتی ہے تو زمرہ منکسرۃ القلوب میں محسوب ہوتا ہے ساتویں یہ کہ عزت علم اور ذلت فسق اور جہل اسکی خاطر
نشین ہوتی ہے اور جاہلوں اور فاسقوں سے اسکو نفرت پیدا ہوتی ہے یہ حال اس شخص کا کہ مجلس علما سے
بے بہرہ ہے پس وہ شخص کہ فوائد بسیار دینی اور اخروی انکی صحبت سے اٹھاتا ہے قیاس کیا چاہئے کہ حضرت
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ علم کو مال پر سات وجہ سے فضیلت ہے اول یہ کہ علم
میراث پیغمبروں کی ہے اور مال میراث فرعون و ہامان اور شداد و نمرود کا دوسرے یہ کہ علم بسبب خرچ

کرنے سے کم نا قص نہین ہوتا بلکہ زیادہ ہوتا ہے اور مال صرف کرنے سے کم تیسرے یہ کہ مال محتاج
نگہبان کا ہوتا ہے اور علم آپ آدمی کا محافظ ہے چوتھے یہ کہ جو آدمی مرتا ہے مال کو چھوڑ جاتا ہے اور علم قبر مین اسکے
ہمراہ جاتا ہے پانچوین یہ کہ وہ مال نعمت ہے مختص البشر کا کہ مومن اور کافر کے ساتھ آتا ہے اور علم نافع
حاصل نہین ہوتا مگر مومن کو چھٹے یہ کہ کوئی فرقہ آدمیون سے نہین مگر کہ محتاج علم کی طرف ہوتے ہین اہل
دین ہین اور بہت فرقہ ہین کہ مال دارونکے محتاج نہین ہوتے ساتوین یہ کہ علم پل صراط پر گذرنے کی وقت قوت
دیگا اور مال موجب ضعف کا ہوگا بعضے علما کہتے ہین کہ قرآن مجید مین حق تعالی نے سات چیز کو فرمایا ہے
کہ باہم دگر برابر نہین ہین بلکہ ایک دوسرے سے بہتر ہے هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون یعنی کیا برابر
ہین وہ لوگ کہ جانتے ہون اور وہ لوگ نہین جانتے دوسرے قل لایستوی الخبیث والطیب یعنی کہہ تو اے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نہین برابر ہے خبیث اور طیب تیسرے لایستوی اصحاب النار واصحب الجنة یعنی
نہین برابر اصحاب دوزخ اور اصحاب جنت چوتھی اور پانچوین اور چھٹی اور ساتوین لایستوی الاعمی
والبصیر ولا الظلمت ولا النور ولا الظل ولا الحرور ولا یستوی الاحیاء ولا الاموات
یعنی برابر نابینا اور بینا اور نہ اندھیرا اور نہ روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ اور نہین برابر جیتا اور نہ مردا
اور شرح اس تفصیل کا ان ساتون چیزون مین فضیلت دینی عالم کی ہے جاہل پر یہانسے معلوم ہوا کہ
ہر تفصیل رجوع کرتی ہے فضیلت دینی عالم کی جاہل پر اور اسی واسطے حدیث شریف مین عالم کو عابد پر
بار بار بحسب عبارتونکے ساتھ ترجیح دی ہے اور حق تعالی نے بھی مقام تفصیل انبیا علیہم السلام مین بعض کو
بعض پر اسی صفت کی صفتون اور شعبونکے ساتھ ترجیح فرمائی ہے علم الخصوص سات پیغمبرونکو انبیا مین سے
سات علم کے ساتھ صریحا فضیلت دی حضرت آدم علیہ السلام کو ساتھ علم لغت کے کہ وعلم آدم الاسماء کلہا
یعنی اور سکھائے آدم کو نام سب اور حضرت خضر کو ساتھ علم فراست کے کہ علمنہ من لدنا علما
یعنی سکھایا ہمنے اسکو اپنے پاس سے علم اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ علم تعبیر کے وعلمتنی من تاویل
الاحادیث یعنی اور اسکو سکھایا تونے مجکو تعبیر دینا خواب کا اور حضرت داود کو ساتھ علم
صنعت کے وعلمنہ صنعة لبوس لکم یعنی اور سکھائی ہمنے اسکو خیاطی واسطے تمہارے اور حضرت سلیمان
کو ساتھ جاننے زبان جانورونکے وعلمنا منطق الطیر یعنی تعلیم کیگئی ہم زبانین جانورونکی اور
حضرت عیسی علیہ السلام کو ساتھ علم توریت اور انجیل کے کہ ویعلمہ الکتب والحکمة والتوریة
والانجیل یعنی اور سکھائی اسکو کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو ساتھ علم اسرار کے وعلمک مالم تکن تعلم اور سکھایا تجکو وہ کہ نہ جانتا تھا تو کہتے ہین ان سات
علمونکے ان سات پیغمبرونکے حق مین ثمرات عجیب ظاہر کئے حضرت آدم علیہ السلام کو انکے علم نے مسجود ملائکہ کا کیا
اور حضرت خضر کی علم نے انکو حضرت موسی کی استادی عنایت کی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو

انکے علم نے زمین مصر کی بادشاہی پر پہونچایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو انکے علم نے عورت مانند
بلقیس کی اس دولت وجاہ اور ملک وحشم اور مال کے ساتھ بخشی اور حضرت داؤد علیہ السلام کو انکے علم نے
ریاست اور بادشاہت پر پہونچایا اور حضرت عیسیٰ کو انکا علم سبب زوال تہمت انکی ماں کا ہوا اور حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکے علم نے خلافت کبریٰ اور شفاعت عظمیٰ سے سرفراز کیا اہل نکات کہتے ہیں کہ حضرت
آدم کو جاننا نام مخلوقات کا مسجود ملائکہ گردانا پروردگار کے ناموں اور صفاتوں کا جاننا حضرت کو
کس حد پر پہونچایگا اور حضرت خضر کو کہ علم فراست کی نسبت حضرت موسیٰ کے مشرف کیا امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم حقیقت اور شریعت اور طریقت اگرچہ نسبت انبیا علیہم السلام پہونچا ہم
تو کیا عجب اور بعید ہے اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین اور حضرت یوسف علیہ السلام
کو علم تعبیر خواب نے قید خانہ سے نجات بخشی اگر مفسران اس آیت کی تاویل کہا بشر زندان فہمانات اور
آخرت سے نجات بخشی کیا دور ہے حکایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بوسیلہ تحکم ایک بادشاہ کی ملازمت
اور بادشاہ سے درخواست کی کہ بدستور اور خواصوں کے مجکو بھی خدمت مشہوری پر مامور فرمائیں بادشاہ نے
کہا کہ اول جا اور علم حاصل کر تا قابل میری خدمت کے ہو وہ شخص امام محمد غزالی کے پاس آیا اور علم کی تحصیل
شروع کی جبکہ علم کی لذت پائی اور بادشاہ کی صحبت کی آفتوں سے آگاہ ہوا بادشاہ نے اسکو طلب کیا
اور امتحان لیا بعد ازاں کہا کہ اب تو میری خدمت کے قابل ہوا ہے اب علم حاصل کر اور میری خدمت میں
مشغول ہو اس شخص نے کہا کہ جب میں تیری خدمت کے قابل تھا مجکو قبول نہ کیا اب میں خدا تعالے
کی خدمت کے لائق ہوا ہوں تجکو قبول نہیں کرتا کہ اشعار سعدی شیرازی مناسب احوال کے
ہیں قطعہ صاحبدلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ ✦ بشکست عہد صحبت اہل طریق را ✦ گفتم میان عالم و عابد چہ
فرق بود ✦ تا اختیار کردی ازان این فریق را ✦ گفت آن گلیم خویش بدر میبرد ز موج ✦ وین جہد میکند
کہ بگیرد غریق را ✦ پھر حق تعالی نے فرمایا کہ ایک تخت آدم کیواسطے بنائیں کہ اس تخت کے تین سو پائے
تھے ایک پایہ سے دوسرے پایہ تک کئی سو برس کا راستہ تھا پھر حضرت آدم کو آراستہ کرکے
گوشوارہ جواہر جنت سے کانوں اور دستانے بہشتی ہاتھ میں اور انگوٹھی بیش قیمت انگلی میں اور لباس
سعادت کا بدن میں اور تاج کرامت کا سر پر تخت پر بٹھایا حضرت آدم علیہ السلام جب ہنستے تو دانت پر نور
سورج جیسے چمکتے اور نہایت فضل اور کمال اور غایت حسن و جمال پر حضرت آدم کے شوق وصال کے
ساتھ فرشتے انگشت حیرت دانتوں میں پکڑتے جب حکم ہوا تو فرشتوں نے تخت بابخت کو اپنے کاندھوں پر رکھکر
آسمانوں پر جلوہ دیا اور عرش مجید کے برابر رکھدیا حکم ہوا کہ اسجدوا لآدم یعنی سجدہ کرو آدم کیواسطے فسجد
الملائکۃ کلہم اجمعون پس سجدہ کیا فرشتوں نے کل کے سب پس فرشتے فرمان واجب الاذعان
بجا لائے پہلے حضرت جبرئیل نے سر اپنا زمین پر رکھا پھر حضرت میکائیل نے پھر حضرت اسرافیل نے

پھر حضرت عزرائیل نے بسبب فرشتون نے پھر ہر ایک کو خلعت رنگا رنگ بارگاہ الوہیت سے عنایت ہوا
حضرت جبرئیل عم کو وحی کا امین کیا اور حضرت میکائیل کو کلید رزق عنایت ہوئی اور حضرت اسرافیل ساتھ
فرشتہ جیسے تھیں وہ سرفراز ہوے اور حضرت عزرائیل عم کو بسبب وصل حبیب سے سبب نفرت دوست
طرف دوست کے فرمایا اور باقی فرشتون کو ساتھ دولت عظمت کی ممتاز کیا اور جسنے کہ سجدہ سے انکار کیا
وہ مردود بارگاہ ہوا اور وہ سجدہ تحیت کا تھا نہ عبادت کا اور سجدۂ تحیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
شریعت سے پہلے جائز تھا چنانچہ حضرت یوسف کے بھائیون نے حضرت یوسف کو سجدہ کیا ہے مگر سجدہ
عبادت کا سواے اللہ تعالی کے اور کسی کو واسطے کسی شریعت مین جائز نہین ہوا جب فرشتون نے
حضرت آدم کو سجدہ کیا تو سو برس تک سجدہ مین رہے اور ایک روایت مین پانچسو برس کہ جب سر
سجدہ سے اوٹھایا تو شیطان کو دیکھا کھڑا ہے اور منھ اوسکا پھرا ہوا ہے اور صورت اصلی اپنی سے بدصورت
ہو رہا ہے شکر کے واسطے دوبارہ سجدہ کیا اور اور سبب نوبت سجدے کی تکرار کی اسی سبب سے
ہر رکعت مین دو سجدے ہین جب شیطان علیہ اللعن نے دوسرے سجدہ سے بھی انکار کیا حق تعالی نے
فرمایا یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین یعنے اے ابلیس
کس چیز نے منع کیا تجکو کہ سجدہ کرے تو واسطے اس چیز کے کہ پیدا کیا مینے ساتھ ہاتھون اپنے کے غرور کیا
تو نے یا ہے تو بلند مرتبہ والون سے قال جواب دیا انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین
یعنے مین بہتر ہون اس سے پیدا کیا تو نے مجھکو آگ سے اور پیدا کیا اسکو خاک سے اور جوہر آگ کا نورانی ہے اور جوہر
خاک کا ظلمانی — تفسیر معالم مین سورۂ اعراف وغیرہ مین ہے کہ شیطان نے ساتھ اس تحقیق عقیم اور قیاس
عقیم کے خطاے عظیم کی کہ باعتبار اپنی اصل کے حضرت آدم کو بہتر جانا اور یہ نہ جانا فضل اور بزرگی خاک سے غافل
رہا اور خوبی اسکی سے جاہل اور جتنی خوبیان کہ ہین نہ جانین اور اوسکے فضائل دریافت نہ کر سکا کہ خاک سبب
ہے باعث عالم کھینچ ساتھ کی اور بسبب بارکشی سے نہ پھریگی اور تمامی جہان کو فائدہ پہونچایگی ہر چند کوئی کوئی اسکے
ساتھ جفا کریگا یہ مہر و وفا کریگی اور جو کوئی اسمین کسیطرح کا تخم رکھیگا بدلے مین بار بسیار دیگی تواضع اور
فروتنی اسکی سبب ہے روشن اور ظاہر ہے اور نار یعنے آگ سراسر رنج آزار اور زیان کار ہے یعنے آگ کسیکام کی
نہین ہر چند اس سے بعضے چیزون کو نفع ہے لیکن منافع اسکے ضرر بہت رکھتے ہین اور بمقتضاے طبع اپنی سے اوپر
جانا چاہتی ہے جو چیز کہ اسکو دوین کبھی جلا کے کوئی چیز نہ چھوڑیگی لہذا اسکی سے خلاصی نہ پاوے
اور آگ اگرچہ روشنی افروز ہے لیکن ظاہر و باطن سوز ہے اور فروتنی جوہر خاک کا ہی کہ حضرت آدم نے کہا
ربنا ظلمنا انفسنا یعنے اے رب ہمارے ظلم کیا ہمنے نفسون اپنے پر القصہ جب ابلیس کو سجدہ کرنے
حضرت آدم سے ننگ آیا قال فاخرج منہا فانک رجیم پس نکلجا تو یہین سے یعنے آسمانو نمین سے
پس تحقیق کہ تو راندہ گیا ہے وان علیک لعنتی الی یوم الدین اور تحقیق اوپر تیرے لعنت میری ہے

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے پروردگار وہ عہد کونسا ہے کہ تا اوسکی استحکام اور اہتمام
مین قیام کرون فرمایا کہ شیطان کا کہنا نہ ماننا اور اوس درخت سے کہ تجکو منع کیا جاتا ہے نہ کھانا
بعضے علما کہتے ہین کہ وہ درخت انجیر کا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ درخت انگور کا تھا اور منقول
اور جمہور کے نزدیک یہ ہے مین مشہور ہے کہ وہ درخت گیہون کا تھا اور فرشتے اوسپر گواہ ہوے اور بہشت
مین لائے الغرض جب حضرت آدم صفی اللہ بہشت مین آئے پہلے جو چیز نوشجان کی بقول بعضے انگور
تھا اور بعضوں کے نزدیک خرما تھی اور میوہ بہشتی خوب کھاتے پھرتے تھے اور تخت طلائی پر جواہر
اور ملائکہ قصر مینا زرنگار بہشت مین کرتے تھے اور آب دلکش اور شیر اور شہد اور طرح طرح
کے میوے سے جتا پاتے تھے حضرت کا آدمی جو اور شربت شیرین اور میوہ خوش اور نگین کھاتے پیتے تھے
اور انہین کوئی اسکے ساتھ انس کرے اور ایک جلیس کہ اسکے ساتھ الفت کرے اسی فکر مین تھے کہ انکو نیند آئی اور
سو گئے اور پسلی کی ہڈی انکی سے حضرت حوا پیدا ہوئین اور حضرت آدم علیہ السلام کو بموجب تفسیر کشاف اور
انوار التنزیل مین ہے کہ حضرت حوا کو پسلی آدم یعنی چھوٹی ہڈی بائین پہلو اونکے سے
پیدا کیا اور تفسیر مین ہے بعضے کہتے ہین کہ حضرت حوا کو باقی مٹی آدم علیہ السلام کی سے پیدا کیا
اور مدارج النبوۃ مین بھی ہے کہ ایک قول ہے پیدائش حضرت حوا کی بہشت کے باہر ہوئی ہے اور وہ
حوا کو اٹھا کر بہشت مین لے گئے ہین لیکن بروایت ابن عباس اور ابن مسعود اور ناس سے
اور اور اصحابون سے پیدائش حضرت حوا کی بہشت مین ہوئی ہے اور اس قول کو بزرگون نے ترجیح
دی ہے اور یہ بھی روایت کی ہے کہ حضرت حوا کو حق تعالی نے بصورت حضرت آدم پیدا کیا چنانچہ
رنگ اور قامت اور حسن و جمال حضرت آدم کے ساتھ مشابہ تھا اور کسی چیز مین فرق تھا ایک تو یہ
حضرت حوا کا بدن نازک تھا حضرت آدم علیہ السلام کے پوست سے اور رنگ زیادہ صاف تھا رنگ سے
اور آواز خوشتر اور آنکھین سیاہ تر اور ناک چھوٹی اور دانت سفید اور لطیف اور ہتھیلیان نرم اور حضرت
حوا کے سر پر بال گیسو یاقوت اور موتیون کے ساتھ مرصع تھے اور انہین سے مشک اور
زعفران کی بو آتی تھی الغرض جب حوا پیدا ہوئین اور حضرت آدم نے انکو دیکھا پوچھا کہ تم کون ہو اور
کہان سے آئی ہو حضرت حوا نے کہا کہ مین ایک ٹکڑا ہون تمہارے بدن کا اللہ تعالی نے مجکو تمہارے
واسطے بھیجا ہے اور تمہارے ساتھ نامزد کیا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت آدم نے حق تعالی سے پوچھا
کہ یہ کون ہے کہ مجکو اسکے ساتھ انس دل آرام ہے اللہ تعالی نے فرمایا کہ میری لونڈی ہے اور تو میرا غلام ہے تیرا آدم
نام رکھا ہے کہ تو میرے ادیم یعنی زمین سے ہے اور اسکا نام حوا کیا ہے کہ حیوان سے پیدا کیا ہے اور تیرے
واسطے بھیجا ہے تا تجکو اسکے ساتھ تسکین ہووے تو اسکے ساتھ خواستگاری کر حضرت آدم علیہ السلام
نے بفرمان حضرت باری خواستگاری کی اور کہا کہ الہی مجھے کیا چاہتا ہے تو فرمایا کہ پیغمبر گاری اور شکل

دیا لیج اور سیکھا اوسکو احکام دین سکھاوے حضرت آدم نے قبول کیا پھر اللہ تعالیٰ نے کرسی جواہر کی
حضرت آدم کو بٹھایا اور سب فرشتے جمع ہوئے اور حق تعالیٰ نے حضرت آدم کا نکاح کیا اور اونکے نکاح کو
ساتھ اپنی حمد و ثنا اور اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ مزین کیا اور فرمایا
کہ اب تم دونوں یہاں رہو اور جو چاہو کھایا کرو لیکن گرد اس درخت کے نہ جانا اور اگر ایسا کروگے
تو ہوگے تم زیانکار وہ نہیں ہے کہ اس آیۃ والی مراد سے ظاہر ہے قلنا یا آدم اسکن انت وزوجک
الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظلمین
چنانچہ انہوں نے اقرار کیا اور عہد دیا اسکے نہ کھانے کا اور فرشتے مقرب اسپر گواہ ہوئے پھر حضرت
آدم اور حضرت حوا نے روضہ رضوان میں قرار پکڑا اور بہشت میں تعلیم سے بہرہ مند ہوئے اور باغ کی اون میوؤں
سے بہرہ کیا عجب بات کہ ہر قطع زمین بہشت میں کہ گھر بنا ہوا تھا نظر نہیں اس درخت کی طرف نہیں
نظر آتی تھیں روایت ہے کہ پانسو برس دنیا کے کہ دو پہر پاتے ایک دن وہاں کا ہوتا ہے کیا جب وہ پہر
اول اس دن کی گذر رہے تو آفتاب دولت و اقبال حضرت آدم اور حضرت حوا کو زوال پہنچا کہ بہشت سے
دنیا پر انتقال کیا **فصل تیسری** بیچ احوال نقل کرنے حضرت آدم اور حضرت حوا کے جنت سے
دنیا میں معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ جب روضہ رضوان اور باغ جنان حضرت آدم اور حضرت حوا
علیہما السلام کو تفویض ہوا اور انہوں نے آسائش سے عیش و کامرانی میں گذرانا لگی تو شیطان کہ
کہ جانے سے معزول ہوا تھا باطن میں ابوالبشر کے ساتھ کمال عداوت رکھنے لگا چاہا کہ سلطنت
کا رخنہ انسان میں خلل دیوے اور مفارقت انہیں دلاوے جب اسکو معلوم ہوا کہ حضرت آدم کو
سب میووں کے کھانے کی جنت میں اجازت ہوئی ہے لیکن ایک درخت کی ممانعت ہوئی ہے لیکن خوش
ہوا اور زمین سے پرواز کرنی شروع کی تا آنکہ دروازہ بہشت پر پہنچا اور وہاں بیٹھ رہا کہ اگر کوئی
باہر آوے تو اپنا مطلب حاصل کرے ایک مدت تک اس ارادہ میں وہاں بیٹھا رہا مگر اندر سے
کوئی باہر نہ آیا آخر الامر ایک مور کہ خزانہ بہشت میں تھا باہر آیا جب شیطان کی نظر اوسپر پڑی
بہت خوش ہوا اور کہا اے طائر تو کون ہے اوسنے کہا میں مور ہوں اسے خائف تو کون ہے اوسنے کہا
میں ایک فرشتہ ہوں کروبیوں میں سے کہ ایک ساعت عبادت سے غافل نہیں ہوں چاہتا ہوں
کہ بہشت میں آؤں اور وہ نعمتیں کہ واسطے دوستوں کے مہیا ہوئی ہیں اونکو مشاہدہ کروں تاکہ موجب
زیادتی عبادت اور طاعت اور سبب ترقی درجات خوف و رجا کا ہو پس تو چاہتا ہے اور تجھسے ہو سکتا ہے
تو میری یاری اور مددگاری کر مور نے کہا اے فرشتے تو سچ کہتا ہے کہ ہاں اور قسم کھائی کہا مور نے اے
فرشتے میری قدرت اور طاقت نہیں کہ میں تجکو بہشت میں لیجاؤں لیکن ایک میرا بھائی ہے کہ
سانپ اسکا نام ہے شاید کہ وہ تجکو لیجاوے شیطان نے کہا اچھا مور گیا اور سانپ سے کہا مبارک

مبارک ہو تجکو اسے سانپ کہ ایک مرتبہ یہان آیا ہے اور اُسنے ہمارے ساتھ بھائی چارہ کیا ہے
اور تین کلمے وہ ہمکو سکھاتا ہے بشرطیکہ بہشت کے لانے مین اسکی معاونت کرے تو سانپ فی الحال
اسکے استقبال کو باہر آیا اور ملاقات کی شیطان ساتھ وسوسہ سانپ کے مشغول ہوا اور ایسی
چاپلوسی کی کہ اسکے افسون سانپ مین اثر کیا سانپ نے کہا اے فرشتے کیونکر تجکو لیجاؤن کہ رضوان
اور خازنان موجود اور حاضر ہین شیطان نے کہا منہ کھول سانپ نے منہ کھولا اور شیطان اُسکے
منہ مین گھس گیا اور وہ بہشت مین اسکو لیگیا خازن اُسکے آنے سے آگاہ ہوا چاہا کہ اسکو روکے
فرمان آیا کہ اسکو آنے دو اور منع نہ کرو کہ اسمین کچھ اسرار پوشیدہ ہین پھر شیطان منہ سے نکل کر
حضرت آدم اور حضرت حوا کے پاس آیا اور زار زار اور نہایت نوحہ زاری کرنے لگا حضرت آدم اور حضرت
حوا اسکو نہ پہچانا اور پوچھا کہ تو کون روتا ہے کہا میرے رونیکا سبب یہ ہے کہ اب تم اس باغ مین کمال
عیش وطرب سے گذارتے ہو پھر آخر تمہارے تئین نکال دینگے اور نعمت حیات کہ ساتھ کرتے ہو ثبات کے
مبتلا کرینگے ایسی ایسی اُسنے باتین کہین اور وہان چلا گیا حضرت آدم علیہ السلام اُس ناپاک
کے کہنے سے نہایت اندوہناک ہوئے شیطان پھر اُنکے پاس گیا اور کہا آدم اگر میرے قول
پر اعتماد کرے تو مین ایک درخت تجکو بتاؤن کہ اگر تھوڑا بھی تو اسمین سے کھاوے تو ہمیشہ بہشت
مین رہے اور تجکو موت کبھی نہ آوے اور دولت واقبال تیرا زوال نہ پاوے پھر شیطان نے
مور سے کہا کہ اے طاوس مجکو وہ درخت بتا اور مور اسکو اس درخت کے تلے لایا اور شیطان وہان
بیٹھا اور یہ کلام حسرت انجام ساتھ لحن نوحہ آمیز اور ترانہ شرارت انگیز کے آغاز کیا کہ خدا
تعالے نے تمکو اس درخت کی مخالفت کی کہ مبادا تم اسمین سے کھاؤ اور فرشتہ ہو جاؤ کیونکہ
کہ فرشتہ نکو رہتا ہے تا روز قیامت بحر المواج مین لکھا ہے کہ حضرت حوا اس درخت کے پاس تھین
جب یہ نغمہ نوحہ آمیز اُسکے سنے تو اُنکی خاطر نے اور میل کی اور نزدیک گئین شیطان نے قسمین
کھانی شروع کین کہ مین نصیحت کرنیوالوں مین سے ہون اور بہت مبالغہ کیا اور سخت قسمین کھائین
اور انکو فریفتہ کیا مروی ہے کہ پہلے وسوسہ وافسون نے حضرت حوا مین اثر کیا اور اسکا سبب یہی
تھا کہ خاص حضرت حوا کو کہا کہ کیا تجکو کوئی اس درخت مین سے زیادہ تصرف کرنے دوسری سلطنت
ہووے حضرت حوا درخت کے پاس گئین اور ساتھ خوشی اسکی سے ایک کا ذخیرہ کیا اور ایک
کھا لیا اور پانچ حضرت آدم کے پاس لے گئین حضرت آدم نے اُسکے کھانے سے انکار کیا
حضرت حوا نے کہا مینے اسمین سے کھایا ہے اور بہت لذت اور تعریف اُسکی بیان کی کہتے ہین
کہ وہ شہد سے شیرین تر اور مسکہ سے نرم تر اور دودھ سے سفید تر تھے حضرت آدم نے حضرت
حوا کو ملامت کی کہ تجکو کیا باعث ہوا کہ عہد پروردگار کو فراموش کیا اور درخت سے کہ منع کیا

تھا اوسکو ہوش کیا مگر عقوبت سے اسکی پرہیز نہ کیا حضرت حوا نے کہا اے آدم رحمت الٰہی فراوان
ہے اور دریاے مغفرت اوسکا بے پایان ایک روایت مین ہے کہ حضرت آدمؑ ہنوز عذر نہ کر چکے تھے
کہ حضرت حوا ایک قدح شراب بہشتی کا حضرت آدمؑ کے پاس لائین اور حضرت آدمؑ نے اوسمین سے پیا
چونکہ پہلے بھی شراب سے مست تھے دوبارہ کے پینے سے مستی زیادہ ہوئی اور غایت بیہوشی کر
تو بیہوشی غالب ہوئی اور حضرت حوا نے ایک لقمہ انکے منہ مین دیے ہی دیا ہنوز وہ منہ تک نہ اترے
پایا تھا کہ حلّے اسکے بہشتی انکے بدن سے گر پڑے اور وہ ٹوپی ان ناخونون کی شکل کہ ابتک
انگلیون کے سر پر موجود ہین اور انکو انہین حلون کی یادگاری کیواسطے رکھا ہے کہ انکو حضرت
آدمؑ دیکھتے تھے اور روتے تھے اور اسیطرح مدارک التنزیل مین ہے اور اسیجگہ نقل کیا ہے کہ جو کوئی
کسی خوشی سے حیران ہووے جب نظر ناخونون پر پڑے تو ہنسی اوسکی تسکین پاتی ہے اور تاج کہ حضرت
آدمؑ کے سر پر تھا اوسنے مثال مرغ پرواز پرواز کی اسوقت حضرت جبرئیلؑ نے انکر بند انکی کمر سے
کھول لیا حضرت آدمؑ اور حضرت حوا نے جب اپنے تئین برہنہ دیکھا شرم کے مارے سر طرف دوڑ چلے
اور شرمندگی سے بھاگنے لگے جس درخت کے پاس پناہ کیواسطے جاتے تھے وہ اونسے دور بھاگتا تھا
اور بھاگتے بھاگتے کیوقت شاخ درخت عناب نے سر کے بال حضرت آدمؑ کے پکڑے حضرت آدمؑ نے کہا
اے درخت مجھے چھوڑ کہ مین بھاگ جاؤن کہا مجھے حکم ہے کہ تجھے اپنے مین لٹکاؤن اور اگر خلاف حکم
کرون تو تیری طرح گنہگار ہون فریاد بنیاد حضرت آدمؑ سے نکلی کہ الامان الامان یا رب خطاب آیا کہ
این انت یا آدم یعنی کہان ہے تو آدم کہا الٰہی یہان موجود ہون برہنہ اور شاخ درخت سے گرفتار
ہون خطاب آیا کہ یہ حال پریشان نتیجہ تیرے عصیان کا ہے حضرت آدمؑ نے آہ سرد دل پر درد
سے کھینچی پھر حضرت جبرئیلؑ انکو پکڑکر باہر لائے جب دروازہ بہشت پر پہونچے ندا آئی کہ اے جبرئیل
آدمؑ کو چھوڑ اور اسکے دشمنون کو بھی بہشت سے باہر لیجا حضرت آدمؑ نے بہشت کے درختون کو
اور ان درختونکو دیکھا اور ان درختون سے پتے مانگے تا اپنی عورتین کو ڈھانکین درختون نے انکار کیا
حضرت آدمؑ نے درخت انجیر سے مانگا تو اوسنے انکار نہ کیا اور حضرت آدمؑ کو پتے دیے بعضے کہتے ہین کہ وہ جو
پتے تھے خطاب انجیر کے درخت کو آیا کہ اور درختون نے آدم عاصی کو پتے نہ دیے تو نے کسواسطے
دیے انجیر نے کہا الٰہی ہر چند اس سے گناہ وقوع مین آیا لیکن مین اونھین آنکھون سے آدمؑ کو دیکھتا
ہون کہ روز اول دیکھتا تھا اور تمام بزرگی کہ تو نے اسکو عنایت کی ہے جانتا ہون کہ ضائع نہوگی خطاب
آیا کہ اے انجیر ساتھ اس نظر پسندیدہ کے کئی کرامت کے ساتھ ہینے تجھکو مخصوص فرمایا اول یہ کہ
تمام درخت پہلے ساتھ شگوفہ کے میوہ ظاہر کرینا اور تجھے دیکھا دین ساتھ میوون کے
اور پہلے شگوفہ ظاہر کرے بعد میوہ کے لیکن چونکہ تو نے بے حکم میرے آدمؑ کو پتے دیے

جب تک تجکو گوشمالی نہ دین صوفی تجکو منہ دین نہ لیجائیں اور باقی بزرگیان تفسیر بحر الدرر مین مذکور ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ وہ درخت عود یعنی اگر کا تھا کہ جسنے حضرت آدم کو سیتے وقت اسکو خطاب آیا کہ
اے عود ہم ساتھ تفصیر نفیس تیرے کے عالم کو معطر اور خوشبو کرین گے چونکہ تو نے میرے فرمان سے
سیتے وقت جب تک کہ تجکو آگ پر نہ رکھین گے تجسے بو ظاہر نہوگی عرائس ثعلبی مین لکھا ہے کہ حق تعالی
نے حضرت آدم کو بواسطہ ترک فرمان کے ساتھ دس عقوبت کے مبتلا کیا اول ساتھ عتاب کے کہ آیا
تجکو منع کیا تھا اس درخت سے دوسرے سبب لباس اتار لیا اور بعضے کہتے ہین کہ تیسرے علما کو اتفاق ہے
اس امر مین کہ خوشنما صورت انکی نظر مین تھا اور نظر ملائکہ سے اسیطرح مستور اور پوشیدہ کیا چوتھے
پوست حضرت آدم کا سست اور تاریک کیا اور پہلے روشن اور سفید اور مضبوط تھا ناخن کی طرح مگر ایک
نمونہ انگلیون کے سر پر چھوڑ دیا ہے پانچوین پروردگار نے اسے جوار قرب سے باہر کر دیا
چھٹے درمیان حضرت آدم اور حضرت حوا کے سو برس تک جدائی ڈالی اور بعضے کہتے ہین دو سو
برس تک ساتوین درمیان شیطان کے اور حضرت آدم اور فرزندان حضرت آدم علیہ السلام کے عداوت
تا قیامت قائم کی آٹھوین نام گنہگاری کا حضرت آدم پر جاری کیا نوین شیطان کو حضرت آدم
اور حضرت آدم کی اولاد پر مسلط فرمایا دسوین دنیا کو اسکی اولاد کا قید خانہ کر دیا دسوین تکلیفون اور
دردون مختلف کے ساتھ مبتلا کیا پھر خطاب آیا کہ اے حوا تو کہان ہے اسنے یہ آواز سنکر جواب
دیا کہ الٰہی اس جگہ برہنہ اور بے ستر ہون خطاب آیا کہ بواسطہ اس گناہ کے کہ تجھسے ظہور مین
آیا تیرے تئین کونسی چیز باعث ہوئی کہ آدم کو اس خطا کے ساتھ رہنمائی کی کہ سبب برہنگی
تیری اور انکی کا ہوا کہا خداوندا مجکو ہرگز گمان نتھا کہ تو نے ایک مخلوق پیدا کی ہے کہ وہ تجکو
جھوٹی قسمون کے ساتھ یاد کرے فرمان ہوا کہ تو بھی بہشت سے باہر جا اور تیرے بیٹیون کو بھی
اس گناہ کے ساتھ پندرہ بلاؤن کے بیچ مبتلا کیا روز قیامت تک اول یہ کہ نجاست انکی حیض اور
اور فرج مین رکھی ہے کہ وہ خون حیض ونفاس ہے دوسرے حمل سے نو مہینہ تا گیارہ
مہینہ تک زیر بار کیا تیسرے شدت جننے کی کہ ہر مرتبہ طعم مرگ چکھین چوتھے محنت عدت کی پانچوین
رہنا حکم خاوندین چھٹے مہار اختیار امر طلاق کی بیچ ہاتھ خاوند کے ساتوین نقصان میراث
کا آٹھوین نقصان شہادت کا نوین نقصان عقل کا دسوین محرومی سلام اور تحیت سے گیارھوین
محرومی نماز جمعہ اور جماعت سے بارھوین محرومی نبوت سے تیرھوین نقصان دین کا چودھوین
محرومی قضاۃ اور حکمت اور سلطنت سے پندرھوین محرومی جہاد سے اور سفر کرنے سے بغیر محرم کے
اور اسیطرح شیطان کو بھی ساتھ دس بلاؤن کے گرفتار کیا اور یہ کہ ولایت ملکوت سے اسکو
معزول کیا کہ تمامی روے زمین سے آسمان دنیا تک خزینہ داری بہشت کی اسکو دی تھی دوسرے

اپنے جوار و قرب سے اسکو دور کیا تیسرے اوسکو مسخ کیا اور اسکی صورت کو بدل دیا چوتھے نام اسکا
عزازیل تھا ابلیس نام رکھا یعنی ناامید رحمت خدا سے پانچوین اسکو شقی کیا اور پیشوا تمام اشقیا
اور بدبختوں کا کیا چھٹے تا ابد یعنی ہمیشہ اسکو ملعون کیا ساتوین دولت معرفت کی اس سے چھین لے
آٹھوین دروازہ توبہ کا اسپر بند کیا نوین اسکو خیر سے خالی رکھا چنانچہ ممکن نہین کہ کوئی نیکی اس سے
عمل مین آوے دسوین خطیب اس کو اہل دوزخ کا کیا تو آگ مین انکو رحمت الٰہی سے ناامید کریگا پھر
جبرئیل علیہ السلام نے طاؤس کے سر کے بال پکڑ کر بہشت کے دروازے سے کھینچا اور اس زمانہ
مین سور کے چھ سو بازو تھے طرح طرح کے رنگ کے ساتھ ملائکہ اسپر سلسلہ تھے وہ بازو اسکے [illegible] اور دو
یہ بازو اسکے چھوڑ دئے اور پاؤن اسکے [illegible] لائے شیطان کی مسخ کرکے اور اسکو بہشت کے
باہر کیا پھر سانپ کو آگے لائے اور اسوقت سانپ کے چار پاؤن تھے اونٹ جیسے زبرجد سبز کے
ملون بالوان رنگ سبز اور سرخ اور زرد ہر ایک رنگ اسکا مانند آفتاب چمکتا تھا اور دانت اسکے مانند
خوشہ مروارید کے دمکتے تھے اور زبان مشک کی تھی اور پیٹھ چاندی کی اور پیٹ سونیکا اور گردن
زبرجد کی اور سر یاقوت کا حاصل یہ کہ تمام بدن اسکا مسخ کر دیا اور شیطان کو کہ اسنے منہ مین لیا تھا
اسکی زہر ہلاہل بھر دیا اور اسکو بھی بہشت سے نکال دیا اور فرمایا کہ جونسا اس گناہ کا تو ہوا تھا خوار
و نگونسار ہوا اور خاک کھایا کر پھر جناب ایزدی سے خطاب آیا کہ اے فرشتو آدم کے سر کے بال شاخ درخت
سے کھول دو اور اسکو بہشت سے نکال دو یہ جب حضرت آدم نے سنا تو کہا الٰہی تو نے میرے تئین اپنے ید قدرت
سے پیدا کیا اور اپنی روح مجھ مین پھونکی اور ملائکہ کو میرے سجدے کے واسطے حکم دیا اور مجھکو ساکن بہشت
کیا اور یہ تمام نکوئیان کرامت فرمائین ایک ذلت کی ساتھ کہ مجھسے صادر ہوئی سب سے باز رکھتا
سے فرمان پہونچا کہ لیجاؤ اس میرے بندہ آدم کو انکو کھینچے لیچلو پھر آدم ایک درخت سے لپٹے
اور کہا الٰہی مجھکو بہشت سے باہر کرتا ہے اور مجھکو اسکی مفارقت کی طاقت نہین ہے پھر خطاب آیا کہ اسکو
لیجاؤ پھر انکو لیچلے انھون نے پھر ایک درخت مین ہاتھ ڈالے اور کہا الٰہی تو نے وعدہ کیا ہے [illegible] کیا
مین سے نبی و رسول پیدا کرونگا اور انھین سے ادریس کو مقام عالی پر لاؤنگا اور نوح کو بعضے کہتے ہین کہ وہ [illegible]
بٹھاؤنگا واسطے اُنکے صبر کی اوپر رحم کر اور میرے حال پر بخشش فرما خطاب آیا کہ لیجاؤ انکو کسو واسطے
آدم علیہ السلام نے ایک اور درخت کو پکڑا اور دیدہ [illegible] اپنے سے آنسو بہانے لگے آدم کو دیکھتا
تو نے وعدہ کیا تھا کہ تیری نسل سے پیغمبر برلاؤنگا اور انہین سے ایک کو خلیل کرونگا پھر خطاب
ہین سے ایک اور پیغمبر کرونگا کہ اسکا نام موسیٰ ہوگا اور اسکے ہمکلام ہونگا واسطے انکی اول یہ کہ
رحم کر فرمان آیا کہ لیجاؤ انکو آگے کھینچے ہوئے لیچلے پھر حضرت آدم نے ایک اور درخت کو پکڑا پتون کے
الٰہی تو نے وعدہ کیا تھا کہ اولاد مین سے تیری ایک نبی ہوگا کہ نام اسکا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ آدم کو بیچونکی

ہوگا اور اسکو اپنا حبیب کرونگا اور سب نبیون سے اسکا رتبہ عالی ہوگا پس اسکے سر پر جمال پر جسم کر
خیال سب سے الا یا رب سے پہونچا کہ اے ملائکہ اس نبی کے ساتھ نیکوئی کرو اور اسکے ساتھ ملایمت
اور نرمی سے پیش آؤ کہ اب اسنے اپنے شفیع سے شفاعت چاہی ہے کہ جو کچھ چاہے اسکی برکت سے
پاوے پھر حضرت آدم علیہ السلام کو از روے لطف اور مہربانی کے فرمایا کہ اے آدم تو زمین پر جا کہ مینے
تجھکو واسطے خلافت اور امارت زمین کے پیدا کیا ہے کہا یا رب جاتا ہون اگر میری توبہ قبول کی اور بہشت
مین پھر پہونچاوے فرمایا ہان حضرت آدمؑ بہشت عنبر سرشت سے باہر آئے اور حضرت جبرئیلؑ انکے ساتھ آئے
حضرت آدمؑ نے پوچھا کہ زمین پر میرے ساتھ کون ہوگا حضرت جبرئیلؑ نے اسوقت کہا کہ وہی درخت حضرت آدمؑ کمال
غمناک ہوے کہ جدائی دوست پر وصال دشمن اور زیادہ ہوا پھر کہا اے جبرئیل مجھکو چھوڑ کہ مین ساتھ ملائکہ
پروردگار کو وداع کر دون ڈرتا ہون کہ پھر انکے ساتھ ملاقات میسر ہووے یا نہین پھر حضرت آدمؑ نے ایکطرف
منھ کر کر کہا السلام علیکم یا ملائکۃ اللہ استودعکم واقرا علیکم السلام یعنی مین اب
زمین پر جاتا ہون اور تمکو خدا کو سونپا لیکن تمسے یہ میری درخواست ہے کہ دعا مین یاد رکھنا بلکہ یاد مین ہی
کرنا کہ اور سے نسیان مجھسے عصیان واقع ہوے پھر حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ اور شیطان اور مور اور سانپ
کو جدا جدا زمین پر اتارے چنانچہ حضرت آدمؑ کو ہند مین سراندیپ پر اتارا اور حضرت حواؑ کو جدہ مین
اور وہ ایک پہاڑ ہے کہ بلندی اسکی ساتھ آسمان کے سب پہاڑون سے زیادہ ہے اور تفسیر زاہدی مین ہے
کہ حضرت حواؑ جدہ مین دریا کے کنارے پر گرین اور سراندیپ سے جدہ سات سو فرسنگ کی راہ ہے
اور شیطان کے مکان مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ ابلہ بصرہ پر اتارا اور نفحات الانس مین ہے
کہ آبلہ بصرہ ایک شہر ہے بصرہ سے چار فرسنگ کی راہ پر اور بعضے کہتے ہین کہ شیطان سمنان پر اترا اور
اغلب یہ ہے کہ شیطان کے اترنے کی جگہ معین نہین کسواسطے کہ جسم لطیف کو مکان کی حاجت نہین ہے اور مور کو
حبش کی زمین پر اور بعضے کہتے ہین کہ کابل کی زمین پر اور سانپ کو اصفہان پر اور تا قیام قیامت شیطان
اور انسان اور سانپ کی درمیان مین عداوت ڈالی پھر جبرئیل نے قصد جانیکا کیا حضرت آدم علیہ السلام
دل تنگ ہوے اور رونے لگے اور کہا تو اب مجھسے جدا ہوتا ہے نہین جانتا مین کہ پھر بھی آویگا یا نہین
جبرئیل نے کہا تو بندہ گنہگار ہے مین فرشتہ فرمانبردار ہون اور حضرت آدم کے آگے سے غائب ہو گئے
حضرت آدم کو غم سے ہم اور الم سے الم ہوا بمرتبہ کہ خاک اٹھاتے تھے اور اپنے سر پر ڈالتے تھے وہب بن منبہ
نے لکھا ہے کہ حضرت آدم پہاڑ [illegible] زمین پر تین سو برس تک رویا کیے انکی آنکھون سے
ندیان سراندیپ مین جاری ہو گئین لکھا ہے کہ اس مرتبہ حضرت آدمؑ روے کہ کشتی اسپر جاتی تھی اور
روایت ہے کہ اضطراب نے اتنا نہین اثر کیا کہ گوشت اور پوست سر اور ہاتھ اور زانونکے سے جاتا رہا اور
ہڈیان نکل آئین پھر [illegible] زمین کو خطاب پہونچا کہ حضرت آدم کی [illegible]

انکے واسطے جاؤ پھر لوح انہین سے حضرت آدم کے پاس آتے تھے اور عذر ایسی کرتے تھے اور حضرت
آدم بسیار ہی گریہ سے سر نہ اوٹھاتے تھے آخر الامر وحوش اور طیور انکے پاس سے بھاگ گئے اور کہتے
کہ مبادا شومی عصیان آدم کی سے ہمکو کچھ آسیب پونہچے جب حضرت آدم علیہ السلام نے یہ بات سنی
اندوہ گریہ اونکا زیادہ ہوا اور کہا اے پروردگار مجکو سرزنش اور ملامت اہل اسلام کی کم تھی کہ اہل
زمین کی انکے ساتھ جمع ہوئی الٰہی اب مجھے واسطے اپنی عزت کی خوار نکر اور ساتھ ذلت گناہ کی شرمسار
نہ فرما حضرت آدم کے اس کہنے سے اللہ تعالی کو رحم آیا اور توبہ انکی قبول کی - حذیفہ اور ابن الیمان نے
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر اترے انکی عورت
سے جنت کے پتے لپٹے ہوے تھے وہ دنیا کی ہوا سے خشک ہو کر گر پڑے اور ہوا نے زمین پر منتشر
کر دیا اور ان پتوں کا اثر قیامت تک رہیگا چنانچہ اگر اور صندل انہین پتوں سے ہے اور مشک جانور
چوپایہ سے نکلتا ہے کہ وہ جانور ختن کے مانند ہے کہ اسنے اُن پتون کو چرا تھا حقتعالی نے اُسکے
ناف مین مشک پیدا کر دیا اور یہ خاصیت اسکی نسل مین باقی رہی جب فصل بہار مین جنگل مین چرتا
خاصیت ان برگ بہشتی کی اسکی اصل مین ظاہر ہوتی ہے اور وہ جانور ان تین جگہ کے سوا زمین چین
اور ہند مین اور تبت مین کسی نے کہا یا رسول اللہ عنبر بھی دریائی جانورون سے پیدا ہوتا ہے فرمایا
ہاں اسطرح سے ہے کہ پہلے وہ جنگلی تھا اور ہند مین چرا کرتا تھا اسنے اُن پتون مین سے کھا لیا پھر حضرت
جبرئیل اسکو جنگل سے دریا مین لیے گئے اور وہ ایک بڑا جانور ہے دریائی چنانچہ پیٹھ اسکی ہزار گز کی ہے
اور ہر بار کہ عنبر اُس سے نکلتا ہے ایکہزار یا پانچسو رطل اسکا وزن ہوتا ہے

فصل چوتھی در پیش آنا

تحفون کا دنیا مین حضرت آدم اور حضرت حوا کو کشف الاسرار مین تحت آیہ حافظوا علی الصلوٰۃ کے لکھا ہے
کہ پہلے جسنے صبح کی نماز پڑھی حضرت آدم علیہ السلام تھے جب آسمان سے زمین پر آئے تو تھوڑا سا
دن باقی تھا کہ روشنی دن کی دکھائی دیتی تھی اور ایک لحظہ آرام پایا تھا کہ آفتاب پوشیدہ ہوا اور
حضرت کو اندوہ درد پیدا ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہرگز رات نہ دیکھی تھی اور اندھیرے
اور اندوہ کی مشقت نہ کھینچی تھی یکایک جو اوس ظلمت کو دیکھا کہ تمام عالم مین پھیل گئی اور آپ بیچارہ اور
اپنی جنت سے دور اُس اندھیرے مین آہ آہ کرتے تھے اور منہ آسمان کیطرف کر کر مناجات پڑھتے تھے
لکھا ہے کہ اوّل غریبان اور پیشین غمخواران اور نخستین ہمہ گزندگان حضرت آدم تھے کہ بنیاد دوستی آور
آئین شب بیداری کی حضرت آدم نے رکھی اور درد مہاجرت سے نوحہ کرنا اور آدھی رات کو رونا عالم
مین شروع کیا آخر جب کارکنان قضا و قدر جریدہ صبح کو بروے کار لائے اور شاہ زینت افزاے
بزم افروز نیّر جہان افروز کو حلہاے روحانی پہنائے حضرت جبرئیل نے حضرت آدم کو بشارت
کہ اے آدم اُٹھو صبح ہوئی اور دو رکعت نماز شکریہ کی ادا کر ایک تقریب شکر گذرنے شب

ہجرت اور فرقت کو دوسرے شکریہ ہوئے بیچ دولت وصال کے حضرت آدمؑ نے بزبان حال کہا فرد
وصل آمد و از ہیم جدائی رستم + با دلبر خود بکام دل بنشستم + اور اول نماز پیشین یعنے ظہر کہ جسنے ادا
کی حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے جبکہ اونکو فرمان ذبح فرزند کا صادر ہوا اور خواب اونکو دکھائی دیا حضرت
ابراہیمؑ نے اپنے تئین فرمانبردار کیا اور جان عزیز فرزند کو بحکم فرمان خداوندی کے نثار کیا مالک العرش نے
اپنے فضل سے ندا دی اور حضرت اسمٰعیلؑ کے واسطے فدیہ بھیجا اسوقت آفتاب زوال سے گذر گیا تھا حضرت
خلیل اللہ نے دیکھا تو چار حال تھے ہر حال مین ایک خلعت اور ایک رحمت پائی اسوقت
کمر شکریہ باندھکر ساتھ خدمت حضرت ربوبیت کے مشغول ہوے اور چار رکعت نماز گزارین یہ شکر
ان چار خلعت کے ایک یہ شکر توفیق اور دوسرے شکر تصدیق تیسرے بشکر ندا چوتھے بشکر فدا
اور اول جسنے کہ چار رکعت نماز عصر پڑھی حضرت یونسؑ تھے کہ اس وقت وہ بندہ نیک پسندیدہ
بیچ شکم ماہی کے اور اس مچھلی کے بیچ شکم اور مچھلی کے قعر دریا عمیق مین فریاد کی کہ لا الٰہ الا انت سبحانک
انی کنت من الظلمین ۵ یعنے نہین ہے کوئی معبود لائق پرستش مگر تو پاک ہے تو تحقیق
مین تھا ظلم کرنیوالون سے بفرمان الٰہی اس تاریکی اور سیاہی مین جگہ اوس مچھلی کا مثل آئینہ کے ہو گیا
اور کمال صفائی کے سبب حیوانات دریا کو بصورت عجیب دیکھا جب فضل ایزدی سے اسکی مدد
پہونچی اور زندان دریا سے صحرا مین خرامان ہوے اس ساعت مین وقت نماز عصر تھا حضرت یونسؑ نے
اپنے تئین دیکھا کہ چار تاریکیون سے رہائی پائی تاریکی ذلت سے اور تاریکی شب سے اور تاریکی آب
سے اور تاریکی شکم ماہی سے اس شکریہ مین چار رکعت نماز کی ادا کی اور اوّل جسنے کہ نماز شام
گزاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے کہ جب اس پاک طینت پاک فطرت نے شکم مادر مین توریت
اور انجیل پڑھی اور گہوارہ مین مین کلام کیا اہل ضلالت اور بطالت کو اس سے عجب آیا اور کہا
فرزند بغیر باپ کے نہین پیدا ہوتا ہی اور وجود مولود کا بغیر موجود ہونے ماں اور باپ کے ہمیشہ ہوا ور
جو کچھ کہنا تھا سو کہا اور راہ ضلالت اور گمراہی کی اختیار کی اور قہر مین جاکر ثالث ثلثہ کے معتقد ہو
اور اس جسنے سو غافل کہ وہ بے پدر فرزند پیدا کرتا ہی اور طفل کو گہوارہ مین گویائی دیتا ہی حضرت جبرئیلؑ آئے
کہ اے عیسیٰ تیری قوم اسطرح کہتی ہے اور خالق زمین و آسمان اس گفتگو سے پاک ہے اس ساعت مین وقت نماز
شام تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُٹھے اور خدا تعالیٰ سے عفو اور رحمت چاہی اور تین رکعت نماز گزارین
ایک رکعت سی دعوے ربوبیت اپنے مین سے دور کیا کہ تو ہے خداوند بزرگوار اور مین ہون بندہ ناچیز
اور ساتھ دوسری رکعت کے نفی الوہیت کی ماں سے کی کہ تو ہے خداوند جبار اور ماں میری ہے
پرستار اور ساتھ تیسری کے اقرار بوحدانیت کردگار کہ یگانہ اور یکتا ہے نام تیرا اور اوّل
جسنے کہ چار رکعت نماز عشا پڑھین موسیٰ علیہ السلام تھے نوشتہ ترکیب مخصوص تحفہ [illegible]

انکی حضرت شعیبؑ کے ساتھ بسر ہوئی اور زمین مدین سے باہر آئے تو قصد مسکن اور اندیشہ وطن کیا جب ایک
منزل راہ چلے تو رات ہو گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا اور خیال کیا کہ ظلمت کا دامن
آفاق میں کھینچا ہوا ہے اور باد عاصف اٹھی ہوئی ہے اور مینھ اور اگرجنا اور بجلی موجود ہے بھیڑیا گلہ میں
پڑا ہے اور انکی عیال کو درد زہ شروع ہے تمام عالم انکے واسطے خروش میں آیا اور دریا جہان کے
جوش میں اس شب میں آگ چقماق میں نہ رہی اور تمام روئے زمین پر ایک چراغ روشن نہوا حضرت موسیٰؑ
اسوقت عاجز تھے کہ کون بیٹھا ہے اور کون اٹھا ہے اور کون آرام میں ہے اور کون گریان ہے سر زانو
پر رکھے ہوئے نہایت حیران اور نہایت پریشان بیٹھے تھے ناگاہ نظر کی بجانب طور اور دیکھا ایک شعلہ نور
اور سنی ندا اے رب غفور کہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ یعنے تحقیق میں اللہ ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چار غم تھے
غم عیال اور غم فرزند اور غم برادر اور غم دشمن فرمان آیا کہ اے موسیٰ غم نہ کھا اور اندوہ مت لیجا کہ چھڑانیوالے
غموں کے اور دور کرنیوالے اندوہوں کے ہم ہیں حضرت موسیٰ اٹھے اور اس ساعت میں چار رکعت
نماز ادا کی اور قصص زائد ہوئے اُن چار غموں کی کہ جسکے شکریہ میں چار رکعتیں گزاریں معارج النبوۃ میں
مذکور ہے ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت کی آرام اور نعمتوں کی جاتے رہنے سے
دو سو برس تک روئے اور سو برس تک حضرت آدم نے حضرت حوّا کے ساتھ نزدیکی نہیں کی اور چالیس
دن رات کھانا نہیں کھایا ایک روایت سے چالیس برس تک کھانے پینے کی طرف رغبت نہ کی اور
بعد جاتے رہنے دولت وصال کے تین سو برس تک سر نہ اوٹھایا اور ایک مدت مدید برہنہ اور گرسنہ
گزران کی اور بسبب اختلاف ہوا کی انکے بدن کو آزار پہونچے تھے لیکن سبب اسکا نہ سمجھے تھے کہ بہشت کے
خوردہ تھے ایکدن حضرت جبرئیل امین بفرمان رب العالمین زمین پر آئے اور حضرت آدم سے احوال
پوچھا کہ حضرت آدم نے کچھ برسبیل حکایت نہ بطریق شکایت بیان کیا حضرت جبرئیل نے کہا یہ سبب
عریانی اور تن برہنگی کے ہے پھر یہ حال جا کر حق تعالیٰ سے عرض کیا حق تعالیٰ نے انکے واسطے
دو جوڑے بھیڑوں کے اور دو بکری کے اور دو اونٹوں کے اور دو گایوں کے بہشت سے بھیجے کہ اونسے بچے پیدا ہوں
پھر اونکو ذبح کرنے کے واسطے مامور ہوئے اور انہیں سے ایک ذبح کیا اور اوسکے پشم کو حضرت حوا نے کاتا
اور حضرت آدم نے بنا اور اپنے واسطے ایک پیراہن اور حضرت حوا کے لیے ایک اوڑھنی درست کی اور بجائے
پہننے لباس بہشت سے بہت روئے یہ خبر دلالت کرتی ہے کہ پہننا لباس کا بعد ملاقات حضرت آدمؑ
اور حضرت حوّا کے تھا اور ممکن ہے کہ کاتنا حضرت حوّا کا ایام جدائی میں ہوا ہو کہ حضرت جبرئیلؑ نے پشم
حضرت آدم سے لیکر حضرت کو پہونچا دی ہو چنانچہ ذکر طعام میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور کہتے ہیں کہ جب
حضرت آدم نے محنت گرمی اور آفت سردی سے نجات پائی حضرت جبرئیل نے کہا کہ میں تم میں کچھ اضطراب
[illegible] حضرت آدمؑ نے کہا اب اگر ان [illegible]

مین چھپیان حرکت کرتی ہین حضرت جبرئیل نے کہا کہ اسکو بھوک کہتے ہین حضرت آدم نے کہا یہ کیسے
دفع ہووے کہا علاج اسکا غلہ ہے تجھپر روشن کرتا ہون یہ کہکر نظر سے غائب ہوگئے تھوڑی دیر کے
بعد پھر آئے اور لال گھانس اور ایک روایت سے سیاہ بھی اور لوہا اور ایک ہرن اور اسکی چربی اور
تھا ایسکے یعنی دھونکنی اور سندان یعنی دستپناہ لاکر حضرت آدم کو دئے اور ایک چنگاری آگ کی
جہنم سے لیکر حضرت آدم کے ہاتھ مین دی وہ چنگاری اوڑگئی اور دریا مین جا پڑی پھر حضرت جبرئیل
نے اسکو دریا سے نکالکر حضرت آدم کے ہاتھ مین دیا پھر اوڑ کر جا رہی چنانچہ سات دفعہ حضرت
جبرئیل نے اسکو نکالی نکال کر دیا اور وہ جا پڑی خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا کی آگ کو
ایک کم سو جزو اس چنگاری جہنم سے کہ سات دفعہ دریا مین دھوئی گئی تھی جب حضرت جبرئیل نے ستر
بار اُس آتش جہنم کو حضرت آدم کے ہاتھ مین دیا وہ آگ حضرت آدم کے ہاتھ مین گویا ہوئی اور کہا کہ مین
تیری تابعداری نہین کرنے کی مبادا تیری اولاد سے گناہ ہو تو بدلہ لونگی حضرت جبرئیل نے کہا کہ سچ کہتی ہے
لیکن مین اسکو بند کردیتا ہون تاکہ تو اور تمہارے فرزندونکو نفع پہونچے پھر اُس آگ کو لوہے اور
پتھر مین قید کیا کہ قیامت تک آدمیونکو اُس سے فائدہ ہوگا پھر حضرت آدم نے بموجب بتلانے
جبرئیل علیہ السلام کے آلے بنائے اور ہل جیسے کہ پہننے کے کپڑے اور لوہے کے اوزار بنائے اور
حضرت آدم سکھے پھر حضرت جبرئیل حضرت آدم کے لئے ایک تھیلی لائے کہ اسمین تین دانہ گیہون کے
تھے اور کہا اسمین سے دو تمہارے واسطے ہین اور ایک حوا کا ہے چنانچہ یہ نص باب میراث مین
واقع ہوا کہ للذکر مثل حظ الانثیین ۵ یعنی مرد کو دو حصہ ہین اور عورت کے واسطے ایک حصہ اور
وزن ہر دانہ گندم کا آٹھ سو اٹھاسی درم کا تھا حضرت آدم نے کہا اسکو کیا کرون کہا بون
کہا نہین بلکہ چھوڑو کہ اس سے تمہاری بھوک دفع ہوگی پھر اُس گائے کو ہل کے ساتھ جوڑ کر
زمین پر ہانکنے لگے تو زمین بھیجی گاو کہ چندین مدت بہشت مین راحت کے ساتھ چرتی رہی اور
اس کام کی محنت نہ دیکھی تھی اور کسیطرح کا رنج نہ اوٹھایا تھا گھبرانے لگی اور انکھونسے آنسو بہانے لگی
حضرت آدم علیہ السلام نے ایک لکڑی اسکو ماری گائے نے فریاد کی اور کہا مجھکو تو کیون مارا حضرت
آدم نے کہا تو نے میری نافرمانی کی گائے نے کہا جو کہ نافرمانی کرے لکڑی کہائے سچ ہے حضرت آدم جانا کہ یہ
اشارہ میری طرف ہے اتنا روے کہ بیہوش ہوگئے حضرت جبرئیل آئے اور کہا حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے
ابتدا میں حال نہایت عظمت اور جلال سے فرشتون نے تجھکو سجدہ کیا آخر کار گائے نے تجھکو الزام دیا
اور وہ موافقت کے سبب تھا اور یہ مخالفت کے باعث حضرت آدم جب اس اشارہ سے خبردار
ہوئے گائے اپنی گفتار سے باز رہکر چلنے لگی اور زمین کو کھیتی کے قابل کردیا پھر وہ تخم ڈالے حضرت
کے حصہ مین گیہون پیدا ہوئے اور حضرت حوا کے حصہ مین جو اگے صاحب [illegible]

افضل جانکر صدقہ فطر مین گیہون نصف پیانہ اور جو ایک پیانہ کہتے ہین حضرت آدمؑ گیہون لا کے
آگے روئے اور کہا الٰہی تخم ایک زمین ایک آب وہوا ایک میری کھیتی سے گیہون پیدا
ہوئے اور حوا کی کھیتی سے جو فرمان آیا کہ پہلے مخالفت میری امر کی حوا نے کی تھی کہ انکا اعتقاد
فرمان شیطان سے گندم تھا جو فرق ہوئی جزا اعمال کی موافق افعال کے
پھر حضرت آدم مین شعلہ مارا کہا اے جبرئیل ان گیہون کو پیٹ بھر کھاؤن حضرت جبرئیل نے
کہا یاد ہو اسکی کہ اس درخت کیواسطے تمام محنت اور الم کھینچے اور دکھ دیکھے اسپر اتنی شتابی کرتے
ہو صبر کرو کہ ابھی کام در پیش ہے حضرت آدم علیہ السلام بہت روئے اور چاہا کہ نافرمانی کی
صبر کیا تا انکہ گندم کی خوشہ توڑے اور چاہا کہ کھاوین حضرت جبرئیل نے پھر کہا کہ ابھی صبر کرو
حضرت آدمؑ نے ساتھ تعلیم حضرت جبرئیل کے اوکھلی بنائی اور گیہون اسمین ڈالکر کوٹے کہ دانے بھوسی
سے جدا ہوئے پھر انکو چکی مین پیسا اور اس آٹے کا خمیر کیا حضرت آدم نے چاہا کہ ایک صورت نور کی
دیکھنے چاہتے تھے کہ کھاوین حضرت جبرئیل انکو منع کرتے تھے پھر حضرت جبرئیل نے کہا کہ گڑھا
کھودو اور لکڑیان جمع کرو اور آگ جلاؤ حضرت آدم نے سب باتین کین پھر حضرت آدمؑ نے کچی
لیتی کلچی بناکر آگ مین ڈالی اور بعضے کہتے ہین کہ روٹیان بناکر تنور مین پکائین کہ طول اور عرض
روٹیون کا پانچ گز کا تھا جب تنور سے باہر نکالین چاہا کہ کھاوین حضرت جبرئیل نے کہا ذرا صبر کرو پھر
کھانا حضرت آدمؑ نے کہا سبحان اللہ حبیب الٰہی محنت اور مشقت کری تو ایک لقمہ کھاؤن اور روکو
ایک روایت مین ہے کہ حضرت جبرئیل نے کہا اے آدم تین ساعت دن باقی ہے اتنا تامل کرو کہ آفتاب
غروب ہو جاوے اور روزہ کھولنے کا وقت آجاوے حضرت آدمؑ نے اسکے ثواب سے سوال کیا
کہا خدا تعالیٰ اس عمل سے تین دولتین عطا فرماویگا ایک یہ کہ تمکو بخش دیگا اور تمپر عذاب نکریگا
دوسرے یہ کہ تمسے خوش ہوگا ہرگز تمہارے اوپر غضب اور غصہ نہین کرینگا تیسرے یہ کہ تمکو بہشت مین
لاویگا پھر ہرگز باہر نکریگا حضرت آدم نے پوچھا کہ یہ بزرگیان خاص میرے لیے ہین کہا جو تمہاری اولاد
مین سے اسکے ساتھ عمل کریگا اسکو بھی یہ بزرگیان عنایت ہونگی جب شام ہوئی اور وقت افطار کا پہنچا
آدم نے چاہا کہ کھاوین حضرت جبرئیل نے کہا کہ حوا کا حصہ جدا کرو تاکہ اسکو پہنچا دون حضرت آدم
نے انکا حصہ جدا کیا اور پھر باقی اس دن سے نفقہ عیال کا مرد پر ہوا حضرت آدم نے کھانا کھایا
اور اپنے باطن مین ایک دغدغہ دیکھا حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا اسکو پیاس کہتے ہین
کہا تسکین اسکی کیونکر میسر ہو حضرت جبرئیل گئے اور ایک جگہ کھودنے کی انگلی کر دی اور کہا کہ
اس سے زیادہ کھودو حضرت آدم نے تھوڑی زمین کھودی پانی اچھلا اور اسمین سے
اور حضرت آدمؑ نے اسمین سے پانی پیا جب حضرت آدم کو قرار آیا پھر اپنے باطن مین انکو کچھ معلوم ہوا

کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے کہ میرے اندر حرکت کرتا ہے حضرت جبرئیل نے کہا کہ میں اسکو نہیں جانتا حق تعالی
نے ایک فرشتے کو بھیجا کر اُسنے آنکر انکو دونوں پاؤں کے درمیان میں سے کیا اس کیفیت سے وہ اذیت
اُسے دفع ہوئی اور اُسکے دماغ میں بدبو پہونچی کہتے ہیں کہ اسی سبب سے سر میں درد دیا گیا
فصل پانچویں ذکر توبہ کرنے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کے معارج النبوۃ میں نقل
کیا ہے کہ جب حضرت آدم نے تین سو برس ساتھ گریہ وزاری کے گذارے [illegible] ناگاہ
کہ یہ عصیان ازروئے نسیان تجھسے واقع ہوا ملک العلام نے بطریق الہام کلمات طیبات اعلام فرمائے اور
سبب قبول توبہ انکی کے ہونے کے علما کو اختلاف ہے چند قول ہیں [illegible] حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ حضرت آدم نے کہا خداوندا بواسطہ حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے میرا گناہ بخش حق تعالی نے فرمایا اے آدم تو نے محمد کو کیا پہچانا کہا الہی
جسوقت کہ تو نے مجھکو پیدا کیا تھا اور میرے بدن میں تو نے روح ڈالی تھی اور بیٹھے اُٹھکر دیکھا تو ستون
عرش پر لکھا دیکھا تھا لا اله الا الله محمد رسول الله پس جانا کہ وہ گرامی تر ہے تیری مخلوقات سے
کہ اسکا نام تیرے نام بزرگ کے پاس ہے خداے تعالی نے فرمایا قسم ہے عزت وجلال اپنے کی کہ وہ
آخر پیغمبرونکا ہے اور تیری اولاد میں سے ہوگا اگر وہ نہ ہوتا تو تجکو میں پیدا نہ کرتا اور اسی وسیلے کے
سبب سے تجکو بخشا اور گناہ تیرے سے درگذرا اور امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ وہ کلمات یہ تھے لا اله الا انت سبحانك وبحمدك رب عملت سوء وظلمت نفسي فاغفر لي
فانت خير الغافرين لا اله الا انت سبحانك وبحمدك رب عملت سوء وظلمت نفسي
فتب علي انك انت التواب الرحيم اور حسن بصری اور سعید خدری اور مجاہد وعکرمہ کہتے ہیں
اور وہ کلمات یہ تھے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين
چنانچہ قرآن شریف بھی اسکے ساتھ ناطق ہے یعنی اے پروردگار ہمنے ستم کیا اوپر نفسوں اپنے کے ساتھ نافرمانی کے اگر نہ
بخشیگا تو گناہ ہمارے اور نہ رحم کریگا ہمپر البتہ ہونگے ہم زیانکاروں سے جب یہ کلمات حضرت آدم کی زبان
پر جاری ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام نے ان کلموں کو پڑھا حق تعالی نے ایک یاقوت سرخ
جنت سے بھیجا تا اسکو خانہ کعبہ کی جگہ رکھیں اور وہ یاقوت بمقدار خانہ کعبہ کے تھا اسمیں دو دروازے
تھے ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف اور اسکے بیچ میں ایک نور کی قندیل

لٹکی ہوئی تھی کہ اسکو بیت المعمور اور ضراح بھی کہتے ہین اور وہ ایسا صاف اور شفاف تھا کہ اندر سے اُسکے باہر اور باہر سے اندر سب معلوم ہوتا تھا اور اسکے اوپر ایک خیمہ زبرجد کا برپا تھا اور طنابین اسکی سونے کی تھین اور معارج النبوت مین عباس سے نقل کی ہے اور تفسیر بحر المواج مین بھی مذکور ہے کہ جسوقت حضرت آدم زمین پر آئے قد انکا آسمان تک تھا یعنی جب کھڑے ہوتے تو سر انکا آسمان کو لگتا اور تسبیح فرشتونکی سنتے تھے اور عجائبات آسمان کے دیکھتے تھے جب انکے قد کی درازی کم ہوئی اور بقدر ساٹھ گز کے انکا قد ہوا تو انکو فرشتون کی تسبیح سنائی دینے سے رہ گئی انھون نے دعا کے ہاتھ اوٹھائے اور اللہ تعالی سے اپنی وحشت کی شکایت کی حق تعالی نے ایک یاقوت کا گھر بہشت سے کہ اسمین دو دروازے زمرد کے تھے اُتارا کہ اُسکی تمام تعریف اوپر ہو چکی ہے القصہ جب پھر وحی آئی کہ اے آدم میرا ایک گھر ہے وہان جا اور اسکا طواف کر جیسے فرشتے اُسجگہ آتے ہین اور طواف کرتے ہین تا تیری دعا قبول ہوے اور ذلت تیری عفو اور رنج تیری خوشی کے ساتھ بدل ہوئے پس حضرت آدم نے زمین ہند سے وہان کا قصد کیا اور اللہ تعالی نے ایک فرشتے کو بھیجا کہ حضرت آدم کو راہ بتاتا جاوے حضرت آدم روانہ ہوے اور جس جگہ پر انکا قدم مبارک پڑتا تھا اور آرام کرتے تھے وہ جا سبز خرم ہوتی تھی اور کہتے ہین کہ حضرت آدم کی ایک قدم سے دوسرے قدم تک تین دن کی راہ ہوتی تھی اور ایک روایت سے پچاس فرسنگ جب آدم بہ تعلیم جبرئیل اعمال حج اور زیارت خانہ کعبہ کی بجالائے ساتھ اشارے حضرت جبرئیل کے آدم کو عرفات پر آئے اتفاقا حضرت حوا بھی جدہ سے طلب آدم مین چلی آتی تھین اور سالہا سال سے جدائی کی محنت دیکھی تھی اور شدت اشتیاق کی کھینچی تھی اور بواسطہ تصرف آب و ہوا اور تاب آفتاب کے انکی بشرہ مبارک کی تغیر پایا تھا سو برس کے بعد باعتبار صحیح ترین اقوال عرفات مین ملاقات کی اور حضرت آدم نے حضرت حوا کو اور حضرت حوا نے حضرت آدم کو پہچانا اسی سبب سے اُس مقام کا نام عرفات رکھا ہے اور اُس دن کا نام روز عرفہ ہوا دونون نے مراجعت کی فرشتون نے حضرت آدم سے سوال کیا کہ اب تمھاری کیا آرزو اور تمنا ہے کہا رحمت اور مغفرت خدا تعالی عز اسمہ اسی سبب اس جگہ کا نام منی ہوا پھر ساتھ قبول توبہ اور مغفرت اور رحمت کے مشرف ہوے پھر انھون نے واسطے مراجعت سراندیب کے خداوند مجیب سے درخواست کی جب انھون نے رخصت پائی تو اسی جگہ بازگشت کی بروایت مجاہد چالیس دفعہ حضرت آدم ہندوستان سے کعبہ کی زیارت کیواسطے پیادہ پا تشریف لائے اور چالیس حج کیے مجاہد سے پوچھا کہ حضرت آدم نے پیادہ چلنے کا کیا سبب تھا کونسی سواری انکا بوجھ اُٹھا سکتی تھی فرمایا کہ ایک قدم انکا تین دن رات کی راہ تھی اسوقت تمام روے زمین پر سواے بیت المعمور کے کہ زمین پر کعبہ ہوا کوئی گھر نہ تھا تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ علی ابن الحسین امام زین العابدین نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم

ہند سے مکے کو چار سو بار گئے چالیس دفعہ حج کے واسطے اور باقی عمرہ کے لیے اور بعد دو سو برس
کے حضرت حوا اسکے ساتھ ہولی اور تفسیر زاہدی میں اور تفسیر مدارک وغیرہ میں ہے کہ بیت المعمور کو بیچ زمانہ
طوفان حضرت نوح کے چوتھے یا ساتویں آسمان پر لے گئے اور اسکو خانہ کعبہ کے مقابل کر دیں
پر بنا کے رکھا ہے اور ہر روز ستر ہزار فرشتے اسکا طواف کرتے ہیں جو کہ ایک بار طواف کر چکے ہیں
دوبارہ نہیں آتے ہیں اور عبد اللہ ابن عمر اور مجاہد سے نقل کیا ہے کہ دو ہزار برس پہلے پیدائش زمین کے
سے پانی پر جھاگ پھیلے درمیان سے خالی گھر کی شکل ہو چھوٹی زمین کو نیچے سے اسکے بچھایا
اور قبلہ وہ کہتا ہے کہ دو ہزار برس پہلے زمین کے پیدا ہونے سے خانہ کعبہ کو بنایا تھا اور طواف
کرتے تھے اور انوار التنزیل میں تفسیر قول اللہ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکہ مبارکا
وھدی للعالمین میں روایت کیا ہے کہ پیغمبر سے پوچھا اول گھر کہ واسطے عبادت کے بنا کونسا ہے
فرمایا کہ وہ مسجد الحرام ہے اسکے بعد بیت المقدس پھر پوچھا کہ ان دونوں کے درمیان
کتنی مدت کا فاصلہ تھا فرمایا چالیس برس کا اور بعضوں نے روایت کی ہے اول اسکو حضرت ابراہیم
نے بنایا ہے اور ابن عباس کہتے ہیں پہلے وہ گھر بنا کہ جسکو حضرت آدم نے بعد گناہ کی معافی کے بنایا
پھر ایک مدت کے بعد جو وہ ٹوٹ پھوٹ گیا حضرت ابراہیم نے درست کیا دوبارہ پھر جو خراب ہوا
ایک قوم تھی قبیلہ جرہم سے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ننھیال تھی انھوں نے بنایا پھر بارہ
پھر جو ویران ہوا عمالقہ نے ترتیب دیا پھر قریش نے پھر حجاج بن یوسف نے اور تفسیر [illegible] میں
مفسرین لائے ہیں کہ علامتیں بزرگی اور شرافت کعبہ کی روشن اور ظاہر ہیں [illegible] جو کوئی اسکو
دیکھتا ہے اشکبار ہوتا ہے اور دل آدمیوں کے خصوصا حاجیوں کے اسکی طرف مائل [illegible]
اور یہ کہ وہ خاص مسلمانوں کا قبلہ ہے اور جو کوئی چاہے کہ اسکو خراب کرے ہلاک ہوتا ہے جیسا کہ اصحاب
فیل سے جانا کہ اسکا احوال بالتفصیل معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی اور کوئی پرندہ جانور اسکی چھت پر
نہیں بیٹھ سکتا اور ساعت رات دن بیچ طواف کرنے والوں سے خالی نہیں رہتا اور اولیاء اللہ بعضے
جسم کو اسکے گرد حاضر ہوتے ہیں اور جسم بھی اسکے طواف بر سبیل کرتے ہیں در انوار التنزیل میں ہے
کہ جو پرندہ کہ اوپر کو اوڑ جاتا ہے جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو منحرف ہو جاتا ہے اور درندہ جانور زمین حرم
میں ساتھ تمام اور جانوروں کے اختلاط کرتے ہیں اور کسی کو مانع اور مزاحم نہیں ہوتے ہیں

وفصل چھٹی بیچ تولد اور تناسل حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کی بعد محنت مفارقت
اور مہاجرت کے ساعت راحت مواصلت کے پہنچے بقیہ عمر بلطف الفت گذاری اور بقبول احکام
الٰہی اور باطاعت فرمان شاہی جل ذکرہ میں کوشش کی تا فرمان ربانی توقع انسانی جیسے کہ [illegible]

۱۲ سما [illegible] ۱۹ [illegible] ۲۰ [illegible]

پڑھی اور ساتھ زراعت اور عمارت زمین کے اشتغال کیا روایت میں آیا ہے کہ حضرت حوا رضی اللہ
عنہا کو بیس دفعہ حمل رہا اور معالم التنزیل میں ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کی واتل علیھم نبأ ابنی
آدم بالحق الخ لکھا ہے کہ حضرت حوا نے چالیس فرزند بیس حمل میں جنی ہر دفعہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی
جوڑوان اول تھا قابیل اور توام اسکی اقلیما اور آخر انکا عبد المغیث اور توام اسکی امۃ المغیث
پھر خدا تعالیٰ نے نسل آدم میں برکت دی ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم کو موت نہیں
آئی جب تک فرزند اور فرزند فرزند انکے چالیس ہزار تک ہوئے اور بیچ مولد یعنی جگہ پیدایش قابیل اور
ہابیل کی اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ حضرت آدم نے حضرت حوا کی ساتھ بعد گذرنے سو برس کے زمین کی
اپنی نزدیکی کی کہ اس سے قابیل اور توام اسکی اقلیما ایک مرتبہ پیدا ہوئے پھر ہابیل ساتھ توام اپنی لیوذا کے
ایک دفعہ اور محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ حضرت آدم نے جنت میں پہلے از وقوع زلت حضرت
حوا کے ساتھ صحبت کی تھی اور حضرت حوا اسیجگہ قابیل اور اسکی توام کی ساتھ حاملہ ہوئی تھیں اور وقت
ولادت انکے کچھ رنج اور درد حضرت حوا کو نہوا تھا اور خون بھی نہ دیکھا تھا جب زمین پر آئیں تو حضرت
آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کے ساتھ مجامعت کی اور حضرت حوا ہابیل اور اسکی توام کے ساتھ
حاملہ ہوئیں ہنگام ولادت انکی رنج اور دکھ ہوا اور درد لگی اور لہو بھی نکلا اور فاصلہ درمیان دو حمل
کے دو برس کی مدت ہوتا تھا بقول کلبی اور تفسیر زاہدی اور بحر مواج میں ہے کہ حضرت حوا کو پانچسو بار
حمل رہا اور ہر دفعہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی جوڑوان پیدا ہوئے مگر حضرت شیث علیہ السلام تنہا پیدا
ہوئے اور شریعت حضرت آدم علیہ السلام میں درمیان بھائی اور بہن کے نکاح درست تھا لیکن اس
طرح سے کہ بعد بلوغ ایک بطن کی بیٹی دوسرے بطن کے بیٹے کو دیتے تھے اور ہر لڑکے کو
اختیار تھا کہ جونسی بیٹی چاہتا تجویز کر لیتا تھا مگر وہ بیٹی کہ توام اور ہمزاد اسکی ہوتی تھی نہ کر سکتا تھا
جب قابیل اور ہابیل اور انکی بہنیں بڑی ہوئیں حضرت آدم نے اقلیما خواہر قابیل کو ہابیل کے ساتھ
نامزد کیا اور لیوذا خواہر ہابیل کو قابیل کے ساتھ قابیل کی بہن کہ کمال خوبصورت اور حسینہ اور جمیلہ
تھی اور ہابیل کی بہن کہ چنداں خوبصورت نتھی قابیل کو یہ بات ناخوش آئی اور کہا بہن میری خوبصورت
ہے اور میرے ساتھ رحم میں رہی ہے اور علاوہ اسکے یہ کہ میں اور وہ جنت میں کا ہوں اور یہ اولاد
زمین میں کی پس میں اسکے ساتھ زیادہ سزاوار ہوں کہ اسکو اپنے نکاح میں لاؤں حضرت آدم نے
کہا کہ حکم خدا تعالیٰ کا اسیطرح صادر ہوا ہے اسمیں مجھکو اختیار نہیں قابیل نے کہا خیر تو ہابیل کو
مجھ سے زیادہ چاہتا ہے اسواسطے میری بہن کو کہ خوبصورت زیادہ ہے اسکو تو دیتا ہے حضرت نے
کہا کہ اگر میرے کہنے کا یقین نہیں تو تم دونو قربانی کرو جسکی قربانی قبول ہو وہ اقلیما کے ساتھ
نکاح کرے اور نشانی قبولیت قربانی کی یہ تھی کہ اسکو ایک جگہ رکھدیتے تھے اور اُس زمانہ کا پیغمبر دعا

کرتا تھا ایک آگ آسمان سے اوتر کر جلا دیتی تھی پس ہابیل کے پاس بہت سے دنبے تھے اسمین
سے ایک جوان فربہ کہ اسکو بہت دوست رکھتا تھا اور تھوڑا دودھ اور مسکہ لیکر ایک پہاڑ پر
رکھا اور نیت کی کہ اگر میری قربانی قبول نہ ہووے تو مین اقلیما کو چھوڑ دون اور قابیل قوت
کرتا تھا دو خوشہ گندم کے ہلکے دیکر دانہ لاکر اسیجگہ رکھا اور اپنے دلمین کہا کہ یہ قربانی قبول
ہو یا نہ ہووے مین اپنی بہن سے دست بردار نہین ہونیکا اور اسکو نہین چھوڑنیکا
پس آگ سفید ظاہر ہوئی آسمان سے اوتری اور قربانی ہابیل کی کھا گئی اور قربانی قابیل کی چھوڑ
گئی اور ساتھ کہانے اسکے التفات نہ کی جب قربانی قابیل کی نہ ہوئی تو اسکی زمین دلمین عداوت
کا درخت پیدا ہوا اور آتش غضب نے اسکے سینہ مین شعلہ مارا کہتے ہین کہ جب ہابیل اپنی گوسفندونکو
چرانے مین مشغول ہوا تو قابیل اسکے پاس آیا اور کہا لاقتلنک یعنی تجکو البتہ مین مار ڈالونگا
ہابیل نے کہا کسواسطے کہا اسلئے کہ تیری قربانی قبول ہوئی اور میری قبول نہین ہوئی میری
خوبصورت بہن تو لیگا اور میری بہن بدصورت تجکو سپرد کرینگے اور تیری فرزند میری فرزندونپر فخر
کرینگے ہابیل نے کہا کہ میرا اسمین کیا گناہ ہے کسواسطے کہ اللہ تعالی سوای پرہیزگارونکے
کسی کی قربانی قبول نہین کرتا معالم التنزیل اور رحج الوہاج مین لکھا ہی ہرچند قابیل چاہتا تھا
کہ ہابیل کو مار ڈالے لیکن صورت مارنے کی نہ جانتا تھا اس سبب سی نہ مار سکتا تھا شیطان
لعین نے آدمی کی شکل بنکر ایک مرغ کو ہاتھ مین لیکر اوسکا سر پتھر کی اوپر رکھا اور دوسرا پتھر
اسکی سر پر مارا تا اسکا سر کچلا گیا اور وہ مرغ مرگیا ایک دن قابیل نے ہابیل کو سوتا پایا اور
اوسکا سر ایک پتھر پر رکھکر ایک پتھر مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا اور ہابیل مرگیا اسوقت اوسکی
بیس برس کی عمر تھی پھر قابیل حیران ہوا کہ اب اسکو کیا کرون اسکو پلے مین لپیٹ کر چالیس
دن تک اپنی پیٹھ پر لیے پھرا اور ابن عباس نے نقل کیا ہی کہ ایک برس تک لئے پھرا یہانتک کہ اوسکی
مردے مین بدبو پیدا ہوئی اور جانور درندہ اور پرندے قابیل پر غلبہ کیا جب کہ یہ کہین رکھ دیتا
تو جانور کہانے لگتے کمال تنگ ہوا اور چرخ فلک سے شکایت کرنے لگا پھر اللہ تعالی نے
دو کوے پیدا کیے اور وہ دونو آپس مین لڑے اور ایک نے ایک کو مار ڈالا جو کوا کہ جیتا
رہا اوسنے اپنی چونچ سے زمین کھودی اور اس مردے کوے کو اسمین ڈالکر اسپر خاک ڈالی
کہ وہ چھپ گیا اور یہ اسواسطے تھا کہ تا قابیل بھی اسیطرح دیکھکر ہابیل کو دفن کرے ابن عباس
سے روایت ہے کہ تفسیر زاہدی مین کہ جب حضرت آدم علیہ السلام حج کیواسطے گئے
تو قابیل خائن تھا اور اسکے عمل کی شومی سے بعضے درختون اور میوون نے نقصان
قبول کیا اور بعضے درختون میوہ نہ دیا اور کانٹے کہ جو پیدا نہ تھے پیدا ہوے

اور وحوش و طیور کہ آدمیوں کے ساتھ الفت کرتے تھے بھاگنے لگے اور اسکی بیوفائی سے ایک
آندھی آئی اور تمام عالم کو تاریک کیا اور ہول ڈر دلوں میں پیدا ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے
جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس تغیر کا سبب کیا ہے کہا یہ سبب شومی گناہ قابیل پسر نا قابل
تمہارے کا ہے کہ ہابیل کو مار ڈالا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے جب یہ سنا نہایت اندوہ
ناک ہوئے تب پھر کے قابیل سے ہابیل کا حال پوچھا اُسنے کہا مجھکو تمنے اسکا نگہبان نہیں کیا
تھا حضرت آدم علیہ السلام نے اس امر ناپسندیدہ سے بہت بہت رنج کیا کہ اسکے بعد حضرت آدم
علیہ السلام پانچ سو برس تک نہ ہنسے کہتے ہیں لقمہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہ اُس
درخت گندم سے کھایا تھا اس نطفے سے قابیل کا مادہ حاصل ہوا تھا اور پیٹ ہی اس لقمہ حرام
کے نافرمانی خدا اور اپنے باپ کی کرکے بھائی سے حسد کیا اور یہانتک بگڑ گیا کہ کفر اختیار کیا
اور دین آتش پرستی کا قبول کیا اور تمام بدن اوسکا سیاہ ہو گیا اور جو کوئی اسکو دیکھتا تھا
اس سے ڈرتا تھا کہ مبادا مار ڈالے اور کہتے ہیں کہ ہر کوئی اسکو دیکھ کر پتھر اسپر مارتا تھا
اور وہ زخمی ہوتا تھا تا آنکہ ایک دن اُسکے فرزند نے اسکو پتھر مار کر مار ڈالا اور بعضی کہتے ہیں
کہ خدا سے عزوجل نے اسپر ایک ہوا لعنت کی تھی کہ اسکو گرمی میں گرم تر جگہ میں
اور جاڑے میں سرد تر جگہ پر لیجاکر مبتلا اور گرفتار کرتی تھی قیامت تک اسی بلا کو
ساتھ معذب رہیگا اور امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ آدھا عذاب دوزخ کا تمام
وکمال خاص اُسی کو ہوگا اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی جہان میں مارا جاتا ہے اُسکے
قتل کے گناہ میں شریک ہوتا ہے کہ من سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا ومن
عمل بہا جو شخص کہ اختراع کرے کوئی برائی پس واسطے اُسکے گناہ اسکا ہے اور گناہ
اسکا ہے اور گناہ اس شخص کا کہ عمل کرے ساتھ اس برائی کے بعضوں کے نزدیک
یاجوج اور ماجوج اسکی نسل سے ہیں اور معارج النبوت میں نقل ہے کہ حضرت آدم اور حضرت
حوا علیہما السلام کے ساتھ ایک جگہ پاک اور پاکیزہ میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ دریا سے
ایک ندی پانی صاف کی رواں ہوئی اور وہ ندی بہشت سے آئی تھی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام
ایک گروہ فرشتوں کے ساتھ ایک طبق میوہ بہشتی کا ہتھیلی پر رکھی ہوئی آئی اور السلام علیک
یا ابا محمد تحفہ سلام اور تیرے ابا محمد یہ نام حضرت آدم علیہ السلام کا ہے کہ بہشت
میں حضرت آدم علیہ السلام کو اسی نام سے پکارتے تھے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
کہا اس میوہ کو بھوکے ہو کیا اور یہ میوہ بہشت کا ہے کہ حق تعالے سے نے درخواست
کی تھی کہ پہلے فرزند سے تجکو ہدایت کرنا فرشتوں نے کہا خدا سے تعالیٰ تیرا مقصد حاصل کرے

اب اس میوے کو کھاؤ اور اس پانی مین جا دو نہاؤ اور اپنے تئین پاک وصاف کرو اور پھر حضرت
حوا کے ساتھ صحبت کرو کہ آج میعاد انتقال نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمہاری پشت مین انجام
کو پہونچی حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا نے بموجب فرمان قضا جریان کے عمل کیا اور حضرت
حوا کو حمل رہا اور ایک مدت وہ نور سینہ مین حضرت حوا کے مانند آفتاب کے چمکا کیا اور روایت
ہے کہ وقت نقل کرنے اس پایہ بہجت اور سرور کے تا روز ولادت حضرت شیث علیہ السلام
ابلیس لعین کو ساتھ ایک حجاب کے کہ درازی اسکی چالیس برس راہ تھی اور ایک قول سے
سو برس کی راہ چھپا دیا اور ولادت حضرت شیث علیہ السلام کی پانچ برس بعد مارنے جانے
ہابیل سے تھی بقول جمہور اور معالم التنزیل مین وارد ہے کہ اسوقت حضرت آدم علیہ السلام
کی ایک سو تیس برس کی عمر تھی اور لفظ شیث سریانی مین معنے عطیہ کے ہین کسواسطے کہ اول
جسنے ساتھ تدریس اور تعلیم مسائل شریعت اور حکمت کے اشتغال کیا حضرت شیث علیہ السلام تھے
اور یہ فرزند ساتھ حسن وجمال اور فضل وکمال کے فرزندان حضرت آدم علیہ السلام مین یگانہ
زمان تھا اور نور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبین مبین انکی سے تابان جب یہ فرزند حد بلوغ
کو پہونچا حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام پاس آئے اور کہا
کہ کل شیث کو فلانی جگہ حاضر کرنا کہ مین ساتھ جماعت فرشتون کے آؤنگا اور عہد میثاق
اس نور کے واسطے لیا جاویگا دوسرے دن حضرت ابو البشر بموجب اس امر کے حضرت شیث
علیہ السلام کو اسجگہ لے گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتونکے ساتھ وہان آئے
اور عہدنامہ تاکید کے ساتھ حضرت شیث علیہ السلام سے لیا اور ساتھ یاقوت کے
پارچہ حریر بہشتی پر لکھا اور ساتھ گواہی فرشتون کے حکم کیا اور اسکو لپیٹا اور حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے اسپر مہر کی اور مضمون اس عہدنامہ کا یہ تھا کہ اے شیث نور محمد صلی اللہ علیہ و
سلم کی بہت حفاظت کرتے رہنا اور سوائے پاکیزہ ترین عورتون کی نہ پہونچانا اور تابوت سکینہ
بہشت سے لاکر حضرت آدم کو سپرد کیا اور وہ ایک صندوق تھا چوب شمشاد سے اور سونے سے
ملمع کیا ہوا تین گز کا لمبا اور دو گز کا چکلا اور تمام انبیا کی صورتین اسپر نقش کی ہوئی تھین اور
تفسیر کشف الاسرار مین ہے کہ اسمین بعدد ہر پیغمبر کے خانے بنے ہوئے تھے اور آخر مین سب
خانون کا خانہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور بخانہ خاتم النبیین رسول
رب العالمین یاقوت سرخ کا تھا اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسجگہ بصورت نماز گزار
کے کھڑی ہوئی تھی اور داہنی طرف ایک مرد اور ادھیڑ کھڑا ہوا اور اُسکی پیشانی پر لکھا ہوا تھا ھذا اول
من امنہ ابوبکر یعنی یہ وہ شخص ہے کہ اول تابعداری کرے اُسکی امت اسکی سے ابوبکر ہے

اور بائین طرف عمر بن الخطاب کھڑے ہوے اور انکی پیشانی پر لکھا ہوا تھا لا یاخذ ہ اللہ لومۃ
لائم یعنے نہین پکڑے گا اسکو اللہ ساتھ کسی برائی کے اور پیچھے ذوالنورین اور انکی پیشانی پر لکھا
تھا ھذا من ابرار البررۃ یعنی یہ ایک مرد ہے نیک مردون مین سے اور آگے علی ابن ابی طالب
علیہ السلام شمشیر حمائل کئے ہوے اور انکی پیشانی پر لکھا ہوا تھا ھذا اخوہ وابن عمہ یعنی یہ
بھائی اسکا ہے اور بیٹا چچا اسکے کا اور گرداگرد سب امام اور خلیفہ اور نقیب اور ایک بڑا
لشکر مہاجرین اور انصار کا القصہ تابوت سکینہ حضرت آدم کو سپرد کیا اور مقرر کیا کہ وہ عہدنامہ
اس تابوت مین تھا قلت تمام رکھو اور اپنے فرزندونکو وصیت کرو کہ ہر ایک عہد نامہ اسیطرح
لکھو اور اس تابوت مین رکھتا جاوے اور جو کچھ کہ اس مین ہے بخوبی بجا لاوے اور بنا تا جاوے کہ یہ عہد نامہ
ہر زمانہ مین ہر شخص کو آبا و اجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور حضرت شیث سے تا
روزگار عبد المطلب تک کہ یہی بکر سے پہونچتا رہا اور اوّل یہ تابوت حضرت آدم علیہ السلام پاس تھا
اور انسے شیث کو پہونچا اور انسے تمامی اولاد انکی کو تا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور انسے حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام کو اور انسے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اور بنی اسرائیل کو تا آنکہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو پہونچا اور انھون نے توریت کو اسمین رکھا پھر جمیع انبیا بنی اسرائیل پاس
پہونچا شموئیل تک چنانچہ بیان اسکا آویگا انشاء اللہ تعالے القصہ اس تابوت سکینہ مین ایک
جانور تھا بلی جیسا اور اسکی دم تھی اور دو بازو تھے یاقوت کے یا زبرجد کی اور منہ اسکا آدمی کے
منہ کے مشابہ تھا اور دو آنکھین تھین جیسے مشعل روشن اور آواز اسکی شیر جیسی جب کافرون کے
ساتھ لڑتے تھے تو اس تابوت کو لشکر کے آگے لئے پھرتے تھے اور سکینہ تابوت مین
سے باہر نکل آتا تھا اور اسکی آنکھون کی شعاع سے دشمنون کی آنکھین خیرگی کرتی تھین اور
اسکی آواز سے گھوڑے دشمنون کے بھاگتے تھے اور انکے دل مین ڈر پیدا ہوتا تھا
اور بعضے کہتے ہین کہ سکینہ ایک ہوا سخت تھی کہ لڑائی کے وقت اس تابوت
مین سے نکل کر دشمنون کے منہ پر چلتی تھی اور انکو متفرق کر دیتی تھی اور بعضے کہتے ہین
کہ سکینہ ایک روح تھی کہ جب انمین کسی امر مین اختلاف ہوتا تھا تو وہ روح گویا ہوکر حکم کرتی
اور بعضے کہتے ہین کہ وہ سونیکا طشت تھا کہ بہشت سے لائے تھے اور اسمین پیغمبرونکی
دل دھوئے ہوے تھے واللہ اعلم بالصواب

فصل ساتوین پیدا ہونی ذریت آدم

انکی پشت سے اور عہد و پیمان لینا خدائے تعالے کا انسے قولہ تعالے واذا اخذ ربک
من بنی آدم من ظہورہم وذریتہم الخ معارج النبوت کہتا ہے کہ بیان قصہ مذکورہ کا مطابق
روایت صحیح اور عبارت صحیح کے کہ بیچ نظر کے گذری ہین اس طرح سے ہے کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے

کہ جب حق تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ساتھ اُنکے خطاب فرمایا کہ اے آدم مجھکو
کسنے پیدا کیا کہا یا رب تو نے فرمایا پھر رب کون کہا تو ہے رب میرا فرمایا سجدہ کر میرے تئین
فی الحال حضرت آدمؑ نے سجدہ کیا پھر خطاب آیا کہ اے آدم تجھ سے اور تیری اولاد سے عہد و پیمان لیتا
ہون تا سبب استحکام قواعد خدمت اور موجب دوام عفو و محبت کا ہو حضرت نے کہا بجا ان [illegible]
رکھتا ہون پس حقتعالی نے فرمایا کہ حجر اسود بہشت سے لاؤ اور وہ یاقوت جنت سے تھا برف جیسا سفید
اور روشنائی اُسکی مانند شعاع آفتاب کے اب بسبب ہاتھ لگنے ناپاکون کے اور مشرکون کے
سیاہ ہوگیا ہے اور روایت کی ہے کہ اگر مشرکون کے ہاتھ نہ لگتے تو جو مبتلا اور درد و [illegible]
اسکو چھوتا اللہ تعالےٰ اُسکو شفا کرامت فرماتا القصہ حق تعالےٰ نے ذریت حضرت آدمؑ کو
انکی صلب سے باہر لایا اور ساتھ انکے عہد باندھا اور عہدنامہ حجر اسود کو سونپا اور تفسیر [illegible]
میں ہے کہ جمہور مفسرین کا یہ مذہب ہے کہ لینا اسکا بعد پیدا ہونے حضرت آدم علیہ السلام کے
جنت میں جانے سے پہلے واقع ہوا بہشت کے دروازے کے میدان میں اور عرض
اوس میدان کا تین ہزار برس کا راستہ ہے تفسیر معالم التنزیل اور مواہب میں لکھا ہے کہ احمد
نے اپنی صحیح میں ابن عباس سے نقل کی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ نے میثاق لیا حضرت آدمؑ سے نعمان پر اور ایک جنگل ہے نزدیک
عرفات کے اور اسکو نعمان سحاب بھی کہتے ہین اور ایک قول سے بطن نعمان بھی [illegible]
اور لباب میں ہے کہ اخذ میثاق دنیا میں ہوا اور وہ ایک زمین ہے ولایت ہند میں بعد نکالنے
حضرت آدم علیہ السلام کے بہشت سے اور معالم میں بقول امام کلبی روایت ہے کہ مکہ اور طائف
میں میثاق لیا گیا ہے تفصیل اسکی اسطرح پر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سرندیپ سے واسطے طواف
واسطے مکہ شریف میں آئے تھے اور اعمال حج کے بجالائے تھے تا اتکا ایکبارگی عرفات [illegible]
پہنچے کہ اسکو وادی نعمان بھی کہتے ہین سوگئے کہ حق سبحانہ تعالی نے دست قدرت اپنا پشت آدمؑ
پر پھیرا فی الحال ذریت اُنکی چیونٹیون کیطرح بہ ترتیب کہ دنیا میں پیدا ہوئی اور تا قیامت پیدا ہوگی
بیٹا باپ سے اور باپ دادا سے تا بآدم طرفۃ العین میں عدم سے وجود میں آئے اور سب نے
لڑکپن کی عمر تمام کر کے بلوغ اور عقل حاصل کی اور ایک مدت ساتھ تکلیف شرعی کے گذاری
اور صلاحیت خدمت خداوندی کی دیکھیں پھر اُنسے گواہی چاہی کہ الست بربکم یعنی آیا نہین ہون میں
رب تمہارا قالوا بلی بلا سبب نے کہا ہان جب دنیا میں آئے بعضون نے بواسطہ تعلق
اسجہان کے غایت پریشانی سے غفلت کی روئی اپنے کانو میں رکھی اور اس عہد کو فراموش
کیا لیکن عارف مفرد کہ سوی اللہ کے مجرد ہین اس دن کی آواز ابتک ان کے کانو مین ہے

نفحات الانس مین مذکور ہے کہ علی سہیل اصفہانی کو کہا روز بلے تجکو یاد ہے کہا ہان کیونکر نہ یاد ہو
گروہ ایک ہوا تھی روایت ہے کہ اول طائفہ کہ ذریت حضرت آدم علیہ السلام سے نکلا ہے ہوا
انبیا تھے اور انہین سے کہ پہلے باہر آیا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے پھر
خطاب آیا کہ اے محمد تجھکو کس نے پیدا کیا ہے کہا خداوند تعالے نے فرمایا تیرا پروردگار
کون ہے کہا تو ہے رب میرا فرمایا سجدہ کر اپنے خداوند کو پس خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے سجدہ کیا حق تعالے نے فرمایا اے محمد تجھسے عہد وپیمان لیتا ہون کہا بہتر فرمایا اپنا
حجراسود پر ہاتھ رکھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک اپنا اسپر رکھا ابتدا اس میثاق کی
پہلی حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی پھر حضرت نوح علیہ السلام
سے پھر اور پیغمبرون سے قولہ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح الخ
اور ون سے بھی اسیطرح سوال ہوا اور انھون نے بھی سجدہ کیا اور لینا عہد وپیمان کا اور ہاتھ
رکھنا حجراسود پر اسطرح وقوع مین آیا پھر گروہ انبیا کو خطاب فرمایا کہ یہ محمد بن عبد اللہ پیغمبر میرے
ہے کہ آخر زمانے مین باہر لاؤنگا اور اسکی شریعت کا ذکر تم اپنی کتابون مین مطالعہ کرو
اسکے ساتھ ایمان لاؤ قولہ تعالے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و
حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ الخ
پھر تمامی ذریت حضرت آدم علیہ السلام کو چیونٹیون کیطرح باہر نکالا اور اونسے اپنی خدائیت
اور ربوبیت کا سوال کیا اور ان سب نے اقرار کیا فرمایا سجدہ کرو مجھکو اگر اس اقرار مین تم
سچے ہو سب نے سجدہ کیا مگر کافر اور منافق کہ انکی پیٹھین سیدھی رہین سجدہ نہ کرسکے پیٹھین تختہ
ہوگئین جب مومنون نے سر سجدے سے اوٹھایا انھون نے ایک گروہ دیکھا کہ انھون نے انکے
ساتھ موافقت نہ کی یہ دو گروہ ہوگئے بعضے کہ انکو توفیق رفیق ہوئی دوبارہ سجدہ شکرانہ
درگاہ یگانہ مین بجا لائے کہ بعض لوگون کے نزدیک فرض ہونا دوسرے سجدے کا نماز مین اسی
سے ہے اور بعض سجدہ کرنے والون نے جب دیکھا کہ ایک جماعت نے سجدہ نہ کیا یہ بھی
سجدہ اول سے پشیمان ہوئے اور سجدہ شکر دوبارہ نہ کیا پھر انھون نے کہ بالکل سجدہ نہ کیا تھا
انہین سے کہ بعضون کو دوسرا سجدہ کرتے دیکھا یہ بھی دو گروہ ہوگئے بعضے کہ کرنے سجدے کے
پہلے سے پشیمان ہوئے تھے دوسرے سجدے مین اسکے ساتھ موافقت کی اور

بعضے اسی مخالفت پر قائم رہے اور ہرگز سجدہ نہ کیا حاصل یہ کہ تمام ذریت آدم علیہ السلام کی چار قسم
ہوئی ایک طائفہ کہ دونوں سجدہ بجالایا مومن جیے اور مومن مرے اور دوسرے وہ گروہ کہ
کہ جنہوں نے دونوں بار سجدہ نہ کیا کافر جیے اور کافر مرے اور تیسرے وہ فرقہ کہ پہلا سجدہ کیا
اور دوسرا نہ کیا یہ مومن جیے اور کافر مرے اور چوتھے کہ برعکس اسکے تھے یعنے پہلا سجدہ نہ کیا اور
دوسرا بجالا کافر جیے اور مومن مرے پھر روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی ذریت میں بعضوں کو مانند
چراغ کے نورانی اور روشن دیکھا اور بعضوں کو مانند چمکتے ہوئے ستاروں کے اور بعضونکو
سفید نورانی اور بعضونکو سیاہ ظلمانی پوچھا خداوندا یہ کون ہیں فرمایا کہ جو مانند چراغ کے
ہیں پیغمبر ہیں اور جو کہ مثل ستاروں کے ہیں عالم ہیں کہ وارث انبیا کے ہیں اور وہ جو کہ سفید
اور نورانی ہیں اصحاب یمین اور نیک بخت تیری اولاد کے ہیں اور وہ جو سیاہ ظلمانی ہیں
اصحاب شمال اور بدبخت قابل عذاب تیری اولاد میں سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بعضے
مانند چاند کے اور بعضے مثل ستارون کے اور بعضے مانند شمع کی اور بعضے مثل چراغ کے
اور بعضے سفید رو اور بعضے سیاہ رو اور جو کہ آفتاب کے مانند تھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تھے اور جو وہ چاند اور ستاروں جیسے تھے وہ انبیا تھے اور وہ جو شمع کی طرح تھے عالم
تھے اور وہ جو چراغ کی شکل تھے زاہد اور عابد تھے اور وہ جو سفید رو تھے سب مومن
تھے اور جو وہ سیاہ رو تھے کافر تھے پھر حق سبحانہ تعالے نے سعادتمندوں کے
حق میں فرمایا ہٰؤلاء فی الجنۃ یعنے وہ لوگ جنت میں ہوں گے پھر اہل شقاوت میں
حق نے فرمایا ہٰؤلاء فی النار یعنے یہ لوگ دوزخ میں ہونگے حضرت آدم علیہ السلام نے
کہا الٰہی سبکو یکسان کیوں نہ پیدا کیا فرمایا ہمارے ارادہ ازلی میں یوں ہیں تھا کہ جو گروہ
مخصوص نعمتوں کے ساتھ ہووے اور ساتھ شکر گزاری ہماری کے مصروف ہووے
ہم بھی سبب زیادتی نعمت اور افزونی فضل و کرم انکے کے مصروف ہووین اور کام انکا جیسا
کہ ہمارے فضل و انعام کا قاعدہ ہے انجام کو پہونچا دین اے آدم ہمنے آسمان کو پیدا کیا اور اسکے
واسطے رہنے والے مقرر کیے اور زمین کو پیدا کیا اور اسکے لیے رہنے والے مقرر کیے
اور بہشت کو پیدا کیا اور اوسکو ساتھ انواع لطائف اور عواطف کے آراستہ کیا اور اسمین رہنے
کے لیے ایک طائفہ نامزد کیا اور دوزخ کہا اور دوزخ کو پیدا کر ساتھ طرح طرح کے عذاب
اور عقاب کے خوفناک کیا اور اس کیواسطے ایک جماعت معین کی منقول ہے کہ جب حضرت
آدم علیہ السلام پیدا ونکی اولاد کو عرض کیا تو نظر حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف
اصحابون میں سے ایک فرزند سعادتمند پڑی کہ سب میں نورانی اور صورت میں بے نظیر

اور حیرت مین ولپنہ پر تھا اور باوجود ان تمام نازو اعزاز کے روتا تھا اوسکے رونے پر حضرت
آدم کا دل کڑھنے لگا اور حضرت جبرئیل سے اوسکا احوال پوچھا حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ ایک
پیغمبر ہے تیری اولاد مین سے کہ نام اسکا داؤد ہوگا کہا یہ روتا کیون ہے جواب دیا ایک ذلت
کیواسطے کہ وہ ذلت چالیس برس اوسکو رولائیگی کہا اسکی عمر کتنی ہوگی کہا ساٹھ برس کی
پھر کہا کہ میری عمر کتنی ہوئی کہا ہزار برس کی حضرت آدم علیہ السلام نے کہا چالیس برس اپنی عمر
سے اوسکو بخشے پھر دعا کی یارب چالیس برس میری عمر مین وسے داؤد کو دے دعا اون کی
قبول ہوئی اور حکم ہوا کہ عمر داؤد کی سو برس کی ہووے اور ایک روایت مین اسطرح پر ہے کہ اس
مضمون کو لکھا اور ساتھ گواہی فرشتون کے محکم کیا بعد گذرنے نو سو ساٹھ برس عمر حضرت آدم علیہ السلام
کے جب ملک الموت آدم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کو آیا کہا میرا وعدہ آجکل بعد ہزار برس
کے مقرر ہوا ہے ابھی چالیس برس باقی ہین ملک الموت نے حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ
حضرت آدم علیہ السلام سے بیان کیا حضرت آدم علیہ السلام نے جانکی دوستی سے اس
ور سے انکار کیا اور وہ جائز نہ رکھا حضرت عزرائیل نے یہ سب قصہ حق تعالے سے عرض کیا
ایزد سبحانہ تعالے نے اپنی عنایت اور کرم سے عمر حضرت آدم علیہ السلام کی پوری ہزار
برس کی کردی اور حضرت داؤد کی بھی سو برس سے کم نہ فرمائی لیکن پھر حکم ہوا کہ کوئی آدمی اپنی
عمر مین سے دوسرے کو نہ دینے پاوے نقل ہے کہ اوسدن خطاب پہونچا کہ میرے بندے گھر
اور مال اور بیٹے اور کاریگری مین سے جسکی آرزو ہو قبول کرے ہر ایک کو جو پسند آیا قبول کیا
ایک قوم نے اون مین سے منہ پھیر لیا اور اختیار کاروبار اور فکر درم و دینار سے فارغ ہوئے اور اُسسے
جدا ہوگئی خطاب آیا کہ اے میرے بندو ان چیزون سے تمنے منہ کسواسطے پھیرا اور کسی چیز کو
نہ دیکھا انھون نے کہا خداوندا دنیا کے ساتھ کیا کام اور بازار اندیشہ اور پیشہ اسکے سے کیا غرض
اسوقت خطاب ہوا کہ مجکو قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ کوئی بندہ ان چیزون سے میری
بندگی کیواسطے فارغ نہ ہووے مگر اہل آسمان اور زمینون کو کہ انکے رزق کا ضامن مین ہونگا
اور وظیفہ شام اور صبح کا بے اندازہ ان اونکو پہونچاؤنگا آدمی تنتے ہین اور سیتے ہین اور ایسا آدمی
اور ایک آدمی بنتا ہے اور پوشتے ہین اور کھاتا ہے نقل ہے کہ جب عہد و پیمان ساتھ ذریت
حضرت آدم علیہ السلام کے باندھا اور سلسلہ عشق و محبت جانبین سے آپسمین ہوا اور عہدنامہ اسی
مضمون کا لکھا اوس زمانے مین حجر اسود کی کہ دو آنکھین اور زبان اور منہ تھا بحکم الٰہی اوسنے
منہ کھولا اور عہدنامے کو آسکے منہ مین رکھدیا اور فرمان ہوا کہ جو کوئی ساتھ اس
عہد و پیمان کے دنیا مین وفا کریگا اور اللہ تعالیٰ کی قسم کے بموجب اوس کو

بوسہ دیوے اور تعظیم کرے قیامت کے دن حجر اسود اسکی وفاداری پر گواہی دیگا اور روایت
ہے کہ جب فرشتون کی نظر ذریت آدم پر پڑی کثرت اور بسیاری انکی سے تعجب کیا اور کہا خداوندا
اس خلائق کثیر کو جگہ اور گھر اور دکان اور باغ اور سرا اور راغ چاہیے اور زمین اتنی نہین
کہ انکی گنجائش اسمین ہووے حق تعالے نے فرمایا کہ انکو دنیا مین ہمیشہ ثبات اور قیام نہوگا
ایک آئیگا دوسرا جاویگا اور ایک بوے گا دوسرا کاٹے گا فرشتون نے جب یہ مضمون
سنا کہا خداوندا ماں اور باپ اور بھائی اور بہن اور یار آشنا ایک دوسرے کو دیکھینگے اور
انہین محبت اور دوستی ہوگی جب یہ دار الفنا سے رحلت کرینگے اور رخت زندگانی کا باغ
کامرانی مین ساتھ باد خزان موت اور مرگ کے اور تیرے گا پراگندہ ہونگے اور عیش انکا بدمزہ
ہوگا حقتعالے نے فرمایا کہ غفلت درازی عمر کی انکے دلون پر غالب کرونگا تا اپنے دوستون
جانی کو آپ خاک مین سونپینگے اور اسکو ذرہ اعتبار نہ کرینگے فصل آٹھوین بیچ مبعوث ہونے
حضرت آدم علیہ السلام مین اور وفات اور مدت عمر انکی مین معارج النبوۃ مین وہب بن منبہ نے
روایت کی ہے کہ جب پانچسو برس عمر حضرت آدم علیہ السلام سے گذرے اور اولاد انکی بہت سی
ہوگئی حق تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیغمبری عطا فرمائی اور انکے فرزندون پر انکو رسول
مقرر کیا اور اوپر پچاس وقت کی نماز فرض کی اور روزہ اور غسل جنابت کا حکم ہوا اور کھانے گوشت
مردار اور سور اور خون اور شراب سے منع کیا قصص الانبیا مین آیا ہے کہ روزے ایام بیض کے
تیرھوین اور چودھوین اور پندرھوین ہر مہینے کے اوپر فرض ہوئے تھے اور انکے بعد بھی
سب پیغمبرون پر تا زمانہ حضرت موسے علیہ السلام فرض رہے اور کشف الاسرار مین ہے کہ انکو
پر روزہ عاشورہ اور ایام بیض واجب تھے اوّل جسنے کہ روزہ رکھا حضرت آدم علیہ السلام
تھے اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت
آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر آئے تو تابش آفتاب سے بدن انکا سیاہ ہوگیا تھا
حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے آدم تو چاہتا ہے کہ بامر الٰہی تیرا بدن سفید ہوجاوے
کہا ہان کہا ہر مہینہ مین تین روزے رکھ تیرھوین اور چودھوین اور پندرھوین حضرت
آدم علیہ السلام نے پہلا روزہ رکھا تو تیسرا حصہ انکے بدن کا سفید ہوگیا اور دوسرے روز مین تمام
بدن اس جہت سے ان روزون کا روزہ ایام بیض نام رکھا ہو اور جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مدینہ مین جب تشریف لیگئے تو اسیطرح روزہ ایام بیض اور روزہ عاشورہ رکھا کیے جب
سترہ مہینے گذرے تو روزے رمضان کے ساتھ آیت کتب علیکم الصیام کے
واجب ہوئے اور کہتے ہین حروف تہجی حضرت آدم علیہ السلام نے لکھے اور بعضے کہتے ہین کہ ایک کتاب

کہ اسمین چالیس صحیفے تھے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی اور صاحب کشاف کہتا ہے
کہ دس صحیفہ حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوے کہ مضمون اونکا اسرار حکمت طبیعی اور ضرر و وان
اور کیفیت تسخیر کرنے جنون کے اور شیطانون کے اور ہندسہ اور حساب وغیرہ تھا نقل ہے کہ جب
قابیل نے ہابیل کو مارا اور وہ دہواتو زمین یمن مین گیا اور پرستی اختیار کی مع اپنے فرزندون کے
اوسوقت خدا تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ قابیل کے پاس جا اور اسکے
فرزندونکو راہ راست پر لا اور اونکو جمل نہ چھوڑ تمہید مین ابو شکور نے ایراد کیا ہے کہ شرک حضرت
آدم اور حضرت شیث علیہما السلام کے زمانہ مین تھا بلکہ اخنوخ النبی یعنے حضرت ادریس
علیہ السلام کے زمانے مین ہوا لیکن کفر حضرت آدم کے زمانے مین تھا کہ قابیل اور
اوسکی اولاد نے کیا تھا کسواسطے کہ انھون نے امر خدا کو رد کر کر شرک کی بنا رکھی تھی اور کفر
اور شرک مین فرق یہی ہے کہ کفر چھپانا حق کا ہے اور شریک کرنا خدا کی ساتھ ہے القصہ جب
حضرت ادم علیہ السلام نے انکو حق کیطرف دعوت کی تو انھون نے حضرت آدم سے معجزہ چاہا
اور حضرت آدم نے سنگ خارا سے بفرمان الٰہی آب خوشگوار جاری کیا اور درخت کو اپنے پاس
بلایا اور پتھرون نے حضرت آدم کے ہاتھ مین انکی نبوت کے ساتھ بقدرت الٰہی گواہی دی اور
بہت معجزے حضرت آدم سے ظاہر ہوے چنانچہ کتب تواریخ مین بیان کیے ہین اور عارف
صمدانی میر سید علی ہمدانی نے کتاب ذخیرۃ الملوک کی پانچوین باب مین بیان کیا ہے کہ حدیث مین
آیا ہے کہ بیچ ایام حیات حضرت آدم کے چالیس ہزار اولاد پیدا ہوئی اور یہ فرمان الٰہی اونکو پہونچا تھا
رسم اور ضبط قانون اور دستور انکے معاش کا بالسویہ تھا یعنے برابر انمین اوقات گذاری کرتی
تھے اور کھانا بہت میسر نہ کھاتے تھے اور سیاہ ہوا کپڑا نہ پہنتے تھے اور ہنستے نہ تھے اور بات سوا
ضرورت کے نہ کہتے تھے اور غایت ضعف اور بڑھاپے سے انکے پہلو کی ہڈیان سیڑھی کیطرح
ہوگئی تھین اکثر اوقات کہ مراقبے مین بیٹھے رہتے تھے مرد اور عورت انکی اولاد مین سے آگے تھے
اور انکی پسلیوں پر سے کاندھو نیچے دھکر سر بیٹھے تھے اور دوسری طرف سے اسطرح اوٹھ لیتے
تھے یہ سر ہلاتے تھے اور کچھ نہ کہتے تھے اور بعضے انکو کہ ملامت کرتے تھے یہ کہتے تھے کہ اے
فرزند جو کچھ کہ مینے دیکھا تمنے نہین اور جو رنج کہ مینے اوٹھائے ہین تمنے نہین اوٹھائے
مجکو ایک حرکت کے واسطے نعیم جنان سے از روے عتاب عالم پریشان مین ڈال دیا خوف
کرتا ہون کہ مبادا دوسری حرکت مجھ سے ہووے تو اسفل السافلین مین قید ہو جاؤن القصہ
اپنی اولاد کے درمیان شریعت کا بیان کرتے تھے اور اونکو توحید اور خدا شناسی کی راہ دکھاتے
تھے اور جو باتین کہ انکے درمیان مین خلاف واقع ہوتی تھین منع کرتے تھے اور اونکو سب زبانین

سکھائی تھیں کہ ایک زبان کو آدمی دوسری زبان نہیں سمجھتے تھے جب تک کہ ایک قوم دوسرے سے
تعلیم نہ پائی تھی اسیطرح انہیں مرتے وقت تک رہا جب ہزار برس انکی عمر سے گذرے اور زمانہ
حیات ساتھ فرمان ممات کے بدلا گیا تمام اپنی اولاد کو اپس میں جمع کیا اور انکو ساتھ اطاعت
الٰہی کے وصیت کی اور تابعداری شیطان سے اور حرام کاری سے منع کیا اور حضرت شیث کو
بہت سی وصیتوں کے ساتھ مخصوص کیا اور کہا اے شیث ان وصیتوں کے ساتھ عمل کرتا رہنا
اور اپنی اولاد کو بھی یہ وصیتیں کرنا کہ ان میں سے پانچ وصیتیں یہ ہیں پہلے یہ کہ دنیا میں آرام کی
نہ ہونا اور دل اوسپر نہ رکھنا کہ میں نے بہشت پر دل رکھا تھا اور حسرت تمام اس سے باہر نکلا دوسرے
یہ کہ عورت کے کہنے پر عمل نہ کرنا کہ میں عورت کے کہنے سے اس بلا میں گرفتار ہوا تیسرے
یہ کہ جو کام کرے اسکام کا آخر سوچ لینا کہ اگر میں بھی سوچ لیتا تو اس رتبہ کو نہ پہونچتا چوتھے یہ کہ
جس کام سے تجھکو تردد ہووے اوسمیں تامل کرنا اور چھوڑ دینا کہ وقت کھانے کے اس درخت کے
اگر مضطرب ہوتا میں تو کیوں بلاے مصیبت میں گرفتار ہوتا پانچویں یہ کہ جو کام تجھکو درپیش ہو
اپنے دوستوں کے ساتھ اسمیں مشورہ کر لینا کہ اگر اپنے امر میں فرشتوں کے ساتھ مصلحت
کرتا میں تو اس بلا کے ساتھ مبتلا نہ ہوتا اور پھر محافظت نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت
مبالغہ کیا حضرت شیث علیہ السلام نے کہا اے پدر ذکر محمد علیہ السلام میں فضائل تجھسے بہت سے
میں چاہتا ہوں کہ اس سے آگاہ ہوں کہ مرتبہ اوسکا تجھسے مرتبہ سے زیادہ ہی پایا الغرض حضرت
آدم نے جواب نہ دیا دوبارہ پھر پوچھا پھر جواب نہ دیا تیسری بار کہ بہت مبالغہ سے پوچھا کہا اے
فرزند شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کمال بلند ہے کہ وہ سید الانبیا اور سید الاصفیا ہے اور کہا اللہ
تعالےٰ نے اسکی امت کے ساتھ چھ کام کیے ہیں کہ میرے ساتھ نہیں کیے اوّل یہ کہ مجھکو ایک
ذلت کیواسطے جنت سے باہر کیا اور اونسے بہت گناہ ہونگے اور بہشت میں لانے کا دوسرے
یہ کہ میرے تئیں ایک ذلت کے ساتھ عالم میں اور رد کیا اور میرا گناہ آشکارا اور ظاہر کر دیا
اور اوسکی امت سے ہزاروں گناہ ہونگے اور اونکا پردہ پوشیدہ رکھے گا تیسرے یہ کہ مجھکو ایک ذلت
کیواسطے حوا سے جدا کیا اور اونسے سیکڑوں صغیرہ اور کبیرہ ہونگے اونکو دوستوں سے جدا
نہیں کرنے کا چوتھے یہ کہ ایک ذلت پر میں تین سو برس تک رویا اور عذر کیا تو میری
توبہ قبول ہوئی اور اونکو رونے کی حاجت نہیں فقط وہ دل میں پشیمان ہوویں انکے گناہ ہوئے
درگذر ہوینگے اللہ پانچویں یہ کہ مجھے ایک ذلت کے ساتھ ننگا کر دیا اور اسیطرح سے دنیا میں
بھیجا اور اوسکی امت کو کسی گناہ کے سبب برہنہ نہیں کرینگے چھٹے یہ کہ میں عرفات پر گیا اور بہت رویا
تب میری توبہ قبول ہوئی اور یہ اگرچہ قدم گھر سے باہر بھی نہ نکالیں گے اور اٹھا سے کہینگے

کہ خدا وند اجسنے برا کیا اور گناہ کیا اللہ تعالے لیے گا کہ بخش دیا پھر حضرت شیث علیہ السلام کو بہت سی نصیحتین کین پہلے توحید کے ساتھ اور شہادت لا الہ الا اللہ کے ساتھ اور ساتھ ان ساری کتابون پیغمبرون کے اور چاہا کہ سب پیغمبرون کو جدا جدا بیان کرین تو ایک صندوق نکالا اور اسکا قفل کھولا اور اسمین سے ایک صحیفہ شریفہ نکالا اور اوسکو کھولا کہ اسمین سب صفات اور علامات نبوت اور صحیفے انکے لکھے ہوے تھے اور انکی زبانون اور عطاون کا اور بلاون کا بیان کہ انپر نازل ہونگے سب کو آشکار کیا پیغمبرون مین سے اوّل اپنا ذکر کیا پھر شیث کا پھر ایک ایک کا جدا جدا تا انکہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا پھر پہلے ذکر نوش بن شیث کا کیا اور آخر صفات ابوبکرؓ پھر عمر فاروقؓ پھر عثمانؓ پھر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا پھر اس صحیفہ کو لپیٹا اور اس صندوق مین رکھا اور حضرت شیث علیہ السلام کیطرف دیکھا اور کہا اے فرزند جان اور آگاہ ہو کہ میری اجل آن پہونچی اور مین اس دنیا سے فانی سے دار البقا کو رحلت کرتا ہون اب میرے بعد خلیفہ میرا تو ہے چاہیے کہ تو خلافت مین ساتھ تقوے اور پرہیزگاری کے سرداری کرنا اور ساتھ شریعت کے کہ حق تعالے نے میرے اوپر ظاہر کی عمل کرنا اور حبیب خداوند عز وجل کو یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرنا اور وہ صندوق انکو سونپ دیا اور ایک اور ایک انگوٹھی کہ سرمایۂ دولت و سرداری کی تھی انکو دی اور ایک روایت مین اسطرح پر ہے کہ جب مرض حضرت آدمؑ نے غلبہ کیا تو انکی خاطر فی روغن زیتون کھانے پر خواہش کی حضرت شیثؑ کو کہا کہ کوہ طور سینا پر جاؤ اور حقتعالی سے میری طرف سے روغن زیتون کی خواہش کرو حضرت شیث گئے اور کہا یا رب تیرا آدم بیمار ہے اور امیدوار ہے کہ روغن زیتون بہشتی سے بہرہ مند ہوے و متاریخ عا ایک آواز آئی کہ ھات قصعتک لینے کا سہ چوبین اپنا لا شیثؑ نے اپنی لکڑی کا پیالہ بلند کیا عالم غیب سے اسمین روغن زیتون آپڑا حضرت شیثؑ نے مراجعت کرکے وہ حضرت آدم کو پہونچایا جب حضرت آدم نے تھوڑا سا اسمین ملا اور ذرا سا چکھا بعنایت ایزدی وہ بیماری جاتی رہی لیکن ایک مدت کے بعد پھر اسنے عود کیا جب بیماری نے غلبہ کیا تو انکی طبیعت نے میوون کیطرف خواہش کی پھر اپنے فرزندون کو میوے کیواسطے بھیجا تھوڑی دور گئے تھے کہ رستے مین حضرت جبرئیل کو دیکھا کہ ایک گروہ فرشتون کے ساتھ کفن اور حنوط لیے چلے آتے ہین حضرت جبرئیل نے فرزندان آدم سے سوال کیا کہ تم کہان جاتے ہو انھون نے صورت حال بیان کی کہا پھر جاؤ کہ ہم بھی آتے ہین کہ اسکو اسکے مطلب کو پہونچا دین یہ پھر گئے اور وہان اکر دیکھا کہ حضرت جبرئیل اور سب فرشتون نے حضرت آدم کے پاس بیٹھکر پوچھا کہ کیا حال ہے حضرت آدمؑ نے کہا کہ شدت اور محنت مرض کی اس مرتبہ کو پہونچی ہے کہ عبادت سے

واسطے نہیں اٹھ سکتا ہوں ناگاہ ملک الموت باادب واحترام ساتھ تحفہ درود اور ہدیہ سلام کے
ملک العلام کے پاس سے آیا اور کہا السلام علیک یا آدم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اِنَّ اللہ تعالیٰ یقرئک السلام ویقول لک فی ذالک جمیلین یعنی تحفہ سلام اور ہدیہ اسے آدم اور
رحمۃ اللہ کی اور برکتیں اسکی تحقیق اللہ تعالیٰ تجکو اور تیرے سب فرزندوں کو سلام فرماتا ہے
حضرت آدمؑ نے جلدی سے جواب دیا اور تعظیم اور تکریم ابو البشر نے ملک الموت کی بجا لائی حضرت
حوا نچے بیٹھی ہوئی روتی تھیں حضرت آدم نے انکو کہا یہاں سے باہر جاؤ اور مجکو ان لوگوں کی پاس
کہ پروردگار کے پاس سے آئے ہیں چھوڑ دو کہ جو مصیبت مجھپر گذری تیرے ہی سبب سے ہوئی اور
اسیطرح مدار کار کا انتقال میں ہے پھر حضرت آدم نے حضرت جبرئیلؑ کیطرف منھ کرکے کہا کہ اب
تجھسے ایک سوال کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اب میں چشیدہ مرگ ہوں اور خدا تعالیٰ پاس جاتا ہوں
اس امر سے کہ مجھسے واقع ہوا ہے شرمندہ ہوں اور چاہتا ہوں کہ تو مجکو بتا دے کہ آسمان میں
مجکو عاصی کہتے ہیں یا تائب ملک الموت اور تمام فرشتے رونے لگے اور حضرت جبرئیلؑ مضطرب
ہوئے پس ندا آئی کہ اے آدم سر اوٹھا حضرت آدم نے اپنا سر اوٹھایا اور بہشت کو آراستہ دیکھا
اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکے واسطے مہیا کیا اونکو دیکھا پھر حضرت آدمؑ نے ملک الموت کیطرف منھ
کرکر کہا کہ اے تحفہ کار خانہ امانت وسیاست واسے سالار میدان حشمت وریاست عجل عجل یعنی
جلدی کر جلدی کر میری جان مشتاق وصال جانان کی ہے اور اس بندہ تن اور قید بدن سے
روح نکال ملک الموت نے پیچھے قبض روح پر فتوح حضرت آدم کے ہوئے اور حضرت آدمؑ ساتھ
تسبیح اور تہلیل اور تقدیس کے مشغول ہوئے حضرت جبرئیل نے ملک الموت سے کہا کہ او قابض
ارواح بہ نرمی اور آسانی روح مطہر ابو البشر کی قبض کرنا کہ احترام اور اہتمام اسکے امر کا ضرور ہے
کس واسطے کہ یہ ساتھ ید قدرت خدا عز وجل وعلا کے پیدا ہوا ہے اور ارواح انبیا اسکی بشرف
ارشاد وہدایت انبیا تحت قیام فیض یعنی پھونکی بیچ اسکے روح اپنی مشرف ہوئی ہے اور
اور تمام افواج ملکی اور سکان الجنان فلکی اسکے سجدہ کے واسطے مامور ہوئے ہیں اور منزل اور
ماوی اسکا فضای حضرت قدس میں مقرر ہوا ہے بالضرور ان بزرگونکا ضرور ہے جب ملک الموت اپنے کام سے
فارغ ہوا حضرت شیثؑ نے ساتھ تعلیم حضرت جبرئیلؑ کے غسل دیا اور کفن کیا اور امامت کرکے
نماز جنازے کی گذاری اور روایت میں ہے جیسے کہ اب جاتے تکبیریں مشروع ہیں کہیں پھر کہتے
ہیں کہ ایک غار بیچ جبل ابو قبیس میں دفن کیا اور تفسیر بحر المواج میں مذکور ہے کہ جب حضرت
آدم نے خیمہ ہستی اس جہان سے باندھا اور جان عنصری ملک الموت کو سپرد کی فرشتوں
نے انکو ساتھ بیری کے پتوں کے غسل دیا اور حنوط کے ساتھ خوشبو کیا اور کفن بہ

لپٹا اور مدفن کیطرف لے گئے اور انکے واسطے ایک قبر کھودی اور دفن کیا اور عمر انکی ہزار برس کی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا اور بیان فقیہ ابو اللیث میں بروایت وہب بن منبہ اسطرح سے مذکور ہے اور کعب الاحبار سے نقل ہے کہ عمر حضرت آدمؑ کی وقت وفات کے نو سو تیس برس کی تھی اور اسجگہ دفن کیا تھا تاانکہ زمان حضرت نوح علیہ السلام میں حضرت نوحؑ نے ایک تابوت بنایا اور حضرت آدمؑ کی لاش کو تابوت میں رکھا اور اپنے ساتھ لے گئے جب طوفان نے تسکین پائی تو اسکو سرانذیب میں اوتارا اور وہین دفن کیا اور معارج النبوۃ میں ہے کہ سرانذیب میں حضرت آدم علیہ السلام کے روضہ پر ہوا نے ایک درخت ہے کہ ہر برس دو دفعہ پھل لاتا ہے اور ہر پھول کے اسکے سات پتے ہیں اور ہر پتے پر لکھا ہوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہان کے بادشاہ نے چند آدمی متعین کر رکھے ہیں کہ ان پھولونکو لاکر اسکے خزانہ میں خزینہ دار کو سونپ دیتے ہیں کہ وہ دارو بیماریون کی ہوتی ہیں کہ اگر ایک پھول اندھے کی آنکھون پر باندھ دیتے ہیں تو بفرمان الٰہی اور برکت نام رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ نابینا بینا ہو جاتا ہے اور اگر کوئی پتا اس درخت کا زمین پر گر پڑتا ہے تو زمین اسکو نگل جاتی ہے یا فرشتہ آتا ہے اور اسکو اوٹھا لیجاتا ہے اور کسی جانور یا پرندے کی کیا طاقت کہ اس پتے کو کھا جاوے اور آگ کی کیا مجال کہ اوسکو جلا دے فصل نوین ذکر حضرت شیث علیہ السلام میں معارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت شیثؑ عقل کے ساتھ آراستہ اور حکمت سے پیراستہ اور اکثر طوائف جن و انس پر بادشاہ تھے اور پیغمبری کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے اور شریعت انکی موافق شریعت حضرت آدمؑ کے تھی اور پچاس صحیفے انپر نازل ہوئے اور ان صحیفون میں علوم حکمت اور ریاضی اور ہندسہ اور حساب اور موسیقی اور علم الٰہی اور صنائع مشکلہ و اکسیر اور کیمیا گری وغیرہ تھے اور اکثر اوقات حضرت شیثؑ زمین شام پر رہتے تھے اور تولد بھی انکا اوسی زمین پر تھا اور محافظت اور رعایت اس نور میں مدام اہتمام تمام کرتے تھے تاانکہ اونھون نے باخبر حضرت باری اور اشارت حضرت جبرئیل علیہ السلام اور بفرمودہ حضرت آدم علیہ السلام اور بمشورہ بھائیون اور بہنون کے خواستگاری کی اور ایک عورت کہ نہایت صاحب جمال اور نجابت صاحب راے تھی اور حضرت حوا کے ساتھ مشابہت تمام رکھتی تھی تزویج کی بعضے کہتے ہیں کہ وہ عورت حسینہ تھی اور عرائس میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام کیواسطے ایک حور بہشت سے بہ حکم الٰہی آئی کہ ان کے ساتھ جفت ہوئی القصہ جب وہ عورت حاملہ ہوئی تو ہر طرف سے ایک آواز سنتی تھی کہ اسکو کہتے تھے یہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری پشت میں امانت ہے تجکو مبارک ہو تاانکہ اس سے ایک فرزند مسمیٰ بہ انوش پیدا ہوا اور انوش جیسے بچے کی ہیں وہ نور پاکیزہ سرور

اوسکی پیشانی مین چمکتا تھا پہلے جسنے کہ درخت خرما بویا انوش تھا جب انوش حد بلوغ کو پہونچا
حضرت شیث نے اوسکو طلب کیا اور کہا اے فرزند میرے باپ نے اوس نور کی محافظت کیواسطے
عہد و پیمان مجھسے لیا تھا مین تجھسے لیتا ہون انوش نے قبول کیا پھر حضرت شیث علیہ السلام
نے دنیا سے رحلت کی اور بستان فقیہ ابو اللیث مین وہب سے نقل کی ہے کہ عمر انکی سات سو
برس کی تھی اور بعضے مورخ کہتے ہین کہ قبر انکی شہر او وہ ہند مین ہے القصہ جب انوش کی نوسے
برس کی عمر ہوئی قینان اوس سے پیدا ہوا اور بعضے قینان کے نالب ہین اور اس سے بہت
فرزند پیدا ہوئے اور عمر اسکی نو سو پانچ برس کی تھی اور جب قینان ستر برس کا ہوا مہلائیل اس سے
پیدا ہوا اور بعضے مہلائیل کے مدیح ہین اور عمر اسکی سات سو چالیس برس کی ہوئی اور ایک
روایت سے نو برس کی تھی اور اسکے زمانہ مین کثرت اور اژدحام خلائق کا بہت ہوا تھا تا آنکہ
اولاد حضرت آدم کی اطراف عالم مین پھیل گئی اور مہلائیل ساتھہ اولاد حضرت آدم کے اور حضرت
شیث کے اقلیم بابل مین آیا اور شہر سوس بنایا کہ پہلے اس سے لوگ غارون اور جنگلون مین رہتے
تھے جب مہلائیل کی عمر پانچ اوپر ساٹھہ برس کی ہوئی ایرد پیدا ہوا اور بعضے ایرد کے عبرانی مین
خنا بولتے ہین جب عمر اسکی ایک سو باسٹھہ برس کی ہوئی ایک عورت کہ بردہ نام تھا اس سے
ایک فرزند رفیع الشان عظیم البرہان پیدا ہوا کہ نام اس کا اخنوخ تھا اور ایک روایت سے
اخنوخ نام تھا کہ یہ دونون نام حضرت ادریس پیغمبر کے ہین اور عمر انکی نو سو باسٹھہ برس کی ہوئی
اور انکے زمانہ مین بت پرستی آدمیون مین پیدا ہوئی اور حضرت ادریس انکے ڈرانے کیواسطے
مبعوث ہوئے باب چوتھا ذکر احوال حضرت ادریس علیہ السلام مین اور اس باب مین چار
فصل ہین فصل پہلی ذکر نسب اور رسالت انکی مین معارج النبوۃ مین ہے کہ ارباب تاریخ نے
اسطرح بیان کیا ہے کہ تولد حضرت ادریس کا دریاے مصر پر ہوا ہے اور یہ چار پشت کے
ساتھ حضرت شیث تک پہونچے ہین اور اصل مین نام انکا اخنوع یا اخنوخ تھا چونکہ ہمیشہ ساتھ
تدریس صحف اور شرائع آبا و اجداد کے اور بیان معارف الہیہ اور ذکر سنن انبیا سے پہلے اور
پچھلے کی عذب البیان رہتے تھے اسواسطے انکا ادریس لقب ہوا اور خداے تعالے نے
دس چیز کے ساتھ انکو مخصوص کیا پہلے یہ کہ انکو پیغمبر مرسل کیا دوسرے یہ کہ تیس صحیفہ ان پر نازل
ہوئے تیسرے اظہار علم نجوم انھون نے کیا چوتھے اوّل قلم سے خط انھون نے لکھا پانچوین
صنعت درزی گری کی انسے ظہور مین آئی چھٹے لڑائی کے واسطے ہتھیار انھون نے ترتیب کیے
ساتوین سنت جہاد کی انسے ہوئی آٹھوین اسیر اور بند کرنا اولاد کفار کا انسے شروع ہوا نوین پہننا
لباس کرپاس کا انسے پیدا ہوا کہ پہلے حیوانون کا پوست اور پشم پہنتے تھے دسوین جانا بہشت مین انکو

ظاہر ہوا اور وحی کے آنیکا انکے سبب یہ تھا کہ بعد وفات حضرت شیث پر ایک مدت گذر گئی اولاد
شیث بھی اور دین توحید ناپدید ہوئین اور قابیل کی اولاد بفریب عزازیل گمراہ ہوئی حقتعالے
نے انکو رسالت اور پیغمبری کے ساتھ بھیجا تا انکو عذاب خدا سے ڈراوین اور اپنے دین پر دعوت
کرین اور ایک روایت سے یہ منظور ہے کہ شریعتین آبا و اجداد کی انپر پوشیدہ تھین اور انکو یہ نہ جانتے تھے
جب آسمان اور زمین پر نظر کرتے انکو اس بات پر یقین آتا کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ اسمین ہے
ضرور اسکے واسطے وجود صانع کا چاہیے لیکن عبادت کرنیکا طریق نہ جانتے تھے اور ہمیشہ منتظر
رہتے کہ اسکی کیفیت معلوم کرین تا آنکہ ایک دن قوم اپنی مین سے ایک گروہ کو اختیار کیا اور
انکو عذاب خدا سے ڈرایا اور اسکی عبادت کی ساتھ رہنمونی کی چنانچہ سات آدمیون نے ساتھ
دین خدا کے انکے ساتھ موافقت کی پھر مقرر ہو گئے پھر رفتہ رفتہ ہزار ہو گئے حضرت ادریس
علیہ السلام نے کہا سو آدمی کہ اس ہزار مین بہتر ہون میرے ساتھ آئین چنانچہ سو آدمی ہزار مین
سے جدا ہوئے حضرت ادریس علیہ السلام نے ان سو مین سے ستر اختیار کیے اور پھر ان ستر
مین دس جدا کیے اور پھر دس مین سات الگ کیے اور کہا کہ مین دعا کرتا ہون تم آمین کہو تا اللہ
تعالے ہمارے واسطے ایک شریعت بیان فرماوے پھر جنگل مین گئے اور سبھون نے ہاتھون کو
زمین پر رکھا اور خدا تعالے سے شریعت کی درخواست کی چاہی کہ انھون نے دعا کی قبول نہوئی پھر
پھر انھون نے اپنے ہاتھ آسمان کیطرف بلند کیے جب انکی دعا قبول ہوئی حضرت ادریس کے
واسطے ایک صحیفہ کہ اسمین شریعت کا بیان تھا نازل ہوا اور ساتھ خلعت نبوت کے حضرت
ادریس مشرف ہوئے کہتے ہین کہ حضرت ادریس نے بہتر لغت کی ساتھ دعوت اور سو شہر بنائے
اور ہر اقلیم مین اسکے مناسب آدمی مقرر کیے اور زمین اور چیزون کے رہنے والون کو ساتھ
اطاعت دین اور عبادت حق تعالے کے اخلاص کے ساتھ کہ مقتضا انکی شریعت کے تھا
رہنمائی کی اور ہر مہینے چند دن معین روزون کی ساتھ مخصوص کیے اور ساتھ دینے زکوۃ مال
اور غسل جنابت اور حیض اور نفاس کے اور ساتھ لڑنے کافرون کے حکم فرمایا اور کھانے گوشت
سور اور گدھے اور کتے وغیرہ کے جو کہ عقل اور دماغ کے واسطے مخل تھے منع کیا اور بیچ حال
انتقال آفتاب کے ایک برج سے دوسرے برج مین اور وقت رویت ہلال کے اور تحویل کواکب
سیارہ کی بیت الشرف اپنے مین حکم ساتھ ذبح قربانی کے کرتے تھے اور یہ ورد تھا انکا کہ ہر روز
ہزار بار تسبیح کرتے تھے اور کہتے ہین کہ صائم الدہر تھے یعنی ہمیشہ روزے رکھتے تھے اور فرشتے
انکی صحبت مین آتے تھے یہانتک کہتے ہین کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا
کہ مین تیس بار آسمانون پر گیا اور اسرار عالم بالا پر واقف ہوا اور شاید پیغمبرون سے کہ بعد انکے مبعوث ہونگے اونکو

خبر دی اور واقعہ طوفان حضرت نوح علیہ السلام سے خبردار کیا اور کہتے ہیں کہ واسطے محافظت
دیگر اشتہا قبر دن دوستون کی تاراج امواج طوفان سے ایک عظیم اور بزرگ ارکان دولت
کو فرمایا اور گنبد ہرمان مصر میں بنایا اور آپ مصر میں سے رحلت کر کر تمامی عمر مسکون میں سیر
اور سیر کی اور پھر مصر میں مراجعت کی پھر رفیع الدرجات جل وعلا نے حقیقتاً مرتبہ انکا اعلیٰ
یعنی بلند کیا ہمیشہ اوسکو ایک مکان بلند پر اور منزل رفیع اور درجہ عالی کرامت فرمایا اور ساتھ
حیات دائمی کے جنت میں مخلد کیا چنانچہ تیسری فصل میں بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ تیسری فصل
دوسری قصہ ہاروت و ماروت میں تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ قصہ ہاروت و ماروت موافق روایت
ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور سوا مفسرین کی کہ ابن عباس اور حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی
کرم اللہ وجہہ اور عبداللہ ابن عمر اور مجاہد وغیرہ سے نقل کی ہے اسطرح ہے کہ جب حضرت ادریس
علیہ السلام کے زمانے میں اعمال زشت بنی آدم کے زمین سے آسمان پر صعود کرنے لگے اور طاعات
آسمانی میں قبول وقال اس اونکا بہت ہونے لگا اور فرشتوں نے بنی آدم کے حق میں حقارت اور اہانت
اور نفرین اور لعن کرنی شروع کی حق سبحانہ تعالیٰ نے خطاب بھیجا کہ ترکیب بنی آدم میں شہوت
اور غضب داخل ہے اس سبب سے ایسے گناہ صادر ہوتے ہیں اگر ہم تمکو بھی زمین پر نازل کریں
اور شہوت اور غضب تم میں ڈال دیں تو تم سے بھی گناہ اور معاصی صادر ہوں فرشتوں نے
کہا اے پروردگار ہمارے ہر چند کہ شہوت اور غضب ہو ہم ہرگز تیری معصیت کے مرتکب نہ ہوں
حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دو شخص اپنے میں سے چنکر اختیار کر دو تا حقیقت کار تمکو معلوم ہو جائے
ہاروت اور ماروت کو کہ کمال عبادت اور صلاح میں فرشتوں کی درمیان ممتاز تھے انتخاب کیا
حق تعالیٰ نے انہیں شہوت اور غضب داخل کرکے فرمایا کہ زمین پر جاؤ اور آدمیوں میں حکومت
کرو اور موافق حکم کرتے رہو اور انکو شرک اور قتل اور زنا اور شراب سے منع کیا اور ارشاد کیا کہ تمام
روز دنیا میں شغل قضا مشغول رہو اور شام کو اسم اعظم کو پڑھکر آسمان پر چلے آیا کرو اور
ہر صبح کو زمین پر نزول کیا کرو انھوں نے ایک مہینے تک اسیطرح آمد و رفت کی اور آوازہ انکے
انصاف کا آویزہ گوش عالم ہوا کہ دو شخص نیک نہاد فلانی جگہ میں کہ ہر واقعہ میں حکم درست دیتے
ہیں اور فیصلے مقدمات متنازعہ بیچ رو رو یا کرتے ہیں کرنا گاہ ایک عورت فاحشہ زہرہ نام کہ
سب عورتوں میں اوس زمانہ میں ساتھ حسن اور جمال کے ممتاز تھی از روے روایت امیر المومنین حضرت
علی رضی اللہ عنہ میں اسطرح وارد ہے کہ وہ عورت اہل فارس سے تھی اور لقب مشہور اسکا اُس
ملک میں بیدخت تھا لباس فاخرہ اور پیرایہ تکلف پہنکر اپنے خاوند سے دادخواہ ہو کر انکے پاس
آئی کہتے ہیں کہ در اصل اسکو اسم اعظم سیکھنے کا شوق دامنگیر ہوا تھا لیکن چونکہ قدیم سے

اس مشرب فاحش کی خوگر تھی اس روش کو اس امر کی تحصیل کا وسیلہ سمجھا بہر حال یہ دونوں فرشتہ
بمجرد دیکھنے کے اسکے حسن و جمال پر فریفتہ ہوئے اور فعل شنیع کی اس سے درخواست کی اسنے
کہا کہ تم اور دین پر اور میں اور دین پر ہوں بسبب اختلاف مذہب کے یہ معاملہ نہیں ہو سکتا
ہے اور علاوہ یہ کہ میرا خاوند نہایت غیور ہے اگر وہ جانیگا کہ میں تمہارے ساتھ نشست و برخاست
رکھتی ہوں مجکو مار ڈالیگا پس اوّل چاہیے کہ میرے بت کو سجدہ کرو پھر میرے خاوند کو قتل کرو
تب میری صحبت تمکو نصیب ہو انہوں نے کہا معاذ اللہ کہ شرک اور قتل نفس نہایت قبیح ہے
ہم ہرگز نہیں کرینگے وہ عورت اٹھکر چلی گئی لیکن انکے دلمیں اسکی محبت کی قلق اور اضطراب
نے غلبہ کیا دوسرے دن انہوں نے اسکے پاس پیغام بھیجا کہ ہم تیرے گھر میں مہمان آتے
ہیں اوسنے کہا بسر و چشم پس اوسنے ایک مکان آراستہ کیا اور آپ کو زیب و زینت دیکر موافق اپنی
عادت کے شیشہ ہائے شراب حاضر اور موجود رکھے جب یہ اوس مکان میں پہونچے اوس
فاحشہ نے کہا اب تمکو میں چار چیزوں میں اختیار دیتی ہوں یا میرے بت کو سجدہ کرو یا میرے
خاوند کو مار ڈالو یا اسم اعظم مجکو سکھا دو یا ایک قدح شراب کا پی لو بعد اسکے ان دونوں نے
مشورہ کیا کہ شرک اور قتل نفس دونوں گناہ عظیم سزا الٰہی ہے کسی سے کہہ نہیں سکتے اور شراب
پینا گناہ سہل ہے اسکو اختیار کیا چاہیے پس شراب کے پیتے ہی بدمست لایعقل ہو گئے
اور بموجب کہنے اوس عورت کی بت کو سجدہ کیا اور اوسکے خاوند کو بھی مار ڈالا اور اسم اعظم بھی
اوس عورت کو سکھا دیا اور بعضی روایت میں ہے کہ وہ عورت ساتھ پڑھنے اسم اعظم کے
آسمان پر چلی گئی اور حق تعالےٰ نے اسکی روح کو زہرہ ستارہ کی روح کے ساتھ متصل کرکے
مسخ کر دیا اور یہ فرشتے اسکے ساتھ نہ جا سکے اور اسم اعظم بھول گئے جب شراب کی مستی سے
ہوش میں آئے افسوس کیا اور پشیمان ہوئے اور حق تعالےٰ نے ملائک آسمانی کو انکے حال سے مطلع
کیا اور فرمایا کہ دونوں فرشتے باوجودیکہ میری تجلیات سے غیبت نرکھتے تھے اور ہر وقت حاضر
اور موجود رہتے تھے بسبب شہوت نفسانی معصیت میں گرفتار ہوئے بنی آدم کہ حضوری سے
غائب ہیں اور انکی طبیعت میں شہوت غالب ہے اگر مرتکب ہوں تو کیا عجب فرشتوں نے
اپنی خطا پر اقرار کیا اور بعد اسکے ساکنان زمین کیواسطے استغفار میں مشغول اور مصروف ہوئے چنانچہ حق تعالےٰ
فرماتا ہے والملائکۃ یسبحون بحمد ربہم ویستغفرون لمن فی الارض یعنے اور فرشتے
تسبیح کرتے ہیں ساتھ حمد پروردگار اپنے کے اور استغفار کرتے ہیں واسطے اس شخص کے کہ زمین
میں ہے القصہ وہ دونوں فرشتے اپنی حالت کو دگرگوں دیکھکر نہایت مضطرب ہوئے اور حضرت
ادریس علیہ السلام کے پاس آئے اور اپنا حال عرض کرکے اپنے حق میں شفاعت چاہی

حضرت ادریس علیہ السلام وعدہ کیا کہ صبر کرو جمعہ کے دن جناب الٰہی میں تمہارے واسطے
عرض کرونگا جب روز جمعہ کا گذر گیا تو کہا اس جمعہ میں میری شفاعت تمہارے حق میں اجابت نہیں
ہوئی جمعہ آیندہ تک منتظر رہو پس جب دوسرا جمعہ آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالیٰ
نے تمکو اختیار دیا ہے اگر چاہو عذاب دنیا اپنے حق میں قبول کرو اور اگر چاہو عذاب آخرت کے واسطے
آمادہ ہو دنیا میں تمہارے ساتھ کچھ مواخذہ نہوگا اونھون نے آپس میں مشورہ کیا کہ عذاب دنیا
فانی ہے اور عذاب آخرت باقی فانی کو اختیار کیا چاہیے کہ منقطع ہووے پس انھون نے عذاب
دنیا اختیار کیا حق تعالیٰ نے فرشتون کو فرمایا کہ زنجیر آہنی میں انکے سر اور بدن بال سے
پانون تک باندھکر سرنگون لٹکے سر نیچے اور ٹانگین اوپر ایک کنوین میں کہ آگ شعلہ مار رہی ہے
اور ایک ایک فرشتہ مارہی مار تازیانہ آتشین جبتک دنیا میں قائم رہے بلا توقف مارا کرے
کہتے ہین کہ جو فرشتہ تازیانہ مارنے سے فراغت پاتا ہے پھر دوبارہ اوسکی نوبت نہیں پہونچتی
ہے ہر نوبت نیا فرشتہ اس کام کے ساتھ مشغول ہوتا ہے اور اپر تشنگی اسقدر غالب کر دی
ہے کہ اونکی زبانین شدت سے پیاس کے منہ میں سے باہر نکل پڑی ہین اور ایک بالشت
دور انکے منہ سے آب سرد اور خوشگوار دکھاتے ہین اور ہرگز انکا منہ اس پانی تک نہیں پہونچتا
ہے العیاذ باللہ من غضب اللہ اور یہ قصہ اگرچہ تفاسیر محدثین اور سنن بیہقی اور مسند امام احمد
اور کتب حدیث میں بروایت متعددہ اور طرق مختلفہ کہ بعضے انمین سے صحیح میں مروی اور ثابت
ہے لیکن مفسرین متکلمین مثل امام رازی اور قاضی بیضاوی اس قصہ سے انکار کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ نظم قرآن شریف میں کوئی چیز کہ اس قصہ پر مشعر ہو نہیں واتبعوا ما تتلوا الشیاطین
علی ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولکن الشیطین کفروا یعلمون الناس السحر اور پیروی
کرتے ہین اس چیز کی کہ پڑھتے تھے شیطان اوپر ملک سلیمان کے اور کفر نہیں کیا تھا سلیمان
نے ولیکن شیطانون نے کفر کیا تھا سکھلاتے تھے لوگون کو جادو اور واضح ہو کہ منطوق لازم الوثوق
کہ وما انزل علی الملکین ببابل ہاروت وماروت وما یعلمن من احد حتی یقول انما نحن
فتنہ فلا تکفر فیتعلمون منہما ما یفرقون بین المرء وزوجہ اور پیروی کرتے تھے
اس چیز کی کہ اتاری گئی اوپر دو فرشتون کے بیچ شہر بابل ہاروت اور ماروت کے اور نہیں سکھاتے
وہ دونون کسی کو یہان تک کہ کہتے ہین سوا اسکے نہیں کہ ہم آزمائش میں ہیں مت کافر
ہو پس سیکھتے اون دونون سے کہ جدائی ڈالتے ہین ساتھ اسکے درمیان مرد اور جورو اسکی
کے ناحق اوپر اس بات کے ہے کہ صانع مطلق نے بواسطہ کسی مصلحت مناسب وقت
کے علم سحر کا ان دو فرشتون کو بخشا ہے اور اثر اسکا ایسا قوی کیا ہے کہ

نہ شیاطین زمان حضرت سلیمانؑ اور نہ ساکنین کلدانین کو کبھی میسر ہوا ہے پس واجب ہوا کہ حقیقت
اقسام سحر اور کیفیت اثر اسکی بشرح اور بسط لکھی جاوے اب جاننا چاہیے کہ حقیقت سحر کی کیا ہے
اور اقسام اسکے کتنے ہیں اور کونسی قسم موجب کفر ہے اور کونسی سبب فسق ہے اور کونسی مباح
ہے کہ شریعت میں جائز ہے تفصیل اس بحث کی طول چاہتی ہے مجمل یہ کہ حقیقۃً سحر حاصل
کرنا قدرت کا ہے افعال عجیبہ پر بسبب خارق عادت بمزاولت اسباب خفیہ بلا توسل بجناب الٰہی
بوساطت دعا یا تلاوت اسما اللہ تعالےٰ اور بے نسبت کرنے ان افعال کی بقدرت رب العزت
اور چونکہ سبب خفی عالم میں چند قسم ہے سحر بھی چند قسم ہے اور ضبط ان اقسام کا اسطرح پر ہے
کہ سبب یا تاثیر روحانیات کی ہے یا تاثیر جسمانیات کی اور روحانیات یا روحانیات مطلقہ ہیں مثل
روحانیات کواکب اور افلاک اور عناصر یا روحانیات جزئیہ خاصہ ہیں مانند روحانیات ارواح
اور جن اور شیاطین اور نفوس مفارقہ بنی آدم کو کہ ان نفوس کو بعد تسخیر کرنے کے اپنے کام میں
لغت ہند میں بیر کہتے ہیں اور جسمانیات یا بسبب ترکیب اور اجتماع کیفیات تاثیر عجیب
دکھاتے ہیں یا بسبب خواص یعنے بمقتضاے صور نوعیہ بی توسط کیفیات مثل جذب کرنا
مقناطیس کا لوہے کو بہر طریق تحصیل مناسبت کا ساتھ روحانیات کی اور جلب تاثیر انکا ساتھ
ذکر کرنے انکے نام کے اور التجا انکی طرف ہو بشرائط معتبرہ یا تصویریں انکی صورتوں کی حاصل کرنی
اور استعمال کرنا انکے ملابس مرغوبہ کا ہے یا تلاوت اس کلام کی کہ مفردات اسکے بلے ملاحظہ ترکیب
اشارہ کرتے ہیں ساتھ عظمت کسی روح کے ارواحوں میں سے یا کسی فعل عجیب اور غریب کے
کہ اس سے کسیوقت سرزد ہوا اور زبان خاص اور عوام کے ساتھ مدح اور ثنا کے جاری ہوئی
ہے پس اقسام سحر نے نظر بہ شقوق مذکورہ کتنی طرحیں پیدا کیں لیکن جو کہ رائج اور معمول ہے
چند قسم ہے ایک قسم اسمیں سے کہ عمدہ اقسام سے ہے سحر کلدانین اور سحر بابل ہے کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام بنا بر رد مذہب اور ابطال عقیدہ انکے کے مبعوث ہوئے تھے اور اس علم کی اصل
ہاروت وماروت سے ماخوذ ہے کہ اہل بابل نے اوسکو انسے سیکھا اور غور اور خوض بہت سا کیا
اور کلدانین کہ بابل کے رہنے والے تھے خیلے اس علم کے ساتھ مشغول رہے تواریخ معتبرہ
میں لکھا ہے کہ حکماے بابل نے عہد نمرود میں شہر بابل میں کہ اوسکا تخت گاہ تھا چھ طلسم بنائے تھے
کہ عقل اور وہم انکے ادراک میں حیران تھی اول یہ کہ ایک بط تانبے کی بنائی تھی کہ جب کوئی جاسوس
یا چور اس شہر میں آتا تھا تو اوس بط میں سے آواز آتی تھی کہ تمام اہل شہر آواز اسکی سنتے تھے اور جانتے
تھے کہ مقصود اسکا کیا ہے اور اس جاسوس اور چور کو پکڑ لیتے تھے دوسرے ایک طبل تھا کہ جس
کسی کی کوئی چیز جاتی رہتی تھی وہ شخص اوس طبل پاس آنکر اسپر چوب مارتا تھا اور

اس نقارہ میں سے آواز آتی تھی کہ فلان چیز تیری فلان جگہ ہے اور بعد تلاش اور تفحص کے وہ اُسے
دستیاب ہوتی تھی تیسرے ایک آئینہ حال کے دریافت کرنے کے واسطے بنایا تھا جب کوئی صاحب
غرض اسمین نگاہ کرتا تھا غائب کا حال اس آئینہ مین نمودار ہوتا تھا اور شہر مین یا صحرا مین
یا کشتی مین یا پہاڑ مین یا جہان کہ وہ غائب ہوتا تھا اُسمین مشاہدہ کرتا تھا اور اگر بیمار یا تندرست
یا فقیر مالدار یا زخمی یا مقتول ہوتا تھا تو ویسا ہی نظر آتا تھا چوتھے ایک حوض تھا کہ ہر سال مین
ایک دن اوس حوض پر ایک جشن مرتب دیتے تھے اور اعیان اور اشراف شہر جمع ہوتے تھے
اور ہر شخص جو چاہتا تھا شربت اور افشردہ یا اور جو کچھ لاتا تھا اوس اسمین ڈال دیتا تھا جب ساقی
اُمرا ومیون کے پلانے کے واسطے کھڑے ہوتے تھے ہر شخص کو ایک کاسہ اوسمین سے
بھر دیتے تھے اوسمین وہی ہوتا تھا جو آپنے ڈالا تھا بے آمیزش اور کسی چیز کے پانچوین
ایک تالاب تھا کہ بنا بر قطع منصوبات اور فیصل قضایا کے بنایا تھا اگر دو شخص باہم جو کسی امر مین
تنازع کرتے تھے اور حق باطل سے جدا نہوتا تھا تو اوس تالاب پر آتے تھے اور اوسمین اُترتے
تھے جو کوئی حق پر ہوتا تھا تو پانی اسکے ناف تک آتا تھا اور غرق نہوتا تھا اور جو کوئی باطل پر ہوتا
تھا تو پانی اسکے سر پر آجاتا تھا اور غرق ہو جاتا تھا مگر جبکہ حق پر اقرار کرتا تھا اور دعوے باطل
درگذرتا تو نجات پاتا چھٹے یہ کہ نمرود مردود کے گھر کے دروازے پر ایک درخت لگایا تھا
کہ اسکے سایہ مین دربار کے آدمی بیٹھے تھے اور جسقدر کہ آدمی زیادہ ہوتے تھے اس درخت کا
سایہ اتنا ہی پھیلتا تھا تا آنکہ ایک لاکھ آدمی ہو جاتے تھے اور سایہ بھی اسی قدر بڑھ جاتا تھا
اور اگر ایک شخص بھی لاکھ سے زیادہ ہو جاتا تھا تو وہ سایہ مطلق نہ رہتا تھا اور سب دھوپ مین
بیٹھے تھے اور نمرود کہ اونکا بادشاہ تھا یہ بھی اسکام مین بہت مہارت رکھتا کہتے ہین کہ اسطرح کا
سحر سب انواع مین مشکلتر ہے اور نہایت صعوبت سے حاصل ہوتا ہے پھر جب کسیکو اس صناعت
حقیقت کماہی میسر ہووے جو کچھ چاہے مخالف یا موافق عادت ظاہر کرسکتا ہے چنانچہ معالجہ
امراض کہ طبیب اسکے علاج سے عاجز ہووین مثل برص اور جذام اور امانت اس سے سب کرسکتا
کسواسطے کہ وہ باستعانت روحانیات تدبیر کرتا ہے اور طبیب باستعانت جسمانیات کے اور کنہ
اس صنعت کی یہ ہے کہ ہر جسم آسمان سے لیکر تا عناصر اور موالید ایک روح رکھتا ہے کہ مدبر
اسکا ہی اور تاثیرات تمام اجسام کی اُنکی ارواحون کی طفیل سے ہے اور جبکہ ارواح تمام عالم اسکی تسخیر
مین مسخر ہوئی گویا جہان کا مالک ہوا پس بے مہارت جنگ اور قتال قہر دشمنان اور قمع
مفسدان اس سے ممکن ہے چنانچہ ارسطو نے حکیم بر بلطوس اور سیدا غوس سے نقل کی ہے کہ شہر
بابل مین ان دو شخصون کے درمیان تنازع واقع ہوا سیدا غوس نے کہا کہ تجکو میرے ساتھ کیونکر طاقت

برابری کی ہوگی کہ مریخ اور زحل میرے مقابلے کرنے سے عاجز ہین برہاطوس نے جب یہ کلام
سنا مبخ آتشی بناکر استعانت بروح مریخ کی اور بیداغوس کو جلا دیا اور سبب جنگ وقتال اسکا شہر
اور فساد وقوع ہوا اور شہر دنہین بھی اس قسم کے قصے نقل کرتے ہین جب حضرت آدم علیہ السلام
پیدا ہوئے حق تعالے نے اونکو اجسام اور ارواح دکھائی اور انھون نے سبکو از دست قدرت
حق تعالے مجبور اور بے اختیار دیکھا اور سب سے روگردان ہوکر متوجہ بذات واجب حقیقی ہوئے
اور اسطرح کا سحر کفر صرف اور شرک محض ہے شرائط اس شہر مین کہ سندرہ شرطین لکھی ہین اول
شرط یہ ہے کہ ارواحون کو دلوتہ مستطیع جانے اور ہرگز گمان عجز اور جہل انکے حقمین نہ کرے
والا وہ ارواح اجابت نہ کرے اور مطلب کو نہ پہونچائے اور یہ کیفیت دعوت روحانیات مین لکھتے
ہین کہ شروع بدعوت قمر کرے کسواسطے کہ وہ آسمان دنیا پر ہے اور عالم سفلی کے قریب ہو اور اسکے
وسیلے سے عطارد کی دعوت اور علی ہذا القیاس سبع سیارہ ساتوین فلک تک اور الفاظ دعوت
یہ لکھتے ہین کہ کہے ایہا الملک والکریم والسید الرحیم مرسل الرحمۃ ومنزل النعمۃ اور دعوت
عطارد مین کہے کل ماحصل من الخیر فہو منک وکل ماینزل فہم من الشر منی فہو منک اور یہ
بھی کہے ایہا السید الفاضل الناطق العالم بخفیات الامور المطلع علی السرائر اور اسیطرح ہر
بیچ دعوت اور کواکبون سے کہے اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد اور یہ قول منافی الاسلام اور توحید اور ہدایت
نفی کی ہے جاننا چاہیے کہ اہل بابل ساتھ تعلیم ہاروت اور ماروت کے طریق تسخیر اور استعانت
تمام روحانیات کلیہ اور جزئیہ اور علویہ اور سفلیہ اور فلکیہ اور عنصریہ اور بسیط اور مرکب جانتے تھے
اور عمل مین لاتے تھے یہانتک کہ روحون امراض اور اہل مذاہب اور اور روحون کی بھی تسخیر
کرتے تھے اور باہم انکے اتصال پہونچاتے تھے اور اعمال عجیبہ پیدا کرتے تھے لیکن
یونانیون نے اسمین اور طریق تسخیر روحانیات علویہ کے اکتفا کیا اور ایسا سمجھا کہ جو روحانیات
علویہ مسخر ہوئین تو پھر حاجت تسخیر روحون سفلی کی نہین رہتی کہ روحون سفلی کو سوا سے قبول اور
تاثیر کے کچھ منصب نہین ہے اور فاعلیت اور تاثیر مخصوص علویات ہے اور انگلے ہندی تمام
روحانیات تسخیر کرتے تھے اور ہرایک سے جو کام اس سے متعلق ہے لیتے تھے پس سحر بابل آج
ہندیون مین موجود ہے اور یونانیون نے بعض پران مین سے اکتفا کیا اور قسم دوسری اس سحر
سے تسخیر جن اور شیاطین ہے خاصۃً اور یہ سہل الحصول اور کثیر الرواج ہے اور اس تسخیر مین ساتھ
بڑے بڑے جنون کے مثل جھوانی اور ہنومان وغیرہ کے التجا کرنی اور تضرع اور الحاح عمل مین
لانی اور نذر اور قربانی انکے واسطے گذرانی اور عطریات مناسبہ مواضع حضور انکے مین رکھنی ضرور
ہوتی ہین اور کفر صریح لازم آتا ہے اور قسم تیسری اس سحر سے اکثر تاثیر کا ہے اور اس سحر مین ضرور ہے کہ اول

ایک انسان کو کہ قوی النفس والجثہ مرگیا ہو مخصوص کرین بجائے اسکی روح کو ساتھ پڑھنے بعض الفاظ کی
کہ مشتمل اوپر ذکر شیاطین بزرگ کے ہوتے ہین اور بہت سی تعظیم انکی نسبت اسمین بیان کرتے ہین
اپنی طرف کھینچتے ہین اور بقوت ان الفاظ اور رکھنے نذر اور ہدیہ کے اس روح کو اپنے حکم اور
قابو مین لیتے ہین بحدیکہ وہ مانند نوکر یا غلام کے جس امر پر مامور کرین سرانجام کر دیوے پس یہ امر
بھی یا مستلزم کفر ہے یا قریب بسرحد کفر پہونچتا ہے اور اکثر ارواح پاک کہ بدکاری اور
شہوانیہ اور مغضوبہ متوجہ ہون نہین ہوتی ہین مگر جنس خبیثات سے مثل ہنود یا فساق پس مخالطہ
خباثت بھی اسمین لازم آتی ہے اور قسم چھٹی انمین سے افساد تخییل یعنے فاسد کرنا خیالات کا
ہے کہ بواسطے بعضے ارواحون جنون کے کسی شخص کے خیال مین تصرف کرین یا جو چیز کہ اسکے
پاس موجود نہین ہے نظر آوے یا اون صورتون سے کہ اسکے خیال مین آوے اور اونسے اوسکو
خوف اور ہول لاحق ہووے اور ڈرے یا حرکات غیر واقعہ گمان کرے اور اس نوع کو نظر بندی اور
خیال بندی کہتے ہین اور قصہ ساحران فرعون مین آیہ یخیل الیہ من سحرہم انہا
تسعی سے یہ بھی سحر کی قسم مفہوم ہوتی ہے یا مقابلہ اولیا مین ان کے معارضہ کیواسطے عمل مین لاوے
حرام اور کبیرہ ہے اور اسی طرح بسبب اسخیال بندی کے کسیکو دغا دیوین اور اسکے مال مین سے
خیانت کرین یہ بھی کبیرہ ہوتا ہے اور یہ نوع سحر بنفسہ کفر نہین ہے لیکن جسوقت کہ کسی شخص کے
خیال مین تصرف کرتے ہین جنون کی ارواحون سے یا ساتھ ذکر نامون بڑے بڑے جنون کے
التجا کرنی ضرور ہوتی ہے اگر وہ التجا اور ذکر مقرون بہ تعظیم مفرط ہووے کفر لازم آوے اور قسم
پانچوین سحر اصحاب اوہام ہے کہ پہلے ہنود مین بہت رواج رکھتا تھا اور اب نام و نشان اوسکا
موجود نہین ہے اور اس قسم سحر کو تعلیق الوہم کہتے ہین اور طریقہ اسکا اسطرح ہے کہ صورت واقعہ
مطلوبہ کو تصور مین لاکر اور پیش نظر رکھکر وہم کو اسکے تحصیل کے واسطے متعلق کرین اور شرطین
اس تعلیق کی یہ تقلیل غذا کرین اور اختلاط آدمیون وغیرہ سے ترک کرین تا وہ مطلوب حاصل
ہووے اور حکم اس قسم کا یہ ہے کہ اگر کوئی غرض مباح اس قصد کے ساتھ کرین مثل تفریق
بین الزوجین یا ہلاک کرنا کسی ظالم کا مباح ہے اور اگر کوئی غرض ممنوع اسکے ساتھ قصد کرین
مثل تفریق بین الزوجین ہلاک کرنا کسی بیگناہ کا حرام ہے حاصل کلام یہ کہ حرمت اور حلت
اسکی موقوف ہی فعل پر فی نفسہ قبیح نہین ہے اور قسم چھٹی سحر نیرنج ہے یعنے بسبب خواص اشیا
کوئی فعل عجیب صادر کرین اور وہ خواص کسیکو معلوم نہووین مثل اسکے کہ جب چاہین انگلیونسے
آگ روشن کرین تو تھوڑے قدر چونہ کابلی سرکہ سے تر کر کر قدرے کف دریا اسمین ملا کر انگلیونمین ملین اور
رال اسمقام پر ڈالین پس اگر کسی مجلس مین کہ شمع یا چراغ اسمین جلتا ہوا اوس مین

انگلیون کو چراغ کے پاس کھینچا ئین وہ شخص اونکی لگ جاوینگی اور انگلی نہین جلنے کی اور قسم ساتوین سحر
حیل ہے کہ باستعانت آلات وعجائب صنعت امور غریبہ پیدا کرین اور لینا آن الات کا اکثر بہت
ریاضت سے حاصل ہوا ہے مثل حیل نجی موسیقی اور آلات ساعت شناسی کہ فرنگی بناتے
ہین اور قسم آٹھوین سحر شعبدہ بازی اور دست بالاکی ہے کہ مرد عورت اکثر بنابر اسکے ہاتھون کی
عمل مین لاتے ہین اور سبب خفی اس سحر نوع مین حرکات خفیہ اور تبدیل امثال بسرعت ہے اور اس
پیشہ والون کو زبان ہند مین جہان متی کہتے ہین اور یہ تینون قسمین نہ کفر ہین اور نہ حرام مگر جب
کوئی غرض فاسد قصد کرین کہ اس غرض کے ساتھ حرمت متحقق ہوگی اور اس مقام مین جاننا
چاہیے کہ اکثر اقسام سحر کو اذکیا امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ نے اصلاح دیکر اور کفر
اور شرک کو کہ اسمین سے دور کر کر استعمال کیا ہے پس اصلاح قسم اول دعوت علوی ہے کہ ملائکہ علویہ
کو اوسکے ساتھ تسخیر کرتے ہین لیکن ساتھ استعانت اسماے عظام الٰہی اور آیات فرقانی کے اور اصلاح
قسم دوسرے کی عظائم عزائم اور دعوت سفلی ہے کہ موکلان ارضیہ اور جنون کو مسخر کرتے ہین لیکن
ساتھ اسماء الٰہی اور آیات کے بے آمیزش کفر اور شرک یا تعظیم الا اللہ بلکہ تحکم سست اور غالبیہ کے اور اصلاح
قسم تیسری کی ربط ساتھ ارواحون طیبہ علیا اور اولیا کے ہے کہ اکثر دینی مشربان عمل مین لاتے
ہین اور اپنی اور اونکی حاجتون مین بہرہ مند ہوتے ہین اور اسکے طریق تحصیل مین بھی طہارت
اور تلاوت اور ارسال ثواب صدقات بنا بر آن ارواحون کے منظور رکھتے ہین اور اصلاح قسم
چوتھی کی عقد ہمت ہے کہ مشائخ کبار اور اولیاء ابرار سے واسطے حل مشکلات کی وقوع مین آئی ہے
اور وہ تعلیق وہم شایف بہ کیفیت مثلہ ہے کہ بسبب استغراق بیچ ملاحظہ کسی اسم کے اسماء الٰہی سے
حاصل ہوتی ہے کہ سر اسمین ہمت روح پر بہتی ہے اور ترقی اسکی عالم اناث اور انوث سے ہے اور عالم
علوی کے چنانچہ سبب لینے کھینچ لینا کسی بیماری کو کسی مریض سے اپنے جسم پر جو سلسلہ حضرات
نقشبندیہ مین مرسوم ہے اسی قبیل سے ہے اور اصلاح قسم پانچوین کی تعمق بیچ خواص آیات اور اسماء
مین اور ارقام اور اعداد انکے ہین اور ترکیب دینی بعضون مین ساتھ بعضون کے اور تصویر ارفاق
مبارکہ کو کاغذ مختلفہ اور الواح متفادت الحوض پر مطالب محمودہ کو اسکے ساتھ حاصل کرتے
ہین چنانچہ کتب تعویذات اور خواص اسماء اور سور قرانیہ مع شرطون اور قیدون کی اور کتابون
تکسیر مین مفصلاً اور مشروحاً مرقوم ہے اور ساتھ اتباع اس امر کے اور اشیاء کے خواص مین عنصریات
سے اور خواص بروج اور درجات اور شرف اور وبال کی بھی بعضے رعایت کرتے ہین اور اسمین
ذکر اللہ کو ملاتے ہین الغرض جو قبیح سحر یہی ہے کہ منجر بکفر اور شرک اور اعتقاد تاثیر کواکب اور
ارواح تیرہ ساتھ ارواحون خبیثہ شیاطین کے ہوتا ہی اور موقوف اوپر التجا کے طرف

غیر اللہ کے اور استغراق دیکھنے اسباب میں ساتھ اس نہج کے مطالعہ قدرت سبب کا غافل کرتے
ہوتا ہے جسبب یہ وجہ قبیح بالکل جاتی رہی پس مدار حلت اور حرمت کا اغراض مقصود پر آتا ہے
اگر نیک ہو نیک اور بد ہو بد۔ پس پوشیدہ نہ ہے کہ فرق سحر ہاروت و ماروت اور سحر کلدانین اور اہل
بابل میں کہ انسے سیکھا تھا یہ ہے کہ ہاروت و ماروت کو ایسی قدرت قادر مطلق نے بخشی تھی کہ بمجرد
امنزش کے بغیر کھینچنے مشقت اعمال سخت کے بیچ تسخیر ارواح کے اتصال ساتھ روح خبیثہ کے
سیکھنے والے کو بسہولت حاصل ہو جاتا اور اثر اس اتصال کا جوہر روح طالب میں مستقر اور راسخ
ہوتا تھا کہ کسی نہج سے زائل نہوتا تھا اور کلدانین اور اہل بابل بیچ حاصل کرنے مناسبت اور اتصال
کے ساتھ ارواح مذکورہ کے مشقتیں اور ریاضتیں اور چلے کھینچتے تھے اسپر بھی رسوخ کامل جوہر روح طالب
میں پیدا نہوتا شائد تاثیر قوی ہاروت اور ماروت سے ہوگی اور جیسا کہ حاکم نے ساتھ سند صحیح اور بیہقی نے بیچ
سنن اپنی کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک
عورت دومۃ الجندل سے بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھونڈھتی ہوئی حضرت کو میرے
پاس آئی ہے اور کہا کہ مجھے ایک بات اس جناب رسالت مآب سے ضرور پوچھنی تھی افسوس کہ بعد
وفات کے یہاں پہونچی میں نے پوچھا کہ بی بی تو حضرت سے کیا پوچھتی اسنے مفصل بیان کیا
کہ ایک میرا شوہر تھا کہ مجھسے بہت بدسلوکی کرتا تھا اور کوئی صورت اصلاح کی نظر میں آتی اور
میں اس بات سے بہت تنگدل رہتی تھی ناگاہ ایک بڑھیا ایک دن میرے گھر میں آئی اسکے
روبرو میں نے شکایت اس ماجرے کی ظاہر کی اسنے کہا کہ اگر تو میرا کہا سنے اور میری بات پر
عمل کرے تو تیرا خاوند مانند غلام کے فرمانبردار تیرا ہو جاوے میں نے بجان و دل اس بات کو قبول کیا
وہ عورت اسوقت چلی گئی اور کہا رات کو میں پھر آؤنگی اور تجھے اپنے ساتھ لیجا کر اسکی تدبیر
کرونگی چنانچہ آخر شب وہ عورت پھر آئی اور دو کتے سیاہ رنگ اپنے ساتھ لیتی آئی ایک پر
آپ سوار ہوئی اور ایک پر مجھے چڑھایا اور ہم دونو روانہ ہوئے تھوڑی دیر گذری تھی کہ میں
بابل میں پہونچے وہاں کیا دیکھتی ہوں کہ کنوئیں میں دو مرد کہ پانوں انکے اوپر اور سر نیچے لٹکے
ہوئے ہیں انھوں نے پوچھا کہ تو یہاں کیوں آئی ہے بموجب تعلیم اوس بڑھیا کے میں نے کہا
کہ جادو سیکھنے ان دونوں نے کہا کہ سحر کفر ہے اور اسکے سیکھنے سے کافر ہوتا ہے بہتر ہے کہ تو پھر جا
میں نے مبالغہ کیا کہ ہرگز بے سیکھے اس علم سے نہیں جانے کی غرضکہ جتنا انھوں نے منع کیا
اتنا ہی میں نے اصرار کیا آخر بعد منت و سماجت بسیار کے انھوں نے کہا کہ یہ تنور یہاں ہے اسمیں
جا کر پیشاب کر اس تنور کے پاس گئی تو مجکو خوف معلوم ہوا اور رونگٹے میرے بدن پر کھڑے ہوئے
ناچار الٹی پھر آئی اور انسے کہا کہ میں بول کر آئی انھوں نے پوچھا کہ بتا تو نے وہاں کیا دیکھا میں نے کہا

مجھے کچھ نہیں معلوم ہوا وہ کہنے لگے تو جھوٹ بولتی ہے ہرگز تو نے پیشاب نہیں کیا اب بھی یہی
بہتر ہے کہ اپنے گھر کو پھر جا اوسکا وقت ہو یہ بات ہنی قبول نہ کی پھر جب اشارہ آنکے
اُسی تنور پر گئی اور پھر خوف کھا کر بن پیشاب کیے پھر آئی اور انھون نے وہی کہا دہی تا آنکہ تین
مرتبہ یہ آمد و رفت واقع ہوئی چوتھی بار جرات کر کے مینے وہان پیشاب کیا اور دیکھا کہ ایک شخص
گھوڑے پر سوار زرہ پوش تھیار بند میرے پانون تک لوہے کی ٹوپی اس تنور سے نکلا اور آسمان کو چلا گیا
اور میری نظر سے غائب ہوا مینے جا کر یہ سب حال اُنسے بیان کیا اسوقت انھون نے کہا کہ تو سچ کہتی ہے
یہ سوار زرہ پوش تیرا ایمان تھا کہ تجھ مین سے نکل کر آسمان پر اڑ گیا اب جا کہ فن سحر مین کامل ہوگئی مینے
اُس بڑھیا سے کہا کہ مین جادو سیکھنے کو آئی تھی نہ انھون نے کچھ بتایا اور نہ مینے کچھ پایا کیا بات ہے
اُسنے جواب دیا کہ انکی تعلیم اسیطرح ہوتی ہے اب تو سحر پر قادر ہوگئی جس چیز پر جو تو چاہیگی سو ہوگا
مینے کہا بات یہ کیونکر باور کرون بڑھیا نے کہا ایک دانہ گندم زمین مین ڈال اور کہو کہ اگ مینے زمین مین
ڈالا اور کہا کہ دراز ہوا اسیوقت دراز ہوا پھر مینے کہا کہ خوشہ لا خوشہ لایا پھر مینے کہا خشک ہو
وہین خشک ہو گیا پھر مینے کہا کہ آٹا ہو جا آٹا ہو گیا پھر مینے کہا نان پختہ ہو روٹی پک گئی جب مینے
یہ حالت دیکھی کہ جس چیز کو جو کہتی ہون وہی ہو جاتی ہے اوسکے کہنے اور فن جادوگری مین اپنے
کامل ہو جانے پر یقین آیا و لیکن افسوس اور ندامت بہت اپنے ایمان جانے پر کرتی ہون
اور خدا کی قسم کھاتی ہون اے مادر مومنان کہ ابتک مینے کسی کے حق مین بدی نہین کی
اور ارادہ برائی کا رکھتی ہون اب اوصاف حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سنکر
حاضر ہوئی تھی کہ آنسے کوئی تدبیر پھر اپنے ایمان رفتہ کی پوچھون جو کہ حضرت کو نہین پایا
کمال حسرت مجھے حاصل ہوئی حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ حضرت کے یار موجود ہین تو انکے
پاس جا اور پھر وہ عورت سب کے پاس گئی اور سارا اپنا حال بیان کیا کسیکو جرات نہوئی کہ کوئی
تجویز بازگشت ایکے ایمان کی بتا دے مگر ابن عباس اور بعضے اور یارون نے کہا کہ اگر تیرے
دونون مان اور باپ یا انہین سے بھی جیتا ہو تو انکی خدمت بجا لا کہ تیرا ایمان رفتہ تجھمین عود
کرے اور ابن المنذر نے اوزاعی سے روایت کی ہے اور یہ ہارون بن رباب سے نقل کرتا ہے
کہ مین ایک دن عبد الملک بن مروان کے پاس کہ بادشاہ وقت تھا ملاقات کیواسطے گیا مینے
دیکھا کہ اُسکے پاس مسند پر ایک شخص تکیہ سے لگا ہوا بیٹھا ہے مینے اہل دربار سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے
کہ بادشاہ کے برابر بیٹھا ہے انھون نے کہا کہ یہ ایک شخص ہے کہ ہاروت و ماروت کو دیکھ آیا ہے مین
اوس شخص کو پاس گیا اور سلام کیا اور کہا کہ ایکبار میرے روبرو بھی ہاروت و ماروت کا قصہ نقل کرو
کہ پھر وہ اس کہنے کو اسکی آنکھونسے آنسو جاری ہوا اور کہا کہ میرا قصہ اسطرح پر ہے کہ مین طفل نوجوان تھا

میرا باپ عالم صغر سنی میں مجھکو چھوڑ کر مر گیا اور مال کثیر اور ذخیرہ میری ماں کے پاس چھوڑ گیا
اور میری ماں مجھکو بہت چاہتی تھی کہ جو کچھ میں اس سے مانگتا تھا مجھکو دیتی تھی اور میں
اوسکو جا اور بیجا بیجا اسراف کرتا تھا اور وہ کبھی نہ پوچھتی تھی کہ تو یہ مال کیا کرتا ہے جب تھوڑی مدت
درازگذری اور میں جوان ہوا میرے دلمیں آیا کہ میں اپنی ماں سے پوچھوں کہ یہ مال فراوان
میرے باپ نے کہانسے بہم پہونچایا تھا جب میں نے پوچھا اسنے کہا کہ اے فرزند تجھکو اس پوچھنے سے
کیا مطلب ہے کھا اور عیش کر اور جسقدر چاہئے خرچ میں لا اور اس مال کے حال سے سوال نہ کر کہ تجھکو آزار
ہوگا میں اس کلام کے سننے سے بہت سی لجاجت و زاری کی میری ماں اُس گریہ پر کہ تو وہ تو وہ
مال وہان تھا الگئی اور کہا کہ اس سبب کا تو واقف نہیں ہے بیٹا کہا میں نہیں جانتا ہم ... اسقدر مال کیونکر
جمع کیا اسنے کہا کہ تیرا باپ جادوگر تھا یہ سب مال اسی جادو سے جمع کیا تھا جب یہ بات سنی اپنے دلمیں
فکر کی اور کہا کہ اس مال کو ... [illegible] ... کا کام چاہیے کہ میں بھی سحر سیکھوں اور جسطرح میرے باپ نے
یہ مال فراوان جمع کیا تھا میں بھی یہ زور بازو اور جادوگری سے جمع کروں پھر اپنی ماں سے میں نے پوچھا کہ
کوئی میرے باپ کے یاروں اور رفیقوں میں سے باقی ہے کہ میرے باپ کے اسرار پر واقف ہوا اور جو عمل کہ میرے
باپ کے پاس تھا اوسکے پاس موجود ہو کہا ہاں فلان شخص ہے کہ فلانے قصبے میں رہتا ہے
میں سامان سفر مہیا اور درست کرکے اس شخص کے پاس پہونچا اور بادب تمام سلام کیا اور اسکے آگے
بیٹھ گیا اسنے میرے تئیں نہ پہچانا اور کہا تو کون ہے اور کہانسے آیا ہے میں نے کہا کہ میں فلانے شخص کا
بیٹا ہوں کہ تمہارا دوست تھا جب اسنے میرے باپ کا نام سنا گلے سے لگایا اور بہت سی شفقت کی
اور مرحبا مرحبا کہا پھر پوچھا کہ تو کیا حاجت رکھتا ہے اور کسواسطے آیا ہے کہ تیرا باپ اسقدر مال چھوڑ گیا
ہے کہ چند پشت تک تو کھاویگا اور کسیکا محتاج نہوگا میں نے کہا کہ بسبب احتیاج مال نہیں آیا ہوں بلکہ جادو
سیکھنے کیواسطے آیا ہوں کہا اے میرے فرزند ہرگز اس امر کا خیال نہ کر کہ اسمیں مطلق بہبود نہیں
ہے میں نے کہا کہ میں ہرگز اس امر سے دست بردار نہیں ہونیکا اور تمہارا دامن نہیں چھوڑنیکا جبتک
کہ مجھکو میرا باپ جیسا نہ کردوگے وہ ہر چند نصیحت کرتا تھا میں باز نہ آتا تھا آخر ناچار ہوکر کہا کہ تم جا
کہ فلان روز اور فلان ساعت آنا جب وہ دن اور وہ ساعت آئی میں مستعد ہو کر گیا اور
ایفاے وعدہ اس سے چاہا تا آنکہ مضطر ہوکر اسنے کہا کہ آ تجھکو ایک جگہ لیجاتا ہوں لیکن خبردار
وہان خدا کا نام نہ لینا پھر مجھکو لیکر ایک نقب میں کہ نیچی تھی اُترا میں نے اپنے دلمیں شمار کیا کہ تین سو
چند زینے طے کئے تھے اور ہرگز روشنی آفتاب وہان کم ہوئی تھی جب اُن زینوں کے نیچے
پہونچے ناگاہ میں نے دیکھا کہ ہاروت اور ماروت آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوا میں معلق
لٹک رہے ہیں اور انکی آنکھیں جیسے بڑی بڑی سپریں روشن ہیں اور اپنے چوتڑ تک پہیلے ہوئے [illegible]

جب میری نظر اونکی صورت پر پڑی بے اختیار میرے منہ سے نکلا لا الٰہ الا اللہ
بمجرد سننے اس کلمے کے وہ اپنے پرونکو جنبش دینے لگے اور تڑپے مارنے لگے تا آنکہ بعد ایک
ساعت کے خاموش ہوئے میں نے بنا بر امتحان دوبارہ کہا لا الٰہ الا اللہ پھر انکی یہی حالت
ہو گئی تیسری بار پھر میں نے کہا پھر یہی حالت ہوئی پھر جب کہ ٹھہر گیا انھوں نے میری طرف
دیکھکر کہا تو جنس آدمی سے ہے میں نے کہا ہاں اور ان سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے انھوں نے کہا
کہ جب ہم عرش کے نیچے سے نکلے ہیں اور اس عذاب میں گرفتار ہیں کبھی یہ کلمہ نہیں سنا ہو ایک تیری
زبان سے ہمنے سنا مقرر صلی اپنا ہمکو یاد آیا اور بے اختیار عالم وجد میں ہوگئے اب کہہ کہ تو کس امت میں سے ہے میں نے کہا امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں انھوں نے کہا کیا محمد مبعوث ہوئے ہیں اور وفات بھی پائی اور اسکے بعد
اسکے خلیفہ قائم مقام ہوئے اور انھوں نے بھی وفات پائی پھر انھوں نے کہا اب اسکی
امت کے لوگ ایک شخص کے تابع ہیں یا بہتوں کے میں نے کہا ایک شخص کے تابع ہیں کہ اوسکو
بادشاہ کہتے ہیں اب اس بات کو سنکے ناخوش ہوئے پھر پوچھا کہ باہم نفاق رکھتے ہیں یا اتفاق
میں نے کہا وہ نہیں باہم اتفاق رکھتے ہیں اس کلام سے بھی بے مزہ ہوئے پھر پوچھا کہ عمارتیں اور
بنائیں تا بحیرہ طبریہ پہونچیں ہیں میں نے کہا ابھی نہیں اس سخن سے بھی ملول ہوئے اور خاموش
ہو گئے پھر میں نے کہا سبب اتفاق امت محمد کے ایک شخص پر کسواسطے ملول اور ناخوش ہوئے
کہا حقیقت یہ ہے کہ ہم قرب قیامت سے خوش ہوتے ہیں کسواسطے کہ عذاب ہمارا تا مدت دنیا
ہے بعد قائم ہونے قیامت کے منقطع ہوگا اور جبتک کہ امت محمد ایک شخص پر جمع ہوگی قیامت
دور ہے جب متفرق ہوگی تو قیامت نزدیک ہوگی اور اسیطرح سے نفاق دلی اس امت کا دلیل قرب
قیامت اور پہونچنا عمارات اور آبادی کا تا بحیرہ طبریہ بھی علامت قرب قیامت ہے میں نے کہا کہ مجھکو کچھ
وصیت فرماؤ انھوں نے کہا کہ اگر تجھسے ہوسکے تو خوب کرے نہ کر کہ کار مشکل درپیش ہے پس
میں لوٹ میں پھر آیا اور آنسے سحر نہیں سیکھا فقط یہ تھا حال ہاروت و ماروت کا اور سحر بابل کا
مناسب اس مقام کے نقل کیا گیا تفسیر عزیزی میں سے بقدر حاجت واللہ اعلم

فصل تیسری

بیچ جانے حضرت ادریس کے آسمان پر معالم التنزیل تفسیر سورہ مریم میں کعب وغیرہ سے نقل کی ہے
اور بیچ معارج النبوۃ کے بھی لکھا ہے کہ عرائس ثعلبی اور قصص التنزیل میں مذکور ہے کہ ابن عباس کی روایت
کی ہے کہ ایک دن حضرت ادریس علیہ السلام سیر کرتے تھے کہ حرارت آفتاب نے اثر کیا حضرت
ادریس نے اپنے دل میں کہا کہ باوجود اس امر کے کہ آفتاب کئی سو برس کی راہ پر چمکتا ہے اور اسکی
طپش سے مجکو اتنا اثر پہونچتا ہے جو فرشتہ کہ اوسکو اٹھائے ہوئے ہے اسکا کیا حال ہوگا دعا کی
کہ خداوندا آفتاب کی گرمی اور گرانی میں تخفیف کر اور اوسکو اپنے سایۂ عنایت میں محفوظ رکھ ببرکت دعا حضرت ادریس

علیہ السلام اوسکو تخفیف حاصل ہوئی پھر اوس فرشتہ نے بدرگاہ قاضی الحاجات مناجات کی کہ بار
الٰہی میری تخفیف کا کیا سبب خطاب آیا کہ یہ ادریسؑ کی شفقت کا نتیجہ ہے کہ تیری تخفیف تکلیف کیواسطے
اُسنے سوال کیا تھا اور دعا اوسکی مقرون باجابت ہوئی اس فرشتہ کو اونکی محبت غالب ہوئی او
اونکے ساتھ بھائی چارہ کیا اور عقدِ اخوت باندھا اور حقتعالی اسنے واسطے شرف زیارت و ادراک
مصاحبت کے اس فرشتہ کو اجازت فرمائی ایک دن حضرت ادریسؑ نے اس سے کہا
اے بھائی تجکو ملک الموت کے ساتھ بہت محبت ہے اور تیری تعظیم اور تکریم میں وہ اہتمام تمام کرتا ہے
چاہتا ہوں کہ تو اُس سے التماس کر کہ میری اجل میں تاخیر کرے کہ جسطرح مجھسے ہوسکے باقی
عمر خدمت اور طاعت کے ساتھ گذاروں کیونکہ پیدائش جن و انس کیواسطے عبادت او کسب سعادت
جانتا ہوں اس فرشتہ نے کہا یا نبی اللہ قضیۃ اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون
میں تمکو یقین نہیں ہے کہا ہاں لیکن تو ملک الموت سے اس امر کی درخواست کر کچھ مضائقہ نہیں
فرشتہ نے حقتعالے سے اذن چاہا فرمان آیا کہ اے فرشتے ادریسؑ کو اوٹھا کر ملک الموت کو پاس
لیجا کہ پھر اپنا حال اُس سے آپ کہے اس فرشتے نے حضرت ادریسؑ کو اوٹھا کر چوتھے آسمان پہ
آفتاب کے پاس چھوڑ دیا اور آپ ملک الموت کے پاس گیا اور کہا اے بھائی ایک حاجت رکھتا
ہوں کہ آرزو کرتا ہوں کہ میری حاجت روا کر ملک الموت نے کہا اگر مجھسے ہوسکیگا تو میں تیرا مقصد
پورا کرونگا اُسنے کہا ایک جنس آدمی سے میرا بھائی ہے ادریس اسکا نام ہے یہ التماس ہے اسکی اجل میں تاخیر کر
ملک الموت نے کہا یہ بات میرے احاطۂ تقدیر سے باہر ہے اتنا مجھسے ہوسکتا ہے کہ اوسکو اجل کے وقت سے
خبردار کر دوں جو کچھ اُس سے ہوسکے اپنی درستی کرلے کہا اتنا ہی سہی پس ملک الموت دیوان موت کو دیکھکر
کہا اس دفتر میں اسطرح ثابت ہے کہ یہ شخص آفتاب کے پاس فوت ہووے اُسنے کہا میں اوسکو آفتاب کے
پاس چھوڑ آیا ہوں کہا جا غالبًا کہ وہ مر گیا ہوگا اسواسطے کہ اسکی حیات سے کچھ باقی نہیں تھا وہ فرشتہ پھر آیا
دیکھا کہ اُسکی مرغ روح نے آشیانہ قالب سے پرواز کی اور ساتوں آسمان کے فرشتوں نے اُسپر نماز کی
اور بیت المعمور میں دفن کیا کہ اب تک اسجگہ مدفون ہیں کہ ورفعناہ مکانا علیا اسی سے عبارت ہے
کہ چوتھے آسمان پر مدفون ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بعد وفات پھر حضرت ادریسؑ نے حیات پائی اور اب تک
زندہ ہیں اور آسمان پر آنیکا سبب یہ تھا کہ وہب ابن منبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام
مدام تجرع جام مرگ سے اور توقف تحت ارض اور انتظار نفخ صور اور امتداد بعث و نشور سے متفکر
تھے عذاب جحیم اور ثواب نعیم سے بہت اندیشہ کرتے تھے اور فرصت غنیمت جانکر وظیفہ زندگی اور
عبادت ہر روز زیادہ کرتے گئے ہیں کہ جتنی عبادت اور طاعت تمام مطیعان روئے زمین
کرتے تھے حضرت ادریسؑ اکیلے اسقدر کرتے تھے تاآنکہ حضرت عزرائیل مشتاق انکی ملاقات کے ہوئے

اور حق تعالے سے اذن لیکر ایک آدمی کی صورت بنکر زمین پر آئے اور انکے ساتھ تین رات دن رہا
کی جب انہون نے حضرت ادریس علیہ السلام کے ساتھ کھانے اور پینے مین موافقت نہ کی حضرت
ادریس نے جانا کہ یہ آدمی نہین ہے انسے پوچھا کہ تم کون ہو کہا مین ملک الموت ہون پوچھا کہ
میری روح قبض کرنے کو آئے ہو انہون نے کہا نہین تمہاری زیارت کے واسطے آیا ہون کہا
تمسے التماس یہ ہے کہ جان میری قبض کرو اور مجھکو شربت مرگ کا مزا چکھا دو انہون نے بامر الٰہی روح انکی
قبض کی پھر خدا تعالے نے پھر انکی روح کو قالب مین ڈالا حضرت عزرائیل نے پوچھا کہ ای ادریس اس
سے کیا مقصود تھا کہا اسواسطے کہ سختی موت سے آگاہ ہون اور جدائی کی تلخی چکھ کر اسکی یاد
مین جس طرح کہ چاہئے مشغول ہون اے عزرائیل اب میری ایک حاجت اور ہے اسکو بھی روا کرو وہ یہ کہ مین چاہتا ہون
دوزخ اور بہشت کو دیکھون اور پھر مقام خوف و رجا مین بیٹھون ملک الموت بفرمان الٰہی انکو دوزخ
پاس لیگیا حضرت ادریس نے کہا مالک سے درخواست کرو کہ دروازے اسکے کھولدے اور تمام طبقے
اپنے مجھکو دکھادے مالک نے ملک الموت کی درخواست سے دوزخ کے دروازے کھولدیے جب
حضرت ادریس کی اسپر نظر پڑی بیہوش ہوگئے ملک الموت نے انکو اٹھا کر اپنی بغل مین لے لیا
جب حضرت ادریس کو ہوش آیا کہا اے ادریس مین اس امر مین مجبور ہون تمنے آپ یہ درخواست کی
اور اس بلا مین گرفتار ہوئے حضرت ادریس نے کہا اے ملک الموت اب تمسے یہ آرزو ہے کہ مجھکو بہشت
بھی دکھادو تاکہ اس نقصان کا حاصل ہووے ملک الموت بفرمان الٰہی انکو بہشت کے دروازے
پر لیگیا اور رضوان نے بہشت کے دروازے کھولدیے حضرت ادریس نے بہشت مین انکے تمام اشجار
و انہار اور حور اور قصور اور رضوان اور غلمان اور عجائب اور غرائب وہان کے دیکھے اور ایک ساعت دم
لیا ملک الموت نے کہا اے ادریس سیر اور تماشا کر چکے چلو کہ تمکو تمہارے مکان پر پہونچا دون حضرت
ادریس نے کچھ ملک الموت پر کچھ التفات نہ کیا انسے پھر مبالغہ کیا کہ بس اب باہر آؤ حضرت ادریسؑ
نے پھر انکار کیا اور کہا اے ملک الموت مین یہانسے ہرگز تیرے اور تیرے ابنائے جنس کے کہنے
سے ایک قدم نہین چلنے کا تاوقتیکہ فرمان ایزد سبحان نہوگا تم مجھکو اسیطرح یہان چھوڑدو اور
گفتگو بڑھی حق تعالے نے ایک فرشتہ کو حضرت ادریس اور ملک الموت کے پاس بھیجا تا ان دونون
مین حکم ہووے اس فرشتے نے حضرت ادریس سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو کہا خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ
کل نفس ذائقة الموت یعنے ہر نفس ذائقہ چکھنے والا موت کا ہے یعنے شربت مرگ چکھ لیا اور
ایک جگہ فرمایا ہے - وان منکم الا واردها یعنے نہین ہے تمین سے ایک آدمی کوئی مگر کہ
پہونچنے والا اور گذرنے والا اوپر دوزخ کے ہوگا لکھا ہے کہ جب مومن اسپر گذرینگے تو اسکی آگ
سرد اور افسردہ ہو جائیگی مین دوزخ پر بھی گذر چکا ہون اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے - و ما هم

بما اخرج منہا یعنی اور وہ آدمی نکلنے والے بہشت سے یعنے جب بہشت مین جاوینگے تو ہمیشہ رہینگے
نکالے نہین جاوینگے سوا اب بہشت سے مین کبھی نہین نکلنے کا مگر بحکم خداوند جل و علا فی الحال ارشاد
متعال سے خطاب آیا کہ اے ملک الموت اس سے ہاتھ اوٹھاؤ اور اسکو آزردہ نکرو کیونکہ میرے حکم سے
یہانتک آیا ہے اور حجت اور دلیل سے کلام کرتا ہے اور حق اسکی جانب ہے کہتے ہین کہ وہ ابتک بہشت
مین ہین و رفعناہ مکانا علیا عبارت درجات جنت سے ہے اور کہتے ہین کہ وہ کبھی چوتھے آسمان
یا چھٹے آسمان پر آتے ہین اور فرشتون کے ساتھ عبادت کرتے ہین اور معارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت
ادریس ع کی عمر وقت وفات حضرت آدم علیہ السلام کے سو برس کی تھی اور بعضی روایتون مین آیا
ہے کہ تین سو ساٹھ برس کی عمر تھی اور بعد دو سو برس کے مبعوث ہوئے اور ایک سو پانچ برس
نبوت کے ساتھ گذارے جب آسمان پر اونھون نے عروج کیا تو چار سو پانچ یا چھ سو پینسٹھ برسکی
عمر تھی اور تیس صحیفہ انپر نازل ہوئے کہ ان صحیفون مین اسرار الٰہی اور تسخیر روحانی اور علوم عجیبہ اور فنون غریبہ
اور معرفت طبائع موجودات وغیرہ مندرج تھے اور یہ ایک مرد تھے خوبرو گندم گون بزرگ محاسن
تمام قد مناسب اندام قوی استخوان اندک گوشت کم گو بسا اوقات اکثر باتون مین خاموش رہتے تھے
اور انکی کسی اعضا کو اضطراب نتھا اور راہ چلنے کی وقت نظر مبارک زمین پر رکھتے تھے اور اپنے
تئین ذکر سے خالی نہ چھوڑتے تھے اور کلام کرتے تھے تو انگشت کو حرکت دیتے تھے ایک شخص
نے حضرت ادریس سے پوچھا کہ حسن اعتقاد خلق کا اپنے حق مین کیونکر حاصل کیا کہا ساتھ نکوئی معاملہ
اور ملاقات کرنی انکے ساتھ بوجہ احسن کے اور کہا کہ بہترین اشیا تین چیزین ہین راستی در غضب
اور بخشش در عالم تنگدستی اور عفو در حالت قدرت اور عاقل وہ شخص ہے کہ تین طائفون کی ساتھ
استخفاف نکرے ایک بادشاہونکے ساتھ دوسرے عالمونکے ساتھ تیسرے دوستونکے
کسواسطے کہ جسنے بادشاہون کے ساتھ گستاخی کی اسنے اپنا عیش منغص کیا اور جسنے عالمونکو خوار رکھا
اپنے دین مین نقصان لایا اور جسنے دوستون کی ساتھ استخفاف اختیار کیا نہال مروت جڑ سے اکھاڑا
اور عقلمند کو لائق ہے کہ طالب حکمت رہے اور جس مصیبت مین کہ عام ہو ویسے جزع اور فزع نکرے
اگرچہ مرتبہ اوسکا رفیع تر ہو اور تواضع بہت کرے اور جو شخص کہ ساتھ نیکی کے موصوف ہو سرزنش
اوسکو نکرے اور بسبب کثرت مال کے اپنے جان مین تفرقہ دیوے اور جسکو کمال عفت ہو وہ
بکمال عقل ستائش نکرے اور جسکو کہ عقل کامل ہووے ساتھ علم شناسی کے موصوف نکرے اور نادانکو
نظر بصیرت مین خرد جانے اگرچہ بزرگ ہو اور دانا کو بالعکس اور الفاظ گوہربار حضرت ادریس کے
موعظت اور حکمت مین بہت ہین انمین سے یہ چند کلمے لکھتا اور تبرکا مرقوم ہوئے القصہ کہتے ہین
کہ حضرت ادریس پانچ اوپر ساٹھ برس کے تھے ایک عورت کہ نام اسکا بروخا و ہم تھا اسکے ساتھ

نکاح کیا اور اس سے ایک فرزند پیدا ہوا متوشلخ نام اور معنے اسکے عربی مین منتشر کے ہین اور
نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے ساتھ انتقال کیا جب متوشلخ ایک سو ستر برس کا ہوا ایک
عورت عربا نام سے اسکے ساتھ نکاح کیا اور اس سے لمک بامرایہ پیدا ہوا اور معنے اسکے بزرگ
کے ہین جب متوشلخ نوسو انہتر برس کا ہوا رحلت کی پھر جب لمک ایکسو بیاسی برس کا ہوا تو
ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اس سے حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے **فصل چوتھی** ذکر عبادت
اوثان ابتدائے ظہور رسوم مذموم آتش پرستی درمیان مردمان۔ روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ ناقلان
اخبار روایت کرتے ہین کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا آسمان پر جانے سے پہلے ایک دوست تھا
کہ ہرگز انکی مجلس شریف مین سے باہر جانا نہ تھا اور بمانند عرض کہ لازم جوہر ہے ملازمت آستانہ شریف
انکے سے جدا نہوتا تھا بعد انکے وفات کے حرمان شرف صحبت انکی سے جزع اور فزع بہت کی اور
اضطراب عظیم انکو لاحق ہوا ابلیس پر تلبیس نے سبب بیتابی اس سے پوچھا اس شخص نے کہا یہ سبب حزن
و اندوہ بیحد بواسطہ مہاجرت حضرت ادریس علیہ السلام اور فقدان علم مجلس انکی کے ہے ابلیس نے
کہا اگر تو کہے تو ایک صورت مشابہ انکے قالب کے تجھے بنا دون تا بواسطہ مؤانست اسکے تجھکو
تسکین حاصل ہووے اوس دوست نے کہا بہتر شیطان نے ایک صورت حضرت ادریس کی بنادی
جب اس محبت قدیم نے صورت کو ملاحظہ کیا غم و اندوہ اسکا کم ہوا اس صورت کو اپنی گھر مین اسطرح
بحفاظت تمام رکھا کہ نظر کسی کی اسپر نہ پڑتی تھی اور صبح و شام ساتھ مشاہدہ اس صورت کے زنگ
غم آئینہ دل سے دور کرتا تھا اتفاقاً وہ شخص اپنے گھر مین بمرگ مفاجات مرگیا اور کسیکو اسکا مرنا معلوم
نہوا جب آدمیون نے اسکو چند روز تک نہ دیکھا اسکے گھر مین آنکر اس حجرے مین کہ جسمین وہ بت تھا
کھولا اور اس شخص کو اس بت کے پاس مرا پایا اس حالت کے دیکھنے سے نہایت تعجب کیا
اس اثنا مین ابلیس بصورت انسان اس جماعت مین ظاہر ہوا اور کہا ادریس اور یہ شخص کہ اسکا
مصاحب تھا اس صورت کو کہ خدا اسکے زمین سے پوجتے تھے اور اسی جہت سے انکی دعا قبول ہوتی تھی اور
اس اغوائے شیطان نے قلوب خلائق مین اثر کیا ہر شخص اس صنم کی صورت بت تراش کرا کے اسکی
عبادت مین مشغول ہوا اور کیش بت پرستی جہان مین شائع اور ذائع ہوا اور ایک گروہ کہتے
ہین کہ ابتدائے بت پرستی اسوقت مین پیدا ہوئی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی
بنی آدم نے جسد شریف کو ایک تابوت مین بحفاظت تمام محفوظ رکھکر طواف مین اپنے ساتھ
ہمراہ لیجاتے تھے اور بنابر وصیت حضرت آدم اپنے سے جدا نہ کرتے تھے کہ مبادا نظر قابیل اور اسکی
اولاد کی اسپر پڑے تا آنکہ شیطان لعین کو مجال اضلال پیدا ہوئی کہ قابیل اور اسکے فرزندون کے
پاس گیا اور کہا کہ اگر تم کہو اور مصلحت جانو تو مین تمہارے واسطے ایک صورت بنا دون کہ شبیہ

بجسم آدم ہوا اور ہر وقت تمہارے پاس رہے انھون نے قبول کیا اور شیطان نے جس طرح
کہ وعدہ کیا تھا ایک صورت بناکر حوالی کی اولاد قابیل سکو یاسے تابوت مین رکھکر سفر اور حضر
مین اپنے ہمراہ رکھتی تھی اور بعد ایک مدت کے ہر قوم نے اپنے واسطے ویسی ہی صورت بنائی تھی
اور بعد امتداد ایام اور انقضاے شہور اعوام ان صورتون کی پرستش کرنی شروع کی اور ایک گروہ
کہتے ہین کہ بعد وفات حضرت ابو البشر اور قبل از ظہور حضرت ادریس علیہ السلام ایک جماعت صلحا مستجاب الدعوات
تھے کہ ایک کا نام انہین سے ودّ اور ایک کا یغوث اور ایک کا سواع اور ایک کا یعوق اور ایک کا
نسر تھا جب انہین سے کوئی برحمت الٰہی واصل ہوتا تھا تو اسکے متعلقین بنابر تسکین کو اسکی شکل کی
ایک صورت بناکر اپنے گھر مین رکھتے تھے جب ایام حیات اہل صورت پر ایک مدت گذر گئی شیطان نے
انکی اولاد و اتباع سے کہا یہ بت الٰہ ہین اور سزاوار پرستش ہین قول شیطان کو انھون نے
قبول کرکے عبادت اصنام مشغول کیا اور وہ طوفان نوح علیہ السلام مین جاتے رہے اور ابلیس نے
پھر اون بتونکو پیدا کرکر ہر ایک کو دیا تھا تا کہ اپنا معبود کرین چنانچہ بنی کلب کو ودّ اور بنی ہذیل کو سواع
اور مذحج کو یغوث اور قضاعہ کو یعوق اور حمیر کو نسر بخشش کیا اور اس رسم نے تا زمان ارتفاع اعلام
اسلام استمرار پایا اور ابتداے عبادت نیران مین بھی اقوال وارد ہین ایک وہ کہ قصہ قابیل مین مذکور
ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ رسم آتش پرستی حضرت ابراہیم کی زمانے مین ظاہر ہوئی کہ واسطے کہ شیطان
نے لوگونکی خاطر نشین القا کیا کہ نہ جلانا اگ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سبب سے تھا کہ وہ
آتش پرست تھے اور بعضونکا یہ عقیدہ ہے کہ جب ایزد تعالے نے آدمیونکو رسولونکی زبانون سے
عذاب آتش دوزخ سے ڈرانا شروع کیا شیطان نے انسے کہا تمکو چاہیے کہ اگ دنیا کی عبادت
بجالاؤ تا روز قیامت آتش دوزخ تمکو نہ جلائے لیکن اس تقریر سے معلوم نہین ہوتا کہ یہ مذہب مذموم
کس زمانہ مین پیدا ہوا اور ایک طائفہ کہتا ہے کہ جب زردشت نے گشتاسپ کے زمانے مین ایک
کتاب ژند نام بنائی اور کہا کہ جو کوئی اسکے ساتھ معتقد ہوے اسکو ژند کہین اور اور خلقت کو
اگ کی عبادت پر حریص کیا کہ جو کوئی دار دنیا مین اگ کی عبادت کرے آخرت مین حقتعالے
اسکو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھے **باب پانچوان** قصۂ بیان حضرت نوح علیہ السلام اور انکے
فرزندون کے احوال مین اور اس باب مین چھ فصلین ہین **فصل پہلی** نسب اور رسالت حضرت
نوح علیہ السلام کے بیان مین انوار التنزیل مین ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ مین کہا ہے
کہ حضرت نوح علیہ السلام دو پشت کے ساتھ حضرت ادریس تک پہونچتے ہین اور معارج النبوۃ مین
ہے کہ نام انکا سریانی مین یشکر تھا اور عرب انکو نوح کہتے ہین اور لقب انکا شیخ الانبیا اور نجیۃ اللہ مشہور ہے
اور وجہ تسمیہ نوح مین چند قول ہین انہین سے چند قول قریب الاعتبار بیان کیے جاتے ہین اول یہ ہے کہ حضرت

نوح علیہ السلام ایک دن ایک زخمی کتے پر گذرے کہ تمام اعضا اسکے مجروح تھے جب وہ کتا
حضرت نوح کے نزدیک ہوا حضرت نوح نے فرمایا دور ہو اے سگ قبیح وہ کتا حضرت نوح کے
ساتھ گویا ہوا اور کہا کہ اگر تو طاقت اور قدرت رکھتا ہے تو مجھسے بہتر پیدا کر اور ایک روایت سی
اسطرح ہے کہ اسکتے نے کہا نقش کو عیب لگاتا ہے یا نقاش کو اور پھر کہا اے نوح اپنی زبان کو تھام
جسنے آدمیت کا نام تیرے اوپر جاری کیا اور نقد نبوت کو تیرے کیسہ میں ڈالا اگر تو سگیں میرا مجھسے
دور کرسکتا ہے اور اگر داغ محرومی کا پیشانی آدمیوں پر رکھ سکتا ہے تو اپنی صورت آپ
نہیں بنائی کہ مجھکو نام رکھے تو کہ برا کیا اور تجھکو میری بدصورتی سے کیا کام حضرت نوح کو ان باتوں سے
ایک حالت پیدا ہوئی اور نوحہ آغاز کیا اور اتنا روئے کہ نوح نام مشہور ہوا اور قول دوسرا یہ ہے
کہ جب حضرت نوح بعد ظہور طوفان کے کشتی سے باہر آئے شیطان انکے آگے آیا اور کہا اے نوح
میرے ذمہ ایک حق عظیم تونے ثابت کیا ہے حضرت نوح دلمیں حیران اور مضطرب ہوئے اور کہا کہ اے
لعین کونسا کام کہ تیری مرضی کے موافق ہوئے اوسکا کرنا نہیں چاہا اور درپے کرنے اسکے کی نہیں
ہوا وہ کیا کام تھا جو تیرے پسند آیا کہا میں اور میرے اعوان تیری امت کے مستوجب دوزخ کرنیمیں
بہت رنج کھینچے اور تا بوقت مرگ انکی نگہبانی مجھکو کرنی پڑتی تونے ایک دعا کرنے کے ساتھ انکو
ایکبار ہلاک کرکے مستوجب آتش دوزخ کر دیا حضرت نوح اوس دعا سے پشیمان ہوئے اور کہا اے
کاش میں وہ دعا نہ کرتا اور اس قوم کی ایذا دینے پر صبر کرتا پھر غایت تاسف سے چالیس برس تک
روئے کہ انکا نام نوح ہوگیا اور قول تیسرا یہ ہے کہ جب حضرت نوح نے اپنے کنعان کے مقدمہ میں
حق تعالے سے کہا ان ابنی من اھلی یعنے تحقیق بیٹا میرا اہل میں سے ہے اور حق تعالے
نے از روے عتاب خطاب ہوا انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس
لک بہ علم یعنے تحقیق وہ نہیں ہے اہل تیرے سے بدرستیکہ اسنے برے عمل کیے پس مت سوال
کر تو اس چیز کا کہ نہیں ہے تیرے واسطے ساتھ اسکے علم بسبب نوحہ و زاری انکی کا ہوا اور یہ تینوں
وجہ بنی اسکے قول پر ہیں کہ لفظ نوح کو عربی قرار دے اور اشتقاق لفظ عجمی سے مناسبت نہیں ہے
واللہ اعلم بالصواب اور اونکی رسالت کا سبب یہ ہے کہ جب حضرت ادریس اس عالم سے گئے اور ایک
مدت اوپر گذری آثار دین اسلام اور شرائع واجب الالتزام مندرس اور محو ہوگئی اور روے زمین پر تمام کفار
پھیل گئے خدا تعالے نے حضرت نوح کو مبعوث کیا تا انکو دعوت اسلام کریں اور افعال ناپسندیدہ سے مانع آویں
اور عرائس میں ابن عباس سے نقل کی ہے کہ فرزندان حضرت آدم دو قسم تھے ایک قسم عمارات میں
رہتے تھے اور وہ بنی قابیل تھے اور دوسرے قسم پہاڑوں میں رہتے تھے اور یہ بنی شیث تھے اور بنی شیث
کے مرد خوب صاحب جمال تھے اور عورتیں انکی بدصورت تھیں اور بنی قابیل برعکس انکے یعنے عورتیں

انکی صاحب جمال اور بصورت شیطان ایک اہل حمارت کے مرد کے پاس صورت بشری مین آیا
اور اپنے نفس کو اُسکے ساتھ اجارے مین دیا تا اسکی خدمت کرے اس ملعون نے ایک مدت کے بعد
ایک مزمار بنایا اسکو بجایا کرتا تھا اور اسکی آواز آدمیون کے کانون مین پہونچی تھی اور اس مزمار کی
سننے کے واسطے بہت آدمی جمع ہوتے تھے شیطان نے ایک مقرر کیا کہ اسدن مزمار بجاتا تھا اور
بعضے کہتے ہین کہ برس مین ایک دن معین کیا کہ اطراف اور شہر کے آدمی اسدن جمع ہوتے تھے اور
اس روز کو عید کہتے تھے اتفاقاً ایک دن ایک مرد پہاڑ کے رہنے والون مین سے یعنی بنی شیث
سے اس مجمع مین پہونچا مرد عورت کو وہان جمع دیکھا اور ان مین عورتین صاحب جمال مشاہدہ کین
کہ انکی مثل ان مین ایک نہ تھی وہان سے مراجعت کر کر اپنی قوم مین خبر دی اور وہ اکٹھے ہو کر
دوسری عید کو اُس مجمع مین آئے پس اس مجمع مین واسطے اجتماع مرد اور عورتون کے فحش ظاہر ہوا
اور جب اُن سب نے فسق و فجور پر اصرار کیا حق تعالی نے حضرت نوحؑ کو انکے ڈرانے کے واسطے
بھیجا اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرزندان حضرت شیثؑ کو وصیت
کی تھی کہ فرزندان قابیل کے ساتھ نکاح اور اختلاط نہ کرنا اور حضرت شیثؑ کے فرزند پہاڑون مین
اور غارون مین رہتے تھے ایک دن سو نفر بنی شیث سے پہاڑ پر سے اُترے تا احوال اپنے عم یعنی
فرزندان قابیل کا معلوم کرین اور فرزندان بنی شیث ازبسکہ صاحب جمال اور فرخندہ خصال تھے
جب بنی قابیل نے انکو دیکھا ہر طرح سے ان مین جل کر انکو قید کیا پھر سو نفر اور پہاڑ سے اترے
اور ان مین ملے اور انکے ساتھ اختلاط کرنے لگے اور نکاح کیا تا بحدیکہ بنی قابیل بہت ہو گئے اور
تمام زمین گھیر لی اور انکے درمیان مین کفر اور بت پرستی ظاہر ہوئی حضرت آدمؑ نے وفات پائی تو
مومن کافر انکو زیارت کرنے حضرت کی سی مانع آئے ابلیس نے اُنسے کہا مین تمہارے
واسطے ایک بت بنا دیتا ہون کہ تم اسکی زیارت اور طواف کیا کرو اور تم بھی مومنون پر فخر کرو
جیسے کہ یہ تم پر فخر کرتے ہین انکو شیطان کا کہنا پسند آیا اُس ملعون نے انکے واسطے پانچ بت بنائے
ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر چنانچہ یہ نام قران شریف مین مذکور ہین اور یہ ساتھ
عبادت انکی کے مصروف ہوئے ہر چند کہ انکو بتون کی عبادت کے واسطے منع کیا انھون نے نمانا
اور اس عمل ناپسندیدہ سے باز نہ آئے تا آنکہ مستحق عذاب طوفان کے ہوئے مواہب علیہ مین بیچ
سورۂ نوح کے وارد ہے کہ ود آدمی کی صورت بت تھا اور سواع ایک عورت کی صورت اور یغوث
گائو کی صورت اور یعوق گھوڑے کی صورت اور نسر کرگس کی صورت اور مشہور یہ ہے کہ یہ پانچون
نام آدمیون صالح کے ہین کہ درمیان زمانہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے تھے۔ اور سب آدمی انپر
کمال عقیدت رکھتے تھے جب یہ پانچون مر گئے تو انھون نے انکی صورت پتھر اور لکڑی کی بت بنا کر واسطے تعظیم

اور تکریم ان بتون کی کیا لے اور بعد گذرنے چند روز کے ان بتونکی پرستش کیساتھ مشغول ہوئے پھر
مشرکان عرب پانچ گروہ ہوئے قضاعہ ساتھ عبادت ودّ کے مشغول ہوئے اور ہذیل نے سواع کو اختیار
کیا اور اعلی اور انعم نے یغوث کو پرستش کے ساتھ مخصوص کیا اور کہلان نے یعوق کو خدا سمجھا اور حمیر نے
نسر کو اختیار کیا اور ساتھ پوجنے ان بتون کی اہتمام تمام کیا تا حق سبحانہ تعالی نے اس ظلمت آباد مین چراغ
ہدایت کا ساتھ نور وجود باجود محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن کیا اور علم نبوت بلند کیا کہ ان بتون
کو توڑ کر جزیرہ عرب سے نکال کر پھینک دیا روایت مین آیا ہے کہ حق تعالی نے حضرت نوح کو ساتھ
دس چیز کے مخصوص کیا ایک یہ کہ وہ اولو العزم تھے یعنی شریعت انکی ناسخ شریعتون اگلی کی تھی حضرت
شیث اور حضرت ادریس شریعت آدم کے ساتھ عمل کرتے تھے دوسرے یہ کہ سلسلہ آدمیونکی نسب کا ساتھ
حضرت نوح کے منتہی ہوتا ہے اس معنے سے حضرت نوح کو آدم ثانی کہتے ہین چنانچہ اسکا بیان ہوگا
انشاء اللہ تعالے تیسرے یہ کہ حضرت نوح سب اہل زمین پر مبعوث ہوئے تھے چوتھے یہ کہ اول جس
پیغمبر نے کفر سے ڈرایا حضرت نوح تھے پانچوین یہ کہ حضرت نوح اول ان پیغمبرون کے ہین کہ امت
انکی دعا کے ساتھ ہلاک ہوئی چھٹے یہ کہ اول جو کوئی کہ بعد وفات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سر خاک سے اٹھاویگا حضرت نوح ہونگے ساتوین یہ کہ کسی نبی نے ایسی زندگانی دراز اس جہان فانی
مین نہین پائی مگر حضرت نوح نے آٹھوین یہ کہ باوجود اس کلان سالی کے کہ ہزار برس سے زیادہ انکی
عمر تھی مگر ایک دانت انکا نہ ٹوٹا تھا اور کوئی ہڈی انکی سست نہین ہوئی تھی اور کوئی بال انکا سفید
نہین ہوا تھا اور نور انکی قوت نہ گھٹی تھی نوین یہ کہ اسقدر عبادت کے ساتھ محبت رکھتے تھے کہ باوجود
صرف کرنے اوقات کے ساتھ دعوت قوم کی رات دن ساتسو رکعت نماز کی ادا کرتے تھے دسوین یہ کہ
باوجود انتہا ایذا اور برائیون کے کہ انھون نے اپنی قوم سے کھینچین اپنی احسان انپر دریغ نرکھے اور ہمیشہ
انپر مہربانی کرتے رہتے اور ہر روز ہر ایک کے دروازے پر جاکر ساتھ توحید کے انکی دعوت کرتے
اور اندھیری راتون مین انکے گھرون پر جاکر لا الہ الا اللہ کہا کرتے اور یہ انکو مجنون اور
دیوانہ کہتے اور مرتے وقت ہر شخص ان مین سے اپنی اولاد کو وصیت واسطے انکی اہانت کرنے
کے تاکید کیا کرتا تھا تا آنکہ نوسو پچاس برس اس طرح پر گذرے تھوڑے سے انکے ساتھ ایمان لائے
اور بہتون نے کہ کافر وفاجر تھے ایذا بہت حضرت کو پہونچائی اور یہ صبر وتحمل کیا کیے اور کہا کیے
اللہم اہد قومی انہم لا یعلمون یعنی اے بار خدایا ہدایت کر تو قوم میری کو کہ تحقیق وہ جاہل
ہین کچھ نہین جانتے کہتے ہین کہ یہ حضرت کو اتنا مارتے تھے کہ تمام اعضا ٹوٹ جاتے تھے اور بیہوش
ہوجاتے تھے پھر انکو ایک نمدے مین لپیٹ کر انکے گھر مین پہونچا جاتے تھے اور گمان کرتے تھے
کہ یہ مر گیا جب رات ہوتی تو شفا خانہ اس درگاہ یگانہ سے انکی صحت کے واسطے دوا کرامت

ہوتی تھی اور اکثر اسطرح پر انکے مجمع مین انکے ساتھ دین اسلام کے دعوت کرتے تھے اور یہ سنگدل انکو
پتھر مارتے تھے کہ انکے تمام اعضا ٹوٹ جاتے تھے اور یہ اون پتھروں مین چھپ جاتے تھے اور یہ جانتے
تھے کہ مر گیا جب رات ہوئی تو جبرئیل بفرمان رب جلیل وہ پتھر اونپر سے اوٹھاتے اور صحیح سالم انمین
سے نکلے اور صبح کو پھر اپنی قوم کے پاس جاکر دعوت کرتے تھے نقل ہے کہ انکے شہرون مین ایک بڈھا تھا
اور اسکے ایک بیٹا تھا اور اسکو وہ مرد وصیت کیا کرتا تھا کہ ایذا دینے نوح مین بہت کوشش کرنا اور
جتنی تجھسے اسکی اہانت ہوسکے حتی المقدور انہین کمی نکرنا تا آنکہ ایکدن اسکو حضرت نوح کے آگے لایا اور کہا
کہا کہ اسے فرزند یہ ساحر کاذب ہے تجھکو اسکی محافظت کیواسطے مبالغہ کرتا ہون زنہار اسکے کہنے پر عمل نکرنا اور
اور آئین آبا و اجداد اپنے سے منحرف نہونا اور جتنا ہوسکے اسکی اہانت اور ایذا مین سعی کرنا اس لڑکے
نے اپنے باپ کے ہاتھ سے عصا لیکر ایسا حضرت کے سر مبارک پر مارا کہ خون بہنے لگا اسوقت حضرت
نوح درگاہ حقتعالی مین روئے اور کہا خداوندا تو دانا اور بینا ہے اور آشکارا اور پنہان جانتا ہے کہ تیرے
بندے میرے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہین مین انکو راہ راست کے ساتھ دعوت کرتا ہون اور یہ مجکو تکلیف
دیتے ہین الٰہی اگر ان بندونپر نظر عنایت منظور ہے تو انکو راہ راست پر لا اور یا مجکو اس بلا پر صبر عنایت
فرما کاش مجکو ایسا علم ہوتا کہ یہ سب ساتھ دولت اسلام کے مشرف ہونگے اور کوشش میری ضائع
نہوتی خطاب آیا کہ جو کوئی تیری امت مین سے ایمان لانیوالا تھا ایمان لاچکا کہا خداوندا انکی نسل
مین سے اور کوئی بھی ایسا ہے کہ ایمان لاویگا تا اس امید پر محنت کرون اور سعی اور کوشش سے ہاتھ
نہ اوٹھاؤن خطاب آیا کہ نہین جب حضرت نوح اپنی قوم سے بالکل ناامید ہوئے تو انکے ہلاک
ہونیکی دعا مانگی اور وہ دعا درگاہ کبریا مقبول ہوئی اور فرمان آیا کہ انکو طوفان فنا مین غرق
کرونگا اور تجکو اور تیرے اہل کو سبب ایک کشتی کے کہ ہم تعلیم کرینگے اور تو بناویگا اور اسپر اہل و عیال کے
اوسپر بیٹھیگا طوفان فنا مین بچالینگے فصل دوسری بیچ بیان پہنچنے فرمانکے حضرت نوح کو ساتھ بنانے
کشتی کے اور معاملہ کرنے قوم کے ساتھ نوح کے بروقت درستی کے اور آنے طوفان اور ذکر جسامت اور
عرض اور طول عوج بن عنق مین روایت کی ہے کہ جب امر الٰہی ساتھ بنانے کشتی کے حضرت نوح کو
پہونچا حضرت نوح نے کہا کشتی کیا چیز ہے خطاب آیا کہ لکڑی کا گھر ہوتا ہے کہ پانی پر چلتا ہے کہا خداوندا
میرے پاس لکڑی نہین ہے کہانسے لاؤن فی الحال ایزد متعال نے چند درخت سال کے جبرئیل کے
ہاتھ بھیجے تاکہ انکو بووے چنانچہ وہ درخت بیس برس مین موافق روایت مواہب کے بڑھکر ساتھ کمال کے
پہونچے اور ایک روایت مین لکھا ہے کہ چالیس برس مین معارج النبوۃ مین اور معالم مین لکھا ہے کہ حضرت
نوح کی دعا نے اسقدر مین بہت تاثیر کی کہ اس قوم کی عورتون سے کوئی بچہ پیدا نہین ہوا اور چالیس
برس مین یہ اور حضرت نوح انکی دعوت پر برابر رہے اور اون لوگون نے بھی ایذا رسانی سے توقف کیا

بعد اسکے اُن درختون کو حکم الٰہی سے گرایا اور تختے بنائے اور رکن دوم کتاب معارج النبوۃ مین بیچ ذکر
ولادت حضرت رسالت پناہ صلواۃ اللہ علیہ کے واقعہ ہشتم مین لکہا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام
کشتی بنانے لگے حکم آیا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے بنا اور انھون کے اوپر نام انبیا کے لکہ اسوقت ساتھ تعلیم
حضرت جبرئیل کے حضرت نوح نے تمام نام انبیا علیہم السلام کے سارے تختون پر لکھے جب دوسرا دن ہوا انھون
نے دیکھا کہ تمام نام تختون پر سے مٹ گئے ہین یہ خاطر پریشان ہوئے اور دوبارہ اپنے نام لکھے اسیطرح وہ پھر
مٹ گئے تب حضرت نوح بکمال مضطرب ہوئے اسوقت وحی آئی کہ ان نامون بزرگ کو شروع ہمارے نام کے
ساتھ کر اور ہمارے حبیب کے نام ساتھ تمام کر تا کنف عصمت اور حیطۂ حمایت ہمارے مین تراشنے اور مٹانے
شیطان کے سے امان مین رہے حضرت نوح نے بتعلیم غیب تمامی نام بترتیب اُن تختون پر ترسیم کیے کہ تختہ
اوّل بنام خداے عز وجل استوار کیا اور باقی تختے ساتھ اسامی یعنی تختون اسامی انبیا علیہ السلام کے
مرتب کیے اور مسمار آخرین کو بنام حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زیب و زینت کشتی بنا دیا
عالم بالا سے غیب سے ندا دی کہ یا نوح الان تمت سفینتک یعنی اے نوح اب تیری کشتی تمام ہوئی اور
رونق کار انجام کو پہونچی نقل ہے کہ جب تختے ساتھ نام انبیا علیہم السلام کے ترقیم کر کر کشتی مین لگائے
تو چار تختے کے موافق سوراخ باقی رہا اسوقت حضرت نوح نے حضرت جبرئیل سے کہا کہ اے جبرئیل
آخیر تختہ ساتھ نام خاتم النبیین علیہ السلام کے لکھا ہوا ہے اب یہ چار تختے کیونکر لگاؤن جبرئیل نے
رب جلیل سے عرض کی فرمان آیا کہ یا شیخ الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یار ہین کہ قصر اسلام اُن
چار رکنون کے ساتھ مضبوط اور مستحکم ہوگا یہ چار تختے ساتھ نام ان چار شخصون کے درست کر کر اپنی کشتی
مین لگا تو یہ کشتی ببرکت ان نامون بزرگ کے کنارہ نجات پر پہونچے حضرت نوح علیہ السلام اسیطرح
کشتی بناتے تھے اور بناتے وقت انکی قوم انکی پاس آتی تھی اور ہنسکر کہتی تھی کہ اے نوح بعد منصب پیغمبری کے
درودگری یعنی نجاری کرنے لگا ظاہرا تیرے دماغ مین خلل ہوا ہے اور دیوانہ بنا ہے کہ پانی کی بوند کا نام نہین
اور تو بیٹھا ہوا کشتی بناتا ہے پھر حضرت نوح کو فرمان آیا کہ اے نوح یہ قوم لائق عذاب اور قابل عتاب
ہو چکی ہے کشتی بنانے مین جلدی کیا چاہیے تاخیر نہ کر حضرت نوح نے ساتھ دو بیٹون اور دو اور
کاریگرون کے کشتی بنائی اور معارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ مقدار طول اور عرض اور بلندی کشتی مین روایتین
مختلف ہین لیکن صحیح اور مختار یہ ہے کہ طول اُس کشتی کا چھ سو سات گز کا تھا اور عرض اُسکا تین سو ساٹھ
گز کا اور اوسمین تین طبقے تھے نیچے کے طبقہ مین جانورون درندون اور چارپایونکا مقام تھا
اور بیچ کے طبقے مین وحوش اور طیور کے رہنے کی جگہ تھی اور اوپر کے طبقے مین حضرت نوح اور اور آدمیونکا
مکان تھا اور ایک روایت ہے بیچ کے طبقے مین کھانا اور پینا رکھا تھا اور تفسیر بحر المواج مین ہے
کہ بعضے کہتے ہین طول اُسکا تین سو گز کا تھا اور عرض پچاس گز کا اور بلندی تیس گز کی اور

بعضے کہتے ہین کہ طول اسکا ایکہزار دو سو گز کا تھا اور عرض اسکا چھ سو گز کا اور روایت مین آیا ہے کہ حواریین نے
حضرت عیسیٰؑ سے چاہا کہ کسیکو زندہ کرین کہ حضرت نوحؑ کی کشتی کی خبر لاکر پہونچاوے حضرت عیسیٰؑ انکو ایک گوشہ
کے پاس لائے اور مٹھی خاک کی اس پشتہ مین سے بھر کر کہا جانتے ہو کہ یہ کیا ہے اور کسکی خاک ہے انھون نے
کہا خدا اور اسکا رسول خوب جانتا ہے اور کون جان سکتا ہے کہ یہ کیا ہے کہا کہ یہ خاک کعب بن حام بن نوحؑ
کی ہے اور عصا اس پشتہ پر مارا اور کہا قم باذن اللہ یعنی کھڑا ہو ساتھ حکم اللہ کے ناگاہ کعب کھڑا ہو گیا اور ہاتھ
ہلانے لگا اور سر پر سے خاک جھاڑنے لگا جب اسکو دیکھا کیفیت حضرت نوحؑ کی کشتی کی پوچھی اسنے کہا
طول اسکا ایکہزار دو گز کا تھا اور عرض اسکا تین سو گز اور اسمین تین طبقے تھے پھر حضرت عیسیٰؑ نے
اسکو ویسا ہی کر دیا جیسا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ طول اسکا ایک ہزار دو سو گز کا تھا اور عرض اسکا
پچاس گز کا تفسیر مدارک اور معالم مین لکھا ہے کہ حضرت نوحؑ نے دس برس مین سال کی لکڑی کی کشتی بنائی
کہ طول اسکا تین سو گز یا دو ہزار گز کا تھا اور عرض اسکا پچاس گز یا تین سو گز کا تھا اور بلندی تیس گز
کی تھی اور معالم مین ستی گز کا طول اور پچاس گز کا عرض اور تیس گز کا ارتفاع بھی آیا ہے اور کہتے ہین
کہ اسکے تین بطن تھے نیچے کے بطن مین جاے وحوش اور طیور کی تھی اور درمیان کے بطن مین
دواب اور چارپایونکا مقام اور بطن اعلیٰ مین حضرت نوحؑ اور اونکے توابع کی جا تھی اور بعضے کہتے ہین
کہ اوس مین سات طبقے تھے اول مین جاے حضرت نوحؑ اور آدمیون کی اور دوسرے مین تابوت آدمؑ
کا اور تیسرے مین اڑنیوالے جانور اور چوتھے مین درندے جانور اور پانچوین مین چارپاے اور چھٹے مین
دواب اور ساتوین مین کھانا پینا اور گھاس اور تمام میوے وغیرہ القصہ کشتی مرغ کی صورت تھی اور
سر اسکا مور کا سا اور سینہ اسکا بط کا اور ایک روایت مین ہے سینہ کبوتر کے سینہ کا سا اور دم
اسکی مرغ کی دم کی سی اور پیوند اور درازین اسکی رال وغیرہ کے ساتھ بند کی تھین پھر وحی آئی کہ اے
نوحؑ آدم کے قالب کے واسطے ایک تابوت بنا کہ ہنگام تواتر تقاطر اور تاراج امواج وجود مسعود اسکے جسم
کو آسیب نہ پہونچے حضرت نوحؑ نے چوب شمشاد سے ایک تابوت بنایا اور اوسکے اوپر کے طبقے مین رکھا
اسواسطے کہ مرد اور عورت کی اسپر نظر نہ پڑے اور منتظر فرمان قضا جریان رہے تا آنکہ حکم پہونچا کہ ہر جنس
کے حیوانون مین سے ایک ایک جوڑہ کشتی مین رکھ لے کہا خداوندا روے زمین کے حیوانون کو کیونکر جمع
کرون اللہ تعالےٰ نے چارون ہواون پروا اور پچھوا اور اوترا اور دکھنی کو فرمایا تا سب جانور جمع کر کر
زمین حضرت نوحؑ کے آگے حاضر کرین اور تفسیر معالم التنزیل مین ہے کہ حضرت نوحؑ کے ہر جنس کے حیوانو پر
ہاتھ ڈالکر داہنے ہاتھ مین نر پکڑ لیا اور بائین مین مادہ اور تفسیر جامع البیان مین ہے کہ بعضے کہتے ہین
کہ کل مچھر اور مکھی تک کشتی پر رکھ لیا پھر کہا الٰہی شیر کو گاو کے ساتھ کیونکر جمع کرون اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ انکے درمیان عداوت کسنے رکھی حضرت نوحؑ نے کہا یا رب تو نے فرمایا الفت بھی ہم ہی رکھدینگے

تا ایک دوسرے کو آزار نہ پہونچنے دیگا اور روایت مین ہی کہ حق تعالی نے شب کو شیر پر شہوت مسلط کی نہین کیا کہ تا کسی حیوان کو ضرر اور ایذا نہ پہونچا سکے اور قربان ہوا کہ کوئی جوڑا آدمیون اور حیوانون کا کشتی مین جماع نکرے کہ توالد اور تناسل موجب کثرت کا ہوگا اور کوئی آدمی اپنی عورت کے ساتھ کھانا نکھاوے اور پانی نہ پیوے کہ مبادا جماع پر مائل ہووے اور ایک برس کی خوراک کشتی مین اپنے ساتھ رکھ لی جب حضرت نوح علیہ السلام نے ایک ایک جوڑا سبکا لے لیا پھر جب نوبت سانپ اور بچھو کی پہونچی کہا خداوندا یہ سانپ اور بچھو ہے کہ آدمیونکو ان سے ضرر پہونچتا ہے اسباب مین کیا حکم ہی حق تعالی نے جبرئیل کو بھیجا کہ سانپ سے زہر نکال لے اور بچھو کے ڈنک توڑ ڈالے تا کوئی آپسمین سے کسی کو آزار نہ ہو سکے حضرت جبرئیل نے حضرت نوح ؑ کے ساتھ عہد باندھا کہ ہر فرد افرد بنی آدم سے کہ نام مبارک تیرا زبان پر جاری کرے اور کہے سلام علی نوح فی العلمین انا کذالک نجزی المحسنین انہ من عبادنا المومنین سانپ اور بچھو کسی کو آزار نہین پہونچا سکے کا کہتے ہین حضرت نوح ؑ نے سب سے پہلے چیونٹیون کو لیکر اپنے ساتھ طبقہ اعلے مین رکھا کہ مبادا ضعیف جانکر حیوانات پامال کر ڈالین پھر تمام جانورون کے بعد دراز گوش یعنے گدھے نے دونون ہاتھ کشتی مین رکھے تا اسپر چڑھے شیطان نے اُسکی دُم پکڑ لی ہر چند حضرت نوح آواز دیتے تھے اور گدھا چڑھنے کے واسطے سعی کرتا تھا لیکن نہ چڑھ سکتا تھا آخر الامر حضرت نوح ؑ نے کہا ادخل ولو کان معک الشیطان یعنی در آ اگرچہ تیرے ساتھ شیطان ہو فی الحال گدھا چڑھ آیا حضرت نوح علیہ السلام نے تمام اہل کشتی کا احوال دریافت کیا تو شیطان کو ایک کونے مین بیٹھا دیکھا پوچھا تو کسکی اجازت سے آیا کہا تیری اجازت سے کہا مین تیرے آنے سے واقف نہین کہا واہ جب آخر تونے گدھے کو کہا تھا کہ اگرچہ تیرے ساتھ شیطان ہو اوسوقت مین گدھے کی دُم پکڑے ہوئے تھا اور اُسکو چھوڑتا نتھا جب تونے اجازت دی تو مین اور وہ دونون باہم چڑھ آئے حضرت نوح ؑ نے چاہا کہ اُسکو کشتی سے باہر کردین وحی آئی کہ اے نوح اسکو رہنے دے آپسمین بہت حکمتین ہین حضرت نوح ؑ شیطان کو نصیحت کرنے لگے اور کہا اے شیطان تونے اپنے تئین کسواسطے مردود بنایا اور بنیاد ایمان اور معرفت کی گرائی شیطان نے کہا اب کیا کرون اگرچہ کچھ علاج ممکن ہو تو بجان ودل اسمین کوشش کرنیکو حاضر ہون حضرت نوح ؑ نے کہا خدا تعالی کیطرف رجوع کر اور توبہ کر کہا مین نہین جانتا کہ میری توبہ قبول ہوگی یا نہین حضرت نوح ؑ نے درگاہ الہی مین درخواست کی خطاب آیا کہ تابوت آدم ؑ کا حاضر اور موجود ہے اگر اسکو سجدہ کرے تو توبہ اسکی قبول ہووے حضرت نوح ؑ نے یہ پیغام اُسکو پہونچایا کہا جب یہ زندہ تھا اور تخت حیات پر بیٹھا ہوا تھا جب تو مین نے اسکو سجدہ نکیا اب کہ مرگیا اور اس جہان سے گذر کر ڈھیر خاک کا ہوگیا کیونکر سجدہ کرون حضرت نوح ؑ نے اس سے منہ پھیر لیا نقل ہے کہ جب حضرت جبرئیل ؑ نے آکر حضرت نوح ؑ سے کہا کہ علامت آنے طوفان کی یہ ہوگی کہ پانی تنور گرم پر آتش سے نکلے گا اتفاقا ایک دن حضرت نوح ؑ کی بی بی تنور مین

روٹیان پکا رہی تھی کہ یکایک پانی آگ ہین سے نکلنے لگا اُسنے اسکو دیکھتے ہی حضرت نوح ع کے پاس
دوڑکے خبر کی تفسیر جامع البیان اور معالم ہین ہے کہ وہ تنور پتھر کا تھا کہ حضرت حوا اُس ہین روٹیان
پکایا کرتی تھین اور حضرت نوح ع کو میراث ہین پہونچا تھا اور روضۃ الصفا مین بیچ کلمہ فار التنور کے
حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد فور تنور سے ظہور فجر اور طلوع صبح ہے اور بعضے کہتے
ہین کہ مقصود جوشش آب روی زمین سے ہے اور قتادہ نے کہا ہے کہ تنور ایک جگہ بلند زمین تھی کہ پانی
نے اس سے جوش مارا اور اتفاق جمہور کا اسپر ہے کہ وہ تنور روٹی پکانے کا تھا کوفی یا ہندی حضرت
نوح علیہ السلام کا اور بقول مقاتل شام ہین ایک موضع ہے مشہور بعین الورد قریب بعلبک مضافات
ہندوستان سے اور گمان ایک طائفہ کا یہ ہے کہ اتفاقاً حضرت نوح ع ایک نان بائی کی دکان پر کھڑے
تھے اسنے بر سبیل ہزل کے کہا کہ کہان ہے وہ پانی کہ جسکی طغیانی سے تم ہمکو ڈراتے تھے اور وہ کب آویگا
اور کہان سے نکلیگا حضرت نوح ع نے کہا اسیوقت تیرے تنور ہین سے یہ کلام انکی زبان سے نکلتے ہی
قدرت قادر مطلق سے فی الفور اسی تنور سے جوشش آب شروع ہوئی اور معارج النبوۃ ہین روایت کیا
ہے کہ جب حضرت نوح ع اپنی اولاد اور اہلخانہ اور لوگون کو کشتی ہین سوار کرتے تھے تو کنعان انکا بیٹا
اپنی مان کے ساتھ کہ واعلہ نام اسکا تھا سب سے الگ ہو کر دور سے انکو دیکھتے تھے اور ہنستے تھے کہ
یہ دونون کافرون کے ساتھ تھے ہرچند حضرت نوح ع از راہ شفقت اسکو کہتے تھے کہ اے فرزند ہمارے
ساتھ کشتی ہین آ اور کفار کے گرفتار ہین نہ رہ یہ جواب دیتا تھا کہ پہاڑ اور غار ہین چلا جاؤنگا اور طوفان کا
پانی مجھ تک نہین پہونچیگا حضرت نوح ع نے کہا کہ طوفان سے کوئی بچانیوالا نہین ہے اس گفتگو ہین تھے
کہ یکبارگی ایک موج اٹھی اور انکو لیجا کر غرق کر دیا بمقتضاے قول سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
کہ اولادنا اکبادنا یعنے فرزند ہمارے جگر گوشہ ہمارے ہین خاطر نوح ع کی متالم ہوئی اور از روی اخلاص
مناجات کی اور کہا یہ میرا فرزند ہے اور اہل میرا ہے اور وعدہ تیرا میرے اور میرے اہل کی نجات
کے واسطے وارد ہوا ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور خلاف ممکن نہین ہے فرمان آیا کہ وہ تیرے اہل ہین
سے نہین ہے کہ کافر کو تیرے ساتھ کیا نسبت ہے ایسا سوال مجھسے نکر اس خطاب عتاب آمیز سے شعلہ ہای
درد انگیز کانون سینہ نوح ع ہین اٹھے اور مدارک ہین مذکور ہے کہ اس فرزند کا نام کنعان تھا کہ پسر صلبی
نوح کا تھا بقول جمہور یا پسر انکی عورت کا بقول غیر مشہور اور بقول شیخ ابی منصور وہ پسر مذکور کفار کے
ساتھ موافقت اور باپ کے ساتھ منافقت رکھتا تھا اور باپ اسکو اپنے دین پر دعوت کرتا تھا اس
جہت سے محبت اولاد اپنی سے ایسے کہے یعنی اے پروردگار میرے تحقیق میرا بیٹا اہل میرے سے ہے کہا ورنہ ایسا
کہنے پر جرأت نکرتے اور معارج النبوۃ ہین مذکور ہے کہ بعضی روایتون ہین آیا ہے کہ جب کنعان نے
دیکھا کہ پانی غالب ہوتا ہے اپنے واسطے ایک صندوق بنایا اور شگاف اور سوراخون ہین رال بھر کر پانی

آسمین دخل کرے اس صندوق مین اپنے تئین رکھا اور وہ صندوق پانی پہ بہنے لگا حقتعالی نے اور ار
ارواح اسپر مستولی کیا کہ اسی صندوق مین پیشاب مین غرق ہوکر مرگیا اور یوسف بن مہران نے ابن
عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب پانی آنے لگا عوج عنق کہ آدم کا پوتا تھا اور عنق اسکی ماں کا نام تھا کہ وہ
حضرت آدم کی بیٹی تھی اور اسنے اپنی ماں کے نام کے ساتھ شہرت پائی تھی اور تفسیر زاہدی مین بروایت
ابن مسعودؓ نام اسکا عوج تھا اور بعضے کہتے ہین کہ عج تھا اور بعضے عاج بن عوج کہتے ہین اور بحر المواج مین
ہے کہ اسکی ماں کا نام عنق تھا اور بعضے کہتے ہین عناق تھا القصہ عوج حضرت نوحؑ کے آگے آیا اور کہا کہ مجھ
تئین کشتی مین جگہ دے حضرت نوحؑ نے انکار کیا اور کہا معاذ اللہ اہل کفر کو میری کشتی مین راہ نہین ہے
اور اسکو کشتی مین نہ آنے دیا حاصل یہ کہ کسی نے روی زمین پہ نجات نہین پائی مگر عوج بن عنق نے بسبب
جسامت اور طول قامت اپنے کے اور معالم التنزیل مین ہے کہ درازی قد کی اس مرتبہ تھی کہ
آب طوفان بلند ترین پہاڑون سے کہ چالیس چالیس گز چڑھا تھا اسکے گھٹنون سے زیادہ نہ تھا اور اوپر
کا اسکا قد تین ہزار تین سو پونے چوراسی گز تھا اور تفسیر زاہدی اور بحر المواج اور عرائس اور معارج النبوۃ
مین لکھا ہے کہ طول اسکا تئیس ہزار تین سو پونے چوراسی گز تھا اور وہ گز گز ہای عامہ خلایق سے ایک قبضہ
زیادہ ہی کہ سمندر کا پانی اسکی کمر تک رہتا تھا اور وہ دریا سے سمندر کی تہ سے مچھلی ہاتھ سے باہر نکال کر اور
آفتاب سے بھونکر کھاتا تھا اور وہ کسی گھر مین نسماتا تھا اور ماں اسکی عنق یا عناق بھی بزرگ قد اور جسیم تھی
چنانچہ جس جگہ بیٹھتی تھی قریب ایک جریب کے زمین گھیرتی تھی اور طول ہر انگلی کا اسکی تین گز کا تھا
اور عرض دو گز کا اور ہر انگلی مین دو ناخن تھے جیسے دو درانتیان تیز پس یہ اگرچہ حضرت آدمؑ کی
بیٹی تھی لیکن اول جسنے کہ بنیاد فسق اور فجور کی عالم مین رکھی تھی یہی تھی اور بحر المواج مین
یہ بھی لکھا ہے کہ باوجود اس گرانی مقدار کے تین سو ساٹھ کوس زمین پر پیادہ جاتا تھا اور اول جسنے
خون ناحق جہان مین کیا قابیل پسر آدمؑ تھا اور اول جس سے کہ زنا واقع ہوا عنق مذکورہ دختر آدمؑ
سے ہوا اور ساتھ شامت اس معاملہ کے اللہ تعالیٰ نے اسپر سانپ مانند ہاتھی اور بھیڑیوں
کے بصورت اونٹ اور کرگس گدھے برابر نازل کیے کہ یہ اسکو مار کر کھا گئے اور کہتے ہین کہ حکمت باقی
رہنے اور نجات پانے عوج مین طوفان سے باوجود اسکے کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ مین پیدا ہوا اور
کئی پیغمبرون کے زمانہ سے حضرت موسیٰؑ کے زمانہ تک زندہ اور موجود رہا کہ عمر اسکی تین ہزار
تین سو برس کی تھی اور حضرت نوح کی کشتی بنانے مین فی الجملہ مدد کی تھی اور حقیقت اسکی اسطرح ہی کہ جب
حضرت نوح نے کشتی کے تختے تراش کر انپر سب پیغمبرون کے نام لکھے اور کشتی بنائی تو کچھ تختے اور چاہیے تھے
حضرت نوحؑ نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا کہ ای جبرئیلؑ تونے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہی
اور کشتی اسکے نام کے تختے کے ساتھ اتمام ہوگی اب چار تختے اور اتمام کشتی مین چاہیے ہین حضرت

جبرئیل نے کہا ای نوح محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے چار یار ہونگے پس جبتک اور چار تختہ پیدا کر کے چار یار ونکے نام
کے ساتھ نہ بناوگے کشتی تمام اور درست نہوگی پھر حضرت جبرئیل نے کہا دریاے رود نیل مین ایک درخت ہے
کسیکو بھیج کر اس درخت کو اکھیڑ لاوے اور اوسمین سے چار تختہ تراش لے حضرت نوح ع نے عوج کو طلب کیا
اور کہا کہ اگر رود نیل مین سے تو درخت مجھے لادے تو مین پیٹ بھر کے تجکو کھلاونگا کہتے ہین کہ اسنے تمام عمر مین
کبھی پیٹ بھر نہ کھایا تھا اسنے قبول کیا اور وہ درخت جڑ سے اکھاڑ کر حضرت نوح ع کے آگے لاکر ڈالدیا حضرت
نوح ع نے تین روٹیان جو کی اسکے آگے رکھدین عوج ہنسا اور کہا اے نوح ع مین ہر روز اتنا کھاتا ہون
اور میرا پیٹ نہین بھرتا ان تین روٹیون سے میرا پیٹ کیونکر بھریگا حضرت نوح ع نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم
تو کہکر کھا اسنے بسم اللہ کہکر ان روٹیون پر ہاتھ ڈالا ڈیڑھ روٹی کھائی تھی کہ اسکا پیٹ بھر گیا اور نہ
کھا سکا پھر حضرت نوح ع نے اسی درخت مین سے چار تختہ تراش کر اول کو ساتھ نام ابوبکر رض کے مزین کیا اور
دوسرے عمر رض کے نام کے ساتھ اور تیسرے کو عثمان رض کے نام کے ساتھ اور چوتھے کو علی ابن ابیطالب رض کے نام
کے ساتھ اور کشتی تیار تمام ہو گئی اور بعضے کہتے ہین کہ عوج کے چھوڑنے مین یہ حکمت تھی کہ جو آفتین قوم طوفا
مین پیدا ہوئین اُسنے آگاہ کردے اور بعضے کہتے ہین کہ اسکا بھید سواے علام الغیوب کے کوئی نہین جانتا
اور مواہب علیہ مین لکہتا ہو کہ حضرت نوح ع اور جو کوئی انکے ساتھ ایمان لایا تھا دسوین ماہ رجب کو کوفہ
سے یا ہند سے یا ایک باغ سے یا ایک گانون مین سے کہ وہ ایک جزیرہ مین ہے کشتی مین بیٹھے اور مدارک
اور معارج النبوۃ مین روایت کیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ بیٹھنے والے کشتی کے آٹھ نفر تھے حضرت
نوح ع اور اونکی بی بی مومنہ اور تین انکے بیٹے مسمیان حام اور سام اور یافث اور ان تینونکی بیبیان اور بعضے
کہتے ہین کہ دس مرد تھے چار ون یہ اور چھ اور اور دس انکی بیبیان کہ سب بیس آدمی ہوے اور بعضے
کہتے ہین کہ آٹھ او پر ستر نفر تھے اور بعضے کہتے ہین کہ اسی تھے القصہ جب یہ کشتی پر بیٹھ لیے اور طبقہ پوشش
اوسپر رکھکر اُسکی درزین اور پیوندون کو رال وغیرہ کے ساتھ مضبوط کردیا پھر کوہ کوہ ابر سیاہ کہ اُسمین
گرم ہوا عیاذاً باللہ چلتی تھی فضاے عالم مین مشرق سے مغرب تک پھیل گیا اور چاند کا نور اور آفتاب
کی روشنی درپاے حجاب ابر مین پوشیدہ ہوئی اور دن و رات نہایت تاریکی سے برابر و یکسان ہوگئے
اور ساتون ستارے اور سیارے بفرمان الٰہی سرطان مین کہ ایک آبی برج ہی ایک درجہ مین بلکہ ایک دقیقہ
مین جمع ہوے اور بحکم حکیم علی الاطلاق جمیع آفاق مین باران عظیم برسنے لگا کہ ہر قطرہ ایک مشک کے
برابر دریا بار ہی آسمان سے سرنگون ہوتا تھا اور تمام روے زمین سے چشمون نے جوش کیا تا آنکہ چالیس
دن رات ایک حال پر آب عذاب آسمان پر سحاب سے برسا اور زمین نے چشمون کا پانی اُگل دیا کہ تمام
عالم دریا ہو گیا اور وہ کشتی کوفہ سے پانی پر روان ہوئی اور ساری روے زمین کی سیر کی جب حرم
کعبہ پر پہونچی سات بار اوسکے گرد پھری اور ایک روایت سو ایک ہفتہ تک وہان پھرا کی اور کہتے ہین

جسجگہ کعبہ ہے وہاں ایک پہاڑ کا چھیر ہا کہ اس زمین کو پانی سے محفوظ رکھے اور جب بسبب تیرگی ہوا اور ابر
اور لہلہیئے سر کشتی کے اتنا اندھیرا ہوا کہ رات دن میں امتیاز نہ تھا حضرت نوحؑ نے رو بقبلہ ہو کر درگاہ خدا تعالیٰ سے
دعا مانگی حق تعالیٰ نے دو گوہر نورانی بہت روشن بہشت سے بھیجے تا انکو کشتی کی دیوار میں رکھدیا ایک موتی
کہ وہ جو لائی تھا قائم مقام آفتاب کے تھا جب روشنی اسکی ظاہر ہوئی تو سب ساکنان کشتی اسکے نور سے
جانتے کہ دن ہوا اور جب دوسرا موتی کہ وہ اس مرتبہ میں نہ تھا چمکتا تو تصور کرتے تھے کہ رات ہوئی اور جبکہ
نجاست کشتی میں بہت جمع ہو گئی اور اسکی بو سے سب ساکنان کشتی کو تکلیف پہونچی حضرت نوحؑ نے درگاہ
الٰہی میں عرض کی وحی آئی کہ ہاتھی کی دم پہ ہاتھ پھیرو بعضے کہتے ہیں کہ فرمان آیا کہ پیشانی پر ہاتھ پھیرو
اسوقت حضرت نوحؑ نے ہاتھ پھیرا تو اس سے دو سور ایک نر اور ایک مادہ پیدا ہوئے اور وہ ساری نجاست
کھا گئے اور جب حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ کوئی جانور اپنے جوڑے سے جفتی نہ کرے لیکن چوہے نے کہنا نہ مانا
اور جفت ہوا پھر بہت سے چوہے ہو گئے اور کشتی میں سوراخ کرنے لگے پھر حضرت نوحؑ نے دعا کی حکم ہوا کہ
شیر کی دونوں بھوؤں کے درمیان میں سہلا حضرت نوحؑ نے اسیطرح کیا اور شیر کو چھینک آئی اسوقت ایک بلی
کا جوڑا اسکی ناک میں سے گر پڑا اور وہ جوڑا سب چوہوں کو کھا گیا **فصل تیسری** بیان رفع طوفان اور ذکر
وفات اور مدت عمر حضرت نوحؑ میں۔ معارج النبوۃ میں ہے کہ چھ مہینے تک کشتی پانی پر پھری اور ایک روایت
سے پانچ مہینے جب طوفان کی شدت نہایت کو پہونچی اور کافر غرق ہو گئے بموجب آیت وافی ہدایت
قیل یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعدا للقوم الظالمین
کے حکم ہوا اے زمین تو اپنا پانی پی لے اور اے آسمان تو اپنا پانی اٹھا لے زمین اپنا پانی پی گئی اور
آسمان اپنا پانی لیگیا اور فرمان ہوا کہ کشتی جودی پر قرار پکڑے اور انوار التنزیل میں لکھا ہے کہ جودی
ایک پہاڑ ہے موصل میں یا شام میں اسوقت حضرت نوحؑ نے سرپوش کشتی سے اٹھا لیا اور باہر آ گئے اور
ایک روایت ہے کہ ایک مہینے تک اس پہاڑ پر رہے پھر ایک کوے کو بھیجا تا کیفیت اس مقدار پانی سے جلد خبر
لاوے سو وہ شوم بد نفس ایک مردار کے کھانے کے ساتھ مشغول ہوا اور خبر لانے سے غافل ہو گیا حضرت نوحؑ نے
اسپر لعنت کی اور کہا کہ الٰہی یہ ہمیشہ ترسناک رہے اور اسکی روزی مردار اور ناپاک ہووے دعا انکی قبول
ہوئی پھر کبوتر کو بھیجا اسنے جلدی سے کمر خدمت باندھی اور یہ کشتی پر سے اڑ کر زمین پر اترا اور جتنی سرخی
کہ اسکے پاؤں میں ہے پانی میں غرق ہوا اور واسطے نشانی جا کے رہنے پانی کے اپنے پاؤں اس سرخ رنگ
سے آلودہ کیے اور ایک پتہ زیتون کا چونچ میں لیکر حضرت نوحؑ کے پاس آیا اور خبر پہونچائی حضرت نوحؑ
نے اسکو دعا دی کہ الٰہی یہ ہمیشہ خوش آیندہ آدمیوں کے دل میں رہے اور مقام امن و امان میں خوش و
خرم ہووے یہ دعا بھی مقرون باجابت ہوئی کہ اب تک ظاہر اور ہویدا ہے القصہ عاشورہ کا دن تھا کہ
حضرت نوحؑ اور سب کشتی سے باہر آئے اور اس دن کو مبارک اور مسعود جانکر روزہ رکھا پس چونکہ

حضرت نوح ع کی آنکھیں بسبب تاریکی کشتی اور تاب آفتاب کے خیرگی کر گئی تھیں آنکھوں میں سرمہ لگایا تھا دونوں امر
سنت ہوئے یادگار رہے پھر بموجب کہنے حضرت نوح ع کے ایک گاؤں اُس بیابان کو وہیں بنایا اور مدینہ
الثمانین یا سوق الثمانین اسکا نام رکھا یعنی شہر یا بازار اسّی آدمیوں کا کسواسطے کہ ساکنان کشتی یا شہر والا
اسّی آدمی تھے پھر بسبب وبا کے وہ تمامی آدمی مر گئے مگر حضرت نوح ع اور بیبی انکی بیٹے اور انکی عورتیں
کل آٹھ نفر زندہ رہے کہ خلقت تمامی بنی آدم ع کی نسبت نوح ع کے اعتبار کیجائی ہو اور اسی سبب سے حضرت
نوح ع کو آدم ثانی کہتے ہیں پھر حضرت نوح ع نے ربع مسکون کو اپنے فرزندوں پر تقسیم کیا چنانچہ جزیرہ عراق اور
فارس اور خراسان اور شہر ہائے شام سام کو دیے اور دیار مغرب اور زنگبار اور حبش اور ہندوستان حام
کو عنایت کیے اور زمین چین اور ماچین اور ترکستان یافث کو عطا کی مدارک التنزیل میں مذکور ہے کہ عرب
اور روم اور فارس اور جو خلقت کہ وسط معمورۂ عالم میں ہیں سام کی اولاد ہیں اور اہل ہندوستان اور زنگی
اور حبشی حام کی نسل ہیں اور تمیع ترک اور یاجوج اور ماجوج یافث کے فرزند ہیں اور کہتے ہیں کہ تمامی
جنس آدمی دس جزو ہیں انہیں سے نو جزو یاجوج و ماجوج ہیں - مواہب علیہ میں ہو کہ انکی شکلوں اور قدوقامتوں
میں اختلاف ہو حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب سے منقول ہے کہ بعضوں کے قد ایک بالشت کے
ہیں اور بعضوں کے دراز ہیں اور حدیث نبوی میں آیا ہے کہ بعضے اُنکے مثال درخت چنار ہیں اور یہ
ایک درخت ہوتا ہے ولایت شام میں کہ طول اُسکا ایک سو بیس گز کا ہوتا ہے اور بعضوں کا طول
مساوی ہے اور بعضے ایسے ہیں کہ ایک کان کو اوڑھتے ہیں اور ایک کو بچھاتے ہیں اپنے مقام پر بیان
ہوگا انشاء اللہ تعالی اور معارج النبوۃ میں لکھا ہو کہ سبب سیاہی رنگ اولاد حام میں اختلاف ہے اور
از انجملہ ایک یہ ہو کہ حام نے خلاف فرمودہ حضرت نوح ع کے کشتی میں اپنی بی بی کے ساتھ مجامعت
کی تھی حضرت نوح ع نے اُسکے واسطے دعاء بد کی کہ خداوندا اسکے نطفہ کو متغیر کر اس سبب سے اُنکی اولاد قیامت
تک سیاہ رنگ ہوگی اور اور روایتیں بھی اسی طور پر ہیں منبہ سے روایت ہے کہ جب طوفان جاتا رہا اور
درخت جو نہار کے کنارے پر سرسبز ہوئے اور آدمیوں نے روئے زمین پر قرار پکڑا تو شیطان حضرت
نوح ع کے پاس آیا اور کہا یا نبی اللہ آپ نے میرے اوپر کمال احسان کیا ہو اب آپکی شکر گذاری کے ساتھ مقر
ہوں جو کچھ اب تم مجھ سے پوچھو سچ سچ اسکا جواب دوں اور جھوٹ نہ بولوں حضرت نوح ع نے اُس سے منہ پھیر لیا
وحی آئی کہ اے نوح ع جو تو چاہے اُس سے پوچھ کہ سچ اسکی زبان پر جاری نہیں ہونیکا حضرت نوح ع نے اُس سے
پوچھا کہ کون کون سے آدمی بنی آدم میں سے تیری مددگاری کرتے ہیں کہا وہ لوگ کہ طمع اور حرص اور
بخل اور تکبر رکھتے ہیں اور کاموں میں شتابی اور جلدی کرتے ہیں پھر حضرت نوح ع نے کہا کہ میں نے تیرے
حق میں کونسا احسان کیا ہے کہا وہ احسان یہ ہو کہ تو نے دعا کر کے سب کو ایک دفعہ دوزخ میں پہونچا
دیا اور مجکو اس محنت سے چھڑا دیا حضرت نوح ع دعا کرنے سے پشیمان ہوئے اور چالیس برس تک

اور ایک روایت سے تین سو برس تک گریہ وزاری درگاہ باری میں کیا کیے پھر حضرت نوح ع ساتھ بنانے آبخورہ اور
ٹھلیان اور مٹکے وغیرہ کے مامور ہوئے اور ایک مدت انکے بنانے مین صرف کی پھر ساتھ توڑنے انکے
مامور ہوئے اور ایک ایک کو توڑ ڈالا اور غمناک ہو کر ایک گوشہ مین بیٹھکر کہا الٰہی اتنی مدت مین
محنت کر کر مین نے انکو بنایا تھا اور اب ان سبکو ضائع دیکھتا ہون فرمان آیا کہ چند روز مین مٹی سے چند باسن
بنائے باوجود اس بات کے کہ نہ انمین حس تھی نہ حرکت نہ جان تھی نہ بدن نہ عیال تھا نہ گھر بار نہ فرزند تھا
نہ پیوند تو انکو توڑنا ناخوش ہوا ہمکو ہلاک کرنا اس قوم کا کہ جسمین ہر ایک گل گلزار امانی کنارہ جویبار زندگانی
مین مانند سرو بستان کے قامت رکھتا تھا اور اتنی مدت مین ساتھ انواع نعمتون کے ہمنے پالا تھا سکو تیری دعا
کے ساتھ ہلاک کر دیا کیونکر پسند آیا اب اپنی عزت اور جلال کی قسم کھاتا ہون کہ پھر کسی قوم کو ساتھ عذاب
طوفان کے ہلاک نہ کرونگا اس جہت سے حضرت نوح ع کو پشیمانی زیادہ ہوئی اور غم اور اندوہ خاطر عاطر پہ
غالب آیا اور اسی غم مین رہتے رہے تا آنکہ وفات پائی کہتے ہین کہ جب حضرت نوح ع کی وفات نزدیک
پہونچی اپنے فرزندون مین سے سام کو طلب کیا اور اسکو اپنا ولیعہد کروانا اور وصیتین کین اسوقت
مین سام چار سو اڑتالیس برس کا تھا کعب الاحبار سے نقل ہے کہ حضرت نوح ع ایک پہاڑ پر بطریق سیر
گئے تھے ملک الموت آگے آیا اور انکو پہونچنے موت سے آگاہ کیا حضرت نوح ع نے سنتے اس حال سے ایک نعرہ
مارا کہ انکی آواز سے تمام جانوران صحرائی جمع ہو گئے پھر حضرت نوح ع نے کہا اے ملک الموت مجکو اتنی مہلت
دے کہ مین جا کر اپنے فرزندونکو وداع کر آؤن ملک الموت نے کہا یا نبی اللہ مجکو اجازت نہین ہے پھر حضرت
نوح ع نے کہا اس جنگل مین مجپر نماز کون کریگا کہا یہ سب فرشتہ مقرب کہ میرے ساتھ ہین نماز کیواسطے آئے
ہین حضرت نوح ع نے مرنے پر اقرار کیا اور بجان و دل مرنیکے واسطے حاضر اور مستعد ہوئے تفسیر معالم التنزیل
مین سورہ اعراف مین لکھا ہے کہ بقول بعضے حضرت نوح ع جب مبعوث ہوئے تو چالیس برسکی عمر تھی اور
بقول بعضے پچاس برس کی عمر تھی اور مواہب علیہ اور معالم التنزیل مین بتفصیل سورۂ ہود مین ہے بقول
ابن عباس حضرت نوح علیہ السلام چالیس برسکی عمر مین مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس خلق کو خدائے
عز و جل کی دعوت کی فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عاما یعنے زندگانی کی حضرت نوح ع نے انمین ہزار برس
مگر پچاس برس تک مبعوث نہین ہوئے تھے اور طوفان کے بعد ساٹھ برس اور زندہ رہے کہ عمر انکی ایکہزار ساٹھ برس
کی تھی اور بقول مقاتل دو سو پچاس برسکی عمر مین مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس زندگانی کی اور عمر انکی
ایکہزار چار سو برسکی تھی اور تفسیر مواہب علیہ مین سورۂ عنکبوت مین لکھا ہے کہ احقاف وہب سے نقل کی ہے
کہ عمر انکی ایکہزار چار سو برس کی تھی اور صاحب عین المعانی کہتا ہے کہ تین سو ستر برسکی عمر مین مبعوث ہوئے اور
نو سو پچاس برس دعوت کی اور تین سو پچاس برس طوفان کے بعد پھر دعوت کی اور زندہ رہے کہ وفات کیوقت
ایک ہزار تین سو ستر برس کی عمر تھی اور معارج النبوۃ مین ہے کہ ایک سو پچاس برسکی عمر مین مبعوث ہوئے اور

اور نو سو پچاس برس تبلیغ رسالت کی اور طوفان کے بعد تین سو برس اور زندہ رہے چنانچہ کل عمر ایکہزار سات سو برس کی تھی اور ایکہزار یا پانچسو برس بھی روایت مین آئے ہین القصہ حضرت جبرئیلؑ یا حضرت عزرائیلؑ نے اسحال مین حضرت نوحؑ سے سوال کیا کہ اے دراز ترین پیغمبران از روے عمر دنیا کو کسطرح پایا کہا مثل سرا کے دو در کی کہ ایک دروازے سے داخل ہوا اور دوسرے دروازے سے نکل آیا اسوقت جان عزیز حضرت نوحؑ کی حضرت عزرائیلؑ نے قبض کی اور فرشتون نے انکو غسل دیا اور نماز پڑھی اور اہل ہفت آسمان و زمین کسی کے مرنے پر اتنا نہین روے جیسا کہ حضرت نوحؑ کے مرنے پہ

فصل چھٹی ذکر یافث بن نوح علیہ السلام مین اور احوال حصول قبائل ترک مین کہ انکی نسل سے ظاہر ہوے روضۃ الصفا مین لکھا ہے بعضے کہتے ہین کہ یافث پیغمبر ہین اور جب حضرت نوحؑ نے یافث کو کوہ جودی پر پہونچنے کے بعد رخصت کیا بجانب شمال اور مشرق کنا مزد انکے تھے توجہ کرین یافث نے پدر بزرگوار سے التماس کیا کہ حضرت مجھے ایک دعا سکھا دین کہ جب چاہون مینہ برسنے لگے حضرت نوحؑ نے بموجب انکی التماس کے بدرگاہ حق سبحانہ تعالی مناجات کی اور دعا انکی قبول ہوئی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک اسم بزرگ لاکر حضرت نوحؑ کو دیا اور حضرت نوحؑ نے اسکو ایک پتھر پر نقش کرکے یافث کے حوالہ کیا اس پتھر کا یدہ اور حجر المطر کہتے ہین اور ترک اسکو جیدہ تاش بولتے ہین پھر یافث سوق الثمانین سے باہر آکر منازل اور مراحل طے کرکے اپنی مملکت مین پہونچے اور بطریق صحرا نشینان ایک مدت بسر کی اور سمجھا کہ میان لائے جب انکی نسل بہت ہوئی تو انھون نے وفات پائی اور بعضے کہتے ہین کہ شہرہاے بزرگ قسطنطنیہ چین کو انہ سرزمین مین بنیاد رکھی کہتے ہین کہ حضرت واہب العطیات نے انکو گیارہ فرزند عطا فرمائے چین و صقلاب و منشج و کماری و ترک و خلج و خزر و روس و سدسان و غزبان و رج اور انھون نے ہر ایک فرزند کا اپنی ذریت کی لڑکیون کے ساتھ نکاح کر دیا اور پیغمبر ہوا اور تکثیر عباد و صیت کی اور سب سے پہلے ترک بن یافث کو ولیعہد اور ارشد اولاد اور نہایت دلیر اور فرزانہ اور ہنرمند اور مردانہ تھا اور اسکو یافث اغلان بھی کہتے تھے اس نواح مین سیر کرتا ہوا ایسا مقام پر پہونچا کہ ترکی مین اسکو اساوک کہتے ہین اور وہان ایک دریا تھے اور آب سرد اور چشمہ ہاے خوشگوار اور مرغزار بیشمار تھے اور ترک کو وہانکی آب و ہوا موافق تھی مع اپنے یار و مددگار کے سکونت اختیار کی اور لکڑی اور گھانس کے گھر بنائے اور بعد از چندے خرگاہ وغیرہ کا اختراع کیا اور گوسفند اور حیوانون کے پوست کی قبا اور طاقیہ الغرض چونکہ حضرت یافث بادشاہ عادل اور فاضل تھے در باب ریت کوئی دقیقہ مہمل اور مرعی نہ چھوڑتے تھے اور بندگان الہی کو اپنے ظل حمایت مین مرفہ اور آسودہ رکھتے تھے بخشندہ بے منت نے انکو کئی فرزند شایستہ کرامت فرمائے کہ ایک انمین فورک نام کہ شکار دوست تھا ایکدن صحرا مین نخچیر کے گوشت کی کباب کرکر کھا رہا تھا کہ ناگاہ ایک لقمہ اسکے ہاتھ سے نمک زار مین گر پڑا اور فورک نے اس نوالہ کو اٹھا کر اپنے منھ مین رکھا پہلے نوالے سے اسکو لذیذ تر پایا پھر نمک کو کھانے مین ملا کر تناول کیا اور یہ رسم اس روز سے معتاد طبیعت خلائق ہوئی اور اتراک اہلی اسکی ذریت کو کہتے ہین اور یافث کے

فرزندو نمین عمدہ تھا کہ بعد سیاحی مملکت شمال کنار آب آتل پر پہونچا اور وہ ساحل اُسکو پسند آیا اور وہان ایک شہر
بنا کیا اور اوسکے فرزندون نے رسم روباہ گرفتن جہان مین ظاہر کی اور باشارہ پدر لومڑی کے پوست کا
ملبوس درست کیا اور ایام زندگانی حزر مین جب اُسکا ایک فرزند مر گیا چند مدت حزر نے سمجھا کہ اس مردہ
کو کیا کرون آخر کار چونکہ یافث مع اپنے بعضے متعلقون کے دریا مین غرق ہوئے تھے اُنھون آگ کہ پانی کی
ضد ہے اور اپنی قوم کے لوگون کو کہ حاضر تھے حکم کیا کہ اُنھون نے طنبور اور آلات لہو مہیا کر کر گانے بجانے
کی لاش کو بیچ اُس آگ مین ڈالدیا کہتے ہین کہ اب تک رسم مذموم اُن شہرون مین باقی ہے اور نقل
کرتے ہین کہ اول بھڑون کے چھتے شگاف پہاڑون مین سے اُنھون نے پائی اور انہین سے شہد نکال کر حلوا بنایا اور
بعد ازین روس حوالی بلاد حزر مین آیا اور ایک ایلچی بھیجکر ایک گوشہ زمین کا التماس کیا کہ تا وہان سکونت اختیار
کرے حزر نے اُسکے ایلچی پر بہت نوازش کی اور اُس نواحی مین چند جزیرے کہ ہوائے خوش اور زمین دلکش
رکھتے تھے اُسکو تفویض کیے جب یافث کے فرزندون نے جا بجا گوشون مین قرار پکڑا غزبان بن یافث
کنار زمین بلغار پر آیا اور وہان عمارت بنا کر متمکن ہوا اور یہ نہایت مکار اور حیلہ گر تھا اُسکو اُسکے بھائی کے
ساتھ کہ ترک بن یافث تھا ایک جنگ عظیم پیش آئی اور اُس لڑائی کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت یافث
کسی دریا مین بمرگ مفاجات غرق ہوگئے وہ پتھر کہ حضرت نوح ع نے بارش باران کیواسطے اُنکو دیا تھا
غزبان بن یافث کے ہاتھ آیا اور پھر ایک بھائی نے اُس سنگ کو طلب کیا غزبان نے ازروے مکر و حیلہ او
ایک پتھر ویسا ہی پیدا کر کر وہی اسم بزرگ اُسپر نقش کیا اور سر انجام مہم کو قرعہ پر قرار دیا جب قرعہ
بنام ترک بن یافث کے پڑا اور وہ پتھر دینا ضرور ہوا غزبان نے جو پتھر کہ جعلی بنایا تھا ترک کے حوالہ کیا اور ترک
صادق بے آنکہ اُس پتھر کا امتحان کرے خوش ہو کر لیلیا اور عزیز اور محفوظ کیا چند سال کے بعد کہ ترک کو آب
باران کی احتیاج ہوئی ہر چند اُس پتھر سے مینہ طلب کیا مفید نہ پایا جانا کہ غزبان نے اسباب مین مکر کیا
ہے مجبور ہو کر ایک لشکر فراوان کہ کوہ و ہامون اُسکی گنجایش نرکھتے تھے فراہم کر کے اپنے بھائی کے مقابلے پر
توجہ کی تا وہ پتھر اُس سے لیوے غزبان نے بھی سپاہ اور فوج آمادہ اور آراستہ کر کے ینور کو کہ اُسکی اولاد مین
سے بہادر اور دلیر تھا اور پیشہ جلادت و فرزانگی اور شیوہ شجاعت و مردانگی سے آراستہ تھا ترک کے مقابلے کیواسطے
بھیجا اور بعد از ملاقات فریقین جنگ سخت واقع ہوئی اور ینور اُس لڑائی مین لڑا مارا گیا اور ترک پھر گیا
کہتے ہین کہ اب تک بنی اعمام مین وہی خصومت باقی ہے اور صقلاب بن یافث نے قصد کیا کہ کہین عمارت
بنا کرے کسواسطے کہ اسکے بھی عیال اور اطفال بہت ہو گئے تھے چین مین اسکے ہان ایک لڑکا پیدا ہوا اُسکی
مان جننے کے بعد مر گئی اتفاقاً ایک کتیا شکاری بھی جنی تھی اُس لڑکے کو اُس کتیا کے دودھ سے پرورش کیا
جب وہ فرزند بڑا ہوا تو کتون کیطرح آدمیون مین کودتا پھرتا تھا اور اسکے باپ نے ایک عورت اپنے کنبے
مین سے اُسکو بیاہ دی اور اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اُسکا بھی صقلاب نام رکھا اور ایکمدت کے بعد مع اپنے اتباع

اور اسشیاع کیے دیار روس کیطرف عزیمت کر کر ایک مقام لائق حال اپنے کے روس سے طلب کیا روس
نے کہا یہانکی جگہ نہایت تنگ ہو اور تمہارے واسطے زمین وسیع چاہیے کسواسطے کہ تم کثرت سے ہو یہ روس سے
مایوس ہو کر کاری اور خزر کے پاس گئے اور یہی امر کی درخواست کی انسے بھی یہی جواب سنا پا نا چار ہین آتش محاربہ
نے انمین اشتعال پایا آخرالامر صقلابہ بھاگ کر ایک موضع مین جا پڑے غرض چونسٹھ درجہ مین کہ جسکو ورائے
اقلیم سابع کہتے ہین شدت برودت سی زمین کے پہنچکر گھر بنا کر مقیم ہوے اور کماری بن یافث کہ مرد عیاش تھا اور
صید و شکار پر میل تمام رکھتا تھا اثنای شکار مین حدود بلغار مین جا پہونچا ایک مکان پر ایک حصار خرم اور فضا خوش وضع
پایا سبزہ بہت اور ہوا سے معتدل پائی وہان سکونت اختیار کی اسکو خداوند عزاسمہ نے دو فرزند کرامت فرمایا
ایک کا بلغار اور دوسرے کا برطاس نام رکھا جب یہ دونون فرزند سن تمیز کو پہونچے تو وہ ایک ایک شغل
اختیار کر کر ترتیب عمارت مین مشغول ہوے اور روباہ اور سمور اور قاقم اور سنجاب بہم پہونچا کر انکے پوست کے
ملبوسات پہنا کیے اور اب تک جو جماعت اُن بلاد و امصار مین ہین انکی نسل سے ہین اور چین بن یافث نہایت عاقل
اور باتمیز اور مدبر تھا اُسکے باپ نے اپنی مملکت مین ایک شہر بنا کر اُسکے نام کے ساتھ موسوم کیا چنانچہ وہ ابتک
مذکور ہوا اور چونکہ چین بلند طبیعت تھا اور جمیع امور مین غور قوی رکھتا تھا صورتگری اور نقاشی اور ہوا بادلین
سینے اور اختراع کر کر اپنے فرزندون کو سکھائے اور ابریشم مفتول بہم پہونچا کر اور کشیدہ صناعات کہ اہل
عالم مین متعارف اور مشہور ہین اُسیکے ذہن وقاد کے نتائج سے ہین اور اسی اثنا مین کہ ایک پسر فرخندہ
اختر پیدا ہوا اُسکا ماچین نام رکھا جب ماچین مرتبہ رشد اور سن تمیز کو پہونچا ازدواج کیطرف میل کی اور بعد
مرور ایام اسکی نسل بہت ہوئی اور اس فرزند رشید نے اپنے پدر حمید کے ساتھ مشورہ کر کر کہا کہ اولاد اور
اعقاب اور اقارب اور عشائر ہمارے ان حدود مین سر حد شمار سے باہر ہین یہ مقام انکی سکونت کیواسطے
وفا نہین کرتا ہے اگر اجازت ہو تو یہان کہین قرب و جوار مین ایک شہر تعمیر کرون تا کثرت و اژدحام سے نجات
پاؤن چنانچہ چین نے اجازت دی ماچین نے دار الملک مین ایک شہر بنا کیا اور اسکو اپنے نام کے ساتھ موسوم
گردانا اور وہان مقیم ہوا برکت عظیم اُسکی ذریت مین ظاہر ہوئی اور ماچین نے اپنی اولاد کو دو بیون کی پشم
بنی سکھائی اور اسی سے انواع طرح کے لباس مہیا کیے اور پھر صید و شکار کیطرف مائل ہو کر غشا در کر ایک
جانور سے پرندون مین سے خوبصورت اثنای شکار مین پکڑ کر اُسکے پر بنا بر زینت حرب اختیار کر کر حکم دیا کہ
ہنگام جنگ و جدال مردان مبارز اور دلاور اپنے خود اور عمامون پہ نصب کرین اور پھر دوسری نوبت شکار گاہ
مین ایک ہرن پکڑا اور جب اسکو ذبح کر کے پوست مین سے باہر نکالا تو خون سیاہ اور خوشبو اسکی ناف سے
روان ہوئی ماچین نے کہا اسکو ضبط کر کے خشک کرین جب دوبارہ اُس خونکی عمل احتیاط مین آئی خوشبو
اسکی مرتبہ اول سے اُسکے دماغ مین دو چند معلوم ہوئی حکم کیا کہ مین یہ جہان ایسا جو منظر آوے اُسکے ناف کی
بہت محافظت کرین کہتے ہین کہ مشک اسطرح آدمیون کے ہاتھ آیا پھر مدت کہ اولاد اور اقارب یافث کے

بہت ہوگئے لغات مختلف انکے بیانمین ظاہر اور پیدا ہوے اور انکی زبانون سے اپنے کلام معہودہ سے انحراف پایا
چنانچہ چھتیس ۳۶ لغت انکی زبانون پر جاری ہوے کہ کوئی فرقہ دوسرے فرقہ کا کلام نہ سمجھتا تھا اس سبب سے
متفرق ہوکر ایک دوسرے سے مفارقت کی اور اطراف دیار اور قصبات مین توطن کیا اور بعضے انمین سے کہ
صحرانشینی کے معتاد ہوے تھے اسی طریقہ پر رہے کہ آجتک نسب جمیع اتراک اور مغول اور تاتار اور قبچاق وغیرہم
کے یافث کیساتھ منتہی ہوتے ہین اور سلاطین اور خانان ترکستان اور بلاد شمائل یافث کی ذریت
مین سے ہین **فصل پانچوین** ذکر حام بن نوح علیہ السلام مین روضۃ الصفا مین مرقوم ہو کہ بعض تواریخ مین ثابت
ہو کہ حام بھی انبیا و مرسل مین ہوتے مورخین کتب القرطبی نے انکی سبب تبدیل ہیات مین نقل کیا ہو کہ جب
فرمان قضا جریان باریتعالی کا صادر ہوا کہ کشتی نوح مین کوئی اپنی منکوحہ کے ساتھ مجامعت نکرے جبتک
کہ غلیان آب تسکین نپاوے اور تراکم سحاب اور تلاطم امواج فرو ہووے اور کشتی خشکی مین قرار نپکڑے آوان
مخالفت اقتران طغیان آب مین شہوت حام نے غلبہ کیا لاچار اپنی حرم کے ساتھ انھون نے خلوت کی اور
رنگ انکا متغیر ہوگیا اور بعض آئمہ تاریخ اس قوم کو ضعیف جانتے ہین بلکہ اس روایت کو بھی کہ نظر اور شرمگاہ
پر رکھے ڈالی اور پوشیدہ نکیا بہر تقدیر بعد تسکین طوفان منزل نوح ع سے انھون نے سفر اختیار کیا اور
منازل طی کرکے ساحل بحر محیط پر نواحی جنوب مین اقامت کی اور حق سبحانہ تعالی نے نو فرزند انکو کرامت
فرمائے ہند و سند و زنج و نوبہ و کنعان و کوش و قبط و بربہ و حبش اور انکی ذریت سودان مغرب اور بلاد
حبشہ اور زنگبار اور ہندوستان مین پھیل گئی اور فرزندان حام مین اٹھارہ لغت کے لغت پیدا ہوے ہر فرقہ
ایک لغت کے ساتھ متکلم تھا اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی زبان نہ سمجھتا تھا مجبور اس نواحی مین پراگندہ
ہوکر ہر گروہ نے ایک شہر بنایا اور کہتے ہین کہ جانب جنوب خط استوا کے چودہ درجون تک کہ عمارتین اور
بنائین واقع ہین بعض اولاد حام ان مواضع مین متوطن ہین **فصل چھٹی** ذکر سام بن نوح ع مین روضۃ الصفا
مین یہ لکھا ہے کہ مقدسی اپنی تاریخ مین لایا ہے کہ سام بن نوح ع بھی کبار انبیا و مرسل مین ہوے ہین حضرت نوح
نے جب انکو بوفور خردمندی اور کمال ارجمندی اور کثرت دانش اور فراست اور شدت صلاحیت نفس اور
نجابت نسبت اور فرزندونکے مستثنے اور ممتاز پایا مرتبہ ولیعہدی اور خلافت انکو تفویض کیا اور اسرار
نبوت اور غوامض رسالت سپرد کیے اور اپنی اولاد کو انکی متابعت اور فرمانبرداری کے ساتھ وصیت
کی اور معمورہ عالم اور وسط اقلیم کہ بہترین مواضع ربع مسکون ہین انکے ساتھ مخصوص کروائے اور حضرت عزت
جل شانہ سے مسئلت کی کہ اکثر انبیا اور اولیا اور حکما اور سلاطین اور امرا اور طوائف صلحا انکی نسل مین سے
ہون اور سام نے پانسو برس تک زندگانی پائی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یعقوب کے زمانہ تک قید حیات
مین تھے لیکن قول اول صحیح تر ہو اور قادر بیچون نے نو فرزند انکو عطا فرمائے ارفخشد کہ ابو الانبیا ہین اور
کیومرث کہ ابو الملوک ہے اور ہود اور یقین اور یوج اور لاود اور عیلم اور ارم اور یور اور سام فی ہر ایک

کو ان فرزندون مین سے ایک قطر مین اپنے اقطاع ولایت سے بھیجا اور بعض کتب تواریخ مین مرقوم ہے کہ بنا بہ
آنکہ اولاد سام کی زبانین مختلف ہوگئین تھین کہ ساتھ اونیس لغت کے کلام کرتے تھے اور کوئی قوم دوسری
قوم کا کلام نہ سمجھتی تھی ہر ایک نے ایک مقام علحدہ ڈھونڈھکر عمارت اور زراعت کیساتھ اشتغال کیا اور کیومرث
تمام ذریت سام مین بادشاہ ہوکر رسوم سلطنت اور آئین حکومت مین مصروف ہوا اور ہر ایک کو اعیان
مملکت سے مناسب حال اور مرتبہ کے ایک منصب مقرر کیا اور جبکہ اولاد سام اقلیم بابل اور یمن اور
حضرموت اور عمان اور حجاز مین اور فارس مین بہت ہوگئی بعضون نے انہین سے بطرف مشرق اور
تھوڑون نے بجانب مغرب رحلت کرکے اولاد یافث اور حام کے ساتھ اختلاط کیا اور شہر اور قصبات بنائے

باب چھٹا بیان احوال حضرت ہود اور احوال شدید اور شداد پسران عاد اور صفت باغ ارم مین اور اسمین تین فصل ہین

فصل پہلی نسب اور رسالت اور ہلاک ہونے قوم انکی مین

روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ اکثر اہل تاریخ اس امر پر ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد سے تا زمان حضرت ابراہیم علیہ السلام
کہ مدت ایکہزار دو سو برس کی تھی سواے ہود اور صالح کے کوئی اور پیغمبر مبعوث نہین ہوا اور ایک جماعت
کہتی ہے کہ ہود پسر عبد اللہ رباح بن حارث بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ؑ ہین اور بعضی کتب
تواریخ اور تفاسیر مین کہتے ہین کہ عاد بن شالخ بن ارفخشد بن سام عبارت حضرت ہود ہی سے ہے اور
معالم التنزیل اور مواہب علیہ مین ہے کہ ہود بن سام بن نوح ؑ دو پشت یا چہار پشت کے ساتھ حضرت آدم ؑ
کو پہونچتے ہین اور معارج النبوۃ مین ہے کہ ایک پشت کے ساتھ بہر تقدیر حق تعالی نے انکو قوم عاد پر بھیجا
تا انکو شریعت کی راہ بتائین اور افعال ناپسندیدہ سے منع فرمائین اور تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ عاد
دو فرقون کا نام ہے ایک عاد اولی کہ اوسکو عاد ثمہ بھی کہتے ہین کہ اولاد عاد بن عوص بن ارم کی
ہے اور شداد بھی انہین مین سے تھا کہ شہر ارم بنام اپنے جد کے بنایا تھا اور گھر انکے متصل عدن کے تھے اور
مقدم ہونے اس فرقہ پر قرآن مجید بھی ناطق ہے کہ حق تعالے نے سورہ والنجم مین فرمایا ہے اہلک عادا الاولی
اور دوسرا فرقہ ایک شخص کی اولاد مین سے تھا اسکا بھی نام عاد تھا اور عاد اولے کی نسل مین سے تھا
ولیکن یہ زمین احقاف مین حضرموت کے متوطن تھے اور فرزند انکے اطراف اس ملک مین منتشر اور پراگندہ
تھے اور قوم عاد اولے کمال درازقامت ہوتے تھے تفسیر بحر المواج مین ہے کہ بعضے کہتے ہین قد انکا
بارہ گز کا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ اکثر انکے بارہ گز کے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ اطوال انکے ساٹھ گز کے اور
اقصر انکے سولہ گز کے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ دراز قامت سو گز کے تھے اور کوتاہ قد ساٹھ گز کے اور بعضے
کہتے ہین کہ لمبے ایک سو بیس گز کے تھے اور ٹھگنے اسی گز کے القصہ معارج النبوۃ مین ہے کہ تمام روے زمین
مین انسے عظیم تر کوئی قبیلہ نہ تھا اور بہت آدمی تھے اور مال سب رکھتے تھے اور شہر انکے حضرموت سے عمان
تک تھے اور قوت اور طاقت انہین اس مرتبہ تک تھی کہ جب لات چٹان مین مارتے تھے تو انکے پاؤن گھٹنون تک

وہ جس جا تے تھے اور اپنے قد کے برابر پتھر کے ستون بنا کر انپر رفیع الشان عمارتین بناتی تھین جب کبھی
انمین کسی پر غضب ہوتا تھا تو اس شخص کو اس قصر پر سے گرا دیتے تھے اور سب بت پرستی کرتے تھے اور قوم
کے بتون مین سے ایک صمود اور دوسرا صدا نام رکھتا تھا اور مدت سے عبادت اصنام اور ارتکاب فواحش
اور مناہی منکرات مین مصروف رہتے تھے جب انکے بتون کی پرستش اور تمامی فسق و فجور نہایت ہو نیلگے
حضرت ہود کہ انکے خویش اور یگانون مین سے تھے انپر مبعوث ہوئے اور پچاس برس تک اس گروہ ناشکوہ
کو ساتھ ایمان اور توحید کے دعوت کیا کئے اور عذاب ظلم اور فساد اور فسق اور عناد سے ڈرایا کیے اور کہا
کیے کہ دائرہ شریعت سے باہر نہ آؤ اور ساحتی مین سعی نہ کرو انھون نے اپنے حول اور قوت پر گھمنڈ کر کر
حضرت ہود کے کہنے پر ذرا التفات نہ کیا اور چند آدمی کہ انکے ساتھ ایمان لائے تھے وہ بھی بخوف ضرر
کفار ناہنجار کے ظاہر نہ کرتے تھے جب حضرت ہود نے انکو مبالغہ سے فرمایا اور قوم مردود نے ایذا اور
قتل کا ارادہ کیا فرزندان حضرت ہود نے انکے قصد نافرجام کو حضرت ہود سے عرض کیا اور
انھون نے سلامتی اہل ایمان کی اور ہلاکت صاحب کفران کی درگاہ ایزد منان سے چاہی اور دعا
انکی قبول ہوئی آسمان سے مینہ برسنا موقوف ہوا اور انکے کنوؤن مین پانی کم ہو گیا اور باغ انکے خشک
ہو گئے اور معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ تین برس تک یہی حال رہا اور ایک روایت سے سات برس
تک وہ گروہ ناہموار قحط اور تنگی کے ساتھ گرفتار رہے ہر چند حضرت ہود انکو نصیحت کرتے تھے کہ خدای
عز و جل کے ساتھ ایمان لاؤ تا اس بلا سے نجات پاؤ یہ کہتے تھے کہ تیرے کہنے سے ہم اپنے بتون کی عبادت
نہین چھوڑینگے آخر الامر ان بدکردارون نے ایک جماعت اہل شقاوت کو طلب باران کے لیے مکہ معظمہ
مین بھیجا کہ قیل بن عنز اور لقمان بن عاد اور مقیم بن ہزال اور مرثد بن سعد بن عفیر اور جلہ بن الخیبری
سواے انکے لکا کا اور عیسے ستر آدمی تھے اور قیل مذکور انکا سردار تھا اور اس زمانہ مین رسم تھی کہ
جس کسی مومن یا موحد یا کافر ملحد کو مشکل درپیش آتی تھی تو وہ مکہ مین جا کر اس وقت مین بجاے کعبہ
ایک سرخ ٹیلہ تھا دعا کرتا تھا اور اسکی دعا قبول ہوتی تھی روضۃ الصفا مین مذکور ہے کہ اس وقت
ساکنان مکہ کہ ایک جماعت تھی فرزندان عملاق سے کہ عملیق بن لاود بن سام کہ انکو عمالقہ کہتے تھے
اور شریف مکہ اور رئیس اس قوم کا معاویہ بن بکر نام تھا اور اسکی مان کلہدہ بنت خیبری قبیلہ عاد سے تھی
معالم اور بحر المواج مین لکھا ہے کہ معاویہ بن بکر نے انکو مہمان کیا اور بانواع ضیافت انکے ساتھ مشغول اور
مصروف ہوا چنانچہ ایک مہینے تک طعام و شراب کے ساتھ یہ مصروف رہے اور دعا سے غافل ہو گئے پھر جب
انھون نے حرم مین آنیکا قصد طلب باران کے لیے کیا اور کعبہ کی طرف جانے لگے مرثد بن سعد کو کہ مسلمانون
مین سے تھا اور اپنے ایمان کو چھپائے ہوے رکھتا تھا اسنے کہا کہ تم جب تک ایمان نہین لاؤ گے مینہ نہین
برسیگا انکو اسکے کلام سے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہے اس سے جدا ہو گئے اور قربانیان ذبح کین اور بعضے

کہتے ہین کہ جو انہین مین بہتر تھا وہ آگے بڑھا اور کہا یارب طلب باران کے لیے آیا ہون اگر ہود راست گو اور سچا ہی
تو مینہ کو بھیج اور معالم التنزیل مین اور بحر المواج مین یہ بھی ہے کہ انہین سے لقمان نے رستہ مین درازی
عمر کی درخواست کی چنانچہ اسکی عمر سات کرگسون کی کہ ہر کرگس اسی برس زندگانی کرتا ہے ہوگئی اور مرثد کہ
مسلمان تھا اور ان سے علیحدہ تھا یہ دعا کیا کرتا کہ الہی مین بھوک کی طاقت نہین رکھتا ہون مجھکو نہایت نان و
نعمت کے ساتھ رکھ آواز آئی کہ رکھونگا اور فی الحال بقدرت ایزد متعال تین ابر کے ٹکڑے ہوا مین پیدا ہوکر
ایک سفید اور ایک سرخ اور ایک سیاہ اور آواز سنی کہ اے قیل ایک ابر ان تینون ابرون مین سے اپنے
اور اپنی قوم کے واسطے اختیار کرلے قولہ تعالے فلما راوہ عارضا مستقبل اودیتہم قالوا ہذا عارض ممطرنا
یعنے پس جب دیکھا انھون نے اسکو بادل سامنے آنیوالا انکے میدانون کی کہا انھون نے یہ ابر ہے مینہ
دینے والا ہمکو اسنے کمال خوش ہوکر کہا کہ سیاہ ابر کو کہ اسمین مینہ بہت ہوتا ہی اختیار کیا مین نے اسوقت
وہ ابر منزل گاہ عاد پر چلا جب قیل اور اوسکے تابعون نے یہ حال مشاہدہ کیا خوشیان کین اور ایک دوسرے کو
بشارت اور مبارکبادی دینے لگا کہ یہ وہ ابر ہے کہ اس سے بوستان امانی اور چمن زندگانی ہمارے تر و تازہ
خرم ہونگے یہ جانا کہ یہ ابر آبدار نہین ہے بلکہ باد آتشبار ہے کہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی بل ہو ما استعجلتم بہ
ریح فیہا عذاب الیم یعنے بلکہ وہ چیز ہے کہ جلدی کرتے تھے تم ساتھ اسکے ہوا ہے کہ بیچ اسکے عذاب ہی
درد دینے والا اور معارج النبوۃ مین وہب بن منبہ سے روایت ہی کہ چوتھی یا ساتوین زمین مین ایک
ہوا ہی کہ اسکو ستر ہزار مہار آہنی کے ساتھ باندھ کر رکھا ہے اور ہر مہار کو ایک ایک فرشتہ اور ایک روایت
سے ہر مہار کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوئے ہین جب قیامت کا دن قایم ہوگا تو اس ہوا کو چھوڑینگے کہ تمام
پہاڑ سنگین مانند پشم رنگین کے اڑجاوینگے اور سارے آسمان پھٹ کر جدا ہوجاوینگے فرمان الہی پہونچا
کہ اسمین سے ذرا سی ہوا قوم عاد پر بھیج دو بفرمان الہی بمقدار حلقہ انگشتری اور ایک روایت مین بمقدار سوراخ
سوئی کے چھوڑ دی جب وہ ابر سیاہ اٹھا قوم عاد خوش ہوئی اور کہا کہ یہ ابر ہمکو باران دیگا حضرت
ہود نے فرمایا کہ یہ عذاب ہے جسکو تم جلدی طلب کرتے ہو اول جسنے کہ انہین سے باد عذاب کو اس
ابر مین مشاہدہ کیا وہ ایک عورت تھی مہرو نام جب اسنے یہ حالت دیکھی ڈر کر ایک نعرہ مارا اور بیہوش
ہوکر گرپڑی جب اسکو ہوش آیا تو اس سے پوچھا کہ تو کیا دیکھ کر ڈرگئی اسنے کہا مین نے ایک ہوا دیکھی کہ اسمین
دوزخ کی آگ کے شعلے ہین اور آگے آگے اس ہوا کے ایک گروہ لیے ہوئے مہاران انکی جیسا دیکھے کہ اس باد
عذاب کو ہماری طرف کھینچے ہوئے لاتے ہین جب حضرت ہود نے اس ابر کو دیکھا پاک خدا سے درخواست نجات
کی ہے فرمان آیا کہ تو اپنے لوگون کو اس قوم مین سے نکال لیجا پھر حضرت ہود علیہ السلام
مع چار ہزار آدمیونکے اس قوم سے جدا ہوکر ایک گوشہ مین اپنے اور مسلمانون کے گرد ایک خط کل انکے
کھینچکر سب سے کہا کہ اس دایرہ سے قدم باہر نہ رکھنا لاجرم حضرت ہود کے ساتھی کی ... دایرہ مین

قلعہ کے محکم ہوگیا اور سبب امن و امان اہل ایمان کا ہوا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت ہود سب
مسلمانون کو لیکر حظیرہ مین چلے گئے وہ ہوا انپر مثال نسیم اور مانند رائحہ عنبر شمیم کے چلتی تھی اور موجب انکی
آرام و راحت کا ہوتی تھی اور کافرون پر دماغ جراحت کا قوم عاد نے اپنی عورتون اور فرزندون اور مال کو
جمع کرکے بیابان کا قصد کیا حق تعالی نے سانپ اور بچھو بھیجے کہ انھون نے انکی راہ روکی اور یہ بچاسکے
ناچار پہاڑ و زمین گھسکر اپنے لڑکون اور جانورون کو درمیان مین کرکے مرد گردا گرد انکے ایک کا ہاتھ
ایک پکڑکر اور دامن سے دامن کو باندھکر صفین باندھ لین اور کہنے لگے ہوا ہمارے ساتھ کیا کرسکے
گی اول وہ ہوا انکی عورتون اور لڑکون اور چارپایون کو زمین سے اوپر اوڑا لے گئی اور ٹکڑے ٹکڑے
کرکے زمین پر ڈال دیا اور انکے مکانات زمین سے اکھڑکر اور ہوا مین غبار ہوکر انکے سر پر گرتے تھے
قوم عاد نے جب یہ واقعہ ہولناک مشاہدہ کیا وہان سے بھاگ کر اپنے گھرون مین گھس گئے پھر ہوا نے
بعضون پر دیوارین گرا گرا کر ہلاک کردیا اور بعضون کو گھر سے نکال کر اوڑا لیجاتی تھی اور انکے پوست
تن سے جدا جدا کرکے اور گردنین توڑکر اوندھا زمین پر ڈال دیتی تھی۔ اور بعضے کہ گھرون مین اور غارون مین
چھپے تھے انکو وہان سے نکال کر اور بلندی پر لیجاکر زمین پر ہلاک کردیتی تھی ایک رئیس معہ اپنی قوم کے
کہ ایک گوشے مین چھپ رہا تھا چار دن تک انکو کچھ آفت نہ پہونچی تھی پانچوین دن حضرت ہود نے
اُسکے پاس آکر کہا دیکھا تو نے کہ خدا تعالی نے عادیون کے ساتھ کیا کیا اگر اب بھی تو ایمان لاوے تو
اس بلا سے نجات پاوے اُس مردود نے سخن حضرت ہود علیہ السلام پر کچھ التفات نکیا چھٹے دن صبح کو ہوا
اُس غار مین گھس گئی اور ایک کو دوسرے سے ٹکراکر مار ڈالا تا آنکہ رئیس تنہا باقی رہگیا ساتوین دن حضرت
ہود علیہ السلام پھر اسکے پاس آئے اور کہا کہ دیکھا تیرے گروہ پر کیا گذرا اب بھی توبہ کر اور ایمان لاکر
یہان سے توسلامت نکل اسنے کہا اگر ایمان لاؤن تو تیرا خدا مجھکو کیا دے حضرت ہود نے کہا بہشت تجکو
عطا کریگا اس مردک نے کہا کیا فائدہ کہ میرے عادی تو مرگئے فرمایا کچھ جواب باقی ہین اگر تو انکے ساتھ
موافقت کریگا تھوڑی مدت مین ہرایک سے سو فرزند پیدا ہوجاوینگے پھر تیری قوم بڑھ جاویگی کہا اے ہود
اس ابر مین یہ لوگ کہ مثال شتران بختی کے نظر آتے ہین کون ہین فرمایا کہ یہ فرشتے ہین کہ اس امر پر
موکل ہین کہا اگر مین ایمان لاؤن تو تیرا خدا انسے قصاص لیگا فرمایا واسطے اوپر تیرے کبھی تو نے دیکھا
ہے کہ جو کوئی بادشاہ کبھی کسی سپاہی کو کسی باغی اور طاغی کے مارنے کے واسطے بھیجے اور وہ سپاہی
اوسکو مار ڈالے پھر بادشاہ اس سپاہی سے قصاص لیوے جب حضرت ہود اُسکے ایمان لانے سے ناامید
ہوئے تو ہوا نے اُس غار مین گھسکر ڈھیر اوٹھاکر دے پٹکا اور مار ڈالا کہتے ہین کہ تسخیر باد بر قوم عاد
آخر ماہ شوال بروز بدھ ہوئی تھی سات شب اور آٹھ دن متواتر وقت صبح بدھ کے دن سے دوسرے بدھ
کی شام تک اور حضرت چلنے اس بلا و شدید کا کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ سورۃ الحاقہ مین فرمایا ہے وَاَمَّا

عاد فاهلکوا بریح صرصر عاتیة سخرها علیهم سبع لیال وثمانیة ایام حسوما فتری القوم فیها صرعی کانهم اعجاز نخل
خاویة ۰ فهل تری لهم من باقیة ۰ یعنی اور جو تھے عاد پس ہلاک کیے گئے ساتھ باد تند حد سے
نکل جانیوالی کے کہ لگا دیا اوس باد کو اوپر اونکے سات رات اور آٹھ دن جڑ کاٹتی پس دیکھتا تو اوس قوم کو
بیچ اوسکے گرے ہوے گویا کہ وہ لکڑی ہین کھجور کی کھوکھلی پس کیا دیکھتا ہے تو انمین کوئی باقی اور روضة الصفا
مین منقول ہے کہ ایام عجوز کہ اہل تنجیم انکو آخر زمستان مین درج تقویم کرتے ہین انھین دنون سے عبارت
ہی اور ان دنون کا ایام عجوز اسواسطے نام ہوا ہے کہ ایک عجوزہ یعنے بڑھیا اس قوم مین سے خوف تندی ہوا
سے تہخانہ مین چھپ رہی تھی آٹھوین دن وہان بھی وہ ہوا پہونچی اور اوسکو ہلاک کر دیا القصہ قوم عاد
اُسدن کوئی بھاگنے والا زندہ نرہا مگر وہ لوگ کہ مکہ مین دعا کے واسطے گئے تھے اور یہ وہ ہین تھے کہ ناگاہ ایکمرد
شترسوار شب مہتاب مین پیدا ہوا کہ تین راتین واقعہ ہلاک قوم عاد سے گذری تھین انھون نے اوس سے
پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور کہان جائیگا اسنے کہا مین ایک امت حضرت ہود سے ہون اور
شہر عاد سے آیا ہون اور ولایت مصر کو جاونگا انھون نے اپنی قوم کی خبر پوچھی کہا انکا خرمن زندگانی
ساتھ باد خزانی موت کے پریشان ہوگیا پھر انھون نے حضرت ہود اور انکی امت کے حال سے سوال کیا
کہا وہ سلامت مین قبیل اور اونکے یارون نے جب اپنے دوستون کی ہلاکت اور اپنے دشمنون کی سلامتی
سُنی کہا اے پروردگار اس شربت ہلاکت سے کہ ہمارے دوستون کو تونے چکھایا آمین ہمکو بھی نصیب کر
کہ ہماری زندگانی بغیر دوستان جانی کس کام کی ہے اور بعضی روایتون مین قصص التنزیل مین ابو سلیم
وغیرہ سے روایت کی ہے کہ انھون نے بعد سننے اس واقعہ کے خدا تعالی سے بقاء ابدی کی خواہش
کی ندا آئی التقت غلبی سمی کہ ہمیشہ رہنا اس جہان مین جملہ محالات سے ہے انھون نے کہا تو ہمکو ہلاک کرکے
ہماری قوم کے ساتھ واصل کر حق تعالی نے ہوا کو بھیجا کہ انکے ساتھ بھی اسیطرح پیش آئی فصل دوسری
ذکر شدید اور شداد پسران عاد اور صفت بہشت شداد مین کہ بہ باغ ارم مشہور ہے کہ ذکران دونون بادشاہون
جبارکا لائق ذیل سلاطین نامدار کتب تواریخ مین مناسب سیاق تحریر تھا لیکن چونکہ سیر نویسان معتبر تھے
کہ جسے پیش اور دانش و فرہنگ مین بیش تھے بسبب رعایت منطوق لازم الوثوق ارم ذات العماد التی لم
یخلق مثلها فی البلاد کہ ناطق توصیف عمارت عالیہ شداد کی ہے کتب سیر مین حضرت ہود علیہ السلام
کے بعد لکھا ہے اور اسکے قصہ کو منجملہ قصص قرآنی محسوب کیا ہے لاجرم قلم شکستہ رقم بیان ان دونون
بادشاہون مین متابعت سلف بجا لاتا ہے مدارک اور مغنی اور مواہب اور قصص الانبیا سے
اقوال بطریق اجمال بیان کیا ہے کہ عاد مذکور کے دو بیٹے تھے شدید اور شداد یہ دونون بادشاہ تھے کہ تمام
اہل مشرق اور مغرب کو قہر اور غلبہ کے ساتھ مطیع اور فرمانبردار اپنا کیا اور روضة الصفا مین لکھا ہے
کہ شدید اگرچہ مشرک تھا لیکن ایسا بادشاہ عادل تھا کہ اوسکے قانون عدالت جمشید دارای جام جہان نما

عقل کو آئینہ روزگار بنایا تھا اور ملاحظہ قاعدہ اسکندری سے چشمہ حیات کا پیشہ طالب تھا گویا سلطنت
مین دل خلق اللہ کو کھینچتا تھا اور دائرہ احسان و کرم سے مرغ جان خاص و عام کو دام محبت مین لاتا تھا
اسکے غایت عدل سے بھیڑیا گائے سے ہمیشہ مین مقام ہمشیرگی مین ہوتا تھا اور اُسکی کمال سیاست سے
باز تعرض کنجشک سے پہلو تہی کرتا تھا کہتے ہین اسنے اپنی مملکت مین ایک شخص کو عہدۂ قضا پر منسوب کرکے
اسکا کچھ مشاہرہ مقرر کیا تھا وہ قاضی ایک برس تک محکمہ مین بیٹھا کیا لیکن ایک مسلم بھی اس سے صادر
نہ ہوا اور کوئی جھگڑا اور قصہ اُسکے پاس نہ آیا ناچار و مجبور بیس دن کے بعد قاضی نے بادشاہ سے کہا
مجھکو روا نہین کہ قضا کی اجرت لون کسواسطے کہ اتنی مدت مین کوئی قضیہ مجھ تک نہین آیا اور مین نے کسی
امر مین کوئی حکم نہین کیا کہ اسکے سبب سے مستحق اجرت ہون اور شداد نے کہا قضاۃ کی اجرت لینی چاہئے
کہ جو اس مہم کا وظیفہ ہے اُسپر تونے قیام کیا ہے القصہ بعد ازین دو شخص اس قاضی کے محکمہ مین آئے
ایک نے اُنمین سے کہا کہ ایک زمین مینے اس شخص سے خریدی ہے اور اُسمین سے ایک خزانہ پایا ہے ہرچند
کہ مین اس بائع کو کہتا ہون کہ اس گنج کو اپنے تصرف مین لا کہ فقط زمین مین نے خریدی ہے نہ خزانہ یہ شخص
اُسمین تصرف نہین کرتا بائع نے جواب دیا کہ مین نے زمین مع اُس چیز کے کہ اُسمین تھی اس مشتری
کے ہاتھ بیچا ہے قاضی نے دونون کا حال تحقیق اور تفتیش کیا معلوم ہوا کہ ایک ان دونون مین بیٹا رکھتا ہے
اور دوسرا بیٹی حکم کیا کہ یہ دونون باہم دگر اپنے فرزندون مین شادی کردین اور یہ خزانہ اپنی بیٹی کے
جہیز مین دیکر ایک دوسرے کے حوالہ کردے۔ کہتے ہین بعد سات سو برس کے شدید مر گیا اور شداد نے
ثروت اور مکنت زائد از حد بہم پہنچائی۔ چار سو چند بادشاہ اسکے زیر حکم ہوئے اور کسی کو بادشاہان
روے زمین سے اسکے ساتھ مجال مقاومت کی نرہی اس تجبر کے سبب سے یہ خدائی کا دعوی کرنے
لگا واعظون اور داناؤن نے کہ میراث انبیا مین سے علم باقی رکھتے تھے اس لعین کو پند اور نصیحت کرکے
عذاب سے خدا کے ڈرایا اور بعبادت حق تعالے دعوت کی یہ مردود ابدی باز نہ آیا تا آنکہ خدای عزوجل نے
حضرت ہود علیہ السلام کو شداد کی دعوت کے واسطے بھیجا حضرت ہودؑ نے اسکے پاس آکر کہا خدای تعالی نے
تجکو ہزار برس کی عمر دی ہے اور ہزار خزانے تونے جمع کیے اور ہزار دختران خوبرو کی تو خواستگاری کرچکا
اور ہزار لشکر کو شکست دی یہ نعمتین کہ تجکو اللہ تعالے نے عطا فرمائین اب اسکے شکرانے مین ایمان لاؤ
اسنے کہا اس دولت و نعمت اور جاہ اور ثروت سے زیادہ مجکو اُسکی عبادت مین کیا حاصل ہوگا جو کوئی
کسی کی خدمت بجالاتا ہے تو بنا بر طمع ترقی منصب اور حصول دولت کے بجالاتا ہے مجکو سب چیز حاصل ہے
مین کسی کی خدمت کی حاجت نہین رکھتا ہون حضرت ہودؑ نے کہا یہ تمام ملک اور دولت دنیا زائل
اور فانی ہے حق تعالے اپنی عبادت کے ثواب مین تمام دنیا سے بہتر ایک چیز عطا فرماتا ہے کہ نام اُسکا
بہشت ہے تجکو چاہیئے کہ پیش از نزول موت اور حلول فوت اعمال نیک کرے تا موجب نجات دو جہانی

اور و استانہ خلاصہ چاہو دالی کا ہے یہ ہو الشہ کو بہشت کیا چیز ہے اور کیسی ہے حضرت ہود نے بہشت کو اوصاف
بیان کیے اوسنے کہا مجکو ایسی بہشت کی حاجت نہین ہے کیونکہ مین دنیا مین ایسی بہشت بنا سکتا ہون
اور اسکے بنانے پر مستعد ہو کر ایک ایلچی روانہ کیا اور ضحاک تازی کو کہ اسکا بھانجہ تھا اور اوس وقت بادشاہ
مملکت جمشید پر مستولی تھا کہلا بھیجا کہ اسقدر زر و سیم اور جواہر بنا بر مصالح بہشت کے ضرور ہو روانہ کیا جائے
ضحاک نے بموجب فرمان شداد خزانہ فراوان بلاد شام مین بھیجا اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ تین سو
شخصون کو اپنے معتبر سردارون مین سے معین کیا اور ہزار ہزار آدمی ہر ایک کے ہمراہ مقرر کیے تا شغل
تعمیر عمارت مین مددگاری ان سردارونکی کرین اور سبکو ہر ایک کام پر متفرق کیا اور جمیع ممالک ربع
مسکون مین حکم بھیجے کہ چاندی اور سونے کی کانون سے اینٹین نقرئی اور طلائی بنا کر جلد ارسال کرین
اور خزانے کہ زمین مین مدفون تھے انکو نکالا اور متصل کوہ عدن کے کہ دیار عرب مین واقع ہے ایک
شہر پاکیزہ اور مربع الجوانب کہ دور اسکا چالیس کوس تھا بہشت بنانے کے لائق پایا اور تین ہزار
استاد ہنرمند اور معمار دانشمند بہشت کے بنانے کے لیے مقرر کیے کہ انھون نے اس شہر کی ہر جانب سے
دس گز کی بنیاد رکھی اول انکی بنیاد کو کھود کر پانی تک پہونچایا اور سنگ سلیمانی سے انکو بھر دیا جب وہ
اساس زمین پر نمودار ہوئی چاندی اور سونے کی اینٹون سے انکی چار دیواری بنائی اور بلندی ان
دیوارونکی پانسو گز متعارف اوس وقت کے رکھی اور کنگرے مروارید اور مرجان کے مرصع کاری سے
آراستہ کیے کہ وقت طلوع آفتاب اور اوسکے اشراق شعاع عالمتاب سے آنکھین انکے نور
دیکھنے سے خیرگی کرتی تھین پھر اوس چار دیواری شہر مین ہزار محل چاندی اور سونیکے اور زبرجد کے
ہر کوشک ہزار ستون پر مشتمل تھی بنانے اور ستون بھی زبرجد اور یاقوت سے درست کیے اور محلونکے اوپر
کھڑکیان اور نیچے بطور خانہ باغ دو منزلہ سے خوب اور جمہا سے مرغوب ترتیب دیے اور اوس شہر کے وسط مین
ایک نہر جاری کی اور اوس نہر سے چھوٹے چھوٹے حوض محلون اور بنگلون مین روان کیے اور اوس نہر کے
صحن کو سنگریزہ ہاے قیمتی اور یاقوت اور جواہر سے پر کیا اور نہر کے کنارون پر طرح طرح کے درخت نصب کیے
کہ تنے انکے سونے کے اور ٹہنیان زمرد کی اور بجاے شگوفہ یاقوت اور مروارید لگاے تھے اور دیوارین
مکانون اور دوکانون کو اندر سے مشک اور عنبر سے کہ گلاب مین گارا کیا تھا کہگل کیا اور جانوران خوش آواز
اور خوش منظر دلکش صورتون یاقوت اور جواہر سے بنا کر درختون پر نصب کیے اور گردا گرد شہر ہزار مینار زر اور
جواہر کے بلند بنائے اور اون مینارون پر چوکیدار مقرر کیے تا نوبت بنوبت نگہبانی کرین اور دروازہ سے
بہشت پر چار میدان آراستہ کیے اور میوہ دار درخت انمین لگاے اور ہر میدان مین لاکھ کرسیان
چاندی اور سونے کی رکھین جب یہ شہر مع منازل اور قصور تیار ہوا تو حکم کیا واسطے تمام شہر کے قالین
اور فرش ریشمی زرتار بنا دین اور چاندی اور سونے کے باسن اوس شہر کے مکانات مین ترتیب سے چنین

اور بعضی نہرون مین آب شیرین اور بعضی مین شراب اور بعضی مین دودھ اور بعضی مین شہد اور شربت جاری کیا اور بازارون اور دکانون کو بھی پردہ ہاے زرتار منقش سے آراستہ کیا اور ہر اہل حرفت اور صنعت کو انمین بٹھا دیا تا اپنے کامون مین مشغول رہین اور انواع اور اقسام کے کھانے اور حلوے تر باورچی خانون مین پکنے کے واسطے مہیا کیے تا برسم اولش سرکار بادشاہی سے تمام اہل شہر کو پہنچین چنانچہ تین برس تک رات دن اتمام اور اہتمام اس شہر مین مصروف اور سرگرم رہے اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ بارہ برس کی مدت مین یہ شہر اس کیفیت کے ساتھ تیار ہوا۔ پھر لڑکیاں خوبصورت اور لڑکے خوبرو ہر شہر اور اطراف عالم سے منگا کر بجاے حور و غلمان وہان چھوڑ دیے اور نام اس عمارت کا ارم رکھا بسبب مناسبت نام دادا اپنے کے کسواسطے کہ شداد نسل اس عاد اولی سے تھا کہ عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام اور معروف بعاد قدیمہ اور ساکن متصل عدن کے تھے چنانچہ اوپر بیان ہو چکا۔ پھر حکم کیا کہ جمیع امراے عظام با کمال تجمل اور احتشام اس شہر مین داخل ہون اور آپ بھی مع لشکر بیحد اس واسطے سیر و تماشے اس جاے دلکشا کے کمال تبختر اور غرور سے روانہ ہوا اور بطریق استہزا اور تمسخر لاف و گزاف کرنے لگا کہ دیکھا بنا بر حصول اپنی بہشت کے مجکو تکلیف دیتے تھے کہ اپنے سر کو کسی کے روبرو خم کرون اب میری قدرت اور ثروت دیکھی اور استغنا اور بے نیازی میری مشاہدہ کر لی کہتے ہین جب اس شہر کے متصل پہونچا اس شہر کے آدمی جوق جوق اور فوج فوج اسکے استقبال کے واسطے آئے اور زر و جواہر سر پر نثار کیا ہنوز اسکا ایک قدم شہر کے دروازے پر تھا اور ایک قدم اندر کو کہ ایک آواز تند آسمان پر سے پیدا ہوئی کہ تمام خلائق ہلاک ہو گئی اور بادشاہ دروازے پر گر پڑا اور جان نکل گئی اور حسرت دیکھنے اس شہر کی کہ شداد نے اس مشقت اور تلاش سے درست کیا تھا مصرع دل کی دل ہی مین رہگئی فسوس + اور ایک روایت مین اسطرح پر ہے کہ ہمراہ دو سو غلام زرین لباس کے ساتھ واسطے سیر اس باغ کے روانہ ہوا جب نزدیک پہونچا تو سب غلامون کو اس چارون میدانون مین چھوڑ دیا اور آپ ایک غلام کے ساتھ دروازہ بہشت پر گیا ایک پانون کا ب مین سے نکال کر دروازے کی چوکھٹ پر رکھنے پایا تھا کہ ایک شخص وہان کھڑا دیکھا پوچھا کہ تو کون ہے وہ بولا ملک الموت کہا کیون آیا ہے کہا تیری جان لینے کو کہا مجکو اتنی مہلت دے کہ مین ایک بار اپنی بہشت کو دیکھ لون کہا مجکو حکم نہین پھر کہا اتنی فرصت دے کہ گھوڑے پر سے اتر آؤن کہا یہ بھی اجازت نہین ایک پانون رکاب مین اور ایک پانون چوکھٹ پہ تھا کہ ملک الموت نے جان اس ناپاک کی قبض کی اور پھر حضرت جبرئیل نے ایک آواز ہولناک ماری کہ تمام غلام اسکے کہ چارون میدانون مین تھے ہلاک ہو گئے اور اس بہشت کو زمین سے لیکر اتار دیا کہ اسکا کچھ اثر باقی نرہا اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ بعض کتابون مین نظر سے گذرا ہے کہ ملک الموت سے حق تعالی نے پوچھا کہ تجکو قبض کرنے روح

کبھی مخاوف میں رقت تجھ پر پہنچی یا نہیں ملک الموت نے عرض کیا بار خدایا دو شخصون کی روح قبض کرنے میں
مجکو نہایت رقت دامنگیر ہوئی ہے اگر حکم تیرا نہوتا تو میں ہرگز اُنکی روح قبض نکرتا ایک اُن شخصون میں
لڑکا تھا نو تولد کہ اپنی ماں کے ہمراہ کشتی کے تختے پر کہ دریائے شور میں بہا جاتا تھا مجکو حکم ہوا کہ اُسکی
مان کی جان قبض کرون اوسوقت مجکو اُس لڑکے کے حال پر رقت دامنگیر ہوئی کہ خبرگیر اُس طفل کا
سوائے اُسکی مان کے کوئی نتھا دوسرے وہ بادشاہ کہ جسنے کمال آرزو اور ایک شہر بنایا کہ کوئی شہر دنیا میں
ویسا نہیں بنا ہے جب اُس بادشاہ نے چاہا کہ دیکھے اُس شہر کے دروازے پر قدم رکھا حکم ہوا کہ روح اُسکی قبض
کرون اُسوقت بنظر حسرت کے کہ وہ بادشاہ اپنے دل میں لیگیا مجکو رقت ہوئی حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ یہ بادشاہ
وہی لڑکا تھا کہ اُسکو ہمنے واسطے پرورش اور دینا اُسکو قوت اور ثروت کے پہونچایا تھا جب وہ اس مرتبہ کو
پہونچا تو ہمارے فرمان قضا جریان سے سرکشی کی اور تکبر اختیار کیا اور اپنے اعمال ناشایستہ کی خبر پائی
راویان انجمن حکایت اور ناقلان چمن روایت کرتے ہیں کہ وہ تختہ کشتی کہ جسپر وہ لڑکا رہگیا تھا بہتا ہوا
کنارے پر دریا کے پہونچا وہاں اُس گانون کے دھوبی کپڑے دہو رہے تھے اُنھون نے جب دیکھا کہ
ایک لڑکا تختے پر ایک مردے کے ساتھ بہا چلا آتا ہے دریا میں اُترے اور اُس تختے کو کھینچ کنارے پر لائے
مردے کو تو دفن کر دیا اور بچے کو اپنے مہتر کے پاس لے گئے مہتر گازران بچہ خوش شکل دیکھ کر خوش ہوا اور دلسے
فریفتہ ہوا چونکہ اُسکے اولاد نہ تھی اُسکو فرزندی میں لیا اور پرورش کرنی شروع کی تا آنکہ یہ لڑکا سات برس
کا ہوا اور آثار بزرگی اور دانشمندی اُسمین لڑکپن ہی میں نمودار ہوئے ایکدن گانون کے باہر
لڑکون میں کھیل رہا تھا کہ ناگاہ شور اور غل ہوا کہ بادشاہ کی سواری آتی ہے اور لشکر آنا شروع ہوا
اور سارے لڑکے ڈر کر اور ہیبت کھا کر بھاگ گئے اور یہ طفل بجرأت تمام ایک ٹیلے پر کھڑا ہو سواری
کے گذرنے کا تماشا دیکھا کیا تا آنکہ جتنا لشکر تھا اُسکی نظر سے گذر گیا اور پیادے بادشاہی کہ عقب لشکر بنا بر
محافظت گرے پڑے کے متعین تھے گذرنے شروع ہوئے اُن پیادون میں سے ایک نے دیکھا کہ ایک پڑیا
کاغذ کی سڑک میں پڑی ہوئی ہے اُسکو اُٹھا لیا اور کھولا تو دیکھا کہ اُس میں سُرمہ ہے اُس پیادے نے
اپنے یارون سے کہا کہ یہ سُرمہ پایا ہے اور مجکو ضعف بصارت ہے اگر تم کہو تو اسمین سے میں اپنی آنکھون
دونون میں لگاؤن یہ سنکر اُنھون نے کہا کہ راہ میں سے گری ہوئی چیز اُٹھانی نہیں چاہیے تھی اور اگر اُٹھائی
ہے تو بے امتحان اپنی آنکھون میں دینا روا نہیں چاہیے پہلے اُسے اور کسی کی آنکھ میں استعمال کرے
اگر مضر نہو تو تو بھی استعمال کرنا اُس پیادے نے داہنے بائین دیکھا کوئی اُسکو معلوم نہوا مگر یہ لڑکا ٹیلے
پر کھڑا ہوا سیر دیکھ رہا تھا اُس پیادے نے کہا اے لڑکے یہان آ تیری آنکھون میں سُرمہ دون تا تجھ کو
زیبا ہو اور ثواب حاصل ہو وہ لڑکا دوڑا ہوا پیادے کے پاس گیا اور سُرمہ کی پڑیا پیادے کے ہاتھ سے
لیکر اور ایک انگلی اُس سُرمہ سے بھر کر اپنی آنکھ میں کھینچی پھر دوسری کھینچنے کو تھا کہ دفینے زمین کے اُسکی

نظر مین ظاہر ہونے شروع ہوئے اسطرح کہ جیسے کوئی چیز پانی کی تہ مین سے معلوم ہوتی ہی لیکن وہ
از راہ عیاری اور عقلمندی فریاد کرنی شروع کی کہ اے ظالمو نا انصافو تمنے میری آنکھ اندھی کر دی مین بادشاہ
کے پاس جا کر فریاد کرتا ہون اپنے تئین شداد کا نواسہ بتاتا ہون یاد رہے یہ کلام سنکر افتان و خیزان سراسیمہ اور حیران
بھاگے اور لڑکا انکا مال لیکر اپنے گھر آیا اور وہ جو ہیون سے سمجھتے تھے غلط ہین یہ اسرار بیان کیے مہتر نے
کہا کہ گندے اور شہر جسمین وہ موجود ہین رات کو جیسا سب سو رہین تو کدال پھاوڑا ہمراہ لیکر جاؤن کہ تحقیق کو
شہر کا نشان معلوم ہو تیرے پاس ایا اور متفق ہو کر ولد کہ جو ان سے میرے رفیق ہین انکو ساتھ لے اور جسقدر کہ جیسے
ہو سکے اٹھا کر لے آ اس لڑکے نے اسیطرح یہ عمل کرنا شروع کیا اور مال کثیر لایا گیا اور تمام گانونکے آدمیون
کو اپنے ساتھ متفق کر کے وہان کے رئیس کو مار ڈالا اور آپ اسکی جگہ متصرف ہوا اور رفتہ رفتہ یہ خبر حاکمون
اور فوجدارون کو پہونچی وہ سب درپے انتقام ہوئے اس لڑکے نے بھی فوج نگہداشت کی اور مقابلہ کیا
اور غالب آیا تا آنکہ وہ بادشاہ مرگیا اور اس لڑکے نے خروج کیا اور بادشاہ ہوا اور رفتہ رفتہ اقالیم اور
دیار پر بھی دستیاب ہوا اور تمام بادشاہ روے زمین اُسکے زیر فرمان ہوئے اب جاننا چاہیے کہ وہ
شہر کسنے بنایا تھا کیا ہوا۔ تفاسیر معتبر مین لکھا ہوا ہی کہ بعد ہلاک ہونے اس بادشاہ اور اوسکے لشکر کے
اللہ تعالی نے اس شہر کو آدمیونکی نظر سے پوشیدہ کر دیا مگر یہ کہ بعضی اندھیری راتون مین گرد نواح
شہر عدن کے آدمیون کو کچھ تابش اور درخشندگی وہان نظر آتی ہی کہتے ہین کہ یہ تابش اسی شہر کی دیوارون
کی ہے۔ اور عبد اللہ بن قلابہ کہ ایک شخص ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے ایکدن
اُس نواح مین وارد ہوا تھا ایک اونٹ اُسکے اونٹون مین سے کہ وہان چر رہے تھے بھاگ گیا اس اونٹ
کی طلب مین ڈھونڈھتا ہوا اس شہر کے متصل پہونچا بمجرد دیکھنے مینارون اور دیوارون اس شہر کے
مدہوش اور مبہوت ہو گیا اور اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ شہر بعینہ اس بہشت کی صورت ہی کہ ہمارے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے شاید در عالم معاملہ مجکو بہشت دکھائی ہوا القصہ جب شہر
کے دروازے پر پہونچا اور اندر گیا دیکھا کہ محل اور درخت اور نہرین سب مشابہ بہشت موعود کے ہین اور
شہر مین کوئی نہین ہے کچھ جواہر اور یاقوت کہ صحن کوشکون مین پڑے ہوئے تھے اپنی چادر مین اٹھا لیے
اور بسبب خوف تنہائی باہر آکر دمشق کی راہ لی اور معاویہ بن ابی سفیان سے کہ بادشاہ وقت تھے تمام
ماجرا کہا معاویہ نے اس سے پوچھا کہ اس شہر کو خواب مین دیکھا ہے یا بیداری مین اسنے کہا بیداری
مین اور اس شہر کی علامتین یہ ہین کہ کوہ عدن سے وہان تک اسقدر فاصلہ ہے اور فلان جگہ فلان
درخت ہے اور فلان مقام پر فلان کنوان ہے اور یہ جواہر اور یاقوت کہ وہان سے اٹھا لایا ہون موجود ہی
معاویہ اس حال کے سننے سے متعجب ہوا اور اسوقت کے جو علما تھے اُنسے دریافت کیا کہ آیا دنیا مین
کوئی شہر ہے کہ چاندی سونے کا بنا ہوا ہے اور ایسی خوبیون کے ساتھ موصوف ہو عالمون نے کہا ہان

کہ قرآن مجید مین اُس شہر کا ذکر آیا ہے اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ یعنے ارم ستونون والی کہ
نہین پیدا کیا گیا مانند اُسکے شہرون مین اور اُس شہر کو حق تعالیٰ نے آدمیونکی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص میری امت مین سے اُس شہر مین جاویگا کہ سُرخ
رنگ اور کوتاہ قد اور اُسکی بھوون پر اور گردن پہ تل ہوگا اور اپنے اونٹ کو تلاش کرتا ہوا اُس شہر مین پہونچیگا
اور عجائب غرائب اُسکے مشاہدہ کریگا جب معاویہ نے یہ اوصاف عبد اللہ بن قلابہ مین ملاحظہ کیے مطابق
انکے کہا واللہ یہ مرد وہی شخص ہے صدق اللہ ورسولہ فصل تیسری بیان مدت اور وفات حضرت
ہود علیہ السلام مین - معارج النبوۃ مین مذکور ہے کہ بعد ہلاک اُس قوم مردود کے حضرت ہود علیہ السلام
نے اپنے مومنون کے ساتھ ایک طرف حضرموت مین عمارتین اور شہر مین بنائین اور باامن وامان اُن
مکانون مین رہنے لگے آخر بقضاے الٰہی حضرت ہودؑ نے اس عالم سے رحلت کی اور بعض روایات مین
حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرموت کے پہاڑ مین ایک پہاڑ ہی اور سُرخ ایک گنبد
عالی ہے اور آگے سنگ و خام کی تختی ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے اُسپر چند سطرین بطریق وصیت
لکھی ہین کہ ابتدا اُسکے یہ لکھا ہے بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى الْاَعْلٰى اَنَا هُوْدٌ النَّبِيُّ رَسُوْلُ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ
اِلَى الْاَحْقَافِ عَادٍ فَدَعَوْتُهُمْ اِلَى الْاِيْمَانِ بِخَلْعِ الْاَصْنَامِ وَالْاَوْثَانِ فَعَصَوْنِيْ فَاَهْلَكَهُمُ الرِّيْحُ الْعَقِيْمُ فَاَصْبَحُوْا كَالرَّمِيْمِ ط
یعنے شروع کرتا ہون مین نام خدا کے بلند و بلند ترین ہون ہود نبی بھیجا ہوا پروردگار زمین اور
آسمان کا طرف ایک جماعت کے اولاد عاد سے پس بلایا مین نے اُن اولاد عاد کو طرف ایمان کے اور
چھوڑ دینے اصنام اور بتون کے پس نافرمانی کی میری اُن کافرون نے پس ہلاک کیا اُن لوگون کو بڑی
تند آندھی نے پس ہوگئے وہ عادی مانند استخوان بوسیدہ کے اور بروایت مقیلان ثوری اور عطا
بن مطلب اور عبد الرحمن بن ثابت سطر حسبیر ہے کہ بعد خراب ہونے شہر ہاے عاد کے حضرت ہودؑ مکہ مین
آگئے اور وہان تا زمان وفات رہگئے اور قبر شریف اُنکی مع اٹھانوے اور پیغمبرون کے کہ صالح اور شعیب
وغیرہ ہین وہان موجود ہے اور معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ قبر مبارک حضرت ہودؑ کی ساتھ ایک کم سو
پیغمبرون کے کہ اُنہین سے صالح اور شعیب اور اسمعیل ہین درمیان رکن اور مقام زمزم کے ہے اور بروایت
وہب بن منبہ سطر حسبیر ہے کہ جب حضرت ہودؑ مکہ معظمہ مین افعال حج بجا لائے تو ملک الموت بصورت
ایک مرد اُنکے پاس آیا اور ایک حلہ بہشت کے حلون مین سے حضرت ہودؑ کے ہاتھ مین دیا حضرت ہودؑ نے کہا
یہ کیا اچھا حلہ ہے اگر اجازت ہو تو مین پہن لون کہا پہن لو حضرت ہودؑ نے پہن لیا ملک الموت نے کہا یہ تیرا
کفن ہے اور مین تیری روح قبض کرنے کو آیا ہون حضرت ہودؑ نے کہا ذرا فرصت دو کہ مین اپنے گھر جا کر
اپنے لڑکون کو وداع کرلون کہا حکم نہین کہ ایک قدم تو یہان سے اُٹھانے پاوے اور وہین
جان قبض کی اور حضرت جبرئیل سو دلائے اور اور فرشتہ مقرب آئے اور اُنپر نماز کی اور صفا و مروہ

کے باہر دفن کیا اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ قبر حضرت ہود کی درمیان دار الندوہ اور باب بنی شیبہ حرم کے
اور حلیہ شریف ایسا ہے کہ صباحت یا ملاحت کمال رکھتے تھے اور دراز قد اور سپید بولی اور حضرت آدم علیہ السلام
کی ساتھ نہایت مشابہ تھے اور اسم اور لقب انکا یہ تھا کہ زبان عبرانی میں انکو عابر کہتے ہیں اور عربی میں
ہود نبی اللہ اور کمال زاہد اور عابد اور سخی اور مشفق تھے اور تصدق بہت کرتے تھے اور کبھی کبھی تجارت
کیطرف میل کرتے تھے اور شریعت انکی حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت کے ساتھ مطابق تھی اور عمر بقول
صحیح ایک سو چونسٹھ برس کی تھی اور بروایت علمائے نصاریٰ تین سو تینتالیس اور بقول اکثر مفسرین ایک سو پچاس
اور ایک قول سے چار سو اسی اور بستان فقیہ ابو اللیث میں مذکور ہے کہ دو سو چونسٹھ برس کی عمر تھی

باب ساتوان بیان قصہ حضرت صالح علیہ السلام میں اور اسمین تین فصل ہیں فصل پہلی ذکر

نسب و رسالت انکی میں تفسیر معالم اور مدارک اور انوار التنزیل اور مواہب علیہ میں سورۂ اعراف میں
لکھا ہے کہ حضرت صالح نو پشت کے ساتھ حضرت نوح تک پہونچتے ہیں اور تفسیر مولانا یعقوب چرخی میں
سورۃ الحاقہ میں بیان کیا ہے کہ پانچ پشت کے ساتھ اور حق تعالیٰ نے انکو قبیلہ ثمود پر پیغمبری کے ساتھ
بھیجا اور اولاد اور قبیلہ ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح کو ثمود بھی کہتے تھے اور بعضے اعاظم عاد بن
عوص بن ارم ہیں اور طبقہ ثمود قبل از واقعہ قوم عاد ولایت حجر میں کہ درمیان دیار حجاز اور بلاد شام
واقع ہے رہتے تھے اور جاڑے گرمی کے واسطے کوہستان میں پہاڑون کو تراش کر گھر بنائے تھے اور حجر کی
تا وادی القریٰ کہ جسکو باریتعالے نے سورۂ فجر میں وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ارشاد کیا ہے اکہتر ہزار
سات سو شہر آباد سنگین تصرف میں رکھتے تھے اور ہر شہر میں عمارتین بلند کہ جنکے در و دیوار سب
تراشے ہوئے پتھر کے تھے اور تصویرین پھولون کی انمین بنائی تھین بنا کیے تھے انمین داد عیش کی دیتے
تھے اور بت پرستی کرتے تھے اور وادی القریٰ مخصوص نام ایک شہر کا ہے انمین سے کہ طول اور عرض
اسکا برابر مکہ معظمہ کے ہے اور میوہ دار درخت مانند خرما وغیرہ اور چشمہ ہائے آب رواں بہت ہیں اور آبادی
اسکی تا زمانہ نبوت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برقرار تھی چنانچہ وہ شہر مع جمیع متعلقات اسکے بیچ فتح
خیبر کے بیچ قبضہ قدرت آنحضرت رسالت کے آیا اور ہر چند کہ بہت عمارتین اور باغات بنائے ہوئے ثمودیون
کے حجر میں اور اسکے نواح میں بھی موجود تھے لیکن ذکر خاص وادی القریٰ کا بیچ کلام باریتعالے
کے اس جہت سے واقع ہوا ہے کہ یہ مکان انتہا انکے شہرونکے اور متصل سرحد حجاز کے واقع ہے اور
ہنوز آباد ہے بخلاف حجر کے کہ وہ قریب بلاد شام کے ہے اور حجاز سے دور ہے اور بیدار و بے رونق
اور ویران پڑا ہوا ہے پس مردم حجاز اسکے حال سے آگہی نہ رکھتے تھے اور تفسیر مدارک التنزیل میں مذکور ہے کہ
عمرین انکی تین سو برس سے ہزار برس تک ہوتی تھین حضرت باری عز اسمہ نے انکو الوان نعمت اور کثرت
مال اور اولاد بسیار انکو عطا فرمائی مقتضا سے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی موافق کلام الٰہی کے

پیش نہاد کرکے بعبادت اصنام اور عبادت اوثان میں مشغول ہوئے اور عصیان و فساد اختیار کیا لاجرم حق
جل جلالہ نے بنا بر تنبیہ اس گروہ شقاوت پژوہ کے صالح بن جابر بن ثمود کو کہ بوفور مال اور کثرت
ثروت موصوف تھے عنفوان شباب اور شرف جوانی میں اور بعضے کہتے ہیں بعد انقضا سے چالیس سال
کے عمر انکی سے بنا بر دعوت کرنے انکے مبعوث کیا اور آنحضرت نے بشرایط نبوت اور قواعد رسالت قیام
فرمایا اور اس طائفہ باغیہ کو نصیحت کی اور صراط مستقیم اور منہج قویم دعوت فرمائی کہ بتوں کی پرستش چھوڑ دو
اور عبادت الٰہی کیا کرو چنانچہ کرتے تھے اور معجزے طلب کیا کرتے تھے اور انھون نے ایک دن عید
کا مقرر کیا تھا کہ اس دن باہر آکر عیدگاہ میں بتوں کو سجدہ کرتے تھے ایک دفعہ حضرت صالح ع کو کہا
کہ تو بھی ہماری عیدگاہ میں آ تو اپنے خدا کو پکار اور ہم اپنے خداؤں کو پکارین جس کا خدا جسکی مراد حسب
اسکی تابعداری کرین اور سب نے پاس کے چلیں چنانچہ یہ قول اور قرار باہم کرکے دوسرے روز کہ انکی عید کا
دن تھا اپنے بتوں کو آراستہ کیا اور عیدگاہ میں گئے ہر چند کہ انھون نے اپنے بتوں سے کچھ طلب چاہا
اثر اجابت ظاہر نہ ہوا سب شرمندہ اور ذلیل ہو کر ملول اور غمگین ہوئے ایک جندع نام کہ اشراف قبیلہ
ثمود میں سے تھے اٹھے ایک پتھر کہ انکی عیدگاہ میں تھا اسکی طرف اشارہ کرکے حضرت صالح سے کہا کہ اگر اس
پتھر میں سے ایک اونٹنی کہ اسکی سیاہ پیشانی اور سفید پشم ہو اور دس مہینے کے پیٹ سے ہو نکلے اور اسیوقت
جنے تو ہم تیرے خدا کے ساتھ ایمان لاوین اور بتوں کا پوجنا چھوڑ دین اور اگر تو نہ نکال سکے گا تو ہم تجکو
ایذا پہونچاوینگے اور قصص الانبیا میں مذکور ہے کہ وحی آئی کہ اے صالح ہمنے چار ہزار برس پہلے سے تیرے
واسطے ایسی اونٹنی اس پتھر میں پیدا کر رکھی ہے کہ تیرا معجزہ ہووے لیکن تو ان سے عہد لے اور اقرار
کروا کہ یہ اسکو مار نہ ڈالین اور اسکا دودھ پیوین حضرت صالح نے انسے عہد لیا اور اقرار کروایا پھر دو رکعت
نماز پڑھی اور حضرت رب العزت سے اس معجزے کے اظہار کی درخواست کی اور مومنین نے آمین کہی
وہ پتھر ہلنے لگا اور رونے لگا اور اس میں سے اونٹنی جیسی انھون نے درخواست کی تھی باہر نکلی اور
وہ اتنی بڑی تھی کہ ایک پہلو سے دوسرے پہلو تک دو سو گز کی تھی اور روانہ ہوئی اور آدمیوں میں
آکر لیٹ گئی اور جنی اور بچہ بھی ماں کے برابر تھا پھر دونوں جنگل کیطرف جاکر چرنے لگے جندع نے فی الحال
ایمان لایا مگر تمام اشراف ثمود باوجود دیکھنے اس معجزے کے بھی ایمان نہ لائے اور کہا کہ صالح جادوگر ہے
اور یہ سات قبیلے تھے اور ایک کنوان تھا کہ عمق اسکا یعنے گہراؤ سات قد تھا اس میں ہر روز پانی پیدا
ہوتا تھا اور ساتون قبیلے اس میں سے پیا کرتے تھے اور وہ پانی کم ہوتا تھا جب اونٹنی اوس کنوئیں پہ
آئی منہ ڈالکر سب پانی پی جاتی حضرت صالح نے بفرمان الٰہی ونبئهم ان الماء قسمة بينهم ط اس
پانی کو تقسیم کیا اور کہا کہ ایک دن یہ پانی اونٹنی پیا کرے اور ایک دن ساری قوم وہ اونٹنی ایکدن
سب پانی پی جاتی تھی اور جتنا پانی پیتی تھی اتنا ہی دودھ دیتی تھی اور ساتون قبیلہ اسکا دودھ دوہکر

پانی اسکو نہین بہرتے تھے اور ایک دن انکی باری کا ہوتا تھا آپ پیتے تھے اور اپنے جانورون کو پلاتے
تھے اور دوسرے دن کہ اونٹنی کی باری ہوتی تھی پہاڑون پرسے پانی لاکر پیا کرتے تھے اور اس دودھ کا روغن
اور پنیر بناکر شہرون مین تجارت کے واسطے لیجاتے تھے اور ابریشم اور بال جو چیز چاہیے ہوتی تھی لیا کرتے تھے
تا آنکہ یہ نوبت بیس اور چار برس اسیطرح پر گذرے آخر الامر کفران نعمت کو اپنا پیشہ کرکے اپنے تئین درجہ
ہلاکت مین ڈالا فصل دوسری ہلاک ہونے قوم حضرت صالح ؑ مین اور درپے ہونے ناقۃ اللہ کے
تفسیر آیہ کریمہ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا إِذِ انبَعَثَ أَشْقَاهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا
فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنبِهِمْ فَسَوَّاهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا یعنے جھٹلایا ثمود نے سبب
سرکشی اپنی کے جب اٹھ کھڑا ہوا بدبخت اسکا پس کہا تھا واسطے اُنکے پیغمبر خدا کے نے
محافظت کرو اونٹنی خدا کی کو اور پانی پلانے اسکے کو پس جھٹلایا اسکو پس پاؤن کاٹے اسکے پس
ہلاکی ڈالی اوپر اونکے رب انکے نے بسبب گناہون اُنکے کے پس خاک برابر کردیا اونکو اور نہین ڈر
پچھاڑی انکی سے تفسیر مولانا یعقوب چرخی مین لکھا ہے کہ حضرت صالح ؑ کی اونٹنی شکل عجیب اور ہیبت
مہیب اور صورت خوب رکھتی تھی کہ بعضے اسکی صفت مین کہتے ہین کہ طول اسکے ڈیل کا سو گز تھا اور عرض بھی
اسکا سو گز اور مقدار درازی ہر پاؤن کی ایک سو پچاس گز اور وہ اونٹنی گرمی کے موسم مین پہاڑونپر رہتی تھی
اور اور اونٹ اور جانور اس سے ڈر کر بھاگے پھرتے تھے اور نیچے اترتے تھے اور دبلے ہوکر مرجاتے تھے اور
جاڑے کے موسم مین برعکس اسکے انکا حال پانی کے واسطے خراب تھا اور قبیلہ ثمود مین ایک بڑھیا تھی
عنیزہ نام کہ مال بسیار اور دختران خوبصورت شیرین گفتار اور مواشی اور انعام بیشمار رکھتی تھی بسبب مزاحمت
اور مشارکت اونٹنی کے کہ اُسکے چوپاؤن کو آب و کاہ سے تکلیف ہوتی تھی اور ایک عورت تھی صدوف
نام نہایت حسینہ اور مالدار یہ دونون عورتین حضرت صالح ؑ کی اونٹنی کی دشمن تھین کہ اسکے مارنے
مین سعی کیا کرتی تھین اور قدار بن سالف اور مصدع بن واہر یہ دونون مرد اُن پہ عاشق تھے اور
یہ بھی دونون مالدار تھے اور اُنکی خواستگاری کیا کرتے تھے ایک دن یہ دونون مرد اُن دونون عورتون
کے گھر مین مہمان ہوے ایک عورت نے کہا ہمارے گھر مین پانی نہین ہے کہ تمہاری مہمانی کرین کس واسطے
کہ آج حضرت صالح ؑ کی اونٹنی کی باری ہے اور دوسری نے کہا اگر ہمارے درمیان مین کوئی مرد ہوتا تو
اس اونٹنی کو مارڈالتا ان دو عاشقون نے کہا اگر ہم اوسکو مارڈالین تو ہمکو کیا دو اُن دونون نے
جلدی سے اپنے منہ پرسے نقاب اٹھائی اور کہا ہم اور ہمارا سب مال تمہاری ملک مین ہوجاو تو اُنھون نے
بہت سی شراب پی اور مست ہوگئے اور ساتون قبیلون مین سے انکے سات یار تھے ان کافرون نے انکو
بھی اپنا مشورہ کیا یہ نو آدمی جمع ہوکر اُس رستہ مین کہ جس راستہ سے اونٹنی پانی پی جایا کرتی تھی
چھپ رہے جب اونٹنی اونکو دکھائی دی تو انھون نے تلوارین پکڑکر اوسپر حملہ کیا چاہا کہ مارڈالین اونٹنی

نے بھی حملہ کیا اور یہ سب بھاگ گئے جب اُنٹنی نے پانی پینے کے واسطے اپنی گردن جھکائی ایک نے ان دونون عاشقون مین سے کہ پیچھے چھپے تھے اُٹھکر واہنا پانون اُسکا کاٹ ڈالا اور دوسرے نے بایان پانون فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ یعنے ناقہ کو پے کیا اور سرکشی کی امر سے پروردگار اپنے سے اُنٹنی منہ کے بل گر پڑی پھر اورون نے اُسکو دوڑکر مار ڈالا اور اوسکا گوشت بانٹ کر اپنے گھر لے گئے جب اُسکے بچے نے یہ حال دیکھا بھاگا اور حضرت صالح ۴ کو یہ خبر پہونچی حضرت صالح ۴ اور مومن آئے جب اُسنے حضرت صالح ۴ کو دیکھا رویا اور تین بار کہا افسوس میری مان اور دوڑتے دوڑتے اُس پتھر کے پاس گیا کہ جس مین سے اُسکی مان نکلی تھی وہ پتھر پھٹ گیا اور بچہ اُس مین سما گیا اور بیچ مواہب علیہ کے تفسیر سورۂ القمر مین لکھا ہے کہ بچہ اُسکا پہاڑ پہ آیا اور تین آوازین دیکر آسمان پر چلا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکو بھی مار ڈالا اُسوقت حضرت صالح ۴ نے کہا کہ حق تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے کہ تین دن کے بعد تمپر عذاب نازل ہوگا پہلے دن تمہارے منہ زرد ہو جاوینگے اور دوسرے دن سُرخ اور تیسرے دن سیاہ اور پھر ہلاک ہو جاؤ گے اور وعدہ اُسکا ہرگز خلاف اور جھوٹا نہین ہے جب حضرت صالح ۴ نے اسطرحپر کہا بعضون نے قصد کیا کہ حضرت صالح ۴ کو مار ڈالین جب مارنے کے قصد پر روانہ ہوے تو فرشتون نے اُنکو رستے مین پتھرون سے مار ڈالا اور مواہب علیہ مین سورۂ نمل مین لکھا ہے کہ ایک غار مین حضرت صالح ۴ کی مسجد تھی کہ راتون کو وہان نماز پڑھتے تھے اُنھون نے کہا ہمپر تو تین دن کے بعد عذاب نازل ہوگا پہلے عذاب نازل ہونیسے حضرت صالح ۴ کو مار ڈالا چاہیئے پس اول شب اُس غار کے پاس جاکر کھون مین چھپ رہے کہ جب حضرت صالح ۴ آوین تو مار ڈالین ناگاہ بفرمان الٰہی ایک پتھر اُپر اُترا اور یہ اُسکے نیچے دب گئے اور دروازہ غار کا اُس پتھر سے ڈھپ گیا اور یہ وہین ہلاک ہو گئے تب اور کافرون نے آپس مین کہا کہ حضرت صالح ۴ نے اُنکو مار ڈالا ہم بھی اُسکو مار ڈالین سب نے لشکر جمع کیا اور یہ کور دل مطلق حقیقت کار سے آگاہ نہوے کچھ لوگ کہ حضرت صالح ۴ کے موافق تھے اُنھون نے اُنکو بچانے دیا اور کہا صبر کرو اگر تین دن کے بعد عذاب آویگا تو تمکو ہلاک کر دیگا اور اگر نہ آویگا تو تم حضرت صالح ۴ کو مار ڈالنا اور یہ اُنکے کہنے سے باز رہے صبح کو جمعرات کے دن اُنکے منہ زرد ہو گئے اور جمعہ کے دن سرخ اور ہفتہ کے دن سیاہ اتوار کے دن حضرت جبرئیل ۴ نے آکر اُنکے شہر کی دیوارین ہلائین کہ یہ سب بھونچال جانکر اپنے گھرون مین سے بھاگے اور رونے لگے پھر ایک آواز اُن پر ماری اور آگ آسمان سے پیدا ہوئی کہ سب جلکر راکھ ہو گئے اور ایک روایت سے اسطرح پر ہے کہ اُنھون نے حضرت صالح ۴ سے پوچھا کہ ہم کس چیز سے ہلاک ہونگے حضرت صالح ۴ نے کہا جبرئیل کی ایک آواز کیساتھ اُنھون نے بڑے بڑے کنوین کھودے اور اپنے عیال اور اطفال کو اُسمین رکھا اور پنچ کا فو ٹمین روئی بھری اور بڑے بڑے کپڑے سرون سے لپیٹے تا حضرت جبرئیل ۴ کی آواز اُنکے کان مین نہ پہونچے جب یہ تدبیر کر چکے تو حضرت جبرئیل ۴ نے آکر زمین سے نیچے سے ایک ایسی چیخ ماری کہ سب مر گئے اور تفسیر مدارک مین

لکھا ہے عقر ناقہ بدھ کے دن ہوا تھا اور ہلاک ہونا انکا ہفتے کے دن ہوا اور تفسیر زاد المسیر مین سورۂ ہود مین
لکھا ہے کہ ان تین دنون کہ انکے زندہ رہنے کا وعدہ تھا انھون نے اپنے گھرون مین قبرین کھودین
اور اُس مین بیٹھکے منتظر عذاب رہے جب چوتھا دن ہوا اور آفتاب نے طلوع کیا عذاب نازل نہونے
پایا تھا کہ یہ سب اپنے گھرون مین سے نکلے اور یہ ایک دوسرے کو پکارنے لگا کہ ناگاہ حضرت جبرئیلؑ
اپنی صورت اصلی سے پانون زمین پر اور سر آسمان پر اور پانون مشرق سے مغرب تک پھیلے
ہوے کہ پانون اُنکے زرد اور بال سفید اور پیشانی نورانی اور رخسارہ روشن اور سر کے بال سرخ رنگ
مرجان اوپر نمایان ہوے جب اُنھون نے یہ حال دیکھا اُنکی ہیبت سے اپنے گھرونمین گھسکر قبرون مین
بیٹھ گئے حضرت جبرئیلؑ نے نعرہ مارا کہ مُوتُوا عَلَيْكُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ یعنے مرو تم اوپر تمھارے لعنت خدا
کی یکبارگی سب مرگئے اور بھونچال انکے گھرون پر آیا اور چھتین مکانونکی اُنپر گر پڑین حضرت صالحؑ نے
گروہ مسلمانون سے بعد سُننے اس خبر کے کہا کہ تم اس شہر کو چھوڑ دو کہ جائے نزول غضب الٰہی ہی اور حرم
مکہ کا احرام باندھو اور وہین رہو چنانچہ اسیطرح عمل مین آیا اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہی کہ حدیث
صحیح مین وارد ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شہر حجر پر سفر تبوک مین گذر فرمایا اپنے یارون سے
ارشاد کیا کہ چاہیے کوئی تم مین سے اس شہر مین نہ آوے اور پانی اسکا نہ پیوے اور اس گروہ عذاب
رسیدہ پر نہ گذرے مگر آنکہ گریہ کنان اور عبرت گیران ہووے کسواسطے کہ ارواحین ان شقیونکی ابھی سفرمین
معذب ہوتین اور جہان کہ عذاب الٰہی ظاہر ہووے اس مسکن سے دور رہنا خوب ہی اور تفسیر وسیط مین
آیا ہے کہ خدائے تعالٰی نے اس ایک آواز کے ساتھ ہلاک کیا اُن لوگون کو کہ قوم ثمود مین سے تھے
مشرق مین اور مغرب مین اور زمین پر اور پہاڑون پر مگر ایک شخص کہ اُسکو ابو رغال کہتے تھے کہ کیسی تقریب سے
حرم مکہ مین وارد تھا سبب اسکے کہ حرم مین تھا محفوظ رہا اور جبکہ حرم کے باہر آیا اور طائف کی طرف روانہ ہوا
اثنائے راہ مین اُسکو بھی وہی پیش آیا جو کہ اُسکی قوم کو آیا تھا چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وقت
توجہ مہم طائف کے اُسکی قبر پر پہونچے اور اُس شہر کے لوگون کی عادت تھی کہ جو کوئی اُسکی قبر پر گذرتا
تو سنگسار کرتا آپ نے یارون سے فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو یہ کسکی قبر ہے یارون نے عرض کیا ہم نہین
جانتے خدا اور رسول اُسکا خوب جانتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا تمام قصہ بیان کیا اور فرمایا
کہ علامت میرے صدق کی یہ ہے کہ اس شخص کے ہمراہ ایک سونیکی چھڑی مدفون ہوئی ہی آدمیون نے
جب یہ ماجرا سُنا دوڑے اور اُسکی قبر کو تلوارون سے کھودا وہ چھڑی زرین نکلی اُٹھا لائے اور اُسکی قبر
کو پھر بند کر دیا اور حضرت رسالت پناہ سے پوچھا کہ ابو رغال کون تھا فرمایا کہ پدر قبیلہ ثقیف اور صاحب
مواہب علیہ مین تفسیر سورۂ ص مین لکھا ہے اور بکثرت اور عیون مین وارد ہے کہ جھٹلانا حضرت
صالحؑ کا انکی قوم سے دفعۂ ثانی کے ہوا ہے کسواسطے کہ جب پہلے حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کو

وحشت کی تھی تو سب ایمان لائے تھے اور جب حضرت صالح ؑ نے وفات پائی تو مرتد ہو گئے حق سبحانہ تعالی نے
انکو پھر زندہ کر کے اُنپر بھیجا اور اُنھون نے انکو نہ پہچانا اور معجزہ طلب کیے اور اخراج ناقہ کا ہوا بعضے ایمان لائے
اور اکثر نے تکذیب کی اور بسبب عقر ناقہ کے ہلاک ہوئے حضرت صالح ؑ ایمان لانے قوم کے سے نا امید ہو کے
اور روضۃ الصفا مین لکہا ہے کہ ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت صالح ایمان لانے قوم کے سے نا امید
ہوئے مغموم ہو کر مناجات کی اور کہا الٰہی مجکو سفر کی رخصت فرما تا سفر کرون شاید تیرے بندون مین سے کوئی بندہ
بزرگوار پاؤن اور کوئی لحظہ اُسکی مصاحبت سے اُنس حاصل کرون حضرت باریتعالی نے شرف اجابت ارزانی
فرمایا حضرت صالح ؑ نے اطراف اور جوانب مین سیر کرنی شروع کی تا آنکہ ایک شخص کے پاس پہنچے کہ
عبادت پروردگار مین مشغول تھا حضرت صالح ؑ نے اس سے تنہائی کا سبب پوچھا اس شخص نے کہا مین ایک
مقام مین تھا کہ وہان خلق خدا مقیم تھی اور کوئی شخص سوا اسکے میرے خدائے عالم کی پرستش نکرتا
تھا آخر الامر بارگاہ جلال احدیت سے حکم اُنکی ہلاکت کے واسطے صادر ہوا بغیر میرے کسی نے خلاصی نپائی ناچار
اب بپاداے لوازم شکر نعمت کے پیوستہ بمراسم عبادت رب الارباب مشغول ہون حضرت صالح ؑ بھی
شکر منعم علی الاطلاق بجا لائے اور بجانب دریا متوجہ ہوئے تا آنکہ ایک جزیرہ مین پہنچے اور وہان
ایک شخص کو دیکھا کہ نماز ادا کر رہا ہے حضرت صالح ؑ نے بعد فراغ نماز کے اُسکی سکونت اور اقامت کو اُس
جزیرے مین پوچھا اسنے کہا ایک جماعت خبیث ترین خلائق کے ساتھ مین کشتی مین تھا اور انہین سوا
میرے پرستش معبود حقیقی مین کوئی مشغول نتھا آخر الامر حق سبحانہ تعالی کا غضب اُس گروہ فساق و فجار پر
نازل ہوا اور وہ سب اُس دریا مین غرق ہوئے اب بجا آوری شکر نعمت ایزدی عبادت مین مصروف ہون پھر
حضرت صالح ؑ اُسکو رخصت دیکر اور مراحل طے کر کے ایک شہر مین پہنچے کہ وہان سب لوگ کافر تھے تمام
اُس شہر مین دو مرد صالح پائے کہ ہر روز کسب مشغول ہو کر جو کچھ کہ اُنکی قوت سے زیادہ رہتا تھا راتون کو
تصدق کرتے تھے ایک دن حضرت صالح اُنکے پاس جا کر بیٹھ گئے جب شام قریب ہوئی ایک آواز ہولناک
اُنکے کان مین پہونچی حضرت صالح ؑ نے اُسکی کیفیت دریافت کی اُنھون نے کہا کہ یہ ایک جانور کی آواز ہے کہ
ہر روز اس جگہ دریا مین سے باہر آتا ہے اور جسکو پاتا ہے مار ڈالتا ہے حضرت صالح ؑ نے کہا اگر مین اس جانور کو
مار ڈالون تو اس شہر کے آدمی مجکو کیا دین اُن دو شخصون نے اس بات سے خلائق کو آگاہ کیا اُنھون نے کہا اگر
صالح ؑ اس جانور کو ہلاک کرے تو ہم اپنا آدھا مال اُسکو دین حضرت صالح ؑ نے اُنکا وعدہ سنکر درگاہ احدیت سے
اُس جانور کی ہلاکت طلب کی اور دعا بشرف اجابت مقرون ہوئی اور وہ جانور دو ٹکڑے ہو کر مر گیا اُس
شہر کے آدمیون نے اپنے وعدہ پر وفا کر کے اپنا آدھا مال حضرت صالح ؑ کو دیا اور حضرت صالح ؑ نے اُن دو
شخصون سے التماس کیا کہ اس مال کو قبول کرو اُنھون نے اُسکے لینے سے انکار کیا اور کہا جو کچھ کہ ہم اپنے کسب سے
حاصل کرتے ہین ہمکو کفایت کرتا ہے اُس وقت حضرت صالح ؑ نے اُس مال کو جسے لیا تھا اُنکو واپس دیا

اور کہا الٰہی شکر کرتا ہون تجھکو کہ اپنے عالیمقدار بندونکو تباہ کیا اور مقارن استحال کے وحی آئی کہ تو نہین جانتا
کہ میرے ایسے بندے ہین کہ تمام دنیا اُنکے ساتھ منور ہوا اور ہر لحظہ اگر میرے اہل طاعت نہون تو ایک
طرفۃ العین منتظر کرم اہل عصیان پر نہ ڈالون پھر حضرت صالح نے بعد حصول سیر و سلوک اپنے وطن مالوف
کیطرف مراجعت کی اور انکی قوم پر جو کہ انکے نصیب مین ہونا تھا سو ہوا اور تفسیر جلالین مین بیچ سورۂ ہود کے
اور معالم مین بیچ سورۂ اعراف کے لکھا ہے کہ چار ہزار آدمی مومن تھے حضرت صالح ع نے انسے کہا یہان
قہر خدا نازل ہونے والا ہے یہان سے چلے جانا چاہیئے ایک روایت ہے کہ یہ شام کو چلے گئے اور شہرستان
ضمیج مین پہنچکر وہان مقام کیا روایت ہے کہ جب حضرت صالح ع کی عمر تمام ہو چکی اور اس عالم سے برحمت الٰہی
واصل ہوئے تو انکو جامع مسجد مین دفن کیا اور ایک روایت ہے کہ حرم مین آنکر مقیم ہوئے اور اسی جگہ وفات
پائی اور زمزم اور مروہ کے درمیان مین قبر ہے اور بقول بعضے وفات حضرت صالح ع کی حضرموت مین ہوئی
اور بعضے کہتے ہین کہ مکہ مین اور عمر انکی اٹھاون برس کی تھی اور مواہب علیہ مین سورۂ حج مین ذیل آیۂ کریمہ
وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ کے آیا ہے کہ جب قوم ثمود ہلاک ہوئی حضرت صالح ع چار ہزار مومنون کے ساتھ
شہر یمن مین آئے بعضے منازل اُس ولایت مین اُنکی موت حاضر ہوئی اور اُس جگہ کا حضرموت نام رکھا
اور بستان فقیہ مین بروایت کعب الاحبار عمر انکی دوسو اٹھاون برس کی تھی اور بروایت صحیح بعمر نوجوان
دوسو اسی اور بقول مشہور سچاسی اور ایک روایت سے دوسو برس کی تھی اور روضۃ الصفا مین مرقوم ہے
کہ حضرت صالح ع نہایت صبیح الوجہ تھے اور انکے رخسار کا رنگ سفید تھا اور سرخ مو اور بلند قامت اور عریض
الصدر اور کشیدہ محاسن اور ضخیم البدن تھے واللہ اعلم

فصل تیسری احوال ذی القرنین اکبر مین اور حقیقت یاجوج اور ماجوج اور صفت سد سکندری مین

مترجم کہتا ہے کہ یہ قصہ عجائب القصص مین نہ تھا
لیکن چونکہ منجملہ قصص قرآنی ہے لہذا قصص الانبیا اور حدیقۃ الاقالیم اور حبیب السیر اور روضۃ الصفا کے
اس ذخیرہ مین نقل کیا گیا حبیب السیر مین مرقوم ہے کہ بروایت مشہور بین الجمہور اسم شریف ذی القرنین
کا اسکندر ہے اور یہ اسکندر بقول بعضے مفسر اور اکثر اہل تاریخ اسکندر فیلقوس رومی ہے اور ایک گروہ یہ
کہتے ہین کہ ذی القرنین سوائے اسکندر رومی کے کہ بادشاہ کل ممالک دنیا ہو گذرا ہے اور کوئی نہین ہے
یا بلحاظ نسبت ذی القرنین مین بہت اختلاف ہے ایک طائفہ کہتا ہے کہ ایک عجوزہ فقیرہ کے فرزند تھے بخشیدہ
بہشت نے انکو مرتبہ سلطنت پہنچایا اور روضۃ الصفا مین مرقوم ہے کہ نزدیک اکثر مورخین اس طرح ہے
کہ بعد حضرت نوح ع و قبل از ابراہیم علیہ السلام سوائے حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام کے کوئی پیغمبر
نہین ہوا لیکن اہل تاریخ کا کلام خبر دیتا ہے کہ ذوالقرنین اکبر حضرت صالح علیہ السلام کے بعد اور حضرت ابراہیم
سے پہلے مرتبۂ رفیعہ رسالت فائز ہوئے اور بروایت صحیح تاریخ ملوک عجم مین مذکور ہے کہ نسب
ذوالقرنین اکبر کا ساتھ یافث بن نوح علیہما السلام کے منتہی ہوتا ہے اس روایت سے بھی ظاہر اور ہویدا

کہ ذی القرنین اکبر غیر اسکندر رومی ہو کسواسطے کہ اسکندر رومی اعقاب عیص بن اسحاق سے ہے کہ وہ فرزندان سام بن نوح علیہما السلام سے ہین اور حدیقۃ الاقالیم مین لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیم کے وقت مین تھے اور بعضے کہتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد تھے اور بعضے کہتے ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے تھے اور جمہور اہل تاریخ اس امر پر ہین کہ قریب تر وقوع طوفان یعنے حضرت ہود اور حضرت صالح کے بعد ہوئے ہین اور اولاد یافث بن نوح علیہ السلام مین سے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ پیغمبر تھے بادشاہ تھے اور بعضی روایت مین ہے کہ نہ بادشاہ تھے نہ پیغمبر ایک مرد زاہد تھے اور اسیطرح انکی وجہ تسمیہ مین اختلاف ہو کہ ذوالقرنین کیون نام ہوا عجیب السیر مین لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین چونکہ ذوالقرنین نے طرفین دنیا کو کہ عبارت مشرق اور مغرب سے ہے طواف کیا اس لقب کے ساتھ ملقب ہوئے اور بعض کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ کریم الطرفین تھے آبا و اما اس سبب سے انکو ذوالقرنین کہا اور صاحب متون الاخبار کہتا ہے انکا ذوالقرنین اسواسطے نام ہوا کہ انکے سر پر تانبے یا لوہے یا سونے کے دو ضفیرہ گیسو تھے اور سالک مالک ولایت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے تفسیر مدارک مین مروی ہو کہ انہ لیس بملک ولکن کان عبدا صالحا ضرب علی قرنہ الایمن فمات فبعثہ اللہ فسمی ذی القرنین انتہی کلامہ یعنی بدرستیکہ تحقیق وہ بادشاہ نتھا ولیکن تھا بندہ صالح ضرب پہونچی داہنے قرن پر اُسکے عبادت خدا مین پس مرگیا پھر زندہ کیا اُسکو اللہ نے پس ضرب پہونچی بائین قرن پر پس مرگیا پھر زندہ کیا اسکو اللہ نے پس نام ہوا ذی القرنین اور صاحب متون الاخبار نے اُس مقتدائے اخیار سے نقل کیا ہے کہ انہ کان نبیا بعثہ اللہ الی قوم فکذبوہ وضربوہ الی قرنی راسہ فقتلوہ فاحیاہ اللہ تعالیٰ فسمی ذی القرنین ط یعنی بدرستیکہ وہ تھا نبی مبعوث کیا اُسکو اللہ نے طرف ایک قوم کے پس جھٹلایا اُنھون نے اُسکو اور ضرب پہونچائی اُسکو طرف دونون قرون سر اُسکے کے پھر قتل کیا اُسکو پس زندہ کیا اُسکو اللہ تعالیٰ نے پس نام ہوا ذوالقرنین بنابر ان دونون حدیثون کے ذوالقرنین کی نبوت مین بھی اختلاف ہوا اور روضۃ الصفا مین مذکور ہے کہ مجاہد نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ ذوالقرنین اکبر انبیاء مرسل مین تھے کسواسطے کہ حق تعالیٰ نے انکو اپنی طرف سے خطاب فرماکر ارشاد کیا کہ قلنا یا ذوالقرنین الآیۃ اور خطاب سوائے ذوات کامل الصفات انبیاء عظام علیہما السلام کے مخصوص نہین ہوسکتا اور مولف مدارک نے تفسیر آیۂ کریمہ مذکورہ مین لکھا ہے ان کان نبیا فقد اوحی بھذا والا فقد اوحی الی نبی فامرہ النبی بہ یعنی اگر یہ تھا نبی پس تحقیق وحی کی اللہ نے ساتھ اُسکے اور اگر نبی نتھا پس تحقیق وحی کی اللہ نے طرف نبی کے پس حکم کیا اُسکو نبی نے ساتھ اُسکے اور روضۃ الصفا مین مذکور ہے کہ سنان بن ثالث الاصبحی نے اپنی کتاب جامع مین نقل کیا ہے کہ ذوالقرنین اکبر حضرت صالح علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے اور محل اقامت انکا دیار فرنگ تھا اور سلطنت عظیم اور مملکت وسیع رکھتے تھے

اور پیوستہ بجہاد کفار مصروف اور مشغول رہتے تھے تا آنکہ اُنھون نے ہمت ہمایون بسیر اطراف بلاد وبقاع
وتفرج امصار واقطاع متوجہ کرکے پہلے عزم دیار مغرب کا کیا اور چونکہ اُن مواضع مین اصناف کفار متوطن
تھے اور ہرچند کہ اُنکو اسلام کیطرف دعوت کی کفر اور افعال ناشائستہ سے باز نہ آئے الغرض ایک برس تک
ذوالقرنین وہان رہے پھر اُنکے ساتھ محاربات عظیم واقع ہوئی اور بہ تیغ بیدریغ اُس قوم اہل ضلالت
اور بطالت کو قتل کیا اور طائفہ مسلمین کہ اُنکے ہمراہ تھے وہان متوطن کیے اور آپ وہان سے مراجعت
کرکے زمین بیت المقدس مین آرہے اور بعد چندمدت وہان سے باقصاے دیار مغرب توجہ کی اور قصص الانبیا
مین بیچ تفسیر قولہ تعالے انا مکنا لہ فی الارض واتیناہ من کل شیء سببا فاتبع سببا ط یعنے تحقیق ہمنے
جما یا تھا اُسکو ملک مین اور دیا تھا ہر چیز کا اسباب پھر پیچھے پڑا ایک اسباب کے لکھا ہے کہ خداے تعالیٰ
نے اُنکو از قاف تا قاف مملکت عطا فرمائی تھی اور تمام راہین اُنکو بتادی تھین یہ تمام شہر وزمین
پھرے اور عجائبات بہت دیکھے اور تمام جہان کی سیر کی تا آنکہ پہونچے مغرب کیطرف وہان ایک شہر تھا کہ
اسکا دروازہ روئین نام تھا کسیطرف اُسمین جانیکا رستہ نظر نہین آتا تھا اپنا لشکر اُس شہر کے گرد اُتارا
اور کہا کہین رستہ نہین ملتا اس شہر مین کیونکر جاؤن پس سب نے حیلہ گر ہوکر سیڑہیان اور کمندین اُسکی
ایک دیوار پر ڈالین اور ایک شخص کو اُس دیوار پر چڑھایا جب وہ شخص دیوار پر پہونچا ہنسکر اُسجانب
دیوار کے گر پڑا اور پھر نہ آیا اُنھون نے پھر ایک شخص کو اُسپر چڑھایا اور اُس سے عہد لیا کہ جب تو دیوار پر
پہونچے تو اپنے تئین اُسپر سے اُدھر نہ گرا دینا جب تک ہمکو آگاہ نکردے کہ وہان کیا ہے وہ شخص بھی
جب چڑھ چکا تو ہنسنے لگا اپنے تئین اُس جانب گرا دیا اور پھر نہ آیا تب ذوالقرنین نہایت اندیشناک
ہوے کہ جسکو مین بھیجتا ہون وہ کچھ خبر نہین دیتا اور اُدھر کو کود پڑتا ہے روایت کرتے ہین کہ وہ شہر
سبا تھا اور اُسمین میوہ ہاے بوقلمون اور آب روان دائم اور جا و دان بہتا تھا اور وہان نہ گرمی تھی
نہ سردی کفران نعمت کہ وہان کے لوگون نے کیا تھا حق تعالے نے سبکو ہلاک کر دیا تھا پس ذوالقرنین وہان
سے گذر کر مشرق کیطرف متوجہ ہوے تا آنکہ متصل ایک جزیرے کے پہونچے کہ اُس جزیرے مین کئی شہر آباد
تھے اور اُنمین حکیم رہتے تھے اور اُن شہر وزمین بغیر کشتی اور زورق کوئی نہ جاسکتا تھا جب وہان کے لوگ
ذوالقرنین کے آنے سے آگاہ ہوے اپنی کشتیون کو جزیرے کے اندر لیگئے تا یہ نہ آسکین اور ذوالقرنین
کئی دن تک کنارہ دریا پر رہے اور پھر کچھ حیلہ کرکے یہ بھی اُس شہر مین گئے اور وہان ڈھیلے ڈھیلے نیلے
آدمی دیکھے ذوالقرنین نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا یہ ایک عذاب ہے کہ ہمنے بحکمت بنایا ہے پھر اُنھون نے
ذوالقرنین کی مہمانی کی اور حکیم جمع ہوے اور ہر ایک نے کلمہ حکمت کہا جب ذوالقرنین کی نوبت پہونچی
تو اُنھون نے بھی ایک کلمہ حکمت کا کہا اُنھون نے ایک خوان آراستہ کرکے ذوالقرنین کے روبرو
رکھدیا اور آپ دور ہوگئے ذوالقرنین نے کہا تم کس واسطے اُسمین سے کچھ نہین کھاتے اُنھون نے اُس

خوان پرسے سرپوش اُٹھالیا ذوالقرنین نے دیکھا طاس اور چند کاسۂ زرین یاقوت اور موتیون سے بھرے
ہوئے اُسمین دھرے ہین ذوالقرنین نے کہا یہ کھانے کی چیز ہے اُنھون نے کہا یہ وہ چیز ہو کہ جسکی طلب
مین تو اتنی دور سے آیا ہے لیکن تیری بھوک کو دفع نہین کریگی پھر ذوالقرنین وہان سے ہندوستان کیطرف
روانہ ہوئے جب سرحد اُس کشور پر پہونچے تو ایک ایلچی وہان کے بادشاہ کے پاس بھیجا اور کہا اُنکو کہنا کہ میری
اطاعت اور فرمانبرداری قبول کرو کہ میرے ساتھ بہت لشکر ہے اور مین نہین چاہتا کہ لڑکر تمھارے شہر
مین داخل ہون اور فساد عظیم ہو کر تمھارا شہر خراب ہو جاوے اور وہ ایک ولایت تھی با آب و ہوا سے خوب
اور درختان بسیار مرغوب جب ذوالقرنین کا ایلچی وہان گیا اور شاہ ہند کو انکا پیغام پہونچایا اُسنے بھی اپنا
سفیر انکے پاس بھیجا جب وہ حاضر بارگاہ ذوالقرنین ہوا اُنھون نے حکم دیا کہ اُسکو اچھی جگہ اوتارو تا آرام
و راحت لیوے القرض تیسرے دن اُسکو ذوالقرنین کے روبرو لائے جب ذوالقرنین نے اُسکو
دیکھا سر جھکا دیا اور رسول ہند نے ناک مین انگلی کی اور پھر نکال لی اور بے سخن اور کلام باہر چلا گیا یاران
ذوالقرنین نے پوچھا کہ جب رسول ہند کو تمنے دیکھا تو سر کیون جھکایا اور اُسنے اپنی انگلی ناک مین ڈالکر
کیون نکال لی اور بے عرض معروض کیون چلا گیا۔ ذوالقرنین نے کہا جب وہ آیا تو مین نے
دیکھا کہ مرد طویل القامت ہے مین نے سر نیچے کیا کہ کہتے ہین دراز قد آدمی بے عقل ہوتے ہین اُسنے ناک
مین انگلی کی اور کچھ نہ کہا اور باہر چلا گیا یعنے مجھ مین خیر اور صلاح ہے پھر ذوالقرنین نے اُسکی مدارات
بہت کرنی چاہیے اور خاص میرے مکان مین اُتارو کہ مرد بزرگ اور عقیل معلوم ہوتا ہے چنانچہ اُسکی
بہت خاطرداری اور مدارات عمل مین آئی۔ پھر ذوالقرنین نے ایک روغن سیاہ کی ٹھلیا اُسکو بھیجی اُسنے
تیل مین سوئیان ڈالکر اُنکی بھیجدی مقربان بارگاہ متعجب ہوئے پوچھا کہ یہ حضرت نے کیا کیا تھا کہا کہ مین نے
روغن کی ٹھلیا اُسکو بھیجی تھی اور اُسمین حکمت تھی کہ ہمارے پاس ایک شخص پر حکمت آیا ہے جیسے یہ
ٹھلیا اُسنے اسمین سوئیان ڈالدین یعنے علم اور حکمت تمھارا تیرہ اور تاریک ہو اور ہمارا علم روشن مثل
آئینہ یعنے لوہے اور فولاد سے بعد صیقل آئینہ بنتا ہے چونکہ اُس ایلچی نے مدت دراز تک بارگاہ ذوالقرنین
سے رخصت نپائی بادشاہ ہند نے ایک اور ایلچی کی زبانی کہلا بھیجا کہ سفیر اول کو رخصت کر دیا چاہیے
کہ انتظام مملکت اُسپر موقوف رہا اور اس ملک مین سوائے اُسکے اور کوئی لائق سرانجام مہام سلطنت
نہین ہے ہنوز اس سفیر کو رخصت نہ دی تھی کہ بحسب الاتفاق ذوالقرنین طہارت خانہ مین گئے اور وہان
ایک شکل مہیب دیکھی کہ شدت خوف سے انکا رنگ متغیر ہو گیا جب یہ باہر آئے سفیر ہند نے انکی بشرہ
سے آثار پریشانی اور خوف دریافت کیے اور ان سے پوچھا کہ ایسا کیا سبب ہے انھون نے صورت
حال بیان کی اُسنے کہا میرے پاس ایک دارو ہے کہ اُسکے ساتھ تمھارا علاج کرتا ہون چنانچہ وہ دارو
اُنکے استعمال مین لایا ذوالقرنین پھر دوبارہ پاخانے مین گئے اور وہی صورت پھر انکے سامنے آئی

اُنھون نے چاہا کہ اسکو مار ڈالین لیکن نہ مار سکے اور پاخانہ بہ رہے سے باہر نکل آئے تو گویا انکا رنگ بحال ہوا سفیر ہندا نکو دیکھکر خوش ہوا اور کہا بڑا افسوس ہوتا اگر تمھارا علاج نکرتا کہ یہ صورت تمکو ہلاک کر دیتی وہ ایک جادوگر تھا کہ بقصد تمھارے ہلاک کرنے کے آیا تھا پھر ذوالقرنین نے ایلچی مذکور کو رخصت کیا اور بہت سی عذرخواہی کی۔ پھر معلوم ہے کہ ممالک مغربی کو دیکھا انھون نے مشرق مین ایک ایسی قوم پر ہوا کہ وہ چٹیل میدان اور ریگستان مین رہتے تھے اور مطلق گھر اور دیوار انکو میسر نہ تھا اور جو کہ زراعت پنبہ اور غلات وہان نہوتی تھی سب مرد عورت ننگے رہتے تھے اور کھانا اور شہد دن سے لاتے تھے اور مانند حیوانات کچھ حیا و حجاب انمین نہ تھا بول اور براز اور جماع ایک دوسرے کے سامنے کرتا تھا اور انکو موسم گرما مین شدت گرمی سے اور رات کو افراط سردی سے جاڑے مین نہایت تکلیف اُٹھاتے تھے ولیکن سکونت اور توطن اس مقام کا ترک نکرتے تھے ذوالقرنین نے انکے مشاہدہ اس حال سے کمال تعجب کیا اور آگے روانہ ہوئے ہر گاہ انکا ورود اقصائے دیار مشرق پر ہوا تو متصل دو پہاڑون بلند کے ایک نہایت آبادی دیکھی وہان انھون نے مقام کیا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونھما قوما لا یکادون یفقھون قولا یعنی یہان تک کہ جسوقت پہونچا درمیان دو دیوارون کے پایا ورے اُن دونون کے ایک قوم کو نزدیک نہ تھے کہ سمجھین بات کو مراد سدین سے دو پہاڑ ہین کہ ارمینیہ اور آذربایجان کے بیچ مین ہین اور اُن دونون پہاڑونکے پیچھے یاجوج ماجوج رہتے ہین کہتے ہین وہان ایک قوم تھی انکے اتنے بڑے بڑے کان تھے کہ ایک کان اوڑھتے تھے اور ایک بچھاتے تھے اور اُنکو مکان بنانا نہ آتا تھا عمر بن مالک کہتا ہے کہ مین وہان گیا جہان سے آفتاب نکلتا ہے کہتا ہے مین نے آواز اُسکے نکلنے کی ایسی سنی جیسی زنجیر کی جھنکار اور اُسکی ہیبت سے بیہوش ہوگیا۔ کہتے ہین یاجوج ماجوج دو قومین ہین اولاد یافث بن نوح علیہ السلام سے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ بعضون کے قد یاجوج ماجوج مین سو ساٹھ گز کے ہین اور بعضون کے اس سے بھی زیادہ ہین اور ایک انمین سے ایسے ہین کہ جتنے لمبے ہین اُتنی ہی چوڑے یعنے طول اور عرض مین برابر ہین اور بعضے ایسے ہین کہ ایک کان اوڑھتے ہین اور ایک کان بچھاتے ہین اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چار لاکھ لوگ ہین اور ایک روایت مین ہے کہ دس لاکھ آدمی ہین اور انمین کوئی نہین مرتا جب تک کہ اپنی نسل مین ہزار جوان لڑنے والے نہ دیکھ لے ایک گروہ کا نام انمین سے ناسک اور ایک کا منسک ایک کا جاویل اور ایک کا ہاویل تھا القصہ کہا اُنھون نے یا ذاالقرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینھم سدا یعنی اے ذوالقرنین تحقیق یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہین بیچ زمین کے پس آیا ہم ٹھہرادین واسطے تیرے کچھ محصول اوپر اس

بات سے کہ بنا دیوے تو درمیان ہمارے اور درمیان انکے روک اور حدیقۃ الاقالیم مین لکھا ہے کہ لوگ کہ
وہان رہتے تھے اور یاجوج اور ماجوج نے ویران کر رکھا تھا اولاد سقلاب مین سے تھے اور ایک شہر مین کہ
دار الملک سقلابیان تھا رہتے تھے اور انمین ایک بادشاہ تھا ذوالقرنین کے پاس آیا اور ذوالقرنین نے ہمکو
اپنی شہر مین پہ دعوت کی ... سقلابیہ نے قبول کی اور کہا ہم یاجوج ماجوج کے ہاتھون نہایت تنگ ہین
کہ ہمکو تباہ کر رکھا ہے اگر ہمارے انکے درمیان مین کسیطرحسے کوئی سد باندھی جاوے کہ انکے آنیکی روک
ہوجاوے اور کوئی آفت نہ پہنچے اور حضرت آپکے تو کمال باعث استحکام اطاعت اور فرمانبرداری کا ہو ذوالقرنین
نے قبول کیا قولہ تعالیٰ قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینھم ردما اٰتونی
زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین کہا جو کچھ قدرت دی ہے مجھکو بیچ اسکے پروردگار میرے
نے بہتر ہے پس مدد کرو تم مجھکو ساتھ محنت کے بنا دون مین درمیان تمہارے اور درمیان انکے دیوار
موٹی لاؤ تم مجھکو تختے لوہے کے یہانتک کہ جب برابر کر دیا درمیان دونون پہاڑون کے اور بقدر
روپیہ دیا ذوالقرنین نے اور ہاتھ پاؤن سے مدد کی اس قوم نے تو درمیان ان دونون پہاڑون کے
کہ جہان سے یاجوج ماجوج آتے جاتے تھے بڑی گہری بنیاد کہدوائی تا آنکہ پانی نکل آیا پھر انمین بڑے
بڑے پتھر ڈالکر اور نیوا اٹھاکر زمین کے برابر کیا پھر لوہے کی اینٹین برابر اوپر تلے رکھکر چنین اور اتنا
بلند کیا کہ ان دونون پہاڑون کی چوٹیون کے برابر وہ دیوار ہو گئی کہتے ہین کہ ان دونون پہاڑون
کے درمیان مین چار ہزار قدم کا فاصلہ تھا کہ سد کھینچی اور عرض سد پچاس گز اور ایک قول ہے پانچ
کوس اور طول ڈیڑھ سو فرسخ اور ارتفاع دونون کا دو ہزار چھ سو ارش پھر جب ... تو ذوالقرنین نے
کوڑین یعنی دھونکنیان آہنی رکھکر پھونکا کہ وہ آہنی اینٹین سرخ ہو گئین پھر انپر سیسہ اور رانگ پگھلا کر
ڈالا کہ وہ سوراخ کہ اینٹین کے تھے بند ہوکر مضبوط ہو گئے اور اس دیوار نے استحکام پایا اور بقول مؤلف
ہفت اقلیم اس سد مین ایک دروازہ رکھا ہے کہ اسکے دو کواڑ ہین ہر کواڑ ساٹھ گز کا عرض اور ساٹھ گز
کا طول اور پانچ گز کا ضخیم اور کواڑون کو بند کرکے ایک قفل آہنی لگا دیا ہے کہ قفل سات گز کا ہے اور
کنجی بھی سات گز کی ہے کہ اسمین لٹکا دی ہے اور اس کنجی مین چوبیس دندانہ ہین ہر دندانہ جیسے
ہاون دستہ اور وہانکے بادشاہ نے مقرر کر رکھا ہے کہ ہر جمعہ کے دن ایک جماعت کہ اس دروازہ مین
آنکو گرزہاے گران سے مارتے ہین تا اسبات سے انکو معلوم ہو کہ اس دروازے پر نگاہبان دربان
حاضر اور موجود ہین پس یاجوج ماجوج نہ اوپر چڑھ سکتے ہین نہ سوراخ کر سکتے ہین اور انکی عادت یہ ہے
کہ جو چیز پاتے ہین کھا جاتے ہین آدمی ہو یا جانور یا کھیتی اور یہ نسب مین ترکون کے بھائی بند ہین
القصہ جب یہ سد تیار ہو چکی تو ذوالقرنین نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا یہ ایک بخشش ہے میرے پروردگار
کیطرف سے پس آویگا جب وعدہ آفریدگار ہو جاوے گی یہ سرزمین ہموار ترجمہ قرآن مجید بذیل آیہ کہ

فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء وکان وعد ربی حقا ط یعنی پس جب آوے وعدہ پروردگار میرا کرا دیگا اُسکو ڈھا کر اور ہی وعدہ رب میرے کا سچا کہتے ہین اُس دیوار مین ایک چھید ہوگیا ہی صبح ہوتی ہے تو یاجوج ماجوج اُسکے توڑنے کو آتے ہین جب شام ہوتی ہی تو کہتے ہین کہ کل توڑینگے اور انشاءاللہ تعالے نہین کہتے ہین جب اُنکے نکلنے کا وقت برابر آدیگا اُس روز کہینگے کہ انشاءاللہ تعالے کل کو توڑینگے پس دوسرے دن توڑ کر چلے آدینگے اور سب عالم مین عمل کرینگے پھر قصد کرینگے آسمان کا اور آسمانپر تیر مارینگے وہ تیر خون آلودہ ہو کر پھر یگا پھر حق تعالی اُنپر گرمی غالب کریگا کہ یہ سب پیچ چار پاون کو کھا جاوینگے اور تمام پانی پی جاوینگے اور پھر بھی پیاس نہ بجھے گی تو مر جاوینگے و لیکن مکہ اور مدینے مین عمل نکر سکینگے حدیقۃ الاقالیم مین لکھا ہے کہ کتاب مسالک الممالک سے نقل کیا ہی کہ واثق باللہ خلیفہ عباسی نے خواب مین دیکھا کہ سد یاجوج ماجوج کھل گئی ہے اور ایک قول ہی یا آنکہ بغیر خواب دیکھنے کے چاہا کہ احوال سد پر مطلع ہووے بنا بر ان سلام ترجمان کو پچاس آدمیون کے ساتھ تحقیق کیواسطے بھیجا سلام ترجمان سامرہ سے ارمنیہ اور ارمنیہ سے بلاد ایران مین اور وہان سے باب الابواب مین اور وہان سے ولایت خزر مین گیا اور بادشاہ خزر نے کہ مرجان نام رکھتا تھا چند شخصون کو اسکے ہمراہ کر دیا سلام وغیرہ نے ولایت خزر سے نکل کر اٹھائیس دن تک راہ طے کی تا آنکہ ایک زمین پر پہونچے کہ وہان نہایت بدبو اُنکے دماغ مین پہونچتی تھی اور اس دن اور راہ قطع کی کہ پھر ایک مقام پر انکو ایک پہاڑ نظر آیا کہ وہانکے لوگ حبشی تھے لیکن چندان آبادی نہ تھی سلام وہان سے بھی گذر کر ساٹھ منزل اور گیا حتی کہ بعض ایسی بلند مکانون مین کہ اُنکے نزدیک سد یاجوج وماجوج ایک گڑھی مین واقع ہی پہونچا پس اگرچہ شہر اُنکے تھوڑے سے تھے لیکن تمام اماکن اور صحاری اُسکے نہایت بھیانک تھی اور اُس سرزمین مین ایک حصن تھا نہایت مستحکم کہ محافظان سد وہان رہتے تھے اور دین اسلام رکھتے تھے اور زبان عربی اور فارسی جانتے لیکن خلفاے بنی عباس کے ہونے سے بیخبر تھے بعد تقدیر دوسرے دن سلام کو سد کے نزدیک لیگئے سلام نے ایک پہاڑ دیکھا اور ایک رود بزرگ کہ دو سو پچاس گز اسکا عرض تھا تخمینا اور وہان پانی نہ تھا اور اُس پہاڑ پر کوئی گھاس اور کوئی ذیحیات نہ تھے ایکبارہ شکو نظر آیا کہ پختہ اینٹون سے اُس رود مین بنا ہوا تھا اور ایک قلعہ بھی اوس رود مین تعمیر کیا ہوا تھا اور اُس قلعہ کی دیوارین اور سد اسقدر بلند تھی کہ اُس سے زیادہ کوئی عمارت بلند نہوگی پھر سلام وہان سے مراجعت کی مدت جانے اور آنے سلام کی کہ روز روانگی سے پھر آنے تک منزل بمنزل مع مشاہدہ عجائب اور غرائب کہ اُسنے اپنے رسالہ مین تفصیل لکھی ہے دو برس اور چار مہینے تھے بالغرض ذوالقرنین بعد پھرنے کے گرد اگرد اطراف جہان اور باندھنے سد کے اراضی اسکندریہ مین پہونچے اور شہر مقدونیہ کی عمارت بنا کی کہ یہ عمارت شہر دو سو پچاس برس مین تمام ہوئی پھر ذوالقرنین نے حکم دیا کہ اس شہر کے

گرد چار دیواریں پختہ بنادیں اور اسکو ایسا شفاف اور سفید کیا کہ وہاں کے رہنے والے بنا بر حفاظت نور بصر کے
نقاب باندھے رہتے تھے اور اس شہر کے ایک کونے میں ایک مینار تھا پچھتر گز بلند اور اس میں سوراخ رکھکر
اور آبگینہ انمیں لگا کے تھے کہ انکی راہ سے دریا کی سیر کرتے تھے جبکہ کوئی لشکر اس شہر کی طرف آتا تھا تو وہاں کے
اہالی اور موالی مطلع ہو کر سامان جنگ درست کرتے تھے اور وہ شہر ایکہزار اور پانچ سو برس آباد رہا بعد
ازاں خراب ہو کر ویران پڑا رہا بعد ازاں اسکندر ثانی نے کہ عبارت ذوالقرنین اصغر سے ہے پھر اسکو تعمیر اور آباد کیا
اور اسکندریہ نام رکھا مصنف عجائب الاقالیم لکھتا ہے کہ یہ شہر واقع کنار رود نیل ہے اور سب عمارت
اسکی سنگ رخام رنگا رنگ سے ہے اور حصار اسکا چار دروازے رکھتا ہے ایک جو ہمیشہ مسدود رہتا ہے اسکو
باب السد اور دوسرے کو باب الرشید اور تیسرے کو کہ بجانب دریائے شور ہے باب البحر اور چوتھے کو باب
سدرہ بسبب ہونے درخت بیری کے روبرو اوسکے کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ مینار رفیع کسی کے
وقت کے بلیناس حکیم یونانی نے بنایا ہے اور مؤلف ہفت اقلیم نے رقم کیا ہے کہ جو کشتی قسطنطنیہ میں
تمام ملکوں کی آتی تھی اس آبگینہ مینار سے معلوم ہوتی تھی اور اہالی شہر مستعد قتال اور جدال
ہوا کرتے تھے اور کام اس سے یہ تھا کہ ہوام اور موذیات مثل مار و کژدم وغیرہ مطلق وہاں پیدا نہ ہوتے
تھے اور ہر صباح سب رہنے والے اپنے مکانوں کو پاکیزہ اور مصفا رکھتے اور کوڑا جو کچھ ہوتا
تھے اور دھواں کہ صعود کرتا تھا بلند ہوتے ہی اثر اسکا ناپدید ہو جاتا تھا اور اکثر اہل تاریخ نے لکھا ہے
کہ اہل فرنگ بسبب مطلع ہونے شکل ہائے اسکندریہ کے اوپر قریب جہازات انگلستانی بسبب آبگینہ ہا
مینار کے درپے دریافت اسکی حقیقت کے ہوئے اور بمشورہ باہم کے بعضے اعیان فرنگ کے
از روئے مکر و فریب و تلبیس بصورت صاحبان زہد و تقوی بنایا اور سکندریہ میں بصورت مساکین اور فقرا
باخدا پہونچایا تا آنکہ ساکنان وہاں اہل اللہ جانکر معتقد ہوئے اور ان سے ارادت لباسی نے از روئے
مکاشفہ ظاہر کیا کہ سکندر رومی نے اس مینار میں گنج فراوان رکھا ہے اور انکا لکھا لوگوں نے باور کیا
حتی کہ عمر خاص باوصف کمال دانش اور عقل سا فریفتہ اس قول کا ہوا اور آبگینہ کو بخزینہ اکھڑوا دیا جو
کچھ دفینہ سے اس میں پایا تو پھر بدستور نصب کروا دیا ولیکن اس نقل در تحویل سے وہ خاصیت دیکھنا
سفاین مسافت دور و دراز بالکل زائل ہو گئی - القصہ ذوالقرنین نے بعد از فراغ سیر اور سیاحت
اپنی سپاہ کو رخصت کیا اور آپ عبادت الٰہی میں مشغول ہوا تا آنکہ جہان فانی سے بدار جاودانی
رحلت کی اور مدفن انکا ایک قول سے جبال تہامہ ہے اور مدت مملکت ایک قول ہے چالیس برس اور بروایت
صحیح چھ سو برس اور یہ زنبیل بنتے تھے اور اپنا قوت حاصل کرتے تھے اور جو کچھ زیادہ رہتا تھا تصدق
کر دیتے تھے اور روضۃ الصفا میں مرقوم ہے کہ رنگ ذوالقرنین سرخ اور سفید تھا اور میانہ قد اور عظیم الراس
واسع الجبین اور گیسو سیاہ رکھتے تھے اور اسم اور لقب انکا مسعودی نے کتاب اخبار الزمان میں لکھا کہ اصل نام

تفسیر سورۂ انعام مین لکھا ہی کہ جب حضرت ابراہیم پندرہ مہینے کے ہوئے تو مانند پندرہ برس کے جوان نظر آتے تھے غار سے
باہر آئے کہتے ہین کہ سات برس یا تیرہ یا سترہ برس کے اسیطرح علی اختلاف الاقوال غار مین رہے اور جبکہ حضرت ابراہیم
غار سے باہر آئی اور انھونے ستارۂ زہرۂ روشن اور ماہ تابان اور آفتاب درخشان دیکھا ہر ایک پر بطور تفرق گمان پروردگار
ہونیکا کیا اور پھر بسبب زوال و تغیر حال ہر ایک کے خالق لم یزل پر اعتقاد درست باندھا یعنے سبکو چھوڑ کر اسی کے
ہو گئے چنانچہ باریتعالی کلام مجید مین اسطرح فرماتا ہی وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموٰت والارض ولیکون
من الموقنین فلما جن علیہ اللیل رأ کوکبا قال ھذا ربی فلما افل قال لا احب الافلین فلما رأ القمر بازغا
قال ھذا ربی فلما افل قال لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین فلما رأ الشمس بازغۃ قال ھذا ربی ھذا
اکبر فلما افلت قال یقوم انی بریٔ مما تشرکون انی وجھت وجھی للذی فطر السموٰت والارض حنیفا وما
انا من المشرکین یعنے اور اسیطرح دکھاتے تھے ہم ابراہیم کو بادشاہی آسمانونکی اور زمینون کی اور تاکہ ہو یقین لانیوالو
سے پس جب ڈھانپ لیا اسکو رات نی دیکھا ایک تارے کو کہا یہ ہے پروردگار میرا پس جب چھپ گیا کہا مین دوست
رکھتا نہین چھپ جانیوالی کو پس جب دیکھا چاند کو روشن کہا یہی ہے پروردگار میرا پس جب چھپ گیا کہا اگر نہ ہدایت
کریگا مجھکو پروردگار میرا البتہ ہو جاونگا مین قوم گمراہ ہونیسے پس جب دیکھا سورج کو روشن کہا یہی ہے پروردگار میرا
یہی ہے سب سے بڑا پس جب چھپ گیا کہا اے قوم میری تحقیق مین بیزار ہون اس چیز سے کہ شریک کرتے ہو تحقیق
مین نے متوجہ کیا منھ اپنے کو واسطے اسکے جسنے پیدا کیا آسمانونکو اور زمین کو توحید کرنیوالا اور نہین مین شریک کرنیوالونمین سے
القصہ جب حضرت ابراہیم بزرگ اور بڑے ہوئے انکی ماں نے آزر سے کہا کہ تیرا فرزند کہ اسدن جھوٹ تجھکو اسکے مرنیکی خبر دی
تھی اب جوان ہوا اور کمال خوبرو اور نیک ہے پھر ایک بار اور کہہ غار مین لاکر حضرت ابراہیم کو دیکھا یا آزر دیکھنے
جمال فرزند ارجمند سے نہایت خوش ہوا اور انکی ماں سے کہا کہ انکو گھر لے چلو تاکہ ملازمت نمرود مین لیجاؤن آزر
گیا اور اسکی بیبی لیجانے حضرت ابراہیم کو غار سے باہر نکالا تو شام کا وقت تھا غار کے گرد و پیش گھوڑے اور اونٹ اور
دنبے تھے حضرت ابراہیم نے اپنی ماں سے پوچھا کہ یہ کیا چیزین ہین اسنے ہر ایک کو بتا دیا حضرت ابراہیم نے کہا
انکا کوئی پروردگار ہے کہ جسنے انکو پیدا کیا ہے اور روزی پہونچاتا ہے انکی ماں نی کہا کہ کوئی مخلوق خالق سے خالی نہین
ہے کہ وہ اسکو پیدا کرتا ہے اور وہ اسکی پرورش کے ساتھ تربیت پاتا ہے حضرت ابراہیم نے کہا میرا پروردگار کون
ہے کہا مین کہ تیری ماں ہون کہا تیرا پروردگار کون ہے کہا آزر کہا اسکا پروردگار کون ہے کہا نمرود کہا نمرود کا
پروردگار کون ہے وہ اس بات پر خفا ہوئی کہ ایسی باتین مکہو کہ انمین خوف و خطر ہی اور معارج النبوۃ مین ہی کہ
انھون نے کہا خاموش کہ وہ رب عظیم ہے اور ایک روایت ہے کہ حضرت ابراہیم کی ماں نی کہا کہ پروردگار بادشاہ
ہے انھون نے کہا پروردگار اسکا کون ہی لیکن انکی ماں شرمندہ ہو گئی اور کچھ نہ کہہ سکی اور روایت ہی کہ حضرت ابراہیم
اپنی ماں سے پوچھا کہ میرا منھ اچھا ہے یا تیرا کہا تیرا منھ پھر کہا تیرا حسن زیادہ ہی یا میرے باپ کا حسن کہا میرا حسن پھر کہا
میرا باپ صاحب جمال ہی یا بادشاہ کہ تیرا باپ حضرت ابراہیم نے کہا اگر پروردگار میرے باپ کا بادشاہ ہو تو

اسنے

یعنی اسکا اپنے سے اچھا کیون پیدا کیا اور جو تو میرا پروردگار ہے تو نے مجکو اپنے سے اچھا کیون پیدا کیا حضرت ابراہیم کی ماں
جواب نہ دیسکی اور پریشان ہوکر نمرود کے پاس آئی اور کہا وہ لڑکا کہ جسکا وعدہ ہوا تھا کہ دین نمرود کو متغیر کریگا قیاس چاہتا
کہ تیرا ہی بیٹا ہے آزر نے حیران ہوکر کہا کہ میرا بیٹا کہان سا ہے تب تمام حال اسکے چھپانیکا اور پرورش پانیکا تہخانہ مین
اور پہاڑ مین اور محبت اور حجت کرنی اسکی اس سے بیان کی آزر نہایت خشمناک ہوکر اور انکے مارنے کے
قصد پر پسر کے غار روانہ ہوا اور وہان جاکر حضرت ابراہیم کو دیکھا مقلب القلوب نے اسکے دل مین محبت پیدا
کی کہ اپنے فرزند کو کچھ ضرر نہ پہونچا سکا اور حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کے ساتھ بھی وہی کلام اور جواب سوال جیسے
اپنی ماں کے ساتھ کیے تھے آخر جب حضرت ابراہیم نے کہا کہ نمرود کا خدا کون ہے آزر نے ایک طمانچہ مارا اور کہا اے
لڑکے خرد سال بزرگ نقال جسپر رحم ہوتا منھ بڑی بات منھ سے نہ نکال اور مواہب علیہ مین تفسیر سورہ انعام
مین لکھا ہے اور تفسیر منیر مین بھی یہی مذکور ہے کہ جب حضرت ابراہیم شہر کے اندر لائے گئے تو اونکے والدین انکو نمرود مردود کے
پاس لے گئے وہ آدمی نہایت بدشکل تہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسکو دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہے اور غلامان ماہ منظر اور کنیز
پری پیکر گرد تخت اس بدبخت کے صف باندھے ہوے کھڑے ہین حضرت ابراہیم نے اپنی ماں سے پوچھا کہ یہ کون ہے جسکے
دیکھانیکے واسطے مجکو لائے ہو کہا یہ سبکا خدا ہے حضرت ابراہیم نے کہا کہ یہ غلام اور لونڈیان گرد تخت کے ہین کون
ہین کہا یہ سب اسکے پیدا کیے ہوے ہین حضرت ابراہیم نے تبسم کیا اور کہا اے اماں یہ تمھارا خدا کسطرح کا ہے کہ اوسنے
اپنے سے اچھا پیدا کیا ہے بلکہ چاہیے تھا کہ سب سے اچھا ہوتا القصہ حضرت ابراہیم بتون کی خدمت کیا کرتے
اور جو لوگ کہ پوجتے تھے انکو برا کہا کرتے اور وہ لوگ انکے ساتھ مجادلہ کیا کرتے اور تفسیر مواہب علیہ مین قول
آیہ اذ قال لابیہ وقومہ ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون کہ جسوقت کہا حضرت ابراہیم نے واسطے
باپ اپنے کے اور قوم اپنی کے کیا ہین یہ پتلے کہ تم واسطے انکے گرد بیٹھنے والے ہو اور معالم مین لکھا ہے کہ وہ بہتر
صورتین تھین بعضے سونیکی اور بعضی چاندیکی اور بعضے لوہے کی اور بعضی پیتل کی اور بعضی لکڑی کی اور بعضی پتھر کی
اور تفسیر مین لکھا ہے کہ نمرود کی بت تھی جو سب مین بڑا بت تھا وہ سونیکا تھا اور اسکی دو آنکھون کی جاگہ دو گوہر شبتاب جڑے
ہوئے تھے اور تبیان مین لکھا ہے کہ وہ بت جانورون درندہ اور پرندہ اور چارپایون اور انسان کی صورت کے تھے
اور بقول بعضے لوگ ایک کی صورت تھے ہر چند ابراہیم نے ... اونہون نے حضرت ابراہیم کو جواب دیا کہ ہمارے بزرگ انکو پوجا
کیے ہین ہم بھی انکی تقلید کرتے ہین حضرت ابراہیم نے کہا بخدا تم اور تمہارے بزرگ تمہارے گمراہی روشن اور
ضلالت مبین پر تھے اور تم خطا پر ہو اور گمراہ ہوتا آنکہ نمرودیون نے ایکدن عید کا مقرر کیا تھا اس دن جنگل
مین جایا کرتے تھے اور شام تک تماشا کیا کرتے تھے شام کو وہان سے پھر کر بتخانہ مین آکر اور بتون کو سجدہ
کرکے باجے بجایا کرتے تھے اور پھر زمین پر سر رکھکر رسم پرستش کی بجالاکے اپنے اپنے گھر جایا کرتے تھے
جب حضرت ابراہیم نے دریافت کیا انکے ساتھ مناظرہ کیا انھون نے کہا کل عید ہے ہمارے ساتھ تو بھی
چل اور دیکھ کہ دین اور آئین ہمارے کیسے اچھے ہین حضرت ابراہیم نے پھر ان کا جواب انکو ندیا دوسرا

دن کہ عید کا ہوا اور یہ جانے لگے چاہا کہ حضرت ابراہیم کو بھی ساتھ لیجاوین حضرت ابراہیم نے بیماری کا بہانہ کر کے
عذر کیا کہ یہ انکے لیجانے سے باز رہے اور آپ چلے گئے انکے جاتے وقت حضرت ابراہیم نے چپکے سے کہا خدا کی
قسم جب تم تماشا گاہ مین جاؤ گی توین ان بتون کو توڑ ڈالونگا ایک نے انمین سے یہ بات سن لی لیکن کسی سے
کچھ کہا نہیں جب یہ چلے گئے تو خلیل رب جلیل نے ایک پتھر سے سب بتونکو توڑ ڈالا ایک بت کہ سب مین بڑا تھا اسکو
چھوڑ دیا اور تبر وکمان اسکی گردن پر رکھدی کہ شاید نمرودی آکر اس بت سے پوچھین کہ بتونکو کسنے توڑا اسواسطے
کہ معبود کی شان یہی ہوتا ہے کہ کل مشکلات مین اسکے ساتھ رجوع کرتے ہین اور غرض حضرت ابراہیم کی اس
عمل سے الزام دینا قوم کا تھا۔ القصہ جب نمرودی لوٹ کر بتخانہ مین آئے اپنے بتون کو ٹوٹا دیکھکر حیران ہو
اور کہا یہ کام ہماری خداؤن کے ساتھ کسنے کیا ہی اور اس امر مین تفحص اور تجسس کرنے لگے کہ کسی طرح بت
شکن کو پیدا کرین بعض شخص کہ بت توڑنے کے کلام حضرت ابراہیم سے سنے تھے دوسرے سے کہدئے
اور فی الحال زبان بزبان ایک سے ایک کو تمامی امرا اور نمرود تک معلوم ہوگیا اور معارج النبوۃ مین لکھا ہے
کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیم کے حاضر کرنیکا حکم دیا اور انمین رسم تھی کہ جو کوئی بادشاہ کے پاس آتا تھا تو پہلے
سجدہ کرتا تھا پھر گفتگو کرتا جب حضرت ابراہیم آئے رسم سجدہ بجا نہ لائے کہ انکی عادت تھی رعایت کی اور سجود ان
شکیل ان نمرود کے قیام کیا پوچھا کہ تو نے مجکو سجدہ کیون نہ کیا حضرت ابراہیم نے کہا مین اپنی پروردگار کے
سوا کسیکو سجدہ نہین کرتا نمرود نے کہا تیرا پروردگار کون ہی حضرت ابراہیم نے ربی الذی یحیی و یمیت
یعنی پروردگار میرا وہ ہی جو زندہ کرتا ہی اور مار ڈالتا ہی نمرود نے کہا انا احیی و امیت یعنی مین ہون وہ شخص
کہ زندہ کرتا ہون اور مارتا ہون۔ اور پھر کہا کہ دو آدمی قیدخانہ مین سے لے آؤ چنانچہ اسی وقت وہ دو آدمی کہ
ملازم لے آئے ایک کو مار ڈالا دوسرے کو چھوڑ دیا جسکو چھوڑ دیا اسکو احیا اور جسکو مار ڈالا اسکو اماتت تصور کیا ہے
سمجھا کہ احیا عبارت پیدایش اور حیات سے ہے نہ اُسکے چھوڑنے سے اور اماتت عبارت اسکا لینے روح سے بغیر
عمل قتل وغیرہ کے حضرت ابراہیم اگرچہ اس مفسدہ کو بخوبی جانتے تھے لیکن چونکہ ان گمراہونکی فہم قاصر ایسے امور
ساتھ نہ پہنچ سکتے تھے اور دلیل کے ساتھ کہ اس سے روشن تر تھی تمسک کیا اور کہا فان اللہ یاتی بالشمس
من المشرق فات بها من المغرب یعنی اگرچہ دعوی خدائی کا کرتا ہی پس تحقیق اللہ جل و علی لاتا ہی آفتاب کو ہر روز
اس فلک فیروزہ پر مشرق سے پس لا تو ای نمرود اسکو مغرب سے فبهت الذی کفر واللہ لا یہدی القوم الظالمین
یعنی پس مبہوت ہوا وہ جو کافر تھا اور اللہ نہین منزل مقصود کو پہونچاتا کافرون کو پس نمرود کہ کافر تھا دم بخود اور
متحیر رہ گیا حق سبحانہ تعالے نے حضرت ابراہیم سے فرمایا کہ قسم ہے مجکو اپنے عزت اور جلال کی کہ قیامت قائم نہین
ہوویگی جب تک کہ خورشید کو ایک دفعہ مغرب سے نہ نکال لونگا تا قدرت اور کمال میرا ظاہر ہووے جیسے کہ اس
مردود مطرود کی عاجزی اور میری قدرت ظاہر ہوئی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ حق تعالی نے حضرت
جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا تھا کہ اگر یہ لعین حضرت ابراہیم کو کہے کہ تو آفتاب کو مغرب سے نکال فی الحال

آفتاب

آفتاب کو مغرب سے نکال دینا اور کیا عجیب ہے کہ واسطے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آفتاب کو نکالا حضرت ابراہیم کو
اتنے مرتبہ میں بلند ترین انکی واسطے بھی نکال دیتا لیکن چونکہ نمرود مردود اس امر پر تعرض نکیا قیامت پر موقوف رکھا
پھر نمرود اور اور دن نے حضرت ابراہیم سے پوچھا ءانت فعلت ھذا بالھتنا یا ابراھیم یعنے کیا کیا تو نے کیا
یہ ساتھ خداؤں ہمارے کے ای ابراہیم یعنے توڑا ہے بتوں کو حضرت ابراہیم نے کہا تو تم ان سے پوچھو انھوں نے کہا بت کلام نہیں
کرتے اور کسی کا کلام نہیں سنتے حضرت ابراہیم نے کہا جو کہ نہ کہے اور نہ سنے خدا ہونیکے قابل نہیں ہے سب جواب
دینے سے عاجز اور شرمندہ ہوکر سرنگون ہوئے اور جب انکی کوئی حجت اور دلیل باقی نرہی تو انھوں نے حضرت
ابراہیم کے مار ڈالنے پر کمر باندھی اور کہا کہ ہم اسکو جلا دینگے **فصل دوسری** ڈالنا حضرت ابراہیم کا آتش
نمرودی میں اور گلزار ہونا اس آگ کا نمرود کی اور خواستگاری کرنی حضرت ابراہیم کی سارا خاتون کو اور
ہلاک ہونا نمرود مردود کا ساتھ لشکر مطرود کے قصص الانبیا میں لکھا ہے کہ شہر نمرود میں ایک تنور تھا
آہنی جب نمرود کسی پر بہت خفا ہوتا تھا تو اس تنور کو آگ سے بھر کر اس شخص کو اسمیں ڈالدیتے تھے کہ وہ
جل جاتا تھا جب یہ نمرود حضرت ابراہیم پر خفا ہوا کہا حضرت ابراہیم کو بھی اس تنور میں ڈالدو چنانچہ حضرت
ابراہیم کو اسمیں ڈالدیا لیکن بحکم خدای تعالے آگ نے حضرت ابراہیم کو کچھ ضرر نہ پہونچایا پھر نمرود مردود نے کہا
ابراہیم کو نکال کر جب حضرت ابراہیم کو باہر نکالا دیکھا کہ بال تک بھی اسکا نہ جلا پھر اہل مملکت کو جمع کر کے
ابراہیم کے حق میں کیا کہتے ہو کہا اب یہ مصلحت ہے کہ اسکو قید کرو اور ایک جگہ صحرا میں بہت سی لکڑیاں جمع
کر اور انکو روشن کر کے اسکو اس آتش میں ڈال دو ناچار اور بے اختیار آتش آتش بسیار میں جل جائیگا اور اپنے
جادو سے اسکو بجھا نہیں سکیگا اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ چالیس دن تک اور بعضے کہتے ہیں کہ زیادہ مہینے یا سات
برس تک قیدخانہ میں حضرت ابراہیم کو قید رکھا پھر نمرود نے حکم دیا کہ قریب ایک قریہ کے کوثہ کے گاؤں میں کہ
اسکو کوثی کہتے ہیں ایک چار دیواری چار کوس زمین میں بنائیں اور بلندی ان دیواروں کی سو گز کی کریں اور
مواہب میں لکھا ہے کہ ارتفاع ان دیواروں کا ساٹھ گز کا تھا اور بروایت مدارک طول انکا اسی گز کا تھا اور عرض
بیس گز کا اور معالم میں تفسیر سورۂ انبیا میں لکھا ہے کہ بعضی مردوں میں کہ بیمار تھے وہ کہتے تھے کہ اگر ہم اس مرض
سے شفا پاوینگے تو حضرت ابراہیم کے جلانیکے واسطے ہم بھی لکڑیاں لاوینگے اور بعضے وصیت کرتے تھے اپنی بیماری
میں کہ لکڑیاں خرید کر اس چار دیواری میں ڈالنا اور بعضی عورتیں نذر مانتی تھیں کہ اگر ہماری فلاں حاجت
بر آوے تو ہم بھی لکڑیاں اس میں جمع کریں اور شاگرد پیشہ اور دوکاندار ثواب جانکر لکڑیاں خرید کر اسمیں
ڈالتے تھے القصہ مہینے بھر تک انھیں لکڑیاں جمع کیا کیے کہ ان دیواروں کے اوپر تک لکڑیاں بھر گئیں تو پھر
تیل بہت سا اور گندھک کی گولیاں ڈالیں اور پھر اسمیں آگ دی جب آگ اسمیں بھڑک گئی اور ایسے شعلے اونچے ہوئے
کہ اسکے نزدیک کوئی نجا سکتا تھا تو حیران ہوئے کہ حضرت ابراہیم کو اس میں کیونکر ڈالیں ابلیس تلبیس نے
انکو تعلیم کیا کہ ایک منجنیق یعنے ڈھینکلی بنا کر اور اسپر ابراہیم کو بٹھا کر دور سے آگ میں پھینک دو اسوقت نمرود

کہ وزیر نے کہا اے نمرود اپنا پیراہن ابراہیم کو پہنا دیا چاہیے اگر یہ جل جاوے تو بہتر المراد و اگر نہ جلے تو کہئیے میں آ دی
کہ برکت پیراہن بادشاہ کے نہ جلا پس بادشاہ نے اپنا پیراہن حضرت ابراہیم کو پہنایا اور گردن میں طوق اور ہاتھوں
میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈالکر اور منجنیق پر بٹھا کر دور سے آگ میں ڈال دیا فی الحال بحکم ایزد متعال
حضرت جبرئیل ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لیے ہوئے حضرت ابراہیم کے پاس پہنچے اور کہا اگر تو کہے تو ایک
اپنا پر اس آگ پر ماروں اور اسکو دریائے محیط میں ڈال دوں حضرت ابراہیم نے کہا خدا تعالی نے تجھکو اسطرح
حکم کیا ہے کہا نہیں حضرت ابراہیم نے کہا جسطرح خدائے عزوجل نے فرمایا ہے اسیطرح کر جبرئیل نے کہا آیا تجھکو کوئی
حاجت ہے حضرت ابراہیم نے کہا مجھکو حاجت ہے لیکن تیرے ساتھ نہیں ہے حضرت جبرئیل نے کہا جسکے ساتھ ہے
اس سے اپنی حاجت چاہ حضرت ابراہیم نے کہا وہ میری حاجت جانتا ہے کہنے کی حاجت نہیں ہے چونکہ توکل خلیل
خدائے جلیل پر اور انقطاع اسکا سوا اسکے سے درست تھا خدا تعالی نے فرمایا قلنا یا نار کونی
بردا و سلاما علی ابراہیم یعنی اے آگ ہو تو خداوند برودت اور سلامت اوپر ابراہیم کے اور ابن عباس
کہتے ہیں کہ اگر نہ فرماتا برودت کے ساتھ سلامت کا لفظ ابراہیم برف میں گل جاتے۔ القصہ جب حضرت ابراہیم
آگ میں پہنچے طوق اور ہتھکڑیاں اور بیڑیاں اور جامہ نمرود سب جل گئے اور حضرت ابراہیم کو کچھ آسیب نہ
پہونچا اور بفرمان حضرت یزدان آگ سرد ہو گئی اور چشمۂ آب شیریں اسمیں پیدا ہوئے اور حضرت جبرئیل
نے سلطان الفردوس ایک تخت بلور اور جامۂ بہشتی حاضر کیے حضرت ابراہیم کو اسپر بٹھا دیا اور وہ جامہ پہنا دیا اور کہا اے
ابراہیم میں قدرت اس رب قادر سے تعجب نہیں کرتا ہوں لیکن تیرے صبر سے مجھکو تعجب آتا ہے کہ اس حال میں
تو نے سوائے خدا کے کسی سے حاجت نہ چاہی کہتے ہیں کہ جب آگ ٹھنڈی ہو گئی اور لکڑیاں کچھ جل گئیں تھیں
درختوں کی جڑیں ہو گئیں اور ان میں سبز شاخیں پیدا ہوئیں اور انمیں پھل پھول ظاہر ہوئے اور چاروں جانب
گوشہ تخت باغ جنت کی نرگس اور بنفشہ اگے کواشی نے از روئے روایات کی لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے
کہا میں ہرگز خوش عیش تر ان دنوں سے کہ جن دنوں آگ میں تھا نہیں رہا۔ اور جب حضرت ابراہیم کو آگ میں
ڈالا تھا تو نمرود ایک منارہ پر جا کر دیکھ رہا تھا جب یہ حال دیکھا کہا دریغا میری محنت ضائع ہوئی اور پھر
کہا کہ پتھر منجنیق پر رکھکر اسپر ڈالو جب وہ مردود پتھر پھینکتے تھے تو وہ ہوا میں معلق جمع ہوکر مثل ایوان کے
آگ پر بستی تھے تا آنکہ اس سے آگ بجھ گئی نمرود کا وزیر کہ اس مردود کے پاس منارہ پر کھڑا تھا کہا اے ابراہیم
تیرا خدا کیا اچھا ہے کہ تجھکو آگ میں محفوظ رکھا اور تفسیر معالم اور مواہب میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم دریائے
آتش نمرود کے اندر گئے فی الحال طوق اور زنجیر انکا جل گیا اور گرد انکے گل نرگس اور نسترن اور گلدستہ بنفشہ
اور یاسمن شگفتہ ہوئے اور چشمہ شیریں پیدا ہوئے اور سات دن تک اس آگ میں رہے اور نمرود نے بالائے قصر
سے دیکھا کہ حضرت ابراہیم ایک بوستان خوش اور گلستان دلکش میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک شخص
کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں معالم میں لکھا ہے کہ ملک الظل بصورت ابراہیم تھا جب نمرود نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم

ایک گلشن پربہار اور چمن لالہ زار مین خوش و خرم بیٹھے ہوے ہین اور گرداگرد انکے آگ شعلہ مار رہی ہی آواز دی کہ ای
ابراہیم خدا تیرا کہ جسکی قدرت اس مرتبہ کے ساتھ ہے دیکھتا ہون کہ بہت بزرگ خدا ہے مین اُسکی قربانی کرتا ہون
حضرت ابراہیم نے کہا میرا خدا تیری قربانی قبول نکریگا جبتک کہ تو اپنے کیش و ملت پر رہیگا اور حدیث مین آیا
ہے کہ نمرود نے ہزار گائین قربانی کین اور حضرت ابراہیم کی ایذا دینے سے باز رہا اور چند روز تک تردد مین رہا
اور تدبیر کیا کیا کہ کسیطرح مسلمان ہو جاوے لیکن بخوف اس امر کے کہ اگر مسلمان ہو جاونگا تو میری بادشاہت
کو نقصان پہونچیگا نہوا جب اوروں نے یہ حال مشاہدہ کیا جسکے جی مین آیا حضرت ابراہیم کے پاس آکر مسلمان ہوا
اور ایمان لایا از انجملہ ایک دختر نمرود تھی اور اسوقت مین حضرت ابراہیم کی سولہ برس کی عمر تھی ۔ معارج النبوۃ مین لکھا
ہے کہ جب حق تعالی نے آتش نمرود کو حضرت ابراہیم پر سرد کیا اور وہ اس آگ مین صحیح اور سالم باہر آئے بہت
بندگان خدا کہ منتظر اپنی عبودیت پر تھے حضرت ابراہیم کے ساتھ ایمان لائے چنانچہ انمین ایک لوط برادرزادہ
حضرت ابراہیم تھے یعنے لوط بن ہاران بن تارخ کہ آذر ہے ۔ اور حق تعالے نے انکو بھی دولت نبوت کے
ساتھ مشرف کیا ہے اور ایک سارا دختر عم حضرت ابراہیم تھی یعنے سارا بنت ہاران الاکبر تارخ آذر عم حضرت
ابراہیم اور ہاران پدر حضرت لوط حضرت ابراہیم کے بھائی اور ہاران پدر سارا حضرت ابراہیم کے چچا دونون
کا ایک نام تھا اور ایک رعفہ خاتون بنت نمرود کہ نہایت عقلمند اور نہایت ہوشمند تھی جب حضرت
ابراہیم کو آگ مین ڈالا بمبالغہ بسیار اپنے پدر نابکار سے اجازت چاہی کہ اس منارہ پر کہ اُن کے
حضرت ابراہیم کو دیکھون اور اُنکے حال سے واقف اور آگاہ ہون جب اسنے دیکھا کہ آگ مین حضرت
ابراہیم کے واسطے گلستان پربہار اور چمنستان لالہ زار بنی ہوے ہین اور بناز و اعزاز ایک تخت بہشتی
پر بیٹھے ہوے ہین کہا ای ابراہیم تیرا کیا حال ہے کہ تو آگ مین جلوہ افروز ہے اور آگ تیرے اوپر اثر
اندوز ہے حضرت ابراہیم نے وہین جواب دیا من کان فی قلبہ معرفۃ اللہ لم تحرقہ النار
یعنے جو شخص کہ ہو دل مین اُسکے معرفت اللہ کی نہین جلاتی اُسکو آگ رعفہ نے کہا اگر تو اجازت دے
تو مین بھی اس آگ مین تیرے پاس آؤن حضرت ابراہیم نے کہا لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ کہکر اس آگ
مین بیخوف و خطر چلی آ رعفہ خاتون نے وہان سے اوترکر کلمہ توحید پڑھا اور آگ مین قدم رکھا اور آگ
یکبار اُسکے قدم کے نیچے بجھ گئی اور افسردہ ہوئی اور یہ حضرت ابراہیم کے پاس صحیح اور سالم چلی آئی اور پھر
حضرت ابراہیم کے پاس اپنا ایمان تازہ کیا اور وہان سے سلامت بے ملامت اپنے باپ کے پاس پھر آئی
جب اُسکے باپ نے امان اور ایمان اسکا مشاہدہ کیا اُسکو تعجب پر تعجب ہوا لیکن ترس ملامت اور نقصان
مملکت سے اپنے دین باطل پر قائم رہا اور اپنی بیٹی کو راہ ارتداد پر دلالت کرنے لگا اور از روے شفقت کے اُنکا
نصیحت آمیز کہتا تھا اُسنے اُسکے کلام ضلالت انجام پر کچھ التفات نکیا پھر اُسنے تخویف و تعذیب کی بھی
اُسکو موثر نہوا تھا تا آنکہ رائے صواب اُس بدگہر نے اسپر قرار پکڑا کہ اُس پاکیزہ سیر کو سیاستگاہ دزدان

مین چارون ہاتھہ پانوٗن بندھے تھے جبکہ آفتاب سوزان مین دردمندگی حق تعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام
کو حکم کیا کہ اے جبرئیل کنیزک صاحب جلیل کے پاس جا اور اسکو دشمنون مین سے نکال کر ابراہیم کے پاس لیجا حضرت
جبرئیل نے رعفہ خاتون کو اس مہلکہ سے نجات دیکر حضرت ابراہیم کے پاس پہونچا دیا اور پھر وہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی خدمت اور مسافرت مین ہمراہ رہا اور حق سبحانہ نے اس دختر نیک اختر سے تین فرزند پہلنا بعد
ازان پیدا کیے اور یہ کوسنہ نبوت پر جلوہ افروز کیا واللہ الموفق ۔ القصہ جب حضرت ابراہیم آتش سوزان
سے سلامت باہر آئے اور چند گروہ انکے ساتھ ایمان لائے یہ قصہ افواہ عالم مین مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اہل
عالم کے دلون مین انکا اعتقاد بڑھتا گیا اور اعلام دین اسلام روز بروز بلند تر ہوتے اور نمرود مردود کے
باطن مین دہشت اور دہشت پیدا ہوئی ایکدن حضرت ابراہیم کو خلوت مین طلب کیا اور کہا تیرے
دین حدیث اور دعوت کے سبب سے میرے امور مملکت مین خلل عظیم پیدا ہوا اور تمام امور ملکی مین قصور واقع
ہوا اور فتور پیدا ہوا ہے سو بہتر یہ ہے کہ تو اپنے اصحابون کو لیکر ہماری دار الحکومت سے باہر چلا جا کہ تیرا پروردگار تیری حفظ
وحمایت اور مصالح اور کفالت مین ناصر اور معین ہوگا حضرت ابراہیم نے یہ امر قبول کیا اور شہر بابل سے
شام مین ہجرت کی اور ایک روایت مین اسطرح ہے کہ جب حضرت ابراہیم لوگون کو دعوت کرتے تھے نمرود
اور نمرودیون پر کمال دشوار گذرتا تھا اور وہ انکے مار ڈالنے کا قصد کرتے تھے اور بعضے کہتے تھے اسکا
قتل میسر نہین ہوسکتا چونکہ جلانا پیش رفت نہ گیا بہتر یون ہے کہ اسکو اس ملک سے نکال دیجیے جب حضرت
ابراہیم کو ارادہ اس قوم کا ایسا معلوم ہوا حضرت لوط اور سارا خاتون کو لیکر وہان سے ہجرت کی ایک
منزل چلے تھے کہ حکم الٰہی صادر ہوا کہ اے ابراہیم سارا خاتون کو اپنے نکاح مین لا اور بعضون سے
روایت ہے کہ اول وحی حضرت ابراہیم کو یہی آئی تھی ۔ اور سارا خاتون نہایت حسین اور نہایت جمیل تھی چنانچہ
بعضی روایت مین آیا ہے کہ حضرت یوسف کا حسن چند سارا خاتون سے تھا کہتے ہین کہ سارا خاتون بصورت
حور مین تھی لیکن یہ ایک تفاوت تھا کہ اسکے پاس حلہ ہاے بہشتی نہ تھے ۔ اور حیض سے پاک تھی غرض
یہ مشہور تھا کہ تمام عالم مین ایسا حسین دوسرا نہ تھا ۔ پھر حضرت ابراہیم نے بیس درم کو ایک خچر خریدا اور سارا
خاتون کو اسپر سوار کیا اسوقت حضرت ابراہیم کی عمر اڑتیس برس کی تھی ۔ تا آنکہ یہ حیران مین پہونچے اور
وہان چند روز رہے پھر حضرت ابراہیم نے شہر مصر کا قصد کیا اور بعضے کہتے ہین کہ سارا ملک حیران کی بیٹی
تھی جب حضرت ابراہیم نے جانب حیران ہجرت کی تھی تو اسکو اپنے نکاح مین لائے تھے واللہ اعلم
بالصواب اور صاحب کشاف نے تفسیر سورہ عنکبوت مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کی ہنگام ہجرت پچھتر
برس کی عمر تھی اور اسی سال مین ایزد متعال نے حضرت ابراہیم کو بطن ہاجرہ کنیزک سارا خاتون سے حضرت
اسمٰعیل عطا فرمائے اور قصص الانبیا مین لکھا ہے کہ سارا بادشاہ کی بیٹی تھی کہ حضرت ابراہیم نے اشعار راہ دین
اسکی خواستگاری کی تھی اور اسکی حقیقت اسطرح پر ہے کہ جب حق تعالی نے حضرت ابراہیم کو آتش نمرودی سے

خلاص کیا اور یہ شہر شام کیطرف روانہ ہوئے اثنا راہ مین ایک شہر مین وارد ہوئے دیکھا کہ وہان آدمی اچھے اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہین ایک میدان مین چلے جاتے ہین اُنسے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو اُنھون نے کہا یہانکے بادشاہ کی ایک بیٹی ہے کہ خوبصورتی مین اپنا نظیر نہین رکھتی ہرچند اطراف اور جوانب کے بادشاہزادے اسکی خواستگاری کرتے ہین اور عاشق اور فریفتہ اسپر ہوتے ہین وہ قبول نہین کرتی ہے کہ جو پسند آوے گا اُسکی وصلت قبول کرونگی سات دن ہو چکے ہین کہ لوگ صحرا مین جمع ہوتے ہین اور وہ سب کو دیکھتی ہے لیکن کسی کو قبول نہین کرتی ہے حضرت ابراہیم بھی اُنکے پاس جاکے ایک کونے مین بیٹھ رہے وہ دختر ستر لونڈیون کے ساتھ شہر پناہ پر گھوڑے سوار ہوئی اور ترنج زرین مرصع ہاتھ مین لیے ہوئے تمام میدان مین لوگونکو دیکھتی پھرتی تھی جب حضرت ابراہیم کے نزدیک پہونچی اور نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جبین حضرت ابراہیم سے تابان اور درخشان دیکھا اُنکے جمال عدیم المثال پر عاشق ہوئی اور وہ ترنج اُنکی گود مین ڈالدیا اور آپ جاکر تخت پر بیٹھ گئی پھر حضرت ابراہیم کو اُسکے باپ کے پاس لائے اُسنے دیکھکر اپنی بیٹی سے کہا کہ تجھکو اچھا خاوند ملا لیکن مسافر ہے پھر تمام شہر کے بزرگ جمع ہوئے اور اُنکی شادی ہوئی اور دختر بادشاہ کا سارا خاتون نام تھا اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے آتش نمرودی سے نجات پائی اور ایمان لائے اپنی قوم اور باپ سے مایوس ہوئے وطن چھوڑکر بسمت حیران اپنے چچا کے پاس کہ ہاران نام تھا تشریف لیگئے ہاران نے اپنی بیٹی کو کہ سارا خاتون نام تھا اُنکے نکاح مین کردیا اور بکمال دلجوئی اور خاطرداری اپنے پاس رکھا اور غرض ہاران کی اس امر سے یہ تھی کہ حضرت ابراہیم بطمع مال و متاع دنیوی اور زن و فرزند اپنے دین سے پھر جاوین معاذ اللہ من ذالک جب حضرت ابراہیم نے توحید پر اصرار کیا اور سارا خاتون بھی اُنکے ساتھ متفق ہوگئین اور پرستش بت پرستی کو نام دھرنے لگے ہاران نے آشفتہ ہوکر اثاث البیت اُنسے چھینلیا اور ان دونونکو اپنے گھر مین سے نکال دیا حضرت نے سارا خاتون کو ہمراہ لیا اور سارا خاتون نے اُنسے کہا کہ تم میرے ساتھ عہد کرو کہ مین ہرگز تمھاری نافرمانی نہین کرونگا بشرطیکہ تم بھی میری فرمانبرداری مین رہوگے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بات پر عہد کیا اور وہان سے روانہ ہوئے اور سوای حضرت لوط کے کہ برادر زادہ اُنکے تھے کوئی اور ہمراہ نہوا۔ القصہ حضرت ابراہیم نے مصر کے جانے کا قصد کیا اتفاقاً وہان ایک بادشاہ جبار نہایت ظالم اور کمال خونخوار مسلط تھا کہ مردم آزاری اُسکی عادت تھی اور جو عورت خوشرو ہوتی تھی اُسکے مالک اور وارث سے چھین لیتا تھا اور اگر اُسکا خاوند ہوتا تھا تو اُسکو قتل کروا ڈالتا تھا اور اگر بھائی یا کوئی اور وارث ہوتا تھا تو اُسکو قتل نکرتا تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس شہر مین داخل ہوئے اور یہ حقیقت سُنی اُنکو اضطرار اور تردد لاحق ہوا کسواسطے کہ سارا خاتون حُسن اور جمال مین عدیم المثال تھین چنانچہ حدیث شریف آیا ہی کہ جو حُسن اور جمال اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا نصف اُسکا حضرت یوسف علیہ السلام کو

دیا تھا اور چھپا رکھا سارا خاتون کو اور باقی جمیع بنی آدم کو۔ القصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارا خاتون سے
کہا کہ یہاں کے بادشاہ کی اس طرح پر عادت ہے اگر اس ظالم کے پیادے تمھاری لیجانے کے واسطے آویں تو تم
یہ ظاہر کرنا کہ میں تمھارا شوہر ہوں بلکہ کہنا کہ یہ میرا بھائی ہے کسواسطے کہ میں باعتبار دین اسلام کے تمھارا
بھائی بھی ہو سکتا ہوں حق تعالیٰ تمکو اس ظالم کے ہاتھ سے محفوظ رکھیگا اور میری ناموس کو ضائع نکریگا۔
ناگاہ اس بادشاہ کے گردیوں نے حسن اور جمال سارا خاتون کا سنکر بادشاہ سے عرض کیا کہ اس شہر میں
ایک عورت وارد ہوئی ہے کہ حسن و جمال میں بے نظیر ہے اس ظالم نے کہا اسکو جلد لے آو اور اگر شوہر رکھتی
ہو تو اسکو مار ڈالو پیادے حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور پوچھا یہ عورت کہ تمھارے ہمراہ ہے تمسے کیا علاقہ رکھتی
ہے حضرت ابراہیم نے کہا کہ یہ میری دینی بہن ہے انھوں نے حضرت ابراہیم کو تو چھوڑ دیا اور سارا خاتون کو زبردستی
سے لیگئے حضرت ابراہیم نے جب یہ حال دیکھا نماز کے واسطے کھڑے ہوکر مشغول بدعا ہوا اور جب سارا خاتون
اس ظالم کے پاس پہنچیں بمجرد انکے دیکھنے کے وہ ملعون فریفتہ حسن و جمال اس خاتون کا ہوا اور چاہا کہ کچھ
ادبی کرے سارا خاتون نے کہا کہ مجکو مہلت دو کہ ابھی غبار راہ مجھپر پڑا ہوا ہے ذرا دھولوں اور اپنی رسم عبادت
کر لوں پھر جو کچھ تیرا دل چاہے سو کرنا اس نابکار نے کہا کہ جلد آفتابہ اور طشت حاضر کرو اور یہیں ہاتھ منھ انکا
دھلاؤ سارا خاتون نے وضو کیا اور نماز کے واسطے کھڑی ہوئیں اور نماز کو طول دیا اور دعا میں مشغول
ہوئیں اس ظالم نے دیکھا کہ نماز سے کسی طرح فراغت نہیں کرتی چاہا کہ عین نماز میں انکی بیباکانہ بے ادبی
کرے سبکو اس مکان میں سے ہٹا دیا اور خلوت کی اسی ارادے سے کہ انپر دست درازی کرے فوراً اسکے
دونوں ہاتھ خشک ہوگئے اور مرگی میں آنکر گر پڑا اور دم بند ہوگیا اور کف منھ سے جاری ہوے جب
سارا خاتون نے دیکھا کہ اس ظالم کا یہ حال ہوگیا انکو خوف ہوا کہ مبادا اسکے گھر کی آواز سے
چوکیدار خبردار ہوکر چلے آویں اور مجکو اسکے قتل کے ساتھ تہمت لگاکر مار ڈالیں جناب الٰہی میں دعا کی کہ بار
خدایا اس ظالم کو نجات دے کہ اسکو عبرت حاصل ہووے جب یہ ہوش میں آیا اسنے پھر وہی ارادہ کیا
اور پھر وہی مرض لاحق ہوا چنانچہ تین مرتبہ اسی طرح یہ امر ظہور میں آیا آخر کو تیسری دفعہ اسنے کہا اس عورت
کو لیجاؤ کہ یہ آدمی نہیں ہے جنیہ ہے یا ساحرہ اور اس شہر سے نکال دو اور اسی قسم کی میرے پاس ایک
اور عورت ہے ہاجرہ نام کہ اسکو قبطیوں سے میں نے لیا تھا اور اسپر بھی قادر نہیں ہوا اسکو بھی اس کے
حوالہ کرو۔ القصہ سارا خاتون ہاجرہ کو لیکر اسکے پاس صحیح اور سلامت نکلے سلامت اپنے مقام پر آئیں اس وقت
حضرت ابراہیم نماز میں مشغول تھے جب سارا کو دیکھا سلام پھیر کر پوچھا کیا حال ہے سارا خاتون نے کہا
خیریت ہے حق تعالیٰ نے اس ظالم کا ہاتھ کوتاہ کیا اور ایک لونڈی ہمکو دی ہے کہ ہاجرہ نام ہے حضرت ابراہیم
خوش ہوئے اور تفسیر بحر المواج میں ہے کہ بوقت بخشش اس لونڈی کے یہ کہا کہ ہاجرک یعنی یہ اجر
تیرا ہے اسواسطے اسکا نام ہاجرہ ہوا تھا۔ القصہ خاتون نے بتفصیل بیان کیا اس بادشاہ جبار کا ظاہر کیا حضرت

ابراہیم

قصر کا دریا میں گرا اور باقی نمرودیوں کے گھروں پر آ رہا اور ایک آواز مہیب ایسی پیدا ہوئی کہ ساری قوم
کی زبان تبلبل یعنی درہم اور برہم ہو گئی اور انکے کلام اور سخن مختلف ہو گئے اور وجہ تسمیہ اس شہر کا کہ جسکا نام
تھا بابل ہو گیا یہی ہے محمد بن جریر طبری نے لکھا ہے کہ تمام آدمیوں کی زبان نمرود کے زمانہ میں سریانی تھی جب وہ
محل گر پڑا تو انکی زبانیں مختلف ہو گئیں اور ہر قوم ایک زبان خاص کے ساتھ کلام کرنے لگی کہ دوسری قوم
اسکو سمجھانی تھی اور نہ سمجھتی تھی اور بسبب خلقت ہلاک ہو گئی نمرود مردود نہایت خفا ہوا اور کہا آسمان پر جاتا
ہوں اور خدائے ابراہیم کے ساتھ کہ اُسنے میرا منارہ گرا دیا ہے جنگ کرتا ہوں پھر چار گرگسوں کو پرورش کیا
جب وہ کمال قوی ہوئے تو ایک صندوق چہار گوشہ بنایا اور اُس میں ایک دروازہ اوپر اور ایک نیچے رکھا اور
اسکے چاروں طرف چار نیزے کہ لار کہ چاہے انکو اوپر اور چاہے انکو نیچے کرسکے لگائے پھر اُن گرگسوں کو کئی دن
بھوکا رکھا اور چار مردار جانور اُن چار نیزوں پر پرو کر اطراف صندوق کو اُن گرگسوں پر باندھا اور آپ اور
ایک شخص اُس صندوق میں بیٹھ گیا چاروں گرگس بسبب نہایت بھوک کے اوپر کو مرداروں کی جانب میل کرکے
صندوق لیکر اوڑے تین رات دن کے بعد نمرود نے اوپر کا دروازہ کھول کر نگاہ کی آسمان کو اتنا ہی دور
دیکھا جتنا زمین پر دیکھتا تھا پھر اپنے رفیق کو کہا کہ تو نیچے کا دروازہ کھولکر دیکھ کہ کیا دکھائی دیتا ہے اُسنے
دیکھ کر جواب دیا کہ پانی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا پھر ایک رات دن کے بعد اوپر کا دروازہ کھولکر دیکھا وہی نظر
آیا جو پہلے دیکھا تھا اور اسکے رفیق نے نیچے کا دروازہ کھولکر دیکھا سوائے تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا نمرود کو
خوف ہوا اور ڈرنے لگا ناچار اُن نیزوں کو مرداروں کے ساتھ اُلٹا کیا گرگسوں نے نیچے کو میل کی اور
نیچے آتے وقت ایسی آواز مہیب گرگسوں کے پروں سے ظاہر ہوئی کہ یقین ہوا کہ اب پہاڑ اپنی جگہ سے اُکھڑ
جائینگے منتخب حیواۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ گرگس ایک جانور ہے تمام جانوروں سے عظیم الجثہ اور سریع الطیران کہ قریب
کہ ایک دن میں مشرق سے مغرب تک سیر کرتا ہے اور قصص الانبیا میں ہے کہ نمرود کے دل میں جب یہ داعیہ
پیدا ہوا کہ آسمان پر جائے تو بہ تعلیم ابلیس پر تلبیس اُسنے حکم دیا کہ چار گرگس لا کر پرورش کریں اور ایک
صندوق بنائیں کہ دو آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش رکھتا ہو اور اُس میں دو دروازے ہوں ایک اوپر
اور ایک نیچے اور اُسکے چاروں کونوں میں چار چوب نصب کریں اور ہر چوب پر گوشت کا ٹکڑا لٹکا دیں
اور پھر ایک شبانہ روز انکو بھوکا رکھ کر اُس صندوق کو اُنپر باندھ دیں کہ وہ گوشت کی طرف قصد کر کے اوپر
کو اوڑیں جب یہ صندوق تیار ہو چکا تو آپ اور ایک خواص اُسمیں بیٹھا اور گرگس صندوق کو لیکر
اوڑے تین دن کے بعد نیچے کا دروازہ کھولا تمام روئے زمین پر پانی پانی نظر آیا پھر اوپر کا دروازہ کھولا اور
تیر کمان میں جوڑا خواص نے کہا یہ تیر کسکو مارینگا کہا اُسکو جو اُس صندوق کے اوپر ہے وہ خدا ہے کہ یہ سب کچھ جو ہے
کیا ہے نمرود اُسپر غصہ ہوا اور اُسکو نیچے گرا دیا خود با خدا تعالیٰ نے جو اُسکا بہشت میں لے گیا پھر نمرود
وہ تیر آسمان کی طرف چھوڑا اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کے خون میں آلودہ کر کے نمرود کو پاس

رد کیا اسنے خوش ہو کر اس گوشت کو کیا پر بھا پچھے کیا گرگسون نے نیچے کا قصد کیا جب زمین پر آیا تو پھر حضرت
ابراہیم علیہ السلام اُنکے پاس گئے اور کہا ایمان لا اُسنے کہا مین نے تیرے خدا کو مار ڈالا یہ تیر خون آلودہ موجود ہے
حضرت ابراہیم نے کہا میرے خدا کو کوئی نہین مار سکتا کہا تیرے خدا کا کتنا لشکر ہے حضرت ابراہیم
نے کہا اسکے لشکر کا شمار سوا اسکے کوئی نہین جانتا کہ وما یعلم جنود ربک الا هو یعنی اور کوئی
نہین جانتا لشکرون پروردگار تیرے کو مگر وہ آپ ہی نمرود نے کہا مین اپنا لشکر جمع کرتا ہون تو خدا کا
لشکر جمع کر تیرے ساتھ لڑونگا پھر اس مردود نے اپنی تمام سپاہ کو زمین پر جمع کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے مناجات کی کہ الٰہی اجازت ہو تو مین بھی تیرے لڑنے کے واسطے آیا ہے اسکو ہلاک کر حضرت ابراہیم کی دعا
قبول ہوئی اور فرشتون کو حکم ہوا کہ ایک سوراخ کوہ قاف مین سے کھول دو اور بعد ہر سوار نمرود کا ایک
ایک مچھر بھیجدو وہ مچھر جمع ہو کر ابر کے مانند ہوا مین آئے حضرت ابراہیم نے کہا دیکھ یہ ہی خدا کا لشکر نمرود
نے علم کھڑے کرو اور نقارے بجاؤ آدمی غل مچانے لگے اور بوق پھونکنے لگے تا مچھرون کا لشکر منتشر
ہو جاوے لیکن کچھ فائدہ نہوا ہر سوار پر ایک مچھر بیٹھ گیا اور ہر ایک مچھر اپنی خرطوم سے ہر ایک کا مغز اور
گوشت اور رگ و پے کھا گیا اور ایک ذرہ اسکے بدن کو باقی نچھوڑا ان مچھرون مین ایک ایسا
مچھر تھا کہ وہ ایک پاؤن سے لنگڑا اور ایک آنکھ سے کانڑا اور تمامی اعضا کرن مین سے ایک اعضا
سے زیادہ نہین رکھتا تھا اسنے خدا تعالی سے درخواست کی کہ یا الٰہی نمرود کا ہلاک میرے ہاتھ ہووے چنانچہ
اسکی دعا قبول ہوئی نمرود مردود اپنے محل مین بیٹھا ہوا فکر کر رہا تھا کہ وہ لشکر کس بنیاد گیا اسکے زانو پر آن
بیٹھا اسنے اپنی جورو سے کہا ایسے جانور تھے کہ جنھون نے میرے لشکر کو ہلاک کیا اور یہ انمین سے ایک [illegible]
فی الحال وہ مچھر وہان سے اڑکر ناک کے رستے سے اسکے دماغ مین گھس گیا اور اسکا مغز کھانے لگا یہ دم
بدم ہوتا تھا کبھی کھڑا ہو جاتا تھا اور کبھی بیٹھ جاتا اور گاہ لیٹتا اور لوٹتا غرض کچھ علاج نہ بن آتا تھا لیکن
اگر کوئی کچھ اسکے سر پہ مارتا تو کاوش اس مچھر کی کم ہو جاتی تھی اور اسکو تسکین ہوتی ورنہ پیچ و تاب
کھایا کرتا پھر بامر الٰہی چالیس دن کے بعد حضرت ابراہیم نمرود کے پاس آئے اور کہا کہہ لا الہ الا اللہ
ابراہیم رسول اللہ نمرود نے کہا کون ہے کہ گواہی دے کہ خدا ایک ہے اور تو رسول ہے جب یہ کہا کہ وہان
اثاث البیت سے تمام فرش اور ہتھیار وغیرہ سبنے بزبان فصیح اور بیان صریح کہا لا الہ الا اللہ ابراہیم رسول
اس مردود نے کہا سب اسباب جلا دو اور دریا مین ڈالدو پھر کہا اب کون ہے کہ گواہی دیوے پھر
دیوارین اور ستون اور دروازے کلمہ توحید اور رسالت کے ساتھ گویا ہوئے لعین نے کہا انکو بھی اکھاڑ
ڈالو اور جلا دو اور کہا اب کون ہے کہ گواہی دیوے حضرت ابراہیم نے کہا کہ اب تیرے بدن کے کپڑے
انھون نے بھی اسی طرح گواہی دی۔ اور اُسنے خفا ہو کر کپڑے بھی اتار ڈالا اور جلا دیا اور کہا اب کون ہے
جو گواہی دیوے اسوقت حضرت جبرئیل آئے اور کہا اے ابراہیم کافر بڑا [illegible] ہے خدا ڈرتے اور ایمان

سے آتے ہیں لیکن یہ اور زیادہ کفر کرتا ہے اب اسکی ہلاک ہونے میں دیر نہیں چاہیے فی الحال مچھر اسکی ناک میں سے
باہر نکل آیا اور نمرود مر گیا اور ایک روایت میں ہے کہ نمرود کا ایک نوکر تھا وہ اسکے سر پہ موگری کی مارتا
تھا جب اسکو قرار ہوتا تھا تا آنکہ چالیس رات دن اسی طرح پہ گذرے اور وہ عاجز ہوا ایکدن خفا ہو کر ایک
ایک مرتبہ ایسے زور سے وہ موگری اسکے سر پر ماری کہ سر اسکا پھٹ گیا اور اسی وقت مر گیا اور وہ مچھر مرغ کے
مثال اسکے منخرین سے نکل کر اڑ گیا اور لباب میں لکھا ہے کہ خدا تعالے نے نمرود کو مبتلا کیا ساتھ ایک مچھر
کے کہ اسکی ناک کے رستے سے دماغ میں چلا گیا اور رام الدماغ میں رہنے لگا اور بڑا ہو گیا اور چار سو برس تک
اسکے دماغ میں رہا اس مدت میں جب اسکے سر پر لکڑیاں مارتے تھے تو اسکو ذرا تسکین ہوتی تھی کچھ جو
آدمی قوم نمرود میں سے باقی رہے تھے وہ ایمان لائے اور حضرت ابراہیم کے ساتھ شام کو گئے اور راہ میں
اکثر لوگ اور شہروں کے بھی ایمان لائے اور مسلمان ہوئے

فصل تیسری

ولادت حضرت اسمٰعیل اور آباد
کرنی انکی حریم حرم محترم میں روضۃ الصفا میں مذکور ہے کہ جب حضرت وہاب نے اخذ نعمت اور عطیے لذت
قبالت صفات و نبالت علیاء نے حضرت ابراہیم کو بکثرت حواشی و خدم و خیل و حشم و دواب انعام اور مواشی
اور اغنام اور مزارع و ضیاع و بیوت اور بقاع منتظم فرمایا تو انکی خاطر مبارک میں آیا کہ حضرت الوہیت
نے الطاف بے غایت اور اعطاف بے نہایت ارزانی فرمائی ہیں اور نعمت دنیا و آخرت تمام عنایت
کی ہے اگر ایک فرزند بھی کرامت فرمائے کہ وارث منصب نبوت اور رسالت اور خلق اللہ کو مسلک شریعت
قویم اور منہج مستقیم داعی ہو تو سلسلہ ہدایت میری نسل میں جاری رہے چنانچہ اسکا تذکرہ ازروے تاسف
اکثر فرماتے اور دعا مانگتے تھے اور چونکہ اب تک سارا خاتون بتقدیر ربانی اور قضاء سبحانی صاحب نتاج سے
معطل اور عاری تھیں یعنے انکے کوئی لڑکا بالا پیدا نہ ہوا تھا لیکن از فرط رغبت حضرت ابراہیم علیہ السلام
بوجود فرزند دوام خیال کرتی تھیں کہ اس باب میں کوئی تدبیر کیا چاہیے آخر الامر باشارہ ملہم توفیق ہاجرہ
کو انکی خدمت میں دیا اس نیت سے کہ شاید آنحضرت کی تمنا حاصل ہووے اور اس سے کوئی فرزند پیدا ہو
اور چونکہ ہاجرہ بغایت جمیلہ اور خورد سال تھیں بشرف مصاحبت اور مضاجعت آنحضرت کے مشرف ہوئیں
اور اسی وقت انکا قالب مطہر صدف گوہر وجود اسمٰعیل ہوا پھر بعد انقضاے مدت حمل ایک فرزند ارجمند پیدا
ہوا کہ ہرگز دیدہ بصیرت مادر دہر نے اسطرح کا چہرہ نورانی نہ دیکھا تھا اور قابلہ روزگار نے ایسا طفل بے
مثل پرورش نکیا تھا - اور انکا نام بزبان عبرانی اشموئیل رکھا آخر کو بسبب کثرت استعمال اسماعیل ہوگیا
حضرت ابراہیم کو انکے ساتھ محبت عظیم پیدا ہوئی اکثر اوقات انکو گود میں لیتے تھے اور سارا خاتون کو بمشاہدہ
اس حال سے رشک آتا تھا - بنابرین انھوں نے قسم کھائی کہ تین عضو اعضاء ہاجرہ سے قطع کریں جبکہ
ہاجرہ اس حال سے مطلع ہوئیں بارادہ فرار روپوش ہوگئیں اور حضرت ابراہیم نے سفارش
کرکے التماس کیا کہ انکے کانوں کی لویں چھید کر کچھ اندام نہانی انکے سے قطع کریں تا انکی قسم راست ہووے

اور

اور سارا خاتون نے اس امر کو قبول کیا حضرت ابرہیم نے انکو بیدا کیا اور جس طرح سے کہ فرمایا تھا ہاجرہ کے ساتھ
عمل مین آیا اس سبب سے کانون مین سوراخ اور عورتون خفتنہ کرنا سنت ہوا۔ اور باوجود اس گوشمالی کے
بھی شوق محبت سارا نے تسکین نہ پائی اور ہمیشہ رشک ہاجرہ اور اسمٰعیل سے اندوہگین رہتی تھین اور تفسیر
عزیزی مین لکھا ہے کہ حضرت ابرہیم بخوف ملول ہونے سارا خاتون کے اسمٰعیل کو بظاہر نظر محبت نہ دیکھتے تھے
ایکدن بحکم جبلت بشری ایک مکان مین تنہا اسمٰعیل کو ہاجرہ کی گود مین دیکھا اور مہر پدری نے غلبہ کیا اپنی
گود مین لیکے انکے رخسارون پر چند بوسے دیے ناگاہ سارا خاتون نے دیکھ لیا اور انکو نہایت شاق گذرا کہ
اسمٰعیل کو اور انکی مان کو جہان کہ عمارت اور زراعت نہو وہی لیجا کر چھوڑ آؤ اور حضرت ابرہیم کہ کثرت خوف
سارا سے ممنون اور مرہون تھے انکی مخالفت کو قرین مروت نہجانتے تھے بلکہ حضرت رب الارباب کو بھی
باب موافقت اور دلجوئی مین مامور ہوئے تھے فورا براق برق رفتار پر سوار ہو کر اور ہاجرہ اور اسمٰعیل کو
ایک اور سواری پر سوار کر کے بدلالت اور ہمراہی حضرت جبرئیل کہ مکہ معظمہ کیطرف متوجہ ہوئے اور بعد طے
منازل و قطع مراحل حرم کے قریب پہونچے حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت ابرہیم سے کہا امر الٰہی
اس طرح ہے کہ ان دونون مان بیٹون کو یہین پر چھوڑ دو بعد ازان ہاجرہ و اسمٰعیل باشارہ حضرت ابراہیم
زیر سایہ درخت کہ قادر مختار نے اس مکان بے آب مین محض اپنی قدرت سے سبز فرمایا تھا اترے اور اس
وقت مین طائفہ عمالقہ خارج حرم محترم مین اقامت رکھتے تھے الغرض حضرت ابرہیم نے تین شبانہ روز
اس مقام مین انکے ساتھ بسر کی اور وہ موضع کہ نہایت خشک اور سنگلاخ خالی از منظر و کاخ تھا اور اسکی
ہوا گرمی اثیر سے مشعر اور ہمیشہ زمین اسکی معدن کبریت سے مخبر گویا کہ خاک سوختہ اسکی آتش طبیعت
اور ریگ تفتہ اسکی برنگ یاقوت احمر تھی۔ القصہ جب حضرت ابرہیم نے وہان سے پھرنیکا قصد کیا ہاجرہ
نے تضرع و زاری کرنی شروع کی اور کہا مین عاجزہ اور ضعیف و زار اور یہ طفل شیرخوار اور دشت بے انیس
و غمخوار اور کوہسار سراسر آزار ہے تو کسکو سونپے جاتے ہو حضرت ابرہیم نے رو کر کہا تمھین خدائے تعالی حافظ
حقیقی کو سونپا کہ اسکا حفظ تمام و کامل اور مقصود تمہارا اسکے الطاف سے حاصل ہوگا ہاجرہ نے کہا
رضیت باللہ (یا حسبی اللہ) و علیہ توکلت اور حضرت ابرہیم اس مکان سے روانہ ہوئے اور اعلاے
ثنیہ پر پہونچکر بجانب اسمٰعیل اور ہاجرہ نگاہ کی اور انکو بے خانمان اور بے آب و نان اور بے یار و غمگسار اس
بیابان کوہسار مین تنہا دیکھا اور دست دعا اٹھا یا ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند
بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوة فاجعل افئدة من الناس تہوی الیہم وارزقہم من الثمرات
لعلہم یشکرون یعنے اے رب میری تحقیق مین نے بسائی ہے اولاد اپنی بیچ میدان بن کھیتی کے نزدیک گھر تیرے
باحرمت کے اے پروردگار میرے تاکہ قائم رکھین نماز کو بس کر دل کتنے لوگون کے کہ جھکتے ہون طرف انکے
اور رزق دے انکو میوون سے تاکہ وہ شکر کرین۔ القصہ حضرت ابرہیم با چشم پر آب محزون اور غمگین مقام

شام کو روانہ ہوئی اور جب ہاجرہ کے پاس آب و طعام ہوچکا تو حضرت اسمعیل اور انکی مان پر تشنگی غالب ہوئی
اور ہاجرہ کا دودھ خشک ہوگیا تو انکو گمان ہوا کہ اب بجز مرگ کے چارہ نہین معلوم ہوتا اور حضرت اسمعیل نے
اضطراب اور بیتابی کرنی شروع کی ہاجرہ مشاہدہ اس حال سے تاب بیتابی فرزند دلبند نہ لاسکی اور نہایت
اضطراب سے تلاش آب مین کوہ صفا پر چڑھین تا دیکھین کہین پانی یا آبادی نظر آتی ہے یا نہین ایک لحظہ
وہان ٹھہر کر اطراف و جوانب کو دیکھا لیکن دور و نزدیک کوئی مقام آباد نظر نہین آیا اور کوئی فریادرس
دکھائی دیا مجبور وہان سے اتر کر اور کچھ سنبھال کر جلدی جلدی چلنا شروع کیا تا آنکہ اوس وادی سے
گذر کر کوہ مروہ پر آئین اور وہان بھی قدرے توقف کیا اور پانی کا کچھ پتا نپایا چنانچہ سات مرتبہ اسی طرح سے
سعی کی کہ اسی دستور سے اب تک حاجی اُسکے ساتھ عمل کرتے ہین اور ہر دفعہ مین اپنے جگر گوشہ کی خبر لیتی تھین
کہ تا کوئی جانور درندہ ضرر نہ پہونچائے آخرکار جانب صفا سے انکے کان مین ایک آواز آئی اسطرف دھیان
کیا اور خوب طرح سے دیکھا کچھ نظر نہ آیا پھر اُس مکان کیطرف کہ جہان حضرت اسمعیل کو چھوڑ آئی تھین
ایک جانور درندہ کی آواز سُنی گھبرا کر جلدی سے اُسکے پاس آئین دیکھا کہ چشمہ آب خوشگوار انکے روبرو
جاری ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اُسوقت حضرت اسمعیل کو ایڑیان رگڑتے اور اُنکے پانؤن کے نیچے سے
پانی اُبلتے دیکھا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل کے پاشنہ سے زمین شگافتہ ہوئی اور چشمہ آب جاری
ہوا اور ان دونون نے پانی پیا اور محنت گرسنگی اور زحمت تشنگی سے نجات پائی اور ہاجرہ نے چاہا
کہ مشک یا سبو زمزم سے بھر لین حضرت جبرئیل نے کہا کچھ حاجت نہین کہ یہ پانی ہمیشہ رہیگا کہتے ہین کہ ہاجرہ کنکر
پتھر اور خاک نمناک چشمہ مین سے سوت سوت کر نکالتی تھین تا پانی زیادہ آوے اور چشمہ کے گرد تھالا بناتی تھین
تا ضائع ہووے اس اثنا مین ایک آواز جانب آسمان سے سُنی کہ پانی کے بہنے سے خوف نکر کہ فیاض عالم
نے اس چشمہ کو تیرے فرزند کے واسطے جاری کیا ہے اور یہ کبھی خشک نہین ہونے کا اور اللہ تعالے
اس سعادتمند کو بشرف نبوت مشرف فرماویگا اور بتوفیق الٰہی اس مقام متبرک مین باتفاق
خلیل الرحمٰن کے بنانے خانہ خدا مین شریک ہوگا اور خلائق اطراف عالم سے زیارت و طواف کو آوینگی
اور اس پانی کو پئینگی ہاجرہ سننے سے اس حکایت کے خوش دل ہوئین اور انکی خاطر جمع ہوئی اور حضرت
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ فرمایا ہے رحم اللہ ام اسمٰعیل لو ترکت الماء
علی حالہ لکان زمزم ماء معینا یعنے رحمت کرے خدای تعالے مادر اسمعیل کو اگر چھوڑ دیتی زمزم کو بحال خود
ہر آئینہ چشمہ آب رواں ہوتا زمین پر ظاہر القصہ قبیلہ جرہم کہ ایک قوم تھی بنی اعمام حضرت ابرہیم سے ولایت یمن
کے ساکن تھے اور بسلسلہ تجارت پیوستہ راہ مکہ سے بلاد شام مین جاتے تھے ایک طائفہ انمین سے بعد پیدا ہونے
زمزم کے اسی آمدورفت مین حرم محترم مین پہونچا پھر جانور ان پر برخلاف عادت وہان پایا دو آدمی بھیجے
تا معلوم ہو کہ ان جانورون کے یہان جمع ہونیکا کیا سبب ہے جب وہ اُس مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک

بصورت ایک لڑکے کو لیے ہوئے چشمہ آب پر بیٹھی ہوئی ہی انھون نے پوچھا تم انسان ہو یا جن ہاجرہ نے صورت
حال بیان کی اور کہا کہ ایک کرامت ہی کہ باری تعالی نے مجھے اور اس لڑکے کو عطا فرمائی ان دونون نے کہا
پانی ہمین بھی پلاؤ نہایت شیرین اور خوشگوار پایا اور پوچھا کہ آیا تمھارے سوا اور کوئی بھی اس پانی مین حقدار
کہا نہین اور انھون نے وادی حرم کی آب و ہوا کو ملاحظہ کیا تو بنا چرانے مواشی کے پسند آیا پھر ہاجرہ سے اس قوم
کے آنیکے واسطے اجازت حاصل کی اور مراجعت کرکے انکو کیفیت حال سے مطلع کیا اور اس جماعت
یمن مین جاکر اپنے اہالی اور توابع کو ہمراہ لیکر مع ایک اور قبیلہ کے اپنی بنی اعمام مین سے کہ انکو قطورا
کہتے ہین مکہ مین آئے اور سید بنی جرہم مضاض بن عمرو اعلائے مکہ مین اترا اور مہتر قطورا سمیدع بن عامر نے
اسفل اس بلدۂ مبارک مین نزول کیا اور اس مقام کریم مین عمارتین بنا کر بدلجوئی اور رعایت ہاجرہ
و اسمعیل مشغول اور مصروف ہوئے اور انکو بسبب اختلاط بنی جرہم ایک جمعیت حاصل ہوئی تو سب وحشت
تنہائی انکی جاتی رہی اور حضرت اسمعیل نے اس قبیلہ مین نشو و نما پایا اور زبان عربی انسے سیکھی حضرت جبرئیل
نے حضرت ابراہیم کو انتظام حال ہاجرہ اور اسمعیل سے آگاہ کیا انکو اپنے فرزند کے دیکھنے کی آرزو ہوئی سارہ
خاتون سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اسمعیل کو دیکھون کہا بہتر لیکن اس شرط سے کہ جب وہان پہونچو تو
بسر سواری ملاقات کر آؤ حضرت ابراہیم نے قبول کیا اور روانہ ہوئے جب وہان پہونچے تو ہاجرہ نے انکو
دیکھا فی الحال انکے استقبال کے واسطے آئین اور انکو اپنے گھر کے پاس لائین اور چاہا کہ سواری پر سے
اترین اور انکا سر دھووین حضرت ابراہیم نے کہا مین نے سارہ سے عہد کیا ہے کہ بسر سواری ملاقات کرون ہاجرہ
ایک پتھر لائین اور حضرت ابراہیم نے اونٹ کو بٹھایا اور ایک پاؤن اس پتھر پر رکھا اور اس طرف جھکے
اور ہاجرہ نے انکا آدھا سر دھویا پھر اس پتھر کو دوسری طرف رکھا اور انھون نے دوسرا پاؤن اوسپر قائم
کیا اور ادھر کا سر آدھا دھویا گیا۔ پھر حضرت اسمعیل کو دیکھا بڑے ہو گئے تھے انکو دیکھکر بہت خوش ہوئے
اور کہتے ہین کہ انکے دونون قدمون کے اس پتھر مین نشان ہو گئے کہ اب تک وہ پتھر موجود ہے اور حاجی
اسپر نماز پڑھتے ہین اور اسکو مقام ابراہیم کہتے ہین پھر انسے رخصت ہو کر سارہ کے پاس آئے اور عبادت
خدا مین مشغول ہوئے۔ روایت ہی کہ جب حضرت ابراہیم عبادت مین قرات کرتے تھے تو کوس بھر تک آواز
خوش الحان جاتی تھی اور روضۃ الصفا مین لکھا ہی کہ ہر سال حضرت ابراہیم باجازت سارہ خاتون حضرت
اسمعیل کے دیکھنے کو شہر شام سے مکہ مین آتے تھے اور بسر سواری ملکر اسی دن پھر جاتے تھے مفسرین نے لکھا ہے
کہ حضرت ابراہیم نے نذر کی تھی کہ جب حضرت کبریائے ذوالجلال انکو فرزند عطا فرماوے تو تقربا الی اللہ اسکو
قربانی کرین ہرگاہ کہ حضرت اسمعیل پیدا ہوئے حضرت ابراہیم اس کلام کو بھول گئے تا آنکہ حضرت اسمعیل بڑے
ہوئے ایک شب حضرت ابراہیم قربانگاہ مکہ مین سوتے تھے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے فرمان الہی
نافذ ہوا ہی کہ اپنے فرزند کو قربانی کر حضرت ابراہیم خواب سے بیدار ہو کر متفکر ہوئے کہ آیا یہ خواب رحمانی ہے

یا شیطانی دوسری رات پھر وہی خواب دیکھا اور متفکر ہوئے تیسری شب اسی دستور سے پھر خواب ہوا اور ندا سنی
کہ ای ابراہیم شیطان تجکو اطاعت حکم پروردگار نہین کرنے دیتا اٹھ جس امر کو مامور ہوا ہے بجا لا — اور عجائب
القصص مین لکھا ہے کہ انھون نے آٹھوین شب ذیحجہ کو خواب مین دیکھا کہ انکو کوئی کہتا ہے کہ اٹھو قربانی کرو
انھون نے صبح کو دو سو اونٹ قربانی کیے نوین شب کو پھر وہی خواب مین دیکھا پھر دو سو اونٹ قربانی
کیے اور چوتھی رات خواب مین دیکھا کہ انکو کہتے ہین کہ اٹھو اور اپنے فرزند کو قربانی کرو کیونکہ پیغمبرون کا
خواب بمنزلہ وحی واجب التعمیل ہوتا ہے پس صبح کو حضرت ابراہیم سارا خاتون سے اجازت لیکر ہاجرہ اور
اسمعیل کے پاس آئے اسوقت حضرت اسمعیل علیہ السلام کی نو برس کی عمر تھی اور انوار التنزیل اور مدارک
مین لکھا ہے سورۂ والصافات مین کہ تیرہ برس کی عمر تھی اور معالم مین لکھا ہے کہ بقول بعضے سات برس
کا سن تھا — پھر حضرت ابراہیم نے ہاجرہ سے کہا کہ اسمعیل کی زلفون مین کنگھی کر اور اسکی زلفون کو مشک اور
عنبر سے آلودہ کر کہ اسکو بندہ اور انکھون مین سرمہ دے اور اچھے کپڑے پہنا کہ ایک جگہ اسکو مہمان لیجاؤنگا
ہاجرہ نے بموجب کہنے حضرت ابراہیم کے حضرت اسمعیل کو آراستہ کیا حضرت ابراہیم ایک چھری اور ایک
رسی اپنی آستین مین رکھکر روانہ ہوئے اور حضرت اسمعیل پیچھے پیچھے شیطان بصورت ایک پیر مرد حضرت
ابراہیم کے پاس آیا اور پوچھا کہان جاتے ہو حضرت نے کہا اس شعب مین ایک کام درپیش ہے ابلیس نے
کہا واللہ کہ شیطان نے تجکو اسمعیل کے ذبح کے واسطے کہا ہے انھون نے اسکو پہچانا اور کہا دور ہو اے
دشمن خدا کہ اپنے پروردگار کے حکم پر عمل کرونگا شیطان انسے مایوس ہو کر ہاجرہ کے پاس آیا اور کہا ابراہیم
تیرے بیٹے کو اسواسطے لے گیا ہے کہ اسکو مار ڈالے ہاجرہ نے کہا کوئی باپ اپنے بیٹے کو بے گناہ نہین مارتا اس نے
کہا خدا نے اسکو اس طرح پر کہا ہے ہاجرہ نے کہا اگر خدا نے کہا ہے تو رضینا برضاء اللہ پھر ملعون حضرت اسمعیل
کے پاس آیا اور کہا تیرا باپ تجکو اسواسطے لیے جاتا ہے حضرت اسمعیل نے کہا کوئی باپ بیٹے کو نہین مارتا کہا
خدا نے اسطرح کہا ہے حضرت اسمعیل نے کہا میری جان خدا پر فدا ہے جو میری قربانی خدا کیواسطے
ہے تجکو اے لعنتی میرے ساتھ کیا کام ہے اور جب آگے چلے تو پھر حضرت اسمعیل نے اپنے باپ سے پوچھا کہ اے
پدر مہربان مجکو کہان لیے جاتے ہو حضرت ابراہیم نے کہا یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر
ماذا تری یعنے ای چھوٹے بیٹے میرے تحقیق مین دیکھتا ہون بیچ خواب کے تحقیق مین ذبح کرتا ہون تجکو پس
دیکھ کیا دیکھتا ہے تو حضرت اسمعیل نے کہا دوستان خدا شب کو خواب نہین کرتے اور تو اسکی دوستی کا دعوی
کرتا ہے اگر رات کو نہ سوتا تو یہ خواب نہ دیکھتا خواب کو دیدۂ عشاق مین کیا کام اور عاشقون کی آنکھون
مین خواب کا کیا مقام پھر کہا یا ابت افعل ما تومر ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین ۵ یعنے ای باپ میرے
جس امر کے ساتھ تو مامور ہوا ہے اسکو عمل مین لا کہ مجکو انشاء اللہ تعالی صبر کرنیوالون مین پاویگا اور تاخیر
مکر کہ شیطان چاہتا ہے کہ مجکو اس راہ نیک سے بہکاوے پھر دونون ابلیس کیطرف پتھر پھینکنے لگے کہ جا جیو پر

رہی تھی وہ اسی سبب سے مقرر ہوا ہی پھر حضرت ابراہیم نے کہا اے فرزند اب کیا کہتا ہی کہا ہزار جان میری تجھ پر فدا ہے
اور معالم میں ہی کہ حضرت اسمٰعیل نے کہا اے پدر تجھکو تین وصیتیں کرتا ہوں اول یہ کہ میرے ہاتھ پاؤں مضبوط
باندھ دینا کہ مبادا اسوقت مجھکو جنبش ہووے اور صبر نہ کر سکوں اور گنہگار ہوؤں یا اضطراب کروں اور تجھ پر
اور میرے کپڑے لہو میں بھر جاویں اور میں بے ادبی کے ساتھ منسوب ہوں دوسرے یہ کہ منہ میرا
خاک پر رکھ دینا کہ تو میرا منہ نہ دیکھ سکے اور میں تیرا منہ نہ دیکھ سکوں مبادا مہر پدری اور فرزندی جوش میں
آوے اور فرمان خداوندی میں تقصیر یا تاخیر واقع ہووے تیسرے یہ کہ جب تم گھر میں جاؤ تو میری طرف سے
سلام اور دعا بسیار میری مادر دلفگار کو پہونچانا اور جامہ خون آلودہ میرا اسکو دینا کہ میری نشانی
اسکے پاس رہے اور وہ اسکے دیکھنے سے تسکین پاتی رہے کہ اسکے سوا اور فرزند نہیں ہے پھر حضرت ابراہیم
نے حضرت اسمٰعیل کے ہاتھ پاؤں سختی سے مستحکم باندھے اور چھری انکے حلق پر پھیری چھری نے کام نہ کیا کہا
اے پدر شاید تو چھری کی پشت پھیرتا ہے چاہیے کہ پھیر دیکھ شاید اپنی خاطر شریف میں نہ لاؤ کہ میں نہایت خوش
ہوں حضرت حضرت ابراہیم نے بقوت تمام چھری کو کھینچا پھر بھی چھری نے نہ کاٹا حضرت اسمٰعیل نے کہا
پدر چھری کی نوک میرے حلق میں اتار دو حضرت ابراہیم نے چھری کی نوک حلق پر رکھ کر زور کیا یہاں تک
کہ پھل دستہ میں گھس گیا حضرت ابراہیم نے خفا ہو کر چھری کو زمین پر پھینک دیا چھری نے گویا ہو کر کہا
اے ابراہیم جسنے تجھکو ایک بار کہا کاٹ مجھکو ستر بار کہا مت کاٹ اور کتابوں میں لکھا ہی کہ حق تعالیٰ نے
تانبے کے خار بشکل حلقہ اسمٰعیل کے حلق پر ظاہر کر دیے تھے کہ وہ چھری کو کاٹنے سے باز رکھتے تھے اور یہ بھی
اور یہ بھی لکھا ہی کہ حلق انکا کٹتا تھا لیکن پھر درست ہو جاتا تھا اسی وقت تکبیر یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اور مدارک میں لکھا ہی کہ ذبح کرنے کے وقت حضرت
جبرئیل نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پھر حضرت اسمٰعیل نے کہا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر حضرت ابراہیم نے کہا اللہ
اکبر وللہ الحمد اور یہ سنت ذبح کے وقت باقی رہی اور اسی ساعت میں خدا تعالیٰ نے فدا کے حضرت
اسمٰعیل ایک گوسفند ابلق بھیجا کہ رنگ اسکا سیاہ اور سفید تھا اور ایک روایت سے تمام بدن سفید تھا
اور سر اسکا سیاہ معالم میں ہے کہ بقول اکثر مفسرین وہ بکرا تھا کہ چالیس برس جنت میں چرا تھا اور بقول
ابن عباس اور مدارک میں بھی ہے کہ وہ گوسفند قربانی ہابیل تھا کہ خدا تعالیٰ نے اسکو فردوس اعلیٰ
میں پرورش کر کے حضرت اسمٰعیل کا فدیہ کیا وفدیناہ بذبح عظیم یعنی فدیہ کیا ہم نے اسکا ایک ذبح
عظیم فرمایا ہے کہ اگر حضرت اسمٰعیل ذبح ہو جاتے تو یہ سنت باقی رہتی اور اور آدمیوں پر اپنے فرزندوں کا ذبح کرنا
واجب ہوتا اور روضۃ الصفا میں ظاہر ہے گوسفند کو اسطرح لکھا ہی کہ جو چھری نے حضرت اسمٰعیل کے گلے پر
کام نکیا اور ابراہیم متعجب ہوئے اس اثنا میں ندا غیب سے آئی کہ [illegible]
ابراہیم تحقیق کر راست کیا تو نے اپنے خواب کو اور دوبارہ پھر انکے کان نازکی کہ [illegible]

اسکو ذبح کر کہ تیرے فرزند کا فدیہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر کر دیکھا کہ ایک گوسفند پہاڑ کی طرف سے
آتا ہے حضرت اسمٰعیل کو اسیطرح چھوڑ کر اُس گوسفند کیطرف متوجہ ہوئے اور وہ اُنکی طرف سے بھاگا اور یہ اسکے پیچھے روانہ
ہوئے اور نزدیک پہنچکر تین کنکریاں ماریں کہ عبارت جمرۂ اولی اور وسطی اور کبریٰ سے ہے سات سات کنکر اُس گوسفند کیطرف
پھینکے تا آنکہ جمرۂ کبریٰ میں اُسکو پکڑا اور منیٰ میں کہ قربانگاہ ہے لاکر ذبح کیا اور اس اثنا میں حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے ہاتھ پاؤں ذبیح کے کھول کر کہا کہ اے اسمٰعیل اسوقت حضرت قاضی الحاجات سے دعا مانگو
اور اپنا مطلب چاہو کہ یہ وقت اجابت دعا ہے حضرت اسمٰعیل نے دست نیاز بدرگاہ کارساز بے نیاز اٹھایا
اور کہا یارب تیرے بندوں کہ مومن اور موحد ہوں گذرے ہیں بخش اور عفو کر جب خلیل الرحمٰن اپنے فرزند کی
طرف متوجہ ہوئے اور حضرت جبرئیل کے ہاتھ پاؤں کھولے دیکھے اور کیفیت دعا سے مطلع ہوئے کہا اے فرزند تو
موید ہے بتائید ربانی اور موفق ہے بتوفیق سبحانی اور انکو ہاجرہ کے سپرد کیا اور سارا پاس گئے اور ہر
سال میں ایک مرتبہ سارا سے اجازت لیکر بسواری براق برق رفتار صبح کو روانہ ہوتے اور بوقت چاشت
مکہ میں پہونچتے تھے اور اہل و عیال کو دیکھکر اسی وقت مراجعت کرتے تھے۔ القصہ جب گیارہ برس سن
مبارک حضرت اسمٰعیل کے گذرے ہاجرہ نے کہ باقی عمر حیات انکی تھیں تولیت ولایت عمر سے معزول ہو کر
عالم قدس علوی پر عروج کیا اور یہی جو ہم نے باتفاق فرزند ارجمند کے تجہیز و تکفین میں مشغول ہو کر
انکے جسد مبارک کو مکہ معظمہ میں قریب حجر اسود مدفون کیا حضرت اسمٰعیل نے شدت حزن اور مفارقت
والدہ ماجدہ سے چاہا کہ اُس سرزمین میں رحلت کریں خلان واحباب اور اخوان واصحاب کہ بدیار ہمایوں
انکے اُنس تمام رکھتے تھے مانع آئے اور بنا بر رفع وحشت اور تنہائی ایک دختر نیک اختر قبیلہ اشراف اپنے
اپنے سے انکے نکاح میں دی اور انکو سواری اور شکار پر رغبت تمام پیدا ہوئی اکثر اوقات کوہ و صحرا میں
پھرتے تھے اور تفسیر معالم التنزیل و بحر المواج اور زاہدی میں لکھا ہے اور ابن عباس نے نقل کی ہے کہ بعد انتقال
ہاجرہ حضرت خلیل الرحمٰن حسب معمول مکہ میں تشریف لائے اور ہاجرہ کی وفات پر مطلع ہوئے اور سنا کہ اسمٰعیل
خانہ دار ہوئے ہیں انکے دروازے پر گئے اتفاقاً اُسوقت یہ بنا بر شکار صحرا میں گئے تھے اور معیشت انکی
یہی تھی کہ تیر و کمان سے حلال جانوروں کو شکار کر لاتے تھے اور آب زمزم میں پکا کر کھاتے تھے اور
حق تعالیٰ انکو اسی قدر پر قناعت دیتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب حضرت اسمٰعیل کو نپایا انکی بی بی
کو دروازہ پر بلایا اور پوچھا کہ تیرا خاوند کہاں گیا ہے اور کب آویگا اُسنے کہا بنا بر تلاش معاش صحرا
میں گیا ہے اور شام کو آویگا حضرت ابراہیم کو اندیشہ ہوا کہ اگر میں شام تک یہاں توقف کرونگا اور حضرت
اسمٰعیل آوینگے تو مجھکو جانے نہیں دینگے اور شب کو رہنا پڑیگا اور خلاف شرط اور وعدہ لازم آویگا
اور عادا احوال پرسی سے تھا بہتر یہ ہے کہ انکی بی بی سے احوال پوچھکر مراجعت کروں دروازہ پر
کھڑے ہوکر انکی بی بی سے احوال پوچھنا شروع کیا تا آنکہ گذران اور معیشت انکی دریافت کی اُس عورت نے

کہا نہایت تنگی اور مشقت سے گذرتی ہے اور بہت سی شکایت کی حضرت ابراہیم نے سنکر فرمایا کہ جب تیرا خاوند آوے
تو میری طرف سے اسکو سلام کہنا اور یہ کہدینا کہ اپنے دروازے کے چوب سر کو بدل ڈالے کہ یہ سر دل لائق
تیرے نہین ہے پس یہ کہکر مراجعت کی جبکہ شام کو حضرت اسمٰعیل گھر مین آئے کچھ آثار انوار برکات نبوت
کے انکو محسوس ہوئے اپنی بی بی سے پوچھا کہ کوئی شخص یہان آیا تھا کہا ہان ایک پیرمرد کہ گھوڑے پر سوار
ایسی شکل تھی اور ایسا رنگ اس دروازے پر کھڑے ہوکر مجھکو بلایا اور تمہارے حالات سے پرسان ہوا
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے دل مین جانا کہ یہ پیرمرد حضرت ابراہیم تھے کسواسطے کہ اپنی والدہ سے
حلیہ اور شمائل حضرت کے سنے تھے القصہ حضرت اسمٰعیل کی بی بی نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا مجھ سے
وجہ معیشت پوچھتے تھے مین نے کہا ہم کمال فقر اور تنگی مین گرفتار ہین حضرت اسمٰعیل نے پوچھا کہ پھر وہ پیرمرد
کیا کہہ گیا کہا یہی فرما گیا کہ اپنے خاوند کو میرا سلام کہنا کہ اپنے گھر کی دہلیز بدل ڈالے حضرت اسمٰعیل نے کہا
کہ وہ میرے باپ تھے کہ تیرے بدلنے کو کہہ گئے ہین پس اب تو اپنے باپ کے گھر جاؤ اور مجھسے کچھ سروکار نہین
الغرض جب حضرت اسمٰعیل نے اس بی بی کو جدا کیا اور ایک شخص نے فرقہ جرہم سے اپنی دختر نیک اختر انکے
ساتھ نکاح کردیا تا آنکہ بعد از مدت معہود حضرت ابراہیم پھر سارا خاتون سے اجازت لیکر حضرت اسمٰعیل
کے دیکھنے کے واسطے روانہ ہوئے جب گھر پر پہونچے تو اتفاقاً پھر انکو نہ پایا پوچھا اسمٰعیل کہان ہے انکی
بی بی دروازے پر آئی اور کہا کہ مرحبا یا حضرت آئیے اور اتریے اور فرمائیے کہ مین سر مبارک دھوؤن کہ غبار
راہ سے بہت گرد آلود ہے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ مجکو سواری پر سے اترنے کی اجازت نہین ہے وہ بی بی
ایک بڑا پتھر لائی اور انکی رکاب کے متصل رکھا اور اسپر چڑھی اور حضرت ابراہیم نے پچھلے اپنے پاؤن سے اس
پتھر پر زور دیا اور سر کو جھکایا اس بی بی نے انکے سر کو خوب دھویا اور شانہ کیا اور حضرت ابراہیم احوال پرسی
حضرت اسمٰعیل کی کرتے تھے اور وہ شکرگزاری انکے اخلاق اور اوضاع کی کرتی تھی تا آنکہ پوچھا معیشت
اور گذران کس طرح پر ہے کہا الحمد للہ کمال رفاہیت سے اوقات گذرتی ہے حق تعالےٰ نے ہمکو کسیکا محتاج
نہین کیا حضرت اسمٰعیل صحرا سے گوشت شکار لاتے ہین اور آب زمزم ہمارے پاس موجود ہے اس گوشت اور
اس پانی سے بخوبی گذرتی ہے حضرت ابراہیم نے انکے حق مین دعائے خیر کی اور کہا کہ حق تعالیٰ تمہارے اس
گوشت اور پانی مین برکت عطا فرمائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ خاصیت انکی دعا سے یہ ہوا کہ جو کوئی مکہ معظمہ
مین گوشت اور پانی اکتفا کرے اسکو شکم غلہ سے حاجت نہ پڑے اور قوت اسکی برقرار رہے اور اور شہرون مین
یہ خاصیت نہین ہے القصہ جب حضرت ابراہیم نے بخوف شب باشی زیادہ توقف نہ کیا اور قصد مراجعت
کر کے اس بی بی سے فرمایا کہ جب تیرا خاوند آوے تو میری طرف سے سلام پہونچانا اور کہنا کہ یہ چوکھٹ
تیرے گھر کے دروازے کی بہت خوب ہے اسکو غنیمت جان اور نگاہ رکھ شام کو جب حضرت اسمٰعیل نے
انوار و برکات اپنے باپ کے آنے سے دریافت کرکے اپنی بی بی سے پوچھا کہ آج کوئی شخص یہان آیا تھا

انکی بی بی نے کہا ایک پیر روشن ضمیر متصف باوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ آیا تھا میں نے انکا سر دھویا اور خدمت
کی لیکن وہ سواری پر سے نہ اُترے اور ہماری معیشت کا بہت حال پوچھا اور ہمارے واسطے دعاے خیر
کی اور چلے گئے حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ سواے اسکے اور کیا فرما گئے کہا کہ بعد از سلام کے تمکو بنا پر حفاظت دہلیز
خانہ کے حکم دیا ہے حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ وہ پیر مرد میرے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم تھے کہ تیرے حق میں سفارش
کر گئے ہیں کہ تجھ سے سلوک بہت پیش آؤں۔ الغرض جب ایک مدت گذری پھر حضرت ابراہیم کو حضرت
اسمٰعیل کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا سارا خاتون سے کہا کہ میں دوبارہ اسمٰعیل کے دیکھنے کے واسطے گیا لیکن اُنکو
نا دیکھا اگر اجازت دو تو ایکبار چند روز وہاں رہوں کہ تسلی حاصل ہووے حضرت سارا نے خوشی سے رخصت
دی اور حضرت ابراہیم روانہ ہوے اور جب وہاں پہونچے دیکھا کہ حضرت اسمٰعیل ایک درخت کے نیچے زمزم سے متصل
بیٹھے ہوئے تیروں کو درست کرتے ہیں بمجرد دیکھنے کے حضرت اسمٰعیل نے پدر بزرگوار اپنے کو دیکھا اور پہچانا اور
بے اختیار اٹھ کر معانقہ کیا اور جو کچھ کہ فرزند سعادتمند کو بزرگوار کے ساتھ چاہیے عمل میں لائے اور حضرت ابراہیم چند
روز وہاں رہے۔ ایک دن حضرت جبرئیل آئے اور کہا خدا تعالیٰ تجکو بعد سلام فرماتا ہے کہ ایک مکان بنا کہ وہ
طواف گاہ خلائق ہووے پوچھا کہاں بناؤں کہا روانہ ہو تا تجکو معلوم ہووے پھر حضرت ابراہیم اونٹ پر سوار ہوے
اور ایک ابر پیدا ہوا کہ موافق اندازہ خانہ کعبہ تھا وہ ابر بھی حضرت ابراہیم کے برابر جاتا تھا پھر جبرئیل نے کہا
جہاں یہ ابر ٹھہر جاوے اسکے سایہ کے نیچے کی زمین پر بنا کر جب وہ ابر کعبہ کی جگہ پر پہونچا وہاں کہ ایک ٹیلہ
ریگ سرخ کا تھا ٹھہر گیا اور ایک روایت میں ایک سانپ آیا اور کعبہ کے اندازہ کے موافق اُسنے کنڈلی ماری اور
بعضے کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل نے حضرت ابراہیم کو بتایا کہ اسقدر بنا اور ایک خط برابر سایہ ابر کے کھینچا اور
معالم میں سورہ انبیا میں لکھا ہے کہ بقول بعضے حق سبحانہ تعالیٰ نے ہوا چلائی کہ وہ اس خاک کو اور گرد اگرد کعبہ کے
جگہ کو چھوڑ دیا اور بقول کلبی اس ابر مذکور میں ایک سر تھا کہ وہ حضرت ابراہیم کے ساتھ کلام کرتا تھا کہ برابر
میرے گھر بنا بہر تقدیر حضرت ابراہیم کندیگی اطراف تمام مذکور میں مصروف ہوے اور تہ زمین سے ایک بنیاد
سنگین مستحکم نکلی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کی بھری ہوئی تھی اور تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ قبل نازل
ہونے بیت المعمور کے اس جگہ پر ابو البشر کو حکم ہوا تھا کہ بنیاد اسکی بھر چنانچہ حضرت جبرئیل نے ایک پر
اپنا مارا اُسکے صدمے سے طبقہ ساتوان سفلی زمین کا ظاہر ہوا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک بنیاد
موجود ہے اسپر فرشتوں نے سنگہاے کلان کہ ایک ایک ایسا بھاری تھا کہ تیس آدمی قوی ہیکل اسکو نہ اٹھا
سکیں ٹال ڈالی اور اُس بنیاد مضبوط کو تا بطبقہ اعلے اور سطح ظاہر زمین تک پہونچایا کہتے ہیں کہ وہ پتھر ان
ان پانچ پہاڑوں کے تھے کہ کوہ لبنان اور طور زیتا اور طور سینا اور جودی اور حرا ہے پھر اسوقت بیت
المعمور کو کہ صفت اسکی بیچ قصے حضرت آدم علیہ السلام کے مفصل مذکور ہوئی وہاں کیا تھا چونکہ وہی بنیاد نکل
آئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسپر دیوار بنانی شروع کی اور تفسیر معراج میں لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل

علیہ

علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام بناتے تھے اور بعضے روایتوں سے جو معماری کا
کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور پتھر لانے کوہ ابوقبیس اور حرا اور رقان سے پتھر حضرت اسمعیل علیہ السلام
کا تھا اور ارتفاع عمارت حضرت ابراہیم نے اسوقت میں نو گز کا کیا تھا اور دور اسکا حجر اسود سے تا رکن شامی
تینتیس ۳۳ گز اور رکن شامی سے تا رکن غربی بائیس ۲۲ گز اور رکن غربی سے تا رکن یمانی اکتیس گز اور رکن یمانی سے
تا حجر اسود بیس گز اسپر ہیأت کعبہ معظمہ کی اس زمانہ میں شکل طولانی کہ درواز اسکے عرض سے زیادہ تھے
اور درمیان طول شرقی اور غربی کے بھی اختلاف ہے مگر کم کہ بدون غور کامل نظر نہیں آتا اور ایسا ہی عرض
جانب جنوب و شمال بھی مختلف ہے اور اسوقت خانہ کعبہ پیوستگی زمین سے رکھتا تھا یعنی کرسی دار نہ تھا
بلندی اسمین نہ تھی اور فضا مسقف نہ تھی مگر بادشاہ تبع حمیری نے اسمین کواڑ لگائے اور زنجیر و قفل واسطے
اسکے بنائے اور حضرت ابراہیم نے اندرون خانہ کعبہ جانب راست میں ایک گڑھا کھود ڈالا تھا بمنزلہ خزانہ
کے کہ نذر اور ہدایا جو آوے تو اوس میں رکھا جاوے اور جب دیوار برابر قد انسان بلند ہوئی تو حضرت ابراہیم نے
حضرت اسمعیل ع کو فرمایا کہ میرے واسطے ایسا پتھر لاؤ کہ اسپر کھڑا ہو کر دیوار کو بلند تر بناؤں یہ اوسکی تلاش کوہ
ابوقبیس پر کرتے تھے کہ حضرت جبرئیل سے ملاقات ہوئی انھون نے کہا کہ دو سنگ بزرگ حضرت ابو البشر
کے ساتھ بہشت سے زمین پر آئے ہیں اور بہت برکت عظیم رکھتے ہیں کہ ایکو حضرت ادریس علیہ السلام نے
بخوف ظہور طوفان نوح اس پہاڑ میں مخفی دفن کر دیا ہے ایک کو حضرت ابراہیم کے کھڑے ہونیکے واسطے لیجاؤ اور دو
کو جانب گوشہ خانہ کعبہ پر جانب راست دروازے کے رکھو تاکہ جو کوئی طواف کرے پہلے اس پتھر کو چومے حضرت
اسمعیل دو مرتبہ میں دونو کو اٹھا لائے اور حضرت جبرئیل بھی ہمراہ انکے آئے اور سنگ سیاہ کو گوشہ خانہ کعبہ
پر رکھنے کو کہا اور دوسرے پتھر پر حضرت ابراہیم کو کھڑے ہونے کو اشارہ کیا اس سنگ میں یہ خاصیت ظاہر
ہوئی کہ بقدر ارتفاع عمارت کے یہ بھی بلند ہو جاتا تھا اور اثر نقش انگلیوں کا ہر دو قدم حضرت ابراہیم اسمین
منقش ہوا اور سنگ دوسرا جو سیاہ تھا اس سے ایک روشنی ایسی ظاہر ہوئی کہ چاروں طرف کعبہ
معظمہ کی مسافت بعید تک نور اسکا ہو پہنچا تھا چنانچہ حد حرم فقہا نے اسی نور تک مقرر کی ہے کہ بعد فراغ
اور اتمام تعمیر کعبہ کو منی تک حد حرم تعین کی ہے اور لکھا ہے کہ ابتدائے تعمیر ابراہیمی پچیس دن میں ہوئی تھی یعنی غرہ ذیقعدہ کو بنا
شروع کیا اور اوسی مہینے کی پچیسویں کو تمام ہوا اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حجر اسود ابتدا میں سفید تھا اور نورانی اب
بسبب مس کرنے گنہگاروں کے کالا اور بے نور ہو گیا ہے اور قتادہ سے مروی ہے کہ ہاتھ لگانا اور مس کرنا اوس
پتھر کو کہ جسپر نقش قدم حضرت ابراہیم تھا قبل از امت محمدی رواج تھا لہذا بسبب ہاتھ پہونچنے ہزاروں آدمیوں کے
اب نشان قدم فرسودہ ہو گیا ہے اور عبد اللہ بن زبیر سے نقل کی ہے کہ انھوں نے ایک گروہ کو مسح کرتے ہوئے
اس سنگ کو دیکھا کہا انکو کہ خدائے تعالی نے مسح کرنے کو حکم نہیں کیا بلکہ نماز پڑھنا متصل اسکے فرمایا ہے
اور درحقیقت یہ سنگ بزرگ عہد آنحضرت صلعم اور خلافت خلیفہ اول میں خانہ کعبہ تھا مگر بیچ زمان خلافت خلیفہ ثانی

طغیانی آب سیل عظیم معروف بسیل ام نہشل اکثر گرد جاتا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود جا کر اسکو ایسا
مکان بلند پر رکھا اور گرد اگرد اسکے فرش سنگین کیا تاکہ پھر آب سیل پھر نہ آ کر جاوے چنانچہ اس روز سے ابتک اسی
مقام پر قائم ہے اور کتاب اور سنت صحیحہ سے ثابت ہے کہ بنا کعبہ کی حضرت ابو البشر کے وقت میں رکھی گئی تھی
اور اول تعمیر سطح ظاہر زمین پر خاص حضرت ابراہیم نے کی ہے ولیکن اور کتب تواریخ معتبرہ سے پایا جاتا ہے کہ
اول حضرت ابراہیم کے بنانے سے اور بعد بھی تعمیر اور ترمیم ہوتی رہی چنانچہ حدیقۃ الاقالیم میں تفصیل مذکور ہے
کہ ابتدا سے انتہا تک دس دفعہ کعبہ بنا ہوا ہے پہلے ملائکہ زمین نے بفرمودہ رب العالمین محاذی بیت المعمور
اسی جگہ پر ایک گھر بنایا تھا اور بیت الحرام اسکا نام رکھا تھا جیسے ملائک آسمانی بیت المعمور کا طواف کرتے تھے
ملائکہ ارضی اس گھر کے گرد اگرد پھرتے تھے اور مدت اس بنا کی زمین پر بیت المعمور کے چالیس برس ہوئی تھی
دوسری بنا حضرت آدم کی کہ بہ تعلیم حضرت جبرئیل اور باتفاق حضرت حوا ایک خانہ گلی یہاں بنایا تھا
اور فاصلہ درمیان اس عمارت اور بناے ملائکہ کے بارہ ہزار برس کا تھا تیسری بنا حضرت شیث نے کی
کہ انھون نے مٹی اور پتھر سے بنایا تھا کہ تا زمان طوفان نوح علیہ السلام قائم رہا چوتھی بنا حضرت ابراہیم کو مذکور
ہوئی پانچوین اور چھٹی ترمیم جرہم اور عمالقہ ہے ساتوین بنا قصی اور کلاب ہے کہ انھون نے ساتھ چوب مقل
کے مسقف کیا اور چوب خرما سے تختہ بندی کی آٹھوین بناے قریش ہے اور یہ اسوقت ہوئی تھی کہ حضرت کی
پچیس برس کی عمر تھی اور سبب انکی تعمیر کا یہ ہوا ہے کہ بسبب پہونچنے آب سیل عظیم کے چند جگہ سے دیوار میں
دراڑین پڑ گئی تھین اور سوا اسکے ایک عورت دھونی خوشبو پوشش کعبہ کو دیتی تھی کہ ایک پتنگا اسکا اڑا اور آگ
چوب خانہ کو جلا دیا اور انکے بنانے میں تغیر اور تبدل بہت واقع ہوا اسواسطے کہ انھون نے یہ انتظام کیا تھا کہ
مال حلال خالص اسمین لگادین اور ایسا مال بسبب سود خوری کے اسوقت دولتمندون کے پاس نہ جمع ہوا اور
تصرف ظاہر عمارت میں ایک تو یہ ہوا کہ عرض کعبہ چند گز نسبت اول کے کم کیا اور بقیہ اسکا داخل حطیم ہوا
دوسرے یہ کہ دروازہ کو بہت بلند بنایا تاکہ جسے چاہین آنے دیوین اور جسکو چاہین نہ آنے پاوے تیسرے یہ کہ اندر خانہ
کعبہ کے ستون دو صفہ کر کے ہوئے ہر صف میں تین تین ستون چوتھے یہ کہ ارتفاع خانہ دوگنا کیا یعنی نو گز پہلے
تھا اب اٹھارہ گز بنایا پانچوین یہ کہ اندرون کعبہ متصل رکن شامی کے زینہ پایہ بنایا کہ بام خانہ پر جایا کرین اور جبکہ
یہ بنا تمام ہو چکی اور نوبت رکھنے حجر اسود کی اسکے مقام پر پہونچی درمیان قریش کے لڑائی اور تکرار اسبات
پر واقع ہوئی کہ ہر فرقہ یہ چاہتا تھا کہ اس سنگ بزرگ کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر وہان رکھین بعد
تکرار بسیار کے یہ امر قرار پایا کہ جو شخص اول اس مسجد مین آوے اسکو حکم اور منصف مقرر کرین اور جو
اس باب مین وہ کہے عمل مین لاوین بحسب اتفاق ناگاہ سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
براہ دروازہ بنی شیبہ سے تشریف لائے سبھون نے موافق قرار اپنے کے حکم کیا حضرت نے فرمایا کہ ایک
چادر لاؤ اور اسکو بچھاؤ اور حجر اسود آپنے دست مبارک سے اٹھا کر اس چادر پر رکھا اور سرداران ہر فرقہ قریش

کو ارشاد کیا کہ تم نے اس چادر کے پکڑ کر اٹھاؤ جب وہ چادر متصل اس مقام کے پہونچی حضرت نے اپنے دست
حق پرست سے کر وہان رکھدیا اور پتھرون کے ساتھ وصل کیا چنانچہ آج تک اسی طرح پر ہے اور یقین اہل اسلام
مین رہیگا اور لوگون نے بنا عبد اللہ بن زبیر کی کہ عبد اللہ بن زبیر نے بسبب سننے اس حدیث کے حضرت ام المومنین
بیبی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بنائے خانہ کعبہ مثل قدیم کی۔ صحیح بخاری اور صحاح معتبر مین اسطرح پر
مروی ہے کہ رسول خدا نے ایکدن حضرت عائشہ صدیقہ کو متصل خانہ کعبہ کے لیجا کر فرمایا کہ دیکھو تمہاری قوم
قریش نے وقت بنا خانہ کعبہ مین قواعد ابراہیمی سے کمی کی ہے انھون نے عرض کیا کہ آپ اسکو پورا کر دیجئے
فرمایا کہ ہنوز تمہاری قوم تازہ دائرہ اسلام مین آئی ہے اگر مین اسکو توڑ کر وضع بناء ابراہیم پر بناؤن گا تو لوگ ازبسکہ
ظاہر فہم ہین سمجھینگے کہ انحضرت نے زیادہ زمین اسمین ملادی ہے اس لحاظ سے بنانا مناسب نہین جانا اگر مین بناتا تو
دروازہ اسکا زمین کے متصل رکھتا اور دو دروازے اسکے بناتا ایک جانب شرق اور دوسرا طرف غرب چاہئے جاننا
کہ خانہ کعبہ کے چار کنج ہین دو کنج یمانی کہتے ہین ایک وہ کہ جانب شرق ہے اور حجر اسود اسمین لگا اور دوسرا
جانب غرب اور دو کنج کو رکن شامی کہتے ہین وہ جو جانب شرق ہے رکن عراقی ملقب ہے اور دوسرا کہ جانب غرب ہے
ملقب برکن غربی ہے اہل قریش نے وقت بنائے کعبہ دونون رکن شامی کو قواعد ابراہیمی سے پست کیا
اور قدرے زمین خانہ کعبہ خارج کر کے اس زمین کو داخل حجر کیا اور دو دیوار کنج حجر اسود سے تا رکن افقی کی
اسکے آثار کو بھی اثار اول سے کمتر کیا اس سبب سے اس جانب قدرے بنیاد ابراہیم سے مانند چبوترہ دکان زمین کو بلند
رہگیا کہ اسکو شاذروان کعبہ کہتے ہین عرضکہ عبد اللہ بن زبیر نے جو جو بدعات کہ جاہلیت مین ہوئی تھین سبکو
موقوف کیا اور رکھا بہ درس کہ گل خوشبو کمین مین ہوتی ہے برابر کنج کے مضبوط اس سے بنایا اور حطیم کو
خانہ کعبہ مین ملادیا اور دو دروازے اسمین رکھے ایک جانب شرق اور دوسرا جانب غرب اور مشک وعنبر
سے کہگل کی اور دیبای قیمتی سے پوشش بنائی یہ تعمیر بست و ہفتم رجب سنہ [illegible] ہجری مین واقع ہوئی اور سنہ [illegible] مین
ایام حکومت حجاج مین بنا ہوئی مگر اسی قدر کہ جانب رکن شامی کو توڑ کر بنیاد قریش پر بلند کیا اور زمین کو سنگہای
کلان سے پر کیا اور دروازہ شرقی کو بلند تر بنایا اور دروازہ غربی کو بند کردیا اور سب جانب کعبہ کو بدستور
رکھا اور یہ تصرف اور ترمیم سنہ [illegible] مین ہوئی اور کسی بادشاہ نے اوقت سلطان مراد بن احمد خان کچھ تغییر نہین
کی مگر اسی بادشاہ نے تمام عمارت کو ڈھا کر بروضع حجاج تعمیر جدید کی سوائے حجر اسود کے کہ اسکو اسی
جگہ رہنے دیا اور یہ بنا سنہ ایک ہزار چالیس برس ہجری کے ظہور مین آئی اور ابتک اسی طور پر ہے اور اکثر
کتب تواریخ مین مذکور ہے کہ ہارون رشید نے اپنے عہد سلطنت مین حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے
استفتا کیا تھا کہ اگر فرماؤ تو مین خانہ کعبہ پھر بطور بناے ابن الزبیر اور موافق خواہش دلی انحضرت صلعم بنا کرون
انھون نے کہا ہر چند کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسکے موافق عمل کرنا اتباع مرضی انحضرت ہے لیکن قرین مصلحت نہین
کہ بار بار کعبہ کو ڈھائین اور اسکی بنا مین تغییر اور تبدیل کرین کسواسطے کہ اس حدیث مین بنا سے کعبہ بانہ یحکم

صلحاء جن سے کہ مقام ذی طوی میں رہتا تھا اکثر بصورت سانپ نکلکر خانہ کعبہ کے طواف کیواسطے آیا تھا
اور عقب مقام ابراہیم نماز گذارتا تھا اور اپنی ماں کو کہ وہ بھی جنیات سے تھی اور بنا بر طواف آیا کرتی تھی اُسکے
اس کار سے منع کرتا تھا اور ڈراتا تھا کہ مبادا تمکو آدمی سانپ جانکر مار ڈالیں وہ باز نہ آتی تھی تا آنکہ جماعۂ بنو سہم
نے اُسکو مار ڈالا بمجرد اُسکے مارنے کے ایک غبار عظیم مکہ میں پیدا ہوا اور ایک گردباد شدید یعنی بگولا آیا اُس
جماعت کو بنو سہم نے اپنے گھروں میں مردہ پایا اور بھی تواریخ مکہ میں حکایت جمل طائف مشہور ہے خلاصہ
اسکا یہ کہ سنہ آٹھ سو پندرہ ہجری ماہ جمادی الثانی میں ایک اونٹ جمال فاروقی کے اونٹوں میں سے بھاگ کر
مکہ معظمہ کی طرف جاکر مسجد الحرام میں داخل ہوا ہر چند کہ بہت سے آدمی اُسکے گرداگرد دوڑے اور چاہا کہ اُسکو پکڑیں
وہ کسی کی طرف ملتفت نہوا تا آنکہ گرد خانہ کعبہ کے سات سودا طواف بجا لایا اور پھر حجر اسود پاس آنکر بوسہ
دیا اور بجانب مقام حنفیہ متوجہ ہوا اور مقابل میزاب الرحمت کے کھڑا ہوکر رونا شروع کیا اور آنسو اُسکی
چشم خونبار سے روان ہوئے اور اسی حالت میں آپکو زمین پر گرا دیا اور جان بجان آفرین تسلیم کی اور
آدمی تماشا دیکھا کیئے جب وہ مر گیا تو اُسکو اُٹھاکر درمیان صفا اور مروہ کے دفن کیا اور ایک سبب اسکا
رجوع کرنے خلائق کے خانہ معظم اور محترم کی طرف یہ ہے کہ چند جا مقام ذو الاحترام پر دعا مستجاب ہوتی ہے
اور اکثر آدمیوں نے تجربہ کیا ہے اور بنا بر حصول مقاصد اور مطالب دینی اور دنیوی اپنے کے ان مقاموں
کی دعا کو بہترین وسائل جانتے ہیں چنانچہ حسن بصری سے بروایت صحیحہ ثابت ہوا ہے کہ مکہ معظمہ میں گیارہ مکان
ہیں کہ وہاں دعا قبول ہوتی ہے ملتزم کے قریب اور زیر میزاب اور نزدیک رکن یمانی اور صفا اور مروہ پر
اور مابین ان دونوں جبل بزرگ کے اور درمیان رکن اور مقام اور جوف کعبہ میں اور منا اور مزدلفہ میں اور
عرفات میں اور متصل جمرات ثلثہ اور وقت پینے آب زمزم کے اور تصنیف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے
کانت الانبیاء اذا اتت علم الحرم نزعوا النعال یعنی تھے انبیا علیہم السلام جبکہ آتے تھے قریب حد کے
حرم کے اتار لیتے تھے نعلین اپنی اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں مجاہد سے روایت کی ہے کہ بعضے اوقات
لاکھ لاکھ آدمی بنی اسرائیل میں سے حج کو آتے تھے اور جب حرم میں پہونچتے تھے تو پابرہنہ ہوتے تھے اور
ازرقی اور ابن عساکر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حواریین نے بھی اس خانہ معظم کا حج کیا ہے اور
جب حرم میں داخل ہوئے ہیں تو سواری سے اُتر کر پیادہ روی اختیار کی ہے اور ازرقی سے جو مطلب
ابن عبد العزی سے روایت کی ہے کہ ہم ایک دن ایام جاہلیت اپنے میں کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے
ناگاہ ایک عورت آئی اور اُسنے کعبہ کا پردہ ہاتھ میں لیکر فریاد کی کہ بار خدایا میں اپنے خاوند کے ہاتھ سے نالان
کہ مجکو بے موجب مارتا ہے بمجرد اس دعا کرنے کے اُسکے خاوند کے ہاتھ خشک ہوگئے میں نے اُسکو اسلام
میں بھی شل اور معطل دیکھا اور تواریخ میں ثابت ہے کہ اساف ونائلہ دونوں انسان تھے ایک
مرد اور ایک عورت جبکہ عورت کعبہ میں آئی تو مرد نے عورت کا بوسہ لیا دونوں بصورت

سنگ مسخ ہوگئے آدمیوں نے انکو کعبہ میں سے نکال کر بنا بر عبرت کعبہ کے باہر کھڑا کر دیا اور ابن ابی نجیح
عبد الرحمن بن سابط سے روایت کرتا ہے کہ آدمی موسم حج میں باہر آتے تھے ایک چور نے مکان کو خالی پاکر
سونے کا ٹکڑا کسی کے گھر میں سے لاکر کعبے کی اندر رکھدیا عین ہنگام مراجعت کعبہ میں اُس قطعہ زر کے لینے
کے واسطے گیا ہنوز سر اُسکا کعبے کے اندر رہتا اور باقی اعضا باہر کہ خانہ کعبہ نے اُسکو اسطرح دبوچا اور
کھینچا کہ اُسکا سر تن سے جدا ہوگیا آدمیوں نے اس واقعہ عجیب کو دیکھکر اُسکی نعش کو نکال کر کتون کے
روبرو ڈالدیا اور نیز ارزقی اپنی تاریخ میں بسند صحیح لایا ہے کہ ایک عورت تھی زمان جاہلیت میں ایک
لڑکا اپنا اقربا میں سے پرورش کیا تھا اکثر وہ عورت بنا بر کسب معاش اپنے گھر سے باہر چلی جاتی تھی اور وہ
طفلک تنہا رہتا تھا ایکدن اُسنے اپنی تنہائی کی شکایت اُس عورت سے کی اُس عورت نے کہا اے فرزند اگر کوئی ظالم تجھکو
تنہائی میں تجھپر ستم و تعدی کرے تو دوڑ کر خانہ کعبہ میں جانا اور فریاد کرنا کہ اُس گھر کا ایک صاحب فریاد
رس ہے اتفاقاً اُس لڑکے کو ایک ظالم تنہا پاکر اسیر کر لیگیا اور ایک مدت تک اپنے پاس رکھا بعد چند روز
بتقریب تجارت مکہ میں وارد ہوا وہ لڑکا بھی اُسکے ہمراہ تھا اس لڑکے نے خانہ کعبہ کو دیکھا آدمیوں سے پوچھا کہ
یہ گھر کسکا ہے لوگوں نے کہا یہ خانہ خدا ہے اُسکو کلام مادر یاد آیا اُس ظالم کے پاس سے بھاگ کر اور خانہ کعبہ میں
آنکر اُسکا پردہ مضبوط پکڑ لیا اور پیچھے سے مالک پہونچا اور چاہا کہ کھینچ لیجاوے اپنا داہنا ہاتھ اُس لڑکے کے
پکڑنے کے لیے دراز کیا خشک ہوگیا پھر بایاں ہاتھ پھیلایا وہ بھی خشک ہوگیا عجب حال اس متوالی پر
دیکھا سرداران قریش پاس گیا اور کہا میں اس آفت میں گرفتار ہوگیا ہوں میں نے اس طفلک کو چھوڑا ابھی
اُسکے ساتھ کسیطرح سے متعرض اور مزاحم نہیں ہونگا جہاں چاہے جاوے لیکن میرے دونوں ہاتھوں کا
علاج کر دو اکابر قریش نے کہا کہ اپنے ہر ہاتھ سے ایک ایک اونٹ قربانی کر اُسنے اسیطرح کیا دونوں
ہاتھ اُسکے اُسیوقت اچھے ہوگئے اور ایضاً ارزقی نے عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث سے روایت کی ہے
کہ ایک شخص بنی کنانہ سے اپنے چچا کے بیٹے پر بہت ظلم کرتا تھا ہرچند کہ وہ سمجھاتا اور بقرابت پناہ چاہتا تھا
وہ ظالم اُسکی ایذا سے باز نہ رہتا تھا ناچار ہوکر وہ بیچارہ کعبہ پناہ لیگیا اور دعا کی بار خدایا فلاں شخص میرے اوپر
ظلم ناحق کرتا ہے میں تیرے گھر کے ساتھ پناہ لایا ہوں اُسکو ایسے درد کے ساتھ مبتلا کر کہ لادوا ہووے یہ دعا
کی اور چلا گیا جاکر دیکھا کہ اُسکا پیٹ پھول کر مثل مشک پر آب ہوگیا ہے ہرچند کہ دوائیں کرتے ہیں سودمند
نہیں ہوتیں تا آنکہ وہ شخص پیٹ پھٹ کر مرگیا عبد المطلب کہتا ہے کہ میں نے اس قصہ کو ابن عباس
کے روبرو نقل کیا اُسنے کہا میں نے بھی ایک شخص کو دیکھا کہ خانہ کعبہ کے مقابل کھڑے ہوکر اپنے ظالم
پر دعا کی کہ الٰہی یہ اندھا ہو جاوے فی الفور وہ کور ہوگیا اور آدمی اسکو کھینچکر باہر لیگئے اور ایسی ہی کرشمے تھے کہ
مکان القدس میں بیان جاوے امن رہا ہے کس واسطے کہ آدمی بخوف عقوبت عاجلہ خلائق اس شہر سے اور
بتمامہ حرمت انکی سے اجتناب اور احتراز کیا کیے اور باہم کر اُن مکانات میں مناقشہ نہیں کیا اور اب

اور اسکے سبب یہ ہی کہ ہمیشہ قلم و بادشاہون سی خارج رہا ہی تا آنکہ نوبت اسلام کی پہونچی اور جن لوگون سنے
کہ اس مکان کی یہ تعظیم بہت سی کی یہ مرتبہ سلطنت اور ملک پہونچے۔ اور نقل ہی کہ بعد تمام ہونے بنا خانہ
کعبہ کے حضرت ابراہیم نے کہا شکر اور احسان خاص اس خدا کا کہ جسنے یہ خانہ بزرگ میرے ہاتھ سے
بنوایا اور اتمام کو پہونچایا حضرت جبرئیل آئے اور کہا خدا تعالے نے فرمایا ہی کہ یہ میرے آگے چندان
قدر نہین رکھتا اگر کسیکا مطلب پورا کر دے یا بھوکے کا پیٹ بھر دے یا ننگے کو پہنا دے تو وہ میرے نزدیک
اس سی بہتر ہے بعد اسکے حضرت ابراہیم نے نذر کی کہ بغیر از مہمان ملا ہم نہ کھاؤنگا اور ایک مہمان خانہ بنایا
کہ اس مین خلقت کی دعوت کرتے تھے اور کھانا کھلاتے تھے۔ قولہ تعالی واذ قال ابراهيم رب ارنی
کیف تحی الموتی یعنے جسوقت کہا ابراہیم نے اے رب میرے دکھلا تو مجھکو کیونکر زندہ کرتا ہی تو مردونکو اور
لکھا سیر مین آیا ہی کہ ایکدن حضرت ابراہیم نے کہا خدایا پیدا کرنیوالا اور زندہ کرنیوالا اور مارنیوالا تو ہے لیکن مجکو دکھا
کہ مردہ کیونکر زندہ کرتا ہی قال اولم تومن یعنے کہا پروردگار نے کیا نہین ایمان لایا تو قال بلی یعنے
کہا بلکہ ایمان لایا ہون قال اولم تومن ولیکن کہ تو آرام پکڑے دل میرا اور یقین زیادہ ہووے کہ مواہب علیہ
والا لکھتا ہی کہ حضرت ابراہیم نے واسطے دیکھنی کیفیت زندہ کرنیکے یہ سوال کیا نہ واسطے کہ اصل [illegible]
مین انکو شبہ تھا معاذ اللہ عن ذلک معالم اور مواہب مین لکھا ہی قال فخذ اربعة من الطير فصرهن
الیک ثم اجعل علی کل جبل منهن جزءا ثم ادعهن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم یعنے کہا پس
لیجا چار جانورون سے پس صورت پہچان رکھ طرف اپنے لیکر پھر کر دے اور پہاڑ کے اوپر ان مین سی ایک ٹکڑا
پھر بلا انکو چلے آوینگے تیرے پاس دوڑتے اور جان کہ اللہ غالب ہی حکمت والا۔ اور لکھا ہے کہ ابلیس
لعین ایک دریا کے کنارے پر چلا جاتا تھا ناگاہ ایک مردار پر اسکی نظر پڑی دیکھا کہ مرغان ہوا اور جانوران
دریا اور وحشیان صحرا ہر ایک انمین سے پارہ پارہ لیے جاتے ہین شیطان نے اپنے دل مین کہا اچھا
دام حیلہ میرے ہاتھ لگا جماعت کوتہ نظران سنگسار کج طبع کو فریب دیسکتا ہون کہ آخر اسکے اجزا متفرقہ
کو جانوران درندہ اور پرندہ کے پیٹ مین سے اور نہنگ اور مچھلیون کی انتڑیون مین سے نکال کیونکر زندہ
کریگا حق سبحانہ تعالے نے حضرت ابراہیم خلیل کو وحی بھیجی کہ فلانے کنارے دریا پر آ اور حسب طلب کی تو
درخواست کی ہی دیکھ کہ میرے دشمن نے کیا جال بچھایا ہی اس اثنا مین خلیل اللہ اس دریا پر آئے اور ابلیس
نے حیرت زدہ ہوکر اپنے شبہ کو القا کیا حضرت ابراہیم نے کہا یہ کیا مقام تعجب ہی یعنی ان اجزا کو تم
عالم سے فنا سے صحرا سے وجود مین لایا ہے قدرت رکھتا ہے کہ دوبارہ وہ ذرات متفرقہ سے جمع کر دیوے کسواسطے
کہ کمہار بنی ہوئے کوزہ کو توڑ کر جب چاہے پھر کوزہ بنا سکتا ہی پس جو کہ پہلے سے کوزہ بنانا جانتا ہی کیا عجب ہے
کہ وہ ٹوٹے ہوئے کو درست کر دے پھر حضرت ابراہیم نے چاہا تو پیغمبران الہی کی [illegible] ایک مور اور ایک
کوا اور ایک کبوتر پکڑ کر انکو لیکر مار ڈالے اور انکے سر جدا کر کے ٹکڑے ٹکڑے کئے اور پانی کو جمع کر کے ہاون مین کوٹا اور پھر

یا سات گولیان بناکر چار یا سات پہاڑ و پتہر رکھدین اور سرونکو ہاتھ مین لیکر کہا آؤ فلان اور فلان بقدرت
خدا تعالی ذرہ ذرہ ہوکر اپنے اپنے سر کے ساتھ مل گئے اور انکے ہاتھ پیر زندہ ہوگئے ہر گاہ کہ حضرت ابراہیم نے
اس حالت عجیب کو مشاہدہ کیا خطاب آیا کہ فردای قیامت بآواز اسرافیل چارون گوشہ عالم سے خلقت
کو زندہ کرونگا جیسے کہ آج مرغونکو زندہ کیا ہے وھو القادر علی ما یشاء اور جو کچھ احوال حضرت ابراہیم کا اور
ولادت حضرت اسحق قصہ حضرت لوطؑ مین بیان ہوتا ہے انشاء اللہ تعالی **باب نوان** قصہ حضرت
لوطؑ مین بیان ہوتا ہے اور اس باب مین پانچ فصلین ہین **فصل پہلی** ذکر حضرت لوطؑ اور ہلاک ہونے قوم انکی
مین جمہور اہل تواریخ نے قصہ حضرت لوطؑ کو اثنائے حکایت حضرت ابراہیم مین بنا بر مناسبت چند
در چند کے کہ واقفان کنوز رموز و اشارت پر مخفی او محتجب نہین ہو ایراد کیا ہے محرر کلمات ہذا بھی انہی شرط
متابعت بجا لاکہ التماس کرتا ہے کہ اکثر ارباب تواریخ اس امر پر ہین کہ مؤتفکات پانچ شہرون کی عبارت ہے کہ
نواحی اردن بلاد شام مین واقع تھی اور بعضے کہتے ہین کہ نواحی کرمان ہین اور اول اصح ہے اور اسامی ان
مواضع مین اختلاف ہے روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ مواضع مذکور یہ تھی سدوم عمود ا ادوما صعوا رصدایم
اور ہر شہر مین ان شہرون مین لاکہ لاکہ آدمی اباذرا اور شمشیر زن رہتے تھے اور یہ باوجود بت پرستی کے بدکار
مشغول لواطہ اور رہزنی اور کبوتر بازی اور سیٹی بجانے اور دف بجانا اور سر راہ مسخراپن کرنے سے قیام کرتی تھی
اور قصص الانبیا مین لکھا ہے کہ وہ سات شہر تھے کہتے ہین اول جو قوم کہ سالک سبیل غیر متعارف ہوے
اہل مؤتفکات تھے اور سبب ظہور اس فساد کا یہ تھا کہ ابلیس پر تلبیس بصورت ایک امرد ان لوگونکے ایک باغ
مین آیا اور اس باغ کو خراب کرنا شروع کیا جب صاحب باغ اسکے پکڑنے کا قصد کرتا تھا تو یہ بھاگ جاتا
تھا اور ہر گاہ کہ یہ شخص باہر جاتا تھا تو شیطان اپنے کام مین مصروف ہوتا تھا تا آنکہ تھوڑے دنون مین
نقصان صریح اسکے مالک کو عائد ہوا اور اس شخص سے اس مردود کا کچھ علاج نہو سکا ایکدن ابلیس نے اس سے
کہا کہ تو چاہتا ہے کہ مین تیرے باغ مین سے چلا جاؤن کہا اس سے کیا بہتر ہے کاش تیرا قدم نحس یہان
نہ آتا شیطان نے کہا جب تک کہ میرے نفس کو اپنے تصرف مین نہین لاویگا یعنے میرے ساتھ فعل
شنیع نکریگا مین اس خرابی سے دست بردار نہین ہونیکا صاحب باغ اس امر پر راضی ہوا اور شیطان ممد
ہوکر اس فعل قبیح پر اقدام کیا پھر ابلیس اس باغ مین سے نکل کر اور باغ مین گیا اور بدستور سابق وہان سے
ایسا ہی عمل مین لایا تا آنکہ اسیطرح سب باغون مین پھرا اور سب مالکان ریاض کو مرتکب اس فعل
ناشائستہ کا کیا حتی کہ رسم مذموم اس کار بد کی ساری قوم مین جاری ہوئی اور ابن عباس سے منقول
ہے اتفاقاً بعض بلاد شام مین قحط عظیم ظاہر ہوا اہالی انکی پریشان ہوکر مؤتفکات مین پہلی گئی کیسو اطرف
کہ وہان نعمت فراوان ارزانی تھی الغرض وہان کے رہنے والے غریبون سے تنگ ہوکر باہمدگر مشورہ
کرتے تھے کہ کسی طرح یہ غربا کی زحمت ہمسے دفع ہو تو کیا اچھا ہو اسی اثنا مین شیطان انکی مجلس مین

حاضر ہوا اور انکو اسی فعل ناشایستہ پر ساتھ فقرا اور مساکین کے کہ اصحاب باغات کو تعلیم کیا تھا دولت کی پامالی
بلاد مذکورہ سے ہوا اہل مؤتفکات نے بقول شیطان عمل کیا اس سبب غربا نے ان دیارون سے فرار اختیار
کیا اور انھون نے باہم عہد کیا کہ جو غریب اس شہر مین پہونچے موجود ہو داُسکے ساتھ فعل شنیع عمل مین لاوے
ہر گاہ کہ کفر و عناد اہل ان بلاد نے اشتداد کیا حضرت لوطؑ انکی ارشاد و ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے
اور ایک عورت کبھی اس قوم مین سے اپنے حبالہ نکاح مین لائے اور اس جماعت شقاوت پژوہ کو ارتکاب افعال
شنیعہ سے منع فرمایا اور پیوستہ درپے ہدایت اور مصدق نبوت داعی ہوکر حضرت ابراہیم کی شریعت کی اوفق
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کیے مگر انھون نے آپکے مقالات پر مطلق عمل نکیا اور نصائح دلپذیر
ہرگز نہ سنے اور متفق ہوکر کہا ائتنا بعذاب اللہ ان کنت من الصادقین یعنی لاؤ ہمارے واسطے عذاب اللہ کا
اگر ہے تو سچون سے حضرت لوطؑ نے دوبارہ عذاب الٰہی اور عقوبت کبریائی سے ڈرایا اور کہا کہ عذاب خداوند
نہایت الیم ہے انھون نے کلمات نصائح آمیز حضرت لوطؑ سے آشفتہ ہوکر لواے خصومت و عداوت
سینہ پر کینہ پر افراشتہ کیے اور کسیطرح جادۂ ضلالت اور گمراہی سے منحرف نہوے ناچار حضرت لوطؑ نے
دست التماس بدرگاہ منتقم قہار اٹھا کر اپنا عجز اور اضطرار اور نافرمانی اور استکبار ظاہر کیا اور کہا رب نجنی
واھلی مما یعملون یعنی اے پروردگار نجات دے تو مجکو اور میرے اہل کو اس چیز سے کہ عمل کرتے ہین
مفسرین نے لکھا ہے کہ یہان اہل سے عبارت دختر زادگان لوط ہین کسواسطے کہ سوا انکے لوط کے
کوئی اقربا مین متصف بصفت اہل بیت تھا۔ القصہ حضرت جلال احدیت نے دعا حضرت لوطؑ کو شرف
اجابت مقرون فرمائی اور حضرت جبرئیل کو مع ایک گروہ ملائکہ عظام کے اس قوم نابکار کی ہلاکت کے
واسطے نامزد فرمایا۔ تبیان مین بیچ تفسیر سورۂ والذاریات کے لکھا ہے کہ چار فرشتے مفرد تھے جبرئیل اور میکائیل اور
اسرافیل اور عزرائیل۔ اور معالم مین سورۂ ہود مین مرقوم ہے کہ بقول ابن عباس اور عطا تین فرشتے
تھے سوا حضرت عزرائیل کے اور بقول سدی گیارہ اور بقول مقاتل بارہ بہرحال یہ سب ملائکہ
بصورت جوانان امرد زیبا منظر پہلے حضرت ابراہیمؑ کے گھر مین آئے اور انکو بولادت اسحق اور ہلاکی
حضرت لوط علیہ السلام از اہل شقاق بشارت دی چنانچہ اللہ تعالی بیچ سورۂ ہود کے ذکر فرماتا ہے ولقد جاءت رسلنا
ابراھیم بالبشری قالوا سلاما قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنیذ فلما رای ایدیھم لا تصل الیہ نکرھم واوجس
منھم خیفۃ قالوا لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط وامراتہ قائمۃ فضحکت فبشرناھا باسحق ومن وراء اسحق یعقوب
قالت یا ویلتی االد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا ان ھذا لشیء عجیب قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم
اھل البیت انہ حمید مجید فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاءتہ البشری
یجادلنا فی قوم لوط ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب یا ابراھیم اعرض عن ھذا انہ قد جاء امر ربک وانھم
اتیھم عذاب غیر مردود یعنی اور البتہ تحقیق آئے بھیجے ہوئے ہمارے ابراہیم کے پاس ساتھ خوشخبری کے کہنے لگے

کہ سلام بھیجتے ہین سلیم کہا سلام ہی پیش دیری کی کہ لیے آیا گائے کا بچہ تلا ہوا پس دیکھا ہاتھ اُنکے نہین پہونچتے طرف
اُسکے انجان ہوا اُنسے اور جی مین چھپایا ڈر کہا اُنھون نے مت ڈر تحقیق ہم بھیجے گئے ہین طرف قوم لوط کی اور بی بی اُسکی
کھڑی تھی پس ہنسی پس بشارت دی ہمنے اُسکو ساتھ اسحق کے اور پیچھے اسحق کے یعقوب کے کہا اے وائے ہی مجھکو کیا جنونگی
مین اور مین بوڑھی ہون اور یہ خاوند میرا بوڑھا ہی تحقیق یہ بات ہی تعجب کی کہا اُنھون نے کیا تعجب کرتی ہی تو حکم خدا
کیسے سی رحمت ہی اللہ کی اور برکتین اُسکی اوپر تمھارے اے گھر والو تحقیق وہ تعریف کیا گیا بزرگ ہے پس جب گیا ابراہیم سے
ڈرا اور آئی اُسکو خوشخبری جھگڑنے لگا ہمسے بیچ قوم لوط کے تحقیق ابراہیم علیہ السلام البتہ تحمل کرنیوالا درد مند رجوع کرنیوالا
اے ابراہیم منھ پھیر لے اِسسے تحقیق آیا ہی حکم پروردگار تیرے کا اور تحقیق وہ لوگ آنے والے ہیں اُنکو عذاب نہ پھیرا گیا۔ اور تفصیل
اس قصہ کی تمہ احوال حضرت ابراہیم اور ذکر ولادت اسحق مین مرقوم ہو چکی انشاء اللہ تعالی القصہ سرگاہ کہ
فرشتے حضرت ابراہیم کے گھر سے بجانب اراضی موتفکات متوجہ ہوکے تاوہ شہر پر کہ حضرت لوطؑ وہان
متوطن تھی پہونچے اور آپکی بیٹی کو دیکھکر آپکے ہمراہ حضرت لوطؑ کے گھر مین گئے اس وقت تک اکثر تیے فرشتون
سے پہلے گھر مین آکر اپنے پدر بزرگوار کو خبر پہونچائی کہ چند مہمان آئے ہین کہ تمام عالم مین ایسے خوشتر
شدید کوئی نہ ہوا ہنسی ہین پیچھے سے فرشتے بھی داخل ہوئے اور حضرت لوطؑ کو سلام کیا آپ انکو حسین
اور جمیل دیکھکر دل تنگ ہوئے اور کہا کیا مشکل ہے ان مہمانون کو اس قوم سے کیونکر بچاؤن الغرض
حضرت لوط نے گھر کا دروازہ بند کر دیا اور اپنے آدمیون کو منع کیا کہ کسی کو اس حال سے خبر کرین انکی بی بی کہ
کافر تھی اُسنے فرصت پاکر گروہ کفار کو خبر کر دی کہ ایک جماعت میری گھر مین ایسی آئی ہے اور اس قدر
خوبصورتی اور ملاحت رکھتی ہے کہ تمنے ایسے حسین نہ دیکھے ہونگے رئیس قوم نابکار نے زبانی دس آدمیون کے
حضرت لوطؑ کو پیغام بھیجا کہ ہم نے تمکو منع کیا تھا کہ ترک طریقہ مہمانی کرو اور اپنے گھر مین مہمانون کو نہ اتارو
اب ہمنے سنا ہی کہ ایک جماعت تمھارے پاس مہمان آئی ہے چاہیے کہ اُسے ہماری پاس بھیجدیجئے اور
اُن آدمیون سے کہدیا تھا کہ اگر لوط اس امر سے انکار کرے اور وہ لوگ نہ آوین تو بزور لے آنا جب کہ
آدمیون نے پیغام قوم انکو پہونچایا حضرت لوطؑ نے کہا مین انکی عوض مین اپنی بیٹیاں زوجیت قوم مین دیتا
ہون خدا سے ڈرو اور مجکو ان مہمانون کے روبرو رسوا نکرو انھون نے انکے پاس سے مراجعت
کر کے اسیطرح اپنی قوم سے کہا اور پھر آکر حضرت لوطؑ سے کہا کہ قوم کہتی ہے کہ ہمکو تیری بیٹیون سے
رغبت نہین ہے جو کہ ہمارا مطلب ہے تو جانتا ہے حضرت لوط نے کہا اگر مجکو تمھاری
برابری کی طاقت ہوتی تو تم میرے ساتھ ایسی باتین نہ کہہ سکتے پھر دو شخصون نے انھین
سے چاہا کہ وہ مہمان کہ جبرئیل تھا اُسکو پکڑلیوین جبرئیل نے انپر ایک پھونک ماری
کہ یہ اندھے ہوگئے سب نے جا کر قوم سے کہا لوط کے مہمان جادوگر ہین کہ دو شخصون
کو ہم مین سے اندھا کر دیا انھون نے حضرت لوط علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ اجتک تو جس طرح چاہا

ہم میں اوقات بسر کرتا تھا اب تو جادوگروں کو اپنے گھر میں بلاتا ہے کہ وہ ہمارے آدمیوں کو اندھا
کرتے ہیں ہمارے شہر میں چلا جا اگر آج رات کو تو نہیں جائیگا تو ہم صبح کو تیرے گھر کو اور تیرے سب خویش
و بیگانہ کو اندھا کر دینگے حضرت لوطؑ کو بھی اس امر سے گمان ہوا کہ فرشتے شاید جادوگر ہیں مجبور ان سے کہا
انکے تو میرے مکان میں لیکر تحقیق تم قوم جادوگر ہو جب فرشتوں نے دیکھا کہ لوطؑ منکر ان کی تہدید سے ڈر گئے
اور ہماری نسبت بدگمان ہو حقیقت حال اور اپنے آنیکا سبب ظاہر کیا کہ پروردگار کی بھیجے ہوئے آئے
ہیں تا اس فرقہ باغی اور قوم طاغی کو ہلاک کریں حضرت لوطؑ سنتے اس کلام سے خوش و خرم ہوئے اور
ایصال عقوبت قوم میں جلدی کی حضرت جبرئیل نے کہا کہ آخر صبح کو عذاب نازل ہوگا اس وقت حضرت
اپنی چارپائی اور اسباب لیکر ہنگام سحر سرحد مؤتفکات سے گذر کر متوجہ منزل ابراہیم ہوا اور بعضے کہتے
ہیں کہ مصر میں یا صغر میں چلے گئے اور اہل صغر ان کے افعال ناپسندیدہ سے ناراض ہوئے تھے اس بلا
سے محفوظ اور محفوظ رہے جب تاشیر صبح صادق ظاہر ہوئی شروع ہوئی حضرت جبرئیل اپنے پر
پھیلا کر زمین کے نیچے لیگئے اور ان چاروں شہروں کو جگہ سے اکھیڑ کر مع جمیع مردم و مواشی اور جو اپنی
جگہ تھی اسپر رکھکر بجانب آسمان اتنا بلند کیا کہ اہلے شہروں سے مرغوں اور کتوں کی آواز ملائکہ آسمان
سننے لگے اور وہاں سے الٹ کر گرا دئے فلما جاء امرنا جعلنا عالیها سافلها ناصح حال ان مخذولوں
پر پہنچا اور صاحب تفسیر مواہب علیہ نے سورۂ ہود میں ذیل آیۃ ولما جاءت رسلنا لوطا سیء بهم وضاق
بهم ذرعا وقال هذا یوم عصیب وجاءه قومه یهرعون الیه ومن قبل کانوا یعملون السیئات
قال یقوم هؤلاء بناتي هن اطهر لكم فاتقوا الله ولا تخزون في ضيفي اليس منكم رجل رشيد
اور جب آئے بھیجے ہوئے ہمارے لوط علیہ السلام کے پاس ناخوش ہوا ساتھ انکے اور تنگ ہوا ساتھ انکے
دل میں اور کہا یہ دن ہے سخت اور آئی اسکے پاس قوم اسکی دوڑتی ہوئی طرف اسکے اور پہلے اس سے کیے کرتے
برائیاں کہا اے قوم میری یہ ہیں بیٹیاں میری وہ بہت پاکیزہ ہیں واسطے تمہارے پس ڈرو اللہ سے اور
مت رسوا کرو مجھکو بیچ مہمانوں میرے کے کیا نہیں تم میں سے کوئی مرد اچھا لکھا ہے کہ جب ملائکہ سدوم کے
نزدیک پہونچے کہ وہاں حضرت لوطؑ رہتے تھے اور انکو دیکھا کہ زمین میں کھیتی کر رہے ہیں سلام علیک کی
حضرت لوطؑ نے جانا کہ یہ نوع بشر سے ہیں یہ فرشتے شام تک وہاں کھیتی پر مصاحبت میں رہے جب رات
ہوئی اور حضرت لوطؑ گھر جانے لگے تو انکو شرم آئی اور فرشتوں کو گھر لیجانا مناسب نجانا اور چونکہ انکو نہایت
خوش رو اور خوبصورت دیکھا بیباکی اور ناپاکی اپنی قوم سے اندیشہ کیا کسواسطے کہ وہ شقاوت شعار حضرت
کو لوگوں کی دعوت و ضیافت سے منع کرتے تھے دل تنگ ہو کر کہا آیا احوال اور اطوار اس قوم کے تمنے
نہیں سنے کہ انکی شرارت کس مرتبہ کو پہونچی ہے کہ میرے نزدیک ان سے بدتر کوئی نہیں حضرت جبرئیل
فرشتوں سے کہا یہ شہادت ہوئی پھر انکے ساتھ گھر کو روانہ ہوئے جب شہر کے دروازے پر پہونچے تو پھر اسی کلام کا

اعادہ کیا اور حضرت جبرئیل نے کہا یہ دوسری شہادت ہے اور اپنے گھر کے دروازہ پر آئے اور پھر یہی
سخن فرمایا جبرئیل نے کہا یہ تیسری گواہی ہے اور حضرت لوط انکو گھر میں لے آئے اور اپنی بی بی سے کہا کہ انکی
مہمانی کیواسطے کھانا پکا اور کسی کو اس حال سے خبردار نکرنا کہ انکو پوشیدہ یہاں لایا ہوں اس عورت
نے کسی بہانہ سے باہر جا کر اس قوم کو صورت واقعہ سے خبردار کیا اور اپنی قوموں سے مہمانوں کی شکل
و شمائل بکمال خوبروئی کہ واقع میں رکھتے تھے بیان کی بمجرد سننے اس امر کے وہ فجار و کفار حضرت لوط
کے گھر گھس آئے حضرت لوط نے اس حال کو دیکھکر مہمانوں کو حجرے میں چھپا دیا اور آپ دروازہ حجرے
پر کھڑے ہوکر انکے پاس آئے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت لوط کی بارہ بیٹیاں تھیں انھوں نے مفسدوں
کافروں سے کہا کہ یہ لڑکیاں موجود ہیں لیکن ان مہمانوں سے دست بردار ہو قالوا لقد علمت ما لنا
فی بناتک من حق وانک لتعلم ما نرید ۵ قال لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید ۵ یعنے کہا
مشرکوں نے ہر آئینہ تحقیق جانتا ہے تو نہیں ہے واسطے ہمارے بیچ بیٹیوں تیری کے کچھ حق اور تحقیق تو جانتا
ہے جو ارادہ کرتے ہیں ہم کہا کاش کہ ہوتا واسطے میرے ساتھ تمہارے زور یا جگہ پکڑتا میں طرف قلعہ محکم کے آخر الامر
مر قوم نے غلبہ کیا اور بعض گھر میں کہ حضرت جبرئیل تھے گھس آئے اور چاہا کہ انکو باہر نکالیں انھوں نے انپر
ایک پھونک ماری کہ یہ اندھے ہوگئے اور مشرکوں نے فرشتوں کو جادوگری کے ساتھ منسوب کر کے
حضرت لوط کو ڈرایا اور بینا نابینا انکے گھر سے بھاگے اور حضرت لوط بھی بخوف قوم سے ڈر کر گمان کیا کہ
یہ فرشتے جادوگر ہیں جب فرشتوں نے حضرت لوط کو خوفناک پایا قالوا یا لوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک
فاسر باہلک بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد الا امرأتک انہ مصیبہا ما اصابہم ان موعدہم الصبح
الیس الصبح بقریب فلما جاء امرنا جعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ عند
ربک وما ہی من الظالمین ببعید ۵ کہا انھوں نے اے لوط تحقیق ہم بھیجے ہوئے ہیں رب تیرے کے ہرگز
نہ پہونچ سکینگے طرف تیرے پس لیچل لوگوں اپنے کو ایک ٹکڑے رات کے سے اور نہ منہ پھیرے تم میں سے
کوئی مگر جورو تیری تحقیق وہ پہونچنے والا ہے اسکو جو کچھ پہونچا انکو تحقیق وقت وعدہ انکے کا صبح ہے کیا
نہیں صبح نزدیک جب آیا حکم ہمارا کیا ہمنے اوپر اسکا نیچے اسکے اور برسایا ہمنے اوپر اسکے پتھر کنکر سے نہ بتہ لگاتار
لگے ہوئے نزدیک پروردگار تیرے کے سے اور نہیں وہ ظالموں سے دور القصہ فرشتوں نے حضرت
لوط کو حقیقت حال سے مطلع کیا اور یہ سننے اس خبر سے بہت خوش ہوا اور جب تھوڑی سی رات گذری
تو حضرت جبرئیل نے حضرت لوط کو مع انکے متابعوں کے اپنے پروں پر بٹھا کر شہر کے باہر کر دیا کہ جانب
صفر ادا روانہ ہوئے اور قوم لوط جس طرح سے کہ سابق مذکور ہوا بعمل حضرت جبرئیل ہلاک ہوا اور مجموع قصص
اور تواریخ میں لکھا ہے اور قرآن مجید بھی اسپر ناطق ہے کہ جس وقت حضرت لوط قوم میں سے نکلے تو حضرت جبرئیل
نے وصیت کی کہ اثنائے قطع مسافت راہ میں تم میں کوئی موتفکات کیطرف نہ دیکھے اور پیچھے نگاہ نہ کرے

چنانچہ حضرت لوطؑ اور آپکے متعلقون نے بموجب فرمودہ عمل کیا کہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھا مگر انکی بی بی بنا بر قرابت
اور قربت کے کہ کیش کافری مین اہل موتفکات سے رکھتی تھی ہر لحظہ پیچھے مڑ کر دیکھتی تھی اور منتظر صدمہ وسیاست
حال قوم تھی کہ کیا ہوتا ہے ناگاہ اثنائے منتظر کرنے مین ایک پتھر اڑکر آپکے سر کو لگا اور یہ وادی جہنم کو راہی ہوئی
اور اسی طرح جو شخص اس قوم مین سے سفر کو گیا تھا ایک ایک پتھر انکے سرون پر جہان تھے وہین پہونچا اور
ہر واحد انمین سے بجانب مقر روانہ ہوا خلاصہ یہ کہ جو وہان مقیم تھے وہ زمین زیر ہوئے اور جو کہ مسافر تھے انپر پتھر
گرے تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ بڑا پتھر ٹکلے کے برابر تھا اور چھوٹا انگور کے ساوی اور منقول ہے
کہ ایک شخص انمین سے حریم حرم محترم مین اقامت رکھتا تھا کہ ناگاہ ایک پتھر اسکی طرف بھی متوجہ ہوا تا
آنکہ اسکو ہلاک کرے کہ اسی اثنا مین فرشتون نے خطاب کیا اے پتھر اسکو نمار تا کہ حرم خداوندی ایسی بلاؤ
سے امین ہے اور سنگ وہین ہوا مین معلق کھڑا رہا تا آنکہ وہ سنگدل حرم سے باہر آیا اور وہ حجر اسکے سر پر
گرا اور جہنم واصل ہوا نعوذ باللہ من غضب اللہ القصہ بروایت اصح حضرت لوطؑ نے بیت توقف حضرت ابراہیمؑ
پاس پہونچکر توقف کیا اور جب ہلاک قوم لوطؑ پر سات برس منقضی ہوئے تو بدھ کے دن دسوین بارہ وفات کو
بجوار رحمت الٰہی انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون حلیہ لوط سبزہ رنگ میانہ قد سیاہ چشم ضخیم البدن
طویل الساقین والساعدین تھے اور لوطؑ اسواسطے نام ہوا کہ انکی محبت حضرت ابراہیمؑ کے دل مین آمیختہ تھی
قال المفسرون انما سمی لوطا لان محبتہ لاط بقلب ابراہیم ای تعلق یعنی کہا مفسرون نے کہ سوا اسکے کہ
نام ہوا انکا لوطؑ اسواسطے کہ محبت انکی نے تعلق پکڑا ساتھ قلب ابراہیمؑ کے پس اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی
نام انکا کچھ اور ہے اور شریعت انکی موافق شریعت حضرت ابراہیمؑ کے تھی اور رہبانیت عابد اور متقی اور متحمل اور مہمان
نواز تھے کہ جمیع افعال مین حضرت خلیل الرحمن کی متابعت کرتے تھے اور صنعت انکی زراعت
اور کشتکاری تھی اور جملہ انکے معجزون مین سے ایک یہ تھا کہ جب باران کے واسطے دعا کرتے تھے تو بے ابر مینھ
برستا تھا اور دوسرے یہ کہ جس پتھر پر سر رکھ کر سوتے تھے تو انکے سر مبارک کا اسمین نشان ہو جاتا تھا اور
بعضون نے کہ اس حال سے مشاہدہ کیا انکی رسالت پر مقر رہے اور متابعت اختیار کی اور مدت دعوت انکی
ایک روایت سے بیس برس چند روز اور ایک قول سے ستائیس برس تھی اور تعداد عمر کی معلوم نہین ہوئی
اسکے لکھنے پر تعرض نہین کیا گیا اور مرقد مبارک انکا حضرت ابراہیمؑ اور اسحقؑ اور سارا خاتون کے قریب ہے

فصل دوسری تتمہ احوال سعادت اشتمال حضرت ابراہیم اور بشارت ولادت حضرت اسحق اور بیان [illegible]
اور وفات اور دیگر حالات انکے مین۔ پوشیدہ نرہے کہ مقام قیام علی الدوام حضرت ابراہیمؑ کا دیار شام
تھا ایکدن چند مہمان خوبصورت امرد آپکے پاس وارد ہوئے حضرت بر حسب عادت اکرام ضیف بکمال التفات
پیش آئے اور جلد انکے واسطے ایک گوسالہ بریان کھانے کے واسطے روبرو لائے انھون نے توجہ
کھانیکی طرف نہ کی چونکہ رسم اس زمانہ مین یہ تھی کہ جو کوئی دشمن ہوتا تھا وہ طعام نہ کھاتا تھا حضرت کو اندیشہ

اندیشہ ہوا اُنھون نے آثار خوف آپکی جبین مبین سے دریافت کیے اور بنا بر طمانیت کہا کہ تم خوف مکرو ہم
بھیجے ہوے پروردگار تمھارے ہین کہ واسطے انتقام کفار قوم لوط کے آئے ہین اور تمکو خوشخبری دیتے ہین اس
بات کی کہ تمھارے ہان ایک پسر نیک اختر پیدا ہوگا سارا خاتون نے متعجب ہو کر اپنا ماتھا کوٹا اور کہا کہ مین بوڑھیا
اور بانجھ اور یہ بوڑھا اُنھون نے کہا کہ یون حکم ہے پروردگار تیرے کا چنانچہ آیات بینات سورہ والذاریا
مین فرمایا ہے هل اتاك حديث ضيف ابراهيم المكرمين ۝ اذ دخلوا عليه فقالوا سلاما
قال سلام قوم منكرون ۝ فراغ الى اهله فجاء بعجل سمين ۝ فقربه اليهم قال الا تاكلون ۝ فاوجس
منهم خيفة قالوا لا تخف وبشروه بغلام عليم ۝ فاقبلت امراته في صرة فصكت وجهها وقالت
عجوز عقيم ۝ قالوا كذلك قال ربك انه هو الحكيم العليم ترجمہ کیا آئی ہے تیرے پاس بات مہمانون ابراہیم حرمت کیے گئے
کہ جس وقت داخل ہوے اوپر اُسکے پس کہا اُنھون نے سلام ہو کہا سلام ہے تمپر قوم ہو نا پہچان پس پھر آیا
طرف لوگون اپنے کے پس لے آیا گاے کا بچہ بھنا ہوا پس نزدیک کیا اُسکو طرف اُنکے کہا کیا نہین کہا
تم پس چھپایا اُنسے جی مین ڈر کہا اُنھون نے مت ڈر اور خوشخبری دی اُسکو ساتھ ایک لڑکے علم والے کی
پس آئی بی بی اُسکی بیچ غیرت کے پس ہاتھ مارا منھ اپنے کو اور کہا مین بوڑھی ہون بانجھ کہا فرشتون
نے اسیطرح کہا ہے پروردگار تیرے نے تحقیق وہ حکمت والا جاننے والا ہے غرضکہ اسی سال مین سارا
خاتون کو حمل رہا اور بعد انقضاے مدت معہود کے بیٹا پیدا ہوا اور نام اُسکا بجستہ طالع کا
اسحٰق رکھا اور کنار عاطفت والدین مین پرورش پاکر جوان خوش منظر نیک سیر ہوا اور ہر سال اُنکو حضرت
ابراہیم مع سارا خاتون واسطے اداے مناسک حج کے مکہ معظمہ مین لیجایا کرتے تھے اور ملاقات حضرت
اسمٰعیل سے کہ متولی اُس بقعہ مبارک کے تھے مسرور ہوتے اور پھر وطن مالوف مین آکر ہر صادر و وارد اور مقیم مسافر
کی مہمانی اور ضیافت مین دائم مصروف رہتے بالالتزام کیا تھا اس بات کا کہ تنہا کھانا آپ نہ کھاتے تھے اتفاقاً
کئی دن گذرے کہ کوئی مہمان نہ آیا اور اُنھون نے بسبب عادت کے اس عرصہ مین کچھ نہ کھایا تا آنکہ
شدت اشتہا غالب اور طبیعت اُنکی مہمان کی طالب ہوئی اور اُسکی تلاش ہوئی بجانب صحرا گئے اثنا
راہ مین ایک پیر مرد دو چار ہوا اور اُسکو بھوکا پایا اُنھون نے بحال تمنا اُسکو اپنے ساتھ لیا اور گھر مین
آکر دسترخوان بچھایا اور کھانا حاضر کیا جو کہ اُس شخص نے نوالہ اُٹھاتے مین اول نام خداے تعالے
نہ لیا تو حضرت کو اُسکے بیدین ہونیکا اشتباہ ہوا اور کھانا اُسکے ہمراہ کھانا اُنکی طبیعت نے قبول نہکیا اُسنے
سبب ہمراہ نہ کھانیکا اُنسے پوچھا آپنے فرمایا کہ جو کوئی بیدین ہو ہمکو رفاقت اُسکی کھانے مین گوارا نہین یہ
بات اس مہمان کو ناگوار آئی اور بغیر تناول طعام اندوہگین اُٹھ گیا اُسی وقت حضرت ابراہیم کو فرمان عتاب
نشان آیا کہ ہمنے تمامی مدت عمر اس شخص کو با وجود اُسکے کفران نعمت کے رزق مقدر پہونچایا ہے اور ایک دن
بھی بھوکا نہین رکھا ایک وقت کے کھلانے مین یہ تجت نکالی اور کھانا بھی خاص میری رضا کیواسطے

بلکہ اپنی کبھی نفس کی خواہش اور شکم سیری غرض تھی آسپر بھی تھوڑا اسا کو گرسنہ نکال دیا ہمیشہ
خدا سے راست مسلم بزرگی اور لطافت کہ جہنم بیند و نان برقرار میدارد تو حضرت سنتے ہی فی الفور شتاب
برق رفتار اسکے ڈھونڈنے کو روانہ ہوئے اور جب وہ ملا تو بہت سا تملق اور مدارا کیا اور عذر بے اعتنائی
اول جتایا وہ شخص اس تلافی مافات سے انکے متعجب ہوا اور پوچھا کہ سبب اس خشونت کا کیا تھا اور اس
استمالت کا موجب کیا ہے اپنے سبب تو قصہ ارشاد ہدایت بنیاد باری تعالیٰ سے ارشاد کیا اسکو انکی تقریر
کمال تاثیر ہوئی اور کراہت اور نفرت کلی کفر اور شرک سے ہوئی اور رغبت اور میلان کامل دین اسلام میں حاصل
ہوا بمقتضاے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم تو بہ نصوح کی اور بشرف دین ابراہیمی مشرف ہوا
روایت ہے کہ ایکدن حضرت ابراہیم واسطے لانے گھاس کے مواشی کے لئے ایک پہاڑ بیت المقدس پر
سیر کرتے تھے تو نکال رہنے مواشی کا تلاش کرین اس عرصہ مین ایک آواز انکے کان مین اسطرف سے آئی کہ کوئی
شخص ذکر کرتا ہی اور اداے حمد الٰہی جناب باری کے پڑھتا ہے پہر وہ سنتے آواز کے مطلب اپنا فراموش کیا
اور اسطرف متوجہ ہوکر دیکھا ایک شخص ضعیف دراز قد کہ بدن اوس کا بالون سے بھرا ہے کھڑا ہوکر حمد
اللہ تعالیٰ کی پڑھتا ہے روبرو اسکے گئے اور پوچھا اے شخص خدا تیرا کون ہی اسنے جواب دیا کہ خدا میرا آسمان
پر ہے پوچھا کہ زمین پر بھی وہی ہی یا اور کہا زمین پر بھی وہی ہی سواے اسکے اور کوئی لیاقت خدائی کی
نہین رکھتا ہی پھر پوچھا کہ قبلہ تیرا کدہر ہے کہا طرف کعبے کے پوچھا کہ تو کہان سے کھاتا ہی اسنے کہا وقت
پکنے میوون کے دانہ خود رو جنگل کے آخر موسم گرمی مین انکو نکال لاتا ہون اور جمع کرکے رکھ چھوڑتا ہون تو وہ موسم
جاڑے کے مین کام آتا ہی اور وہی میری خوراک ہی پھر پوچھا کہ کوئی تیرے اہل و عیال مین سے باقی رہا ہے
کہ تیری خدمت وہ بجا لاوے کہا نہین پھر پوچھا کہ تیرا گھر کہان ہے کہا کہ اس پہاڑ کے نیچے ایک غار مین رہتا
ہون انھون نے کہا کہ چل نشان اس غار کا مجکو بتا دے کہ تیرے گھر مین بھی تیرے ساتھ چلین اور طرف
قبلہ تیرے کی دیکھین اسنے کہا کہ درمیان اس غار کے اور اس مکان کے ایک ندی ہی کہ پانی اسکا بہت عمیق
ہے آدمی کو گذرنا اس سے ممکن نہین ہی حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ تو کس طرح اس ندی سے گذرتا ہی کہا بطریق
خرق عادت کے اس پانی پر چلا جاتا ہون اور وہ پانی میرے واسطے مسخر ہو جاتا ہی کہ سواے میرے تلوون کے
تر نہین ہوتے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ آؤ تو تیرے گھر چلین شاید کہ اس پانی کو جسنے تیرے واسطے مسخر
کیا ہی تیرے واسطے بھی کر دیوے حضرت ابراہیم اور وہ ضعیف روانہ ہوکر جبکہ ندی پر آئے دونون اس
پانی پر سے گذر کر چلے گئے اس ضعیف نے تعجب کیا جب غار مین پہنچے طرف اوسکے قبلہ کی دیکھی
اور بہت خوش ہوئے بعد اسکے پوچھا کہ اے شیخ بارے کہو کہ کونسا دن سخت تر دنون سے ہی اس ضعیف
نے کہا جس دن کہ حضرت رب العرش کرسی اپنی کو واسطے حساب خلقت کے رکھینگے اور دوزخ کو
روشن کرینگے یہان تک کہ کوئی فرشتہ مقرب اور پیغمبر مرسل نہ ہوگا کہ اپنے منہ سے عاجزی کرتا ہو

اور دل اپنے سے مسلسل ہوگا حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے ضعیف تیری خدمت واسطے میرے دعا کر کہ حق تعالےٰ
مجکو اس دن کے ہول سے امن اور اطمینان نصیب کرے ضعیف نے کہا کہ میری دعا کس کام آویگی مجھ سے
دعا چاہ حضرت ابراہیم نے کہا کسواسطے آپنے کہا تین برس سے ہر وقت اور ہر لحظہ دعا کرتا ہون اصلا قبول
نہین ہوتی فرمایا کہ وہ دعا کیا ہے کہا ایکدن مین اس جنگل مین بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے مین ایک جوان اودھر سے
مواشی کو لئے ہوئے جاتا تھا اور بال اسکے سر کے آشفتہ اور پراگندہ تھے کہا مین نے کہان سے آیا تو اور یہ
مواشی کس شخص کی ہین کہا اسنے کہ خدا کے دوست کے گھر سے کہ نام اسکا ابراہیم ہے آیا ہون اور
یہ مواشی بھی اسی کے گھر کی ہین چنانچہ مین اسدن سے دعا مین مشغول ہون کہ یا رخدایا اگر اس زمین مین
کوئی شخص ایسا ہے کہ دوست تیرا ہو مجکو یارب اسکی تقسیب کر اس سے پہلے کہ مین مرون سو ابتک مین اسکی
دیدار سے مشرف نہین ہوا ہون حضرت ابراہیم نے اس ضعیف سے کھینچ کر معانقہ کیا پھر ہمارے پیغمبر
نے فرمایا کہ اس دن سے معانقہ رائج ہوا ہے اس سے پہلے رسم سجدہ کی تھی مقام تعظیم مین اسواسطے بیچ اسلام
سے مصافحہ رائج ہوا ہی نقل ہے ایک جگہ بطریق صحیح کے روایت کی ہے کہ ایک برس حضرت ابراہیم
کے شہر مین قحط غلہ کا ہوا تھا حضرت ابراہیم واسطے لانے غلہ کے اور شہر مین تشریف لے گئے ہر چند
تلاش کیا غلہ کہین نپایا مایوس ہوکر اپنے گھر مین پھر آئے راہ مین ایک میدان مین پہونچے کہ ریت سرخ رنگ
کی اس میدان مین بہت تھی غلامون کو فرمایا کہ اس ریت کو شلیتون مین بھر لو کہ لوگ ہمکو خفیف نکرین
کہ یہ خالی ہاتھ آئے پھر اس ریت کو شلیتون مین بھر لائے ہر گاہ لوگ وہان کے پوچھتے کہ ان شلیتون مین
کیا لائے ہو اور کونسا غلہ ہے اسمین غلام حضرت ابراہیم کے کہتے کہ گیہون سرخ ہین پھر جب شلیتے گھر آتارے
اور رکھ لیے وہ ریت سرخ سب گیہون سرخ ہوگئے حق تعالیٰ نے نچاہا کہ بات اپنے دوست کے غلامون
کی جھوٹی کرے اور کہتے ہین کہ ایک بار کافرون نے بسبب عداوت کے دو شیر بھوکے حضرت ابراہیم
پر چھوڑ دیے ان دونون شیرون نے جب حضرت ابراہیم کو دیکھا سجدہ کیا اور انکے قدمون کو چاٹنا شروع
کیا - صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہے کہ جب عمر سارا خاتون کی ایک سو ستائیس اور ایک قول سے ایکسو
بیس برس کی ہوئی طائر روح پر فتوح انکی نے بجانب گلستان قدس پرواز کی اور مزرعہ حبران کہ ملک
حضرت ابراہیم کا تھا وہان مدفون ہوئین اور ارباب اخبار لکھتے ہین کہ بعد وفات حضرت سارا خاتون کے
ایک اور عورت کنعان مین سے حضرت ابراہیم اپنے حبالہ نکاح مین لائے اور چھ بیٹے اس سے
پیدا ہوے اور انکی اولاد آفاق عالم مین متفرق ہوئی ولیکن اتفاق جمہور اسپر ہے کہ سواے حضرت
اسمٰعیل اور اسحٰق کے اور کوئی فرزند صلبی انکا بمرتبہ جلیلہ نبوت سرفراز اور ممتاز نہین ہوا الا کثرت اموال
اتنی زیادہ ہوئی تھی کہ چار ہزار کتے حفاظت کے واسطے انکی مواشی کے رہتے تھے حضرت رسالت پناہ
فرماتے ہین کہ ان ابراهیم اختتن بالقدوم وهو ثمانین سنة یعنے تحقیق ابراہیم نے ختنہ کیا ساتھ قدوم

ہیں اور حالیکہ یہ اسّی برس کے تھے - بعضے فضلا کہتے ہیں قدوم نام ایک مقام کا ہے کہ شام میں واقع ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ قدوم تیشہ کا ہے یعنے حضرت خلّت پناہ نے اسّی برس کی عمر میں تیشہ سے اپنا ختنہ کیا اور یہ سنّت تا روز قیامت اُس پیغمبر بزرگوار سے یادگار ہے اور ایک حضرت کی سنّتوں میں سے ازار کا پہننا ہے کہ حق جل علا نے انکو بھیجی کہ تو کرم ترین خلق ہے نزدیک میرے چاہیئے کہ سجدے کے وقت زمین پر ستر نہ دیکھے حضرت ابراہیم نے اپنے واسطے سراویل یعنے ازار ترتیب کی اور مشہور ہے کہ سنّت ضیافت جملہ مخترعات انکے سے ہے کہ صبح اور شام بغیر مہمان نہ کھاتے تھے اور تفسیر مواہب علیہ میں لکھا ہے جیسا آنحضرت ابراہیم کی ہیں انکے مہمانخانہ میں بساط دعوت بچھا ہوا تھا اب تک بعد ممات بھی بر سر قبر مبارک ایک لنگر خانہ ہے کہ اسمیں رسم ضیافت جاری ہے اور تا روز قیامت رہیگی اور کہتے ہیں کہ پہلے جنھنے مسواک کی اور پانی کے ساتھ استنجا اور لبیں کتروائیں اور بڑھاپا دیکھا حضرت ابراہیم تھے اور سبب ظہور اس صورت کا اسطرح پر ہے لکھا ہے کہ ہرگاہ قادر علی الاطلاق نے انکی کبرسنی میں حضرت اسحق کو عطا فرمایا لوگوں نے کہا عجب بات ہے کہ سارا اور ابراہیم نے غیر کے فرزند کو اپنا مشہور کیا ہے اور پرورش کرتے ہیں لاجرم خداوند تعالے نے بنا بر دفع تہمت کے حضرت اسحق کو ایسا حضرت ابراہیم سے شبیہ پیدا کیا کہ کوئی بعد ظہور داڑھی مونچھ حضرت اسحق سے دونوں باپ بیٹوں میں امتیاز نہ کرتا تھا بنا برین حکمت الٰہی مقتضی اس امر کی ہوئی کہ محاسن شریف انکی سفید ہوئی تا خلائق پر ظاہر ہووے کہ ابراہیم یہ ہیں اور اسحق یہ اور منقول ہے کہ ایک شخص نے رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا یا خیر البریۃ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم کی شان میں وارد ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے ارشاد کیا نحن احق بالشک من ابراھیم یعنے میں حق دار زیادہ ہوں ساتھ شک کے ابراہیم سے اذ قال رب ارنی کیف تحی الموتیٰ قال اولم تؤمن قال بلے ولکن لیطمئن جبکہ کہا ابراہیم نے اے رب میرے دکھا تو مجکو کیونکر زندہ کرتا ہے مردوں کو کہا پروردگار نے کیا تو نہیں ایمان لایا کہا ابراہیم نے ہاں ایمان لایا ہوں لیکن تا کہ طمانیت بخشے دل میرا چنانچہ تفسیر اس آیۂ کریمہ کی بالتفصیل اوپر بیان ہو چکی اور خواجہ کائنات علیہ افضل الصلواۃ باوجود کمال شرف مرتبت اور علو منزلت کے بمتابعت شریعت آنحضرت کے مامور ہوے کہ خدای تعالی نے کلام مجید میں فرمایا ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا فاعلم اصحابہ کہ مناقب اور کمالات حضرت خلیل الرحمن کے بسیار ہیں اور سنّتیں اور آداب انکی بیشمار ہیں کہ آجتک ملت محمّدی اور شریعت احمدی ہر ایک اعمال حسنہ انکو معمول بہا اور طریقہ موثوق علیہا ہیں کہ قلم مشکین رقم تعداد آثار اور مفاخر انکے سے عجز اور قصور معترف ہوکر قدر قلیل پر اختصار کرتا ہے چاہیئے جانتا التفسیر عزیزی میں لکھا ہے اجہاد اعداء اللہ ۲ اور کسر اصنام ۳ اور ختنہ ۴ اور عقیقہ ۵ اور آداب ضیافت ۶ اور لبس ثیاب یعنے کپڑے پہننے - ۷ - اور ہنگام عبادت زینت کرنی - ۸ اور نماز میں رفع یدین کرنا - ۹ - اور تکبیر ہر خفض ورفع یعنی پستی اور بلندی میں چلتے ہیں

۱۰۔ اور چار رکعت نماز چاشت ۔ ۱۱۔ ماہہای محترم کو بزرگ جاننا ۔ ۱۲۔ اور نکاح میں حرام چیزون کو حرام سمجھنا ۱۳۔ اور قبول کرنا گواہی اور مہر کا نکاح میں ۔ ۱۴۔ اور سجدے سے پہلے رکوع کرنا نماز میں ۔ ۱۵۔ اور جدا کرنا حصہ کا اموال میں سے بر آخذ اگر عبارت زکوٰۃ سے ہے ۔ ۱۶۔ اور ستر عورت کا واجب ہونا ۔ ۱۷۔ اور لواطہ اور سحق اور کہانت کا حرام ہونا ۔ ۱۸۔ اور قبلہ کیطرف متوجہ ہونا ۔ ۱۹۔ اور مناسک تمام تھا ۔ ۲۰۔ اور خصال فطرت سمجھنا ۔ ۲۱۔ اور آداب قرآنی ۔ ۲۲۔ اور احکام نجوم پر معتقد نہ ہونا ۔ ۲۳۔ اور منجمون سے ساعت نیک اور بد نہ پوچھنی ۔ ۲۴۔ اور تفحص سعد و نحس ساعات نکرنا ۔ ۲۵۔ اور ایام اور شہور اور تواریخ سے بد شگون نہ ہونا ۔ ۲۶۔ اور شگون بدل لینا ۔ ۲۷۔ اور جادوگری پر اعتقاد نکرنا ۔ ۲۸۔ اور نذر بنام جن اور دیوؤن اور پریون کی نکرنی ۔ ۲۹۔ اور انکو واسطے فیض نسمجھنا ۔ ۳۰۔ اور رزق اور شفا اور موت اور حیات کو بلا واسطہ مسبب الاسباب سے جاننا ۔ ۳۱۔ اور مصیبت کے وقت صبر کرنا ۔ ۳۲۔ اور جزع اور فزع اور نوحہ اور شیون مردون و ستون اور اقارب سے ترک کرنا ۔ ۳۳۔ اور راہ خدا میں جان دینی ۔ ۳۴۔ اور باپ کو گناہ فرزند میں اور فرزند کو گناہ پدر میں نہ پکڑنا ۔ ۳۵۔ اور کپڑے اور بدن اور گھر اور مسکن کو پاک اور پاکیزہ رکھنا ۔ ۳۶۔ اور معطر کرنا ۔ ۳۷۔ اور لہو و لعب سے احتراز کرنا ۔ ۳۸۔ اور تصویر بنانے اور پاس رکھنے سے اجتناب رکھنا ۔ ۳۹۔ اور ترک نکاح نکرنا ۔ ۴۰۔ اور ترک کھانے لذیذ اور لباسون نفیس اور عزلت یعنی گوشہ گیری آدمیون کو معتبر نہ جاننا ۔ ۴۱۔ اور ریاضت مفرط کہ موجب تلف حق نفس یا حق اپنے اہل و عیال کے ہو نہ پسند کرنی ۔ ۴۲۔ اور سوال بلا ضرورت سے پرہیز کرنا ۔ ۴۳۔ اور سبب سے معیشت کو حاصل کرنا اور مثل انکے احکام ملت ابراہیمی سے ہین کہ اس شریعت میں بعینہا باقی ہین بلکہ یہی ارکان ہین کہ اصل اس شریعت اور قاعدے اس دین کے ہین اور ہر ایک ان امور مذکورہ میں سے فروغ بسیار نکلتے ہین شاید تمام شریعت کو احاطہ کر لیوین کسواسطے کہ درحقیقت ملت ابراہیم گویا ایک متن اور شریعت محمدی اسکی شرح ہے ۔ ناقلان اخبار کہتے ہین کہ ذیل صحیفہ حضرت ابراہیم پر نازل ہوئے اکثر انکے مشتمل تھے موعظت اور حکمت پر چنانچہ ترجمہ چند کلمات صحائف کا تبرکاً اور تیمناً لکھا جاتا ہے کہ ایک یہ کہ عاقل کو توقت بوقت توجہ امور معدلت کے رعایت اس بات کی ضرور ہے کہ اسکی زبان سے کوئی کلمہ نامناسب خلاف منصب اسکے اور خلاف داد خواہ کے نہ نکلے دوسرے یہ کہ عاقل کو لازم ہے کہ ہر کام اپنی راے پر کرے نہ کہ جیسا کوئی کہدے وہی کرنے لگے اور اولی یہ ہے کہ امر مہم میں مشورہ عقلمندون سے واجب جانے تیسرے یہ کہ دانا کو لازم ہے کہ تقسیم اوقات شبانہ روزی چار قسم پر کرے یعنی ایک ساعت اگر اکل و شرب میں گزاری تو واجب ہے کہ اسیقدر مناجات حضرت قاضی الحاجات کی کرے اور اتنی ہی مدت تفکر بیچ صنائع اور بدائع باریتعالی کے عمل میں لاوے اور اسی طرح محاسبہ نفس اپنے کا یعنی جو نیک و بد کہ امور دینی اور دنیوی میں اس روز و شب میں اس سے ہوئے ہون اسکو یاد کرکے برائی سے توبہ اور استغفار و نکوئی کی توفیق کا شکر گزار ہو چوتھے یہ کہ دانشمند کو یہ بھی ضرور ہے کہ زبان کو بغیر ضروری بیان میں دراز نکرے کہ بیہودہ گوئی موجب غفلت دنیا

اور عذاب عقبی کا ہوتی ہے پانچوین یہ کہ انسان دانشور کہ ہمت مصروف کرنا اوپر حصول تین چیز کے ضرور
ہے یعنی تلاش معاش اور فکر معاد اور اجتناب گناہ چھٹے یہ کہ آفرینش پلک کی آنکھ پر اسیواسطے ہے
کہ نادیدنی نہ دیکھنا چاہئے اور ہونٹھ دہن پر اسلیے پیدا کیئے ہین کہ ناگفتنی نہ کہا کرے پس لازم ہے انسان کو
کہ جب فسادات انکو دلمین پاوے یا بیماری بدن مین یا نقصان مال مین یا تنگی رزق مین تو چاہیے سمجھنا کہ
سبب شومی سخن لایعنی سے لاحق ہوئی ہے ساتوین یہ کہ رزق مقسوم ہے اور حریص محروم اور بخیل مذموم اور رازق
اللہ حی القیوم ہے اور دنیا او رما فیہا معدوم ہے آٹھوین یہ کہ فقیر حقیر کو بزرگ جاننا چاہیے کہ وہ خاص مہمان میرا
ہے نوین یہ کہ شدت غصہ مین خدا تعالی فرماتا ہے کہ میرا یاد کرنا لازم ہے تا مین تجھکو یاد کرون عالم غضب
اور عتاب مین دسوین یہ کہ اللہ تعالی کا حکم ہے کہ بعد نماز فجر اور عصر مجھکو یاد کر کہ ان دونون وقتون مین
تیرے مہمات کو کفایت کرونگا گیارھوین یہ کہ ارشاد کرتا ہے پروردگار میرا اے پسر آدم جو کوئی تجھسے
قطع کرے تو اس سے پیوند کر اور جو کوئی تجھپر ظلم کرے تو اسپر رحم اور جو کوئی تجھسے محروم رکھے تو اس سے عطا
دریغ نہ رکھ اور جو خیانت اسکو نصیحت کر اور جو تیرا گناہ کرے تو اسکو بخش اور جب کہ تو گناہ کرے اس
عفو کی خواستگاری بمنت وزاری کر کہ تو مستحق اول جانے والون بہشت مین سے ہو اور لکھا ہے کہ پیشہ
اصلی حضرت ابراہیم کا زمینداری تھی اور اہل کتاب کہتے ہین کہ عمر مبارک ایک سو پچھتر برس کی تھی اور ذہبی
نے معارف مین دو سو برس اور مسعودی نے کتاب اخبار الزمان مین پانچ کم دو سو برس اور محمد فخر الدین
بناکتی نے ایکسو تینتیس ۱۳۳ اور ایک سو اونتیس ۱۲۹ لکھے ہین اور اصح روایات قول امام مسعودی ہے اور اسی کتاب
مین مدت دعوت ایک سو اسی برس ہوتے ہین اور روضۃ الاصفیا مین مذکور ہے کہ بمرگ مفاجات حضرت
کا انتقال ہوا تھا اور جامع الحکم مین مسطور ہے کہ جمعرات کے دن نوین ماہ محرم کو پچیس روز بیمار ہوکر
دار محنت سے روضۂ رضوان مین انتقال فرمایا اور روضۃ الصفا مین ایک مقام پر لکھا ہے کہ جب
انکی ایک سو پچاس برس کی عمر ہوئی تو انھون نے آثار پیری اور موسفید محاسن مبارک مین
کہ قبل ازین کسی کو یہ صورت لاحق نہین ہوئی تھی مشاہدہ کی بہت سے جزع اور فزع کی اور کہا الٰہی یہ کیا
حال ہے کہ اسکی حقیقت مجھپر منکشف نہین ہے خطاب آیا کہ یہ میری طرف سے وقار ہے کہ تجھکو ارزانی
فرمایا ہے حضرت ابراہیم سنکے اس کلام فرحت التیام سے نہایت خوش ہوئے اور کہا اللہم زدنی وقارا اور منقول
ہے کہ آنحضرت نے خالق موت حیات سے دعا کی تھی کہ جبتک مین موت کا طالب نہون جامہ زندگانی کا مجھسے
اجل منقطع نہووے اور یہ دعا بشرف اجابت مقرون ہوئی تھی ہرگاہ کہ وقت رحلت نزدیک پہونچا اور
ہنگام سفر ضروری قریب آیا ملک الموت بصورت ایک پیر مرد انکی مجلس شریف مین تشریف لائے اور حضرت ابراہیم
نے علے حسب عادت طعام حاضر کیا ملک الموت کا ہاتھ نوالہ اٹھانے کے وقت کانپنے لگا اور وہ لقمہ کو
بجد و جہد کبھی کان کے پاس اور کبھی ناک کی طرف لیجاتا تھا اور کبھی بجانب، وہان حضرت ابراہیم نے پوچھا

کہ اے پیر یہ کیا حال ہے کہ دیکھتا ہون ملک الموت نے یہ سبب بڑھاپے کے سبب پوچھا کہ تیری عمر
کتنی ہے آنے دو برس زیادہ حضرت کی عمر سے بتائی خلیل الرحمن نے فرمایا کہ مجھ مین اور تجھ مین دو برس سے
زیادہ فرق نہین ہے بعد گذرنے اس مدت کے میرا بھی یہی حال ہوگا آسنے جواب دیا ہان حضرت ابراہیمؑ
اس امر سے اندیشہ مند ہوے اور کہا الٰہی دولت حیات کہ مجکو سپرد کی مسترد فرما کر مجکو نعمت دنیا اور زندگی
اس طرح سے مقرون بعجز و ناتوانی درکار نہین اسیوقت ملک الموت بقبض روح شریف مامور ہوا اور حضرت
ابراہیمؑ عالم بقا کو تشریف لے گئے اور بعضے کہتے ہین کہ جب حضرت باری سبحانہ تعالی نے نعمتہاے دنیا
اور مقاصد دینی حضرت ابراہیم پر تمام کیے اور حد اکمل انعام و افضال تکمیل ہوچکا تب توفا لیض ارواح
انکی خدمت بابرکت مین پہونچا اور کہدیا تھا کہ اگر وہ اجازت دیوین تو آنکی روح پاک قبض کرنا والا اپنے
مقام پر پھر آنا ملک الموت بمقتضاے فرمان انکی مجلس مین حاضر ہوا اور صورت واقعہ عرض کی حضرت
ابراہیمؑ نے کچھ مہلت چاہی اور بکفایت بعض مہمات دنیا و عقبی کہ ضروریات سے تھی مشغول ہوے اور حضرت
اسحقؑ کو دیار شام مین اپنا ولی عہد کیا جب مہلت موعود بسر ہوئی ہادم اللذات نے کمر خدمتگاری باندھکر
وظیفہ جانستانی ادا کیا اور بعض کتب تواریخ مین مسطور ہے کہ جب حضرت عزرائیل بنا بر قبض روح بایماے
رب جلیل حضرت ابراہیمؑ پاس آئے تھے اور انھون نے مہلت چاہی تھی تو یہ اسی وقت پر آسمان پر گئے
اور انکی مہلت طلبی کا حال جناب کبریائی مین عرض کیا اسکے جواب مین فرمایا کہو ابراہیمؑ کہ تمنے کبھی ایسا
دیکھا اور سنا ہے کہ کوئی دوست وصال دوست کو مکروہ جانے اور اسکے حاصل کرنے مین تاخیر روا
رکھے۔ جب حضرت عزرائیلؑ نے یہ پیغام خداوندی خلیل کو پہونچایا انھون اسیوقت بکمال خوشی قبض
روح پر مجاز کیا اور ملک الموت نے انکی روح مطہر قبض کی اور انکو سارا خاتون کے پاس مدفون کیا
حلیہ انکا یہ تھا کہ رنگ [illegible] بالون انکا سرخ و سفید تھا اور دراز قد اور نرگسی چشم اور کشادہ سینہ اور ضخیم
پنڈلی کلان سر تھی۔ فصل تیسری ذکر حضرت اسمعیلؑ مین اور شرح بعضے حالات اور بعثت انکی روضۃ
الصفا مین لکھا ہے کہ ولادت باسعادت انکی حدود شام مین واقع ہوئی اور بعد صغر سنی مین
بہ بلاے ہجرت مبتلا ہوکر اراضی مکہ مین نشو و نما پائی چنانچہ بالتفصیل مذکور ہوا اور تیراندازی اور
چابک سواری سیکھی اور بظاہر وسعت معیشت ابتدا مین انکا یہ ہوا تھا کہ جب قبیلہ جرہم بدستور باجرہ
انکے قریب و جوار مین اقامت کی تھی سات دنبیان حضرت اسمعیلؑ کو دین اور حضرت منزل البرکات نے
ان دنبیون مین برکت ارزانی فرمائی اور کثرت اس مرتبہ کو ہوئی کہ محاسبان روزگار ضبط و شمار
انکی سے عاجز آ گئے اور مسعودی نے کتاب اخبار الزمان مین لکھا ہے کہ اول جس قوم نے بمصاحبت اسمعیل
چشمہ زمزم پر میل کی ایک طائفہ تھا عمالیق سے اور بنی جرہم ولایت یمن سے آکر مکہ معظمہ مین متوطن ہوے
اور چونکہ سابقاً قصہ نزول حضرت اسمعیلؑ اور آنا حضرت ابراہیمؑ کا انکے پاس بیان ہوچکا اگر بیان

پھر لکھا جاوے تو تقالی تکرار سے نہ ہووے ارباب اخبار کہتے ہین کہ حق تعالےٰ نے برکت دعاے حضرت ابراہیم
حضرت جبرئیل اور میکائیل کو فرمان دیا تھا کہ رملہ اور طائف کو اپنے مقام سے اٹھا کر مکہ کے قریب لے آئے تھے تا
اولاد امجاد انکی وسعت عیش اور رفاہیت سے اوقات گذاری کرین کسواسطے کہ اطعمہ اور فواکہ ان دونون مقامون
مین بہت ہوتے ہین قال اللہ تعالےٰ وتقدس واذکر فی الکتاب اسمعیل انہ کان صادق الوعد وکان
رسولا نبیا کلبی کہ ایک مفسران مسلم سے ہو لکھتا ہے کہ حضرت اسمعیل ایسے صادق الوعد تھے کہ کسی
نے انسے ایک مقام پر اقرار کیا کہ آپ ٹھہرے رہین مین ابھی گھر سے پھر کر آتا ہون وہ شخص اتفاقاً کسی کار ضروری
مین مصروف ہوا اور آپ کا منتظر چھوڑ جانا بھول گیا لیکن آپ اسکے انتظار مین حضرت تین روز تک وہین
کھڑے رہے جب پھر اسکا گذار بعد اس عرصے کے وہان ہوا تو انکو دیکھکر پوچھا کہ اسوقت آپ کیونکر آئے
ہین حضرت نے فرمایا کہ بہ نہایت وفاے وعدہ کے مین اسدن سے تیرے انتظار مین یہان سے گیا
نہین وہ شخص بہت عذر دار نسیان شماری کا ہوا اور روایت کرتے ہین کہ حضرت اسمعیل بعد وفات
پدر عالی صفات اپنے کے ولایت شام مین گئے اور مرقد منور کی زیارت حاصل کی اور میراث کو قسمت
کیا تو اوسکے بعد بشرف نبوت مشرف ہوے اور حق جل وعلا نے انکو بدعوت ایک جماعت فرمایا
کہ انہون نے شہر مصر سے جاکر دریاے یمن مین توطن کیا اور حضرت اسمعیل نے اس سرزمین مین پہنچکر اس طائفہ
باغی وطاغی کو سالہاے فراوان بدین قدیم حضرت ابراہیم پر دعوت کی ولیکن وہ فرقہ بمقتضاے آیۃ من
یضلل اللہ فلا ہادی لہ قبول اس سعادت عظمیٰ سے محروم اور اسیطرح سرگردان بادیۂ ضلالت وغوایت
رہے اور کہتے ہین حضرت اسمعیل کے بارہ فرزند تھے آسن واکبر اولاد نابت نام رکھتا تھا اور انکے سب فرزندان
مین سے نابت اور قیدار نے حرم حریم مین سکونت کی منقول ہے کہ جب حضرت اسمعیل نے آخر
ایام اپنی حیات کے آثار پیری اور ضعف مشاہدہ کیا قیدار کو اپنا وصی اور ولیعہد گردانا اور بعد انکے قمر
وحشت آباد دنیا سے بریاض جنت الماوی خرامان ہوے اور لکھا ہے کہ حضرت نہایت مشابہ تھے بحضرت ابراہیم
اور امین اور صادق الوعد اور متحمل اور صابر انکی صفات مین سے ہے اور تیر تراشنا اور تیراندازی خوب
جانتے تھے اور روایت کرتے ہین کہ ایک مرتبہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت
بنی اسلم پر گذرے کہ بیابان وادی مین تیراندازی کرتے تھے آنحضرت نے فرمایا کہ ارموا بنی اسمعیل فان اباکم
یعنی اسمعیل کان رامیا یعنی تیر لگاؤ اے پسران اسمعیل بتحقیق کہ باپ تمہارا یعنی اسمعیل تھا تیرانداز اور حضرت
اسمعیل بھی بعینہ شکار سے میل تمام رکھتے تھے اور کنیت انکی ابو العرب اور لقب اعراق الثری تھا اور معجزے انکے
بہت ہوے ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ ایکدن ایک دنبی نہایت لاغر اور دبلی برسون سے دودھ نہ دیتی تھی انکے
پاس لائے اور حضرت نے دست بابرکت اوسکے تھنون پر پھیرا فوراً دودھ دینے لگی اور دودھ سے ایک روز
ایک جماعت انکے گھر مین داخل ہوئی اسوقت طعام حاضر نہ تھا قدرے آب زمزم ایک پیالہ مین ڈال کر

اسپر سرپوش رکھدیا اور دعا کی چند قسم کا طعام اس مین سے برآمد ہوا اور یہ دیکھنے والون کو موجب زیادتی تصدیق
نبوت کا ہوا اور لبنان قصبہ مین مذکور ہے کہ اکثر عرب انکی نسل مین سے ہے اور کیا انکی بزرگی اور شرف ہے کہ خواجہ
ہر دو جہان نبی آخر الزمان محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم انکی اولاد مین سے ہین اور آپنے انکے محاسن اور محامد
بہت فرمائے ہین اور ایام حیات انکے ایک قول سے ایک سو تیس برس اور بروایت اصح ایک سو سینتیس
برس از انجملہ نوے برس اپنے پدر بزرگوار سے ہمعصر رہے اور سینتالیس برس نبوت کی اور بعضے کہتے
ہین پچاس برس اور بر تقدیر قول اخیر انکی بعثت پیش از رحلت حضرت ابراہیم تھی اور یہ کلام قول طبری
کے مطابق ہے واللہ اعلم مرقد ہمایون انکا مزار متبرکہ ہاجرہ کے قریب ہے اور بقول بعضے درمیان رکن و مقام ہے
اور بطون کتب اور متون صحف مملو اور مشحون ہین کہ بعد انقضای چند مدت کے اولاد و احفاد حضرت اسمعیل کی
بہت ہوگئی اور کثرت دودمان نبوت اس مرتبہ ہوئی کہ فسحت آباد مکہ معظمہ مین نہ سما سکی ناچار و مجبور بعضے انمین سے
بعزم توطن باطراف دیار عرب حرم مین سے نکلے اور ہر شخص نے راہ سفر اختیار کی مگر ایک ایک پتھر احجار حرم
مین سے اپنے ہاتھ مین اوٹھا لیا القصہ جس مقام پر کہ اوترے تھے اس پتھر کو ایک پاکیزہ جگہ مین رکھکر بدستور
زیارت بیت الحرام اوسکے گرد طواف کرتے تھے تا آنکہ انکی نظر مین جو پتھر اچھا معلوم ہوتا تھا اسکو اوٹھا کر
اور مکان مناسب مین رکھتے اور اوسکی زیارت اور طواف کے ساتھ مشغول ہوتے تھے آخر الامر احکام
صحف ابراہیم طاق نسیان پر رکھکر کیش بت پرستی کو مستحسن سمجھنے لگے مگر باوجود ارتکاب اس فعل قبیح
فیصلہ بعض قضایا مین بشریعت ابراہیمی عمل کرتے تھے اور بدستور معہود مناسک حج بجا لاتے اور
برملا ہر تعظیم حرم خداوندی اور تجلیل اور تکریم خانہ کعبہ مین قصور نکرتے اور ایک تاریخ مین ایک طائفہ کا یہ زعم
ہے کہ ظہور بت پرستی درمیان ذریت اسمعیل مین اسطرح ہوا کہ اساف اور نائلہ ایک مرد اور ایک عورت تھی قوم جرہم سے
جبکہ شہوت اور بدنفسی نے ان پر غلبہ پایا تو انھون نے خاص داخل خانہ کعبہ کے مرتکب زنا ہوے
حضرت تعالی شدید الانتقام نے دونون کو مسخ فرما کر پتھر کا کردیا اور مکہ کے آدمیون نے ان دونون قطعہ
سنگ کو خانہ کعبہ سے اوٹھا کر بنابر عبرت خلائق اساف کو کوہ صفا پر اور نائلہ کو مروہ پر نصب کیا اور بعد مرور
ایام حضرت اسمعیل کی اولاد دین ابراہیم سے منحرف ہوکر انکی پرستش مین مصروف ہوئی اور کہتے ہین
اول جسنے ملت ابراہیم حنیف کو تغیر دیکر لوگون کو بعبادت اساف و نائلہ مامور کیا وہ عمرو بن لحی خزاعی
تھا اور بعضے کتب مین مرقوم ہے کہ عمرو بن لحی نے ہبل کو شام سے لا کر کوہ رخشت پر کہ مکہ کے پہاڑون
مین سے ہے منصوب کیا اور خلایق کو حکم کیا کہ اسکی عبادت کرین اور بعد صدور اس حرکت ناپسندیدہ کے عبادت
اصنام نے عرب مین شیوع پایا چنانچہ قبیلہ ازد اور قبیلہ منات کو کنارہ دریا پر بتخانہ مین رکھا جو
تھے اور انصار بھی زمانہ جاہلیت مین پرستش منات مین مشغول رہتے تھے اور عزی کہ اسلئے کہ
بتون مین مشہور ہے مقام نخلہ مین گھر بنایا تھا کہ بنی خزاعہ اور قریش نے اسکو بہ پرورش خانہ کعبہ کیا

حصول عزت دنیا و آخرت زیارتگاہ بنا کر اسکی عبادت اختیار کی تھی اور اسیواسطے بنی ثقیف کہ عظمائے قبائل
عرب سے تھے لات کی پرستش اور اس شیوۂ نامحمودہ سے تا زمان ارتفاع اعلام دولت حضرت خاتم الانبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب میں استمرار پایا مگر آنحضرت کے وقت میں بالکل وہ انقطاع کیش بت
پرستی ظہور میں آیا فصل چوتھی ذکر کیفیت حضرت اسحق میں روایت کرتے ہیں کہ ہرگاہ حضرت اسحق سن
رشد کو پہونچے حضرت ابراہیم نے انکو کنعان میں واسطے ہدایت کے بھیجا اور بعد اپنے پدر بزرگوار کی حیات
میں مشرف ہوے اور اپنے چچا کی بیٹی کہ رفقا نام تھا نکاح کیا اور اس سے عیص اور یعقوب توام یعنے
جڑواں پیدا ہوے لکھا ہے کہ ہنگام ولادت حضرت یعقوب کا ہاتھ حضرت عیص کے عقب یعنے
ایڑی پر چپکا ہوا تھا اور پہلے عیص پیدا ہوے اور انکے عقب یعقوب اسواسطے انکا نام یعقوب ہوا اور ان
دونوں نے کمال عاطفت والدین میں پرورش پائی باپ کو عیص سے بہت محبت تھی اور ماں کو یعقوب
سے چنانچہ حضرت اسحق آخر عمر میں جانب بصارت سے عاری ہوکر نابینا ہوگئے تھے اس حالت میں انکو ایکدن
بہ تناول گوشت شکار نہایت رغبت ہوئی عیص سے کہ شکار دوست بہت تھی فرمایش کی کہ میرا
جی چاہتا ہے اگر جلدی سے کسی طرح شکار سے کباب مجھکو کھلاویگا تو میں تیرے واسطے دعا کرونگا
کہ حق تعالے تجھے میں اور برکت عطا فرماویگا فی الفور عیص تیر و کمان لیکر بجانب صحرا روانہ ہوے
رفقا نے یہ بات سنکر بنا بر فوز نعمت کہ یعقوب پر لگی تھی کہا اے فرزند تیرے باپ نے عیص سے اسطرح
فرمایش کی ہے تجھے چاہیے کہ اسی وقت دو بکری کا بچہ کہ تو نے پال رکھا ہے لیکے کباب لگا کر انکے پاس لیجا یعقوب
نے بموجب انکی تاکید کے کباب جلدی تیار کیے اور چونکہ عیص کے تمام بدن پر بال تھے رفقا نے کہا یعقوب
سے اس بچہ کی کھال اپنے ہاتھوں پر لپیٹ لے اور جب تجھے تیرا باپ کلام کرے تو عیص کی آواز بنا لینا
اگر حضرت تیرا ہاتھ پکڑیں یا تجھ سے کلام کریں تو پہچانیں یعقوب بموجودہ مادر مہربان عمل میں لاکر وہ کباب لیکے
پدر عالیقدر کے پاس لے گئے حضرت اسحق نے انسے کہا اے عیص آگے آؤ اور اپنا ہاتھ
انکے بیچوں پر رکھا اور ہمکلام ہوے اور یعقوب نے بھی جسطرح عیص کلام کرتے تھے باتیں کیں حضرت
اسحق نے فرمایا عجب حالت ہے کہ ہاتھ عیص کے معلوم ہوتے ہیں اور روشن کلام یعقوب ہے
پھر ان کبابوں کو تناول کیا اور نہایت محظوظ ہوے اور کہا بارک اللہ فی ولدک وجعل
فیهم النبوة والکتاب یعنے برکت عطا کرے اللہ فرزندوں میں تیرے اور گردانے انمیں نبوہ
اور کتاب اور ارباب تاریخ لکھتے ہیں اس دعا کی برکت سے ستر ہزار شخص ذریت یعقوب بشرف رتبہ
نبوت مشرف ہوے پھر جب کہ عیص شکارگاہ سے اور گوشت نخچیر سے کباب تیار کرکے اپنے پدر بزرگوار کے
پاس لائے اور کہا کہ جو حضرت نے ارشاد کیا تھا حاضر ہے حضرت اسحق نے جانا کہ مجکو دھوکا والدۂ یعقوب نے
دیا ان عیص کو کہا تجھے آزردہ نہ ہونا چاہیے واسطے نکلوں ضمیر کرتا یعقوب اور اسکی اولاد کو نبی پیدا لیکن جو تیری

واسطے یہ دعا کرتا ہوں کہ حضرت مجیب الدعوات تیری نسل کو بہت کرے اور انمین ملوک عالی مقدار اور سلاطین
ذوالاقتدار ظاہر فرماوے اور تیری اولاد مین سے ایک پیغمبر صابر پیدا ہووے یہ دعای خیر اس شخص کی ترو تازہ
مین واقع ہوئی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو عیص کی اولاد مین جانتا ہے القصہ بعد وقوع اس قضیہ کے نائرہ
حقد اور حسد نے باطن عیص مین اشتعال پایا ایک دن یعقوب کو کہا مین چاہتا ہون کہ آج میرے غریب خانہ
مین تشریف لاوین کہ مین نے آپکی ضیافت کے واسطے کچھ طعام مہیا کیا ہے انھون نے قبول کیا
اور انکے گھر گئے ہرگاہ کھانا کھانے سے فارغ ہوے عیص نے بہت سے تحف و ہدایا مثل
اسپ و شتر وغیرہ یعقوب کو دیکر برسم وداع بغل مین کھینچا اور انکا ٹیٹوا دانتون مین پکڑکر چاہا کہ مار
ڈالین اس اثنا مین قادر ذوالجلال نے انکے دانتون کو موم سا کردیا جب عیص سے اس باب
مین کچھ نہو سکا اور عاجز ہوے کہا استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ اے برادر مین نے جانا کہ وہ دعا
جس مین تم سبقت لے گئے بحکم حکیم علی الاطلاق تھی اب حضرت تمام سے تشریف لیجاؤ اور حفظ و امان
الہی مین رہو کہ وہ خیر و برکت تمہارے نصیب مین ہے اور یعقوب صحیح و سلامت اپنے گھر آئے پس بعد
مدت طویل حضرت اسحق بعد اتمام تبلیغ رسالت چندروز کے عارضہ جسمانی سے بجوار رحمت خلیل ملحق ہوے
حلیہ انکا دراز قد سیاہ چشم سرخ رنگ اور صفات انکی عابد اور صالح اور مشفق اور رحیم دل اور معجزات انکے
ایک یہ ہے کہ ایک دنبی پر دست مبارک پھیرا اور دعاے برکت کی بقدرت باری تعالے اس گوسفند سے ستر
پیدا ہوے اور ایام حیات انکے ایک سو اسی اور ایک برس تھے جب انکی روح پرفتوح نے دنیا سے
مفارقت کی حضرت عیص نے بعد تجہیز و تکفین انکے جسد مبارک کو اس موضع مین کہ اب بقدس خلیل
مشہور ہے انکے والدین ماجدین کے پاس مدفون کیا باب دسوان قصہ حضرت یعقوب بکروسا اور
حضرت یوسف علیہما السلام اور انکے فرزندونکے احوال مین ہے اور اس باب مین چھ فصلین ہین فصل پہلی
ذکر نبوت رسالت اور بعثت حضرت یعقوب علیہ السلام مین اور حسد لیجانا حضرت یوسف کے بھائیون
کا اور کنوین مین ڈالنا حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ السلام کیا انبیاء مرسل مین
سے ہین اور بہت سی نبی کہ بعد انکے مبعوث ہوئے انکی نسل مین سے تھے اکثر کتب تواریخ مین لکھا ہے کہ
حضرت اسحق نے حضرت یعقوب کو وصیت کی تھی کہ کنعانیون مین بی بی نکرین بلکہ اپنے خالو لیان
کی بیٹی کو کہ مقام فدان مین جو علاقہ دیا شام مین سے رہتا ہے نکاح مین لاوین اور چونکہ انکی والدہ کی تدبیر سے
حضرت اسحق نے انکے حق مین دعا کی تھی عیص انسے کمال عداوت رکھتے تھے چنانچہ پہلے لکھا گیا الغرض
بعد وفات حضرت اسحق کے ایک شب کو اور بعضے کہتے ہین اسی رات مین حضرت یعقوب نے بنا بر
مزید خوف اپنی مان کے اشارے سے کنعان سے نکلکر فدان کیطرف توجہ کی لہذا بعد ہجرت کرنے
وطن مالوف کے انکا اسرائیل نام ہوا لانہ سری باللیل یعنے اسواسطے کہ انھون نے سیر کی رات کو اور

روایت کرتے ہین کہ اسی سفر مین اثنا راہ مین انکو ضعف تمام لاحق ہوا تھا ایک پہاڑ پر ٹھہر گئے اور آن کو نیند آ گئی
اتفاقاً ان کو وہان رہنا ہوا تو خواب مین دیکھا کہ فضا سے ہوا و روی زمین سے تا مقعر آسمان دنیا ایک سیڑھی
لگی ہوئی ہے اور فوج فوج فرشتے اسپر اترتے چڑھتے ہین اثنا اس حال مین سرادق عزت و جلال سے خطاب
ملک متعال پہنچا کہ مین ہون وہ قابل پرستش کہ تیرا اور تیرے باپ دادا کا خدا سوا میرے نہین ہے اور تجکو
تیری اور تیری ذریت کو وراثت اور تولیت اس زمین مقدس کی ارزانی فرماتا ہون اور ذوات فاضلہ تمہاری
کو کرامت اور برکت ہدایت آثار کرواتا ہون اور باقاعدہ کتاب و حکم نبوت افتخار بخشتا ہون اور تمکو اپنے
حفظ اور حمایت کے ساتھ محفوظ رکھونگا چاہیئے کہ اس مکان مقدس پر ایک مقام عبادت اور تفصیل میرے احکام
کی کرو اور بیت المقدس مین جمیع ذریت اور عقباء اپنے کے میری عبادت کے ساتھ مشغول ہو حضرت
یعقوب نے جب اسطرح سے خواب مین بشارت پائی حضرت اسحق کی دعا قبول ہوئی تھا ان کو یقین
حاصل ہوا وہان سے کوچ بکوچ جہان ان کا خالو رہتا تھا پہنچے اور منقول ہے کہ جس سال مین حضرت
یعقوب اپنے خالو کے مکان مین کہ لیان نام تھا وارد ہوئے سال قحط تھا اور اسکا ایک کنوان تھا کہ اسمین
دبیان اسکی پانی پیتی تھین اتفاقاً اس حال مین اسکا پانی خشک ہو گیا لیان نے حضرت یعقوب سے
صورت حال بیان کی حضرت نے ایک ڈول پانی کا اسمین سے کھینچ کر تھوڑا سا پیا اور باقی پھیر اسمین
ڈالدیا بہ قدرت خداوند علی الاطلاق اسکا پانی سابق سے بھی زیادہ ہو گیا اور انکا خالو یہ دیکھکر ان کی منشا
پر راغب ہوا اور اقامت کی استدعا کی انھون نے قبول فرمایا چند روز کے بعد لیان کی چھوٹی بیٹی کہ راحیل
نام رکھتی تھی اپنے خطبہ مین لائے۔ پدر راحیل نے بنا بر مہر اپنی بیٹی کے حضرت یعقوب سے مال و منال
کو کہا اور اسباب ضروریات بسبب اسکے ہونے کے مسدود ہوتے ہین طلب کیا حضرت یعقوب نے کہا
کہ متاع دنیوی سے میرے پاس کوئی چیز موجود نہین ہے لیکن کچھ مدت مقرر کرو کہ تب تک تمہارا خادم اور
اجیر ہون اور اداے خدمت سے گفت اصداق مہیا کرون اسنے قبول کیا اور سات برس کی خدمت
راحیل کے مہر کی مقرر کی اور بعد تعین میعاد کہا کہ طرفین کو رعایت ایک شرط کی بھی لازم ہو وہ یہ کہ اس اقرار
کو کسی سے ظاہر نہ کرنا کہ افشا اسکا جانبین کے واسطے سبب عیب اور عار کا ہوگا۔ حضرت یعقوب نے یہ
بھی قبول کیا اور اداے خدمت مقررہ مین مشغول ہوئے بعد ازان کہ حضرت نے سات برس ساتھ شبانی
اور حفاظت بکریون کے قیام فرمایا بعد اسکے انکے خالو نے اپنی بڑی بیٹی سے کہ لیا نام تھا عقد کر دیا ہرگاہ کہ شب
زفاف بسر ہوئی اور رواج ظلمانی لیل و بیاج نورانی نہار کے مبدل ہوا حضرت یعقوب نے زبان تشنیع و طعن دراز
کی کہ سات برس تک مجھ سے کار ہای شاق لیے اور پھر آخر الامر بطریق مکر و حیلہ میری نامزد کو بدل دیا ان کے خالو
نے کہا یہ بات عیب کی بات ہے ہوتی ہے کہ بڑی بیٹی گھر مین رہے اور چھوٹی کی شادی کر دین اگر
تیری خاطر راحیل پر مائل ہے تو سات برس اور خدمت کر اسکا بھی تمہارے ساتھ نکاح کر دونگا یہ [illegible]

سے کہ اسوقت مین جمع بین الاختین حرام نتھا اور جب تک کہ حضرت موسیٰ مبعوث ہوئے یہ حکم منسوخ نہین ہوا حضرت
یعقوب نے اوسات برس نہایت اور حفاظت مواشی و اغنام پر قیام فرمایا اور پھر لیان نے راحیل کا بھی ان کے ساتھ
نکاح کر دیا اور دو لونڈیان بھی انکی عوض خدمت مین عطا کین ایک کا نام زلفہ جو لیا سے تعلق رکھتی تھی اور دوسری بلہہ
کہ راحیل سے متعلق تھی جامع اعظم مین مرقوم ہے کہ لیا سے چھ فرزند ہوئے۔ روبیل اور شمعون اور یہودا اور لاوی اور
زبالون اور ایسکر اور دو لڑکیان بھی کہتے ہین اور نیز ساقار اور نیز بھی اسکا نام ہے اور راحیل سے یوسف اور ابن
یامین اور کنیزوں سے دان اور نفتالی اور زلفہ سے کاد اور اشیر کہ سب بارہ نفر ہوئے اور اسباط کلام مجید
مین واقع ہے انھین کیطرف اشارہ ہے اور مواہب عنصری مین لکھا ہے کہ چار سبط و لیا سے پیدا ہوئے
روبیل و شمعون و یہودا و لاوی اور دو راحیل سے یوسف اور ابن یامین اور تین تین ایک ایک حرم سے اور ہرگاہ
کہ حضرت یعقوب نے قصد ان سے کنعان کے جانیکا ارادہ کیا لیان نے کہا اگر چندے اور یہان مقام کرو تو مجھ سے تمکو منتفع
عظیم بہم پہنچے حضرت نے پوچھا وہ نفع کیا ہے کہا مین آپکے گوسفندونکو دو قسم کرتا ہون اور ایک قسم کو تمھارے نامزد
کرونگا اور ان چوپایونکے بچے جو اس قسم سے اس سال مین پیدا ہون وہ تمھارے ہونگے آپنے یہ بھی درخواست قبول کی اور ایک
برس اور اقامت فرمائی کہ اس اثنا مین حضرت جبرئیل نازل ہوے اور کہا اے یعقوب فلان درخت کے پتے لاکر ان
گوسفندونکو کہ تیرے نامزد مین کھلا ہر ایک بچہ نر پیدا ہوگا حضرت نے بموجب فرمودہ جبرئیل عمل کیا جتنے بچے کہ قسم نامزد یعقوب سے
پیدا ہوئے موافق قول جبرئیل صحرا و جود مین آئے لیان نے اس امر کو نہایت عظیم جانکر پھر استدعا کی کہ ایک سال
اور توقف کرین تا جو اوس قسم دوسرے سے پیدا ہو حضرت کو تسلیم کرے یعقوب نے بنا بر التماس خال اور خیال انتظام
حال و مال اسکو بھی قبول فرمایا اور بدستور سابق حضرت جبرئیل نے انکو تعلیم کیا اور دوسرے سال مین بھی گوسفندو
بچے حضرت کو نصیب ہوئے الغرض بعد مرور دونون سال کے مع جمیع اہل و اولاد اور اغنام اور اموال وہان سے
رخصت ہوکر متوجہ اراضی کنعان ہوئے اور وقت خروج راحیل زوجہ یعقوب نے اپنی ایک بیٹی سے کہا کہ وہ بت
جو تمھارا نانا اسکو پوجتا ہے چرا کر اپنے بار مین رکھ لو چنانچہ اس فرزند نے اسیطرح کیا اور روانہ ہوئے لیان کو بعد
جانے فرزندون کے اپنے گھر مین آیا ہر چند کہ اس بت کو ڈھونڈھا نپایا فی الحال اسپ تیز رفتار پر سوار ہوکر عقب
ان کے روانہ ہوا تا آنکہ انکے پاس پہنچا اور کہا اے یعقوب میرا احسان کی یہی جزا تھی کہ میرے صلۂ رحم کو قطع کیا
حضرت یعقوب متحیر ہوا اور پوچھا کہ خیر تو ہے کیا ہوا لیان نے کہا میرا آلہ تو چرا لایا ہے حضرت نے کہا اسے ماموں وہ کیا
آلہ ہے کہ جسکو چور چرا لیوے میرا اور تیرا خدا آفریدگار زمین و آسمان ہے خدای تعالےٰ سے خوف کر اور اسکی وحدانیت
کے ساتھ ایمان لا کہ جو تیرا مال مین تجھ سے لیکر ہمراہ لایا ہون تجھکو واپس کر دون اسنے کہا میرا مطلب یہی ہے کہ میرا آلہ
مجھکو دیدے جواب دیا کہ مین نے تیرا بت نہین لیا اور نہ مین جانتا ہون کہ میرے لوگون مین کسنے یہ فعل کیا ہے لیان نے
کہا اسے یعقوب واسطے اس بت اور قرابت کے کہ میرے اور تیرے درمیان مین ہے تو دعا کر سارق
اور مسروق دونون ظاہر ہوون یہ کہی رہا تھا کہ اس اثنا مین سنا کہ جو مرکب کہ اسپر صنم لیان بار اوسے

اور یعقوب بھی سوار تھا کہ یکایک مرکب پر سے زمین پر گر پڑے اُس وقت حضرت یعقوب نے کہا کہ اے خالو اب بھی ایمان
لاؤ اس خدا کے ساتھ کہ جسنے میرا مطلب اس سرعت سے مقرون باجابت فرمایا اُنہوں نے جواب دیا کہ میں اپنے دین سے
مفارقت نہیں اختیار کرونگا اور اپنے معبود کی خدمت سے باز نہ رہونگا کہ تقلید بزرگونکی چھوڑنا مکروہ ہے۔ آخر لابان
اپنے بت کو لیکر پھر گیا اور حضرت یعقوب باتجمل و اسباب قطع مسافت میں تعجیل کرتے تھے اور جتنا کہ کنعان نزدیک
ہوتا تھا اثر شوق زیادہ مشتعل ہوتے تھے بیت منزل وصل چون شود نزدیک + آتش شوق تیز تر گردد
ہرگاہ کہ کنعان ان سے ایک منزل رہا ایک مقام پر اُترے حسب اتفاق عیص کہ فرط ملالت مفارقت
یعقوب سے ملول و محزون تھے تا بر دل بہلانے کے بطور شکار سیر کرتے پھرتے تھے کہ ناگاہ وہ بھی وہیں پہنچے
جہان یعقوب علیہ السلام اُترے ہوئے تھے انہوں نے کہ ازدحام مواشی اور اغنام اور کثرت رجال و نسوان
مشاہدہ کیا چاہا کہ آگے بڑھکر احوال دریافت کریں دور سے حضرت یعقوب نے عیص کو دیکھا پہچانا اور قباحت
خوف سے کہ انکی نسبت اپنی خاطر میں رکھتے تھے چھپ گئے اور اپنی اولاد و اتباع کو سکھا دیا اگر وہ شخص کہ
سامنے سے آتا ہے تمسے پوچھے کہ مال و منال کسکا ہے اور سبب اس جمعیت کا کیا ہے تو یہ کہنا کہ عیص بن
اسحق کا ایک غلام تھا یعقوب نام کہ بیمدت مدت سے کسی طرف کو اطراف ولایت شام سے چلا گیا تھا اور ایک
زمانہ دراز وہاں بسر کر کے مراجعت کی ہے یہ جمعیت اسکی ہے اور بحکم العبد وما فی یدہ کان لمولاہ یعنی غلام اور جو کچھ
کہ اسکے پاس ہو صاحب اسکا مالک ہو یہ جمعیت کہ اب حقیقت میں عیص سے تعلق رکھتے ہیں اُسکے پاس لیے جاتی
ہیں پس جب عیص اُس کا قافلہ میں پہنچا پوچھا کہ قافلہ سالار اور صاحب مال کون ہے اولاد یعقوب نے
بر سبیل فرمودہ یہ جواب دیا اور عیص کو سننے اس کلام کے سے نہایت رقت طاری ہوئی اور اگرچہ غالباً ہوا
کہا یعقوب غلام نہیں ہے بلکہ برادر بجان برابر ہے یعقوب علیہ السلام اس بات کے سننے سے اپنے بھائی
کے پاس چلے آئے اور خوب گلے ملکر روئے کہ بیہوش ہو گئے تھوڑی دیر میں کہ ہوش آیا بعد ادای مراسم مصافحہ
اور معانقہ بہت خوش ہوئے اور اُس رات کو بخوشی و خرمی وہیں بسر کیا علی الصباح دونوں بھائی کنعان
میں آکر بملاقات احباب بہرہ مند ہوئے اور کہتے ہیں کہ جب ایک سال اس واقعہ پر گذرا تو خدا تعالیٰ نے ابن یامین
حضرت یعقوب کو عطا فرمایا اور بہنگام وضع حمل راحیل مادر مولود مذکور نے بدار البقا رحلت کی اور دلیا اپنے بھائی کی
پرورش میں مصروف ہوئی اور حضرت یعقوب بارشاد اہل کنعان مامور ہوئے عیص نے کہا ای برادر تو مدت سے
بلای غربت گرفتار رہا اب میری نوبت ہے تو حفظ و حمایت الٰہی میں یہاں قیام پذیر ہو میں سفر کرتا ہوں چاہیے
کہ کوئی دقیقہ رعایت دینی سے نہ چھوڑنا اور باپ دادا کے مرقدوں سے باخبر رہنا پھر انکو وداع کیا اور بجانب
اراضی روم ہجرت کی اور کہتے ہیں کہ عیص اپنے چچا کی بیٹی بنت اسمٰعیل کو نکاح میں لائے تھے پانچ فرزند
اُس سے پیدا ہوئے کہ ایک ایک کا اُنمیں سے روم نام تھا کہ سب رومی اُسکی نسل سے پیدا ہوئے اور چونکہ روم بن عیص
کا رنگ نہایت زرد تھا اُسکی اولاد کو کہ رومی ہیں بنی الاصفر کہتے ہیں اور تمام شاہان روم انہیں کی نسل سے ہیں

اور عیص نے ایکسو چالیس برس زندگانی کی اور جسدن کہ حضرت یعقوب نے مصر مین رحلت پائی تھی عیص دفعۃً مر گئے تھے اور نعش عیص کو روم سے مقام حبران مین لا کر قریب اپنے باپ دادا کے دفن کیا اور باقی حال حضرت یعقوب کا حضرت یوسف کے قصہ مین ذکر ہوگا اب قصہ یوسف کہ حکایات عجیب اور روایت غریب ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین بموجب نص احسن القصص شروع کیا جاتا ہے روضۃ الصفا اور کتب صحیح مین لکھا ہے کہ حضرت یوسف بتحقیق وبیقین کبار انبیا مرسل اور اعاظم پیغمبران اولوالعزم مین سے تھے مروی ہے کہ اپنے سب بھائیون مین بہت خوبصورت تھے چنانچہ کہتے ہین کہ بارہ حصے حسن کے تھے دس حصے اُس مین سے ایک جزو تمام عالم کو اور نو جزو حضرت یوسف کو دئیے اور روایت مین آیا ہے کہ حضرت یعقوب کی ایک بڑی بہن تھی ایکدن حضرت یوسف کو دیکھنے کو گئی اور اپنے بھائی سے کہا کہ یہ فرزند مجھکو دیجئے کہ اسکو مین پرورش کرونگی حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو انھین دیدیا وہ لیکر اپنے گھر مین آئی اور پرورش کرنے لگی جب حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کی دیکھنے کا اشتیاق ہوتا تھا تو اپنی بہن کے گھر مین جاکر دیکھ لیتے تھے چنانچہ کئی برس اسی طرح سے گذرے اور حضرت یوسف سرو قد سہی بالا اور خوش رفتار اور شکر گفتار ہوئے ایکدن حضرت یعقوب نے اپنی بہن سے کہا کہ یوسف کی جدائی کی مجھکو طاقت نہین ہے یوسف کو پھر مجھے دیدے جب یہ سخن اُسنے حضرت یعقوب کا سنا بظاہر اُنکے فرمان سے انکار نکیا لیکن چونکہ یوسف کی محبت زیادہ تھی حیلہ سازی کی کہ پھر اُس حیلہ سے یوسف کو یعقوب لیوے ایک کمر بند تھا کہ حضرت ابراہیم اسکو ہمیشہ اپنی کمر پر باندھتے تھے اور اُنسے حضرت اسحق کو پہنچا تھا اور اُن سے خواہر یعقوب کو چنانچہ وہ کمر بند حضرت یوسف کے کرتے کے نیچے باندھ دیا اور اصلا اُس نے کسی کو آگاہی نہ کی اور حضرت یعقوب کے پاس بھیجدیا اور مشہور کردیا کہ وہ کمر بند چوری گیا اور ازرو حکمت واسطے دفع تہمت کے پہلے سب کے پاس ڈھونڈھا جب نوبت حضرت یوسف کی پہنچی اور یوسف کی کمر مین تلاش کیا کھول لیا جو کہ انکی شریعت مین دستور العمل اور معمول تھا کہ اگر کوئی کچھ چراتا تھا اور عند التلاش وہ چیز اُسکے پاس نکلتی تھی تو اُس کو اُس چیز کا مالک غلام کر لیتا تھا اور بعضی روایتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکافات جریمہ سرقت مین ایک سال تک سارق مسروق منہ کی خدمت مین رہنا دستور تھا اور مدت العمر عوض مملوک صاحب صاحب مال کا ہوتا تھا اس بہانے سے خواہر یعقوب یوسف کو اپنے گھر لے گئی اور بعد چند مدت کے جو وفات پائی تو اسوقت پھر حضرت یعقوب حضرت یوسف کو اپنے پاس لائے اور خوش وخرم ہوئے اور سب فرزندون سے زیادہ انکو چاہنے لگے اہل تاریخ لکھتے ہین کہ جب حضرت یوسف کی عمر قریب بارہ برس کے ہوئی تو انھون نے ایک شب خواب مین دیکھا اور اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ گویا مین اپنے بھائیون کے ساتھ لکڑیان چننے مین مشغول ہون اور جب سب بھائیون سونا لیتے ہیمہ فراہم کیے سب کی لکڑیان کالی ہین اور میری سفید اور اُن سب سیاہ لشتون نے میری نورانی پشتے کو سجدہ کیا اور بعد اسکے ایک شخص ظاہر ہوا ایسا بزرگ اور بلند قامت

کہ سر اُنکا آسمان تک اور پاؤن زمین پر تھے ہین ملبس بلباس پاکیزہ اور ترازو اُنکے ہاتھ مین ہے اور وہ بہت تعظیم
و تکریم مجھسے پیش آیا اور اسلام مجھکو کیا اور ایک پلہ ترازو مین میری لگا یا اور دوسرے پلہ مین سب بھائیونکی کو کر اولا میری
گرانی کا پلہ بھاری نکلا اُسوقت سب بھائیون نے بھی مجھکو سجدہ کیا انکی بہن نے بار اس رویا کا حضرت یعقوب سے ظاہر کیا آپنے
بسبب دریافت کرنے مرتبہ بلند یوسف کو اس خواب کے افشا کو منع کیا اور پھر بعد ایک سال کے اُنھون نے ایک اور خواب دیکھا
کہ کوئی سواران سے کہتا ہے کہ اے یوسف اٹھ اور اپنے عصا کو زمین پر گاڑ جب اُنھون نے اُسکو نصب کیا تو انکو
بھائیون نے بھی اپنے عصا انکو گرد و پیش اُنکے زمین مین فرو کئیے ولیکن انکا عصا سبز اور میوہ دار ہوا اور ایک نور اُس سے چمکا
کہ مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا اُس حال انکے بھائی اس درخت کا میوہ کھانے لگے اور بعد اُسکے انکو سجدہ کیا
اور وہ رویا جسکا ذکر کلام الٰہی مین مصرح ہے اور مفسرین نے بتفصیل لکھا ہے ان آیات بینات سے واضح
اور لائح ہے اذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رأیت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رأیتھم لی ساجدین یعنی حضرت
یوسف نے واسطے باپ کے کہا اے باپ میرے تحقیق مین نے دیکھا ہے گیارہ ستارون کو اور سورج اور چاند کو دیکھا مین نے انکو واسطے
اپنے سجدہ کرنیوالا اور معالم اور مواہب اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ حضرت بارہ برس کی عمر مین شب جمعہ کو اپنے باپ کی
گود مین سو گئے ناگاہ خواب سے سراسیمہ بیدار ہوئے حضرت یعقوب مشاہدہ اس حال کے نہایت متردد ہوئے اور کہا اے فرزند تجھکو کیا ہوا
کہ اسطرح گھبرا کر چونکا حضرت یوسف نے کہا مین نے اس ساعت مین خواب دیکھا ہے کہ اُسکی ناہیت صورت سے خوف معلوم ہوا
صورت واقعہ یہ ہے کہ مین نے دیکھا کہ ایک بلند پہاڑ پر ہون گرد اُسکے آبہای روان اور سبزہ ہای فراوان اور اشجار بہت
اور اثمار بیشمار اور انواع شقائق یاسمین اور اصناف شگوفہ دریاچین سبز اور شاداب ہین اور ناگاہ گیارہ ستارے اور
چاند اور سورج آسمان پر سے اُترے ہین اور مجھکو سجدہ کرتے ہین حضرت یعقوب نے جانا کہ وہ شگوفہ نتائج سرو دولت
آسمان فرسای اُسکا ہے کہ ایکدن چشمہ ہای زلال اقبال اُسکے جویبار تمکین مین جاری ہونگے اور ریاحین باغ دولت
اُسکے چمن باسعادت حال مین کھلینگے کہ ہر لحظہ وہان سے ایک گل مراد شگفتہ اور بیشک سرو دولت اُسکی پر ثمر وجود فرخندہ
اُسکا متمکن ہوگا۔ اور گیارہ سبط اسرائیل کہ کواکب آسمان جلالت اور نجوم سپہر رسالت ہین اُسکے آگے جبین اطاعت
زمین پر رکھینگے آفتاب و مہتاب کہ عبارت و شخص عالیمقدار از پدر و مادر ہین بساط کر ساتھ موافقت کرینگے
لیکن حوادث ایام اور شوائب ظہور دادعوام سے اندیشہ ناک ہو کر ظہور صورت اُس قصے سے اور بھائیونکی منع فرمایا کسواسطے
کہ جانتے تھے اگر اُسکے بھائی معلوم کرینگے تو بنا بر اغوای شیطان اُسکے باب مین کچھ مکر و دغا سے ازروی حسد پیش آوینگے
قال یا بنی لا تقصص رؤیاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا ان الشیطان للانسان عدو مبین
یعنی کہا اے چھوٹے بیٹے میرے مت بیان کیجیو خواب اپنا اوپر بھائیون اپنے کے پس مکر کرینگے واسطے تیرے کچھ مکر تحقیق شیطان
آدمیونکا دشمن ہے ظاہر ہرگاہ کہ مراسم اس نصیحت و اُمت حاصل کی حضرت یوسف سے کہا اے فرزند ارجمند وکذلک
یجتبیک ربک من تأویل الاحادیث ویتم نعمتہ علیک وعلی آل یعقوب کما اتمہا علی ابویک من قبل
ابراہیم واسحاق ان ربک علیم حکیم یعنی اور اسیطرح برگزیدہ کریگا تجھکو پروردگار تیرا اور سکھلاویگا تجھکو تعبیر بابونکی

پورا کریگا نعمت اپنی اوپر تیرے اور اوپر اولاد یعقوب کے جیسا پورا کیا تھا اُسکو اوپر دو باپ تیرے کے پہلے اس سے ابراہیم اور اسحق
کے تحقیق پروردگار تیرا جاننے والا حکمت والا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جلد بخشندہ بہشت قامت پاک راست تیری کو تشریف
خلعت اجتبا مشرف کریگا اور اسرار الوہیت شعار کی محبت تجکو ارزانی فرماویگا اور نعمت فیض موہبت تجھپر اور تیری
اولاد پر فائض کریگا انکو مراتب بلند آبا و اجداد کو پہنچا دیگا بمقتضائ مثل مشہور کہ جو بات ہونٹھ سے نکلی اور کوٹھون چڑھی تھوڑی مدت
درگذری کہ اس خواب بشارت کی خبر بھائیونکو پہنچی اور سب جمع ہوکر روبیل کے پاس کہ سارے اسباط یعقوب میں امتیاز تمام
جو عقل و فراست رکھتا تھا لگئے اور کہا پسر راحیل نے عجب خواب بنایا ہے کہ اُسکے سبب سے ظاہرا تو والد ماجد کو اپنی طرف
بہت مائل کیا ہو روبیل کو سُنتے اس حال کے تعجب ہوا کہا انی لاری وجہہ وجہ الملوک یعنی تحقیق نہیں دیکھتا
میں منہہ اُسکا چھوٹا سا اور لیکن چونکہ آثار جاہ و اقبال اسکی ناصیہ حال سے ظاہر و ہویدا ہیں کیا عجب ہے کہ اقبال
ایزد متعال سے نہایت نہالی سعادت و اجلال اسکا جو بار اعمال پر نشو نما پکڑ ہوا اور ہلال جمال اُسکا بھی بکمال پر بدر
تمام ہو جاوے گا اخوان استماع سخن روبیل سے کہ اسکو دانا جانتے زیادہ مشوش اور مضطر ہوے اور بحر تحیر اور تفکر میں غوطہ
انجام اس واقعہ کے شب و روز بحالت قلق و اضطرار رہے کہ بعد انقضائ ایکسال پھر حضرت یوسف نے خواب دیکھا تھا کہ انکا کوزہ
پر روغن سے پانی ٹپکتا ہے اور ہوا میں جا کر بھائیونکے سر پر برستا ہے پس انہوں نے اس واقعہ کو اپنے پدر بزرگوار سے عرض کیا حضرت
یعقوب نے فرمایا کہ یہ خواب دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ تجھ سے قحط ظاہر ہوگا اور اسکا دریا سے فیض سے شاخ و دست احسان کشت زار
برادران تشنہ لب کو فیض مکارم و امتنان سیراب کرے گے پھر حضرت نے اس خواب کو بھی اخفا کیا مبالغہ فرمایا ولیکن
بعد چند روز کے اسکی بھی اطلاع بھائیونکو ہو گئی اور مزید اختصاص نسبت ان کے پدر مہربان کا مشاہدہ کیا اور انکا مادہ
حسد اور رشک مستزاد ہوا اور بعضوں نے اس باب حسد و عداوت میں یہ بھی لکھا ہے کہ صحن بستانسرای یعقوب میں
ایک درخت نہایت بلند جب اللہ تعالی حضرت یعقوب کو فرزند عطا فرماتا تھا تو ایک شاخ تازہ اس درخت
میں اُسیوقت اُگتی تھی اور اُس فرزند کے قد کے برابر بڑھ جاتی تھی جب وہ فرزند سن بلوغ کو پہنچتا تھا تو حضرت
یعقوب اُس شاخ کو کاٹکر اور اسکا عصا بناکر اُس فرزند کو دیتے تھے جب حضرت یوسف پیدا ہوے تو وہ شاخ اُس
درخت میں نہ پھوٹی ایک رات اکیلے حضرت یوسف نے اپنے باپ سے کہا دعا کرو کہ خدا تعالے مجکو
ایک عصا بہشت سے عنایت کرے تا مجکو عہد جوانی سے بڑھاپے تک دستگیری کرتا رہے حضرت یعقوب نے
دعا کی اور حضرت جبرئیل حضرت یوسف کیواسطے عصای سبز زبرجد کا بہشت سے لائے اس سبب سے ان بھائیون کا
حسد اور زیادہ ہوا پھر آپس میں انہوں نے مشورہ کیا ایک نے کہا اسکو مار ڈالنا چاہیے دوسرے نے کہا قتل نفس بے قصور
اور خون ناحق گناہ عظیم ہے نہ کرنا چاہیے بلکہ اسکو ایک بیابان ہولناک میں چھوڑ دیجیے کہ باپ سے جدا ہوکر اپنی موت
سے مر جاے تیسرے نے کہا یہ قتل سے بھی بدتر ہے بہتر یون ہے کہ اسکو لیجا کر ایک کنوئین میں کہ سر راہ ہووے اس
میں ڈال دیجیے کہ کوئی سوداگر آتا جاتا اسکو نکالکر کسی اور شہر میں لیجاوے القصہ سب نے اسپر اتفاق کیا اور
حضرت یوسف کو اس امر پر فریفتہ کیا کہ ایکبار ہمارے ساتھ جنگل میں چلکر سیر اور تماشا کرو حضرت یوسف نے کہا

اگر باپ سے اجازت لی تو کیا مضائقہ سب جمع ہو کر حضرت یعقوب پاس گئے اور کہا انہون نے فصل خوب ہے اور
ہوای موسم مرغوب اگر یوسف کو ہمارے ساتھ کر دو تو یہ بھی سیر اور تماشا کر آوے اور اسکا غنچۂ دل کھلے حضرت یعقوب نے
کہا مین بہار گل رخسار یوسف چون بلبل خزان دیدہ ہو جاؤنگا تمکو نہین چاہیے کہ آپ گلزار مین رہو اور مجھکو خار ہجران
مین گرفتار کر دو کہتے ہین کہ سبب اجابت مسئول فرزندان اسرائیل یہ تھا کہ حضرت یعقوب نے ایک رات خواب دیکھا
کہ زمین روتی ہے اور یوسف کو اپنی طرف بلا رہی ہے کہ یا اشرف الملوک میرے پاس آؤ کہ تیرے بھائی بند تجھپر ظلم
ظلم کرینگے اور زمین اسکو نگل گئی اور یوسف ناپدید ہو گیا الغرض ہرگاہ کہ حصول مقصود فرزندان یعقوب خیر طلبون
مین بڑا طول اور محزون اپنے باپ کے پاس سے آ کر ایک گوشہ مین محل مشورہ منعقد کیا اور تجویزین اپنے حیلے کی کرکے
و تماشے سوچنے لگے کہ اس اثنا مین ابلیس پر تلبیس کہ جسکی شان مین الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ
والناس ط واقع ہے بہ تبدیل ہیئت اس مقام پر بصورت ایک پیر مرد متبرک لباس زاہدانہ در بر و عمامہ عابدانہ بر سر
تسبیح ہزار دانہ در دست وظیفہ خوان مثل مرد خدا پرست حاضر ہوا اور ان کے اندوہ و ملالت اور کنکاش و مصلحت
کا باعث پوچھا پسران یعقوب نے کہا ایک مدت سے کہ ہمیشہ متقدر یہ ہمارا امر ہر کوئی تدبیر نہین بنتی کہ یوسف کو نظر
شفقت پدری سے گرا دین یا باپ کے پاس سے دور لیجا دین جتنا کہ ہم عرض کرتے ہین وہ بر خلاف جواب دیتے ہین لیکن
اب ہمنے جانا تھا کہ اسکو صحرا مین لیجا کر کوئی تدبیر کرین باپ نے نہ مانا اور ہمارے ساتھ جانے نہ دیا شیطان نے کہا کہ سبب
توقف اور درنگ یہی ہوا کہ تدبیر بیوقت اور بے محل تمہارے ظہور مین آئی ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد و ہم
اور مستحسن اسطرح ہے کہ اتنا صبر کرو کہ ایام بہار اور موسم بہار نظارت گلزار آ جاوے جب اپنے بھائی کو سیر اور تماشے پر
کرو اور لہو لعب کو اسکی نظر مین جلوہ دو تا وہ آپ اپنے باپ سے گلگشت کی درخواست کرے اسوقت بشتاب
چہرۂ مطلوب پردۂ حجاب سے رخ دکھائیگا ان سبکو اسکی یہ رای مستحسن معلوم ہوئی چنانچہ اسکے استحسان عقل سلیم پر تحسین و
آفرین کی اور مجتنب اس مقدمہ کی ملتوی رکھی اور جبکہ خسرو انجم اپنے بیت الشرف مین خرامان ہوا اپنا
اجتماعی یوسف کے پاس آئے اور کہا اے یوسف ہمکو جو تجھسے محبت ہے ہر سیر و تماشے مین چاہتے ہین کہ تو بھی
شریک ہووے اور لذت اٹھاوے ان دنون مین محض سیر صحرائی و گلگشت حضرت والد نے ہمکو اجازت ہماری
ہمراہی کی نہ دی تو تجھکو وہ تماشا بے لطفی سے گزرا اب اس سے زیادہ کیفیت کا وقت آیا ہے کہ نئے گل
خود رو دشت و دامون مین کھلا ہے اور ہر کوہ کہ گلہای رنگارنگ سے بستان گلشن خوش تماشا بنا ہے دل ہمارا
چاہتا کہ ہم ایسے تماشاگاہ تیرے بغیر سیر و سیاحت کرین اور تجھکو کنج خانہ مین کہ مثل زندان ہے چھوڑ جائین اور
فی الواقع جسکو کہ ہوای روح افزای موسم بہار اور نغمہ دلکش مزامیر و اوتار سے سرور حاصل نہوا چاہیے کہ وہ بیمار ہے
محتاج بعلاج جیسا کہ حکمای سلف نے کہا ہے من لا یہیجہ الربیع و ازہاره والمزامیر و اوتاره فهو فاسد المزاج
محتاج الی العلاج ط غرضکہ ایسے افسون اور فسانہ اپنے دم کیے اور کہے کہ انکا دل بے اختیار راغب و مائل اس سیر گاہ
کا ہوا اور انکی موافقت پر راضی ہوئے مگر در صورت رخصت حضرت پدر عالی قدر چنانچہ بھائی خوش ہو کر باتفاق

پیکر کر حضور حضرت یعقوب مین آئے اور عرض کیا کہ آپ فرزند یوسف کو بھی اجازت سیر کا دیجئے کہ ہر باغ و بستان
مانند گلزار ارم شاد و خرم ہو اور ہوا بھی جانفزا ہے آدم حضرت خاطر مبارک قرین طمانیت رکھین کہ دلجوئی اور
ملاطفت مین جیسے نسبت اس نور نظر کی اصلا قصور نہوگا یہ سنکر فرمایا کہ اول تو مجھکو جدائی اسکی ایک دم
کی گوارا نہین اور دوسرے یہ خوف ہے کہ مبادا تم غفلت کرو اور اسکو بھیڑیا کھا جاوے چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے قالوا
یا ابانا ما لک لا تامنا علی یوسف وانا له لناصحون ارسله معنا غدا یرتع ویلعب وانا له لحافظون ۝ قال
انی لیحزننی ان تذهبوا به واخاف ان یاکله الذئب وانتم عنه غافلون ۝ قالوا لئن اکله الذئب ونحن عصبة انا اذا لخاسرون ۝
یعنی کہا انھون نے اے باپ ہمارے کیا ہے واسطے تیرے کہ نہین امانت جانتا تو ہمکو اوپر یوسف کے اور تحقیق
ہم واسطے اُسکے البتہ خیر خواہ ہین بھیجے اسکو ساتھ ہمارے کل صبح کو سیر کیا کرے اور کھیلے اور ہم واسطے اُسکے البتہ
محافظت کرنیوالے ہین کہا تحقیق مین البتہ غمگین کرتا ہے مجھکو یہ کہ لیجاؤ تم اوسکو اور ڈرتا ہون مین یہ کہ کھا جاوے
اسکو بھیڑیا اور تم اُس سے غافل ہو کہا انھون نے اگر کھا جاوے اُسکو بھیڑیا اور ہم جماعت مین زبردست تحقیق
ہم اُسوقت زیان پانیوالون سے ہین اور بعضے اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ سبب اس اندیشہ کا یہ تھا کہ ایک مرتبہ
حضرت نے خواب مین دیکھا تھا کہ گویا آپ ایک قلہ کوہ پر شکوہ پر بیٹھے ہین اور یوسف بطن وادی اور اُس پہاڑ
کے دامن مین پھرتے ہین ناگاہ ایک گرگ کسی طرف سے نکلا اور اُسنے اُنپر حملہ کیا اور جب حضرت نے معائنہ
اس حال سے قصد نیچے اوترنے کا کیا انکی حفاظت کیواسطے کیا تو زمین شق ہوئی اور یوسف اُسمین سما گئے یا مجمل
فرزندون نے آپکا ذکر خوف گرگ سنکر بیان کیا کہ گرگ تیز دندان کو کیا قدرت کہ جو ہم سے شیر زیان مین قدم رکھے
اور سگ زشت خصلت کو کہان تاب و طاقت کہ سامنے ہمارے پلنگ منزلت کے آدمی پھر جو قیل و قال انکی دراز
ہوئی یوسف بھی آئے اور اجازت کیواسطے مصر ہوئے اور رخصت نہ دینے سے حضرت کو روسنے لگے پیر کنعان کو رتا
اُس نوجوان کا گوارا نہوا اور چار و ناچار اجازت بخشی اور رضا بہ قضا کرکے کہا کہ یوسف کا سر و تن دھو و اور اسکے
کپڑے پہناؤ اور خوشبو سے معطر کرو اور وہ پیراہن کہ حضرت جبرئیل حضرت ابراہیم کے واسطے نمرودی آتش کے
بیچ مین ڈالنے کیوقت لائے تھے اور حضرت یعقوب کو میراث مین پہنچا تھا تعویذ کرکے بازو پر باندھا اور عمامہ
اسحق سر پر رکھا اور ردای شیث وصی اڑھائی اور نعلین آدم صفی اللہ پہنائی اور عصا یحیی ہاتھ مین دیا اور آپ
کنعان کے دروازے تک اپنے سب فرزندونکے ساتھ آئے اور حضرت یوسف کو بغل مین لیکر وداع کیا اور ایک روایت
مین ہے کہ قریب دروازہ شہر کنعان ایک درخت تھا بلند کہ زیر سایہ اُسکے ملاقات و داعی احباب مرسوم تھی وہان تک
تشریف لیگئے اور کہا اے یوسف تیرے جانیسے مجھکو نہایت غم و اندوہ ہوتا ہے نہین معلوم کہ آخر کار کیا ہوگا مجھکو بھول نجانا
مین تجھکو نہین بھولنے کا اور پھر فرزندون سے حضرت یوسف کی محافظت کیواسطے مبالغہ کیا اور بالخصوص
یہودا کو فرمایا کہ تجھکو اسے سپرد کیا بہت محافظت مین کوشش کرنا اور فرط محبت سے پھر حضرت یوسف کو بغلگیر
کیا اور کہا شاید بدت مفارقت زیادہ اُس سے کہ خیال مین ہو وے تجکو واجب ہے کہ بوڑھے باپ کو فراموش

لگا کہ میں بھی نہیں بچ سکتا اور جبتک تجھے پھر نہ دیکھ لوں کسی اور کو دیکھ کر نہ ہنسونگا کہ میں بھی بغیر دیدار گل رخسار تیرے کے
اصلا الفت تم سے نہ رکھونگا اور بعد اس کہنے کے آپکو رقت ہوئی پھر گلے لگا کر رخصت کیا اور صاحب روضۃ الصفا
لکھتا ہے کہ از روئے اخبار صحیحہ ثابت ہوا کہ سبب اسی مدت مہاجرت حضرت یوسف یہی بات ہوئی تھی کہ حضرت یعقوب
سے بوقت وداع بھول گئی کہ انہوں نے بحالت اضطرار بیٹوں کو سپرد کیا اور خوف ان کو گرگ کا غالب ہوا اور
ترس خدا کی غالب کو اسوقت فراموش کیا چنانچہ باری تعالی نے ان پر وحی ارشاد کیا کہ اتدری لم فرقت
تا تدری لم فرقت بینک و بین یوسف قال لا قال اللہ تعالی لانک قلت اخاف ان یاکلہ الذئب ولم تخف منی و نظرت الی غفلۃ اخوتہم ولم
تنظر الی حفظی غرض بہر حال ان کے بھائی حضرت یوسف کو لیکر روانہ ہوئے کوئی اپنے کاندھے
پر بٹھاتا تھا اور کوئی اپنے سر پر سوار کرتا تھا اور حضرت یعقوب انکی طرف دیکھتے تھے اور شوق لقائے فرزند جبتک
رو رہے تھے جبکہ یہ حضرت کی نظر سے غائب ہوئے اور کنعان کی سرحد باہر گئے حضرت یوسف کو زمین پر گرا دیا اور
ظلم اور زیادتی کرنی شروع کی اور کہا وہ گیارہ ستارے کہاں ہیں کہ جنہوں نے تجھکو سجدہ کیا تھا اب چاہئے کہ بچاویں
ہمارے ہاتھ سے حضرت یوسف روتے تھے اور ہر ایک ان میں سے برا کہتا تھا اور نالہ و فغان ان کے آگے
فائدہ نہ کرتا تھا تا آنکہ کنعان سے تین فرسخ دور ایک کنوئیں پر پہنچے کہ وہ حوالی بیت المقدس اردن میں واقع تھا کہ
سام بن نوح کا بنایا ہوا مشہور بہ جب الاجبار اوپر سے تنگ اور نیچے سے چوڑا اور ستر گز کا یا زیادہ عمق اسکا اور پانی
شور تھا وہاں حضرت یوسف کے ہاتھ سے باندھکر اور ایک رسی مضبوط کمر میں ڈالکر اس عالیجاہ کو بحال تباہ اس
چاہ میں لٹکانیکا قصد کیا انہوں نے بہت منت و سماجت سب بھائیوں سے کی جب کسی نے نہ سنی تو دامن
یہودا کا پکڑا اور کہا کہ باپ نے تمکو سونپا تھا میرے ہلاک کا روز حساب کو کیا جواب دوگے یہ متاثر ہوا اور غمگین
ہو کر کہا کہ تا حیات میری کوئی مقدور میرے قتل کا کرنے نہیں پائیگا یہ حال اسکا اور بھائی دیکھکر کہا اسنے
اور اس سے کہا اگر یوسف پدر بزرگوار پاس پہنچا تو افشائے راز ہوگا اور سب کے واسطے برا ہوگا ہم
سبکی صلاح یہی ہے کہ چاہ میں زندہ گرا دیویں پھر یہ بھی نظر بحال اور مآل اندیشی راضی ہوا اور ان کو پکڑ کر اس
میں ڈالدیا اور پیراہن بھی ان کے بدن میں نہ چھوڑا اسوقت بیکسی میں فرمان حضرت مالک الشان بطائر آشیان
سدرۃ المنتہی صادر ہوا کہ اے عبادی سینے لینا بندہ میرے کو اور تھامنا ہوا میں کہ کنوئیں میں نہ گرنے سے
پاوے حضرت جبرئیل امین بحکم حضرت رب العالمین اسوقت پہنچے اور حضرت یوسف کو اپنے پروں
پر لیا اور ایک صخرہ یعنے ایک پتھر پر بٹھا دیا بحر المواج میں لکھا ہے کہ اس کنوئیں کا پانی کھاری اور تیز تھا جب
حضرت یوسف اسمیں گرے تو صاف اور میٹھا ہو گیا اور کنوئیں کے جانور موذی مثل بچھو وغیرہ کہ آنے پیغمبر کے سے
آگاہ ہوئے اپنے سوراخوں میں سے نکل سکے الا سانپ کہ لپٹے حضرت یوسف پر حملہ کیا اور حضرت جبرئیل
نے اسپر ایک آواز ماری کہ بہرا ہو گیا اور تا قیامت اسکی نسل میں بہرا پن رہیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ
ایک عرصہ اس کنوئیں میں پانی چڑھ آیا اور اس میں ایک پتھر تھا بفرمان حق تعالی کے وہ پتھر پانی پر تیر آیا اور

حضرت یوسف اوسپر بیٹھ گئے اور حضرت جبرئیل نے وہ پیراہن کہ تعویذ کیا ہوا بازو پر بندھا ہوا کھول کر پہنا دیا اور کھانا بہشت سے لاکر حضرت یوسف کے آگے رکھا اور کہا کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ غمگین اور اندوہناک نہو تمکو یہان سے جلد نکال کر مسند جاہ پر بٹھاتا ہون اور تیرے بہائیون کو تیرا حاجتمند کرتا ہون انکو اس بیالیم ملامت انجام سے کمال سرور ہوا جیسا کلام الٰہی مین بتصریح ارشاد کیا ہے فلما ذھبوا بہ واجمعوا ان یجعلوہ فی غیابت الجب واوحینا الیہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لایشعرون یعنی پس جب لیگئے اسکو اور مقرر کیا یہ کردین اسکو بیچ گہر اوے کنوین کے اور وحی بھیجی ہمنے طرف اسکے کہ البتہ خبر دیگا تو ساتھ کام ان کے کے اور وہ نہین سمجھتے ہونگے بحر المواج مین لکھا ہے کہ وحی حضرت یوسف پر بھی لڑکپن کی عمر مین آئی جیسے کہ حضرت عیسی اور حضرت یحیی علیہم السلام پر حالت کودکی مین وحی آئی تھی کہتے ہین کہ اسوقت حضرت یوسف بارہ برس کے تھے یا سترہ اٹھارہ برس کے تھے اور اس زمانہ مین اتنی عمر تک لڑکپن ہوتا تھا اور تیس برس یا چالیس برس سے پہلے بلوغ نہ حاصل ہوتا تھا اور روایت معتبر ہو کہ انکو بھائی بعد ڈالنے کنوین کے اوسپر ایک سنگ گران ڈھانپ گئے تھے اور ایک جاسوس کو سر چاہ بٹھا گئے تھے تا اگر کوئی قافلہ ادھر گذرے اور شاید بقدر ورست آن اس چاہ کا منہ کھولے تو اسوقت وہ نگہبان موت اور زندگی کی خبر پہنچا دے۔ تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہو کہ پھر بھائیون نے ایک بکری کا بچہ مار کر اسکے لہو مین حضرت یوسف کا پیراہن آلودہ کیا اور نوحہ کنان اپنے باپ پاس آئے اور کہا کہ ہم بکری اور دنبے کے گلہ مین گئے تھے اور یوسف تنہا رہگیا تھا اسکو بھیڑیا آن کر کھا گیا جب حضرت یعقوب نے یہ بات سنی اور دیکھا کہ پیراہن لہو سے بھرا ہوا ہو لیکن پھٹا ہوا نہین ہے اپنے فرزندون سے کہا کہ اس خون مین یوسف کی بو نہین آتی اور وہ عجیب بھیڑیا تھا کہ اسنے یوسف کو کھا لیا اور پیراہن نہ پھٹا اس مین تمہارے فریب معلوم ہوتی ہو اگر تم سچے ہو تو اس بھیڑیے کو لے آؤ پھر جنگل مین جاکر اور ایک بھیڑیے کو پکڑ کر اور اسکا منہ خون مین آلودہ کرکے اپنے باپ کے آگے لے آئے اور کہا یہ وہ بھیڑیا موجود ہے حضرت یعقوب نے کہا اے بھیڑیے تونے میرے فرزند دلبند کو کسواسطے کھایا بھیڑیے نے بحکم خداوند بزرگ گویا ہو کر بزبان فصیح کہا السلام علیک یا نبی اللہ نعوذ باللہ کہ مجھسے یہ فعل قبیح صادر ہوا ہو مجکو قسم ہے اس خدا کی کہ جسنے تمکو پیغمبر کیا مین نے یوسف کو نہین کھایا اسواسطے کہ گوشت اور پوست پیغمبرونکا ہم درندونپر حرام ہے بلکہ کہتے ہین کہ خاک پر بھی حرام ہے کہ گوشت انکا کہا دے چنانچہ مرنے کے بعد بدن نبیون کا بدستور اپنے حال پر رہتا ہے مطلق خاک اسکو نہین کھاتی ہے اور بحر المواج مین لکھا ہو کہ اس بھیڑیے نے کہا کہ ہم تیری گوسپندونکو بھی نزدیک نہین آتے تیرے فرزند کے پاس کیونکر آتے اور صاحب تکملۃ اللطائف لکھتا ہے کہ جب وہ گرگ حضرت یعقوب سے رخصت ہو کر چلا تو ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر پکارا کہ اے ابنای جنس میرے اگر فرزند یعقوب کا تمنے قصد ہلاک کا کیا ہے تو کمال تاسف ہے تمہارے حال پر اور اگر تم اس خیانت اور گناہ سے پاک ہو تو چاہیے کہ جلد بارگاہ یعقوبی مین حاضر ہو کر عذر داری کرو تا ساخت احوال تمہارا اس جریمہ سے پاک ہو اور راوی کہتا ہے کہ ہزارون گرگ اطراف وجوانب سے گرداگرد خانہ

یعقوب کے جمع ہوئے اور فریاد وزاری کرنے لگے حضرت باہر آئے سب جانوروں نے بارادت زمین استکانت پر رکھا اور ان
بے زبانوں نے بزبان حال عرض کیا حاشا وکلا ہمارے بنی نوع میں سے کوئی مرتکب آزار تمہارے فرزند دلبند کا
نہیں ہوا اور ظاہر ہے کہ حیات ہماری برکت وجود باجود تمہارے سے ہے اور معاش ہماری وابستہ انعام
وجود تمہارے سے ہے حضرت یعقوب خفا ہوئے اور اپنے فرزندوں سے کہا سنا تمنے کہ بھیڑیوں کا گروہ کیا کہتا ہے
بہ شدت اندوہ سے نالکنان جنگل میں آئے اور فریاد کی یاقرۃ عینی ویاثمرۃ فوادی فی ای
بئر طرحوك او فی ای بحر غرقوك اوبای سیف قتلوك ویالهفی فولدیه اے میری آنکھ
کی پتلی اور اے میرے دل کے ٹکڑے کون سے کنوئیں میں تجھکو ڈالا یا کون سے دریا میں تجھکو غرق کیا یا کون سی
تلوار سے تجھکو قتل کیا اور کس زمین میں دفن کیا تجھکو میں نہیں جانتا کہ تیرا کیا حال ہے اور کہتے ہیں کہ پیراہن
یوسف علیہ السلام نے تین اثر بخشے اور تین عقدے حل کیے ایک یہ کہ پیراہن حضرت یوسف علیہ
السلام درست تھا اُس کے درست ہونے نے خبر دیدی یوسف کی نادرستی کی۔ دوسرے یہ کہ وہ
پیراہن کہ زلیخا نے پس پشت سے پھاڑ ڈالا تھا اُسنے حضرت یوسف کی پاکی ظاہر کی تیسرے یہ کہ وہ پیراہن
بشیر لایا تھا اُسنے حضرت یوسف کی حیات کی خبر دی اور حضرت یعقوب کے منہ پر ڈالنے سے آنکھیں کھلیں پھر حضرت
یعقوب علیہ السلام نے کہا میں نے اس امر کو خدا پر کیا اب صبر کی درخواست کرتا ہوں پھر رات دن رویا
کیے تا آنکہ اندھے ہو گئے اور اپنے فرزندوں کی طرف سے غضب میں بھرے رہتے تھے لیکن ظاہر نہ کرتے
تھے اور گریہ وزاری میں رہتے تھے منقول ہے کہ ایک دن اثنائے اس جزع وفزع میں حضرت
جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا یا نبی اللہ تمہارے افراط حزن واندوہ سے مقدسان ملاء اعلیٰ
گریہ کرتے ہیں اور پاکان موافقت بہشت روتے ہیں برآمد مقاصد صبر پر منحصر ہے استعجال کام نہیں آتا
ہے آپ نے کہا اے برادر جبرئیل امین صبر و شکیبائی پکڑتا ہوں اور اجر اسکا کریم کارساز سے مانگتا ہوں
فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون ۞ بعد چند روز کے پھر حضرت جبرئیل حضرت یعقوب کے پاس آئے
اُنھوں نے کہا اے جبرئیل مجھکو یوسف کی خبر دے حضرت جبرئیل نے کہا تمنے یوسف کو اپنے فرزندوں کو سپرد
کیا تھا نہ خدا کو انھیں سے پوچھو اور تفسیر مدارک التنزیل اور بحر المواج میں لکھا ہے کہ سبب حضرت یوسف
کے جدا ہونے کا حضرت یعقوب سے یہ تھا کہ ایکدن اُنھوں نے مہمانی کی تھی اور ایک فقیر نے کھانا مانگا
تھا اور وہ اُس سے غافل رہے اور اُسنے کھانا نہ پایا حق تعالے نے فرمایا جیسے تو نے اُس درویش
دل ریش کو اُسکی آرزو سے باز رکھا میں نے تجھکو تیری آرزو سے باز رکھا اگر اُس کو کھانا ملتا تو وہ اُسکی
قوت سے چالیس دن میری عبادت کرتا اب چالیس برس تک تجھکو غم واندوہ میں گرفتار رکھونگا اور
اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے ایک لونڈی مع فرزند اُسکے کے خریدی تھی اور اُس کے
بچے کو اُس سے جدا کر کے بیچ ڈالا تھا اُسکا دل آتش فراق فرزند میں جلا کیا اور وہ اپنے فرزند کی

جدائی مین جب تک تھی رہی رویا کی اور بہت رونے سے اندھی ہو گئی۔ اس سبب سے حضرت یعقوب کو یوسف
کا فراق دکھایا اور اُنکو رلایا اور اُنکو رونے سے اندھا کیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یعقوب نے ایک ہرنی
کا بچہ ذبح کیا تھا اور وہی اپنے بچے کے فراق مین روئی تھی اُسی سبب شومی اس کام کے حضرت یعقوب کو فراق
حضرت یوسف حاصل ہوا اُسوقت حضرت یعقوب نے کہا خداوندا جو کچھ مین نے کیا غفلت سے کیا قصداً
نہین کیا۔ فرمان آیا کہ اگر قصد ہوتا تو احوال تیرا اس سے بدتر ہوتا فصل دوسرے باہر نکلنا حضرت
یوسف کا کنوئین مین سے اور عاشق ہونا زلیخا کا جمال عدیم المثال ان کے پر اور خریدنا عزیز مصر کا مالک
سے اور سوا اسکے قولہ تعالیٰ وجاءت سیارۃ فارسلوا واردھم فادلی دلوہ ط
یعنی اور آیا قافلہ پس بھیجا اونھون نے آگے چلنے والے اپنے کو پس لٹکایا اس نے ڈول اپنا مفسرون
کو اختلاف ہے اس امر مین کہ حضرت یوسف علیہ السلام کتنی مدت کنوئین مین رہے بعضے کہتے ہین ایک
رات دن اور بعضون کا قول ہے تین رات دن اور بعضے کہتے ہین سات رات دن۔ القصہ ایک سو
اگرین سے مصر کو جاتا تھا اور راہ بھول گیا تھا ناگاہ اُس کنوئین پر پہنچا اور وہان منزل کی مالک بن زغر خزاعی
کہ کاروان سالار تھا اُسنے دو غلام پانی لانے کے واسطے بھیجے کہ ایک کا نام بشیر اور دوسرے کا بشری
تھا بشیر نے سر چاہ پر جاکر ڈول پانی کے لیے اس کنوئین مین ڈالا حضرت یوسف نے کہ سوا خدا کے
توسل نہ رکھتے تھے باوجود اس بات کے کہ بھائیون نے میرے امتحان حیات وحیات کے لیے ڈالا
ہو اور بعد نکلنے کے مجکو ہلاک کرین اُس ڈول کو نہ پکڑا حضرت جبرئیل نے کہا امر خدا قبول کر اور اس ڈول
کو پکڑ لے حضرت یوسف نے اسکو پکڑ لیا اور اُس مین بیٹھ گئے۔ معالم مین لکھا ہے کہ کنوئین کی دیوارین حضرت
یوسف کے فراق مین رونے لگین اور انیس المریدون مین لکھا ہے کہ بشیر ڈول کے کھینچنے مین حیران ہوا کہ
بوجھ کے سبب کھینچ نہ سکا آخرکار کنوئین مین جھک کر دیکھا اور اُس ماہ منیر کو ڈول مین مشاہدہ کیا قال یا بشری
ھذا غلام یعنی کہا ای مژدہ شادمانی کہ یہ لڑکا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ بشری اُسکے یار کا نام تھا اُسکو اعانت
کے لیے طلب کیا اور کہا ھذا غلام یعنی یہ ایک لڑکا ہے اسنے ڈول بوجھل کر دیا ہے پس بشیر اور بشری
نے حضرت یوسف کو کنوئین مین سے نکالا جب اُن کو ساتھ اس صورت دلارا کے دیکھا پوچھا کہ تو کون
ہے فرشتہ ہے یا پری یا آدمی کہا مین آدمی ہون کہتے ہین کہ حضرت یوسف کے بھائی تفحص کر رہے تھے
کہ دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے جب اُنکو اس جاسوس شتینہ نے جلد جا کر خبر اُن کے زندہ نکلنے کی پہنچائی
تو بہ شتاب وہان گئے اور مالک کاروان سے کہا کہ یہ غلام ہمارا ہے لیکن گریز پے ہے بھاگ بھاگ
جاتا ہے ہمارے خوف و ڈر سے اسنے اپنے تئین کنوئین مین گرا دیا ہم چاہتے ہین کہ اسکو جس قیمت
کے ساتھ کوئی بیچ ڈالین اور زیادہ قیمت کی خواہش نکرین حضرت یوسف نے چاہا کہ اپنا حال کہدین اپنے
بھائیون نے پوشیدہ زبان عبرانی مین کہا کہ جو کچھ کہ ہم کہتے ہین اگر تو کچھ بھی اس کے برخلاف کہے گا

تو بچکو اس بیچا کر اور دور بیچا کر بار اٹھا لیں گے حضرت یوسف خاموش ہو رہے تاکہ انکی طاقت زبان اور
حضرت یوسف کی خاموشی سے بھائیون کو سچا سمجھا اور معتبر جانا اسنے تصدیق چاہی تو انھون نے کہا
واقعی میں بندہ ہون اور اپنے گناہون سے شرمندہ اسوقت سوداگر نے کہا جتنا مال میرے پاس تھا
سب کا میں نے اسباب خرید لیا ہے چند درم کھوٹے باقی رہ گئے ہیں القصہ سترہ یا اٹھارہ یا بیس
یا بائیس درم مصری کو کہ وہ درم مصر کے برابر ایک درم کنعانی کے ہوتے ہیں حضرت یوسف کو بیچ ڈالا
اور بیعنامہ اوسنے لکھوا لیا مگر بھائیون نے یہ شرط کی کہ جب تک مصر میں نہ جاؤ اسکو قید رکھو مخلصی نہ دینا
اور لکھا ہے کہ انکو پابہ زنجیر کیا اور ایک اونٹ پر بٹھایا انھون نے کہا کہ میں ملاقات آخری اپنے کنبے
گھروالون سے کر لون مالک نے تعجب سے کہا کہ انکو تمپر شفقت نہیں تو کیون بخشش کرتا ہے انھون نے کہا کہ ان کا
حق میرے ذمے ہے اسنے اجازت دوبارہ ملنے کی دی اور اسی حال میں بہت روتے ہوئے گئے اور
رخصت چاہی انمین سے کسی نے مطلق رحم نہ کیا اور روایت ہے کہ حضرت یوسف کے بھائیون نے وہ
درم لئے اور پھر ان درمون کو زمین میں پھینک دیا اور کہا درم ہمکو مطلوب نہ تھے مقصود ہمارا
یوسفؑ کو باپ سے جدا کرنا اور دور پہنچانا تھا سو حاصل ہوا اور تفسیر مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ وہ
ستر درم تھے یا بائیس دو دو درم ایک ایک بھائی نے لیے اور تفسیر وسیط میں لکھا ہے کہ یہودا نے
کچھ نہ لیا تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ بقول ابن عباس اور ابن مسعود اور قتادہ رضی اللہ عنہم بیس
درم تھے اور بقول مجاہد بائیس اور بقول عکرمہ چالیس واللہ تعالی اعلم اور بحر المواج میں لکھا ہے کہ سبب
غلام ہونے حضرت یوسفؑ کا یہ تھا کہ ایک دن انھون نے آئینہ میں اپنی شکل دیکھی اور کہا اگر میں غلام
ہوتا تو کوئی میری قیمت دیکر نہ خرید سکتا حق تعالی نے فرمایا تو نے اپنی صورت دیکھکر مصور کا تو شکر
نہ ادا کیا اپنی قیمت میں آپ ہی مغرور ہوا اب تیرے تئین غلام بنا کر تیری قیمت تجھکو دکھاتا ہون اور
بعضے کہتے ہیں کہ خواستہ خدا یون تھا کہ بادشاہ مصر ہووین اور حال غلام ہونے کے آگاہ ہو کہ
کہ جب اسکے پاس غلام ہووین تو انکی قدر پہچانے اور القصہ قصص میں لکھا ہے کہ جب سوداگر وہان سے
روانہ ہوئے اثنائے راہ میں یوسفؑ کی ماں کی قبر تھی یہ دیکھکر اونٹ پر سے کود پڑے اور اس قبر سے
لپٹ کر گریہ و زاری کرنے لگے اور کہتے تھے کہ یوسفؑ کو بھائیون نے آوارہ اور اسیر اور بیچارہ کیا اور
خدمت پدر اور زیارت قبر مادر سے دور اور وطن اور کنبے سے مہجور اور غربت و ناکامی میں گرفتار
کیا اور کاروان کا قافلہ آگے چلا گیا ایک شخص اس قافلہ میں سے پیچھے رہ گیا تھا جب وہان پہنچا
وہ غلام کہ حفاظت میں انکی مامور تھا اسنے حضرت یوسف کو دیکھکر کہا کہ غلام تو جیسا سنا تھا ویسا
نظر آتا ہے معلوم ہوا کہ حقیقت میں گریزپا ہے انھون نے تجھکو خوب کہا کہ بیچ ڈالا اور وہ سچ کہتے تھے
اور اس بدبخت نے ایک طمانچہ سخت حضرت یوسف کے مارا کہ انکی آنکھون میں اندھیرا آگیا کہا

خداوند اتو دانا اور بینا اور ظاہر اور باطن جانتا ہے کہ یوسف ع نے ظلم پر کیا کہ رقی ہی تا آنکہ وہ شخص حضرت یوسف ع کو لیکر قافلہ میں پہونچا کہ فی الحال ایک ہوا سے سہناک دراہر سیاہ اوٹھنا اور گرد وغبار صاعقہ اور بادل کا پیدا ہوا کاروانیوں نے جب یہ حال دیکھا کمال خوف میں آئے کہ مبادا ہلاک ہو جاویں کہا دیکھو اور دریافت کرو کسی نے تازہ گناہ کیا ہے کہ یہ عقوبت پر صعوبت اسکے سبب سے نظر آتی ہے جس شخص نے کہ حضرت یوسف ع سے بے ادبی کی تھی کہا میں نے اس غلام کو ایک طمانچہ مارا تھا اسنے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اسوقت اپنے ہونٹھ ہلائے تھے اسی ساعت میں یہ حال ظاہر ہوا اسیسے اہل کاروان جمع ہوکر حضرت یوسف ع کے پاس آگئے اور عذر خواہی کی حضرت یوسف ع نے معاف کیا اور انتقام سے درگذر کی اور یہ بلا انسے دفع ہوئی مالک نے جب انکی یہ کرامت مشاہدہ کی غلام کا ہاتھ پکڑ کر حضرت یوسف ع کے پاس لایا اور درخواست کی کہ اپنے قصاص پر اسکو حضرت تادیب فرماویں حضرت یوسف ع نے کہا یہ کیا بات ہے ہم اہل حیا سے ہیں غماز عفیف ہیں اور جزائے بدکرداروں میں سوائے عفو کے کچھ نہیں جانتے الغرض کہ اس غلام کے گناہ سے درگذرے اور قلم عفو ونسیان اسکے جریدۂ عصیان پر کھینچا اور بعد ظہور اس خارق عادت کے حضرت کے پانوں میں سے بیڑیاں نکال ڈالیں اور بعین تعظیم اور حشم واحترام انکی طرف دیکھنے لگے۔ القصہ جب مصر کی طرف روانہ ہوئے تو بعد قطع منازل نواحی مصر میں پہونچے اور ایک مقام پاکیزہ دیکھکر قریب ایک چشمہ آب صاف کے اترے اور تعب سفر سے آئینہ جمال بے مثال یوسف ع آلودۂ زنگار غبار تھا مالک نے انکو کہا کہ تم اسپر نہاؤن اور گرد کدورت راہ دور کرلیں جب حضرت یوسف ع اس چشمہ پر رونق آرا ہوئے حضرت جبرئیل امین نے بفرمان حضرت رب العالمین قبۂ آدم صفی کہ قبل از وقوع ذلت حوا کے ساتھ اس میں رہے کنارہ چشمہ پر نصب کیا تا بدن ہمایون انظار اغیار سے مصئون اور آفت عین الکمال سے مامون رہے۔ صاحب عین المعانی کہتا ہے کہ جب حضرت یوسف ع بہت دیر تک اس غسل خانہ میں رہے مالک نے کئی شخص بھیجے تا اس منبع سعادت وکرامت کی خبر لاویں کہ کیوں اتنی دیر تک نہاتے ہیں انھوں نے جبکہ لب چشمہ پر انکو نہ دیکھا تو اطراف صحرا میں متفرق ہوکے ہرچند کہ حضرت کو تلاش کیا بسبب محتجب اور مستتر ہونے قبہ عزت اور حجاب عصمت سے کہیں انکا نشان نہ پایا اور انکی گم گشتگی سے مالک کو آگاہ کیا وہ نہایت متردد ہوا کہ اس اثنا میں ناگاہ ایکطرف سے قافلہ والوں نے دیکھا کہ حضرت یوسف ع ساتھ اس صورت اور ہیئت کے کہ دیدۂ اولی الابصار مشاہدۂ خورشید رخسار انکی سے خیرگی اور جمال ماہ پر انوار سے تیرگی کرتا تھا خراماں خراماں جلوہ افروز ہوئے مالک نے دیکھا اور کہا اے یوسف تو کہاں تھا کہ ہرچند میں نے تجھکو بہت طلب کیا کہیں نہ پایا انھوں نے بہدایت خرد خردہ شناس جواب دیا کہ چشمہ خور کو کون دیکھ سکتا ہے۔ القصہ جب کہ بعد انکے قافلے میں ملحق ہونے کے اہل کاروان اس مقام سے متوجہ شہر ہوئے اور اول سے کہ آوازۂ جمال باکمال انکا

آویزہ گوش عالم ہوا تھا تمامی پیر و جوان سکنای مصر تماشای جمال اور تمنای وصال اُس جان جہان کے بغرض
استقبال گئے۔ صاحب زبدۃ التواریخ لکھتا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے جمال عالم آرای یوسفؑ کو ایسا
نور و ضیا عطا فرمایا تھا کہ اُسکی تابش مسافت ایک فرسخ پر پہونچتی تھی اتفاقاً اُس دن آسمان پر ابر غلیظ
محیط تھا اور مہر جہانتاب زیر حجاب چھپ گیا تھا جبکہ چہرۂ تابان یوسفؑ زیر حجاب نقاب ساطع ولامع ہوا
جہان کو مانند ضمیر ارباب صفا اور گیسوے ذوکا روشن اور منور کیا اور حدیث حسن یوسفؑ ملک مصر میں
منتشر اور ملک مصر کو اس صورت سی خبر ہوئی دل مشتاق اشتیاق مقدم ہمایون انکے میں بیتاب ہوا
اور بادشاہ مصر نے بھی کہ ملقب بفرعون اور موسوم بہ قطفیر یا اطفیر تھا امیر عمال اور ارکان اعمال
یعنے وزیر اعظم اور دستور معظم کہ اُسکو عزیز مصر کہتے تھے انکی خریداری کے واسطے بھیجا بعد از آنکہ قافلہ میں
پہونچے اور حکایت بیع و شرا درمیان میں آئی مالک نے کہا اتنا صبر کرو کہ شہر میں پہونچکر دو تین دن رنج
و محنت راہ سے آسودہ ہو وین بعد بموجب فرمان واجب الاذعان محل میں آوینگا عزیز نے یہ امر قبول کیا اور
اور آنکہ بقسمت تمام دسوین ماہ محرم کو مصر میں لائے بعد انقضاے ایام ثلثہ موافق قاعدہ تجاران مصر
ایک کوس نصب کیا اور یوسفؑ کو اُسپر بٹھایا اور منادی نے ندا کرنی شروع کی کہ من یشتری ھذا الغلام
الحسیب من یشتری ھذا الغلام اللبیب یعنی کون خریدتا ہے اس غلام عالی حسب کو کون خریدتا
اس غلام دانشور کو۔ حضرت یوسفؑ نے کہا یون نہ کہو بلکہ یون کہو کہ من یشتری ھذا الغلام الکئیب
من یشتری ھذا الغلام الغریب یعنی کون خریدتا ہے اس غلام غم پیشہ کو کون خریدتا ہے اس غلام مسافر کو
اور ساعت بساعت خریدار زیادہ ہوتے تھے اور مشتری بلحظہ بلحظہ قیمت اُس پر رکھتا مگر ابہا کی بڑھاتے
تھے صدیق نے جب یہ حال مشاہدہ کیا اندوہ و ملال انکی خاطر پر چندان مستولی ہوا کہ طاقت صبر و شکیبائی
نہ رہی اور بے اختیار رونے لگے اُسوقت طائر سدرۃ المنتہی جبرئیل امین نے فرمان حضرت رب العالمین پہنچایا
کہ اے یوسفؑ غمگین اور دل تنگ مت ہو کہ بعزت و جلال خود کہ تجکو شہر سے باہر لیجا وینگا تا آنکہ داغ عشق
و فرمان ناصیہ حال اس قوم پر کہ اب تجکو دیکھنے آئے ہین اور تیری خریداری کرتے ہین نہ رکھونگا اس پیام
روح افزا کے سننے سے انکو تسکین ہوئی جب پھر منادی نے ندا کی انھون نے آہستہ سے اُس کہا کہ یون کہو
من یشتری الصدیق اللہ بن اسرائیل اللہ بن خلیل اللہ مالک نے جو قریب تھا اُس سے پوچھا کہ معنی اسکے
کیا ہین انھون نے اُسکی زبان مین سمجھایا کہ یہ نسب ہے اس بندۂ اسیر بے تقصیر کا وہ حیران ہوا اور تنہا انکو
لیجا کر کہا کہ تمنے اس حال سے اول مجکو مطلع کیون نکیا کہ تمکو عرصۂ بیع میں نہ لاتا اب کیا کرون سخت پریشان
ہون اگر عذر کرون تو حیف ہے میری زندگی پر اور آبرو بھی جاتی رہیگی حضرت یوسفؑ نے کہا کہ تم خاطر جمع
رکھو کہ رضا بقضای دنیا اور غیر کے واسطے آپ تکلیف اُٹھانا ہماری عادت سے ہے ولیکن وہ قبالہ
بیع کہ تمنے بوقت خریدنے کے بھائیون سے لکھوالیا ہے وہ میرے حوالہ کرو تا کبھی بوقت حجت اُٹھانا انکے

واسطے الزام کے کام آوے مالک نے فی الفور سپرد کیا آپ نے فرمایا کہ اب جو تمہارے نزدیک مناسب ہو عمل میں لاؤ
چنانچہ پھر انکو مجمع خریدارون میں لایا اسوقت عزیز مصر حسب الحکم اپنے بادشاہ کے وہان پہونچا اور مالک
سے وفای وعدہ کا خواستگار ہوا اور اسیوقت حضرت یوسف کو ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوا جبکہ خبر انکے آنے کی
بادشاہ کو پہونچی اور تعریف انکی حسن کی بدرجۂ کمال سنی اسکو غیرت دامنگیر ہوئی حکم دیا کہ جسوقت کہ وہ
غلام یہان حاضر ہووے تمام خوبان دہر اور نازنینان شہر لباس ہای نفیس پہنکر یہان جمع ہوویں اور اسکے
ساتھ مقابلہ کرین اس تقریب سے گرمی بازار اسکی سرد ہووے چنانچہ بوقت انکی حضوری کے تمام پری پیکران
خوش اندام اور خوبرویان دلارام حاضر ہوے اور مالک حضرت کو آراستہ کرکے سامنے لایا اور مصریون نے
جمال بیمثال اس شاہ خوبان کو دیکھا شور اور خروش انمین ظاہر اور پیدا ہوا اور حیران و ششدر ہوگئے
اور سب خوبصورت اور خوبرو منفعل اور شرمندہ ہوے پھر منادی نے آواز دی کہ کون اس غلام ظریف
لطیف نیک اختر خوشخو سے خردمند دلبند کو خریدتا ہے چنانچہ مصریون نے موافق حوصلہ اپنے اور لیاقت
کے اور بلیاقت اپنی کے ہوس خریداری کی کہتے ہین کہ پہلے ایک شخص ہزار دینار کا خریدار ہوا پھر اور خریدارون
نے لاکھ دینار تک قیمت پہونچائی پھر ایک اور نے بقدر وزن حضرت یوسف مشک آمادہ کیا پھر ایک اور نے
حضرت یوسف کے وزن کے برابر لعل آبدار اور گوہر آبدار زیادہ کیے پھر اسیطرح پر اور ونکے انواع اور
اقسام کے نفائس زیادہ کیے تا آنکہ عزیز مصر ایکبارگی دوچند قیمت دیکر خریدار ہوا قصص میں لکھا ہے
کہ آخرکار عزیز نے دس لاکھ دینار زر سرخ اور چالیس ہزار درم اور سولہ بیان گوہر آبدار اور ہزار نافہ مشک تاتار
اور ہزار شمامہ عنبر اور ہزار سپر کافور اور ہزار جامہ اطلس رومی اور ہزار قصب مصری اور ہزار اونٹ بختی اور ہزار
گھوڑے تازی خوش خرام نیکو اندام مزین بازین ولگام اور ہزار لونڈیان رومی اور ہزار خطائی اور ہزار
دستہ سلاح بلکہ زیادہ مالک کو دیکر یوسف کو خریدا اور بعضی روایتون میں یہ ہے کہ سبب عزیز کے سب سے زیادہ
قیمت دینے کا یہ تھا کہ زلیخا نے مبالغہ تمام کہا تھا کہ جس قیمت کو ہووے لینا اور کچھ فکر نہ کرنا میں
سرانجام کرونگی اس واسطے عزیز نے اسقدر زر ومال دیا چنانچہ تفصیل اسکی زلیخا کے حال میں بیان ہوگی اور
بحر المواج مین لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین حضرت یوسف نے پہلے اپنے نام ونسب سے مالک کو آگاہ نہ کیا تھا اسوقت
خفا ہوے اور مالک سے کہا کہ ان چیزون کو میری قیمت مین نہ لے کہ مین آزاد ہون اور قبضہ بندگی مین ہونے سے بری
ہون تو جانتا ہے کہ مین کون ہون مین یوسف بن یعقوب بن اسحق بن ابراہیم عبرانی ہون مالک نے کہا خرید کے
کے وقت مجھ سے کیون نکہا حضرت نے کہا وہ وقت کہنے کا نتھا پھر مالک نے عزیز سے کہا کہ مین نے اسکو بیس
درم کو خریدا ہے تجھ سے کیا پوشیدہ کرون اور تیرے ہاتھ اپنی خرید سے سوا نہین بیچتا اور حضرت یوسف سے
کہا مین تیرے کہنے پر یقین کرکے اتنا مال چھوڑتا ہون بجہت تعظیم وتکریم نسب حضرت ابراہیم کے کہ تو بزرگزادہ
ہے خدای عزوجل کی درگاہ مین دعا کر کہ مجھکو فرزند عطا کرے اور مال و بیوی کہ میری گھر مین فرزند نہین ہے

اور بال تھوڑا ہی حضرت یوسفؑ نے دعا کی اور وہ دعا مستجاب ہوئی اور مالک کی جورو حاملہ ہوئی اور دو لڑکے جنے
تا آنکہ بارہ دفعہ حمل رہا اور ہر مرتبہ دو فرزند پیدا ہوئے اور بعضے کہتے ہیں مالک کی بارہ لونڈیاں تھیں حق سبحانہ تعالی نے
نسل کا دروازہ اسپر کھولدیا کہ ہر ایک سے دو دو فرزند پیدا ہوئے القصہ عزیز مصر حضرت یوسفؑ کو اپنے گھر میں لیگیا
اور اپنی جورو کو کہ زلیخا نام تھا اور حسن و جمال بہت رکھتی تھی سپرد کیا وقال الذی اشتراہ من مصر لامراته اکرمی
مثواہ عسیٰ ان ینفعنا او نتخذہ ولدا اور کہا اس شخص نے کہ مول لیا اسکو مصر سے واسطے بی بی اپنی کے با حرمت
رکھنا اسکو شاید کہ نفع دیوے ہمکو یا پکڑیں ہم اسکو فرزند پس اسکو چاہیے کہ اچھی طرح پالنا اور شفقت بی نہایت
اسپر کرنا جب اسکو انکھ دیکھا ابھی عشق قبضہ تقدیر سے چھوٹکر یافت دل پر لگا اور حسن یوسف پر جان و دل عاشق
و شیدا ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ اصل نام اسکا راعیل اور عرف زلیخا تھا اور صاحب عین المعانی لکھتا ہے
کہ بضم زا و تجدید و فتح لام صحیح ہے ولیکن زبان زد عوام بلفظ فتح زا اور کسر لام سے مشہور ہے اور بعضے
روایتوں سے ثابت ہی کہ زلیخا غائبانہ کئی برس پہلے حضرت یوسفؑ کو خواب میں دیکھکر انکے حسن و جمال پر
عاشق ہوئی تھی اور حال اسکا اسطرح پر ہے کہ زمین مغرب میں طیموس نام باحشمت تمام ایک بادشاہ
کافر تھا اور اسکی ایک بیٹی تھی زلیخا نام کہ حسن میں دلپذیر اور صورت میں بے نظیر تھی ایک رات
خواب میں دیکھا کہ ناگاہ ایک جوان فرخندہ خصال بحسن و جمال بمثال دروازے سے آیا کہ اسکا جمال
حد شمار سے بیرون اور صورت میں پری اور حور سے افزون تھا جب صبح کو خواب سے بیدار ہوئی ہر طرف دیکھنے
لگی اس جان سے کہیں نشان نپایا چاہا کہ گریبان صبر و قرار کو چاک کرے لیکن شرم و حیا آدمیوں کی مانع
ہوئی شب و روز با دل پرسوز گذارنے لگی اور دیدہ نمدیدہ سے اشک خونبار بہانے لگی اور کسیسے اپنا حال دل
ظاہر نکیا اسکی لونڈیوں اور باندیوں نے جب یہ حال دیکھا حیران ہوئیں کہ یہ ماجرا کیا ہے اور اسکا کیا سبب
ہے کسی نے کہا کہ بظاہر جو یہ خوبصورت بہت ہے اسکو کسی کی نظر لگی ہے اور کسی نے کہا کہ اسکو دیو اور پری
نے گزند پہونچائی ہے اور کسی نے کہا کہ اسپر کسی نے جادو کیا ہے اور کسی نے کہا کہ یہ عشق کے آثار ہیں
اسکا دل بیشک زیر بار عشق ہے لیکن بظاہر تو اسنے کسی کو دیکھا ہی نہیں ہے خواب میں کوئی آفت
جان اسکی جان کو آفت لگا گیا ہو ایام میں ایک اسکی دایہ تھی ایک رات اسکے پاس آئی اور خوب خدمت
اسکی بجا لائی اور کہا مجھ سے اپنا بھید نہ چھپا جو کچھ واقع میں ہے مجھے اس سے آگاہ کر زلیخا نے کہا
اس طرح کا میں نے خواب دیکھا ہے دایہ نے کہا اس طرح کا خواب سچا نہیں ہوتا بلکہ یہ کام دیو کا ہے
کہا دیو کی کیا طاقت کہ اس شکل دلارام کے ساتھ اپنے تئیں دکھا سکے جب اسکی نصیحت نے کچھ تاثیر
نہ کی خاموش ہو رہی اور جب ایک برس اسی حال سے گذرا دوبارہ پھر ایک رات اسنے اسکو اسی
شکل اور صورت کے ساتھ خواب میں دیکھا اور جلدی سے خواب ہی میں اپنا سر ننگا کر کے اس پری رو
کے پانوں پر رکھدیا اور کہا ای جان جہان تو نے میرا دل لے لیا اور میری جان کو بغم کیا سچ بتا

تو کون ہے فرشتہ ہے یا آدمی کہا میں آدمی ہوں اگر تیرا عاشقی کا دعوی صادق ہے تو بے جفت رہیو کہ میں
بھی تیرے داغ محبت سے نشانمند اور وفادار ہوں جب زلیخا خواب سے بیدار ہوئی سودا اسکا دو چند ہوگیا
اور غوغا اسکا حد سے گذر گیا اسکا باپ اس واقعہ جانکاہ سے آگاہ ہوا اور دانایان درگاہ سے اسکا علاج
چاہا سوائے زنجیر کے کوئی تدبیر نہ دکھائی دی ایک مار پیچان سونیکا بناکر اور لعل و گہر سے مرصع کرکے بطور
زنجیر اسکے پانوں میں ڈالدیا بعد ایک سال کے پھر تیسری مرتبہ وہی شکل ہوش ربا خواب میں نظر آئی اور اسکا
دامن ہاتھ پکڑ کر زار زار مثل ابر نوبہار روئی اور کہا تجھکو قسم ہے اس پاک پروردگار کی کہ جسنے تجھکو
پیدا کیا اور خوبان دو عالم میں برگزیدہ فرمایا مجھکو اپنے نام اور شہر اور مقام سے آگاہ کر کہا
میں عزیز مصر ہوں اور مصر میرا مقام ہے اور یہ اس اعتبار سے کہا کہ آخر الامر عزیز مصر ہونگا اگرچہ
اب عزیز مصر اور تھا لیکن زلیخا نے سمجھا کہ جس شخص کو اسنے خواب میں دیکھا وہی عزیز ہے کہ بالفعل
مصر میں ہے زلیخا نے جب یہ مژدہ سنا تو بتصور حصول کام دل لونڈیوں کو بلاکر کہا کہ جاؤ اور میرے باپکو
بشارت پہونچاؤ کہ ہوش و حواس جو میرے جاتے رہے تھے پھر پہونچ آئے جب اسکے باپ کو یہ خبر پہنچی اسکے
پاس آیا اور اسکو خوش و خرم پایا اسکے پانوں میں سے زنجیر نکال ڈالی اور چند روز کے بعد کئی ایلچی کئی
بادشاہوں کے زلیخا کی خواستگاری کے واسطے اسکے باپ کے پاس آئے اور زلیخا کو خبر ہوئی اور اندیشہ
سے اسکا دل زیر و زبر ہوا کہ آیا انمیں کوئی عزیز مصر کا بھی ایلچی ہے یا نہیں کہ اتنے میں اسکے باپ نے اسکو بلایا
اور ہر بادشاہ کا پیغام اسکو پہونچایا جب زلیخا کو معلوم ہوا کہ انمیں کوئی عزیز مصر کا ایلچی نہیں ہے کسیکے ساتھ
راضی نہوئی اور باپ کے آگے سے ناامید ہوکر اٹھ گئی جب اسکے باپ نے خواہش عزیز مصر کی اسکی دریافت
کی ازبسکہ نارضامند جانا ان ایلچیوں کو خلعت دیکر اور عذر خواہی کرکے رخصت کیا اور کہا عزیز نے
تمسے پہلے سبقت کی ہے اور یہ فرزند اسکے نامزد ہوئی ہے پھر ایک عقلمند اور ہوشیار اپنے مقربوں میں
سے عزیز مصر کی طرف روانہ کیا اور بہت سے تحفے بھیجے اور پیغام دیا کہ ہر چند اندنوں میں اسی فرزند کی خواستگاری
کے واسطے بادشاہ روم اور شام وغیرہ کے پیغام آئے ہیں لیکن یہ قبول نہیں کرتی اور اسکی خاطر
روم کے ساتھ رام نہیں ہوا اور آب و خاک شام کو شوم جانتی ہے راہ مصر میں قدح چشم اسکے سلسبیل
ہیں اور واسطے مصر کے اشک چشم اسکے رود نیل ہیں عزیز نے جب یہ نوید شنی مارے خوشی کے
پھولا نہ سمایا اور کہا اگرچہ لازم اور مناسب تھا کہ میں خود لانے اس دختر نیک اختر کے یہاں روانہ
لیکن خدمت بادشاہ مصر سے اتنا عدیم الفرصت ہوں کہ ایک ساعت اس سے دور نہیں ہو سکتا
ناچار اور مجبور بنابر حق گزاری دو سو عماری اور ہزار لونڈیاں خوبرو اور ہزار غلام خوشرو
اور امیر اور امرا روانہ کرتا ہوں تا تعظیم تمام اور اعزاز و اکرام اسکو لے آویں زلیخا کے باپ نے ایلچی سے
کہا کہ ہمارے بادشاہ کو ان چیزوں کی حاجت نہیں اور اسکی سرکار دولتمدار میں کچھ کمی نہیں ہے پھر ایلچی کو

باپ نے ہزار لونڈیان خوش اندام اور ہزار امرد غلام باحسن تمام اور ہزار گھوڑے خوش خرام اور ہزار اونٹ
بختی اور چیزین نفیس اور اچھی اور دو سو فرش دیبا اور دو سو درج گہرہائے بہا اور دو سو طبلہ مشک اذفر مہیا
اور درست کرکے زلیخا کے ساتھ روانہ کیے جب سواری زلیخا کی اس شان و شوکت سے مصر کے قریب پہنچی
عزیز مصر باتمام لشکر استقبال کیواسطے آیا اور جو کچھ بسم پیشکش لونڈیان اور غلام اور گھوڑے اور جوڑے اور
گہر اور شتر اور پشمینہ اور خزینہ اور لشکرہای مصری تنگ کے تنگ اور جلوہای رنگارنگ لایا تھا زلیخا کے
روبرو گذرانا زلیخا کو جو شوق غالب تھا شگاف خیمہ سے اسکو دیکھا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی
اور اپنے ہمرازون سے کہا کہ یہ وہ شخص نہین جسکو مین نے خواب مین دیکھا ہے اور جسکی جستجو مین محنت
اور مشقت کھینچی ہے ہائے فلک نے کیا کیا کہ داغ بے نصیبی پر غربت مین ایک اور داغ زیادہ کیا کہ
مین نے اپنے دلربا کے ساتھ عہد کیا تھا کہ بے جفت رہونگی اب کیا کرون یہ کہکر زار زار رونے لگی کہ ناگہان
ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اگرچہ یہ عزیز تیرا مقصود نہین ہے لیکن اسکی راہ مین تیرا مقصود اور مطلوب حاصل ہوگا
القصہ آخر الامر اسکو سرای فرحت افزای عزیز مین لیگئے کہ تمام اسباب حشمت اس مین حاصل اور مہیا تھا لیکن بسبب ناامیدی
تھا بسبب بیچاری دلفگار ہموارہ انتظار اس نگار مین گذارتی تا آنکہ ایک دن سیر کنان ایک صحرا مین گئی تھی
جب وہان سے پھری تو دیکھا کہ بادشاہ کے دروازے پر ایک شور و غوغا ہے پوچھا کہ یہ غل کیا ہے لوگون نے بیان کیا
کہ مالک ایک کنعانی غلام فرخندہ نام بیچنے کے واسطے لایا ہے جب زلیخا نے اسکو دیکھا پہچانا اور فریاد کی اور
بیہوش ہوگئی ہمدم و کشون نے اسکا ہودج کھینچکر اسکے گھر پہونچایا جب یہ ہوش مین آئی تو عزیز کو اس غلام کے
لینے پر فریفتہ کیا کہ جسطرح ہو سکے اس غلام کو خرید لے عزیز نے کہا جو کچھ میرے پاس خزینہ اور دفینہ ہے اسکی آدھی قیمت کے
ساتھ بھی وفا نہین کرتا زلیخا کے پاس ایک ڈبا تھا موتیون سے بھرا ہوا کہ ہر گوہر خراج کشور تھا سب گنکر عزیز کے
حوالے کیے کہ یہ اسکی قیمت مین دے اور اسکو خرید لے عزیز نے کہا بادشاہ اسکے خریدنے کی خواہش رکھتا ہے کہا بادشاہ
سے جا کر کہو کہ مین فرزند نہین رکھتا اگر حکم ہووے تو اس غلام کو خرید لون جب عزیز نے بادشاہ سے جا کر کہا اور بادشاہ
نے اسکی التماس سنی اجازت دی کہ خرید لے اور روضۃ الصفا مین تفسیر آیہ ولما بلغ اشدہ آتیناہ حکما وعلما وکذلک
نجزی المحسنین یہ لکھے ہے اور جب پہونچا جوانی اپنی کو دیا ہمنے اسکو حکم اور علم اور اسیطرح جزا دیتے ہین ہم احسان کرنیوالونکو
علماء تفسیر کو معانی اشدہ مین اختلاف ہے قتادہ اور مجاہد کہتے ہین کہ مراد اس لفظ سے تینتیس برس کی عمر ہے کہ نہایت
سن نمو ہے اور پھر چالیس برس تک کہ سن وقوف ہے اور ایک طائفہ نے بحالت علم تعبیر کیا ہے اور ضحاک کہتا ہے بیس کی
عمر کی طرف اشارہ ہے مگر اتفاق جمہور حکما اسپر ہے کہ انتہای سن نمو قریب بائیس برس اور بعد اسکے تا پینتیس برس
سن وقوف کہ اسکو سن شباب اور عالم جوانی کہتے ہین اور اسکے بعد تا ساٹھ برس سن کہولت کہ نہایت مین جسکو ادھیڑ
کہتے ہین اور اس عمر مین انحطاط خفی قوای بدن انسانی مین ہوتا ہے اور اسکی سن شیخوخت کہ بڑھاپا ہے مراد ہے اور اس
وقت مین انحطاط نمایان ظاہر و باطن مین ہوتا ہے اور انتہا اس سن کی تا آخر عمر ہے اور مشہور تو یہ ہے کہ

اسطرح پر ہیکہ حضرت یوسف بآوان قصد اخوان سترہ برس کے تھے اور جب ایکسال اُس حادثہ نازلہ پر منقضی ہوا حضرت
قادر توانا نے اُنکو بمزید الطاف بیغایت اور اعطاے نہایت سرفراز فرمایا اور ضمیر منیر اور خاطر خطیر اُنکی کو مجمع ہر
اسرار علم و حکمت اور زواہر انوار دانش و معرفت مزین گردانا اور اس تقدیر پر مراد کلمات شدہ سے آیہ کریمہ مین سترہ
برس کا سن ہوگا اور بعلی اختلاف الروایات جب زلیخا عزیزہ مصر سے بمراعات اور مراقبت احوال یوسف ماموم ہوئی
بنابر آرایش قامت طوبی امثال اُسکے کے شرحامہ گرانبہا ملون بالوان مختلفہ قطعہ کیے اور اکلیل مرصع کہ سزاوار
فرق بادشاہان گردن فراز ہو ترتیب کیا اور ایک گلوبند طلاے احمر مرصع بجواہر ثمین گردن نازنین مین ڈالا غرض
جتنا کہ نظر خلائق مین آراستہ کرتی تھی مشاطہ عشق اُسکے حسن کو دل زلیخا مین جلوہ دیتی تھی اور ہرچند کہ جمال
یوسف ترقی کرتا تھا دل حزین زلیخا کا شیدا تر ہوتا تھا اور ہر وقت ہمت زلیخا اس امر پر مصروف تھی کہ وہ شکر
ہو رقصور و محل مین محصور ہووے اور پیوستہ خاطر یوسف راغب ساتھ اسکے تھی کہ صحرا مین طواف کرین
تا اپنے پدر مہربان ساکن بیت الاحزان کی خبر پاوین ہرگاہ کہ زلیخا نے یوسف کو بسیر و گلگشت صحرا و گلزار
مائل پایا ایک فوج بندگان خاص کی انکی ملازمت مین مخصوص کی تا ہر وقت کہ وہ شہسوار ارادہ کرے ہمرکاب
رہین اور ایک طرفۃ العین شرائط خدمت سے غافل ہووین پس ہرگاہ کہ یوسف بسیر صحرا جاتے تھے
ملازمان زلیخا ہمرکاب رہتے تھے اور حضرت سر راہ کنعان پر آتے اور باد شمال سے مخاطب ہوکر حکایت اشتیاق
اور حدیث افتراق بصد طومار و ہزار دفتر درمیان مین لاتے قطعہ یہی پیغام اُنسے جاکے کہنا ٭ گر صبا کوی یار
مین گذرے ٭ کون سی رات آن ملیگا ٭ دن بہت انتظار مین گذرے ٭ قطعہ گر بیایم زندہ بدوزیم ٭ دامنے
کز فراق چاک شدہ ٭ ور بمیریم عذر ما بپذیر ٭ ای بسا آرزو کہ خاک شدہ ٭ راوی کہتا ہے کہ ایک روز بعادت معہود
راہ کنعان پر چشم براہ تھے کہ ناگاہ ایک شتر سوار آتے دیکھا پوچھا کہ کہاں سے آتا ہے کہا کنعان سے کہا کس
ناحیہ سے کہا اردن یوسف نے پوچھا کس مرعی سے جواب دیا کہ چراگاہ آل یعقوب سے یوسف نے جب نام
یعقوب سنا دیر تک بیہوش رہے پھر اٹھکر خاک پر گر پڑے وہ اعرابی اونٹ پر سے اترا اور حضرت کے سر کو
اپنی گود مین رکھا اور اتنا توقف کیا کہ حضرت ہوشیار ہوے پھر اسوقت صدیق نے دریافت فرمایا کہا کہ
صاحب الناقہ اسرائیل اللہ کو پہچانتا ہے کہا ہان فرمایا کہ اپنی آنکھون سے تو نے دیکھا ہے کہا ہان
وہ ثمر شجرہ اسحق اور میوہ باغ ابراہیم علیہ السلام ہے کہا اُسکو تو کیونکر چھوڑ آیا ہے کہا سوزان و گریان
غریق بحر بے پایان ہجران صدیق زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگے اور کہا یا لیت راحیل لم تلدنی
اے کاش راحیل نہ جنتی مجکو پھر فرمایا تجسے ہو سکتا ہے کہ پیغام مجھ چشیدہ زہر فراق
اُس پیر محنت کشیدہ کو پہونچاوے اعرابی نے کہا بچشم حضرت یوسف نے کہا شرط سفارت
یہ ہے کہ جب زمین کنعان مین پہونچے حوالی منازل یعقوب مین اُترے اور اتنا صبر کرے کہ ایک
پہر رات آجاوے اور غوغا اور ہنگامہ اہل دنیا کا کم ہووے اور یعقوب بھی اپنے ورد وظائف سے فارغ ہووے

اوس وقت اسکے صومعہ مین جاکر حدیث تمادی ایام فراق اور حکایت توالی لیالی اشتیاق معرض بیان
لاکر کہا اَیُّهَا الْمَسْمُوْمُ الْاَبْیَتُ هٰذِهٖ رِسَالَةٌ وَلِكَ الْمَظْلُوْمُ الْکَئِیْبُ هٰذِهٖ رِسَالَةٌ مِّنْ مَّمْلُوْکِكَ
الغریب لے اعرابی مجھکو دیکھ لے اور میرا حلیہ صفحۂ ضمیر پر ثبت کرلے اور جو کچھ تونے دیکھا ہے اور سنا ہے بعینہ
یعقوبؑ تک پہونچا اور میرے والد بزرگوار کو میرے حال سے آگاہ کر اعرابی اپنی مہم کو سرانجام دیکر مصر سے
باہر گیا اور بعد قطع مراحل منازل آل یعقوب مین پہونچا اور اتنا توقف کیا کہ پہر رات گذری پھر بیت
الاحزان یعقوب مین جاکر پیغام یوسف پہونچایا حضرت یعقوب اپنے کلبۂ احزان سے باہر آئے اور کہا لَبَّیْكَ
لَبَّیْكَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ مِنْ اَیْنَ قَدِمْتَ اور دیر تک بیہوش رہے جب افاقہ ہوا اعرابی سے حق القدوم اور
مزد سفارت مین اجازت چاہی حضرت یعقوب نے دست نیاز اٹھاکر کہا اَلْبَسَكَ اللّٰہُ لِبَاسَ الْعَافِیَةِ
وَجَعَلَكَ مِنْ رُّفَقَائِیْ فِی الْجَنَّةِ پھر حضرت یعقوب نے چاہا کہ اس سر کو افشا کرین جبرئیل امین نازل ہوے
اور کہا اجازت رب العزت نہین کہ تم بعد ذکر یوسف زبان پر آؤ اور یہ راز پنہان مکشوف ہووے
حضرت یعقوبؑ نے فرمان سیاست آمیز سنکر زبان سخن کام خاموشی مین کھینچے۔ اور مہر سکوت اپنی لب حق
گو پر رکھکر ارادہ مصمم کیا کہ بعد ازین بساط حدیث یوسفؑ طے فرمادین اور اس گنج شادی کو گنج دل مین
پوشیدہ رکھین مگر ایک دن کہ کچھ غنودگی آگئی تھی یوسفؑ کو خواب مین دیکھا گمان کیا کہ نسیم جنبش
وصال چلی اور شب تیرہ ہجران نے روئے آفتاب مین کھینچا اور شعاع آفتاب خاطر خطیر انکی نے بخیال جمال یوسف
آرام پایا جب خواب سے آنکھ کھلی اس قرۃ العین کو نہ پایا فریاد یا اسفاہ بلند کی اور یوسف کو پکارا
اسی وقت عقل دور اندیش نے خبردار کیا کہ بہ فرمان ربانی یوسفؑ کا نام کیون لیا حضرت نے کفارہ
فراموش کاری مین مشت خاک سے بنا بر عذر خواہی وہان گوہر افشان کو آلودہ کیا اور فی الحال جبرئیل
پہونچے اور پیغام پہونچایا کہ باری تعالی فرماتا ہے کہ بنا بر اس حرکت کے کہ میرے فرمان پر تونے رکھی قسم ہے
اپنی عزت اور جلال کی کہ اگر یوسف مرگیا ہوتا تو مین اسکو دوبارہ زندہ کردیتا کہ آنکھین تیری اسکے شمع جمال
سے روشن اور کلبۂ احزان تیرا اسکے قامت طوبی مثال سے گلشن ہوتا حضرت یعقوبؑ نے کہ مژدہ وصال ونوید
جمال پسر مفقود الخبر اور معدوم الاثر کا سنا سجدہ کیا اور مراسم شکرگذاری قیام فرمایا اور پیوستہ اپنے فرزند کی فراق
مین روزگار تلخ بامید وصال موعود بلیت ولعل گزارنے لگے القصہ سات برس اسی طرح گذرے اور اس مدت مین حضرت
یوسفؑ نے بہت سی لونڈیون کو زلیخا کی مسلمان کیا اور آپنے بپاس خاطر اور رضاجوئی انکے اس امر کو گوارہ
کیا ولیکن جتنا کہ وہ انکی صحبت کی راغب تھی اتنی ہی وہ نفرت کرتے تھے حتی کہ اس عرصہ دراز مین ایک مرتبہ بھی
انھون نے نظر التفات سے اسکو نہ دیکھا اور ہمیشہ گریزان رہے۔ اور جبکہ زلیخا اپنی دایہ کے آگے گلہ کیا کرتی اور کہا
کرتی کہ یہ میری طرف التفات نہین کرتا اور اصلا میری جانب نظر نہین ڈالتا اور آخر دایہ کو حضرت یوسفؑ کے
پاس بھیجتی تھی اور یہ وہان جاکر سخنان نصیحت کیا کرتی تھی لیکن ہرگز کوئی بات اسکی قبول نہین ہوتی تھی

بلکہ حضرت در جواب کہ دیتے تھے کہ زلیخا سے کہہ دینا کہ ایسا اپنے دل میں خیال نہ رکھے کہ میں فرمان خدا سے باہر نہیں ہونے کا اگرچہ میں غلام زرخرید ہوں لیکن چونکہ عزیز نے مجھکو فرزندی میں لیا ہے اور اپنے گھر میں امین جانکر رکھا ہے میں اُسکے گھر میں کیونکر خیانت کروں اس سبب سے معذور ہوں جب زلیخا کی طاقت طاق ہوئی دایہ کے خیال میں ایک تدبیر آئی اور زلیخا سے کہا کہ اگر ایک مکان دلربا کہ اُسمیں ہر جگہ تیری اور یوسفؑ کی صورت باہم منقش کھینچی ہوئی ہووے بنوا اور وہاں میں یوسفؑ کو لاؤں جب وہ تیری صورت اپنی صورت کے ساتھ ہم آغوش دیکھے شاید کہ اُسکا دل تیری طرف مائل ہووے اور بآسانی تجکو اُسکا وصال حاصل ہو چنانچہ بمصلحت دایہ ایک نیا سے دلکش بنوائی کہ فرش اُسمیں سنگ مرمر کا تھا اور در و دیوار اُسکے صندل اور عاج اور آبنوس کے تھے اور اُسمیں سات خانے جیسے سات درجے تھے اور اور ساتوں درجوں میں جا بجا ستون سونے کے مرصع لگائے تھے اور تمثال جانوران زیبا نہر نقش تھیں اور صحن پانزدہ کرسی زرین کرسیاں اور پر اُسکے مرصع جواہر اور رنگین اور اُسمیں ایک درخت کہ تنہ اُسکا چاندی کا اور شاخیں سونے کی اور پتے فیروزے کے اور ہر شاخ پر جانور بیٹھا ہوا کہ بال اُسکے زمرد کے اور چونچ اُنکی لعل کی اور ہر جگہ شکل یوسفؑ اور زلیخا کی ہم آغوش کھینچی ہوئی جب یہ مکان تیار ہوا زلیخا نے اُسکو دیکھا اور مہر یوسفؑ نے اُسکے دل میں از سر نو جوش کیا پھر اپنے تئیں آراستہ کرکے اور حضرت یوسفؑ کو بلا کر اور ہاتھ اُنکا پکڑ کر بصد افسوس خانہ اول میں لے گئی اور اُسکے دروازے کو قفل دیدیا اور ہر چند باتوں سے فریفتہ کیا اصلا راضی نہ دیکھا پھر دوسرے خانہ میں لے گئی اور اُسکے دروازے کو بھی مقفل کیا تا آنکہ ساتوں خانہ میں لائی اور ہر خانہ میں قفل دیدیا چونکہ حضرت یوسفؑ اپنا سر جھکائے ہوئے تھے اور اُسکی طرف نہ دیکھتے تھے اتفاقاً حضرت یوسفؑ کی فرش پر نظر پڑی اپنی صورت اُسکی صورت کے ساتھ ہم آغوش کھینچی وہاں سے نظر پھیر کر اوپر دیکھا وہاں بھی اسی طرح مشاہدہ کیا پھر داہنے اور بائیں طرف اسی طرح ہم آغوش آپکو پایا پھر ناچار ہو کر بے اختیار زلیخا کی طرف دیکھا اُسکے حسن و جمال پر حیران ہوئے زلیخا نے کہا اگر ایکبار مجھ دل افگار کی طرف دیکھو اور میرے اوپر رحم کرو اور مجھ ناکام کو با کام لاؤ تو کیا ہو جاویگا حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا مجھکو دو چیز کا ملاحظہ ہے ایک عذاب خدا سے اور دوسرے قہر عزیز سے کہا جو کچھ کہ میرے پاس خزینہ اور دفینہ ہے صدقے میں دیدونگی کہ اُس سے تیرے گناہ کی تلافی ہو جاویگی اور عزیز کو ایسا شربت پلا دونگی کہ قیامت تک بستر خواب سے نہیں اُٹھنے کا غرض اسی طرح حضرت یوسفؑ کو فریفتہ کرتی تھی اور یہ اُسکی باتوں کو رد کرتے تھے تا آنکہ زلیخا نے خنجر کھینچا اور کہا اگر تو میری کام روائی نہیں کرنے کا تو میں اپنے تئیں اس خنجر سے مار ڈالونگی اور جب عزیز مجھکو تیرے آگے مرا ہوا دیکھیگا تو تجکو مار ڈالیگا حضرت یوسفؑ نے کہا اے زلیخا مجھسے یہ ہرگز نہیں ہونے کا اُسکو تاثیر نہوئی اور حضرت یوسفؑ کو بھی وسوسہ خاطر میں پہونچا کہ

کہ اس سے انکی عصمت نہ رہی ولیکن انتظار تھا کہ دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے تا آنکہ عنایت
ربانی دستگیر ہوئی قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ
ارباب تالیف سے درباب قصد اور سبب توقف مطلوب زلیخا کے کہ وہ بسبب برہان ربانی
اور تجلیات جمالی تھا کئی قول منقول ہیں ایک جماعت کہتی ہے کہ درمیان یوسف اور زلیخا کے ایک
ہاتھ پیدا ہوا کہ اسکی ہتھیلی پر تین سطرین عربی لکھی تھیں سطر اول وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ
اِلَى اللّٰهِ اور دوسری سطر وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاۤءَ سَبِيْلًا اور تیسری
سطر وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ اور بحر المواج میں لکھا ہے بعضے کہتے ہیں ناگاہ حضرت
جبرئیل بصورت یعقوب ظاہر ہوئے اور انگلی دانتوں میں رکھکر کہا کہ یعقوب نزدیک خدا کے اراد زنا
نہایت معیوب ہے اور بعضے کہتے ہیں اسرافیل تھے اور انھوں نے کہا اِسْمُكَ مَكْتُوْبٌ فِي الْاَنْبِيَاۤءِ
مَدَا اَنْتَ تَعْمَلُ عَمَلَ السُّفَهَاۤءِ یعنی نام تیرا دفتر انبیا میں ہے اور جو عمل کہ تو کرنا چاہتا ہے عمل بیہودون
کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس مکان میں ایک لڑکا شش ماہہ یا چہار ماہہ گہوارہ میں تھا کہ وہ فلا
زادہ عزیز کا تھا اُسنے آواز دی کہ اے یوسف یہ عمل تجھکو سزاوار نہین ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت
یوسف کو چھت پر لکھا ہوا نظر آیا وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى یعنی زنا کے نزدیک نہو اس ممانعت کی سبب
سے پیچھے ہٹ رہے اور بعضے کہتے ہیں جو دیوار کہ حضرت یوسف کے برابر میں تھی اُسپر نقش
دیکھا وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاۤءَ سَبِيْلًا یعنی اور مت نزدیک جاؤ زنا کے تحقیق
وہ ہے بیحیائی اور بُری راہ ہے جب دوسری دیوار کیطرف دیکھا اُسپر آیت وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ
كِرَامًا كَاتِبِيْنَ اور یہ لکھا ہے یعنی تمھاری کردار اور گفتار پر فرشتے نگہبان ہیں مشاہدہ کیا پھر اور تیسری
دیوار پر ملاحظہ کیا وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ یعنی ڈرو اُس دن کے عتاب سے کہ رجوع کرو
گے تم اُس دن میں طرف خدا تعالیٰ کے مرقوم دیکھا اور جب نظر چوتھی دیوار پر پڑی نقش يَعْلَمُ خَاۤىِٕنَةَ
الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ یعنی جانتا ہے خدا تعالیٰ خیانت چشم اور جو کچھ کہ پوشیدہ کیا ہے سینون
تمھارے میں یعنی ضمائر اور سرائر سب جانتا ہے معاینہ کیا اور جب سر نیچے جھکایا تو اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ
وَاَرٰى یعنی بدرستیکہ میں تمھارے ساتھ ہوں اور دیکھتا ہوں مرقوم زمین پر پایا اور جب پھر اوپر دیکھا
تو خدا تعالیٰ نے صورت حضرت یعقوبؑ اور بقول بعضے صورت عزیز پہچاننے کے واسطے اشارہ کرتی
ہوئی انکی نظر میں لایا اور بعضے کہتے ہیں کہ زلیخا نے جب انکو راغب پایا تو جلد اُٹھکر پردہ طاق زرنگار
کہ اس عمارت کے ایک گوشہ میں تھا چھوڑ دیا حضرت یوسف نے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے کہ مجھسے تو نے
چھپائی زلیخا نے کہا اگلی ایک بت ہے کہ تمام بدن اسکا سونے کا ہے اور آنکھیں گوہر کی اور اندر اُسکے
مشک اذفر بھرا ہے اُسکو جب سے پیدا ہوئی ہو پوجتی ہوں اب یہ پردہ اُسکے اوپر ڈال دیا ہے کہ مجھے جو بیگی

تو دیکھتا ہے پر نہ دیکھے حضرت یوسف نے کہا کہ تو اس بت سے جس او رنہ حس ادراک سے شرمناک ہے مین تجھسے
زیادہ سزاوار ہون کہ اپنے خدائے دانائے نہان و آشکارا سے شرم کرون کیا خوب تو اس پتھر سے شرمناک
ہووے اور مجھکو ایزد پاک سے شرم نہ آوے اور لکھنے کہتے ہین کہ حضرت یوسف نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ
کہتا ہے ای یوسف اگر تو یہ کام کریگا تو تیرا رتبہ نبوت کا تنزل ہو جاویگا۔ بہرتقدیر حضرت یوسف ابعد اس
تنبیہات نمایان اور ہدایات فراوان بالہام ربانی باہر کی طرف متوجہ ہوئے جس دروازہ پر کہ پہونچتے تھے
خود بخود وہ دروازہ اور قفل کھلجاتا تھا اور زلیخا پیچھے پیچھے دوڑتی تھی اور گرپڑتی تھی لیکن آپ کا پیچھا
نہ چھوڑتی تھی تا آنکہ دروازہ آخر پر حضرت یوسف آگئے اور انکا دامن پکڑ لیا مگر حضرت یوسف کو دکرا ادہر چاہا
کہ اس دروازہ مین سے بھی باہر ہوے لیکن دامن پیچھے سے پھٹ گیا جب باہر آئے تو عزیز نے حضرت یوسف
آشفتہ اور پریشان حال دیکھا پوچھا کیا حال ہے حضرت یوسف نے ازروے حسن ادب کچھ ایسا جواب
دیا کہ آئین افشائے راز ہوا عزیز ازسر جہل تھا اس پری چہرہ کا ہاتھ پکڑ کر گھر مین لیگیا جب زلیخا نے انکو دیکھا
اسکے خیال مین آیا کہ یوسف نے میرا احوال بالیقین کہدیا ہوگا عزیز سے کہا یہ غلام کہ جسکو تونے نازونعم
کے ساتھ پرورش کیا ہے مین سوتی تھی کہ میرے یہ سرہانے آیا اس خیال مین کہ مین اس سے آگاہ نہون
اور یہ اپنا مطلب مجھسے حاصل کرے جب اسنے مجھپر ہاتھ دراز کیا مین جاگ اوٹھی تو یہ ہراسان
ہوکر بھاگا اور مین اسکے پیچھے دوڑی کہ اسکو پکڑلون یہ میرے ہاتھ سے نکل گیا اور اوسکا دامن
میرے ہاتھ مین آگیا قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کہا زلیخا نے
کیا سزا ہے اسکی جو ارادہ کرے ساتھ جورو تیری کے برائی کا مگر یہ کہ قید کیا جاوے یا عذاب دردناک
چکھایا جاوے عزیز نے حضرت یوسف سے کہا کہ عوض میری پرورش اور رعایت کا یہی تھا
کہ خیانت میرے ناموس کی تجھسے ہووے حضرت یوسف نے کہا اے عزیز زلیخا میرے اوپر فریفتہ
ہے مجھکو زبردستی آپ لیگئی تھی مین وہان اسکے پاس سے بھاگا اور یہ میرے پیچھے دوڑی اور
میرا دامن پھاڑ ڈالا۔ عزیز نے اپنے دل مین خیال کیا کہ جب سے یہ غلام میرے گھر مین ہے ہرگز
اس سے کوئی خیانت نہ دیکھی اور دروغ اسکے منہ سے نہ سنا حیران ہوکر یہی کہا اے یوسف
اس اپنے دعوے پر کوئی گواہ رکھتا ہے حضرت یوسف نے جھولے کی طرف اشارہ کیا
عزیز نے کہا یہ چار مہینے کا لڑکا کیا کہ سکیگا حضرت یوسف نے کہا اللہ تعالے قدرت
رکھتا ہے کہ اسکو گویائی عطا فرماوے اور یہ باتین کرنے لگے اور میرے کلام صداقت
نظام کی تصدیق کرے سبعین مین لکھا ہے کہ عزیز نے اس لڑکے سے پوچھا
کہ تو نے کیا دیکھا ہے بتا مجھے بقدرت ربانی وہ لڑکا گویا ہوا اور کہا یوسف
سچ کہتا ہے اور تفسیر معالم اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ وہ لڑکا خالہ زادہ زلیخا کا تھا

اور بعضے کہتے ہیں اُسکے چچا کا بیٹا تھا اور بحر المواج میں ہے کہ بعضی کہتے ہیں کہ زلیخا بھی خالہ کا بیٹا تھا اور
دانا تھا کہ گفتار اور کردار اُسکے معتبر علیہ تھے کہ بادشاہ اور عزیز مصر اپنے کاموں میں اُسکی طرف رجوع
کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں ایک مرد تھا کہ عزیز کے پاس ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک
صغیر تھا کہ کلام کرنے سے عاجز تھا بطریق خارق عادت زبان اُسکی کھلی اور پاکی حضرت یوسف علیہ
السلام پر گواہی دی اور بعضے کہتے ہیں ایک مخلوق تھی نہ انسی جنی خدا نے اُسکو پیدا کیا تھا
کہ تا بد جائے حضرت یوسف علیہ السلام پر گواہی دیوے بہرحال جو کوئی تھا اُسی گھر میں کا تھا کہ اُسنے
گواہی دی جیسا کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ
فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ
الصَّادِقِينَ ۝ فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ ۝ یعنی
اور گواہی دی گواہ نے اہل اُسکی سے اگر ہے کرتا اُسکا پھٹا ہوا آگے سے پس سچ بولی ہے عورت اور
مرد جھوٹوں سے ہے اور اگر ہے کرتا اُسکا پھٹا ہوا پیچھے سے جھوٹی ہے عورت اور وہ ہے سچوں
سے پس جب دیکھا کرتا اُسکا پھٹا ہوا پیچھے سے کہا تحقیق یہ مکر تمہارا ہے تحقیق مکر تمہارا بڑا
ہے۔ الغرض عزیز نے اُس سے پوچھا تو کیا کہتا ہے وہ گویا ہوا اور کہا دیکھو اگر پیراہن یوسف کا
آگے سے پھٹا ہوا ہے تو زلیخا سچی ہے جب عزیز نے اُس سے یہ بات سنی اور پیراہن کو دیکھا
معلوم ہوا کہ پیچھے پھٹا ہوا ہے زلیخا کی طرف دیکھکر کہا یہ سب تیرے مکر و فریب ہیں پھر ارادہ
کیا کہ زلیخا کو مار ڈالے اور حضرت یوسف کو قید خانہ میں بھیجدے اُس لڑکے نے کہا اے عزیز
اگر ایسا کریگا تو رسوا اور خراب ہوگا یہ سنکر عزیز نے کہا اے یوسف اس امر کو پوشیدہ رکھ اور
کسی سے ظاہر نہ کر اور اے زلیخا تو اس فعل سے استغفار کر اور کہتے ہیں کہ یہ سخن بعد تین دن زلیخا
کے سب میں مشہور ہوا اور زبان زد خلائق ہوا اور مصر کی عورتیں زلیخا کو طعنہ دینے اور عیب رکھنے
لگیں کہ عجب گمراہی اُسنے اختیار کی اور کمال نالائق ہے کہ اپنے غلام پر عاشق ہوئی ہے اور ڈالتی ہے
زنان اسپر کہ وہ گریزاں ہے جب زلیخا نے سنا کہ عورتیں مجکو ملامت کرتی ہیں اُسنے دعوت کی اور
اپنے گھر میں بلایا اور ہر ایک کو جدا جدا کرسیوں پر بٹھایا اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک ترنج یا لیمو
اور ایک ایک چھری دی اور کہا جب میں اسکو لاؤں اور تم اسکو دیکھو اور اپنے اپنے ترنج
کو کاٹنا پھر زلیخا حضرت یوسف کو آراستہ کر کے اُنکے آگے لائی اُنکو دیکھتے ہی سب بیہوش
ہوگئیں اور ترنج کی جگہ اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور حیران رہیں جب حضرت
یوسف چلے گئے تو یہ ہوش میں آئیں کہا یہ بشر نہیں ہے بلکہ فرشتہ ہے زلیخا نے کہا
یہ ہے کہ جس کے عشق میں تم مجکو ملامت کرتی تھیں کیا سبب اُسکے عشق کے تو سزاوار ملامت

نہیں ہے بلکہ اس نظر سے کہ ایسا نازنین کہ تیرے گھر میں ہے اور تو بھی حسن و خوبروئی رکھتی ہے اور اسپر
بھی تو نے اتنی مدت میں اسکو اپنا فریفتہ نہ کیا البتہ لائق طعن و تشنیع ہے زلیخا نے کہا میں نے بہت سی
کوشش کی لیکن یہ میری طرف ہرگز التفات نہیں کرتا اور میرے ساتھ مشغول نہیں ہوتا اب میں
تنگ آئی ہوں اگر میں بعد ازین مجھے ناکام رکھیگا تو میں اسکو ضرور قید خانے میں بھیجدونگی ان عورتوں
نے کہا پھر اسکو ہمارے پاس بلا کہ ہم اسکو نصیحت کریں شاید ہمارے کہنے سے تیری فرمانبرداری کرے
اور غرض انکی اس کہنے سے یہ تھی کہ پھر اُس سرو ناز کا نظارہ کریں زلیخا نے پھر حضرت یوسفؑ کو طلب
کیا ان عورتوں نے حضرت یوسفؑ کو اپنے پاس بٹھایا اور ملامت کی اور کہا تو کس واسطے زلیخا کا
کہنا نہیں مانتا تو اسکے ساتھ موافقت نہیں کرے گا اور اُسکا کہنا نہیں مانے گا تو وہ تجھکو قید
خانے میں بھیجدیگی کہ وہ ایک گھر ہے تیرہ و تنگ کہ بھاگتے ہیں آدمی اس سے نہ فرسنگ
اور اگر تیری طبیعت راغب اسکی طرف نہیں ہوتی تو ہمارے ساتھ ہمراز اور دمساز ہو کہ ہم بھی
خوبصورتی اور حسن میں ماہ منیر اور رشک نظیر ہیں جب حضرت یوسفؑ نے اُنسے یہ باتیں سنیں دست
مناجات اُٹھایا اور کہا کہ خداوندا قید خانہ مجھکو دوست تر ہے صحبت ان مکاروں سے خداتعالیٰ
نے دعا اُنکی قبول فرمائی ۔ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ عورتیں حضرت یوسفؑ سے بالکل نا امید
ہوئیں زلیخا سے کہا بہتر اور صلاح نیک یہی ہے کہ اسکو چند روز زندان میں رکھ شاید یہ تکلیف
زندان پر دلآرام تیرا رام ہووے چنانچہ زلیخا نے عزیز سے کہا میں اس غلام سے بدنام ہوئی ہوں
اور طبیعت میری اسکی خدمت سے کراہیت کرتی ہے بہتر اور مناسب یون ہے کہ اسکو چندے قید کرو تا لوگ
گمان کریں کہ کچھ گناہ اس سے ہوا ہے اور میں آدمیوں کی ملاقات سے رہائی پاؤں عزیز نے یہ
بات قبول کی اور حضرت یوسفؑ کو قید خانے میں بھیجدیا جب قیدیوں نے اُنکو دیکھا خوشیاں
کیں اور تمام زندان مثل گلبرگ خندان ہو کر گلستان بنگیا اور زلیخا نے اُس شاہ خوبان کیواسطے
زندانیوں سے الگ ایک مکان جداگانہ مقرر کروایا اور ایک تخت مرصع اور فرش زیبا اور ملبوس زیبا
کہ اُس میں بھجوایا اور معطر کروایا حضرت یوسفؑ وہاں ہمیشہ برسم عادت عبادت میں مشغول
رہتے تھے اور زلیخا ہر روز اُنکے واسطے کھانے اور نعمتیں لونڈیوں محرم کے ہاتھ بھیجتی تھی اور
ہمیشہ رویا کرتی تھی اور اپنے کیے سے پشیمان تھی اور آپ راتوں کو پنہان اُس زندان پر جاتی
تھی اور دور سے حضرت یوسفؑ کو دیکھ آتی تھی اور دن کو اپنے کوٹھے پر سے در و دیوار قید
خانہ کو ملاحظہ کر کر اپنے دل مضطر کو تسلی دیتی تھی اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ملک ریان
کے دو غلام تھے ایک ساقی اور دوسرا طباخ باخبار بادشاہ کو بعد نظربندی حضرت
یوسفؑ کے ان دونوں پر ایسا گمان ہوا کہ اُنھوں نے مجھکو زہر دیا ہے حکم کیا کہ انکو قید خانہ میں رکھو

اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ اصل اس واقعہ کی اس طرح پر ہے کہ بادشاہ روم نے ایک سفیر ملک مصر
میں بھیجا اور زر خطیر اور کچھ زہر ہلاہل اسکے ہمراہ کر دیا تھا تاکہ بخواص بادشاہ اُس پر فریفتہ ہو کر کسی
طرح سے شاہ مصر کو زہر کھلا کر مار ڈالے سفیر بادشاہ روم نے ابتدا از تاکید قواعد صحبت و محبت خوان
سالار اور شرابدار بادشاہ سے صورت واقعہ بیان کی شرابدار نے اس امر میں انکار کیا اور خوان
سالار نے بطمع کثرت زر و جواہر صواب سے منحرف ہو کر اس امر کو قبول کیا اور یہ خبر بادشاہ کو پہونچی
کہ ایک ان دو شخصوں میں سے ایسا ارادہ رکھتا ہے لیکن تحقیق نہوا تھا کہ کونسا مرتکب اس امر خطیر کا ہوگا
بعد بنا برین حکم دیا کہ دونوں کو قید خانہ میں لیجاویں تا صالح طالح سے اور طیب خبیث سے
ممتاز ہو جاوے اور بعضے مورخ لکھتے ہیں کہ بواسطہ ظلم اور ستم بادشاہ کے اعیان اور ارکان مملکت
اسکی ملک کی تدبیر کی تھی اور آبدار اور طباخ دونوں نے اس خدمت کو بنا بر طمع دنیا قبول کیا تھا انہوں
نے باہمدگر مشورہ کیا کہ اس زہر کو کس وقت اور کیونکر کام میں لاویں بعد قرار داد کے اور تصمیم عزیمت
جب دوسرے دن کہ مجلس سلطانی منعقد ہوئی اور مجموع ادوات ضروری فردی مرتب ہوئے ساقی
کہ ہر دو جہان میں اور خرد و دان تھا با مروت و تجربہ کار بشرائط احتیاط ملحوظ رکھکر جب اس محفل میں دور جام
گردش میں آیا قدح شراب کو آلائش زہر سے بچا کر شراب صافی بسان آب زندگانی جام عیش بادشاہ
میں ڈالی اور بادشاہ نے چاہا کہ کاسہ کو ساقی کے ہاتھ سے لیکر نوش کرے طباخ نے فریاد کی ایہا
الملک زنہار یہ جام اس نافرجام کے ہاتھ سے نہ لینا کہ یہ جام جان گزا ہے نہ طرب افزای بادشاہ نے
وہ قدح نہ پیا اور اسی کے ہاتھ میں دیکر کہا کہ تو پی لے ساقی سارا جام پی گیا اور اسکو کچھ گزند نہ پہونچا
پھر ساقی نے کہا ای بادشاہ میری برات ساحت نظر عافیت سلطانی میں روشن ہوئی اب میں عرض
کرتا ہوں کہ طباخ کہ خاصہ خاص حاضر لایا ہے ارشاد ہو کہ یہ آپہی سے کھاوے تا امین اور خائن میں امتیاز
حاصل ہووے جب خوان سالار ساتھ کھانے طعام کے مامور ہوا اُسنے انکار کیا۔ بادشاہ کو معلوم ہوا
کہ یہ طعام زہر آلود ہے لاجرم صولت بادشاہی یعنی صورت غضب فرمانروائی ریان بن الولید مقتضی
اس امر کی ہوئی کہ معصوم اور مجرم دونوں کو قید کرے کس واسطے کہ اگر طباخ نے جو کہا تھا صرف
از روے اتہام ہوتا تو اُسکے امتحان کو اسی وقت کیوں عرض کرتا اور ساقی اگر واقف آمیزش
زہر سے طعام میں ہوتا تو کیوں باعث طباخ کے کھانے کا ہوتا مگر یہ کہ کچھ پہلے سازش آپس میں کی تھی
اور اسوقت کسی مصلحت کے باعث یا بسبب میری بقاے زندگانی کے اون میں نفاق غرض
اشتباہ سے دونوں کو اسی وقت زندان خانہ میں بھیجدیا اور زندان بان نے انکو بسبب مقرب بادشاہی
جانکر اُس جگہ میں کہ حضرت یوسف علیہ السلام تھے انکو رکھا اور حضرت یوسفؑ کا یہ طریقہ تھا
کہ بعد فراغ عبادت ہدایت محبوسوں میں مصروف رہتے تھے لہذا بعضے اُن میں سے

بہ دولت اسلام مشرف ہوئے اور غمخواری احوال قیدیوں میں ہر وقت کوشش کیا کرتے اور
اُنکے خوابوں کی تعبیر دیا کرتے اتفاقاً ان دونوں قیدیوں نے بھی خواب دیکھی کہتے ہیں کہ
ساقی نے خواب دیکھا اور طباخ نے نہیں دیکھا مگر دونوں دیدہ و نادیدہ نے حضرت یوسف کو
امتحان پوچھا ساقی نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک باغ میں ایک تاک ہے اور
اُسمیں تین خوشے انگور کے ہیں اور خاص کاسہ بادشاہ کا میرے ہاتھ میں ہے اور میں اُس
کاسے میں ان انگوروں کا شربت بادشاہ کے پینے کے واسطے نچوڑتا ہوں اور طباخ با خبار نے
کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ باورچیخانہ میں روٹیوں کا دستارخوان اپنے سر پہ لئے ہوئے ہوں
اور جانور آتے ہیں اور اُسمیں سے روٹیاں لے لے جاتے اور کھاتے ہیں خبر دے ہمکو ان دونوں
خوابوں کی تعبیر دل سے کہتے ہیں پہلے ان دونوں کو مسلمان کیا اور کہا ایک کہ تم میں سے بادشاہ
کا ساقی ہے تین دن کے بعد خلاصی پاویگا اور چھوٹ جاویگا اور بادشاہ کو جسطرح پہلے شراب پلاتا
تھا اسی طرح اپنی خدمت پر مامور ہوگا۔ اور دوسرا طباخ ہے اُسکو دار پہ کھینچینگے اور جب ایک
مدت گذر یگی تو جانور اُسکے سر اور کلہ کو کھاوینگے پھر طباخ نے کہا میں نے دروغ کہا ہے اور کچھ
خواب نہیں دیکھا حضرت یوسف نے کہا اسی طرح پہ حکم دیا گیا جسطرح میں نے کہا ہے اُسکے خلاف
نہیں اور ساقی سے کہا جب تو بادشاہ پاس جاوے تو مجھ بیکس کو یاد رکھ کر جتنا تجھسے ہوسکے میرا
احوال عرض کرنا کہ اتنی مدت سے غلام عبرانی محبوس ہے اور فوائد تعلیم اور تلذذ اس جہان سے محروم اور
مایوس شاید کہ مجھکو اس بلا سے رہائی دلوے اور خلاص کرے جب تین دن گذرے بادشاہ نے
آدمی بھیجا کہ طباخ یا خبار کو کہ خیانت اُسکی ثابت ہوئی تھی دار پہ کھینچو اور ساقی کو امانت اُسکی
اثبات کو پہونچی تھی اپنے پہلے منصب پر مامور ہوا لیکن وہ رتبہ قرب شاہ پہ پہونچا اُسی طرح
وہ ساعتہ بادشاہ کو پلایا کیا اور اُسکو شیطان نے احوال حضرت یوسف سے غافل کر دیا اور
بالکل انکا حال ظاہر کرنا بھول گیا اور کئی برس تک اُسکو یاد نہ آیا۔ معالم التنزیل میں حسن بصری
سے نقل ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل قیدخانہ میں آئے اور حضرت یوسف نے اُنکو
پہچانا اور کہا کہ یا اخا المرسلین کیا سبب ہے کہ میں تمکو قیدخانے میں دیکھتا ہوں
حضرت جبرئیل نے کہا یا طاہر الطاہرین حضرت رب العالمین نے تجھکو سلام بھیجا ہے
اور فرمایا ہے کہ شرم تجھکو نہ آئی کہ آدمی کو سبب رہائی جانا اور اپنا شفیع اُسکو گردانا قسم ہے مجھکو
اپنے عزت اور جلال کی کہ میں تجھکو چند سال اور زندان میں رکھونگا حضرت نے کہا اس صورت
میں مجھسے راضی ہے کہا ہاں کہا اب کچھ خوف نہیں۔ پھر حضرت یوسف نے کہا اے جبرئیل
خدا تعالیٰ نے مجھکو رنج اور ذلت غلام ہونے کی دی پھر محنت زندان کی مجھپر کس واسطے

کہا

کہا کہ یا رب میرے نزدیک زندان دوست تر ہے صحبت زنان مکار سے اختیار پروردگار مین کیون نہ چھوڑا اور عافیت مگر زندان اور زندان سے کیون نہ چاہی اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ جبرئیل روانہ بارگاہ کبریائی ہوے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اُنکے پاس آئے کہ قادر مطلق نے پوچھا ہے کہ تمکو کتم عدم سے عرصہ وجود مین کون لایا اور بعد اُسکے محبوب پدر مہربان تمھین کسنے کیا اور پس ازان قعر چاہ تاریک سے کون تمکو نکال لایا اور علم تعبیر خواب کسنے تمھین سکھایا اور قصہ فاسد نسبت زلیخا کے کسنے تیری خاطر سے مٹایا اُنھون نے کہا سب خدا تعالے نے اپنے فضل واحسان سے کیا اور اس بندۂ شرمندہ کو نوازا جبرئیل نے کہا کہ باریتعالے ارشاد کرتا ہے کہ باوصف اقرار چندین عنایات میری کے کیون تم رجوع والتجا اپنے ہمصورت اور ہمجنس سے لائے اسکی مکافات مین دیر تک قید رہوگے پھر اُنھون نے عرض کیا کہ راضی برضاے خدا تعالی ہون پھر کہا اے جبرئیل کچھ تمکو میرے باپ کی خبر ہے کہا بیت الاحزان مین جا کر بیٹھا ہے اور ملنا جلنا آدمیون سے ترک کر دیا ہے اور اندھا ہوگیا ہے اور سواے رونے کے تیرے فراق مین کچھ کام نہین رکھتا حضرت یوسف نے کہا میرے باپ کو کسواسطے میرے فراق مین مبتلا کیا کہ یہانتک اسکی نوبت پہونچی حضرت جبرئیل نے کہا تیری دوستی کے سبب کہ حق تعالے نہین پسند کرتا کہ کوئی سواے اُسکے کسی کو دوست رکھے حضرت یوسف نے کہا کہ اُسکو رنج کے عوض مین کچھ اجر ہوگا کہا ہر روز اُسکو ایک شہید کا ثواب دیتے ہین کہا تو کچھ خوف نہین ہے صاحب کشاف کہتا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا غم واندوہ یعقوبؑ کا دوری یوسف مین کس مرتبہ تھا کہا برابر ستر مادر فرزند مردہ کے یعنے برابر ان ستر ماؤن کے کہ ایک ایک کا فرزند مرگیا ہو پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکو کسقدر مزد دیتے ہین کہا سو شہید کا مزد البتہ کوئی برابر یعقوبؑ کے آتش مفارقت مین چالیس برس تک نہ جلا اور مدارک مین لکھا ہے اسی برس تک فراق اس یگانۂ آفاق سے تا زمان وصال آن فرخندہ خصال حضرت یعقوبؑ کی آنکھ سیلانی گریہ سے خشک نہوئی اور بار ہجر سے اُنکی پیٹھ خم ہوئی

فصل تیسری

بیچ سبب ہونے حضرت یوسف علیہ السلام کے عزیز مصر کا اور رجوع لانا دولت واقبال کا طرف اس حمیدہ خصال کے قولہ تعالے فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ یعنی پس رہا یوسف بیچ قیدخانہ کے کئی برس تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ بعد خلاص ہونے ساقی کے قیدخانے سے سات برس حضرت یوسفؑ زندان مین رہے اور مشہور یون ہے کہ اول سے آخر تک دس یا بارہ برس بھی اور معالم مین لکھا ہے کہ پانچ برس پہلے اوس سے رہے اور سات برس پیچھے اُسکے جب مدت محنت کی بسر ہوئی ملک ریان نے خواب دیکھا اور صبح کو حکیمون اور ندیمون کو طلب کیا وَقَالَ الْمَلِکُ اِنِّیْ اَرٰی

سبع بقرات سمان یاکلهن سبع عجاف وسبع سنبلات خضر واخر یابسات یا ایها الملا
افتونی فی رؤیای ان کنتم للرؤیا تعبرون ۵ یعنے اور کہا بادشاہ نے تحقیق مین دیکھتا ہون سات
بیل موٹے کھائے جاتے ہین انکو سات دبلے اور سات بالیان سبز اور سات سوکھے ای سردار جواب دو
مجکو بیچ خواب میرے کے اگر ہو تم واسطے خواب کی تعبیر کرتے قالوا اضغاث احلام وما نحن بتاویل
الاحلام بعلمین کہا انھون نے یہ ہین خواب پریشان اور نہین ہم ساتھ تعبیر خوابون پریشان کے
جاننے والے اور جو کہ خواب شوریدہ اور محال ہو اسکا فراہم آورندہ وہم و خیال ہوتا ہے ہم ایسے خواب تعبیر
نہین جانتے۔ ساقی کو کہ حاضر الوقت تھا یہ ماجرا سنکر رویا تعبیر صحیح دینے حضرت یوسف کی یاد آئی کہا
اے بادشاہ مین نے اور طباخ نے خواب زندان مین دیکھے تھے اور وہان یوسف نام ایک شخص تھے اسکے آگے
کہے تھے جسطرح اسنے ان خوابون کی تعبیر دی تھی اور کہا تھا اسیطرح ہوا مجکو اسکے پاس بھیجیے تو اس خواب کو
اس سے کہون اور تعبیر پوچھون یقین ہے جو تعبیر کہ وہ دیگا ویسا ہی ظہور مین آئیگا ملک ریان شادمان ہوا
اور اسکو بھیجا جب ساقی حضرت یوسف کے پاس گیا بہت عذرخواہی کی اور کہا الانسان مرکب من الخطاء والنسیان
تمھارے بیان حال مین مجھسے فراموشی ہوئی حضرت یوسف نے فرمایا تیرا کچھ قصور نہین تقدیر خداوند تعالی مین
اسیطرح تھا پھر ساقی نے بادشاہ کا خواب انکے آگے کہا حضرت نے کہا سات گاو فربہ اور سات خوشہ سبز
عبارت سات سال سے ہے کہ جہان مین فراخی ہووے اور مینہ بہت برسے اور کھیتیان خوب پیدا ہون اور وہ سات
گاو لاغر اور سات خوشہ خشک اشارت اور سات برس کیطرف ہے کہ انمین قحط شدید اور تنگی مدید ظاہر ہووے اور آدمی
ہلاکت کو پہنچین۔ ساقی نے خدمت بادشاہ مین آنکر خواب کی تعبیر بیان کی بادشاہ اور تمامی حاضرین بارگاہ حیران
ہوے بادشاہ نے چاہا کہ اپنے کانون سے اسکا بیان سنے زندانیان اور ساقی سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے اور سیرت
اسکی کیسی ہے اور کیا کام کرتا ہے کہا ایک جوان ہے دانا اور خوبرو نیک خو عزیز کا غلام کہ اسکو مالک سے
بقیمت گران خریدا تھا وہ کہتا ہے کہ مجکو بے گناہ زندان مین رکھا ہے اور مین غلام نہین ہون بلکہ حر اور پیغمبرزادہ
ہون میرے بھائیون نے مجھے حسد لیجاکر میرے باپ سے جدا کر بیچ ڈالا ہے اور نماز با نیاز گزارتا ہے اور بندگی خدا تعالی
ہر وقت بجا لاتا ہے اور تسبیح اور تہلیل کہتا ہے اور ہمیشہ راہ فکر و ذکر طے کرتا ہے اور غمخواری قیدیون کی کرتا ہے اور
جو کچھ اسکو زلیخا کے گھر سے آتا ہے محتاجون کو دیتا ہے پھر بادشاہ نے عزیز کو بلایا اور کہا کہ یہ جوان کہ جسکے نشان
دیتے ہین اور اسکی تعریف اور توصیف کرتے ہین اور اسکی اصالت اور نجابت پر دلیلین ظاہر ہین اسکو کسواسطے
قید خانے مین رکھا ہے عزیز نے کہا مین نے اسکو فرزندی مین رکھا تھا اور اس سے کوئی نہ دیکھی تھی لیکن یہ تہمت
خیانت کہ میرے اہل کے ساتھ معلوم ہوئی تھی اسکو نظر بند رکھا ہے لیکن تحقیق ثابت نہین ہوا کہ اس سے کوئی گناہ ہوا
یا نہین بادشاہ نے کہا جاؤ اور اسکو باکرام تمام لے آؤ جب لوگ حضرت یوسف کے پاس گئے کہا مین نہین آتا جب تک بادشاہ
حال مجھ بیگناہ سے آگاہ نہین ہوئیگا اور عزیز خوشنود اور راضی نہوگا اور وہ عورتین جنھون نے زلیخا کے گھر مین دیکھا ہے

اور یہ جاننے کے سبب لیموں اپنے ہاتھ کاٹے ہیں اُنسے میری حقیقت حال سوال نکریگا چنانچہ لوگوں نے بادشاہ کو
عرض کیا کہ اسطرح کہتا ہے بادشاہ نے کہا زلیخا اور اُن عورتوں کو حاضر کرو اور اُنسے تمام حقیقت پوچھو
بموجب طلب بادشاہ کے زلیخا اور اُن عورتوں کو حاضر کیا اور اُنسے حال دریافت کیا سب نے کہا کہ ہم نے یوسف
سے سوا پاکی اور شرمناکی کچھ نہیں دیکھا کہ اسوقت سوا سچ کہنے کے فائدہ نہیں رکھتا ہے اسنے بھی حضرت یوسف
کی پاکی کے ساتھ اقرار کیا اور کہا میں نے اُسکو اپنے وصل کے واسطے بلایا تھا چونکہ اُسنے میرا مطلب قبول نکیا تو
فرط ملامت سے باعث اُسکے قید کے واسطے رفع اپنی بدنامی کے ہوئی بادشاہ نے جب زلیخا اور عورتوں
سے یہ باتیں سنیں حضرت یوسف کے دیکھنے کا زیادہ زیادہ مشتاق ہوا اور کہا حضرت یوسف کو جلد بلاؤ
اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ستر چوبدار ستر گھوڑوں پر سوار آراستہ بلباس مکلف قید خانے میں پہونچے تا تعظیم
تمام حضرت یوسف کو لے آویں اور کہتے ہیں حکم دیا کہ ایوان بادشاہی تا زندان دو رستہ سپاہ آراستہ ہو حضرت
یوسف کی سلامی کے واسطے کھڑی ہووے جب حضرت یوسف نکلیں تمام خاص خاص شہر اُنہیں خلعت پہنکر قافلہ کو روانہ ہووے
تمام سپاہ نے سلامی اُتاری اور جب نزدیک پہونچے تو بادشاہ آپ استقبال کیواسطے آیا اور حضرت یوسف سے بکمال ادب
بغلگیر ہو کر اپنے پہلو میں تخت پر بٹھایا اور بآداب تمام اور باعزاز و اکرام ہمکلام ہوا اور تفسیر بحر المواج اور معالم
التنزیل میں لکھا ہے کہ بادشاہ ستر زبانیں جانتا تھا سب زبانوں میں حضرت یوسف سے کلام کیے اور انہوں نے
بھی انھیں زبانوں میں جواب باصواب دیے اور بادشاہ کمال شگفتہ اور خندان اور شادان و فرحان ہوا اور تفسیر
بحر المواج میں لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف نے چاہا کہ ہجرت کریں اور بادشاہ کے پاس سے باہر آویں تب زبان عبرانی میں دعا کی
بادشاہ اس بات کو نہ جانتا تھا نہ سمجھا کہا یہ کون زبان ہے کہا یہ زبان عبرانی ہے میرے باپ اور دادا کی یعنی ابراہیم اور
یعقوب اور اسحاق اور ابراہیم باہر جانیکے وقت اپنی زبانیں دعا دیا کرتے اور یہ کلام بھی ایک اور زبان میں کیا اُس
زبانکو بھی بادشاہ نجانتا تھا پھر بادشاہ نے پوچھا کہ یہ زبان کون سی ہے کہا یہ زبان عربی ہے اور یہ زبان خلیل علیہ
السلام اور پسر اُنکے اسمعیل پسر خلیل کی ہے اور معالم میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف جب آئے تھے تو بادشاہ کو زبان عربی میں
سلام کرتے تھے اور پھر زبان عبرانی میں دعا دیتے تھے اور وہب کہتا ہے کہ حضرت یوسف اسوقت اگرچہ تیس برس کے
تھے بادشاہ نے اُنسے ستر زبانوں میں کلام کیا اور اُنہوں نے ہر کلام کا اُسی زبان میں جواب دیا اور چند زبانیں
کہ اُنسے زیادہ ہوئیں بادشاہ جلائل فضائل اور جزائل شمائل حضرت یوسف سے متعجب ہوا اور حیران رہا اور
اپنے خواب کی مکرر تعبیر پوچھی اور جواب دلپذیر سنا پھر کہا تدبیر اُن ساتوں سال قحط اور وبال کی کیا
ہے حضرت یوسف نے کہا تمام کشور میں منادی کرنی چاہیے کہ ان سات فراخی اور کشایش کے سال میں بیلدار
اور مزارع کھیتیاں بہت سی کریں اور جب غلہ کثیر اُنمیں پیدا ہووے ہر سال کے موافق اُسمیں سے
نکال کر خرچ کریں بنا بر توشۂ آیندہ خوشوں میں رکھتے جاویں کہ تباہ اور ضائع نہونے
پاوے اور ہر سال اکٹھا اور جمع ہوتا جاوے معالم میں لکھا ہے کہ مالک ریان کہی از دست

حضرت یوسف مشرف باسلام ہوا اور مواہب علیہ میں در ذیل آیت وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ
مِن قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ یعنے البتہ تحقیق لایا تمہارے واسطے یوسف پہلے سے دلیلیں لکھا ہے اور
بعضے کہتے ہیں کہ ملک ریان کے اسلام لانے کا سبب یہ تھا کہ ایک گھوڑا قیمتی مر گیا تھا اوسکو حضرت
یوسف نے اسکو اپنی دعا سے زندہ کیا تھا اور وہ دیکھتے اس معجزے سے ایمان لایا تھا اور تفسیر
مدارک اور معالم میں لکھا ہے کہ ایک تخت زرین مرصع بجواہر رنگین حضرت یوسف کے واسطے
مقرر کیا اور تاج مکلل سر پر رکھا اور انگوٹھی اپنی در دست یوسف کی اور شمشیر کو حمائل کر کے حضرت کی
گردن میں ڈالا اور کنجیاں خزانون کی سپرد کین اور سارا اختیار مملکت شاہ کنعان کو دی اور تمام
اور سلاطین اور اعیان دولت اور ارکین و قیصر اور لشکر تابع اور فرمانبردار یوسف علیہ السلام کے کر
دیے اور عزیز کو عہدہ وزارت سے معزول کیا کہ یہ تھوڑی مدت میں اس جہان فانی سے کوچ کر گیا
اور بقضاے الٰہی مر گیا زلیخا کو محنت و اندوہ کوہ بر کوہ ہوا اور ایک ویرانے میں جا کر بیٹھ رہی اور
جس کسی سے حضرت یوسف کا قصہ سنتی تھی مال و زر دیتی تھی تا آنکہ جو کچھ اسکے پاس تھا سب تلف
ہوا اور آپ بڑھیا اور نابینا ہوئی اور غم سے خمیدہ قامت ہو گئی اور غلبہ ضعف سے یہان تک نوبت
پہونچی کہ اسکو جھاڑ میں یعنے ڈولی میں بٹھا کر جس راہ اور راستہ میں حضرت یوسف کی سواری
جاتی تھی رکھ دیتے تھے آواز سم سمند اس جان جہان سے خورسند ہوتی تھی اور ایک روایت ہے
کہ آخرکار بر سر راہ حضرت یوسف اسنے ایک جھونپڑی بنوائی اسمین شب و روز با دل پر سوز رہا کرتی تھی
اور کہتے ہیں کہ جب حضرت یوسف باہر آتے تھے کئی ہزار پیادے اور سوار پہنے سلاح اور سلاح دار
اُنکے خدمت میں ہوتے تھے تا آنکہ ایک دن زلیخا نے حضرت یوسف کے آگے ایک آہ سرد دل پر درد
سے کھینچی اور فریاد کی کہ یا کریم ابن الکریم ذرا ٹھہرا اور قصہ پر غصہ اس ضعیفہ کا سنو حضرت نے
جب اسکو دیکھا اور اسکی فریاد سنی باگ گھوڑے کی تھامی اور کہا اے زلیخا کیون تیرا حال پر ملال ہے
کہا جب سے تمنے شاہد ملک کو آغوش میں لیا اور مجکو فراموش کیا لاجرم یہ دیدہ غم دیدہ از بسکہ بہت
کچھ رو رو کر نابینا ہوے اور بار غم ہجر سے میرا قد خمیدہ اور دوتا ہوا حضرت نے کہا وہ مال اور
جمال کیا ہوا کہا سب تیری راہ میں برباد اور پائمال ہوا۔ اور مروی ہے کہ زلیخا نے آپکا
ٹھہرنا غنیمت جان کر غایت شوق سے چاہا کہ دست آرزو سے انکا دامن پاک پکڑے آپ نے
کوڑا اٹھایا اسنے دنبالہ اسکا پکڑا اور پھونکا دم گرم زلیخا سے فی الحال وہ جلکر شعلہ ور ہوا حضرت
نے بخیال گزند آتش اسکو پھینک دیا زلیخا نے کہا کہ میرے ضبط کو دیکھا چاہیے کہ اس دم
گرم سوزان کو میں نے مدت دراز سے اپنے سینہ بریان میں رکھا اور مطلق خوف جلنے
سے نہ کیا آپ ایک لمحہ بھی متحمل اندک حرارت و سوزش نہوسے۔ آپنے فرمایا کہ تو اگر اس الفت مخلوق

عوض خالق کی محبت مین سرگرم رہتی تو کیون تشنۂ دیدار تیری اوقات گذرتی بلکہ آپکے احسان
و افضال سے نزلال وصال سیراب ہوتی پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اجیال لا تبداو مبدو الجلال
فی اعلال زلیخا ایمان لائی اسوقت پوچھا کہ اب تجھکو کیا حاجت ہے کہا چاہتی ہون کہ خدا تعالی
پھر مجھکو روشنائی آنکھون کی اور وہی جمال اور جوانی ارزانی فرماوے تا تمھاری صورت زیبا دیکھون
اور آپکی خدمت مین مشغول رہون وحی آئی کہ اے یوسف جو کچھ زلیخا چاہتی ہے چاہ کر یا حاجت
مقرون ہوگا پھر حضرت یوسف نے دوگانہ نماز گزار کر سر سجدہ مین رکھا اور دعا سے بدرگاہ کبریائی تضرع
کی ہنوز سر سجدہ سے نہ اٹھایا تھا کہ زلیخا نے کہا اے یوسف سر سجدہ سے اٹھاؤ جو حاجت
کہ چاہتے ہو اللہ تعالے نے عنایت فرمائی اور کہتے ہین کہ آنکھین اسکی بینا ہوئین اور جوانی اور
حسن و جمال بوجہ کمال ظاہر اور ہویدا ہوا بلکہ آگے سے زیادہ چند در چند پیدا ہوا پھر حضرت یوسف نے
کہا اب کچھ اور آرزو بھی ہے کہا اب میرا مقصود یہ ہے کہ مجھکو اپنے عقد مین لاؤ اور شربت وصل اپنا
پلاؤ وحی آئی کہ اے یوسف علیہ السلام جسطرح زلیخا کی تمنا ہے اسیطرح کرو اور کسی امر مین خوف و خطر
خیال مین نہ لاؤ۔ چنانچہ حضرت نے جشن خسروانہ ترتیب دیکر بہ قانون خلیل اور دین یعقوب اور آئین
جمیل اور صورت خوب زلیخا کو اپنے ساتھ منعقد کیا۔ مدارک التنزیل وغیرہ مین بیچ تفسیر ولاجر الآخرة
خیر للذین آمنوا وکانوا یتقون کے لیئے اور البتہ ثواب آخرت کا بہتر ہے واسطے ان لوگون کے
کہ ایمان لائے اور رہتے پرہیزگاری کرتے۔ وارد کیا ہے کہ جب حضرت یوسف نے زلیخا کے ساتھ خلوت
کی باکرہ پایا اور اُنسے دو فرزند ارجمند پیدا ہوئے۔ فراہیم اور میشا۔ القصہ جب حضرت یوسف مسند جاہ
و حشمت پر بیٹھے امور مملکت اور مہمات سلطنت مین ایسا انتظام اور بندوبست کیا کہ کوئی آزردہ نہوا
اور بموجب حکم تمام آدمی زراعت مشغول ہوے اور اس مصروفیت اور کثرت بارش سے غلہ بہت پیدا
ہوا اور بموجب انکے فرمان کے انبار خانہائے عالی بنائے اور سات برس مین جو غلہ جسقدر کہ حاصل
ہوا تھا بقدر کفاف اور خرچ اسمین سے نکال کر آدمیون کو دیتے تھے اور باقی اسیطرح خوشون مین نگاہ
رکھتے تھے تا آنکہ قحط سالی ظاہر ہوئی اور زمین مصر اور شام مین بسبب امساک باران کے تنگی کمال پیدا
ہوئی۔ مصر کے آدمیون نے حضرت یوسف کیطرف رجوع کی اور تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہے سال اول
مین جتنی۔ نقدی یعنے روپیہ پیسا ہر ایک کے پاس تھا سب دیکر ذخیرہ بادشاہی مین سے غلہ خریدا اور
دوسرے سال مین زر و جواہر اور تیسرے سال مین غلام اور لونڈیان۔ اور چوتھے سال مین گھوڑا
ٹٹو اور چارپائے اور پانچوین سال مین زمین اور حویلیان اور باغات۔ اور چھٹے سال مین فرزند اور اولاد
اور پھر کچھ باقی نرہا۔ تو ساتوین سال مین سب خط بندگی حضرت یوسف کو لکھ دیئے اور غلام ہوئے اور
اور غلہ لیکر قید حیات مین رہے ورنہ درصورت نایابی سب ہلاک ہو جاتے اور مدارک اور معالم مین لکھا ہے کہ تسعیر کیا

مین چار پائے اور چوتھے سال مین لونڈی غلام ۔ اور بحر المواج مین لکھا ہے کہ تیسرے سال مین گھوڑا اشتر اور بکری
اور چھٹے سال مین زمین اور حویلیان اور پانچوین سال مین لونڈی اور غلام اور باقی جیسا کہ مذکور ہوا
پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے صورت حال بادشاہ سے ظاہر کی بادشاہ نے کہا سب تیرے غلام ہین تجکو
اختیار ہے انھون نے سب کو بادشاہ کے سامنے آزاد کیا اور مال و اولاد جو کچھ اُنسے لیا تھا پھیر دیا ۔
اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ حکمت کیا حکیم مطلق سے نزول بلائے قحط اہل مصر پر اسی واسطے تجویز ہوا تھا تاکہ
لوگ جو انکو بندہ درم گمان کرتے تھے سب اونکی بندگی اور غلامی پر اقرار کرین اور انکا مملوک آپکو سمجھین
اور بعد ازین اُنکے باب مین نسبت آزادی کا اظہار کرنے کی مجال اور طاقت نہو ۔ کہتے ہین حضرت یوسف علیہ
السلام مدت قحط مین پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے اور مصاحب اور ندیم انکو کہتے تھے کہ تمام خزانے ملک مصر کے
تمہارے اختیار مین ہین تم کیون بھوکے رہتے ہو تو آپ یہی کہتے تھے کہ مین ڈرتا ہون اس بات سے کہ اگر
مین پیٹ بھر کر کھاؤن شاید بھوکون کا حال بھول جاؤن اور اونکی تدبیر مین بخوبی مصروف نہ رہون
اور پانچوین باب ذخیرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ حدیث مین آیا ہے جب حضرت یوسف مسند ثروت پر بیٹھے روز
بروز لاغر اور دبلے ہونے لگے ۔ اور جب لوگ اُنسے اس امر مین سوال کرتے تھے تو چپ ہو رہتے تھے کچھ
جواب نہ دیتے تھے ۔ ایک دن جب انھون نے بکمال الحاح اور زاری کہا اگر یہ ضعف بسبب کسی امر نہانی
کے ہے تو حکیم اسکے علاج مین مشغول ہووین کہا علاج اس مرض کا موجود اور حاضر ہے ولیکن مین نہین کرسکتا
پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے ۔ کہا سلطنت و حکومت مین میرا نفس آرزومند ہے کہ اسکو روٹی پیٹ بھر کر
دون اور مین نہین دیتا اور صرف اسلیے مشقت اپنے نفس پر پہنچی ہے کہ تا بھوکون اور محتاجون کی موافقت
حاصل ہو اور ڈرتا ہون اس سے کہ مبادا کوئی متنفس ولایت مصر مین بھوکا رہے اور روز قیامت کو اُسکی
جوابدہی مین مجھکو گرفتار کرین اور کہین کہ تو حکومت ملکی مین مشغول ہوا اور حال ضعیفون اور محتاجون
بندگان خدا سے غافل رہا

فصل چوتھی پہونچنا حضرت یوسف کے بھائیون کا ایام تنگی اور قحط مین
واسطے طلب غلہ کے انکے پاس قوله تعالے وَجَاءَ اِخوَۃُ یُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَیهِ فَعَرَفَهُم
وَهُم لَهُ مُنکِرُونَ ۔ یعنی اور آئے بھائی یوسف کے پس داخل ہوئے اُسپر پس پہچانا انکو اور وہ واسطے
اُسکے ناشناس تھے اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ جب اثر قحط کنعان مین پہونچا اور اولاد حضرت یعقوب
علیہ السلام تنگ ہوئی کہا ای پدر سنا ہے کہ شہر مصر مین ایک بادشاہ عادل ہے کہ سب قحط زدون کو نوازتا ہے
اور غریبون کا کام بعطائے غلہ اور طعام نکالتا ہے اگر تم فرماؤ تو ہم بھی جاوین اور وہان سے کنعان کے
بھوکون کے واسطے کچھ لاوین حضرت یعقوب نے اجازت دی اور یامین کو کہ برادر حقیقی حضرت یوسف
کے تھے اپنے پاس رکھ لیا ۔ اور دسون فرزندون کو ایک ایک اونٹ اور کچھ بضاعت کا ٹس مین پشم
اور پنیر اور روغن اور چلغوزہ اور چوب صنوبر اور کشتین اور دسوڑیان تھین دیکر روانہ کیا اور ایک اونٹ

مع بضاعت مذکور بنیامین کا بھی انکو سپرد کیا جب یہ مصر مین پہونچے جبرئیل نے حضرت یوسف کو خبر پہونچائی
کہ ایک جماعت کنعان سے غلہ کے خریدنے کے واسطے آئی ہے فرمایا کہ انکو ہمارے پاس لے آؤ جب
یہ دربار مین گئے تو انکو حضرت یوسف نے پہچانا اور انھون نے نہ پہچانا چنانچہ حضرت جبرئیل امین نے
کنوئین مین انکو پیغام ملک العلام پہونچایا تھا کہ اے یوسف تیرے بھائی تیرے پاس آوینگے اور اپنا احوال
تجھسے عرض کرینگے اور یہ سب تجھکو نہین پہچاننے سکے اور لکھا ہے کہ نہ پہچاننا انکا بسبب طول مدت کے تھا
اسواسطے کہ بقول صحیح چالیس برس واقعہ سابق پر گذر گئے تھے اور یا یہ کہ حضرت یوسف نے پردہ کے پیچھے سے
انکے ساتھ کلام کیا تھا اور بحر المواج مین لکھا ہے کہ بسبب بدل جانے شکل حضرت یوسف کے کہ جب
کنوئین مین تھا اور اب بڑے اور بزرگ ہوگئے تھے یا جب نحیف وضعیف تھے اور اب موٹے اور تازے
ہوگئے تھے انھون نے حضرت کو نہ پہچانا باوجود حدت نظر اور شدت بصر انکی کے خداے تعالے نے انکو
حضرت یوسف کو دیکھایا اور پوشیدہ رکھنے حضرت یوسف مین انسے سر اور حکمت رکھی یا بسبب اسکے
کہ حضرت یوسف بادشاہون کی طرح تخت پر بیٹھے ہوے تھے اور لباس خسروانہ پہنے ہوے اور تاج سر پر
اور طوق زرین گردن مین تھا اور تمام ارکان دولت اور اعیان مملکت حاضر تھے ہیبت اور سطوت سے
انکی طرف نہ دیکھ سکے حضرت یوسف نے کہا تم کون لوگ ہو کہ جاسوس معلوم ہوتے ہو کہا معاذ اللہ
ہم پسران یعقوب پیغمبر ہین حضرت یوسف نے پوچھا تمھارے باپ کے کے بیٹے ہین کہا بارہ فرزند تھے ایک کو
خورسالی مین بھیڑیا کھا گیا اور ایک کو اُسنے اپنی تسلی کے لیے پاس رکھا ہے اور ہم دس بھائی تیری
ملازمت مین آئے ہین حضرت یوسف نے کہا جسکو تم چھوڑ آئے ہو اُسکا نام کیا ہے کہا بنیامین کہتے
ہین والدہ اُسکی ہنگام ولادت کے راحیل نام رکھتی تھی مر گئی اور باپنے اُسکو شیر دایہ پرورش کیا اور دُر یتیم کی
صدف وار اپنی کنار مین رکھا بنیامین مشہور ہوا اور ایک روایت سے اسطرح پر ہے کہ جب حضرت یوسف
نے اپنے بھائیون کو دیکھا خشمناک ہوے اور چاہا کہ اُنسے بدلا لین اور عقوبت کرین وحی آئی کہ اے یوسف
علیہ السلام جیسی انھون نے تیرے ساتھ بُرائی کی ہے اگر تو بھی اونکے ساتھ اُسکے بدلے مین برائی کریگا
تیرے اور انکے درمیان مین فرق کیا ہوگا فی الحال انھون نے اُنپر التفات کرنا شروع کیا اور ایک ایک اونٹ
کے عوض مین غلہ دیا قوله تعالے وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي
أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ۝ یعنے اور جب
تیار کیا واسطے انکے سامان انکا کہا لے آؤ پاس میرے بھائی اپنے کو جو باپ تمھارے سے ہے کیا نہین دیکھتے
تم کہ مین پورا دیتا ہون پیمانہ اور مین بہتر مہمانی کرنے والا ہون پس اگر نہین لاؤگے تم اوسکو میرے
پاس پس نہین پیمانہ واسطے تمھارے نزدیک میرے اور نہ پاس آئیو میرے قوله تعالے قَالُوا سَنُرَاوِدُ
عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ۝ یعنے کہا انھون نے شتاب دینگے ہم اسکو باپ اسکے کو اور ہم البتہ کرنیوالے ہین

پھر کہا یہان نہین کوئی پہچانتا ہے کیا مصر کے آدمی ہمکو نہین پہچانتے ہین حضرت یوسفؑ نے کہا ایک تم مین سے یہان رہجاوے اور جا کر اپنے اُس بھائی کو کہ وہان باقی رہگیا ہے لے آوین تا تمہارا حال مجھپر ظاہر او تحقیق و تصدیق تمہارے کام کی ہووے ۔ اور اشتباہ جاسوسی تمہاری کا جاتا رہے اور اور نظر برہست گفتاری رعایت بہت کیجاوے انھون نے قرعہ پھینکا اور انہین شمعون کا نام نکلا یہ وہان رہا اور باقی تو بھائی بنیامین کے لانے کے واسطے روانہ ہوے قولہ تعالیٰ وقال لفتیانہ اجعلوا بضاعتھم فی رحالھم لعلھم یعرفونھا اذا انقلبوا الی اھلھم لعلھم یرجعون اور کہا واسطے جوانون اپنے کے لکہدو پونجی انکی بیچ شلیتون انکے کے کہ وہ پہچانین اُسکو جب پھر جاوین طرف لوگون اپنے کے شاید کہ وہ پھر آوین یعنے حضرت یوسفؑ نے محافظان خرمن غلات کو کہا جو بضاعت کہ آئے لیے ہین اسکے عوض مین ایک ایک اونٹ گیہون سے لاد کر حوالے کر دو اور یہ بضاعت انکی ہر بار گندم مین چھپا رکہدو کہ انکو خبر نہووے اور یہ اسواسطے تھا کہ حضرت یوسفؑ جانتے تھے کہ میرے باپ کے پاس اسکے سوا اور سرمایہ نہین ہے پھیر دیا چاہیے یا یہ کہ جب یہ اپنے گھر مین جا کر اونٹون کے بار کھولین اور وہ سرمایہ کہ انھون نے یہان تسلیم کیا ہے انکو ملاحظہ کرین اپنے اوپر اُسکو حلال سمجھین اور پھر آوین القصہ جب اونٹ پر بار کر کے اونکو دیے انھون نے کہا کہ ایک اونٹ ہمارے بھائی کا کہ باپ کی خدمت مین ہے وہ بھی دو حضرت یوسفؑ نے کہا مین شمار آدمیون پر دیتا ہون نہ شمار اونٹون پر انھون نے بہت زاری کی کہ ہمارے حال زار پر رحم کرو تا تمہاری نوازش اور کرم سے سرفراز اور ممتاز ہووین ۔ حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اگر تم دوبارہ اوسکو لاؤ تو تمکو گندم دیتا ہون اور اگر نہ لاؤ تو کیا ضرور ہی غائب کا حصہ لینا کہتے ہین کہ یہودا نے گمان کیا کہ یہ بادشاہ شاید یوسفؑ ہی کہ ہمارے اوپر احسان بے پایان کرتا ہے اور ہمارا احوال پوچھتا ہے اور تاکید لانے بنیامین کے فرماتا ہے ۔ اور علاوہ اسکے آواز اسکی کچھ آواز یوسفؑ سے ملتی ہے اور بھائیون نے کہا یوسفؑ کو یہ سلطنت کسنے دی اور یہ خیل و حشم کہان سے بہم پہونچا خدا جانے کہ وہ جہان مین کہان ناپدید ہوا اور اگر یہ یوسفؑ ہوتا تو ہمارے ساتھ اتنی نکوئی نکرتا بلکہ بدلا بدسلوکیون کا لیتا بہر حال یہی گفتگو کرتے ہوئے یہ کنعان کو روانہ ہوے قولہ تعالیٰ فلما رجعوا الی ابیھم قالوا یا ابانا منع منا الکیل فارسل معنا اخانا نکتل وانا لہ لحٰفظون ۝ یعنے جب پھر آئے طرف اپنے باپ کے کہا انھون نے ای باپ ہمارے منع کیا گیا ہے ہمسے پیمانہ پس بھیج ساتھ ہمارے بھائی ہمارے کو پیمانہ کرو الاوین ہم اور ہم واسطے اسکے البتہ نگہبان ہین ۔ حضرت یعقوبؑ نے انسے احوال پوچھا اور کہا یوسفؑ کی بھی کچھ خبر معلوم ہوئی اور کسی سے پوچھا کہا تعجب ہی کہ اتنے برس گذرے کہ اسکو بھیڑیا کھا گیا ہم کس سے پوچھتے ۔ پھر حضرت یعقوبؑ نے کہا عزیز مصر سے کیونکر پیش آیا جو کچھ گذرا تھا انھون نے من وعن بیان کیا اور بہت شکرگزاری اُسکی ظاہر کی اور نہایت اسکی تعریف و توصیف زبان پر لائے اور کہا

باران کرم اسکا سبب برستا ہے اور خوان الوان نعمت اسکا سب جگہ بچھا ہوا ہے اور اوسنے یہی ہمسے کہدیا
ہے کہ اگر بار دیگر اس بھائی کو کہ وہان چھوڑ آئے ہو نہ لاؤ گے تو مین تمکو طعام نہین دینے کا اور تمہارے
کذب و فریب پر یقین ہوگا حضرت یعقوب نے اپنے دل مین کہا کہ شاید یوسف ہے کہ ایسی باتین اُسکی کہین
پھر جب اُنھون نے گندم کے بار کھولے اور اپنا سرمایہ اون بارون مین پایا باپ کے آگے دوڑے آئے
اور کہا ای پدر جو کچھ ہمنے عزیز کے احسان بیان کیے از راہ دروغ نہین کہے ہمارا سرمایہ بھی ہمکو پھیر دیا ہے
پوچھو دیہے اب اگر ہم پھر جاوینگے اور بنیامین کو اپنے ساتھ لیجاوینگے اگلی بار سے طعام بیشتر لاوینگے
حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس امر سے گمان اور زیادہ ہوا کہ وہ یوسف ہے پھر کہا بنیامین کو مین تمہارے
ساتھ نہین بھیجونگا تا آنکہ تم قسم نہ کھاؤ گے کہ اُسکو زندہ اور سلامت میری پاس نہ پہونچاؤ گے کہ اسکے دور ہونے
سے بغایت متفکر ہونگا اور اسکی جدائی سے مضطرب ہونگا۔ اُنھون نے قسم کھائی پھر حضرت یعقوب علیہ السلام
نے اس طعام مین سے آدھا کنعانیون کو دیا اور آدھا اپنے اہل کے واسطے رکھا اور فرزندون کو جانیکے واسطے
رخصت کیا اور کہا جب مصر مین پہونچو تو سب بھائی ایک دروازے سے نہ جانا مبادا کسی کی نظر لگ جاوے
کہ جو سرمایہ کہ تمنے اپنے اونٹون کے بستون مین پایا ہے پھر لیجاؤ شاید غلطی سے تمہارے نکلے بار مین
مین رہ گیا ہو کہ پھر اسکا رکھنا حلال نہو پس یہ روانہ ہوئے اور ادھر حضرت یوسف بھی انتظار مین تھے کہ لوگ
کب لاوینگے جب یہ مصر مین پہونچے تو الگ الگ اور جدا جدا دروازون مین سے کہ جسطرح باپنے وصیت
کردی تھی داخل ہوئے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو خبر ہوئی کہ گیارہ آدمی کنعان سی یہان آئے ہین تو حضرت
یوسف شاد شاد اور باغ باغ بتصور اس امر کے ہوئے کہ گیارھوان بنیامین ہوگا اور حکم دیا کہ سب کو آنے دو
آنے دو اور اسوقت حضرت یوسف تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور نقاب اپنے منھ پر ڈال لی تھی پوچھا کہ تم کون
لوگ ہو اُنھون نے کہا کہ ہم وہی کنعانی ہین کہ آپنے ہمکو فرمادیا تھا کہ اپنے بھائی کو لے آؤ اُسکو باپ سے
کہکر اور عہد و پیمان کرکے لائے ہین اور سرمایہ کہ لیگئے تھے روبرو رکھدیا شاید یہ بھولے سے ہمارے تھیلیون مین
بند ہو گیا تھا حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ہمکو اسکی حاجت نہین ہمنے تمکو دیا اور کہا بیٹھ جاؤ اس فرش پر
پھر چھ خوان کھانے کے آراستہ کرکر اُنکے آگے رکھوا دیے اور کہا دو دو بھائی حقیقی ایک مان باپ کے ایک ایک
خوان مین طعام کھاؤ دو دو ایک خوان پر بیٹھ گئے اور بنیامین اکیلا رہگیا اور رونے لگا حضرت یوسف نے کہا
ای جوان کنعانی تو کیون روتا ہے کہا ای بادشاہ کیا کرون تونے حکم کیا ہر شخص اپنے سگے بھائی کے ساتھ خوان پر
میرا سگا بھائی مجکو یوسف یاد آیا اگر وہ ہوتا تو اسوقت میرے ساتھ موافقت کرتا اور مین تنہا نہ رہتا حضرت یوسف
نے کہا آج تیرا بھائی مین ہونگا اور تیرے ساتھ خوان پر بیٹھونگا پھر کہا اس خوان کو اُٹھا کر پردہ کے
پیچھے لیجاؤ اور آپ بھی پردے کے پیچھے گئے اور اُسکو بلایا بحر المواج مین لکھا ہے کہ اسوقت
حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کے جامہ پر یوسف کا نام بہت لکھا ہوا دیکھا اسکا کرتا

اُسنے کہا کہ یہ نام اُس برادر گم گشتہ کا ہے کہ اُسکے شوق اور محبت سے مین نے لکھا ہے تا ہر وقت پیش نظر رہے پھر
جب حضرت یوسف علیہ السلام نے نقاب بستہ ہاتھ کھانے پر دراز کیا بنیامین نے کہ وہ ہاتھ دیکھا تو پھر رونا
شروع کیا حضرت یوسفؑ نے کہا کیون روتا ہے کہا یہ ہاتھ یوسف علیہ السلام کے ہاتھ سے مشابہ ہے
اسواسطے روتا ہون کہا تیرا بھائی یوسفؑ کیا ہوا کہا اُسکو بھیڑیا کھا گیا اور آرام میرے اور میرے باپ کے
دل سے لے گیا کہا تو نے اُسکو بھیڑیے کو کھاتے دیکھا ہے کہا مین اسوقت وہان نہ تھا اپنے بھائیون سے
سنا ہے پھر حضرت یوسفؑ نے بھائیون کو طلب کیا اور یہ حال اُنسے پوچھا اُنھون نے کہا ہان اسطرح ہے
اور ہماری آنکھون کے سامنے واقع ہوا ہے حضرت یوسف نے کہا مین نے سنا ہے کہ تم مین سے اونٹ کے
پیچھے دوڑ کر اونٹ کو پکڑ لیتا ہے اور اُسکو پارہ پارہ کر ڈالتا ہے کہا اسیطرح ہے اور شمعون کو دکھایا کہ وہ
شخص یہ ہے حضرت یوسف نے کہا جو شخص کہ اونٹ کا یہ حال کرے اُسکے آگے اُسکے بھائی کو بھیڑیا کیونکر کھا
ڈالے پھر کہا مین نے سنا ہے کہ کوئی تم مین سے درخت کو جڑ سے اُکھاڑ لیتا ہے اور اُسکی ٹہنیان اور ٹہنی ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالتا ہے کہا ہان اور روبیل کیطرف اشارت کی کہ وہ یہ ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ایسے
بھائی کے سامنے بھیڑیے کو بھائی کا پھاڑ ڈالنا کیونکر میسر ہوگا پھر حضرت یوسفؑ نے کہا مین نے سنا ہے کہ تم مین
سے ایک شخص ایسا ہے کہ اگر دروازہ شہر پر آنکر نعرہ مارے تو جو حاملہ کہ شہر مین ہووے اُسکی آواز کی ہیبت سے اُسکا
حمل گر پڑے اور پھر دوبارہ اگر آواز مارے تو تمام چوپائے حمل گرا دیوین کہا ہان ایسا ہی ہے اور یہودا کو آگے کر کے کہا
یہ صفت اِس شخص مین ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ایسے شخصون کے روبرو بھیڑیے کی کیا طاقت کہ اُسسے
ایسا امر وقوع مین آئے یہ سب شرمندہ ہو کر چپ ہو رہے پھر اُنکو رخصت کیا اور فقط بنیامین کو تنہا واسطے کھانے
کے رکھ لیا اور اُسکا شوق دیدار بسیار بسیار غالب دیکھا اور یہ کلمات شوق آمیز اُس سے سنے نقاب
چہرے سے اُتار ڈالی اور گلے لگایا آیت قَالَ اِنِّیْ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ٥ کہا
تحقیق مین ہون بھائی تیرا اِس غمگین ہو ساتھ اُس چیز کے کہ تھے کرتے بنیامین نے حضرت یوسف کا منہ
دیکھا بیہوش ہو گیا اور جب ہوش مین آیا بزبان حال لبیت ابخہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب
خویشتن را درچنین راحت پس از چندین عذاب ٭ پھر تمام قصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو کچھ
گذرا تھا بنیامین سے آگے بیان کیا اور کہا باپ کا اہتمام تیرے باب مین جو کہ ہے مین جانتا ہون
اگر بے بہانہ اور حیلہ تجکو نہ جانے دونگا تو اُنکو غم و اندوہ بیشتر سے بیشتر ہوگا اگر تو راضی
ہو تو کسی بہانہ سے اپنے پاس رکھون لیکن تجکو چاہیے کہ یہ راز اور بھائیون سے مخفی و پوشیدہ
رکھے اور ہرگز زبان پر نہ لاوے بنیامین نے قبول کیا اور پردہ کے باہر آیا پھر حضرت یوسفؑ
نے حکم کیا کہ کارسازی کنعانیون کی کردین پھر ہر بھائی کو ایک ایک اونٹ گیہون سے بھر کر
حوالے کیا آیت فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ

پس جب تیار کیا واسطے اُنکے سامان اُنکا رکھدیا ایک پیالہ مرصع پانی پینے کا بیچ شلیتہ بھائی اپنے کے
آیت ثم اذن مؤذن ایتہا العیر انکم لسارقون ۵ پھر پکارا ایک پکارنے والے نے اے قافلہ
والو تحقیق تم البتہ چور ہو۔ لکھا ہے کہ ایک پانی پینے کا باسن تھا یا طاس یا کوئی اور باسن تانبے کا
یا سونے کا یا چاندی کا یا زبرجد کا مرصع بجواہر انہیں بادشاہ وقت پانی پیتا تھا اور اندنون ہین اُسکو
طعام کا پیمانہ بنالیا تھا حضرت یوسفؑ نے کہا کہ اُسکو بنیامین کے بار مین چھپا کر رکھدو چنانچہ موجب
حکم کے رکھدیا پھر اُنکو اجازت دیکر رخصت کیا جب یہ ایک منزل گئے ایک جماعت ملازمین اُنکے پیچھے
اُس طرف کی تلاش مین گئی تا اُنکے اسباب مین تفحص اور تجسس کرین شاید کہ وہ شی پیدا ہو کے
جب ملازمین وہان پہونچے اُنکو آواز دی کہ اے کاروانیان تم چور ہو یا مین شی کہ یوسف کو چھینے اپنے
باپ سے چرایا ہے نہ کے اختیار خدا سے تعالے اُنے انکی زبان سے کہوایا اُنھون نے یہ سخن بغیر اذن حضرت
یوسفؑ نہین کہا جب یہ ندا اُنھون نے سُنی آیت قالوا واقبلوا علیہم ماذا تفقدون کہا اُنھون
نے اور مُنھ پھیر کر کھڑے اوپر اُنکے کہا کیا چیز کھوئی گئی ہے تمھاری کہ جسکے تفحص کرتے ہو اور ہمکو چور
کہتے ہو آیت قالوا نفقد صواع الملک ولمن جاء بہ حمل بعیر وانا بہ زعیم کہا
اُنھون نے کھویا گیا ہے پیالہ بادشاہ کا اور واسطے اُس شخص کے لے آوے اُسکو بوجھ ہے اونٹ کا
اور مین ساتھ اُسکے ضامن ہون آیت قالوا تاللہ لقد علمتم ما جئنا لنفسد فی الارض
وما کنا سارقین کہا اُنھون نے قسم ہے خدا کی تحقیق جانتے ہو تم نہین آئے ہم تو فساد کرین بیچ
زمین کے اور نہین ہین ہم چور بلکہ ہم امین اور اہل دین ہین وہ سرمایہ کہ تمنے پہلے ہمارے شلیتون
مین رکھدیا ایکی نوبت کہ ہم آئے اُسکو لیتے آئے اور تم دیکھتے ہو کہ ہم نے اونٹون کے منھ پر باندھ دیئے
ہین تاکسی کی کھیتی نہ کھانے پاوین آیت قالوا فما جزاؤہ ان کنتم کاذبین کہا اُنھون نے پس
کیا ہو سزا اُسکی اگر ہو تم جھوٹے۔ حضرت یوسفؑ کے ملازمین نے کہا اگر تم جھوٹے ہوا اور وہ شی تمھارے
بیچ سے نکلے تو کیا سزا ہووے آیت قالوا جزاؤہ من وجد فی رحلہ فہو جزاؤہ کذلک نجزی
الظالمین کہا اُنھون نے سزا اُسکی یہ ہے جو شخص کہ پایا جاوے بیچ شلیتے اُسکے کے پس وہی ہے
بدلا اُسکا اسی طرح بدلا دیتے ہین ظالمون کو۔ کہ جو کوئی چوری کرے اور وہ چیز چورانے والے
کے پاس نکلے چورانے والا صاحب چیز گمگشتہ کا غلام ہوجاوے فبدأ باوعیتہم قبل
وعاء اخیہ ثم استخرجہا من وعاء اخیہ ۵ پس شروع کیا ساتھ شلیتون اُنکے کے پہلے
شلیتے بھائی اپنے کے سے۔ پھر اُنھون نے اُنکے سب بارون مین ڈھونڈھا اور بار بنیامین سے
اُسکو نکالا اور بادشاہ کے پاس لائے۔ حضرت یوسف نے کہا یہ کیسا فعل تمسے عمل مین آیا
تم کہتے ہو کہ ہم اولاد پیغمبر ہین اور بزرگ اور بہتر ہین اُنھون نے حجاب سے سر جھکایا اور زبان طعن

بنیامین تسکین پکھولی کہ یہ کیا فعل نامناسب تجھسے سرزد ہوا کہ اس شہر بیگانہ میں ہمکو رسوا کیا اور عوض
اُنکے احسان کے کفران نعمت کی۔ پھر کہا اگر اُسنے چورایا تو کچھ عجب نہیں کہ اسکے بھائی نے بھی طفولیت
میں چوری کی تھی اور اُسکا حال اسطرح پر ہے کہ بحر المواج میں بیچ تفسیر قالوا ان یسرق فقد سرق
اخ لہ من قبل ۸ کے لکھا انھوں نے اگر چورا وے نہیں تحقیق چورایا تھا ایک بھائی اسکے نے پہلے اس
لکھا ہے کہ حضرت یوسف نے لڑکپن میں در حالت خوردی اپنے باپ کے گھر میں سے خالہ کے گھر میں کے
ایک بکری کا بچہ یا ایک روٹی یا ایک مرغی چرا کر ایک فقیر کو دی تھی یا یہ کہ اپنے نانا کے گھر میں سے وہ
کافر حربی تھا یا اپنے خالو کے گھر میں سے کہ وہ بھی ایسا ہی تھا ایک تھیلی میں سے ایک سونے کا بت
نکال کر اور اُسکو توڑ کر جس جگہ کہ مرے ہوئے جانور ڈالدیتے تھے دفن کر دیا تھا۔ یا یہ کہ جب انکی ماں نے
چاہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ حران سے فلسطین کو جاویں حضرت یوسف کو اُنکے نانا کے
گھر بھیجا تھا اور اُنکو ایک دستہ زرین خفیہ ہاتھ لگا تھا اور اُنھوں نے بلا کر اپنی ماں کو دیدیا تھا اور وہ
اُسکو اپنے ساتھ لیگئی تھی اُسکے بھائیوں نے اُنکو چوری کے ساتھ متہم کیا تھا۔ یا یہ کہ ایک کمربند خفیہ اُنکی
پھوپھی نے انکی کمر میں باندھ دیا تھا اور چوری کے ساتھ تہمت کی تھی اور اس امر سے اُنکی پھوپھی کی
یہ مراد تھی کہ ہمیشہ میرے پاس رہے چنانچہ پہلے بھی یہ مذکور ہو چکا اور یہ روایت اخیر اتہام سرقہ نسبت اور
روایات کے قریب الصحت ہے اور تفسیر مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ یہ بات حضرت یوسف کو بہت بری
معلوم ہوئی اور اپنے دل میں کہا کہ اتنی ایذا اور جور و جفا مجھپر کیے ہیں اور اتنے برس گذر گئے ہیں اب
بھی ایسا میرے حق میں کہتے ہیں پھر بنیامین کو اپنے آدمیوں کے سپرد کیا اور بھائیوں نے ہرچند
کہ انکی رہائی میں مبالغہ کیا کچھ پیش نہ گیا اُسوقت روبیل کی آنکھیں شعلہ زن ہوئیں اور بدن کے بال
مثل خار کھڑے ہو کر اُسکے کپڑوں سے باہر نکل آئے اور تفسیر بحر المواج میں لکھا ہے کہ روبیل نے اپنے بھائیوں
کو کہا دس بازار اور انکی اہل کو کہ اس شہر میں ہیں انکو تنہا مجھپر چھوڑ دو اور حاکم کو تم پکڑ لو یا حاکم کو مجھپر
چھوڑ دو اور تم سب اہل بازار پر حملہ کرو بھائیوں نے کہا فقط حاکم سے اپنی کفایت اور حمایت چاہ اور
یہ امر عظیم اور کار فخیم نہ اختیار کر کہا مجھسے جدا ہوا اور دور ہوا اور چاہا کہ فریاد کرے اور نعرہ مارے حضرت
یوسف نے جب یہ حال دیکھا خوف میں آئے اور اپنے بیٹے کو کہا کہ اپنے دونوں ہاتھ اُسکی پیٹھ پر
رکھ جب اُسکا ہاتھ روبیل پر پہونچا اُسکے غضب اور غصہ نے تسکین پائی روبیل نے اپنے بھائیوں
کی طرف دیکھکر کہا تمنے محسوس کیا ہے اُنھوں نے کہا نہیں سمجھا کہ اس شہر میں حضرت یعقوب
علیہ السلام کی اولاد کا تخم ہے کسواسطے کہ جب انمیں کوئی خشمناک ہوتا تھا اور دوسرا اولاد یعقوب
علیہ السلام سے اُسکو مس کرتا تھا تو اُسکا غصہ تسکین پاتا تھا معالم میں لکھا ہے کہ دوبارہ پھر
روبیل خشمناک ہوا اور حضرت یوسف کے تخت کی طرف ارادہ کیا یہ جلدی سے نقاب بستہ تخت پر سے
اتر کر

اترکر اسکو لیگئے اور کہا اے کنعانیون تم اپنے زور پر مغرور ہوئے اور گمان کرتے ہو کہ کوئی تمھارے غالب نہین
کرسکتا جس خدا نے کہ زبردست پیدا کیے اور ناتوان اسکے ناتوان تربیت ہین لیکن کوئی توانا تر بھی تو سے ہوگا
انھون نے دیکھا کہ مقصد نہ بور ہیش نہین جانے کا عجز اور زاری کرنی شروع کی آیت یا ایھا العزیز ان لہ
ابا شیخا کبیرا فخذ احدنا مکانہ انا نراک من المحسنین یعنی کہا انھون نے اے مصر والے تحقیق واسطے
اسکے باپ ہے بوڑھا بزرگ پس لے ایک کو ہم مین سے تا کہ اسکی تشفی ہم دیکھتے ہین تجھکو احسان
کرنے والون سے جو کہ اسکا باپ پیر اور ضعیف ہے اور بعد ہلاک ہونے یوسف کے اسکے ساتھ کمال
الفت اور محبت رکھتا ہے اگر یون ہین منظور ہے تو اسکو چھوڑ دے اور ہم مین سے ایک کو رکھ دے ورنہ ہمارا باپ
سمجھ جائیگا کہ ہمنے قصداً یوسف اور اسکے بھائی کو مار ڈالا یا گم کیا آیت قال معاذ اللہ ان ناخذ الا
من وجدنا متاعنا عندہ انا اذا لظالمون ۝ کہا پناہ ہے اللہ کی کہ لیوین ہم سوا اسکے اس شخص کے
کہ پائی ہے ہمنے اپنی چیز نزدیک اسکے تحقیق ہم البتہ اسوقت ظالمون سے ہون آیت فلما استیئسوا منہ
خلصوا نجیا قال کبیرھم الم تعلموا ان اباکم قد اخذ علیکم موثقا من اللہ ومن قبل ما فرطتم
فی یوسف فلن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی او یحکم اللہ لی وھو خیر الحاکمین ۝ یعنی جب
ناامید ہوئے اس سے اکیلے بیٹھے مصلحت کرتے ہوئے کہا بڑے انکے نے کیا نہین جانتے ہو تم یہ کہ باپ تمھارا
تحقیق لیا تھا اوپر تمھارے عہد خدا کا اور پہلے اس سے کیا تقصیر کی تھی بیچ یوسف علیہ السلام کے پس ہرگز نہ
ملونگا مین اس زمین سے یہان تک کہ پروانگی دے مجھکو اللہ واسطے میرے اور وہ بہتر حکم کرنیوالا ہے آیت
ارجعوا الی ابیکم فقولوا یا ابانا ان ابنک سرق ۚ وما شھدنا الا بما علمنا وما کنا للغیب
حافظین ۝ واسئل القریۃ التی کنا فیھا والعیر التی اقبلنا فیھا وانا لصادقون ۝ یعنی پھر جاؤ طرف
باپ اپنے کے پس کہو یا باپ ہمارے تحقیق بیٹے نے تیرے چوری کی ہے اور نہ شاہدی دی تھی ہمنے مگر جو
کچھ کہ ہم جانتے تھے اور نہ تھے ہم واسطے غیب کے نگہبان اور پوچھ لو اس بستی والون سے جو کہ تھے ہم بیچ
اسکے اور اس قافلہ سے جو لائے ہم بیچ اسکے اور تحقیق ہم البتہ سچے ہین آیت قال بل سولت لکم انفسکم
امرا فصبر جمیل ۚ عسی اللہ ان یاتینی بھم جمیعا انہ ھو العلیم الحکیم ۝ وتولی عنھم و
قال یا اسفی علی یوسف وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم ۝ کہا بلکہ بنائی ہے واسطے تمھارے
جیون تمھارے نے ایک بات پس صبر بہتر ہے شتاب ہے کہ اللہ لے آوے ہمارے پاس انسب کو
تحقیق وہ جاننے والا حکمت والا ہے اور منہ پھیرا اونسے اور کہا اے افسوس اوپر یوسف علیہ السلام ہم
اور سفید ہوگئین آنکھین اسکی یعنی یعقوب علیہ السلام کے غم سے پس وہ غم سے بھرا ہوا تھا آیت قالوا
تاللہ تفتؤ تذکر یوسف حتی تکون حرضا او تکون من الھالکین ۝ کہا اونھون نے قسم خدا کی
ہمیشہ رہیگا تو یاد کرتا یوسف علیہ السلام کو یہان تک کہ ہو جاوے گا مضمحل یا ہو جاوے تو ہلاک ہونے والون

آیت قال انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ مالا تعلمون ۔ کہا سوائے اسکے
نہیں کہ شکایت کرتا ہوں میں بیقراری اپنی کی اور غم اپنے کی طرف اللہ کے اور جانتا ہوں میں خدا کی طرف
سے جو کچھ کہ تم نہیں جانتے ۔ القصہ جب یہ ناامید ہوئے اور جانا کہ عزیز بنیامین کو نہیں دیگا کنارے
ہو کر طرح طرح کی تدبیریں اور تجویزیں شروع کیں روبیل نے یہودا سے کہا محافظت بنیامین میں باپ
نے تم سے عہد و پیمان لیا ہے اور اس امر میں تم نے قسم کھائی ہے اور آگے تم سے یوسف کے باب میں تقصیر
واقع ہوئی ہے مصلحت اور بہتروں صلاح اسطرح پر کہ میں یہاں رہوں اور تم جا کر حقیقت حال باپ کے
آگے بیان کرو دیکھو کیا فرماتا ہے یہ کنعان کو روانہ ہوئے اور باپ کی خدمت میں جا کر جو کچھ بھائی نے
کہا تھا عرض کیا حضرت یعقوبؑ نے کہا تم نے آپس میں قرار دیکر اپنے ہاتھوں سے آپ کیا ہوگا حاکم مصر کیا
جانے کہ ملت ابراہیمی میں چور کی یہ سزا ہے کہ اسکو غلامی میں لے لیا جاتا ہے کسواسطے کہ بادشاہ مصر کے ملک
میں چور کو مارنا اور دو چند چیز چوری جانے کا تاوان لینا تھا نہ غلام کرلینا اب صبر اور صبر جمیل و شکر کرنا
لازم شاید خدا تعالے یوسف اور بنیامین اور اس تمہارے بھائی کو کہ مصر میں رہ گیا ہے لادے کہتے ہیں کہ بعد
اسکے حضرت یعقوبؑ کی آنکھیں اور زیادہ تاریک ہوئیں اور کمر بہت جھک گئی اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام کا ایک دوست تھا اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ انکا ایک ہمسایہ تھا وہ انکے پاس
آیا اور کہا اے یعقوب یہ کیا چیز ہے کہ جس سے تمہاری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور کمر جھک گئی اور چہرہ کی
یہ رونق اور رنگ متغیر ہوا ہے حضرت یعقوب نے کہا یوسف کو رونے سے بینائی آنکھوں کی جاتی رہی اور
بنیامین کے غم نے میرے قد کو خمیدہ کیا اور اندوہ اور بھائی انکے نے کہ مصر میں ہے آب و رنگ منہ میری کا متغیر کیا
تب جبرئیل آئے اور کہا اے یعقوبؑ اگر خدا ے تعالی کے آگے روتے تو فایدہ رکھے اور کسکے آگے رونا
فایدہ نہیں کرتا بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب پچیس برس تک حضرت یوسف کی یاد کیا کیے کوئی وقت
ہوتا تھا کہ حضرت یوسف کا حال فراموش کرتے تھے تا آنکہ حضرت جبرئیل آئے اور کہا خدا
تعالے بعد سلام فرماتا ہے کہ یوسفؑ کو کب تک یاد کریگا اگر اب یوسف کا نام لیگا تو تیرا نام
دیوان پیغمبری سے نکال ڈالونگا پھر حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کا نام نہ لیا جب تک کہ حضرت
یوسف انسے نہ ملے نقل ہے کہ ایک دن فرزندان یعقوب نے کہا اے پدر یاد یوسف میں کب تک
نالہ و زاری کروگے ایسا نہو کہ اس غم و اندوہ میں مرجاؤ حضرت یعقوب نے کہا اس غم و اندوہ کی اپنے
خدا سے شکایت کرتا ہوں کہ وہ دستگیر بیکساں ہے اور چارہ ساز بیچارگاں ہے سوا اسکے اور کسی سے
حاجت نہیں رکھتا ہوں مواہب علیہ میں ہے کہ بعض تفسیروں میں روایت کی ہے کہ جب حضرت
یعقوب نے یہ بات کہی وحی آئی کہ ای یعقوبؑ قسم ہے مجھکو اپنے عزت اور جلال کی کہ اگر یوسف و بنیامین
مرگئے ہوتے اس زاری اور نالہ کے کہ خاص ہماری درگاہ میں کرتا ہے پھر زندہ کرکے تیرے پاس پہونچا دیتا

اس خبر فرحت اثر سے اپنے فرزندون کو کہا کہ مین جانتا ہون جو کچھ کہ تم نہین جانتے ہو حیات اور رہو پہنچنے
یوسف اور بنیامین مین اور کہتے ہین کہ ایک دن حضرت یعقوب نے جبرئیل سے کہا ملک الموت سے
پوچھا کہ یوسف کی جان قبض کی ہے یا نہین جبرئیل گئے اور پھر آئے اور کہا ملک الموت نے کہا کہ اسکی
جان مین نے قبض نہین کی اور معالم مین لکھا ہے کہ ایک دن ملک الموت حضرت یعقوب کی زیارت
کے واسطے آئے تھے اور بحر المواج اور مدارک مین لکھا ہے کہ حضرت یعقوب نے ملک الموت کو خواب
مین دیکھا تھا پھر تقاضا اُنسے پوچھا کہ یوسف کی روح قبض کی ہے کہا نہین واللہ کہ وہ زندہ ہے
اگر اسکو تو ڈھونڈھے اور طلب کرے شاید اسکو پاوے پس اس امیدواری سے حضرت یعقوب
نے کہا ای فرزند جاؤ اور حال یوسف اسکے کا تفحص کرو اور رحمت خدا سے ناامید نہو۔ اور مواہب
مین یہ آیت یا بنی اذہبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ ولا تایئسوا من روح اللہ
الا القوم الکفرون ۝ فلما دخلوا علیہ قالوا یا ایہا العزیز مسنا واہلنا
الضر وجئنا ببضاعة مزجات فاوف لنا الکیل وتصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین
یعنے ای بیٹو میرے جاؤ پس خبر لو یوسف سے اور بھائی اُسکے سے اور مت ناامید ہو رحمت اللہ کی
سے تحقیق ناامید ہونا رحمت خدا کی سے مگر قوم کافرون کی پس جب داخل ہوے اوپر اسکے کہا
انھون نے ای عزیز لگی ہے ہمکو اور اہل ہمارے کو سختی اور لائے ہین ہم پونجی حقیر یعنے تھوڑی پس پورا دے
ہمکو پیمانہ اور خیرات کر اوپر ہمارے تحقیق اللہ ثواب دیتا ہے صدقہ دینے والون کو۔ لکھا ہے کہ حضرت
یعقوب نے فارض بن یہودا کو کہ بزرانت رائے اور متانت فکر تمام احفاد و اعقاب اسرائیل مین امتیاز
رکھتا تھا طلب کیا کہ عزیز مصر کو اس مضمون کا نامہ لکھنا چاہیے کہ یعقوب اسرائیل اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ
بن ابراہیم خلیل اللہ کیطرف سے معلوم ہووے عزیز مصر کو کہ ہم وہ اہلبیت ہین کہ خدای تعالی نے بلا کو ہمپر
موکل کیا ہے یعنے ابراہیم خلیل اللہ کو کہ میرے دادا تھے انکے ہاتھ پانوٗن باندھکر آتش نمرودی مین ڈالا
اور حق تعالی نے انکو اس آگ سے نجات دی اور میرے باپ اسمعیل کے گلے پر چھری رکھی خدای تعالی
نے اسکے واسطے فدیہ بھیجا اور میرا ایک بیٹا تھا کہ سب فرزندون مین دوست تر تھا اسکو جنگل مین لے گئے
اور پیراہن خون آلودہ لائے اور کہا کہ اسکو بھیڑیا کھا گیا مین اسکے فراق مین اتنا رویا کہ میری آنکھین سفید
ہوگئین اور اسکا ایک بھائی سگا تھا کہ اُس سے اپنی تسلی کرتا تھا اسکو تمنے چور بنا کر رکھ چھوڑا ہے
اور ہم اُس خاندان مین سے نہین ہین کہ چوری کرین یا ہم مین سے کوئی چور ہووے اگر میرے اس
فرزند کو بھیجدو تو فہو المراد والا تیرے واسطے دعا کرونگا اس دعا کا اثر تیری ساتوین نسل تک
پہونچے گا والسلام ۔ یہ لکھکر اپنے فرزند کو دیا اور تھوڑا سرمایہ جنس لے ورد راہم کہ کم قیمت یا کچھ پشم
اور روغن اور پنیر اور مثل اُسکے مرتب کر کر انکو مصر مین بھیجا اور یہ وہان پہونچکر باتفاق اس بھائی کے

کر وہان تھا حضرت یوسف کے پاس گئے اور اُس نامہ کو دیا حضرت یوسفؑ اُس نامہ کو زیر نقاب پڑھا
اور زار زار مثل ابر نو بہار کے روئے اور اُسی وقت اُس نامہ کا جواب لکھا کہ یعقوب اسرائیل اللہ ابن
ذبیح اللہ ابن خلیل اللہ کو عزیز زمان کیطرف سے واضح ہو تحقیق پہونچی میرے پاس ایک سلطان کی مثل تھی
رو پہونچتی ہون آبار کرام تمہارے کے اور مبتلا ہونے تمہارے کے ساتھ فراق اولاد امجاد کے اور واقف
ہوا مین اسپر چاہیے تمکو صبر جمیل کسواسطے کہ جو کوئی صبر کرے ظفر پاوے جیسے تمہارے بزرگون نے صبر کیا
اور ظفر پائی والسلام جب یہ نامہ کا جواب بوساطت قاصد حضرت یعقوب کو پہونچا کہا مین اس
سے کلام یوسف کا پاتا ہون کسواسطے کہ اس نامہ مین بادشاہون کا کلام نہین ہے بلکہ پیغمبرون کا سخن
ہے پھر جب حضرت یعقوب نے اپنے فرزندون کو نامہ لکھا کہ تم وہین رہو اور عزیز کے ساتھ تواضع کرو
تا آنکہ تمپر فضل کرے اور میرے فرزند کو پھیر دیوے اور طعام کے بار بھی دیوے کہ قحط اور تنگی یہان سبب
ہے جب یہ نامہ فرزندونکو پہونچا سب بھائی جمع ہو کر حضرت یوسف کے اور عاجزی اور زاری
کرنی شروع کی اور کہا ہم یہان مسافر ہین غریب ہین اور ہمارا باپ وہان محنت و مشقت سے ہے یہ
سرمایہ بیمقدار اور بے اعتبار کہ ہم لائے ہین اپنے فضل و کرم سے قبول کر اور ہمکو حیران و پریشان
نکر اور اس قدر ہمین گیہون عنایت فرما اور ہمارے بھائی کو بھی صدقہ مین ہمکو دے کہ چونکہ تمام
اہل ولایت تیرے غلام ہین اسکے غلام ہونے سے تجھکو کیا فائدہ اسوقت حضرت کا دل بھر آیا
آیت قال ھل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیہ اذ انتم جاھلون یعنے کہا کہ جانتے
ہو تم کیا کیا تھا تم نے ساتھ یوسف کے اور بھائی اُسکے کے جب تھے تم جاہل اور لکھا ہے
برائی کرنا انکا حضرت کے ساتھ تو ظاہر ہے اور بنیامین کے ساتھ یہ تھا کہ اُسکو خوار اور بے
اعتبار رکھتے تھے یہانتک کہ کسی کے ساتھ یہ کلام نکرتا تھا مگر بعجز و ذلت اور حضرت یوسف نے
یہ باتین از راہ نصیحت کہین نہ بوجہ عتاب اور پھر حضرت یوسف نے اپنے منہ پر سے نقاب اُتار
ڈالی اور تاج سر پر سے اُٹھا لیا اُنکی شکل و شمائل پر نظر پڑی آیت قالوا ءانک لانت یوسف
کہا انھون نے تحقیق تو ہے یوسف کسواسطے کہ یہ جمال بروجہ کمال اور کہا نہین ہے آیت
قال انا یوسف وھذا اخی قد من اللہ علینا انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع
اجر المحسنین ٥ کہا کہ مین ہون یوسف اور بھائی میرا ہے تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر ہمارے
تحقیق جو کوئی پرہیزگاری کرے اور صبر کرے پس تحقیق اللہ ضایع نہین کرتا ثواب احسان
کرنیوالون کا پس سب بھائی تخت کے پاس آئے اور چاہا کہ حضرت یوسف کی پابوسی کرین
حضرت یوسف نے تخت پر سے اُتر کر اُنکو گلے سے لگایا اُنھون نے کہا آیت تاللہ لقد آثرک اللہ
علینا وان کنا لخاطئین ٥ قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق پسند کیا تجھکو اللہ نے اوپر ہمارے اور تحقیق

تھے

تھے ہم خطاکار۔ سجدہ اگرچہ حسن و صورت اور نکوئی سیرت خداے تعالےٰ نے تجکو ہمپر برگزیدہ فرمایا اور ہم
گنہگار ہین اپنے فضل و کرم سے ہمکو بخشش کر آیت قال لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وهو
ارحم الراحمین ط کہا کہ نہین سرزنش اوپر تمھارے آج کے دن بخشیگا اللہ واسطے تمھارے اور وہ بہتر
رحم کرنیوالا ہے۔ حضرت یوسف نے کہا تمھارے واسطے کچھ سرزنش نہین ہے آج سے مین تمھارا ہرگز ذکر
گناہ زبان پر نلاؤنگا اور امیدوار ہون کہ خداتعالی بھی تمکو عفو کریگا کہ تمنے اپنے گناہ پر اعتراف کیا اور
اس سے پشیمان ہوے۔ روایت کرتے ہین کہ حضرت یوسف نے اپنے بھائیون کی خطا معاف کی اور ہر روز
اپنے پاس بلاے طعام ہر صبح و شام طلب کرتے تھے ایکدن انھون نے حضرت یوسف کو پیغام بھیجا کہ ہمسے
بہت خطائین واقع ہوئی ہین اور ہمقدر کہ تو عنایت اور التفات ہمپر فرماتا ہے ہم زیادہ شرمندہ ہوتے
ہین کہا تمنے قدوم سعادت لزوم اپنے سے میرے اوپر منت عظیم رکھی ہے کسواسطے کہ اہل مصر مین ہرچند مین انکا حاکم
ہون اور یہ سب میرے مملوک ہین لیکن یہ بھی میرے تئین بندۂ بدرم خریدہ بحکومت رسیدہ جانتے تھے
اب تمھارے آنے سے میرا نسب ابراہیمی ظاہر ہوا اب امیدواری حضرت باری سے ہے کہ دیدار پدر بزرگوار
مجکو جلد میسر ہووے انھون نے کہا کہ اب ہم ہمیشہ تمکو دوست رکھینگے۔ آپنے فرمایا کہ مجکو کسی کا دوست
رکھنا راس نہین باپنے عزیز کیا تو اسکے انجام مین مجکو کنوین مین گرنا پڑا زلیخانے دوست رکھا تو آخر زندانی
ہوا کسی کی دوستی مجکو سواے دوست حقیقی کے مبارک نہین ہے

فصل پانچوین ملاقات ہونی حضرت یعقوب علیہ السلام کی ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کے اور بیان وفات اور مدت عمر کا امام تفسیر الروح
مین لکھا ہے کہ روز فراق حضرت یوسف سے تا روز وصال اسی برس گذری تھے کہ اس مدت مین حضرت
یعقوب کی آنکھین روتے روتے خشک تھین اور بعضے کہتے ہین کہ نابینا ہوگئین تھین اور بعضے کہتے ہین
ہنوز اندک آنکھون کی روشنی باقی تھی ایکدن حضرت یوسف نے بھائیون سے کہا کہ میرا باپ نابینا کیونکر
ہوا کہا تیرا پیراہن اپنے منھ پر رکھتا تھا اور روتا تھا تا آنکہ اندھا ہوگیا کہا اسکا علاج اور درمان بھی میرے پیراہن سے
ہوگا۔ پھر وہ پیراہن خلیل اللہ کہ حضرت جبرئیل نے انکے بازو پر سے کھولکر کنوین مین پہنایا تھا وحی بھیجی کہ اسکو
کنعان مین بھیجدے حضرت یوسف نے اپنے بھائیون سے کہا کہ اس پیراہن کو لیجاؤ اور باپ کے منھ پر
ڈالو کہ بقدرت خدا بصیر اور بینا ہو جاویگا پھر وہ تم مع سب آدمیون کے یہان آؤ اور مواہب علیہ
مین لکھا ہے کہ یہودا نے کہا اے یوسف پیراہن خون آلودہ تیرے باپ کے پاس مین لیگیا تھا یہ پیراہن
مژدہ و نوید بھی میرے حوالہ کر کہ مین جاؤن تا اس پیراہن کی خوشی مین اس پیراہن کے اندوہ کا تدارک
کرے حضرت یوسف نے یہودا کو دیا اور اسباب باپ کے واسطے اور متعلقون کے واسطے اور بھائیون کے واسطے
تفویض کیا اور تمام اہل کنعان کو لشکرانہ اسکے کہ باپ کو پایا ہدیہ و تحفہ بھیجا جب یہ عمارت مصر سے جدا ہو کر
جنگل پہونچے باد صبا کو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ اسی ساعت مین بوے پیراہن یوسف مشام حضرت یعقوب

مین پہونچا وہ حضرت نے اُن لوگون کو کہ اُنکے پاس اُسوقت موجود تھے کہا یوسف کی بو مجکو آتی ہے لیکن لوگ اسباب کو خلل حواس پر نسبت کرینگے اور اُنھون نے کہا اب تک تمکو وہی آرزوے محال باقی چالیس برس یا اسی برس گئے بعد کثرت محبت یوسف سے توقع ملاقات کی رکھتے ہو اور اُسکو زندہ سمجھتے ہو بڑے تعجب کی بات ہے اور یہ ضلالت قدیم آیت قالوا تاللہ انک لفی ضلالک القدیم کہنے لگے قسم ہے اللہ کی تحقیق تو بیچ وہم قدیم اپنے کے ہے اور جب بعد چند روز کے یہودا سب بھائیون سے پہلے کنعان مین پہونچا اور پیراہن حضرت یوسف کا باپ کے منہ پر ڈالا اُسی وقت حضرت یعقوب بینا اور بصیر ہوا اور یہودا کو آفرین کی اور مرحبا کہا قصص مین لکھا ہے کہ حضرت یوسف نے یہودا سے پہلے ایک اور شخص کو کہ ایک دن مین سو فرسنگ چلتا تھا بھیجا کہ حضرت یعقوب کو جاکر بشارت دیوے پہلے اُسی جاکر کہا کہ یوسف مصر کا بادشاہ ہے اور بنیامین کو اچھی طرح رکھا ہے اور یہودا ابھی پیچھے سے آتا ہے اور پیراہن یوسف کا لاتا ہے کہ اسکو تمھاری انکھون پہ ملے تا بینائی حاصل ہووے حضرت یعقوب نے کہا کہ یوسف کون سے دین اور ملت پر ہے اُسنے کہا دین اسلام اور ملت اپنے ابا کرام پر پھر حضرت اور اہل کنعان خوش ہوے اور یہودا بھی پہونچا اور پیراہن باپ کے منہ پر ڈالا اور آنکھین اُنکی روشن ہوئین کہا مین تمکو نہین کہتا تھا کہ مین جانتا ہون جو کچھ کہ تم نہین جانتے اور بعضے لوگون نے پوچھا کہ اُسوقت آپنے بوے پیراہن یوسف استشمام کی اور بعد مسافت مانع اُنکی دریافت کی نہوئی اسکا کیا باعث ہے کہ اُنکے حال تکلیف چاہ سے کہ متصل کنعان ہے آگہی نہ پائی مثنوی یکی پرسید

ازان گم کردہ فرزند :: کہ اے روشن گہر پیر خردمند :: ز مصرش بوے پیراہن شمیدی :: چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہانست :: دمے پیدا و دیگر دم نہانست :: گہے بر طارم اعلی نشینیم :: گہے بر پشت پاے خود نہ بینیم ::

بالجملہ علم غیب سواے علام الغیوب کے اور کسی کو نہین ہے مگر جب وہ چاہتا ہے جس کسی کو آگہی دیتا ہے احسان ہے پروردگار کا کہ انجام اس کام کا اچھا ہوا اور جبکہ اور بھائی آئے اور باپ کی پاؤن پر گرے اور کہا اے باپ آمرزش خدا سے ہمارے واسطے طلب کر کہ ہم گنہگار ہین حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا مین تمھارے واسطے آمرزش خدا سے چاہونگا کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے اور بحر المواج مین اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ حضرت یعقوب نے دعا کرنے مین تاخیر اسواسطے کی کہ شب جمعہ یا وقت سحر کہ ان اوقات مین مظنہ اجابت دعوت ہوتا ہے آجاوے یا اسواسطے کہ معلوم ہو لیوے کہ حضرت یوسف نے بھی انکی خطا معاف کی ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ اسوقت تک تاخیر کی کہ حضرت یعقوب مصر مین پہونچے پھر ایک رات کو بعد نماز تہجد رو بقبلہ کھڑے ہوے اور حضرت یوسف کو اپنے پیچھے کیا اور اپنے فرزندون کو حضرت یوسف کے پیچھے اور دعا کی اور سب فرزندون نے آمین کہی حق سبحانہ تعالی نے وہ قبول فرمائی تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام مع تمامی اہل عیال اور اطفال و متعلقان مصر کو روانہ ہوا اور معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ بہتر آدمی تھے مرد اور عورت اور [illegible] اور معارج النبوت مین [illegible] ضمن النعمت سابقہ کے لایا ہے کہ ایک روایت ہے

ستر نفر تھے اور ایک روایت سے دو سو اور ایک روایت سے چار سو جب مصر کے نزدیک پہونچے یہودا نے
اپنے بیٹے کو کہ فارض نام رکھتا تھا بنا بر اطلاع بشارت قدوم اہل کنعان سے روانہ کیا جب اُسنے حضرت
یوسفؑ کو خبر قربت اثر قرب قافلہ اثر پہونچائی فی الفور واسطے اجازت استقبال ملک ریان کے پاس
گئے بادشاہ نے کہا کہ مین بھی سعادت پیشوائی مین ہمراہی کرونگا اور حکم کیا کہ نزدیک خیمہ و خرگاہ شاہی بیرون
شہر برپا کیئے جاوین اور تمام سپاہ سوار و پیادہ وہان فراہم ہووے صبح حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ مصر کو
آراستہ اور آئینہ بند کرین پھر آپ لشکر کو آراستہ کر کے مع ملک ریان اور آدمی اشراف مصر باستقبال پدر
عالی قدر فرخ فال اور اولاد فرخندہ مآل اُسکے باہر آئے جب جنگل مین پہونچے سوار ان لشکر دستہ دستہ ہوچکے
اور دستہ مین دو ہزار سوار تھے اور حضرت یعقوبؑ ایک ٹیلے پر مع فرزندان بہر او ریلا حظہ کرتے تھے اور سپاہ
حضرت یوسفؑ جوق جوق اُنکے آگے سے گذرتے تھے اور شرایط خدمتگاری بجالاتے تھے اور حضرت یعقوبؑ
اس تجمل خیل و حشم سے تعجب کرتے تھے کہ حضرت جبرئیل آئے اور کہا آراستگی لشکر سے کیا تعجب کرتا ہے اوپر دیکھ
کہ لشکر ملک از زمین تا افلاک دیکھنے کے واسطے آئے ہین اور تیری شادی کے ساتھ خوشحال ہین جیسے کہ تیرے
اندوہ سے غمناک تھے تا آنکہ حضرت یوسفؑ علیہ السّلام دور سے پیدا ہوئے ایک عماری مرصع مین بیٹھے اور
علما اور حکما مصر چپ و راست صف باندھے ہوئے جب دور سے حضرت یوسفؑ کی نظر حضرت یعقوبؑ
اور اُنکی اولاد پر پڑی عماری زرکاری سے اُترے اور چاہا کہ سلام کرین جبرئیل علیہ السلام نے کہا ٹھہر جاؤ
کہ پہلے تمکو تمہارا باپ سلام کر لیوے خبر مین آیا ہے کہ حضرت یعقوبؑ پیادہ ہوئے اور دست بگردن یہودا
روانہ ہوئے جب اُنکی نظر یوسفؑ کے جمال پر پڑی کہا السلام علیک یا مذہب الاحزان یا مزیل الکرب
والاحوان یعنی سلام تیرے اوپر ہو جیوا اے غمون کے لیجانے والے اور دور کرنے والے اور دونو
گلے لگ کر اتنا روئے کہ بیہوش ہو گئے بعد افاقہ حضرت یوسفؑ ہاتھ حضرت یعقوبؑ کا پکڑ کر ملک
ریان بن ولید کے پاس لیگئے بادشاہ نے بسبب اُسکے کہ نبوت حضرت ابراہیم اور انکی اولاد اور
اہلبیت پر ایمان لایا تھا فرط اعتقاد سے ناموس سلطنت کو طاق نسیان پر رکھکر روبرو حضرت
یعقوبؑ کے سر ارادت خم کیا اور اُنکے قدمون پر گرا اور دست مبارک اُنکا چوما۔ معارج النبوۃ مین لکھا
ہے کہ دونون ایک دوسرے کی گردن مین ہاتھ ڈالکر اتنا روئے تھے کہ بیہوش ہو گئے تھے چنانچہ تین پہر تک
تک ہوش مین نہ آئے اور اسوقت ساکنان ملاء اعلیٰ اور گروبیان عالم بالا ان دونون مشتاق سوختہ
فراق کا تماشا دیکھتے تھے اور جبرئیل سات ستر فرشتون کے طباق سے بیشمار پر از انوار دار الفرار لئے
تھے اور بجناب باری گریہ و زاری کرتے تھے کہ خداوندا ہر ایک کو ہر ایک کے ساتھ الہی محبت ہے کہ
آج یعقوبؑ کو یوسفؑ کے ساتھ ہے فرمان آیا کہ میری تئین امتیان پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کی محبت تیرے ہے اس سے زیادہ ہے اور بحر المواج مین لکھا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت یوسفؑ استقبال

گھوڑے پر سے نہ اُترے تھے کہ اسکی شومی سے اُنکی نسل میں نبوت منتقل ہوئی یہ حضرت یوسف پر افترا ہے اور نسبت کرنے ایسے امر کی ناروا ہے کس واسطے کہ حضرت یوسف برگزیدہ خدا کے تھے ایسا کار ناشایستہ اور عمل ناپسندیدہ اُنسے وقوع میں آنا بغیر وحی الہام ربانی متصور نہیں ہوتا اور بحر المواج میں لکھا ہے کہ بعد ازملاقات حضرت یوسف نے حضرت یعقوبؑ سے پوچھا ای پدر مہربان جو تم جانتے تھے کہ قیامت میں ملاقات میسر ہوگی پھر کس واسطے روتے تھے اور اتنا غم و اندوہ کرتے تھے کہا مجھکو یقین نہ تھا کہ تو پیغمبر ہوگا اور اپنے اباء و اجداد کے دین پر قائم رہیگا ڈرتا تھا کہ عیاذاً باللہ اور دین پہ ہو جاوے اور قیامت میں بھی ملاقات میسر نہووے اس سبب سے میں روتا تھا۔ القصہ جب مصر میں آئے اُنکو اپنے محل میں اتارا اور باپ اور اپنا خالہ کو تخت پر چڑھا کے اور باپ اور خالہ اور بھائیوں نے سجدہ تحیت کیا کہ تعظیم اُس زمانے میں سجدے کے ساتھ ہوتی تھی جب حضرت یوسف نے یہ حال مشاہدہ کیا آیت وقال یا ابت ھذا تاویل رءیای من قبل اور کہا ای باپ میرے یہ ہے تعبیر خواب میرے کی پہلے سے اور کہا ای پدر بزرگوار یہ تمہارا سجدہ کرنا اس میرے خواب کی تعبیر ہے کہ حالت خوردی میں میں نے دیکھا تھا کہ خدا نے اُسکو سچ کیا اور مجھکو اس مرتبہ بلند پر پہونچایا اور یہ اُسکی لطف اور قدرت سے بعید کچھ نہیں ہے۔ اور معارج النبوت میں لکھا ہے کہ جب حضرت یعقوبؑ اور اُنکی اولاد مصر میں آچکی تو حضرت یوسف نے تمام مصر کے آدمیوں کو جامع مسجد میں جمع کیا اور منبر پر آئے اور خطبہ پڑھا اور پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوات زاکیات بھیجی اور پھر فرمایا کہ ای اہل مصر تم کون ہو سب نے کہا ہم تیرے غلام ہیں حضرت یوسف نے کہا سب جانو اور آگاہ ہو کہ یہ پیغمبر برگزیدہ اور نور ہر دو دیدہ یعنے حضرت یعقوبؑ میرے باپ ہیں اور یہ فرزند اُنکے ہیں اور بھائی میرے ہیں تم سبکو بطفیل اس شیخ اور بزرگ کے کہ منبر کے پاس بیٹھا ہے میں نے آزاد کیا فریاد اُنکی نہاد سے باہر آئی اور جلالت اور عظمت منزلت حضرت یوسف کی سب پر ظاہر ہوئی۔ مدارک نے بکمال تصریح و تصحیح ہو بہو شیخ تفسیر قولہ تعالےٰ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت یوسف حضرت یعقوبؑ کا ہاتھ پکڑے ہوے خزانہ اور چاندی اور سونا اور اثاثہ اور اسباب اور سلاح وغیرہ دکھاتے پھرتے تھے جب کاغذ کے خزانے میں پہونچے حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسف سے پوچھا اے فرزند تیرے پاس اسقدر کاغذ تھا اور آٹھ دن یا ایک مہینہ کی راہ پر مطلق میرے پاس خط نہ بھیجا حضرت یوسف نے کہا مجھکو حضرت جبرئیل نے اسی طرح کہا تھا کہا ایک مرتبہ اسکا سبب اس سے پوچھ کہا آپ کو اُنکے ساتھ مجھسے زیادہ خلوص اور راہ و رسم محبت ہے حضرت یعقوبؑ نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہا کہ خدا تعالےٰ نے تجھے اسطرح فرمایا تھا اسواسطے کہ تو نے اپنے فرزندوں سے کہا تھا کہ یوسف کو میں تمہیں دیتا اور اسکے بھیڑیے کے کھا جانے سے ڈرتا ہوں مجھسے نہ خوف کیا اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ جب زمان مواصلت اور مجالست یعقوبؑ اور یوسف نے امتداد پایا اور ہشتاد برس

اور

اور ایک قول سے چار سال اس حال پر منقضی ہوئے ناگاہ جریان احکام قضا موکل اجل نے دولتخانۂ نبوت
کے دروازے کو ہلایا اور زنجیر ابواب خلوت سرا کو حرکت میں لایا اسرائیل اللہ نے جانا کہ دست ملک
الموت سے کسی کو نجات نہیں ہے اپنے فرزندوں کو بلایا اور شرائط وصیت عمل میں لاکر حضرت یوسف کو اپنا
وصی اور ولیعہد کیا اور کہا جب میں اس مرحلہ فانی سے منزل باقی رحلت کروں تو مجھکو میرے آباء ابراہیم
اور اسحاق کے پاس دفن کرنا ہنوز اس کلام سے فارغ نہوئے تھے کہ ہمائے بلند پرواز روح مطہر انکا صحبت
مقربان بارگاہ ملک متعال میں بجوار رحمت ذوالجلال خرامان ہوا اور معالم التنزیل میں بیچ تفسیر آیت
ان ربی لطیف لما یشاء وانہ ہو العلیم الحکیم یعنی تحقیق پروردگار میرا لطف کرنیوالا ہے جسکو
چاہے تحقیق وہ جاننے والا حکمت والا ہے میں نقل کیا ہے کہ حضرت یعقوب ایک سال کی لکڑی کے تابوت
میں اور بعضوں کے نزدیک صندوق سنگین میں رکھکر بیت المقدس میں لے گئے عرائس التفسیر میں لکھا
ہے کہ اتفاقاً اسی دن وہاں عیص کہ حضرت یعقوب کے بھائی تھے مرگئے تھے دونوں ایک قبر میں دفن
کیا اور یہ دونوں ایک بطن سے جوڑوان پیدا ہوئے تھے اور عمر ہر ایک کی ایکسو سینتالیس یا ایکسو ستاون
برس کی تھی علی الاختلاف الاحوال حلیہ مبارک حضرت یعقوب نہایت شبیہ تھے بحضرت اسحاق اور
ایک تل تھا انکے رخسار پر اور دراز قد اور نحیف البدن تھے صفات انکے صدیق اور متحمل اور صابر اور
معیشت انکی اوائل حال میں مواشی اور اغنام چرا کر تھی اور مدت دعوت پچاس برس۔ القصہ جب
حضرت یوسف تجہیز و تکفین اپنے پدر عالی قدر سے فارغ ہوئے پھر مصر میں آئے اور اپنے کام میں
معروف ہوئے بعد چندے ریان بن الولید نے ملت اسلام اور تجدید تخت سلطنت کو وداع کیا
اور رہگذار عالم قدس ہوا اسکے بعد ایک کافر فاجر انکے بنی اعمام میں سے کہ قابوس بن مصعب نام رکھتا
تھا سریر فرمانروائی پر بیٹھا اور تجدید رسوم عمالقہ اور فراغت کہ زمان معدلت اقتران ریان میں صفحات خواطر
اہل زمان سے محو ہوگئے تھے حکم دیا ہر چند کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنا بر وحی سماوی اسکو امور
ردیہ سے منع فرماکر بار بار ارتکاب اعمال پسندیدہ امر کیا اسنے انکی تصدیق نبوت اعتراف نہ کیا اور رعیت پر اوا
ظلم ہوا حضرت یوسف اسلام قابوس سے مایوس ہوکر اپنے طول ایام حیات سے بیزار ہوئے تاآنکہ
ایک شب کہ خلق ہنگامہ پوئے اشغال اور گفتگوئے ہجر و وصال سے سوگئی تھی مناجات کی اور کہا اے کریم
کارساز و اے رحیم بندہ نواز ہرگاہ کہ مجکو محنت چاہ سے بدولت و جاہ پہونچایا اور حضیض رقیب سے
باوج عزت لایا اور ساتھ نور معرفت تعبیر و تاویل کے میرے چراغ خاطر کو روشن اور منور اور مجکو مسرور بہ
وصال پدر عالی قدر کیا اب میرے مرغ روح کو کہ قفس قالب میں تنگ ہے رہائی بخش اور گلشن
جنان اور روضہ رضوان پہونچا اور مقام ابراہیم خلیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسمٰعیل میں
مقیم فرما اور بیقین اجابت اس دعا کے بھائیوں کو بلاکر اپنے پاس بٹھایا اور خطبہ وداع ادا کیا

اور یہودا کو کہ انوار فراست اور آثار نجابت انکی جبین مبین سے ظاہر تھے خلیفہ اپنا کیا اور بامارت ریاست بنی اسرائیل اور اتباع و اشیاع خاندان خلیل نصب فرما کر سب با نقیاد امر و نہی اور اطاعت فرمانبرداری اسکی مین اشارہ کیا اور اولاد یعقوب سبے وصایاے یوسف کو قبول کرکے پوچھا کہ بعد از حضرت احوال منسبان دودمان رسالت رفا اور شدت ضعف و قوت مین کہان تک پہونچیگا جواب دیا کہ تم جادہ ملت ابراہیم پر مستقیم رہو اور متابعت شریعت اور طریقت اپنے آبا و اجداد کی بجا لاؤ لیکن بعد میرے انتقال کے مدت قلیل اور زمان اندک مین ایک بادشاہ جبار ستمگار اور ظالم قہار نتائج اسباط عملاق اور قبط سے ملک مصر پر مستولی ہوگا اور باوصف رعایت عجز بشریت از روے گمراہی ربوبیت کا دعوی کریگا اور چار سو برس قادر ذوالجلال اسکو سلطنت مین مہلت دیگا گروہ کافر اور طغیان سے روگردان نہوگا اور اس بدکردار کے ظہور کی علامت یہ ہے کہ جو مرغ سفید میرے گھر مین ہے اخرس و خاموش یعنے بہرا اور گونگا ہو جاویگا اور مطلق اسکی آواز بگوش اہل صلاح و فساد نہ پہونچیگی اور جب ایام سلطنت اس ملعون خدا کے منقضی ہونگے سبط برادرم لاوی سے ایک پیغمبر موسی نام مبعوث ہوگا اور بوجود نکبت وجود اسکی یہی مرغ پھر خروش مین آئیگا اور وہ بنی اسرائیل بکلمات واضح اور آیات لائح اس جہود کو عاجز کریگا اور اسکے معجزے سے وہ خاکسار بار جہنم واصل ہوگا چاہیے کہ اپنے فرزندوں کو بطنا بعد بطن وصیت کرو کہ جب وہ پیغمبر ظاہر ہووے اور تمہارے ذریت اپنے ہمراہ لیکر مصر سے باہر جاوے میری نعش کے صندوق کو مدفن سے نکالکر اپنے ہمراہ بمرقد آبائے کرام میرے لیجا کر مدفون کرین اور یہ فرماکر بروضہ وصال انتقال کیا اور عبدالرحمن جامی نے حضرت یوسف کی وفات کو اسطرح بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت یوسف بقصد سواری لباس شہریاری پہنکر گھوڑے پر سوار ہونے لگے ایک پانوں رکاب مین رکھا تھا کہ انکے پاس عزرائیل آئے اور کہا اب بس دیر نہ کرو کہ تمہاری عمر مین سے کچھ باقی نہین رہا کہ دوسری رکاب مین بھی نہین آپ پانوں رکھنے پاوینگے اور انکے ہاتھ مین ایک سیب بہشتی تھا وہ حضرت یوسف کے ہاتھ مین دیا اور انھون نے اسکو سونگھا اور اسی حال سے جان کو تسلیم کی حلیہ مبارک انکا مجعد موے سفید پوست معتدل القامت مستوی الخلقت صغیر السرہ چشم مبارک کشادہ و بزرگ اور جب حضرت تبسم فرماتے تو دانت پر نور مین سے ایک نور ساطع اور لامع ہوتا اور ہنگام تکلم شعاع دہان معجز بیان سے لائح گشتے ہین کہ حضرت حضرت کی نہایت مشابہ تھی بعد از حضرت آدم کے بیشتر از حسد و خطا و ذلت تھے اور صفات انکے صبور اور باوقار اور عالم بتاویل رویا اور امور مخفیہ اور حوادث آیندہ سے مطلع ملفوف وردا کے کرامت و علا اور ملبس بلباس عز و شان و ھو اکثر ہوا ان لکر ہم علی نبینا و علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم اور شریعت اور مذہب حضرت کا تابع ملت آباو اجداد تھا اور معجزات انسے بہت ہوئے ہین ازانجملہ ایک یہ کہ جب دعوت قابوس بن مصعب مشغول ہوئے آفتاب منقطع

معجزہ طلب کیا آپ نے دعا کی قریب تخت بادشاہ ایک درخت تھا اسکے سبز پتے کئی رنگ کے ساتھ ملون
ہو گئے اور یہ ایک طفل نابینا آپکی خدمت بابرکت میں لائے اپنے نقاب منھ پر سے اٹھا کر اسکی طرف دیکھا
وہ بینا اور بصیر ہو گیا اور اسی طرح زلیخا نے حالت ضعف و پیری میں انفاس حیات بخش حضرت سے
شباب و جوانی سعادت کی چنانچہ سابق مذکور ہوا اور صفت انکی صغر سن میں کہتے ہین تجارت کیطرف
میل رکھتے تھے کہ راس المال اپنا ایسون کو سپرد کیا تھا کہ وہ خرید اور فروخت کیا کرتے تھے اور جب سریر
حکومت پر تمکن ہوئے غیر از ادائے لوازم نبوت اور مراسم حکومت با مر دیگر قیام اور اقدام نہ کیا ایام فراق
کلبی کہتا ہے بائیس برس اور بروایت عبداللہ بن عباس ہشتاد اور بقول سری بن یحیی ہشتاد اور بقول حسن بصری
وہ بھی از تابعین اسی اور سلمان فارسی اور اکثر علما کہتے ہین کہ زمان ہجران و فرقت آنحضرت چالیس سال
ہی اور اسی قول نے درمیان اہل تاریخ اشتہار پایا ہی اور ایام حیات توریت میں لکھا ہی کہ سو برس زندگانی پائی
ہے اور ہمام بن منبہ نے اپنی کتاب مبتدا میں مرقوم کیا ہے کہ ایکسو سات برس حضرت کی عمر کے ہوئے
اور محمد بن اسحاق کہتا ہے ایک سو اٹھارہ برس اور ثعلبی نے عرائس میں لکھا ہی ایکسو بیس ۱۲۰ برس اور اعتماد
اور اتفاق اہل تاریخ کا اسی قول پر ہے اور معالم اور مدارک اور بحر المواج وغیرہ سے منقول کہ جب حضرت
کی روح نے عالم جسمانی کو وداع کیا آنکے بھائیوں نے حضرت کے تابوت کو عمارت مرمری ایک محل و دریچہ کر کنارہ
رود نیل کے دفن کیا کسواسطے کہ علما اور عقلا اور اشراف اور اوساط الناس ہر محلے نے چاہا تھا کہ فیض آثار
حضرت سے ہم محروم نہ رہیں اپنی اپنی زمین میں مدفون کرنیکا ارادہ کیا اس سبب سے نزدیک تھا کہ نوبت بجدال و
قتال پہونچے لاجرم ارباب عقول سلیم نے قرین صواب اسطرح پر جانا کہ جسد مطہر کو صندوق میں سنگ مرمر رکھکر
رود نیل میں دفن کریں تا بسبب استعمال میں آنے اسکے پانی کے برکت اسکی شامل حال ہر خاص و عام ہو۔ اور تدبیر
خطہ خاک کو بجائے کعبہ باعث حصول حاجات ہو اسکا طبقہ مصر کو مرقد مقدس حضرت کا قبلہ حاجات و مرادات
ہوا بالجملہ یہیں کیا اور مدت تک وہ گنج حسن رود نیل میں مخزون رہا تا آنکہ موسی کلیم اللہ علیہ التحیۃ والتسلیم نے
وہاں سے نکال کر مزرعہ خلیل اور مشہد اسرائیل میں مدفون کیا چنانچہ تفصیل اس اجمال کی حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے قصہ میں گذارش کیجاویگی انشاء اللہ تعالیٰ اور معالم اور مدارک اور بحر المواج وغیرہ میں بھی
اسی طرح سے ہے۔ رائے صواب نمائے اذکیا پر پوشیدہ نرہے کہ جو کچھ اس مسودہ میں قصہ حضرت یوسف
یہاں تک لکھا گیا منقول کتب معتبرہ صحیحہ سے ہے اور بعض روایات وحکایات محمد بن جمید طبری اور
حافظ ابرو اور اور تمام اہل تاریخ میں مخالفت اور تفاوت ہی اور انکی تفصیل موجب تطویل ہے لاجرم
اقوال جمہور ائمہ تاریخ کو سبب نزول اس سورہ اور ایصال اس حکایت میں بسبیل اجمال باہم ضم اور ملحق کر کے
لکھتا ہوں کہ محصل کلمات اخبار اس باب میں اسطرح مسموع ہوئے ہیں کہ ایک جماعت کو یہ زعم اور تصور ہے
کہ ایک دن درمیان ایک اصحاب صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور طائفہ یہود کی فضیلت کتاب

کریم مین باقی صحف سماوی پر کچھ کلام ہو رہا تھا انھون نے کہا قصہ صاحب جمال کنعانی درمیان اہم اشباہ ہیں
و قصص و اخبار سے ہے اور توریت اسکے ذکر پر ناطق اور کیفیت اسکی سے مخبر اور تمہاری کتاب اوس سے
خالی ہے تم کس سبب سے قرآن کو تمامی کتب انبیاء سابق پر تفصیل اور ترجیح دیتے ہو اوس صحابی نے اسنے
ارباب دین کو بغرض سید المرسلین پہونچایا آئینہ ضمیر انور کہ مظہر آیات رحمانی تھا استماع قول یہودی سے
متغیر اور مکدر ہوا اسقدار اس حال کے حضرت جبرئیل امین نازل ہوے اور اس حکایت بطوع احسن القصص آیات
بینات مین فرع سے ہم ابلاغ کیا اور بعض کا یہ عقیدہ ہے کہ جب مہاجرین وطن مالوف اپنے سے مفارقت
کلی پذیر ہو کر مدینہ مین آے کبھی کبھی محنت غربت اور کربت سے کہتے تھے کاش قرآن متضمن کسی حکایت
پر ہوتا کہ شباہت مہاجرت اصحاب سے رکھتا تا اوسکے مطالعہ پڑھنے سے دلہاے حزین اور خاطر
ہاے اندوہگین کو تسلی حاصل ہوتی اور موجب بہجت اور مسرت ضمائر ارباب رنج و محن ہوتا اور سبب
بھی نزول سورہ یوسف مین منقول اور مروی ہین کہ ایراد انکا موجب تطویل ہوتا ہے اسواسطے انھین ایک پر
اکتفا کیا گیا **فصل چھٹی** ذکر اسباط حضرت یعقوب علیہ السلام مین — روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ مراد
اسباط سے آیات بینات فرقانی مین اشارت بفرزندان حضرت یعقوب ہے اور اکثر اہل تاریخ اولاد حضرت
یعقوب کو پیغمبران مرسل سے شمار کرتے ہین اور اسباط کو تین سو تیرہ نفر کہتے ہین کہ ہر ایک انمین سے بہدایت
اولاد اور اعقاب اپنے مامور ہوے ہین اور کوئی راوی اخبار اور ناقل آثار بتفصیل احوال اخوان صدیق
مشغول اور مصروف نہین ہوا اور جو کیفیت ذیل قصہ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام سے
مذکور ہوا اوس سے کچھ اور زیادہ بیان نہین کیا۔ راقم حروف نے کہ اکثر کتب تواریخ سے تتبع کیا سواے
تعداد اولاد اور اعقاب و اسباط حضرت یعقوب علیہ السلام خروج موسی ابن عمران مصر سے کچھ اور نظر
نہین آیا اور جو کچھ سواد اوراق نے اسپر اطلاع پائی لکھا جاتا ہے **روبیل** فرزندان صلبی اسکے چار نفر لیکن
کثرت ذریت انکی اس مرتبہ کہ شمار اول مین نفر موجودہ موسی بیس سال سے اوپر اور پچاس سے نیچے چھیالیس
ہزار مرد مقاتل تھے اور شریف اس قوم کا اسوقت مین الیصور بن شدیئور تھا شمعون چار اولاد صلبی اسکے
بھی چار نفر لیکن اعقاد بسیار اور اعقاب بیشمار اس سے پیدا ہوے چنانچہ شمارہ اول مین بیس سے اوپر اور پچاس
سال سے نیچے اکتالیس ہزار مرد مبارز اور سردار اس طائفہ کا ہنگام تعداد شلمئیل بن صوریشدی تھا دان دو
فرزند رکھتا تھا اور انکی نسل سے امت عظیم ظاہر ہوئی چنانچہ شمار اول مین باسٹھ ہزار آٹھ سو مرد سپاہی شمار
مین آئے اور مرجع اس سبط کا اخی عیزر بن عمی شدائی تھا زبالون تین بیٹے رکھتا تھا اور انکی نسل سے
بوقت شمار اول چھپن ہزار چار سو مرد سواے اطفال شیرخوار کے اور بزرگ تھا اس فرقہ کا الیاب بن
حیلون نفتالی اولاد صلبی اسکے چار نفر ذریت انکی شمار اول مین ترپن ہزار چار سو مرد
اور رئیس اس زمرہ کا اسوقت اخیرع بن عینان تھا آشیر اسکے بھی چار فرزند تھے اور وقت شمار اول

اکتالیس ہزار پانسو مرد کارزار اُنکی ذریت سے لکھنے مین آئے اور شریف اُنکا عائل بن عمران تھا اور پچھہ فرزند رکھتا تھا اور اعقاب اُنکے بوقت شمار اکتالیس ہزار چھہ سو پچاس اور شریف اس زمرہ کا اسوقت مین یاصاف ابن رعوائیل تھا شمعون نے اعقاب اسکے کہ بیس برس سے کمتر تھے اُس گنتی مین انسٹھہ ہزار تین سو مرد تھے اور ریاست خاندان سلوم بن ہوری مین کہ اُسکی اولاد مین سے تھا تھی یوسف علیہ السلام دو فرزند رکھتے تھے اور ایک دختر اُنکی نسل سے بہتر ہزار پانسو نفر شمار مین آئے اور ریاست اُس خاندان کی درمیان شالوح بن عمود اور کمل بن براصور مشترک تھی بنیامین اُسکے تیرہ فرزند تھے ذریت اُنکی ہنگام شمار پینتیس ہزار چارسو مرد اور شمر دوان عمود یہودا پانچ فرزند صلبی رکھتا تھا اور کثرت ذریت اسکی اس مرتبہ ہوئی تھی کہ شمار اول مین بہتر ہزار چارسو مرد مقابل شمار کیے گئے تھے اور حکومت اس فرقہ کی خانہ ان یحیون بن عمیان مین مقرر تھی لاوی اولاد اسکی ایک فرزند سے بائیس ہزار نفر پیدا ہوئے اور اشرافت انھین الصافان بن عزنا ہلی اور تھی سو انکی اسمٰعیل تھی باب

گیارھوان بیان احوال حضرت ایوب صابر مین اور اس باب مین دو فصل ہین فصل پہلی نسب اور بعثت مین اور مبتلا ہونا حضرت ایوب علیہ السلام کا ساتھہ انواع محنت والم کے معالم التنزیل مین تفسیر قولہ تعالی وتاکہ مجتنا اور مواہب علیہ مین بیچ سورہ انبیا کے لکھا ہے کہ حضرت ایوب رومی تھے اور تین پشت کے ساتھہ عیص بن اسحاق کو پہونچتے ہین اور انوار التنزیل مین بیچ آیہ واذکر عبدنا ایوب اور یاد کر بندے ہمارے ایوب کو کہ سورہ ص مین لکھا ہے کہ ایوب علیہ السلام بن عیص بن اسحاق تھے اور تفسیر لباب مین ہے کہ مان اُنکی دختر لوط علیہ السلام تھی اور بی بی اُنکی کہ ایام ناتوانی مین اُسکے ساتھہ رہی برحم بیضے دختر تھیں افر بعقوب تھی لیا نام اور اکثر مورخین کہتے ہین کہ رحمہ بنت افراہیم تھی بہر تقدیر مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے اُنکو خلعت نبوت دیا اور سات پسر اور تین دختر بخشے اور معالم مین لکھا ہے کہ تین پسر اور سات دختر اور مدارک مین ہے کہ سات پسر اور سات دختر اور بہت سامان عطا فرمایا فشاعت اور مدارک مین سورہ انبیا کی تفسیر مین لکھا ہے کہ تین ہزار اونٹ اور سات ہزار بکریان اور گوسفند مین یا زیادہ اور پانسو جفت گاو کے کہ ہرکدام جفت تخم افشانی اور زمینون مین کشتکاری کرتے تھے اور پانسو غلام کہ ہرایک غلام عیال واطفال رکھتا تھا حضرت ایوب کے پاس تھے اور آدمیون کے ساتھہ نکوئی بہت کرتے تھے اور جب تک وہ بھوکون کو سیر نہ کر لیتے تھے ہرگز آپ نہ کھاتے تھے اور جب تک ننگون کو کپڑے نہ پہنا لیتے تھے آپ جامہ تو جامہ نہ پہنتے تھے اور روز و شب طاعت مین گذارتے تھے اور رسوم خیرات جسطرح چاہیے بجالاتے تھے اور اُنکے سبب ابتلا مین اختلاف ہے کشاف مین اور انوار التنزیل مین سورہ ص مین لکھا ہے کہ ایک مظلوم نے اپنی فریاد کی اور اُنھون نے اُسکی فریاد نہ سنی کہ وہ اُنکے آگے استغاثہ کرتا تھا کہ میری مواشی ایک بادشاہ کی نواحی مین اور رعیت پامال کیا کرتے

اور بادشاہ کافر سے لڑتے تھے اور تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ انھوں نے ایک منکر کو دیکھا اور خاموش ہو رہے
یا انکا ایک ہمسایہ کی بکری ذبح کرکے کھائی اور ہمسایہ بھوکا رہا اور مواہب علیہ میں سورہ انبیا میں لکھا ہے
کہ ابلیس پر تلبیس نے حسد کیا اور کہا الٰہی ایوب عافیت اور فراخی میں عیش میں وسعت کے ساتھ
رہتا ہے اور مال و فرزند بہت رکھتا ہے اس سبب سے تیری عبادت کرتا ہے اسکو بزوال اموال
اور اولاد مبتلا فرماوے تو یہ طاعت اور عبادت تیری چھوڑ دیوے اور کفران نعمت اختیار کرے
حق تعالے نے فرمایا جسطرح تو کہتا ہے اسطرح نہیں ہے وہ ہمارا بندہ پسندیدہ اور برگزیدہ ہے ہزار
بار ہم اسکو آتش بلا میں مبتلا کریں محک اعتبار پر کامل عیار ہوگا ابلیس نے کہا مجکو اسکے مال اور اولاد
مسلط فرما تا حقیقت حال ظاہر ہووے حق تعالے نے ابلیس کو اسپر تسلط دیا اور اُسنے دیوون کو متعین
کیا تا یہ ہلاک اموال اور اولاد حضرت ایوبؑ مشغول ہووین بعضے مفسرین کا یہ قول ہے کہ فرشتوں نے کہا
ایوبؑ اسقدر طاقت القوت اس نعمت سے کہ اللہ تعالے نے اسکو عطا کی ہے اور تندرستی دی ہے اور اُسکا
دل فرزندوں سے شادمان ہے بجالاتا ہے حق سبحانہ تعالے نے فرمایا میں نہیں اس سے لیتا ہوں تاکہ تمکو
معلوم ہووے کہ یہ عبادت محض میری رضامندی کے واسطے کرتا ہے اور ایک روایت سے حضرت ایوبؑ نے
آپ کہا یارب مجھے کسی بلا میں گرفتار کر تا اس بلا میں صبر کروں اور صابروں کا ثواب پاؤں اور بعضے کہتے
ہیں کہ ایک دن یہ ایک مبتلا پر گذرے اور کہا ای مبتلا تیری یہی سزا تھی اللہ تعالی کو یہ کام ناپسند آیا کہ انکو
مبتلا فرمایا اور بعضے کہتے ہیں کہ کسی نے انکو کہا کہ حق تعالے نے تجکو نعمت بہت دی ہے اور تیرے ساتھ کوئی
محبت کرتا ہے انھوں نے کہا میں بھی طاعت اور عبادت اور شکر گذاری حضرت باری کی محبت کرتا ہوں
خدا تعالے کو یہ سخن پسند نہ آیا اور بلا کو ان پر متعین کیا مواہب علیہ میں بیچ سورہ انبیا کے لکھا ہے کہ انھوں نے بجلی
گری یا صاعقہ اور بھیڑ بکری اور گوسفند بسبب سیل آب گرداب فنا میں غرق ہوئیں اور زراعت انکی
باد صرصر سے تباہ ہوئی اور ساتوں بیٹے اور تینوں بیٹیاں ایک دیوار کے نیچے دب کر مر گئیں اور
اور بعضے کہتے ہیں کہ گاؤں میں اور جو کچھ کہ گھر میں تھا سب آگ سے جل گیا اور ایک دیوار یا گھر اولاد پر گرا
کہ سب مر گئے ۔ القصہ جب حضرت ایوبؑ کو کسی چیز کے ہلاک ہونے کی خبر پہنچتی تھی کہتے تھے میں کیا
کروں جس خدا نے دی تھی اُسنے لے لی اور صبر اور شکر بجا لاتے تھے اور کہتے تھے شکر ہے کہ اصل نعمت
ابھی تک موجود ہے یعنے دین میرا سلامت ہے اور بدن میرا تندرست ہے یہ دنیا کہ ایک دار بلا ہے
اور محل ابتلا ہے خدا سے تعالے اپنے بندوں کو امتحان آزماتا ہے تا کوئی اسمین دل بستہ نہ ہوے
اور اُسکے ساتھ محبت نہ رکھے بہر حال ایک دن حضرت ایوبؑ محراب عبادت میں کھڑے ہوکے
نماز ادا کرتے تھے کہ ناگاہ انکے پانوں میں ایک درد پیدا ہوا اور پانوں سوج گیا اور اسی ساعت میں
مجروح ہو گیا اور رفتہ رفتہ تمام بدن انکا پر زخم ہوا پھر بعد ایک مدت کے اوس میں کیڑے پڑے اور

جب

جب ایسا ایک مدت گذری تو بدبو انکے بدن مین پیدا ہوئی اور کیڑون نے اثر ظاہر کیا کہتے ہین کہ کئی
ہزار کیڑے انکے بدن مین پیدا ہوے تھے اور دوست آشنا اور تمام گھر کے لوگ انسے بیزار رہتے
اور انکی چار بیبیان تھین تین نے بیطاقت ہو کر کہا کہ ہمکو طلاق دے حضرت ایوب علیہ السلام نے انکو
طلاق دے دی اور ایک بی بی رحیمہ یا رحمت بیٹی افراہیم بن یوسف یا ماجر نام بیٹی میشا بن یوسف علیہ السلام
یا الیا نام بیٹی حضرت یعقوب کی انکے پاس رہی اور کہا مین طلاق نہین چاہتی کسواسطے کہ نعمت اور
عشرت مین تمھارے ساتھ رہی ہون محنت اور مشقت مین کیونکر چھوڑ دون آخرالامر اس گانون کے
لوگون نے حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا یہان سے باہر جاؤ مبادا یہ تمھاری بیماری ہم مین سرایت
کرے اور بستی اور دشتی انکو وہان سے نکال دیا اور کسی نے انکے اقربا مین سے انکی طرف التفات کیا
مگر دو شخصون نے کہ انکے شاگرد تھے انکو لیکر روانہ ہوے اور زار زار روئے۔ اور حضرت ایوب کہتے تھے
کہ سبحان اللہ مین بزرگترین اس قریہ کا تھا اب مجکو اس خواری اور زاری سے نکالا آخر دونون شاگرد
انکو ایک اور گانون لے گئے اور وہان رکھا چند روز گذرے کہ وہان کے آدمیون نے بھی انکو نکال
دیا چنانچہ اسیطرح سات گانون انکے شاگرد اٹھا اٹھا کر انکو لے گئے اور ہر اہل قریہ نے باہر کر دیا
جب وہ شاگرد عاجز ہوے لاچار ایک جنگل مین ایک چوب وغیرہ سے جھوپڑا بنایا اور انکو وہان
رکھا اور بعد چند روز کے یہ بھی چلے گئے اور وہی بی بی اکیلی انکے پاس رہی اور خدمت کیا کی اور
حضرت ایوب اس شدت ضعف اور سستی مین بھی عبادت اور طاعت حالت تندرستی سے
کم نکرتے تھے اور ذکر اور تسبیح معمولی فروگذاشت نہونے دیتے تھے اور ایک طرفۃ العین غافل نہوتے
تھے معالم مین لکھا ہے کہ مدت مرض انکی بقول وہب تین برس کامل رہی اور بقول کعب سات
برس اور بعضے روایات سے سات برس اور سات مہینے اور سات دن اور انوار التنزیل مین ہے
کہ ساعت ساعت اور مدارک مین ہے کہ تیرہ برس اور مدارک اور معالم مین اٹھارہ برس بھی
ایک روایت ہے ہین تفسیرون مین لکھا ہے کہ ایکدن انکی بی بی نے کہا خدا تعالی سے اپنی عافیت
کے واسطے دعا کرو کہ تمکو اس بلا سے نجات دیوے کہا ہمارے عیش اور فراخی کی مدت کتنی تھی کہا
اسی برس حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ مجکو شرم آتی ہے کہ خدا سے دعا کرون سلامتی چاہون
حالانکہ مدت بلا و مرض بہ مقدار مدت صحت و عیش نہین پہونچی۔ مواہب علیہ سورۂ انبیا مین لکھا
کہ ایکدن حضرت ایوب نے بدرگاہ ملک العلام زاری کی اور کہا رب انی مسنی الضر الخ اسکی حکایت
معلوم ہوتی ہے اور نہ بے صبری مفہوم۔ اور بحال آنکہ حق تعالی نے صابر نام کیا اور فرمایا انا وجدناہ صابرا
[illegible] یا پانچ اسکو صبر کرنیوالا جواب اسکا مفسر اسطرح پر تقریر کرتے ہین کہ شیطان رجیم [illegible]
کہ اس ملعون نے حضرت ایوب کے پاس آکر کہا مجکو سجدہ کرتا ہے [illegible]

حق تعالے سے اُس درد و دکھ رنج سے شکایت کی نہ اپنے رنج سے یا یہ کہ وہ لوگ اُنکے ساتھ ایمان لائے تھے
اُنھون نے کہا اگر ایوب نیک ہوتے تو یہ اس بلا مین گرفتار ہوتا اس شماتت اعدا سے اُنکا دل بہت رنج ہوا اور یہ
کلام زبان سے نکالا یا یہ کہ ایسے ضعیف ہو گئے تھے کہ بفرض نماز اور عرض و نیاز قیام نکرسکتے تھے کہ اس کلمہ
کے ساتھ تکلم کیا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت ایوب کی زاری کرنیکی وجہ
یہ ہے کہ انکے دو شاگرد تھے اور اُنکے ساتھ قرابت رکھتے تھے ایک دن اُنکے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نے دوسرے سے
کہا اگر ایوب گنہگار نہوتا تو اللہ تعالے اس بلا مین گرفتار نکرتا حضرت ایوب یہ کلام سنکر بہت اندوہگین ہوئے
اور کہا بار خدایا تو جانتا ہے کہ مین نے گناہ نہین کیا جسطرح یہ کہتے ہین اور روئے اور کہا ربّ انی مسنی الضر یا یہ
کہ کیڑے دل و زبان مین قصد کرتے تھے کہ ایذا پہونچائین اور دونون عضو کہ محل فکر و ذکر خدا کے ہین انکی ایذا ہونا
سے خوف کیا اور یہ لفظ زبان پر جاری ہوا یا یہ کہ ہر سحر کوئی فرشتہ یا بشیر بارگاہ کبریائی سے خطاب [illegible]
حضرت ایوب کو پہونچاتا تھا کہ ای ہمارے بندے تو کسطرح ہے اور حضرت ایوب بذوق و شوق اس بشیر سے
اُس بلا کو اپنی جان ناتوان پر نگاہ سمجھتے تھے اور خوش رہتے تھے جسدن صبح کو مرہم راحت جہت اس جراحت کی
انکو پہونچیگا اس خطاب سے سرفراز نہوئے فریاد کی کہ ربّ انی مسنی الضر اور بعضے محقق کہتے ہین کہ شکایت یہ جو انکے
ساتھ تھی اس سے نہ تھی بلکہ یہ کہ ایک دن شیطان رستہ مین بصورت پیر انکی بی بی کے سامنے آیا اور کہا تو
کون ہے کہ اسقدر اندوہگین ہے کہا میرا ایک بیمار ہے اور اسکا یہ حال ہے ابلیس نے کہا شراب اور سور کا گوشت
کھلاوے تا یہ علت بالکل برطرف ہو وے جب یہ ابلیس سے سنکر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آئی تو حقیقت
حال بیان کی حضرت ایوب کمال خفا ہوئے اور کہا مجکو معصیت مین ڈالا چاہتی ہے اور قسم کھائی کہ اگر مین تندرست
ہو جاؤنگا تو تجکو سو لکڑیان مارونگا اور یہ کلمات مذکور کہنے کے بعد چالیس دن تک جی نہ آئی تھی اس سبب سے
یہ شکایت کی یا یہ کہ انکے بدن کے کیڑون مین سے ایک یا دو زمین پر گر پڑے اور خاک گرم پر لوٹنے لگے حضرت
ایوب نے بلحاظ اسکے کہ رزاق مطلق نے انکی غذا میرے بدن مین رکھی ہے انکو اٹھا کر اسی زخم مین جہان گرے تھے رکھ لیا
جب یہ امر باختیار انکے وقوع مین آیا تو ان کیڑون نے ایسا کاٹا کہ انکو تاب و طاقت نرہی اور یہ کلام انکی زبان سے
جاری ہوا اور بحر المواج مین لکھا ہے کہ حضرت ایوب کی زبان سے ان کلمات کے جاری ہونے کا یہ سبب ہے
انکی بی بی گانؤن مین پھرا کرتی تھی کہ کہین کچھ کام کرکر اسکی مزدوری سے کچھ جنس کھانیکی حضرت ایوب کے
واسطے لیجاوے اتفاقاً کبھی دن اسے کسی نے کچھ کام نہ لیا تھا ایک گانؤن مین ایک عورت کافرہ تھی تو گر جو کہ
کبھی کبھی اس سے کچھ کام لیتی تھی یہ اسکے پاس گئی اور کہا مجکو طعام دے کہ اس بیمار دلفگار کے واسطے
لیجاؤن اور کل جو تیرا کام ہوگا کر دونگی کہا مجکو کچھ کام نہین ہے کہ تجھسے کہون اگر اپنے گیسو تراش مجھے
دیوے تو مین تجکو کھانا دون کسواسطے کہ وہ عورت کوتاہ مو تھی اور اسکے گیسوؤن کو بہت پسند کرتی تھی
چاہا کہ اس مکر و حیلہ سے لیوے حضرت ایوب کی بی بی نے کہا میری بیمار مبتلا پر رحم کر کہ وہ ان بالون کو

پکڑکر اٹھتا ہی عبادت کے واسطے اُس کافرہ کو رحم نہ آیا بس ناچار اُسنے اپنے گیسو تراش کر اُسکو دے ڈالا اور اُسسے
طعام لیا اسوقت ابلیس علیہ اللعنۃ ایک مرد پیر کی شکل بنکر حضرت ایوبؑ کے پاس آیا اور کہا تیری عورت نے
نابکاری اور بدکرداری کی تھی لوگون نے گانوں کے اُسکو پکڑکر اُسکے بال تراش لیے حضرت ایوب غمگین ہوے
اور زار زار رونے لگے اور کہا رب انی مسنی الضر اور قسم کھائی کہ مین تندرست ہونگا تو اپنی عورت کو سو لکڑیان
مارونگا اور تاریخ حافظ ابرو مین لکھا ہی کہ جب شیطان لعین نے حضرت ایوب کی بی بی کو بہت اغوا کیا
فضل الٰہی سے کچھ اثر نہوا ایک دن اُس ملعون نے آپکو بصورت ایک عورت کوتاہ بالون کے ظاہر کیا
اور اُس سے کہا اگر تو اپنے گیسو مجھے کتر دیوے تو تجکو مین رعایت بہت کرون اُسکو چونکہ روٹی بہت ناقص
تھی لاچار اسپر راضی ہوئی اور وہ لعین اُسکے پہلے پہونچنے سے حضرت ایوب کے پاس گیا اور کہا یہ مکافات فعل
ناسزا نوبت بہ پیدا ہونے کیسو دن تمہاری بی بی کی ہوئی آپ نے غضب ہوکر سو چوب مارنے کی قسم کھائی لیکن
شکرگذاری جناب باری اور طاعت اور عبادت مین مطلق کمی نہ کی اُس مردود کو حسد آیا اور غایت رشک سے
ایک روز اپنی صورت کو بزرگ اور مقدس بنا کر ساکنان اُس بقعہ کو کہا کہ مین ایک فرشتگان مقرب ہون مجکو بہ
تحقیق معلوم ہوا ہی کہ حق تعالےٰ نے غایت عتاب سے نام اُنکا جریدۂ انبیا مین سے محو کیا ہی اب تم جلد اُنکو یہان
نکال دو ورنہ اُنکے قربت سے تم پر بھی آفت آسمانی نازل ہوگی حضرت کو اس بات کے سننے سے کمال ملال تمام
حال ہوا اور اختیار دست دعا اُنھون نے اٹھایا اور ضرر اور تکلیف پانی کا گلہ ابلیس پر تلبیس کی شرارتون کا کیا
جیساکہ خداے تعالےٰ کلام مجید مین حکایۃً فرماتا ہی آیت واذکر عبدنا ایوب اذ نادی ربہ انی مسنی
الشیطن بنصب وعذاب ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد و شراب و وھبنا لہ
اھلہ ومثلھم معھم رحمۃ منا وذکری لاولی الالباب یعنے اور یاد کر بندے ہمارے ایوب
کو جسوقت پکارا اُسنے پروردگار اپنے کو یوں کہا تھا لگایا ہی مجکو شیطان نے ساتھ ایذا کے اور عذاب کے
لات مار پانوں اپنے سے یہ ہی جاگہ نہانیکی ٹھنڈی اور پینے کی اور دیئے ہمنے اُسکو اہل اُسکی اور مانند اُسکے ساتھ
اُنکے رحمت پیلے مہربانی اپنی طرف سے اور یادگاری واسطے عقلمندون کے **فصل دوسری** زائل
اور دور ہونے اُن محنتون مین حضرت ایوب کو وہب سے۔ مواہب علیہ مین سورۂ انبیا مین اور سورۂ ص
مین لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل حضرت ایوب کے پاس آئے اور کہا چپکے کیون بیٹھے ہو انھون نے کہا جتنا
تقضاے الٰہی صبر کیا مین نے حضرت جبرئیل نے کہا بلائین خدا کے خزانون مین بہت ہین تم نہین اٹھا
سکنے کے حق سبحانہ تعالےٰ سے اپنی عافیت چاہو حضرت ایوب نے دعا کی اور اللہ تعالےٰ نے وہ دعا قبول
کی حضرت جبرئیل آئے اور کہا اپنا پانوں زمین پر مارو حضرت ایوب نے اپنے پانوں زمین پر مارا اور بقدرت
رب الارباب دو چشمہ آپ اُنکے قدم کے نیچے پیدا ہوکر اُبلنے لگے ایک سرد ایک گرم حضرت جبرئیل نے
کہا یہ گرم چشمہ نہانے کے لیے ہے اور یہ سرد چشمہ پینے کے لیے پس حضرت ایوب نے اس چشمے مین غسل کیا

کہ تمام علامتین ظاہری برطرف ہو گئین اور سرچشمہ پایا کر کل باقی علامتین باطنی زائل ہو گئین اور بعضے کہتے ہین
کہ ایک ہی چشمہ تھا غسل کے وقت گرم تھا اور پینے کے وقت سرد اور بعضون نے لکھا ہے کہ داہنے پانون
سے آب گرم نکلا اور بائین پانون سے آب سرد اسوقت حضرت جبرئیل بہشت سے ایک چادر لائے کہ حضرت
ایوب نے اُسکو اپنے اوپر ڈال کر ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے اور ایک روایت مین ہے کہ فرش پاکیزہ بہشتی پر انکو بٹھلایا
بعد از ساعت انکی بی بی آئی اور انکو انکی جگہ پر نہ پایا فریاد و زاری کرتی تھی اور چپ و راست دوڑتی
تھی حضرت ایوب نے جب آواز سنی کہا اے عورت تجکو کیا درپیش آیا کہ تو زاری کرتی ہے کہا یہان ایک
بیمار تھا معلوم نہین کہ اسکو کیا ہوا اور کہان گیا تمکو کچھ معلوم ہے حضرت ایوب نے کہا اسکا کیا نشان
ہے اور کیا نام اور کیا حال تھا کہا جب وہ تندرست تھا تو تجھ سا ایسا تھا اور نام اُسکا ایوب پیغمبر خدا کے
اور اب بالکل ضعیف ہو گیا تھا کہ کیڑون نے تمام گوشت اور رگ و پے اُسکا کھا لیا تھا حضرت ایوب نے
کہا اگر تو اسکو دیکھے تو پہچان لیوے کہا ہان پہچان لون کہا مین ایوب ہی ہون جب بغور اُسے دیکھا
جانا کہ وہی ہین خوش ہوئی اور پوچھا کہ تم کیونکر اچھے ہو گئے حضرت ایوب نے اپنا حال بیان کیا اور
زبان بشکر گزاری حضرت باری کشادہ کی اور باشارہ حضرت جبرئیل اپنے کانون کو روانہ ہوے
جب وہان پہونچے کہ جہان اُنکے فرزند ہلاک ہوے تھے دیکھا کہ حضرت جبرئیل نے ایک ایک کو آواز
دی اور بہ تقدیر الٰہی باہر آئے تا آنکہ سب زندہ ہوے اور چراگاہ چارپایون مین گئے سب کو زندہ پایا اور
تین عورتون کو کہ جنھون نے طلاق لی تھی پھر انکو اپنی گھر مین لائے - اور صاحب مواہب علیہ نے سورہ انبیا
کی تفسیر مین لکھا ہے کہ ابن عباس نے روایت کی ہے کہ جو نعمت کہ اُنسے جاتی رہی تھی نقدی اور گائین اور اونٹ
اور گوسپند اور فرزند اللہ تعالے نے دو چند کردے اور ابر سرخ یا سفید اُنکے واسطے بھیجا کہ تین شبانہ روز ٹڈی زرین
اُنپر برسائے اور احقاف مین لکھا ہے کہ تین رات دن اُنکے گھر کے گرد سونے کی ٹڈیان برسین اور معالم مین لکھا
ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے اُنکی بی بی کو پھر جوان کر دیا اور اس سے چھبیس فرزند پیدا ہوے اور معالم اور جلالین
مین لکھا ہے کہ انکے دو خرمن تھے ایک گیہون کا ایک جو کا حق سبحانہ تعالے نے دو ابر اٹھائے کہ ایک خرمن گاہ
گندم پر سونا اور ایک خرمن گاہ جو پر چاندی برسائی اور یہ سب نتیجہ اُنکے صبر کا تھا اور معالم مین آیت انما
الصابرون اجرهم بغير حساب یعنی سوا اسکے نہین کہ پورا دیے جاوینگے صبر کرنے والے ثواب اپنا
بے حساب - لکھا ہے کہ روز قیامت بلا کشان صابر کہ عرصات پر حاضر ہوینگے اور اُنکے واسطے ایک ترازو
نصب نہ کرینگے اور عوض بیشمار اور صلہ بے قیاس دینگے اور انجام کار اُنکی بزرگی کا اس مرتبہ کو پہونچیگا کہ صاحب عافیت
کہ دنیا مین انکو کوئی الم نہ پہونچا ہوگا اور کوئی سختی نہ دیکھی ہوگی تمنا کرینگے کہ کاشکے ہمارے جسم بھی مقراض سے
پارہ پارہ دنیا مین ہو گئے ہوتے تاکہ آج اہل بلا کے سلک مین جمع ہوتے اور اجر و ثواب انکا سا پاتے اور حضرت ایوب
مولد فقط بلخ ہی تھے اور اس زمانے مین صاحب شریعت ہوئے اور بسبب نازل ہونے صحائف کے منصب رسالت پر پہونچے

پس بموجب اس قسم کے چاہا کہ اپنی بی بی کو سو لکڑیاں ماریں حضرت جبرئیل از جناب حضرت ذوالجلال والاکرام
پیغام لائے کہ ای ایوب یہ بے قصور ہے اور تمھاری خدمت اسنے بہت کی ہے اگر تم اسکو مارو گے تو اچھا نہوگا
حضرت ایوب نے کہا پھر کیا کروں کہ مین نے جب قسم کھائی تھی کہا ایک دستہ چوب خرما خشک کی
کہ گنتی مین سو ہوں لیکر اسکو مارو کہ حکم خدائے تعالے کا یہ ہے آیت وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا
تحنث انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب ترجمہ اور لے اپنے ہاتھ اپنے کے جھاڑو پس مار ساتھ
اسکے اور مت چھوڑ قسم اپنی تحقیق پایا ہمنے اسکو صبر کرنے والا اچھا بندہ تھا تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا
بحق۔ اور اپنی قسم اتار چنانچہ انھوں نے اسیطرح کیا اور ائمہ تاریخ نے لکھا ہے کہ بعد حصول شفا اسی
برس انھوں نے زندگانی کی اور معارف مین لکھا ہے کہ منزل حضرت ایوب اراضی شام مین مابین
دمشق اور رملہ کے تھی جس مقام کو آئینہ کہتے ہین اور وہ ایک شہر تھا معمور اور آباد کہ دو چشمہ انکے قدوم
میمنت لزوم سے اسمین پیدا ہوے تھے اور ابتک موجود ہین کہ اکثر علیل و مریض اطراف آفاق سے
وہان آتے ہین اور اسکے استعمال سے صحت کلی پاتے ہین اور پھر اپنے وطن کو چلے جاتے ہین اور انکے زمانہ
مین کل تین شخص انکے ساتھ ایمان لائے تھے اور باقی لوگ طریق کفر و ضلالت پر قائم تھے اور وہ تین بھی
آخر الامر بعد ایمان کے مرتد ہوگئے اور انکی مجلس شریف سے حضوری موقوف کی اور لکھا ہے کہ ہرگاہ انھون
نے امراض لاحقہ سے نجات پائی بدعوت اہل روم مامور ہوے اور اس بار مین تشریف لیگئے اور آخر ایام حیات
اور قریب وفات مین حومل کو کہ ارشد اولاد انکا تھا اپنا وصی اور ولیعہد کیا اور بہ تجہیز و تکفین وصیت کی حلیہ مبارک
انکا کشیدہ قامت سیاہ چشم جعد موی کوتاہ گردن بزرگ سر غایۃ الساقین والساعدین تھے اور رنگ انکا مائل
بسرخی اور صفات انکے برادر شفیق اور رحیم دل بمساکین و یتیم اور اہل اور مہمان نواز اور نعمت اور بشارت مین
ایک تیرے پر شکر منعم حقیقی بجالاتے تھے اور شریعت انکی موافق ملت ابراہیم تھی اور مدت ابتلاے مصائب انکی
بقول کعب الاحبار سات برس تھی اور بروایت وہب تین سال اور انس بن مالک کہتا ہے تیرہ برس کہتے ہین
کہ سات برس مزبلہ یعنی ڈلاؤ مین بنی اسرائیل کے پڑے رہے کہ کوئی انپر التفات نکرتا تھا۔ اور وہان سے انکو
نہ اٹھاتا تھا آخر الامر انکی بی بی رحمۃ نے اپنی سعی سے مزدوری کرکے اور انکو عریش پر ڈالکر وہان سے نقل کیا
اور عمر مبارک انکی ترانوے سال اور بروایت صاحب عقد الجواہر دو سو برس اور منتخب الجواہر مین انکا سن
چار برس اور مدت دعوت ستائیس سال اور یہ قول اس روایت کے منافی ہے کہتے ہین کہ بعد از خلاصی بلا
ستر برس زندگانی کی اور خلائق کو ہمیشہ بدین حضرت ابراہیم دعوت کرتے تھے اور حضرت حق جل و علا
انکے باب مین فرماتا ہے آیت انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب تمت باب بارھوان ذکر شعیب
خطیب الانبیا مین اور اس باب مین دو فصل ہین فصل پہلی ذکر نسب اور رسالت حضرت شعیب اور ہلاکت
قوم کہ اہل مدین تھے علما کو اختلاف ہے کہ حضرت شعیب نسل حضرت ابراہیم سے ہین یا جتھا ...

علیہ السلام سے معالم التنزیل وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ دو پشت میں مدین بن ابراہیم کو پہنچتے ہیں اور روضۃ
الصفا میں مرقوم ہے کہ بروایت بعضے والدہ انکی میکائیل نام بنت لوط پیغمبر تھیں اور حضرت شعیب فصاحت
بیان اور طلاقت لسان میں مشہور جہانیان تھے اور خدا تعالے نے انکو قوم پر مامور فرمایا تھا ایک اہل مدین
اور دوسرے اصحاب ایکہ اور بعضے کہتے ہیں کہ اہل مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی گروہ سے عبارت ہے اور یہ باوجود
عبادت اصنام اور پرستش اوثان کیال اور موازین میں عدالت نکرتے تھے اور کھوٹے درہم اور دینار صرف میں
لاتے تھے اور اتباع احکام شرعی نکرتے تھے حق سبحانہ تعالے نے حضرت شعیب کو انپر مبعوث فرمایا چنانچہ سورہ
اعراف میں ارشاد کیا ہے آیت والی مدین اخاہم شعیبا ۂ قال یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ ۂ
قد جاءتکم بینۃ من ربکم فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاءہم ولا تفسدوا فی الارض
بعد اصلاحہا ذلکم خیر لکم ان کنتم مومنین ۂ یعنے اور بھیجا طرف مدین کے بھائی انکے شعیب کو کہا اے
قوم میری عبادت کرو اللہ کو نہیں کوئی واسطے تمہارے معبود سوا اسکے تحقیق آئی ہے تمہارے پاس دلیل
پروردگار تمہارے سے پس پورا کرو ماپ اور تول اور مت کم دو لوگون کو چیزین انکی اور مت فساد کرو بیچ
زمین کے پیچھے درستی اسکی کے یہ بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے جب حضرت شعیب نے اس قوم کو
افعال ناشائستہ سے منع کیا اور صراط مستقیم ملت ابراہیم پر دعوت فرمائی ایک جماعت کہ فی الجملہ تمیز رکھتی تھی
اور سجایہ انس عقلی تھی مطیع اور منقاد ہوئی اور عادت قوم کو اختیار نکیا ایک طائفہ کہ انکی جبلت مفطور شقاوت
پہ تھی اسیطرح ضلالت دعوت پر مصر رہا اور اعمال و افعال قدیم سے اجتناب نکیا القصہ ہرگاہ آوازہ شعیبی زیب
گوش عالم ہوا ساکنان دیار شام مشتاق دیدار ہمایون اطراف و امصار سے حضرت پاس آنے لگے منکران شریعت
بدریافت حال رجوع خلائق اثناے راہ میں شائقون کو متابعت اور مصاحبت حضرت سے مانع آتے
حضرت شعیب نے اُس طائفہ باغیہ سے فرمایا کہ اے قوم تم کس سبب ضلالت سرگردان وادی ہلاکت ہو اور
نصیحت اور موعظت سے متاثر نہیں ہوتے اور اورون کو کسواسطے مانع آتے ہو اور حالات قرون سابقہ
اور امم ماضیہ سے عبرت نہیں پکڑتے خدا سے ڈرو اور اسکی عقوبت سے حذر کرو اور احکام الٰہی سنو اور اسکے
مطابق عمل میں لاؤ ورنہ تم بھی بعذاب الٰہی و عقوبت نامتناہی گرفتار ہوگے اور کچھ پھر تدارک اور تلافی نہوسکیگی
ان بدکردارون نے زبان سخنوری کھول کر کہا شیوہ بت پرستی نے کہ ہم میں قدیم سے استقرار پایا ہے کیونکر چھوڑین
کہ اعقاب اور عشائر ہمارے تیرے مطیع اور منقاد ہوجاوین اور جس جماعت نے کہ تیری متابعت
کی ہے بالتحقیق وہ دیوانی ہوگئے ہین اگر وہ عقیدہ قدیمی درست اور اپنے ابا و اجداد کے دین پر مراجعت
نہین کرینگے تو انکو مع خانمان اس شہر سے نکال دینگے اور یہ مسامحت اور رعایت کہ تیری نسبت ہمسے
ظہور مین آتی ہے بواسطہ قرابت اور بسبب ضعف و نقاہت کہ تجھ مین مشاہدہ کیا جاتا ہے ملحوظ ہے
ورنہ سزاواجبی ان تخیلات فاسدہ کی اس طرح تجکو دین کہ قدر عافیت معلوم ہو اور از روے استہزا اور تمسخر

رانوں کو انکو نماز پڑھتے دیکھکر ہنسی آتی تھی کہ شاید یہ نماز ہمکو سکھا جاتی ہو اور ہمکو پرستش اصنام اور تقلب
موازین کیبال اور تغیر درہم و دینار سے مانع آتا ہے بھلا ایسا کب ہوسکتا ہے اوہام و خیالات باطلہ کو
راست سمجھکر اپنے عقیدہ موروثی اور دین آبائی اور عادات قدیمی کو چھوڑدین جب حضرت شعیب نے یہ
جواب ناصواب سنے تو فرمایا کہ انجام اس بدگمانی کا عنقریب عتاب ربانی پاؤگے اور مجھکو بپاس قرابت
کے ایذا دینے مین لحاظ کرتے ہو طرفہ نادانی ہے کہ پاسداری قرابت تو ملحوظ ہوا اور رعایت بجا آوری احکام
پروردگار سلطان کی ذرا ادا ہو بلکہ برخلاف اطاعت سرکشی اور طغیان عمل مین لاؤ سواے ضلالت اور
جہالت فطری کے کیا تصور کیا جاوے آیت قد افترینا علی اللّٰہ کذبا ان عدنا فی ملتکم بعد
اذ نجینا اللّٰہ منھا یعنے تحقیق باندھ لیا ہمنے اوپر اللّٰہ کے جھوٹ اگر پھر آوین بیچ دین تمہارے کے
پیچھے اسکے کہ نجات دے ہمکو اللّٰہ اُس سے بہرحال اب وقت تمہارے تعذیب کا قریب آپہونچا ہے
اور جلد ظاہر ہو جاویگا کہ باقی کون رہجاویگا اور ہالک کون ہوگا و حضرت نے بسبب طول مدت ابقاو
کے زبان مناجات ساتھ دعا کے آیت ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین
یعنے اے پروردگار ہمارے حکم کر درمیان ہمارے اور درمیان قوم ہماری کے ساتھ حق کے اور تو بہتر حکم
کرنیوالا ہے کھول کر انکے واسطے منتظر عذاب اور منتظر عتاب رہے کسواسطے کہ وحی سماوی باجابت
دعا نازل ہوچکی ہے اور آپ مع مومنین باشارہ حضرت جبرئیل انسے ایک فرسنگ دور چلے گئے اور
حضرت جبرئیلؑ نے ایک آواز مہیب کی کہ اس سے زلزلہ عظیم پیدا ہوا اور اسکے صدمے سے ہلاک ہوگئے
صحیح ہے کہ سواے دو قوم کے کوئی امت عذاب صیحہ سے ہلاک نہوئی ایک قوم صالح اور دوسرا انکی قوم لیکن
قوم ثمود پر آواز نیچے سے حضرت جبرئیلؑ نے کی تھی اور اہل مدین پر اوپر سے اور ایک روایت مین یہ بھی آیا ہے کہ
اہل شہر مدین نے آواز مہیبت ناک سنی اور زلزلہ عظیم دیکھا تو گھبرا کر بخوف وقوف وقوع عذاب مع اہل و عیال
اور مال و منال لیکر بیرون شہر جنگل و صحرا کیطرف بھاگے اور وہان اُنپر آگ بھی برسی اور سب خاکستر ہوگئے چنانچہ
تفصیل اسکی فصل آئندہ مین لکھی جاتی ہے **فصل دوسری** نازل ہونا عذاب کا اہل ایکہ پر کہ حضرت شعیب انپر
بھی مبعوث ہوے تھے اور ذکر وفات اور مدت عمر اُنکی جاننا چاہیے کہ اہل ایکہ مراد ہے اسی قوم کی جنگل اور بیشہ کے
رہنے والون مین کہ وہ بھی وہی حرکات ناشایستہ دغابازی تول مین اور ٹکسال درہم و دنانیر مین کیا کرتے
تھے بعد ہلاک ہونے شہری لوگون کے حضرت شعیب انکی موعظت اور نصیحت پر مامور ہوے اور بعضے کہتے ہین
کہ اصحاب الرس پر بھی یہی مامور ہوے تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ اصحاب الرس کی ہدایت کو حضرت حنظلہ الصادق
کہ جنکا ذکر بعد حضرت عیسیٰ کے لکھا جاویگا مبعوث ہوے تھے کسواسطے کہ نص صریح ناطق ہے حضرت شعیب کے
مبعوث ہونے کو اصحاب مدین پر بمقتضاے آیت کریمہ والی مدین اخاھم شعیبا اور بموجب
لازم الوثوق آیت کذب اصحاب الایکۃ المرسلین ۝ اذ قال لھم شعیب الا تتقون ۝

انی لکم رسول امین فاتقوا اللہ واطیعون ۝ وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری
الا علی رب العالمین ۝ اوفوا الکیل ولا تکونوا من المخسرین ۝ وزنوا بالقسطاس
المستقیم ۝ ولا تبخسوا الناس اشیاءہم ولا تعثوا فی الارض مفسدین ۝ واتقوا الذی خلقکم
والجبلۃ الاولین ۝ یعنے جھٹلایا رہنے والوں بن کے نے پیغمبروں کو جس وقت کہا واسطے انکے شعیب
نے کیا نہیں ڈرتے تحقیق میں واسطے تمہارے پیغمبر ہوں امانتدار پس ڈرو اللہ سے اور کہنا مانو میرا اور نہیں
سوال کرتا ہوں میں تم سے اوپر اسکے کچھ بدلا نہیں بدلا میرا مگر اوپر پروردگار عالموں کے پورا کرو پیمانہ کو اور
مت ہو نقصان دینے والوں سے اور تولو ساتھ ترازو سیدھی کے اور مت کم دو لوگوں کو چیزیں انکی اور مت
پھرو بیچ زمین کے فساد کرتے اور ڈرو اس سے جو پیدا کیا تم کو اور خلقت پہلی کو انتہی تفسیر اس آیت میں
صاحب مواہب علیہ نے لکھا ہے کہ اہل ایکہ سے حضرت شعیب کے ساتھ کوئی ایمان نہیں لایا ہر چند شعیب نے انکو
دعوت کی ان بیدینوں نابکاروں نے اسکی تکذیب کی آیت قالوا انما انت من المسحرین ۝
وما انت الا بشر مثلنا وان نظنک لمن الکاذبین ۝ فاسقط علینا کسفا من السماء ان کنت
من الصادقین ۝ یعنے کہا انہوں نے سوا اسکے نہیں کہ تو جادو کئے گیوں سے ہے اور نہیں تو مگر آدمی مانند
ہمارے اور البتہ گمان کرتے ہیں ہم تجھکو جھوٹوں سے پس گرا دو اوپر ہمارے ایک ٹکڑا آسمان سے اگر ہے تو سچوں سے
آیت قال ربی اعلم بما تعملون ۝ کہا حضرت شعیب نے کہ پروردگار میرا خوب جانتا ہے جو کچھ کہ کرتے ہو
تم عبادت اصنام اور کم فروشی در طعام اور تمام معاصی جو عذاب کہ تمہارے اعمال کی جزا ہوگا تمہارے
پاس پہونچیگا اگر مہلت چاہو گے تو نہیں ہوئے کی آیت فکذبوہ فاخذہم عذاب یوم الظلۃ انہ کان
یوم عظیم ۝ ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرہم مومنین ۝ یعنے جھٹلایا اسکو پس پکڑا انکو
عذاب دن سائبان کے نے تحقیق وہ تھا عذاب دن بڑے کا تحقیق بیچ اسکے البتہ نشانی ہے اور نہ تھے
اکثر انکے ایمان والے ۔ اور روایت کرتے ہیں کہ جب انہوں نے انکار و استکبار میں حد سے تجاوز کیا
حق تعالے نے سات شبانہ روز حرارت آفتاب غالب کی اس مرتبہ کہ انکے چشموں اور کنووں کا پانی جوش کھانے
لگا اور یہ شدت گرمی سے گھبرا کر اپنے گھروں میں گھس گئے وہاں اور بھی زیادہ حرارت معلوم ہوئی پھر
جنگل میں آئے اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے الحاصل جو کہ دوزخیوں کو بعد قیام قیامت جہنم میں
عذاب آتش ہوگا انکو دنیا میں ہی ہونے لگا جیسا کہ باری تعالے نے اصحاب شمال کے واسطے سورہ واقعہ
میں فرمایا ہے واصحاب الشمال ما اصحاب الشمال فی سموم وحمیم وظل من یحموم لا بارد ولا
کریم ۝ انہم کانوا قبل ذلک مترفین ۝ وکانوا یصرون علی الحنث العظیم یعنے اور صاحب بائیں
طرف والے کیا ہیں صاحب بائیں طرف والے بیچ باد گرم کے اور پانی گرم کے اور سایہ دھویں کے نہیں ٹھنڈا
اور نہ عزت والا تحقیق پہلے اس سے نعمت میں پلے ہوئے اور تھے اصرار کرتے اوپر خلاف قسم بڑی کے القصہ

یہ مارے گرمی کے تڑپنے لگے کہ ناگاہ ایک ابر سیاہ ہوا مین پیدا ہوا اور ہوا ٹھنڈی چلنے لگی اور ایک دوسرے کو پکارنے لگا کہ آؤ تا زیر سائبان ابر آسایش کریں تا آنکہ سب اُس سایہ ابر مین جمع ہوئے اور اُس ابر مین سے بجلی چمکی اور ایک آگ پیدا ہوئی اور سب کو جلا کر خاکستر کر دیا اور بعضے کہتے ہین کہ جب انکو حرارت اور گرمی نہایت معلوم ہوئی حق تعالے نے ایک پہاڑ کو حکم دیا کہ وہ پہاڑ اپنے مقام سے اُٹھ کر مثل سائبان ہوا مین کھڑا ہوا اور اسکے نیچے آب خنک پیدا ہوا اور جبکہ یہ سب اُس پہاڑ کے نیچے آرام و آسایش کے واسطے جمع ہوئے وہ انپر گر پڑا اور یہ نیچے اُسکے سب کے سب ہلاک ہوئے اور روضۃ الصفا مین لکھا ہی کہ ایک جماعت ضعیفہ شہر مین رہ گئی تھی انپر حضرت جبرئیل نے ایک آواز ماری کہ جہنم واصل ہوئے اور جہان جرک شرک اور لوث وجود ناپاک انکے سے پاک ہوا اور حضرت شعیب اور انکی قوم نے شر اُس طائفہ اور شر اُس عذاب نازل سے بصحت و عافیت خلاصی پائی منقول ہی کہ جو لوگ حضرت شعیب پر ایمان لائے تھے ستر آدمی تھے ہر گاہ کہ بقیہ قوم ہلاک ہوئی فرمان الٰہی صادر ہوا کہ اب تم یہین مدین مین اقامت کرو اور بہت باتفاق اہل ایمان پیغمبری مشغول اور مصروف رہو چنانچہ آنحضرت جو حسب فرمودہ حضرت رب العزت اس سرزمین پر مقیم ہو کر با امر و نواہی شریعت اقدام کیا کیے اور کہتے ہین کہ اپنی قوم کی ہلاکت سے آزار و صدمے کے اندھے ہو گئے تا آنکہ حضرت موسیٰ انکے پاس گئے اور شبانی انکی بکریون کی اختیار کی اور انکے داماد ہوئے چنانچہ احوال اسکا حضرت موسیٰ کے قصے مین بتفصیل ہوگا انشاء اللہ تعالے اور جماعت کہتے ہین کہ بعد مفارقت حضرت موسیٰ کے مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور سات برس چار مہینے تک یہین رہے پھر اس دنیاے فانی سے بعالم جاودانی رحلت فرمائی حلیہ مبارک انکا گندم گون میانہ قد اور صفات انکے نہایت فصیح اور طلیق اللسان کہ فن مناظرہ اور مباحثہ مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور بکثرت استعداد علمی معروف اور مشہور تھے زبان عربی مین انکو شعیب کہتے تھے اور بثرون بسریانی مین اور یہ لقب انکا خطیب الانبیا تھا اور معجزے انکے بہت ہین از انجملہ ایک یہ کہ جب چاہتے تھے کہ بلند پہاڑ پر چڑھین وہ پہاڑ نیچا ہو جاتا تھا اور یہ اُسپر چڑھ جاتے تھے اور عمر انکی بروایت ابی فقیہ ابو اللیث دو سو چالیس برس کی تھی اور بروایت روضۃ الصفا دو سو اور روایت دیگر سال اور مدفن ہمایون انکا بعضے کہتے ہین کہ بیچ شام اور طائف کے ہے اور بعضے کہتے کہ بیچ صفا و مروہ کے اور صحیح یہ ہی کہ حرم شریف مین درمیان رکن اور مقام کے مدفون ہین واللہ اعلم بالصواب باب تیرھوان بیچ بیان احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور اس باب مین چودہ فصلین ہین فصل پہلی بیچ ولادت حضرت موسیٰ کے ایام بادشاہی فرعون لعین مین اور ڈالن انکو صندوق مین رکھکر دریا مین لکھا ہی بیچ تفسیر معالم التنزیل مین درتحت آیت ان اللہ اصطفٰی آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العلمین ذریۃ بعضہا من بعض یعنے تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا آدم کو اور نوح کو اور آل ابراہیم کو اور آل عمران کو اوپر عالمون کے اولاد مین بعضے انکے بعضون سے روایت کرتے ہین کہ حضرت موسیٰ تین پشت تک ساتھ لاوی بن یعقوب کو پہونچتے ہین اور ولادت انکی زمان فرعون مین تھی اور صاحب

مواہب علیہ نے سورہ اعراف مین ورذیل آیت ثم بعثنا من بعدھم موسیٰ بایاتنا الیٰ فرعون
وملائہ پہنچے پھر بھیجا ہمنے پیچھے اُن سب کے موسیٰ کو ساتھ نشانیون اپنی کے طرف فرعون کے اور
سردارون اُسکی کے ۔ لکھا ہے اور روایت کی ہے کہ وہ قابوس بن مصعب یا ولید بن مصعب تھا اور
فرعون اسکا لقب تھا کسواسطے کہ ہر بادشاہ مصر کو فرعون کہتے تھے جیسے کہ خداوندگار روم کو قیصر اور
فرمان فرماے فارس کو کسرےٰ اور شہر یار چین کو خاقان اور ملک حبش کو نجاشی اور شاہ یمن کو تبع
اور فرمانرواے ہند کو راجہ کہتے ہین اور فرعون اُس فرعون کی اولاد مین سے تھا کہ زمانہ حضرت یوسفؑ
مین تھا اور سورہ عارف مین آیت ولقد جاءکم یوسف من قبل اور البتہ تحقیق آیا تمھارے پاس
یوسفؑ پہلے اس سے ۔ بروایت اکثر ناقلان اخبار اسطرح پر ہے کہ جب ریان بن الولید نے دار دنیا سے
سراے عقبیٰ رحلت کی قابوس اسکی سلطنت پر متصرف ہوکر مسند فرماندہی پر باستقلال تمام متمکن ہوا
اور رسوم کفر ضلالت کہ زمان ریان مین برطرف ہوگئی تھی اختیار کی اور عامہ مصریون نے اُنکی متابعت کی
جب اُسنے مشاہدہ کیا کہ اعقاب یعقوبؑ اس شیوہ ناپسندیدہ سے انحراف کرتے ہین اور طریقہ مذموم سے
استبعاد ڈھونڈھتے ہین تمامی بنی اسرائیل کو اپنی طاعت اور بندگی مین لاکر کہا تم خادم اور مملوک ہمارے
اقارب کے رہے ہو اور علیت یوسفؑ اور اسکے بھائیون کی بحسب اقتضاے روزگار غنیمت جان کر
ارتکاب اعمال ساقط اور افعال فوق الطاقت پر اُنکو مامور کیا اور روزگار بنی اسرائیل زمان قابوس
مین محنت گذران تھا ہرگاہ کہ اُسنے دار فنا غرور سے بمقام عذاب مقدور رحلت کی اُسکا بھائی ولید
بن مصعب مملکت مصر پر قابض اور متصرف ہوا اس وقت مرغ سفید نے کہ حضرت یوسفؑ نے اُسکے تسکین ۔
خروس پر وعدہ کیا تھا خاموش ہوا جب بنی اسرائیل نے یہ حال مشاہدہ کیا تضاعف اعتقاد ضلالت
اور جاہلیت انکا ہوا اور یہ فرعون کہ عون الٰہی سے بے نصیب تھا بمراتب اور فراعنہ سے ظالم تر تھا اور
اور بعضے کہتے ہین فرعون موسیٰؑ وہی فرعون یوسف تھا کہ حضرت یوسفؑ کے ساتھ ایمان لایا تھا جب حضرت
یوسفؑ نے اس جہان سے رحلت کی تھی وہ پھر دین اسلام سے پھر گیا تھا اور تا زمان حضرت موسیٰؑ
زندہ رہا اور تفسیر مجمع بزہری مین لکھا ہے کہ جب فرعون کہ نام اُسکا ولید بن مصعب تھا اور اسکا بسبب
افروختگی چہرہ قابوس لقب ہوا تھا کسواسطے کہ قابوس آتش افروز کو کہتے ہین ملک مصر پر دستیاب
ہوا اور اسباب مکنت و جاہ ہر طرف سے بہم پہونچا کر نزدیک اپنے قرار دیا کہ سب ارکان دولت اور
اعیان مملکت اور امیر و وزیر تا ادنیٰ اور فقیر مجکو سجدہ کیا کرین چنانچہ اول جسنے کہ اُسکو سجدہ کیا ہامان تھا
اور پھر اور امرا نے اور جو لوگ کہ اُسکے پایہ تخت سے دور تھے اُنکے واسطے اپنی صورت کی تصویرین زرین
بنا کر اور تخت ہاے عاج و آبنوس اور زر سیم پر نصب کر کے اور گرد اُن تختون کے تختہاے درختان زرین تنہ
کہ پتے اُنکے زمرد کے تھے اور ہر شاخ اُن درختون پر چاندی سونے کے جانور بنا کر اور چونچین اُنکی جواہر نفیس سے

مرصع

تراش کر نصب کیے تھے کہ جب انکو خادمان تخت حرکت دیوین تو ان جانورون مین سے آواز پیدا ہو کہ اے
اہل مصر فرعون تمھارا خدا ہی اسکے واسطے سجدہ کرو آواز پہونچی ہین کہ تمام مردم قصبات و قریات استماع آواز
صدا سے بے اختیار سجدہ کرتے تھے اور آوازہ انا ربکم الاعلےٰ آوازہ گوش کر رکھا تھا جب تمام اہل مصر فرعون
پرستی کرنے لگے بنی اسرائیل نے انکے ساتھ موافقت نہ کی اور اسکو سجدہ نہ کیا فرعون نے انکے سردارون کو
بلا کر ڈرایا اور کہا تم مجھکو سجدہ نہین کرتے اور میری تصویرون کو نہین پوجتے معلوم ہوتا ہی کہ اپنی زندگانی
سے تم سیر ہوے ہو اب اگر مجھکو اور میری تصویرون کو سجدہ نکروگے تو مین تمکو بانواع عذاب معذب کرونگا
یہ کہا اور جلادون کو با اسباب تعذیب اپنے روبرو طلب کیا اور بنی اسرائیل کو ڈرایا سردارون بنی اسرائیل
نے اپنے فرقہ سے کہا کہ عذاب اس بندہ جابر کا ایک ساعت سے زیادہ نہوگا اور عتاب خدای تعالی دائم
اور جاودان رہیگا بہتر یہ ہی کہ عذاب فرعون پر صبر کرو اور ہرگز اسکو سجدہ کرنے سے گنہگار نہو تمام فرقہ بنی اسرائیل
نے اس عزم بالجزم پر متفق ہوکر آشکارا فرعون سے کہا کہ سوای خدا کے دوسرے کو سجدہ کرنا جائز نہین ہم تجھکو ہرگز سجدہ
نہین کرینگے جو تیرا جی چاہے سو کر فرعون نے دیگ ہای مسی اور آہنی منگوائین اور انمین روغن زیت اور گوگرد ڈالکر
آگ پر گرم کروایا۔ جب وہ دیگین گرم ہوئین اور روغن گوگرد جوش کھانے لگا تو بنی اسرائیل کو انمین ڈالتا تھا
اور جلاتا تھا اور یہ ہرگز اس ملعون کو سجدہ نہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پروردگار ہمارا وہی خدا ہی کہ پیدا کنندہ ابراہیم
اور اسحاق اور یعقوب کا تھا ہم اسی خداوند کے ساتھ گرویدہ رہینگے تا آنکہ جماعت کثیر بنی اسرائیل کی جل گئی
ہامان نے کہ وزیر فرعون تھا عرض کی کہ بادشاہ اسوقت انکو مہلت دیوے تا سوچ سمجھکر یہ فرمان شاہی کو قبول
کرین فرعون جلانے انکے سے باز رہا اور تکلیفین مثل بیگار وغیرہ انپر مقرر کین اور روز بروز دعوی انا ربکم الاعلیٰ کا
بڑھتا گیا کہتے ہین کہ ابلیس علیہ اللعنہ نے جب یہ بات سنی کہا مجھکو اس کلام کے سننے کی طاقت نہین ہی مین نے
اپنے بہتر ہونے کا دعوی کیا تھا یہ تو تمام بلا مجھکو پہونچی ہو کہ ایسا لاف و گزاف مارتا ہی اسکا کیا حال ہوگا کتب
قصص مین لکھا ہی بعد ازان کہ فرعون نے دعوی خدائی کا کیا حق تعالی نے اسکے بدن مین بہت سے عوارض
پیدا کیے اور دریاے رود نیل کو خشک کیا خلق جمع ہوکر آئی اور کہا اگر تو خدا ہے تو رود نیل کو روان کر
پس یہ تنہا جنگل مین گیا اور لشکر مین سے اپنے ساتھ کسی کو نہ لیگیا اور جہان کہ آبادی نہ تھی وہان ایک غار
کے اندر گیا اور بسبب ترس خوف خدا ے تعالے کے طوق گلے مین پہنا اور رو بقبلہ ہوکر بدرگاہ حضرت
معبود حقیقی سجدے مین گیا اور کہا خداوندا تو خدای بے نیاز ہے اور برحق ہی اور مین باطل پر ہون ولیکن مین نے
ملک دنیا کو آخرت پر اختیار کیا ہے جو کچھ مجھکو چاہیے اس جہان مین مجھکو دے کہ دنیا کیواسطے دین کو کھوتا ہون
آخرت مین کچھ نہین چاہتے کا معاذ اللہ عجب بے نصیب تھا کہ ملک فانی سعادت جاودانی چھوڑکر اختیار کیا اور
جو کہ اسمین تفاوت تھا نہ دیکھا۔ القصہ جب فرعون ملعون نے یہ مناجات کی ناگاہ حضرت جبرئیل ایک
مرد بزرگ کی صورت پیدا ہوے فرعون نے کہا تو کون ہے کہا مین ایک فریادی ہون ایک شخص کی شکایت

لایا ہون کہا یہ داد چاہئے کا کیا مقام ہے یہ کلام ہو رہا تھا کہ رود نیل مین بقدرت رب جلیل پانی پیدا ہوا فرعون نے شاد ہو کر کہا اے شخص اپنا قصہ بیان کر کہ تیری داد مین دون کہا جو بندہ کہ اپنی گردن حکم خداوند سے پھیرے اور اُسکا صاحب اُسکو نافرمانے پر بھی اچھی طرح رکھے اسکی سزا کیا ہو گی۔ فرعون نے کہا اُسکی جزا یہ ہے کہ رود نیل مین غرق کرین اُس مرد نے کہا کہ تمہاری بارگاہ بادشاہی مین مجھ غریب کو بار کب ملیگا اگر اس حکم کو آپ دستخط کر دین تو کمال انصاف ہو وے تا اس حجت سے اس بندے کو گرفتار کرون کہا قلم اور دوات اور کاغذ موجود نہین کہا میرے پاس ہے اور قلمدان اُسکے روبرو رکھدیا فرعون نے لکھا کہ جو بندہ نافرمانی اپنے خداوند کی کرے اور اسپر بھی مالک اُسکو اچھی طرح رکھے جزا اُسکی یہ ہے کہ اُسکو دریاے نیل مین غرق کرین وہ مرد یہ نوشتہ لیکر چلا اور بعضے روایت کرتے ہین کہ فرعون نے ایک آواز سُنی کہ شہنشہ رود نیل کو تیرے فرمان مین کیا جب تو کہیگا روان ہوگا اور جب تو کہیگا ٹھہر جا ٹھہر جاویگا اور جب کہیگا بلند ہو تو پہاڑ پر چڑھ جاویگا اور جب تو کہیگا نیچے ہو تو اُتر جاویگا چنانچہ فرعون نے اپنی قوم کے لئے اسیطرح کر دکھایا اور جب یہ کرامت ظاہر دیکھی قوم اُسکی خدائی پر اعتقاد کامل لاے اور مطلق اس مضمون سے آگاہ نہو۔ ے کہ بندہ کو خواجہ کا دعوی سزاوار نہین ہے خصوصًا ایسی نعمتون پر اُسکی جو کفران کرتا ہو اسکا انجام کیا ہوگا اور مدارک التنزیل مین اور تبیان وغیرہ تفسیرون مین نقل کیا ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل بصورت مستغاثی دیوان مظالم فرعون مین آئے اور کہا کہ حکم امیر اس بندے کی شان مین کیا ہے کہ جو بندہ اپنے خواجہ کے مال مین نشو و نما کرے اور اختیار امور دنیوی اُسکو حاصل ہو اور بہ ترتیب سب بندون مین ممتاز ہو وے پھر کفران نعمت کرکے دعوے خواجگی کا کرے اور اپنے مولا کا فرمان نہ بجالاوے اور بعضے کہتے ہین کہ عبارت لکھکر پیش کی پھر کیف فرعون نے اپنے ہاتھ سے اُس فتوے کے نیچے لکھا۔ کہتا ہے ابو العباس ولید بن مصعب کہ سزا اُس بندے کی جو اپنے آقا پر خروج اور اُسکی نعمت پر کفران کرے یہ ہے کہ اُسکو دریاے نیل مین غرق کرین حضرت جبرئیل نے اُس خط کو جو اُسکے ہاتھ سے لیکر چلے گئے تا آنکہ ایک دن فرعون نے تین شب متواتر خوابہاے مشوش اور خوفناک دیکھے کہتے ہین کہ آگ اُس خواب مین نظر آئی کہ تمام شہر مصر اور ملک قبطیون کو جلاتی چلی آئی ہے اور جب محلہ بنی اسرائیل مین گذرتی ہے تو کسی کو کچھ ضرر نہین پہونچاتی ہے اور بنی اسرائیل کے محلہ مین سے بڑے بڑے اژدہون نے نکل کر فرعون پر حملہ کرکے تخت پر سے اوندھا گرا دیا اور مولانا یعقوب چرخی رح نے تفسیر سورہ والنازعات مین لکھا ہے وہب بن منبہ کی روایت سے کہ فرعون علیہ اللعنہ نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ اُسکو کہتے ہین ایک شخص پیدا ہوگا اور تیرا ملک خراب کریگا پھر کیف جب یہ بیدار ہوا اپنی قوم کو کمال اندوہناک ہو کر کہا کہ یہ خواب نہایت پریشان مین نے دیکھا ہے سب نے رو دیا اور اُسکی سرکار مین ہزار جادو اور ہزار کاہن اور ہزار منجم تھے سب کو جمع کیا اور خواب اُنکے روبرو بیان کیا سب نے کہا چالیس دن کے بعد ہم جواب دینگے پھر سب نے کمبل پہنے اور جو کی روٹی کھانی شروع کی اور زمین مین خاک پر سونا اختیار کیا

اور

اور راتون کو بیدار رہنا اور دن کو روزہ رکھنا اور جن اور دیوؤن کو پوجنا اور آگے انکے زاری کرنی اور انکی تسخیر کے اعمال پڑھنے مین مصروف ہوے تا وہ حقیقت فرعون سے آگاہ کرین اور جو کہ دیو اُس زمانے مین آسمان پر جاتے تھے اور فرشتون سے کلام کرتے تھے اور جو چیز کہ دنیا مین پیدا ہوتی تھی دیو وہان سے سنکر کاہنون کو خبر پہونچاتے تھے کہ اکثر تفاسیر مین تحت آیت وحفظناها من کل شیطان رجیم ۔ لکھا ہے کہ ابن عباس نے نقل کی ہے کہ از زمان حضرت آدم علیہ السلام تا زمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیو آسمان پر جاتے تھے اور فرشتون سے کہ اخبار لوح محفوظ کے درس مین پڑھتے تھے سنکر زمین پر آن کر اپنے دوستون سے اور کاہنون سے کہتے تھے اور وہ اُنکے آگاہ کرنے سے خبرین غیب کی دیتے تھے اور وہ ظہور مین اسی طرح پر آتی تھین تو لوگ انکے معتقد بہت تھے جب حضرت روح اللہ پیدا ہوے تو انکو تین آسمانون پر ممانعت ہوئی اور جب ولادت باسعادت حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی سب آسمانون پر جانے سے موقوف ہوے اور انکے رجم کے لیے شہاب ثاقب آسمان دنیا پر مقرر ہوا اور ابواب کہانت بالکل مسدود ہوے ۔ القصہ جاعل عرش کو وحی پہونچی کہ ہم بنی اسرائیل مین ایک پیغمبر پیدا کرتے ہین کہ وہ ملک فرعون کو برباد کرے اور اسکو ہلاک کرے اور شب جمعہ فلانے مہینے مین تین ساعت کے بعد اپنے باپ کی پشت سے اپنی مان کے رحم مین آویگا ۔ دیوون نے سنکر زمین پر آن کر کاہنون اور منجمون اور ساحرون سے کہا کہ چالیس دن کے بعد صبح ہوگا اُنھون نے فرعون کے آگے آنکر بیان کیا فرعون نے کہا کیونکر اسکی مان معلوم ہووے کہ مار ڈالون تا پیدا ہونے پاوے کہا ہم یہ نہین جانتے کہ وہ کس کے رحم مین آویگا لیکن اتنا کر سکتے ہین کہ شب جمعہ کل مردان بنی اسرائیل کو انکی عورتون سے جدا کرین تا یہ شخص وجود مین نہ آوے اور یہ نہ جانا کہ تبدیل تقدیر ربانی بتدبیر انسانی امر محال ہی جو وہ کرنا چاہتا ہی اسمین کسی کی کیا مجال ہی کہ ہونے دیوے غرض اُس رات کو سب مردِ بنی اسرائیل کو ایک جا جمع کیا اور ہر ایک کو کہہ دیا کہ آج کی رات صبح تک یہان رہنا اور منجم تمام شب بیدار رہے اور فرعون مع عمران پدر موسیٰ کہ یہ اُسکے خواص مین تھا شہر مصر مین گیا اور فرعون کو معلوم نہ تھا کہ عمران بنی اسرائیل مین سے ہے اور لشکر شہر کے باہر رہا فرعون نے عمران کو کہا کہ میرے محل کے دروازے پر سے کہین جانا نہین اور اسیطرح کپڑے پہنے ہوے سو رہنا عمران نے اسی طرح کیا عمران کی بی بی کو کسی سے معلوم ہوا کہ اسوقت وہ شہر مین ہے اُنکے پاس آئی اتفاقاً یہ دونون جمع ہوے اور قطرہ نطفہ نے کہ مادہ وجود اُس دریتیم یعنے حضرت موسیٰ کا تھا سحاب نیسان صلب پدر سے صدف شکم مادر مین قرار پکڑا اور لکھا ہے کہ عمران کے پہلے بھی دو فرزند تھے ایک پسر کہ ہارون نام رکھتا تھا اور ایک دختر ابلائع نام عمران نے اپنی بی بی سے کہا اگر تجکو حمل رہیگا اور بچہ پیدا ہوگا جس شخص سے کہ فرعون ڈرتا ہے غالب ہی کہ وہی فرزند ہوگا مگر اس راز کو پوشیدہ بہت رکھنا اور کبھی زبان پر نہ لانا غرض کہ اُسی شب مین بعد آدھی رات کی جو منجمون نے آسمان پر ظہور کی نشان پایا کہ اُس پیغمبر کا مادہ

رحم مادر مین آیا فریاد کرنی شروع کی فرعون نے پوچھا کہ یہ کیا غل ہے عمران نے کہا بنی اسرائیل کی آواز ہوگی
کہ آپس مین بازی کرتے ہین جب صبح ہوئی منجمون نے منہ اپنا کالا کیا اور کپڑے پھاڑ ڈالے اور فرعون کے
پاس دوڑے ہوے آئے اور کہا تیرا دشمن آج رات کو اپنی مان کے پیٹ مین آیا فرعون غصہ ہوا اور
کہا جب اُسکی مان جنے گی تو مین اُسکی تدبیر کرونگا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوے کاہنون نے کہا
کہ اب تیرا دشمن ظاہر ہوا فرعون ناپاک غمناک ہوا اور کہا سب بنی اسرائیل کی عورتون کو جمع کرو اور انکے
فرزند کہ اس مہینے مین پیدا ہوے ہین اُسمین سے لڑکون کو مار ڈالو اور لڑکیونکو چھوڑ دو۔ صاحب معالم اور
مدارک اور مواہب علیہ نے بیچ تفسیر آیت ان فرعون علا فی الارض وجعل اهلها شیعا
یستضعف طائفة منهم یذبح ابناءهم ویستحیی نساءهم انه کان من المفسدین ۔
یعنے تحقیق فرعون نے تکبر کیا تھا بیچ زمین کے اور کیا تھا لوگون اُسکے کو فرقہ مختلف ضعیف جانتا تھا
ایک فرقہ کو اُنمین سے ذبح کرتا تھا بیٹون انکے کو اور زندہ رہنے دیتا تھا بیٹیون انکی کو تحقیق وہ تھا مفسدون سے
اسکی تفسیر مین لکھا ہے اور کہا ہے کہ مراد فرقہ ضعیف سے بنی اسرائیل ہے اور مصنفین مذکور نے تفصیل اس
اجمال کی یون لکھی ہے کہ فرعون نے دایہ ہاے مصر کو بنی اسرائیل کی حاملہ عورتون پر متعین کیا اور انپر
اورون کو موکل کیا تھا کہ جس جگہ کوئی حاملہ لڑکا جنے فی الحال اسکو مار ڈالو تا آنکہ نوے ہزار لڑکا مار ڈالا
جو دائی کہ حضرت موسیٰ کی مان پر موکل تھی جب یہ پیدا ہونے لگے تو وہ حاضر ہوئی اور انکو اپنے ہاتھون مین لیا اور انکی
صورت دیکھی انکے جمال باکمال پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئی اسنے حضرت موسیٰ کی مانسے کہا اے بی بی غم نہ کھا کہ مین اس
لڑکے کو ظاہر نہین کرونگی اور جو لوگ کہ موکل اور متعین ہین انسے کہدونگی کہ یہ بچہ لڑکی تھی مری ہوئی مین نے اسکو خاک
مین دبا دیا لیکن اس شرط سے کہ فرزند سعادتمند کو تیرے اقربا اور ہمسایون مین سے کبھی نہ دیکھنے پاوے حضرت
موسیٰ کی مان نے تین مہینے تک پوشیدہ رکھا اور ایک روایت سے اسطرح پر کہ بعد ولادت جو لوگ انپر موکل
اور متعین تھے وہ ناگاہ انکے گھر مین دیکھنے کے واسطے گھس آئے اور حضرت موسیٰ کی بہن نے انکو اٹھا کر ایک تنور
مین کہ روٹیان پکانے کے لیے روشن کیا تھا ڈال دیا اور وہ لوگ کہ دیکھنے کے واسطے آئے تھے جب انھون نے دیکھا
کہ کوئی بچہ نہین ہے پھر گئے اور انکی مان نے تنور مین جا کر دیکھا کہ آگ گلزار سراسر بہار ہو رہی ہے اور حضرت موسیٰ اسمین کھیل
رہے ہین اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ بعد جانے جاسوسان فرعون کے مادر موسیٰ نے انکی بہن سے پوچھا کہ بھائی کو
کیا کیا اسنے حال ڈالدینے تنور کا ظاہر کیا یہ گھبرا کر سر تنور پر آئین دیکھا کہ آگ بھڑک رہی ہے اور اندر سے آواز آتی ہے
کہ اے مادر مہربان غم نہ کھا کہ حق تعالی نے آتش سوزان کو مجھپر گلستان کیا ہے جیسا کہ میرے جد امجد حضرت ابراہیم پر کیا تھا
یہ سنکر حیران ہوئی اور کہا کیونکر تجھکو نکالون انھون نے جواب دیا کہ بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالو اور مجھکو نکالو تمکو کچھ ضرر نہ
اس آتش تندی سے نہین پہنچنے کا۔ القصہ بعد اسکے انکی مان انکو پوشیدہ پرورش کرتی تھین اور ہمیشہ با دل خستہ ترسان اور
ہراسان رہتی تھین کہ فرعون بدرجہ کمال تفحص اور تجسس کرنے مین مشغول تھا مواہب علیہ مین مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ کی مان اور انکا

لاوی بن یعقوب علیہ السلام تھی اور معالم مین لکھا ہی کہ دختر لاوی اور یوخاند نام تھا نون کے ساتھ اول اسم مین اور عین المعانی مین لکھا ہے یوخاند یاے مثناۃ تحتانی کے ساتھ اول اسم بہر تقدیر بطریق الہام الہام ہوا
آیت واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین ۵ یعنے اور وحی کی ہمنے طرف مان موسیٰ کے کہ یہ دودھ پلاے اسکو پس جب ڈرے تو اوپر اسکے پس ڈال دے اسکو بیچ دریا کے اور مت ڈر اور مت غم کھا تحقیق ہم پھیرنے والے ہین طرف تیرے اور کرنے والے ہین اسکو پیغمبرون سے حضرت موسیٰ کی مان کو الہام ہوا یا انھون نے خواب مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ اسکو دودھ پلا اور پرورش کر اور جب تجکو خوف وخطر ہووے کہ لوگ اسکا قصد کرینگے اسکو صندوق مین رکھکر دریاے نیل مین ڈال دے اور دشمنون کیطرف سے خاطر جمع رکھ کہ اسکو ضائع نہین کر سکنے کے ہم اسکے فراق مین غمگین اور اندوہناک نہو کہ اندک زمانی مین ہم اسکو تیرے سپرد کر دینگے اور بسبب دلخواہ تیرے پاس پہونچا دینگے اور اسکو نبوت اور رسالت کے ساتھ مشرف کرینگے جب حضرت موسیٰ کی مان کو معلوم ہوا کہ فرعون تجسس پسران بنی اسرائیل مین مبالغہ رکھتے ہین ایک نجار سالوم نام کہ عمران کا آشنا تھا اس سے کہا کہ ایک صندوق پانچ بالشت لنبا اور پانچ بالشت چکلا بنا دیوے جب وہ صندوق بن چکا تو عمران کے پاس وہ بڑھئی اسکو لے آیا اس نے اسکو حضرت موسیٰ کی مان کو سپرد کیا اور عمران کے خیال مین آیا کہ اسکے پاس وہ جو لڑکا ہے چاہتی ہے کہ اسکو صندوق مین رکھکر جو لوگ پسران بنی اسرائیل کے ڈھونڈھنے مین اونکے پوشیدہ کہین رکھنے کیلیے نگماشتہ فرعون کے پاس آیا اور چاہا کہ صورت حال بیان کرے زبان بستہ ہوگئی پھر اپنے گھر مین آنکر چاہا کہ فرعون کے پاس تمامی حالات بیان کرے آنکھین نابینا ہوگئین جانا کہ وہ مولود کہ جسکا کاہنون نے نشان دیا ہے یہی ہے توبہ کی فی الحال آنکھین روشن ہوگئین اور زبان یدہ کے ساتھ ایمان لایا اور بعضے کہتے ہین کہ ال فرعون مین سے مومن وہی ہے اور پھر حضرت موسیٰ کی مان نے اس صندوق کو رال سے لیپ کر اور حضرت موسیٰ کو نہلا کر اور لباس فاخرہ پہنایا اور خوشبو لگائی اور آمین لیکر یاتاکہ کنارہ رود نیل پر لے گئے ناگاہ ابلیس پر تلبیس بصورت اژدہا بزرگ نمودار ہوا اور بولا کہ اسکو اگر بہا دیگی تو ایک لقمہ کر جاؤنگا مادر موسیٰ کہ عقیلہ صالحہ تھی قیاسا یہ سمجھی کہ اگر یہ جانور ہے تو قوت نطق اسکو کیونکر حاصل ہے غالبا کہ یہ شیطان رجیم ہے کہ مجکو وسوسہ مین ڈالتا ہے تا فرمان الٰہی سے جو مجکو خواب مین ہوا ہے باز رہون اس تصور سے کچھ توہم نہ کیا اور اس صندوق کو دریا مین ڈال دیا اور آپ روتی ہوئی گھر کو پھری چونکہ اس دریا کی ایک فدرل فرعون کے خانہ باغ کی نہر مین جاتی تھی وہ صندوق بہتا ہوا مجری نہر سے اوس مین آیا اور اسوقت فرعون اور اسکی جورو آسیہ نام اس نہر کے کنارے پر بیٹھے ہوے سیر اور تماشا دیکھ رہی تھی آسیہ قوم بنی اسرائیل سے تھی بسبط نبوت سے اور عین المعانی لکھا ہی کہ آسیہ حضرت موسیٰ کی

پہونچی تھی۔ الحاصل جب صندوق انکے آگے پہونچا انھون نے اسکو پکڑ لیا اور کھول کر دیکھا ایک لڑکا
خوبصورت کہ رخ مانند ماہ اور آنکھین سیاہ انچھین لپٹا ہوا بحال باشتال دیکھکر حیران ہوئی تھا وہ کہتے
ہین کہ حضرت موسیٰ کی آنکھون مین ایسی سیاہی اور ملاحت تھی کہ جو کوئی انکو دیکھتا تھا شیفتہ اور مفتون
ہو جاتا تھا۔ آسیہ خاتون زن فرعون نے جب انکی آنکھین دیکھین بجان و دل اسکو الفت اور محبت
پیدا ہوئی اور معالم مین لکھا ہے کہ فرعون کی ایک بیٹی تھی سوای اسکے اور کوئی لڑکا بالا نہ تھا اور اسکو بھی
علت برص عارض تھی کہ کسی طرح کا علاج فائدہ نکرتا تھا اور کاہنون نے کہا تھا کہ فلانے دن اور فلانی
ساعت وقت طلوع آفتاب رود نیل سے ایک بچہ نو پیدا آدمی کا دستیاب ہوگا اور یہ علت آب دہن اسکے سے زائل
ہوگی اس روز معہود کہ پہلا دن تھا فرعون اور آسیہ مع دختر اور دیگر محارم اور ہمراز کنارہ رود نیل پر آن کر
انتظار طفل موعود کا کر رہے تھے کہ ناگاہ وہ صندوق بروے آب طلاطم امواج مین نمودار ہوا فرعون نے
اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ یہ چیز جو دریا مین بہتی ہوئی چلی آتی ہے اسکو میرے پاس لے آؤ آیت فالتقطہ آل
فرعون لیکون لھم عدوا وحزنا ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین ٥
یعنے پس اٹھا لیا لوگون فرعون کے نے تو کہ ہو واسطے انکے دشمن اور غم تحقیق فرعون اور ہامان اور لشکر
اسکے تھے خطا کرنے والے انھون نے ہر طرف سے کشتیان دوڑا کر اس صندوق کو لیکر کھولا تو اسمین ایک
لڑکا خوش رو دیکھا حاضرین اور ناظرین کے دل مین محبت پیدا ہوئی اور فرعون کو دغدغہ پیدا ہوا کہ اس فرزند کو
قتل کرنے سے کیونکر سالم رکھون مبادہ وہ مولود کہ جسکو کاہنون نے کہا ہے یہی ہووے فرعون کی جورو نے
کہا مین نے نجومون سے سنا ہے کہ فلانی شب مین جس بات سے فرعون کیواسطے خوف و خطر کرتے تھے خاطر جمع
ہوئی اس بچہ کے مارنے سے باز رہ اور اسکو زندہ رہنے دے کہ اپنی بیٹی کا اسکے ساتھ علاج کرینگے پھر قدرے
آب دہن حضرت موسیٰ کا کوڑھ کی جگہ ملا دیکھا کہ فی الحال جاتی رہی جلدی سے اس لڑکی نے اس لڑکے کا منھ چوما
اور گود مین لیکر گلے سے لگایا آیت وقالت امرأة فرعون قرة عین لی ولک ان ینفعنا او نتخذہ
ولدا وھم لا یشعرون ٥ یعنے اور کہا عورت فرعون کی نے ٹھنڈک آنکھون کی ہے یہ واسطے میرے اور
واسطے تیرے مت مار اسکو شاید کہ نفع دے ہمکو یا کر لینگے اسکو بیٹا اور وہ نہ سمجھتی تھی الغرض آسیہ نے فرعون سے
کہا یہ بچہ کہ میری اور تیری آنکھون کی روشنی ہے کہ اسکے سبب سے ہمارے فرزند نے شفا پائی اسکو نہ مار
شاید کہ ہمکو اس سے اور فائدے ہووین کہ علامتین خیریت اور برکت کی جبین مبین اسکے سے ظاہر اور ہویدا ہین
قابل فرزندی مین لینے کے ہے فرعون نے کہا مجھکو بذات خود اسکے ساتھ حاجت نہین ہے لیکن جو تو اسکے
ساتھ محبت رکھتی ہے اور خواہش کرتی ہے اسکو تجھکو بخشا وہ انکی تربیت اور پرورش مین مشغول ہوئی اور
اور حدیث نبوی اور قول مصطفوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مین آیا ہے کہ اگر جسطرح آسیہ نے کہا اسطرح
فرعون بھی کہتا ہر آئینہ حق تعالے اسکو بھی ہدایت فرماتا جیسے کہ آسیہ کو ہدایت فرمائی القصہ آسیہ نے لوگون سے کہا

کہ اسکا نام رکھو کہا مین نے اسکا نام موسیٰ رکھا کسواسطے کہ اسکو پانی اور شجر مین سے پایا ہے اور موسیٰ بمعنی آب
اور شجر بمعنی درخت یعنے صندوق چوبین بہتا ہوا دریا سے آیا ہے روایت کرتے ہین حضرت موسیٰ کی مان
نے اپنی بیٹی سے کہ مریم نام تھا اور اصح یہ ہے کہ نام اسکا کلیم تھا اُس سے کہا تھا کہ تو رود نیل کے کنارے
پر جا اور دیکھتی رہ کہ یہ صندوق کہان جاتا ہے جب وہ فرعون کے باغ مین گیا یہ بھی باغ مین آئی اور صورت
حال مشاہدہ کی اور جلدی سے اپنی مان کو خبر دی جب حضرت موسیٰ کی مان نے یہ حال سُنا بے صبر اور بے قرار
ہوئی اور ایک قول سے اسطرح پر ہے کہ جب سُنا کہ اُسکو فرزندی مین لے لیا اسکا دل اندوہ اور غم سے فارغ ہوا
آیت واصبح فؤاد ام موسیٰ فارغا ان کادت لتبدی به لولا ان ربطنا علی قلبها لتکون من
المؤمنین یعنے اور ہوگیا دل مان موسیٰ کا خالی صبر سے تحقیق نزدیک تھی کہ ظاہر کردیوے اُسکو اگر
نہ باندھ رکھتے ہم اوپر دل اُسکے کے بہت تنگ ہوا ایمان والون سے اُسنے مارے خوشی کے چاہا کہ ظاہر کرے
کہ یہ فرزند میرا ہے لیکن احتیاطاً سکوت اور صبر کیا آیت وقالت لاخته قصیه فبصرت به عن جنب
وهم لا یشعرون اور کہا اُسنے واسطے بہن موسیٰ کے پیچھے پیچھے چلی جا اُسکے پس دیکھتی تھی دور سے اور
وہ نہ جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ کی بہن ہے روایت کرتے ہین اکثر رات دن کسی دائی کا دودھ نہ پیا وحرمنا
علیه المراضع من قبل اور حرام کردین ہمنے اوپر اسکے دائیان پہلے اس سے تا آنکہ آسیہ اور اسکی قوم ناچار
ہوئی اور حضرت موسیٰ اپنی انگشت شہادت چوستے تھے جب حضرت موسیٰ کی بہن نے دیکھا کہ یہ دائی کے
واسطے مضطرب اور حیران ہین آیت فقالت هل ادلکم علی اهل بیت یکفلونه لکم وهم له
ناصحون پس کہا اُسنے کیا دلالت کرون تمکو اوپر ایک گھر والی کے کہ پالے اُسکو واسطے تمہارے
اور ہو واسطے اُسکے بہت خیرخواہی کہ از روے شفقت اسکو تربیت کرے ہامان کہ فرعون کا وزیر تھا یہ کلمہ
سنتے ہی کہا اس عورت کو پکڑ لو کہ جس گھر مین کا یہ لڑکا ہے یہ جانتی ہے اسنے کہا مین نے اس معنی سے کہا
کہ نیک خواہ فرعون کی ہون یہ مین نہین جانتی کہ بچہ کسکا ہے چنانچہ اسکی تسلی ہوئی اور کہا جا اسکو دایہ جاکر
مان کو لے آئی آیت فرددناه الی امه کی تقر عینها ولا تحزن ولتعلم ان وعد الله حق ولکن اکثرهم
لا یعلمون پس پھیر لائے ہم اُسکو طرف مان اسکی کے تو کہ ٹھنڈی رہین آنکھین اسکی اور نہ غم کھاوے
اور تو کہ جانے تحقیق وعدہ اللہ کا حق ہے ولیکن اکثر اُنکے نہین جانتے۔ اسوقت حضرت موسیٰ فرعون کی گود
مین تھے فرعون نے حضرت موسیٰ کو اسکی گود مین دیدیا۔ اور ہر چند اور دایہ کو جو لاتے تھے اور انکو دیتے تھے حضرت
موسیٰ اس سے مُنھ پھیر لیتے تھے اور اسکا دودھ نہ پیتے تھے جب انکو انکی مان کی گود مین دیا انکا دودھ پینے لگے
فرعون نے پوچھا تو کون ہے کہ اس روشن ضمیر نے تیری طرف میل کی ہے کہا مین عورت ہون اچھی خوشبودار اور پاکیزہ
تن اور دودھ میرا بغایت شیرین اور پاک ہے اور جو لڑکا میرے پاس آوے وہ دودھ میرا پینے لگے گا فرعون نے
کہا اجرت اسکی مقرر کرکے اسکو دیدو کہ یہ اپنے گھر لیجا کر پرورش کرے ہر ہفتہ مین ایکدن ہمارے پاس لے آیا کرے [illegible]

ایکبارگی شاد مان اور فرحان اپنے گھر مین چلی آئی اور جانا کہ وعدہ الٰہی سچ اور درست ہوا اور مدارک التنزیل اور روضۃ الاحباب
علیہ مین بیچ سورہ طٰہٰ کے لکھا ہی کہ ایک دن فرعون حضرت موسیٰ کو گود مین لیے ہوے تھا حضرت موسیٰ نے ایک
ہاتھ اسکی داڑھی کیطرف کہ جواہر سے مرصع تھی دراز کرکے قدرے انمین سے نوچ لیے اور دوسرے ہاتھ سے ایک تپت
طپانچہ اُسکے منھ پہ مارا فرعون بدبخت غصہ ہوا اور حکم کیا کہ اسکو قتل کرڈالو۔ آسیہ خاتون نے کہا اس بچے نے کہ چمکتا
ہوا جواہر دیکھا اس سبب سے یہ حرکت کی اگر آگ کے انگارے دیکھے تو یقین ہی کہ انمین بھی ہاتھ ڈالدیوے اور ہاتھون
سے لیوے پھر ایک طشت پر از انگارہ آتش اور ایک طشت پر از یاقوت احمر لاکر حضرت موسیٰ کے سامنے رکھے
انھون نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور چاہا کہ یاقوت اٹھا لیوین حضرت جبرائیل علیہ السلام بموجب حکم مالک العلام
فی الفور اس مقام پہونچے اور انگارون پر ہاتھ رکھدیا اور انھون نے ایک چنگاری آگ مین سے اٹھاکر
منھ مین رکھ لی کہ زبان جلگئی اور گرہ زبان پر پڑ گئی کہ اس سبب سے لکنت اور بستگی انکی زبان مین ہوگئی
تھی اور ایسا تتلا کر بولتے تھے کہ اچھی طرح انکا کلام سمجھ مین نہ آتا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ انکا ہاتھ جلگیا تھا
اور ہرچند فرعون علاج کرتا تھا اچھا نہوتا تھا جب مبعوث ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
دعوت کی فرعون نے کہا کون سے خدا کی طرف دعوت کرتا ہی کہا اُس خدا کی طرف کہ جسنے میرے ہاتھ کو شفا
بخشی اور تو اُسکے علاج سے عاجز تھا اور جب موسیٰ آٹھ برس کے ہوے تو ایک دن فرعون کے روبرو
مودب بیٹھے ہوے تھے ناگاہ فرعون نے مرغباز سے کہا کہ ہمارے جنگی مرغ کھول دے اُسنے جو پہلے مرغ کو
کھولا وہ نکل کر اپنے دونون بازؤن کو حرکت دیکر آواز کرنے لگا حضرت موسیٰ نے کہا سچ کہا تو نے فرعون
کہا یہ کیا کہتا ہے حضرت نے جواب دیا کہ اسنے اپنے پروردگار کی تسبیح کی اس عبارت مین کہ پاک ہی وہ
خداوند کہ پیر شبان کو تا این مدت دراز بدولت وحشمت سرفراز کیا اور نعمتہاے گوناگون عطا فرمائین
اور وہ ہر نعمت کے مقابلے مین کفران ناسپاسی کرتا ہی فرعون نے کہا اے موسیٰ مرغ کو ان باتون سے
کیا مطلب اپنی طرف سے یہ سب طول طویل بندی تو کرتا ہے حضرت موسیٰ نے مرغ کو آواز دی کہ ہان کہو
اور جس زبان مین کہ مفہوم خاص و عام ہو کلام کر پھر وہ خروس آگے آیا اور بزبان فصیح اسی کلام کا اعادہ
کیا اسوقت فرعون کا چہرہ متغیر ہوگیا اور نہایت خوفناک ہوا ہامان اسکا وزیر حاضر تھا عرض کیا
کہ اس مرغ کو جادو کیا ہے اسکو اسی وقت ذبح کرڈالا چاہیے اُسکو ذبح کرڈالا حق تعالےٰ نے پھر اُسمین
اعادہ روح فرمایا کہ وہ ہوا مین اُڑگیا اور آدمیون کی نظر سے غائب ہوا اور حضرت موسیٰ نو برس کے
ہوے تو ایک دن فرعون نے انکو تخت پر اپنے پاس بٹھایا اور جمیع اعیان دولت اور ارکین سلطنت
گرداگرد تخت کھڑے ہوے تھے فرعون نے موافق عادت از روے نخوت وتکبر کلمات کفر کہنے شروع
کیے موسیٰ خشم آلودہ ہوکر تخت پر سے اتر آئے فرعون نے کہا اے موسیٰ کہان جاتا ہی حضرت نے تخت پر
ایک لات ماری کہ اُسکے دونو پاے ٹوٹ گئے اور فرعون سر سے اندھا گرپڑا اور اسکی ناک سے بہت سا خون بہا

دربار کفر دار مین ولولہ پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ جلدی سے بھاگ آسیہ پاس چلے آئے اور اس قصہ سے مطلع کیا
جب فرعون محل مین آیا دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہین فرعون نے آسیہ پر عتاب شروع کیا
کہ تو نے مجکو اس طفلک کو مارنے نہ دیا اب یہ لڑکا شورہ پشتی کرتا ہی آسیہ نے کہا کہ اطفال خورسنی مین اپنے
ماں باپ کے ساتھ شوخیاں کیا کرتے ہین جائے شکایت نہین ہے بلکہ دلیل ہے اس امر پر کہ بعد ابلاغ
سن تمیز بسبب شوخیان اور قوت ماں باپ کے دشمنون پر عمل مین لاویگا اور وزیر و امیر سب بخوف
سطوت اس طفل بزرگ قدر سے بر سر حساب رہینگے پھر فرعون کے سامنے دسترخوان چنا گیا اور کھانا
حاضر ہوا اور فرعون نے کھانا زہر مار کرنا شروع کیا اور حضرت موسیٰ اسکے ہمراہ کھاتے تھے اتفاقاً
ایک خرما تمام و کمال دم پخت کیا فرعون کے روبرو رکھا ہوا تھا حضرت موسیٰ نے اس خرما کو نظر
مخاطب ہو کر کہا قم باذن اللہ وہ خرما اٹھکر دوڑنے لگا فرعون نہایت متعجب ہوا آسیہ نے کہا یہ باعث
بنائے بقائے ملک و دولت تیرے کے کام آویگی اس فرزند کو غنیمت جان القصہ مین ایام فرعون حضرت موسیٰ
کے ساتھ براہ ادب و شفقت سلوک ہوتا ہے اور کسی طرح کا تعرض انکے حال سے نکرتا تھا تا آنکہ حضرت موسیٰ
تینتیس برس کے ہوئے ایک دن کنارہ رود نیل پر بعد وضو نماز پڑھ رہے تھے ناگاہ ایک شخص خواص فرعون نے
وہاں گذر کر کہا اے موسیٰ یہ کسکے واسطے عبادت کرتا ہی کہا اپنے آقا اور خداوند کے واسطے اسنے کہا تجکو کوئی خدا اور خداوند تو
نہین چاہیے اپنے باپ کی کہ فرعون ہے عبادت کرو اور مین اس ماجرے سے فرعون کو خبر کرتا ہون حضرت موسیٰ
نے کہا اے زمین لے اسکو زمین تا زانو اسکو دھسا لیگی اور ہرگز نہ چھوڑا تا آنکہ اسنے قسم غلیظ یاد کی کہ مین ہرگز
فرعون کو اس حقیقت سے آگاہ نہین کرنے کا زمین نے اسکو چھوڑ دیا اور یہ چلا گیا لیکن انکی حکایت نماز
اور طریق عبادت فرعون کے خواصون مین شایع اور ذائع ہوئی اور رفتہ رفتہ فرعون کو بھی خبر ہو گئی اسنے
کہا جب موسیٰ نماز و عبادت مین مشغول ہووے تو مجکو خبر کرو کہ مین اپنی آنکھ سے دیکھون کہ کسطرح پرستش
کسکی کرتا ہے ایک خواص فرعون منتظر وقت اور کمین فرصت مین رہا جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ نے نماز
شروع کی جاکر فرعون کو مطلع کیا یہ ملعون آپ آیا اور کھڑا رہا تا آنکہ حضرت موسیٰ نماز سے فارغ ہوئے
پوچھا کہ اے موسیٰ یہ پرستش کسکے واسطے کرتا ہے فرمایا بنا برائے اس آقا کے کہ مجکو کھلاتا ہے اور
پلاتا ہے اور پہناتا ہے اور تربیت کرتا ہے فرعون نے کہا تو نے سچ کہا یہ سلوک مین تیرے ساتھ کیا
اور کرتا ہون بالجملہ حضرت موسیٰ اس مرتبے کے بعد بوڑھے اور دراز عمر بنی اسرائیلیون کو اپنے پاس بلاتے اور انکے
ساتھ صحبت رکھتے اور انس و الفت پکڑتے تھے اور امر فرعونیون پر نہایت شاق ہوتا تھا تا آنکہ ایکدن
سردارون بنی اسرائیل کو اپنی مجلس مین جمع کیا اور پوچھا کہ تم کب سے بعذاب فرعون گرفتار ہوا انھون نے
کہا کہ مدت دراز سے ان بلیات مین مبتلا ہین حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ یہ عقوبت خدا کی طرف سے تمہارے
گناہون کے مکافات مین ہے اب چاہیے کہ کچھ نذر اپنے اوپر لازم کرو کہ اگر حق تعالیٰ یہ عقوبت تم سے اٹھاوے

تو اُسکے شکرانہ مین ادا کرو سب نے کہا کہ ہم روزے رکھینگے اور بہت طعام مساکینون کو کھلاوینگے فرمایا
کہ ایک چیز اپنے واسطے سوا اسکے قبول کرو کہ کفایت کریگی اور یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی اطاعت کرو
اور عصیان اور کفر سے پرہیز واجب جانو سب نے کہا بجان و دل ہمنے قبول کیا پھر حضرت موسیٰ نے کہا
مین نے سنا ہے کہ زمانہ پیشین مین جماعت بت پرستون کو حق تعالی نے بھیجکر ایک پیغمبر سے سرفراز کیا تھا انھون نے
اُس ہادی کی قدر نہ پائی بلکہ اُسکے واسطے ہیزم کے پشتارے جمع کرکے آگ روشن کی اور اُسکو اُس آتش مین
ڈالا و لیکن اس آگ نے اُسکو کچھ ضرر نہ پہونچایا اُنھون نے پوچھا یہ قصہ کیونکر تھا کہا وہ پیغمبر ہمارا اور تمھارا جد تھا
حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت موسیٰ نے کہ بس اپنے جد کے طور پر رہوا اور ایذائے فرعون اور
فرعونیون سے نہ ڈرو کہ حق تعالی انکے شر کو تمسے آخرکو دفع کریگا واللہ الموفق والمعین فصل دوسری مارنا حضرت
موسیٰ کا ایک قبطی کو اور جانا مدین مین اور حضرت شعیب کی دختر کو خواستگاری مین لانا قولہ تعالی ولما
بلغ اشدہ واستوی اتیناہ حکما وعلما وکذالک نجزی المحسنین یعنے اور جب پہونچا جوانی اپنی
کو اور پورا ہوا دیا ہمنے اسکو حکم اور علم اور اسی طرح جزا دیتے ہین ہم احسان کرنیوالون کو بہرحال جب حضرت
موسیٰ علیہ السلام بڑے ہوے تو تمام آدمی انکو بزرگ رکھتے تھے اور فرزند فرعون سمجھتے تھے تا آنکہ جب
بائیس برس کے ہوے چنانچہ مواہب علیہ مین سورہ شعرا مین در ذیل آیت ولبثت فینا من عمرک
سنین ہ اور رہا ہے تو درمیان ہمارے عمر اپنی سے کتنی برس اور معالم مین سورہ طہٰ مین بیچ تفسیر آیت
وقتلت نفسا فنجیناک من الغم یعنے اور قتل کیا تھا تونے ایک نفس کو پس نجات دی ہمنے تجھکو
ایک غم سے اور بقول ابن عباس کعب الاحبار سے نقل کیا ہے کہ اُسوقت حضرت موسیٰ کی بارہ
برس کی عمر تھی اور ایک قول سے معالم مین سورہ شعرا مین تیس برس کی بھی روایت کی ہے بہرحال وقت
قیلولہ یعنے دوپہر کو یا بعد نماز شام حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر مصر سے یا کسی اور شہر مین کہ ولایت
مصر مین سے تھا آئے اور دیکھا چنانچہ خدائے تعالی سورہ قصص مین فرماتا ہے آیت ودخل المدینۃ علیٰ
حین غفلۃ من اهلها فوجد فیها رجلین یقتتلان هذا من شیعته وهذا من عدوه فاستغاثه
الذی من شیعته علی الذی من عدوه فوکزه موسی فقضی علیه قال هذا من عمل الشیطن انه
عدو مضل مبین یعنے اور اندر آیا بیچ شہر کے اوپر وقت غفلت کے لوگون سے پس پائے بیچ اُسکے دو مرد
کہ لڑتے تھے یہ کہ ایک قوم اُسکی سے اور یہ دوسرا دشمن اُسکے سے تھا پس فریاد کی اُسنے کہ قوم اُسکی سے تھا
اوپر اُس شخص کے کہ دشمن اُسکے سے تھا پس پکارا اسکو موسیٰ نے پس تمام کی زندگی اوپر اُسکے کہا یہ حرکت شیطان
کی ہوئی تحقیق وہ دشمن ہے گمراہ کرنے والا ظاہر کہ ایک مرد قبطی کہ قوم فرعون مین سے تھا اور ایک
بنی اسرائیل کہ اولاد حضرت یعقوب مین سے تھا آپسمین خصومت کر رہے تھے اور وہ قبطی فرعون کا نان بائی تھا اور
اُس دکو کہ بنی اسرائیل مین سے تھا لکڑیان اُٹھانے کی تکلیف دیتا تھا اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ وہ قبطی داروغہ

مطبخ بادشاہ کا تھا اور بوجھ لکڑیوں کا بیگار پر حکومت بنی اسرائیل سے چھینتا تھا جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو دیکھا فریاد کرنے لگا حضرت موسیٰ نے قبطی سے کہا اسکو چھوڑ دے اور اس غریب کے گٹھڑ کو قبطی نے انکے کلام کو رد کیا اور کہنا نہ مانا انھون نے اسکے ماتھے پر ایک ایسا مکا مارا کہ وہ گر پڑا اور مر گیا حضرت موسیٰ اور وہ بنی اسرائیل وہانسے بھاگے اور قبطیوں مین سے اسوقت کوئی موجود نہ تھا پھر حضرت موسیٰ نے پروردگار کے آگے استغفار کیا آیت قال رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی فغفر لہ انہ ھو الغفور الرحیم ۰ کہا اے پروردگار میرے تحقیق مین نے ظلم کیا جان اپنی کو پس بخش مجکو پس بخش دیا اسکو تحقیق وہ بخشنے والا مہربان ہے بعضے لکھتے ہین یہ بھی کہا یا پروردگار مجسے سہو و غفلت واقع ہوئی اور مین نے اپنے نفس پر ستم کیا مجکو بخش اور معاف کر حق تعالیٰ نے معاف کیا۔ الغرض حضرت موسیٰ ہراسان تھے کہ مبادا کوئی قصاص کی طلب کے لیے پیدا ہووے آیت فاصبح فی المدینۃ خائفا یترقب فاذا الذی استنصرہ بالامس یستصرخہ قال لہ موسیٰ انک لغوی مبین فلما ان اراد ان یبطش بالذی ھو عدو لھما قال یموسیٰ اتریدان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس ان تریدالا ان تکون جبارا فی الارض وما تریدان تکون من المصلحین ۰ یعنے پس فجر اٹھا بیچ شہر کے ڈرتا ہوا خبر لیتا پس ناگہان وہ شخص کہ جسنے مدد مانگی تھی اس سے کل پکارتا ہے اسکو کہا واسطے اسکے موسیٰ نے تحقیق تو البتہ گمراہ ہے ظاہر پس قصد کیا کہ پکڑے اس شخص کو کہ وہ دشمن تھا ان دونونکا کہا اے موسیٰ کیا چاہتا ہے تو یہ کہ مار ڈالے مجکو جیسا کہ مار ڈالا تھا ایک جی کو کل نہین ارادہ کرتا تو مگر یہ کہ ہووے سرکش بیچ زمین کے اور نہین ارادہ کرتا یہ کہ ہووے صلح کرنے والون سے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ دوسرے دن پھر اسی شخص کو کہ جسنے استغاثہ کیا تھا دیکھا کہ فریاد کر رہا ہے اور ایک اور قبطی سے یاری اور مددگاری طلب کرتا ہے حضرت موسیٰ نے کہا تو عجب مرد گمراہ ہے اور اسپر غصہ کیا اور چاہا کہ قبطی کو پکڑ کر اس جھگڑے سے بنی اسرائیل کو چھڑا دین بنی اسرائیل نے جانا کہ میری طرف آتا ہے تا مجکو مار ڈالے کہا اے موسیٰ آیا تو چاہتا ہے کہ مجکو بھی مارے جیسے کل قبطی کو مار ڈالا جب اس قبطی نے سنا معلوم کیا کہ کل اس قبطی کو موسیٰ نے مارا ہے اسنے جا کر فرعون کو خبر کی اور اسنے جا کر اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا اور حضرت موسیٰ کا قتل مقرر ہوا اور ایک شخص مومن کہ آل فرعون مین سے تھا کہتے ہین کہ خالہ زاد بھائی فرعون کا تھا اور نام اسکا حزبیل تھا اور تفسیر مین لکھا ہے کہ خازن فرعون تھا اور مدارک و معالم مین لکھا کہ بقول بعضے ابن عم فرعون تھا اور بقول بعضی سبطی یعنے بنی اسرائیل تھا۔ بہرحال جب وہ اس حال پر ملال سے آگاہ ہوا اسنے حضرت موسیٰ کے پاس آکر کہا فرعون اور اسکی قوم کے اشرافون نے مشورہ کیا اور چاہتے ہین کہ تیرے اوپر فتنہ اٹھاوین اور بقصاص اس قبطی کے کہ جسکو تو نے مار ڈالا ہے خون تیرا کراوین۔ مگر یہ جانتا ہون کہ بکرم اللہ تعالیٰ تجکو آزار نہین پہونچا سکینگے لیکن چاہیے کہ تو اس شہر سے باہر چلا جا کہ مین نے از رو مسلمانی اور نصیحت اور مہربانی جتا دیا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ کلام مجید مین فرماتا ہے آیت وجاء رجل من اقصی المدینۃ یسعی قال یموسیٰ ان الملاء یاتمرون بک لیقتلوک

فاخرج انی لک من النصحین ۝ فخرج منها خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظلمین
ہینٹے اور آیا ایک مرد پیچھے طرف شہر کیطرف دوڑتا ہوا اور کہا اے موسیٰ تحقیق یہ سردار مصلحت کرتے ہیں
بیچ تیرے کہ تجھکو مار ڈالیں تجھکو پس نکل تحقیق میں واسطے تیرے خیر خواہوں سے ہوں پس نکلا شہر سے ڈرتا ہوا
خبر لیتا ہوا کہا اے رب میرے نجات دے مجھکو قوم ظالموں سے چنانچہ حضرت موسیٰ اسی وقت بے زاد و بے راحلہ
اور بے رفیق طریق اس شہر سے نکلے اور ڈرتے تھے کہ مبادا کوئی تلاش میں نہ آوے اور کہتے تھے کہ خداوندا مجھکو
اس گروہ ستمگاروں سے چھڑا اور ایک جگہ لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل آئے اور کہا اے موسیٰ شہر مدین کی طرف
متوجہ ہوا اور سر راہ مدین پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کر دیا اور حضرت موسیٰ ادھر کو متوجہ ہوئے مصر سے
مدین تک آٹھ دن کی راہ تھی اور حضرت موسیٰ رستہ نجانتے تھے کہتے تھے شاید خدا تعالیٰ مجھکو راہ راست
مدین کی دکھاوے پس آٹھ دن راہ چلے گئے اور بجز گھانس اس راہ میں کچھ کھانے کی چیز نہ تھی آیت ولما
ورد ماء مدین وجد علیہ امۃ من الناس یسقون و وجد من دونھم امرأتین
تذودان قال ما خطبکما قالتا لا نسقی حتی یصدر الرعاء و ابونا شیخ کبیر ۝ اور جب آیا
اوپر پانی مدین کے پایا اوپر اسکے ایک جماعت لوگوں کی کہ پلاتے تھے پانی اور پایا ان سے الگ
دو عورتیں کہ ہٹاتی تھیں بکریوں اپنی کو کہا کہ کیا ہے حال تمہارا کہا ان دونوں نے کہ نہیں پلاتے ہم
یہاں تک پانی کہ پھیر لاویں چرواہے اور باپ ہمارا بوڑھا ہے بڑا - القصہ یہ ایک کنوئیں پر کہ شہر مدین
کے کنارے پر تھا سو پہنچے دیکھا کہ ایک گروہ آدمیوں کا جمع ہے اور اپنے مواشی کو پانی دیتے ہیں اور دو عورتیں الگ
ایک گوشہ میں اپنی گوسفندیں لیے کھڑی ہیں اور اپنی گوسفندوں کو روک رہی ہیں تا وہ جو پانی پیتی ہیں
انہیں جا کر نہ مل جاویں چونکہ انبیا کو شفقت ذاتی ہوتی ہے حضرت موسیٰ کا دل کڑھنے لگا اور چاہا کہ انکی مدد
کریں انکے پاس گئے اور بطریق ادب کہا تم کسواسطے اپنی گوسفندوں کو پانی پینے سے اور اوروں کے ساتھ
اختلاط کرنے سے منع کرتی ہو انھوں نے کہا ہم اپنی گوسفندوں کو پانی نہیں دیتے جبتک کہ اور چرواہے
اپنی گوسفندوں کو پانی پلا کر اپنے ریوڑوں کو چراگاہ میں نہیں لیجاتے پھر جو کچھ کہ زیادہ اور چھوٹا انکے
مواشی سے پانی بچ رہتا ہے وہ ہم اپنی گوسفندوں کو دیتے ہیں کسواسطے کہ اس کام میں کوئی ہمارا مدد
نہیں ہے اور باپ ہمارا پیر اور ضعیف ہے اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ ہمارے ساتھ آوے اور ہماری مدد کرے
کہتے ہیں کہ وہ حضرت شعیب کے بھائی کی بیٹیاں تھیں اور مشہور یہ ہے کہ حضرت شعیب کی بیٹیاں تھیں
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام انکے حال سے آگاہ ہوئے گوالیوں کے پاس گئے اور کہا اے ضعیفو تمکو کیوں انتظار
میں رکھتے ہو پہلے انکی جمیع گوسفندوں کو سیراب کر دو کہ جلدی سے یہ اپنے گھر چلی جاویں - انھوں نے انکو ازرو
تحکم اور استہزا کہا کہ ہم انکو پانی نہیں دیتے اگر تجھسے ہو سکتا ہے تو ہی آنکر کھینچکر پانی پلا دے حضرت موسیٰ کنوئیں پر آئے
اور یہ حضرت موسیٰ کو قوی ہیکل اور کشیدہ قد دیکھکر ڈرے اور ایک کنارے پر جا کر نظارگی کیواسطے کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے

فسقی لهما ثم تولی الی الظل فقال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر یعنی پھر پانی پلایا واسطے انکے پھر گیا
طرف سایہ کے پس کہا اے رب میرے تحقیق مین واسطے اس چیز کے کہ اُتارے تو طرف میرے بھلائی سے محتاج
ہون لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے باوجودیکہ آٹھ دن سے بھوکے تھے تنہا اس ڈول سے کہ دس آدمی پانی کھینچتے
تھے کھینچکر عورتون کی گوسفندون کو سیراب کیا اور بعضے کہتے ہین کہ ایک اور کوئین پر جاکر اور پتھر کہ چالیس
آدمی اُٹھا سکین اسپر رکھا تھا اکیلے اُس کو کوئین پر سے اُٹھاکر پھینک دیا اور اس ڈول کے ساتھ کہ چالیس
آدمی کھینچ سکین اکیلے کھینچکر اُنکے مویشی کو سیراب کیا پھر چلی گئین اور حضرت موسیٰ ایک دیوار یا درخت کے
سایہ مین بیٹھ گئے اور کہا خداوندا جسطرف کہ تو نے مجھکو بھیجا وہان پہونچنے کا محتاج ہون اور تو جانتا ہے کہ بسبب
مدد کرنے دین کے محتاج ہوا ہون اور تونگری کہ فرعون کے پاس رکھتا تھا چھوڑدی ہے الغرض شعیب کی
بیٹیان کہ اسدن جلدی سے اپنے گھر پہونچین اُنکے باپ نے پوچھا کہ آج تم جلد کیونکر آئین اور حضرت شعیب
باوجودیکہ اندھے تھے لیکن بسبب عادت ہر روز گوسفندون پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے اور معلوم کر لیتے تھے کہ کیونکر
ہین پلا پیاسی اسدن جو گوسفندونکو دیکھا کہ اچھی طرح سے سیراب ہین اسکا سبب دریافت کیا انھون نے
تمام قصہ عرض کیا اور فضائل اور مناقب حضرت موسیٰ کے بیان کیے حضرت شعیب نے ایک بیٹی کو کہا
کہ اسکو جاکر لے آؤ تا اس فرخندہ صفات سے اس حسن سلوک کی مکافات کرون آیت فجاءته احدیٰهما
تمشی علی استحیاء قالت ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ما سقیت لنا یعنے پس آئی اُسکے پاس ایک ان دونون مین سے
چلتی تھی شرمائی کہا تحقیق باپ میرا بلاتا ہے تجھکو تو کہ دیوے تجھکو مزدوری اسکی کہ پانی پلایا تو نے واسطے ہمارے
چنانچہ اسنے آنکر حضرت موسیٰ کو کہا کہ میرے باپ نے سلام کہا ہے اور تمکو بلایا ہے کہ مزدوری دیوے کہ تمنے ہماری مویشی کو
پانی پلایا ہے حضرت موسیٰ نے بطمع مزدوری بلکہ حضرت شعیب کی زیارت کیواسطے جانا قبول کیا اور روانہ ہوکر
پس جسراہ سے کہ جاتی تھی وہ دختر نیک اختر آگے آگے جاتی تھی اور حضرت موسیٰ پیچھے پیچھے اور جب ہوا سے اس لڑکی کا
کپڑا اوڑتا تھا اور کہین سے بدن کھلا جاتا تھا تو آپ اسکو کہتے تھے کہ میرے پیچھے پیچھے آؤ اور مُنھ سے مجھکو رستہ بتاتی جا
اور ایک روایت ہے کہ نامحرم کے کلام کرنے سے بھی راضی نہوے اور کہا کہ پتھر اٹھاکے پھینکتی جا پس لڑکی
جسطرف پتھر پھینکتی تھی حضرت موسیٰ اسطرف کو جاتے تھے آیت فلما جاءه وقص علیه القصص قال لاتخف
نجوت من القوم الظلمین یعنے پس جب آیا موسیٰ اُنکے پاس اور بیان کیا اوپر اُسکے قصہ کہا مت ڈر
نجات پائی تونے قوم ظالمون سے۔ غرض کہ جب یہ حضرت شعیب کے گھر مین پہونچے اور سلام
اور حضرت نے سلام کا جواب دیا اور مصافحہ کیا اور احوال پوچھا حضرت موسیٰ نے تمام قصہ
بیان کیا حضرت شعیب نے جانا کہ یہ نبوت کے گھرانے سے ہے کہا خوف مکر کہ تو نے گروہ ستمگارون سے
نجات پائی اس ولایت مین انکو دسترس نہین ہے پھر حضرت موسیٰ کے آگے کھانا رکھا حضرت موسیٰ
نے اسپر ہاتھ نہ ڈالا اور کہا مین کار آخرت کو دنیا کے واسطے نہین بیچتا یعنے مین نے تمھاری مویشی کو

برائے خدا پانی پلایا ہے نہ برائے اجرا حضرت شعیب نے کہا یہ طعام تیرے کام کی مزدوری میں نہیں ہے بلکہ ہماری عادت ہے کہ جو کوئی ہمارے گھر میں آتا ہے بطریق ضیافت اسکی خدمت کرتے ہیں اب کہ تم بھوکا ہو اور یا حضر حاضر ہے تمہاری مروت سے ایسا جانتے ہیں کہ اسکو رد نکرو گے حضرت موسیٰ نے کھانا نوش کیا اُثنا ے اس حال میں آیت قالت احدٰیھما یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین یعنے ایک بیٹی نے اپنے باپ سے کہا کہ اس شخص کو اگر ہو سکے تو گوسفندونکے چرانے کے واسطے نوکر رکھنا چاہیے کہ امین اور طاقت والا ہے کہتے ہیں کہ حضرت شعیب نے کہا تجکو قوت اور توانائی اسکی کیونکر معلوم ہوئی اُس دختر بلند اختر نے تمام احوال ڈول کھینچنے کا اور پتھر کے اُٹھانیکا اور پیچھے پیچھے آنے کا بیان کیا حضرت شعیب جب اس حال سے مطلع ہوے آیت قال انی ارید ان انکحک احدی ابنتی ھاتین علی ان تاجرنی ثمانی حجج ۚ فان اتممت عشرا فمن عندک وما ارید ان اشق علیک ستجدنی ان شاء اللہ من الصلحین ۚ قال ذالک بینی وبینک ایما الاجلین قضیت فلا عدوان علی واللہ علی ما نقول وکیل ۚ یعنے حضرت موسیٰ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں سے جسکو تم کہو تمہاری زوجیت میں دوں اس امر پر کہ آٹھ برس میری گوسفندوں کی شبانی اور اگر دس برس تک کرو تو تمہاری عنایت اور مہربانی ہوگی حضرت موسیٰ نے قبول کیا اور کہا ان دونوں مدتوں میں سے کہ آٹھ برس یا دس برس ہیں جو نسی مجھسے ہو سکیگی تمام کرونگا اور تمہاری خدمت اپنی سعادت جانتا ہوں اور کچھ مجھپر شاق نہیں ہے اور اللہ اوپر اُس چیز کے کہ ہم کہتے ہیں کارساز ہے۔ عین المعانی میں سورہ قصص میں لکھا ہے کہ پہلے شریعتوں میں لڑکیوں کا مہر باپ کے واسطے ہوتا تھا اور عورتوں کے باپ لیتے تھے ہماری شریعت میں بحکم آیت جلیلہ آیت واٰتوا النساء صدقٰتھن نحلۃ ۚ اور دو عورتوں کو مہر انکی خوشی سے منسوخ ہوا اور یہ کہ جبر بالغ کے مہر ہو سکتے ہیں ممنوع ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بخلاف امام شافعی رضی اللہ عنہ اور کہتے ہیں معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ فرد یہ ہی تزویج کہ کرتا ہوں میں بیٹی اپنی کو تیرے ساتھ نہ یہ کہ مہر میری بیٹی کا یہ کہ آٹھ برس میری شبانی کرے۔ القصہ حضرت شعیب نے چاہا کہ گوسفندوں کو حضرت موسیٰ کے حوالہ کریں ایک عصا انکے لیے چاہیے تھا اور حضرت شعیب کے گھر میں ستر عصا انبیا علیہم السلام کے رکھے ہوے تھے انمیں ایک عصا تھا کہ حضرت آدم علیہم السلام بہشت سے ہمراہ لائے تھے اور وہ آس کی لکڑی کا تھا اور بروایت کعب الاحبار کے درخت عوسج کا تھا اور درخت عوسج ایک درخت ہے کہ پہلے سب اشجار سے جو بہار شور پر بلند ہوا تھا اور طول اسکا دس گز کا اور سر اسکا دو شاخہ تھا اور نیچے اسکے ایک بھال لگی ہوئی تھی اور حضرت آدم سے نسلاً بعد نسلاً حضرت شعیب کو میراث میں پہونچا تھا اور قرار پایا تھا کہ وہ عصا کلیم الرحمٰن کے واسطے رکھ چھوڑیں جب وہ پردہ غیب سے ظہور عالم میں آویں تو انکو حوالہ کردیں اور حضرت شعیب نے اسکو بحیثیت رفعت شان وعظمت زمان بحرمت تمام رکھ چھوڑا تھا اور کسی کا

انمین تصرف نبوت نے دیا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت شعیب نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اون عصاؤن مین سے ایک عصا
حضرت موسیٰ کے واسطے لے آوے اسنے جاکر وہی عصا لاکر اپنے باپ کے ہاتھ مین دیا حضرت شعیب نے کہا اس
عصا کو وہین رکھ آؤ اور عصا لاؤ کہ اس عصا کے لیے حکم الٰہی اسطرح پر ہے کہ ایک پیغمبر مرسل کے واسطے رکھ چھوڑا
چاہیے ہر کسی کو دینا سزاوار نہین ہے اس لڑکی نے سات دفعہ آمدرفت کی اور وہی عصا اسکے ہاتھ مین آیا لیکن
صحیح یہ ہے اور مدارک مین بھی اسطرح پر ہے کہ ایکبار رات کو حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ کو عصا کے لیے اوس
حجرے مین جہان سب عصا رکھے تھے بھیجا تا ایک عصا اختیار کر لیوے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان عصاؤن
کیطرف ہاتھ دراز کیا اسی عصا نے حضرت آدم نے آواز دی کہ مجکو اختیار کر کہ تیرا عصا مین ہون حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے اسکو لیکر حضرت شعیب کے پاس آئے انھون نے کہا اے موسیٰ اس عصا کی شان بہت بزرگ ہے
یہ کلیم اللہ کے واسطے ہے اسکو وہین رکھ آؤ اور عصا لے آؤ حضرت موسیٰ نے چاہا کہ اسکو رکھ کر اور اٹھاوین
کہ وہ عصا بولا کہ اے موسیٰ مجکو لے حضرت موسیٰ پھر اسکو لے آئے اور حضرت شعیب پھر بالغ آئے تا آنکہ چار
یا سات مرتبہ اسی طرح حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ کے گفت و شنود رہی آخر حضرت موسیٰ نے کہا جس عصا
کے لینے کا قصد کرتا ہون یہ میرے ساتھ خصومت کرتا ہے کہ مجکو اٹھا لیجئے نہین ہو سکتا ہے کہ دوسرا عصا لاؤن واپس
کرون حضرت شعیب متعجب ہوے کہ حق تعالےٰ نے ایک فرشتہ کو بھیجا تا انکے درمیان حکم کرے اوس فرشتے نے
اس عصا کو زمین پر گاڑ دیا کہ مقدار چار انگل زمین مین گڑ گیا پھر کہا جو کوئی اس عصا کو بقوت نبوت زمین سے کھینچ
لیوے یہ عصا اسکا ہو جاوے پہلے حضرت شعیب نے بقوت تمام اس عصا کو کھینچا وہ نہ نکلا جب حضرت
موسیٰ کی نوبت پہونچی تو انھون نے زمین سے کھینچ لیا حضرت شعیب نے اس صورت عجیب کے وقوع سے
جانا کہ موسیٰ خلعت نبوت سے پہن کر بشرف تکلم حضرت باری مشرف ہونگے لہذا انکو وصیت کی کہ اس عصا سے
غافل نہونا کہ اس سے امور عجیبہ مشاہدہ کریگا اور بوقت ضرورت تیری حاجتین روا کریگا پھر حضرت
شعیب نے وہ عصا اور گوسفندین حضرت موسیٰ کے سپرد کین۔ معالم مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کے عصا مین
اختلاف ہے بقول عکرمہ حضرت آدم اس عصا کو بہشت سے لائے تھے اور بعد وفات حضرت جبرئیل علیہ السلام
اسکو لیگئے اور انکے پاس رہا تا آنکہ ایک رات کو جبرئیل نے حضرت موسیٰ سے ملاقات کی اور وہ عصا انکے
حوالے کیا اور بقول اوروں کے جیسا کہ بیان ہو چکا اور مدارک مین لکھا ہے کہ بقول کلبی درخت عوسج سے تھا
کہ نداے انی انا اللہ اس سے سُنی القصہ حضرت شعیب نے حضرت موسے سے کہا کہ زنہار ان گوسفندون
کو فلانی جگہ نہ لے جانا کہ وہان ایک اژدہا ہے ایسا نہو کہ سب گوسفندون کو ضائع کرے
حضرت موسے علیہ السلام ریوڑ گوسفندون کو لیکر باہر آے اور گوسفندین جنگل
کی طرف چلین ہرچند کہ حضرت موسیٰ نے روکا نہ رک سکین جب وہان پہونچین حضرت موسیٰ ایک ٹیلے
پر بیٹھ گئے اور گوسفندین چرا کین۔ ناگاہ حضرت موسیٰ پر نیند نے غلبہ کیا اور سو گئے اور اس عصا کو

اپنے پہلو مین رکھ لیا کہ وہ اژدہا جنگل مین سے نکلا اور بعد رکھنے حضرت آپکے کا قصد کیا عصا نے کہ پہلو مین
رکھا ہوا تھا اژدہا بنکر اُس اژدہے کو مار ڈالا جب حضرت موسیٰ بیدار ہوے دیکھا کہ ایک اژدہا مرا
ہوا پڑا ہے بہت خوش ہوے اور تعجب کیا جب گھر مین آئے اژدہے کے مرنے کے حال سے حضرت
شعیب کو آگاہ کیا اُنھون نے جانا کہ یہ کام عصا کا ہے کہ برکت سے موسیٰ کے ظہور مین آیا اور نقل ہے کہ جب
حضرت موسیٰ نے آٹھ برس شبانی کی نوین سال حضرت شعیب نے کہا اس برس سے جوان گوسفندون مین
نر ہووین وہ تیرا اور جو مادہ ہووے وہ ہماری اُس مین سب نر پیدا ہوے دوسرے سال کہا اس برس
جو مادہ ہووے وہ تیری اور نر ہمارا اُس سال مین سب مادہ ہوئین تیسرے سال کہا جو کہ سیاہ ہووے
وہ تیرا اس سال مین تمام سیاہ پیدا ہوے چوتھے سال کہا جو سفید ہووے وہ تیرا اس سال مین سب سفید
ظاہر ہوے پانچوین برس کہا جو کہ سیاہ اور سفید یعنے ابلق پیدا ہووے وہ تیرا اس برس مین بالکل
ابلق پیدا ہوے غرض کہ ہر بار حضرت شعیب نے اپنے وعدہ کو وفا کیا تا آنکہ حضرت موسیٰ کی گوسفندین
حضرت شعیب سے زیادہ ہو گئین۔ مواہب علیہ مین سورۂ قصص مین لکھا ہے دس برس حضرت موسیٰ نے
شبانی کی مصاحبت کی اور معالم التنزیل مین سورۂ طٰہٰ مین ذکر ذیل آیت فلبثت سنین فی اہل
مدین ثم جئت علی قدر یا موسیٰ پس رہا تو کئی برس بیچ لوگون مدین کے پھر آیا تو اوپر اندازے
کے لیے ہوے۔ ایراد کیا ہے کہ سواے اس دس برس مہر کے اٹھارہ برس اور حضرت موسیٰ حضرت شعیب کے
پاس رہے **فصل تیسری** رسالت حضرت موسیٰ اور ہارون اور دعوت کرنا انکا فرعون کو تفسیر معالم
التنزیل اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ چالیس برس کے ہوے تو انھون نے چاہا
کہ مصر مین جا کر اپنی مان اور بھائی کو دیکھین چنانچہ حضرت شعیب سے اجازت لیکر مع اپنی اہل کے روانہ ہوے
پانچ روز کی مسافت قطع کی تھی کہ چھٹے روز کو وادی سینا مین پہونچے اور وہ رات نہایت اندھیری تھی اور
ہوا کمال تند و سرد چلتی تھی اور برف برستی تھی یہ راہ بھول گئے اور نزدیک وادی ایمن کے پہونچے اور
مواشی انکے متفرق ہو گئے اور وہ شب شب جمعہ تھی اور حضرت موسیٰ کی بی بی نے بقول صحیح صفورا نام
تھا وضع حمل کیا اور ایک لڑکا پیدا ہوا اور آگ کی احتیاج ہوئی حضرت موسیٰ نے ہر چند کہ سعی
اور کوشش کی پتھر اور لوہے سے آگ نہ نکلی مضطر اور مضطرب سر تحیر زانوے تفکر پر رکھا تھوڑی دیر
کے بعد کہ چشم بصیرت کھلی اطراف و نواحی اس وادی مین نگاہ کی ناگاہ دور جانب کوہ طور سے
روشنی عظیم دکھائی دی اپنی بی بی سے کہا تم یہین ٹھہری رہو مجھکو آگ دکھائی دی ہے جاتا ہون شاید
کہ آگ ہاتھ آوے تو تمہارے واسطے اس شعلہ آتش سے ایک لکڑی پانی یا چھوٹی سی لکڑی
پانی اس سے روشن کر کے یا چنگاری لاتا ہون یا وہان کوئی شخص ہوتا ہے تو اس سے راہ راست
معلوم کرتا ہون لیکن مشیت یہ تھی کہ وہ راہ بتا دیوے اور رہنمائی سے محروم نکرے غرض کہ سب کو وہان چھوڑ کر آپ آگ کیطرف

روانہ

روانہ ہوئے چنانچہ حق تعالیٰ سورۂ قصص میں فرماتا ہے آیت فلما قضیٰ موسیٰ الاجل وسار باھلہ
آنس من جانب الطور نارا قال لاھلہ امکثوا انی آنست نارا لعلی آتیکم منھا بخبر
او جذوۃ من النار لعلکم تصطلون پس جب تمام کی موسیٰ نے مدت اور لے چلا بی بی اپنی
کو دیکھی طرف طور کے سے آگ کہا بی بی اپنی کو تھم جاؤ تم تحقیق میں نے دیکھی ہے آگ شاید کہ لے
آؤں میں اس پاس سے خبر یا انگاری آگ کی تو کہ تم سینکو جب اس آگ کے پاس پہونچے دیکھا
کہ ایک درخت سبز ہرا ہے کہ کا پا اور کسی کا روشن ہے اور اسکے گرد پیش کوئی نہیں ہے حضرت کمال متحیر ہوئے
اور اس آگ کی روشنی اور درخت کی سبزی سے تعجب کیا اور فرشتوں کی تسبیح سنی پس ڈر کر بیہوش
ہوگئے اور بعضے روایت کرتے ہیں کہ ہر چند اس آگ کے قریب جاتے تھے وہ آگ دور ہوتی تھی جب
اسکو چھوڑ دیتے تھے قریب معلوم ہوتی تھی ڈر کر بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو ندا سنی کہ اے موسیٰ
جب یہ آواز سنی پوچھا کہ یہ کلام کرنے والا کون ہے جواب آیا آیت انی انا ربک فاخلع نعلیک
انک بالواد المقدس طوی وانا اخترتک فاستمع لما یوحیٰ اننی انا اللہ لا الہ الا
انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری ان الساعۃ آتیۃ اکاد اخفیھا لتجزیٰ
کل نفس بما تسعیٰ فلا یصدنک عنھا من لا یؤمن بھا واتبع ھواہ فتردیٰ
یعنے تحقیق میں ہوں پروردگار تیرا پس اتار ڈال دونوں جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک
کے ہے کہ نام اسکا طویٰ ہے اور میں نے پسند کیا تجکو پس جو کچھ وحی کیا جاتا ہے تحقیق میں ہوں اللہ نہیں
کوئی معبود مگر میں پس عبادت کر میری اور قائم کر نماز کو واسطے یاد میری کے تحقیق قیامت آنے والی ہے
نزدیک ہے کہ چھپا ڈالوں میں اسکو تو کہ بدلا دیا جاوے ہر جی ساتھ اس چیز کے کہ کرتا ہے پس نہیں بند کرے
تجکو فکر اسکی سے وہ شخص کہ نہیں ایمان لاتا ساتھ اسکے اور پیروی کرتا ہے خواہش اپنی کی پس ہلاک ہو جاوے تو
کہ میں تیرا پروردگار ہوں پھر شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ شاید معاذاللہ یہ کلام ربانی نہووے پھر آپ نے تامل کیا اور
بغور سنا اور جانا کہ کلام خدا تعالیٰ کا ہے کسواسطے کہ جمیع جہات اور تمام اعضا سے سنائی دیتا ہے پھر آواز سنی
کہ اے موسیٰ اپنے پانوں سے نعلین باہر کر کہتے ہیں نعلین یعنی جوتیاں پوست خر مردہ بے دباغ سے اور صحیح تر یہ ہے کہ گائے کے چمڑے کی
تھیں پاک لیکن حق تعالیٰ نے انکے اتارنے کے لیے حکم فرمایا تا حضرت موسیٰ کے قدم زمین مقدس کو مس کریں
اور اسکی برکت انکے پانوں میں پہونچے اور محقق کہتے ہیں یہ تعلیم طریق تواضع اور آداب کی ہے کہ بادشاہوں کے بچھونے پر
نعلین کے ساتھ جانا نہ چاہیے اسی واسطے اگلے لوگ مثل بشر حافی قدس سرہ کے پابرہنہ سیر کرتے تھے اور بعضے
نعلین کے اتارنے کے یہ معنی کہتے ہیں کہ یعنے اپنے دل کو فکر اہل و ولد سے فارغ کر اور امام قشیری کہتے ہیں کہ فکر
دنیا اور آخرت کو دل سے باہر کر یعنے عالم تفرید میں قدم دو جہان پر رکھ القصہ جب موسیٰ پابرہنہ ہوا اور وادی
مقدس میں آئے خطاب پہونچا آیت وما تلک بیمینک یا موسیٰ یعنے اور کیا ہے بیچ داہنے ہاتھ تیرے کے

ای موسیٰ یہ کلام حق سبحانہ تعالیٰ نے واسطے الفت پکڑنے اور دفع ہونے ہیبت کے فرمایا اور نہ وہ دانا تھا کہ ہاتھ میں اسکے کیا ہے یا تنبیہ کے واسطے فرمایا یعنے حاضر ہو تا اسکے عجائب دیکھے آیت قال ھی عصای اتوکؤا علیھا واھش بھا علی غنمی ولی فیھا مارب اخریٰ یعنے کہا کہ یہ عصا میرا ہے تکیہ کرتا ہوں میں اوپر اسکے اور پتے جھاڑتا ہوں میں ساتھ اسکے اوپر بکریاں اپنی کے اور مجکو بیچ اسکے فائدے ہیں اور حضرت موسیٰ کو کمال شوق اور نشاط صحبت کا حاصل ہوا اسی لفظ پر کہ عصا میرا ہے اکتفا نکیا اور جواب میں طول بار روایت کیا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے بعض عجائب اس عصا میں ظاہر فرمائے تھے چنانچہ تفسیر معالم التنزیل اور مدارک التنزیل میں بتفصیل بیان ہوئے ہیں کہ وہ عصا حضرت موسیٰ کے ساتھ راہ میں جاتا تھا اور کلام کرتا تھا اور درندوں اور گزندوں جانوروں سے نگاہ رکھتا تھا اور دشمن کے ساتھ لڑائی کرتا تھا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سوتے تھے تو بکریوں کی محافظت کرتا تھا اور جب کسی کنوئیں پر پہونچتے تھے تو اسکا تنا رسی ہو جاتا تھا اور شاخیں ڈول بن جاتی تھیں اور پانی کھینچتا تھا اور اگر زمین پر گاڑ دیتے تھے تو ایک درخت سایہ دار ہو جاتا تھا اور جو میوہ کہ خوش ہوتا اور مطلوب ہوتا تھا اسمیں ظہور پکڑتا تھا اور اندھیری رات میں مانند شمع اور چراغ کے روشنی دیتا تھا اور اگر پانی کے واسطے زمین پر مارتے تھے تو چشمہ آب رواں پاتا تھا اور جب زمین سے اٹھا لیتے تھے تو پانی جاتا رہتا تھا اور تفسیر ینابیع میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ ماندہ ہو جاتے تھے تو اسپر تکیہ کرتے تھے اور سوار بھی ہوتے تھے۔ القصہ جب حضرت موسیٰ نے یہ کلام کہا ندا آئی آیت القھا یا موسیٰ فالقھا فاذا ھی حیۃ تسعیٰ ۞ ڈالدے اسکو ای موسیٰ پس ڈالدیا اسکو پس ناگہاں وہ سانپ تھا دوڑتا کہ ڈالدے اسکو ای موسیٰ حضرت موسیٰ نے اسکو ڈالدیا فی الحال پیچھے سے ایک آواز عظیم انکے کان میں آئی پھر کر جو دیکھا ایک سانپ نظر آیا کہ ہر طرف دوڑتا تھا تفسیر مواہب علیہ میں سورہ نمل میں لکھا ہے کہ اول چھوٹا سانپ ہوتا تھا اور آخر کو اژدہا ہو جاتا تھا اور تفسیر امام ابو اللیث میں لکھا ہے کہ وادی مقدس میں جان تھا یعنے ایک سانپ باریک تیز رفتار اور فرعون کے پاس اژدہا ہو گیا تھا اور مواہب علیہ میں سورہ طٰہ میں ہے کہ پہلی چھوٹا سانپ باریک تیز رو ہوا پھر زرد سانپ ہوا عصا کے برابر موٹا اور لمبا پھر بڑا اژدہا شتر بختی کے برابر اور دراز ہوا چاروں کونے سے ہیکلا ہو کر چلنے لگا اور درمیان دونوں طرف منہ اسکے کے ستر یا چالیس گز کا فاصلہ تھا اور اسکے منہ میں بڑی بڑی دانت اور دو آنکھیں مثل برق چمکتی تھیں اور جس پتھر پاس پہونچتا تھا اسکا ایک لقمہ کر جاتا تھا اور بڑے بڑے درختوں کو جڑ سے اکھاڑ لیتا تھا اور نگلا جاتا تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ حال دیکھا ڈرے اور بھاگے کہ فرمان پہونچا آیت خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ ۞ ای موسیٰ اسکو پکڑلے اور ڈر نہیں کہ اسکو اسکے پہلی طرح کر دینگے حضرت موسیٰ نے اپنا ہاتھ اسکے منہ میں ڈالکر اسکی موچھیں پکڑلیں وہی عصا ہو گیا اور حضرت موسیٰ کا دل تھرکانے ہوا پھر ندا آئی آیت واضمم یدک الی جناحک تخرج بیضاء من غیر سوء آیۃ اخری لنریک من آیاتنا الکبریٰ ۞ اور ملالے ہاتھ اپنا طرف بازو اپنے کے نکل آویگا سفید بغیر برائی کے نشانی اور تو کہ دکھلاویں ہم تجکو نشانیوں اپنی بڑی میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام

اپنے ہاتھ کو جیب میں لے گئے جب باہر نکالا تو بقدرت ربانی وہ ہاتھ نورانی مثل برق چمکتا ہوا کہ نور اسکا آفتاب
کے نور پر غلبہ کرتا تھا باہر آیا اسوقت خطاب آیا آیت اذہب الی فرعون انہ طغی یعنی جا طرف فرعون کے
تحقیق اسنے سرکشی کی ہے کہ ان دو معجزوں کے ساتھ فرعون کے پاس جا اور اسکو ہماری پرستش کیطرف دعوت
کر کہ وہ حد سے گذر گیا ہے اور خدائی کا دعوی کرتا ہے جب حضرت موسیٰ نے یہ مضمون سنا اپنے دل میں اندیشہ کیا
کہ میں تنہا فرعون اور اسکے لشکر کے ساتھ کیونکر برابری کرونگا لہذا اسنے تعالیٰ سے تقویت قلب کی اور ارزو
نیاز و دعا کرنی شروع کی آیت قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدة من لسانی
یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک
کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا اور کہا پروردگار میرے سینہ کو کشادہ کر تاکہ میں سماوے
جو کچھ کہ وحی کرے ساتھ میرے اور تحمل اور بردبار ہوں اور بہ تنگی سے تنگدل نہوں اور آسان کر میرے اوپر
تبلیغ رسالت اور کھول میری زبان کی گرہ تا میرے کلام سمجھیں اور گردان یاری دہندہ میرا ہارون میرے
بھائی کو اور شریک کر اسکو نبوت میں میرے ساتھ تاکہ پاکی بیان کریں ہم تیری بہت تحقیق تو ہی ہے دیکھنے والا
معالم میں لکھا ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ سے زبان میں فصیح تر اور صورت میں جمیل تر اور بدن میں فربہ اور سفید
گورے تھے اور حضرت موسیٰ گندم رنگ تھے اور لکنت انکی زبان میں تھی اسواسطے کہ انھوں نے سوال انکی [illegible]
اپنے ساتھ فرمایش فرعون میں چاہا اور خدا تعالیٰ نے اسکے جواب میں ان احسانوں کو جو پرورش و ولادت کا انکی
یاد دلایا آیت قال قد اوتیت سؤلک یموسی ولقد مننا علیک مرة اخری اذ اوحینا الی امک ما یوحی
ان اقذفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیم فلیلقہ الیم بالساحل یاخذہ عدو لی وعدو لہ والقیت علیک
محبة منی ولتصنع علی عینی اذ تمشی اختک فتقول ہل ادلکم علی من یکفلہ فرجعناک الی امک کی
تقر عینہا ولا تحزن وقتلت نفسا فنجیناک من الغم وفتناک فتونا فلبثت سنین فی اہل مدین
ثم جئت علی قدر یموسی واصطنعتک لنفسی اذہب انت واخوک بایاتی ولا تنیا فی
ذکری اذہبا الی فرعون انہ طغی فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی کہا تحقیق دیا گیا
تو سوال اپنا اے موسیٰ اور البتہ تحقیق احسان کیا تھا ہمنے اوپر تیرے ایکبار اور جسوقت کہ وحی ڈالدی
ہمنے طرف ماں تیری کے وہ چیز کہ وحی کیجاتی ہے اسپہ کہ ڈالدے اسکو بیچ صندوق کے پس ڈالدے
اسکو بیچ دریا کے پس چاہیئے کہ ڈالدے اسکو دریا کے کنارے پر لیوے اسکو دشمن میرا اور دشمن
اسکا اور ڈالدی میں نے اوپر تیرے محبت اپنی طرف سے اور تو کہ پرورش کیا جاوے اوپر انکھوں
میری کے جسوقت کہ چلتی تھی بہن تیری پس کہتی تھی کیا دلالت کروں میں تمکو اوپر اوس شخص
کے کہ پالے اسکو پس پھیر لائے ہم تجھکو طرف ماں تیری کے تو کہ ٹھنڈی ہوں انکھیں اسکی
اور نہ غم کھاوے اور مارا تھا تو نے ایک جان کو پس نجات دی ہمنے تجھکو اور آزمایش کی ہمنے تجھکو

کئی برس بیچ لوگون مدین کے پھر آیا تو اوپر اندازے کے ای موسیٰ اور پسند کر لیا مین نے تمکو واسطے
ذات اپنی کے جا تو اور بھائی تیرا ساتھ نشانیون میری کے اور مت سستی کرو بیچ یاد میری کے جاؤ تم
دونون طرف فرعون کے تحقیق اُسنے سرکشی کی پس کہو اسکو بات نرم شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا ڈرے
اور تفسیر قشیری مین آیا ہے کہ حضرت موسیٰ کے اہل اور آدمیون نے وہ شب بانتظار گذاری اور دن کو بھی
کچھ خبر نپائی اور اسی صحرا مین متحیر تھے قضا را ایک گروہ اہل مدین سے وہان پہونچا اور صفورا کو لیجا تا
اور حضرت شعیب کے پاس پہنچائے اور بعد غرق ہونے فرعون کے حضرت موسیٰ کی خبر انکو پہونچی اور ایک
روایت مین اسطرح پر ہے کہ حضرت موسیٰ صفورا کے پاس آئے دیکھا کہ عورتین گرد بیٹھی ہوئی ہین اور
اور بکریان سفید دونکی شبانی اور پاسبانی کر رہی ہین سجدہ شکرانہ بدرگاہ یگانہ ادا کیا اور تمام احوال صفورا
سے بیان کیا صفورا نے کہا اسے موسیٰ جلد پیغام حضرت رب الارباب پہونچا دیکر حضرت موسیٰ نے عصا
اپنے ساتھ اٹھا لیا اور بچہ جو ہوا تھا صفورا کے پاس چھوڑ دیا اور تنہا روانہ ہوئے عشا کی نماز کے وقت مصر مین
پہونچے جب اپنے گھر مین آئے دروازہ کھٹکھٹایا انھون نے کہا تو کون ہے کہا مہمان ہون انھون نے دروازہ کھولا
اور کچھ کھانا انکے آگے رکھا کہ آپ کے باپ عمران نہ رہے تھے بیٹے ہو گئے تھے یہ اکیلے کھانا کھانے لگے کہ ایک ساعت
کے بعد ہارون آئے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا ایک مہمان ہے ہارون نے پاس آکر دیکھا پہچانا اور بیہوش ہو گئے
پھر ماں اور بہن نے پہچانا وہ بھی بیہوش ہو گئین تھوڑی دیر کے بعد ہوش مین آئے ایک دوسرے نے
بغل مین لیا اور گلے سے لگایا اور احوال پوچھا پھر حضرت موسیٰ نے کہا تمکو بشارت ہو کہ خدا تعالیٰ نے
مجھکو پیغمبری دی اور بے واسطہ میرے ساتھ کلام کیا جب ہارون نے یہ کلام سنا بہت شاد ہوئے اور خدا
کے واسطے رو برو کھڑے ہو گئے حضرت موسیٰ نے کہا ای بھائی تمکو بھی میرے ساتھ پیغمبری مین شریک کیا
تا باتفاق ہم اور تم فرعون کے پاس جاوین اور اسکو دعوت کرین اور مجھکو ایک معجزہ دیا ہے کہ اگر اس عصا
کو ڈال دون تو اژدہائی عظیم ہو جاوے اور جو کچھ مین کہون وہ کرنے لگے اور دوسرے یہ کہ جیب مین ہاتھ
جیب مین ڈالکر نکالون تو مثل آفتاب تابان کے نکلے حضرت ہارون اور زیادہ خوش ہوئے مواہب علیہ
مین سورہ طٰہٰ مین لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ نے مصر کو توجہ کی تو حضرت ہارون کو وحی آئی کہ اپنے
بھائی کے استقبال کے لیے مدین کی راہ پر روانہ ہو چنانچہ حضرت ہارون روانہ ہوئے اور اثنائے راہ
مین ملاقات ہوئی اور حضرت موسیٰ نے تمام احوال اپنا بیان کیا اور حضرت ہارون کو اس امر سے
کہ باتفاق فرعون کے پاس چاہیے جانا اور حق دعوت چاہیے کرنی خبر دی اور حضرت ہارون نے کہا ای بھائی
ہیبت اور شوکت فرعون کی کہ تمنے دیکھی تھی اب اسوقت سے بہت زیادہ ہے اور ذرا سی خلاف
مرضی پر حکم قطع عضو اور قتل اور دار پر کھینچنے کا کرتا ہے حضرت موسیٰ اندیشہ ناک ہوئے
آیت قال ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی قال لا تخافا اننی معکما اسمع واریٰ

فاتیاہ

فاتیہ فقولا انا رسولا ربك فارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبهم قد جئناك بآیة من ربك والسلام
علی من اتبع الهدی انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من كذب وتولی یعنے کہا دونوں نے
اور رب ہمارے تحقیق ہم ڈرتے ہیں یہ کہ جلدی کرے اوپر ہمارے یا یہ کہ سرکشی کرے کہا مت ڈرو تحقیق میں
ہوں ساتھ تمہارے تحقیق سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں پس جاؤ اسکے پاس پس کہو تحقیق ہم بھیجے ہوئے
ہیں رب تیرے کے پس بھیج ساتھ ہمارے بنی اسرائیل کو اور مت عذاب کر انکو تحقیق ہم لائے ہیں تیرے
پاس نشانی رب تیرے سے اور سلامتی اوپر اس شخص کے ہے کہ پیروی کرے تحقیق وحی کیا گیا ہے طرف ہماری کے
یہ عذاب اوپر اس شخص کے ہے کہ جھٹلاوے اور منہ پھیرے اور معالم میں سورہ شعرا میں لکھا ہے کہ بقول
بعضے رات کو فرعون کے دروازے پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا دربانوں نے پوچھا کہ دروازہ پر
کون ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا رسول رب العالمین ہوں فرعون نے کہا صبح کو آنا جب صبح ہوئی
تو انکو اپنے پاس بلایا اور بقول بعضے ایک برس کے بعد ملاقات ہوئی جب فرعون نے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا پہچانا اور کہا اے موسیٰ آیا پہلے تجھکو پرورش میں نہیں کیا جبکہ تو طفل تھا
اور تیس برس تک میرے گھر میں رہا اور تو نے قبطی کو مار ڈالا تو نے میری نعمت کی ناسپاسی کی
کہ میرے خاص آدمیوں سے قتل کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اسوقت میں آگاہ نہ تھا کہ ایک
مکا مارنے سے وہ مرجاویگا تجھسے ڈر کر بھاگا اور مدین میں گیا پس عطا فرمایا مجھکو میرے پروردگار نے جب
رجوع کی میں نے مدین سے وطن کی طرف علم اور فہم اور نبوت اور کیا مجھکو پیغمبر مرسل الغرض
حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے کہا ہم پروردگار کی طرف سے رسول یعنی بھیجے ہوئے آئے ہیں
کہ تجھکو اسکی عبادت کے واسطے دعوت کریں کہ کلمات کہ حق تعالےٰ نے انکو فرما دیے تھے ادا کیے
قال فمن ربکما یا موسیٰ فرعون نے کہا کون ہے پروردگار تم دونوں اے موسیٰ کہ مجھکو اسکی پرستش
کے واسطے دعوت کرتے ہو باوجودیکہ دونوں بھائی وہاں موجود تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے ساتھ اسواسطے خطاب کی کہ جانتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں بستگی اور لکنت ہے کہ اچھی
طرح کلام مفہوم نہیں ہوتا ہے اور چاہا کہ انکو حاضرین مجلس کے روبرو منفعل کرے اور اس گرہ کھلنے کی خبر نہ تھی
آیت قال ربنا الذی اعطی کل شیء خلقہ ثم هدی کہا رب ہمارا وہ ہے جسنے دی ہر چیز کو پیدائش
اسکی پھر راہ دکھائی حضرت موسیٰ نے بزبان فصیح کہا پروردگار میرا وہ شخص ہے کہ دی ہر چیز کو انواع مخلوقات سے
صورت اور شکل لائق اور موافق حال اسکے اور صفات حقتعالیٰ کی بیان کیں جب یہ سخن حضرت موسیٰ کے سنے
ڈرا کہ مبادا قوم اسکی ایسے خدا کی عبادت کی طرف میل کرے اس کلام کی تاویلیں کرنے لگا اور خلط مبحث
کرکے اور باتوں میں مصروف ہوا اور حضرت موسیٰ کو فرمان اسطرح پر تھا کہ بہ نرمی فرعون کے آگے کلام کریں سختی اور درشتی
نہ کریں کہ شاید نصیحت قبول کرے اور عبرت پکڑے یہ نرمی اور مدارا اسکے ساتھ کلام کرتے تھے اور اس جواب بد پر

سنتے تھے آشفتہ ہوتے تھے روایت کرتے ہین کہ حضرت موسیٰ نے اُس سے کہا کہ خدا کے ساتھ ایمان لا کہا اگر
مین ایمان لاؤن تو تیرا خدا مجھکو کیا دیگا اُنھون نے کہا تین چیز ایک تو جوانی دوسری تمام عالم کی بادشاہی
تیسرے سو برس تیری عمر مقرری پر زیادہ ارزانی فرماویگا فرعون نے کہا اے موسیٰ اب تو جا جواب اسکا اپنے
وزیر کے ساتھ مشورہ کر کے کہونگا حضرت موسیٰ اور ہارون اپنے گھر مین آئے اور فرعون نے ہامان
سے بیان سے کہ وزیر تھا تدبیر اس شریعت کی تھا حکایت کی اور کہا مجھکو کسی چیز کی طرف رغبت نہین الا
جوانی کی خواہش ہے ہامان نے کہا مین تجھکو جوان کر دیتا ہون جب رات ہوئی تو ڈاڑھی کو خضاب
کیا بال سیاہ ہو گئے فرعون نے جانا کہ مین جوان ہو گیا دوسرے دن حضرت موسیٰ پھر فرعون کے پاس
آئے اور دعوت کرنی شروع کی کہ مین بھیجا ہوا پروردگار عالم کا تیری قوم کے واسطے آیا ہون اور معجزا
پیدا اور حجت ہویدا میرے رسول ہونے پر گواہ ہے تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیجدے کہ ارض
مقدسہ یعنی شام مین کہ انکے باپ دادا کا وطن ہے جا رہین اور انکے غلام اور خادم کرنے سے باز رہ مواہب
علیہ مین بیچ تفسیر آیت فارسل معی بنی اسرائیل پس بھیج ساتھ میرے بنی اسرائیل کو لکھا ہے کہ فرعون
بنی اسرائیل کو انواع انواع تکلیفات پہونچاتا تھا اور اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت یعقوب نے اپنی اولاد کے
ساتھ مصر مین آنکر قرار پکڑا اور نسل انکی بہت ہو گئی اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام
اور انکے بھائی سب اس جہان سے گذر گئے اور ملک ریان کہ فرعون ریان حضرت یوسف علیہ السلام
تھا بیٹا اسکا مصعب نام بنی اسرائیل کو معزز رکھتا تھا جب وہ بھی مر گیا تو فرعون ریان حضرت موسیٰ یعنی تخت
سلطنت پر بیٹھا اور زبان بلاف انا ربکم الاعلیٰ کھولی اور اسکی قوم نے گمراہی اُسکے کہنے سے اختیار کی
الا بنی اسرائیل اسکا دعویٰ قبول نکرتے تھے اور یہ کہتا تھا کہ تمھارا باپ زرخرید ہمارے بزرگونکا تھا تم ہمارے
خانہ زاد ہو تمکو نافرمانی روا نہین ہے اور بزور حکومت بنا رہ دار ونکو گرفتار کر کے کار خدمت لیتا تھا اسواسطے
حضرت موسیٰ نے بموجب فرمان حضرت ملک المنان انکی رہائی چاہی اور اپنی ہمراہی کے لیے لیا اور معالم اور
مدارک التنزیل وغیرہ مین مذکور ہے کہ فرعون نے کہا اگر اس دعوای پیغمبری پر تو راست گو ہو تو کوئی معجزہ اور حجت
لا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ہاتھ سے ڈالدیا وہ اژدہا ہو گیا کہ ظاہر الامر کسی کو شک و شبہ نہ رہا
اس امر مین کہ اژدہا ہوا اور اسنے منہ کھولا کہ مابین جبڑون اسی گز کا تھا اور جبڑا نیچے کا زمین پر رہا اور اوپر کا جبڑا اوپر
کے قصر کے کنگرے کے اوپر اور فرعون کے تخت کی طرف متوجہ ہوا جتنے لوگ بارگاہ مین حاضر تھے سب نے غنیمت
جانی یعنے سب بھاگے اور فرعون بھی بھاگا کہ ہنگام فرار شدت خوف سے ایک دوسرے پر گر گر کے پچیس ہزار آدمی
ہلاک ہوئے اور فرعون نے نعرہ مارا کہ اے موسیٰ قسم دیتا ہون مین تجکو ساتھ اُس خدا کے کہ بھیجا ہوا تو اُسکا
ہے اپنے عصا کو تو پکڑ لے کہ مین تیرے ساتھ ایمان لایا اور بنی اسرائیل کو تجکو دیتا ہون حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے اژدہے کی گردن پکڑ لی اُسی وقت عصا ہو گیا فرعون اپنے تخت پر آنکر بیٹھا اور کہا اگر کچھ اور معجزہ رکھتا ہو

تو وہ

تو وہ بھی دیکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے داہنا ہاتھ گریبان میں سے زیر بغل لیجا کر باہر نکالا وہ ید بیضا بسان
آفتاب تابان اور مثل برق درخشان نور افشان ہوا روایت کہ حضرت موسیٰ مرد گندم گون تھے تو ابتدا
انکی ہتھیلیوں کا سفید نہ تھا اور وہ ہاتھ کہ سن طفولیت میں جلگیا تھا اُسمین داغ بھی ظاہر تھا ولیکن جب اوسکو
گریبان میں لیجا کر باہر نکالتے تھے تو اس مرتبہ نورانی ہوتا تھا کہ آفتاب کے نور پر غلبہ کرتا تھا اور آسمان و زمین
کے درمیان میں اُسکی روشنی ہو جاتی تھی اور پھر جب گریبان میں لیجاتے تھے تو پھر ویسا ہی ہو جاتا تھا فصل
چوتھی مقابلہ کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادوگرون کے ساتھ اور غالب آنا عصا کا اُنکے سحر پر
روایت کرتے ہین کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ معجزہ بھی اُنکو دکھایا فرعون نے اپنی اشراف قوم کے ساتھ مشورہ
کیا کہ تم موسیٰ کے باب مین کیا کہتے ہو انھون نے کہا موسیٰ جادوگری سیکھ آیا ہی اور فن سحر مین کامل ہو گیا ہی
ہے کہ لکڑیون کو اژدہا کرتا ہی اور ہاتھ گندم گون کو ید بیضا کرتا ہی اور اس حیلہ سے غرض اسکی یہ ہی کہ تمکو قبطیون کو ولایت
سے نکال دیوے اور بنی اسرائیل کو تخت حکومت اپنی مین لیوے فرعون نے کہا تدبیر اسکے الزام کی کیا ہی جادو کیا کہا
آدمیون کو شہرہاے آباد مین بھیجو کہ جہان ساحر اور دانائے فن سحر ہو وین اُنکو لے آوین کہتے ہین کہ کسی قرن
مین اتنے ساحر اور جادوگر نہ تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین تھے اور سردار اور رئیس جادوگرون کے
اقصائے سعید مین رہتے تھے قولہ تعالیٰ وارسل فی المدائن حاشرین یاتوک بکل ساحر علیم ٥ اور بھیج بیچ شہرون
کے اکٹھا کرنے والے آوین تمھارے پاس ہر جادوگر دانا کو مواہب علیہ مین لکھا ہی کہ تفسیر میا علی مین یون ہی لکھا ہی
کہ مدائن سعید مین دو بھائی تھے کہ فن سحر مین مشہور آفاق تھے جب فرستادہ ہاے فرعون اُنکے پاس پہونچے اُنھون
نے اپنی مان سے کہا کہ ہمکو ہمارے باپ کی قبر پر لیچل جب اُنکو قبر پر لے گئی اُنھون نے اپنے باپ کو آواز دی اور کہا کہ
پدر بادشاہ مصر نے ہمکو طلب کیا ہی اسواسطے کہ دو شخص اُسکے پاس آئے ہین نہ اُنکے پاس سپاہ ہی نہ لشکر نہ ہتھیار
بادشاہ کو نہایت تنگ کیا ہی مگر اُنکے پاس ایک عصا ہی کہ جب اُسکو ڈال دیتے ہین تو وہ اژدہا ہو جاتا ہی اور جو کچھ
اُسکے روبرو آتا ہی اُسکو نگل جاتا ہی اور فرعون نے دعویٰ کیا ہی کہ ہمکو اُنکے مقابلے مین لاوے۔ صاحب قبر نے جواب دیا
کہ جب مصر مین پہونچو معلوم کرو کہ جب وہ سوتے ہین تب بھی وہ عصا اژدہا ہو جاتا ہی یا نہین اگر اُسوقت بھی اژدہا
بنجاتا ہی تو جان لینا کہ وہ جادوگر نہین ہین۔ اور وہ جادو سے اژدہا نہین ہوتا ہی پس اس تقدیر پر تم کیا بلکہ کوئی
تمام عالم مین سے اُنکے ساتھ مقابلہ و برابری نہین کر سکنے کا القصہ دونو بھائی مع مصاحب اور شاگرد کہ تیرہ
آدمی تھے یا بارہ ہزار یا پچیس ٢٥ ہزار یا ستر ہزار یا اسی ٨٠ ہزار مصر مین آنکر بارگاہ فرعون مین جمع ہوئے آیت وجاء السحرۃ
فرعون قالوا ان لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین ٥ اور آئے جادوگر فرعون کے پاس کہا اُنھون نے تحقیق واسطے
ہمارے کچھ بدلا ہی اگر ہون ہم غالب آیت قال نعم وانکم لمن المقربین کہا البتہ اور تحقیق تم البتہ مقربون سے ہو گئے اور تم
سب کو امیر بنا دونگا کہتے ہین کہ مہتران جماعت چار آدمی تھے وہ دونون بھائی اور دو اور۔ لباب مین لکھا ہے
کہ چار آدمی مصر مین بھی مہتر تھے جب وہ جادوگر مع مصاحب شاگرد مصر مین پہونچے بموجب آواز قبر حال خواب بیداری

حضرت موسیٰ اور اژدہا ہونا عصا کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ جب حضرت سوتے ہیں تو اسوقت عصا اژدہا ہو کر
محافظت اور پاسبانی کیا کرتا ہے سننے اس امر سے انکو تردد ہوا لیکن انھون نے اسکو کسی سے ظاہر نکیا
تا آنکہ فرعون نے حضرت موسیٰ کو طلب کیا اور مقرر ہوا کہ جادوگرون کے ساتھ مقابلہ اور مناظرہ کرین اور
مجلس خاص و عام انعقاد پائی اور معالم التنزیل مین سورۂ طٰہٰ مین لکھا ہے روز نوروز یا روز عاشورہ یا روز
عید ایک مقام پر تمام اہل مصر حاضر ہوئے سب جادوگرون اور ساحرون نے اپنے عصا اور رسیان میدان
مین لاکر حاضر کین اور فرعون تخت پر بیٹھا اور ہزارون آدمی دیکھنے کے واسطے جمع ہوئے ستر ہزار ساحر
ایک طرف صف باندھکر کھڑے ہوئے اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون انکے سامنے کھڑے ہوئے قوم فرعون نے گمان
کیا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام اس جماعت کثیر سے کہ حد سے زیادہ ہے برابر نہین کرسکنے کے لیکن
بعضے مومن بیدار دل نے یقین کیا کہ انکا یہ احتمال محض وہم اور خیال ہے اور مغلوبی حضرت موسیٰ اور ہارون کی
باعانت قادر ذوالجلال محال ہے جادوگرون نے بطریق ادب پاس آن کر کہا آیت یا موسیٰ اما ان تلقی واما
ان یکون نحن الملقین ای موسیٰ اول تم اپنے عصا کو ڈالوگے یا ہم اپنی رسیان اور عصا ڈالین حضرت موسیٰ
نے ازروے کرم و خلق فرمایا کہ القوا کہ پہلے تمھین ڈالو تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ انھون نے بڑی بڑی رسیان
اندر سے خالی سوراخدار کہ رال سے آلودہ تھین اور لکڑیان اندر سے خالی کرکے پارہ بھر کر میدان مین ڈالین آیت
فلما القوا سحروا اعین الناس واسترھبوھم وجاؤا بسحر عظیم پس جب ڈالا انھون نے جادو کر دیا
آنکھون پر لوگون کی اور ڈرایا انکو اور وہ لائے سحر بڑا جب حرارت آفتاب کی پہونچی پارہ حرکت مین آیا اور وہ
رسیان اور لکڑیان بشکل مار آپسمین پیچ و تاب کھانے لگین تفسیر عین المعانی مین لکھا ہے کہ زمین کو نیچے سے خالی
کرلیا تھا اور آگ روشن کردی تھی اور اسپر ریت ڈالدی تھی جب نیچے سے آگ کی حرارت اور اوپر سے آفتاب کی تمازت
نے اثر کیا فی الحال وہ اشکال بیجان حرکت مین آئین اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ تمام میدان سانپون سے بھر گیا اور
سوا کے تاثیر حرارت ناری اور تمازت شمسی کے بھی معلوم ہوتا رسن اور چوب مجوف ساحرونکا متحرک بسان ماران
جاندار اثر سحر سے بھی تھا کیونکہ بعضے اعمال سفلی سے بھی یہ لوگ نظربندی دیکھنے والونکی کرتے تھے اور معالم مین لکھا ہے
کہ حضرت موسیٰ کے دل مین خوف پیدا ہوا اور بمقتضاے بشریت خیال مین آیا کہ مبادا ایسا قصد کرین یا اس امر سے
کہ دیکھنے والے جادو اور معجزہ مین فرق نکرین اسی وقت وحی آئی کہ ای موسیٰ ڈر نہین تیرا امر خاص و عام پر پوشیدہ
نہین رہنے کا اور انپر غالب ہوگا اپنے عصا کو ڈالدے حضرت موسیٰ نے اسکو ڈالدیا اور اسنے اژدہا ہوکر منھ کھولا اور جو
کچھ کہ انھون نے سحر اور جادو اور تدبیر اور تدویر سے ظاہر کیا تھا نگل گیا چنانچہ حق تعالیٰ سورۂ اعراف مین فرماتا ہے آیت واوحینا
الی موسیٰ ان الق عصاك فاذا ھی تلقف ما یافکون ۵ فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون ۵ فغلبوا
ھنالك وانقلبوا صاغرین کہتے ہین کہ وہ چالیس رسیان اور لکڑیان تھین یا ستر ہزار یا تین سو خروار یا کم و بیش
اور بعضی کہتے ہین کہ ستر ہزار رسیان تھین اور ستر ہزار لکڑیان اور مدارک التنزیل مین لکھا ہے کہ بہتر ہزار رسیان اور بہتر ہزار

بہر حال وہ تختہ سب نگل گیا اور پھر خلقت جو دیکھنے کے واسطے کھڑی تھی اُنکی طرف منہ پھیلایا اور خلقت بھاگی
اور انبوہ کثیر ہلاک ہوا اور کہتے ہین فرعون بھی بھاگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اُس اژدہے کو پکڑ لیا تو
عصا ہو گیا اور رسیون اور لکڑیون کا کچھ نشان بھی باقی نہ رہا جادوگرون نے آپس مین کہا اگر یہ سحر ہوتا تو جیا ہوتا
کہ ہماری جادو باطل نکرتا آیت والقی السحرۃ ساجدین ۀ قالوا امنا برب العلمین ۀ رب موسیٰ وھرون
اور جب جادوگر اوندھے گرے اور خدائے جل وعلا کو سجدہ کرنے لگے اور بصدق دل کہا ہم لائے اُس پروردگار
عالمیان پر کہ بیچون ہے اور خدائے موسیٰ و ہارون ہے اور تعریف اُسکی حد سے زیادہ اور افزون
ہے آیت قال فرعون امنتم بہ قبل ان اذن لکم ان ھذا لمکر مکرتموہ فی المدینۃ لتخرجوا منھا اھلھا
فسوف تعلمون ۀ لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ثم لاصلبنکم اجمعین کہا فرعون نے
آیا تم ایمان لائے موسیٰ کے ساتھ پہلے اسکے کہ مین تمکو اجازت دون معلوم ہوا موسیٰ تمھارا بزرگ اور سحر اور جادو
مین معلم ہے اور اُستاد اور بہتر جادوگرون کا ہے اور تم آپس مین سب ملکر چاہتے ہو کہ میرے ملک کو برباد کرو اور
قبطیون کو شہر سے نکالکر اس ملک کو خاص بنی اسرائیل اور اپنے اوپر قرار دو مین تمھارے داہنے ہاتھ اور بائین
پاؤن کاٹ ڈالونگا اور درخت خرما پر کہ دراز ترین درختان ہے دار پر کھینچونگا اور لوگ تمھارے دیکھینگے اور عبرت
پکڑینگے اور تم جانو کہ موسیٰ کا خدا سخت تر ہے از روے عذاب اور عقاب کے کہ مین تمام جادوگر جام جذبہ
حقانی سے مست ہو گئے تھے اور شعاع نور ربانی اُنکے دلون پر جلوہ گر ہوا تھا قالوا انا الی ربنا منقلبون ۀ
وما تنقم منا الا ان امنا بایت ربنا لما جاءتنا ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین ۀ انجام
سبنے فرعون کو جواب دیا کہ ہم تجھکو اختیار نہین کرینگے کسواسطے کہ دیکھے معجزون کو ایمان لائے ہین
بعضے کہتے ہین کہ جسوقت کہ وہ سجدے مین گئے تھے تو نعیم بہشت حق تعالیٰ نے اُنکو دکھادی تھی اور ایک
روایت ہے سجدے کے وقت خدائے تعالیٰ نے اُنکی آنکھون کے آگے سے حجاب اُٹھا لیے تھے
اُنکو تحت الثریٰ تک نظر آیا تھا اور جب سجدے سے سر اُٹھایا تھا تو فرش سے تا عرش مشاہدہ
کیا تھا بہر حال اُنھون نے کہا کہ ہم تیری نعمتین نہین قبول کرتے جسطرح تو چاہے ہمارے ساتھ
کر ہمکو کچھ پروا نہین کہ تیرا حکم دنیاے فانی مین پیش جاتا ہے نہ آخرت مین کہ بہتر اور پاینده ہے
وہان تو اپنے حکم سے معزول اور اپنی مہم مین مشغول ہوگا ہمارا کیا کر سکیگا اور منہ اپنا فرعون کی
طرف سے پھیر کر کہا خداوندا ہمکو صبر اور شکیبائی دے کہ اس بلا مین بیطاقت نہووین اور موت
دے ہمکو اسلام پر کہ ثابت قدم ایمان پر رہین مواہب علیہ مین سورۂ شعرا مین لکھا ہے کہ روایت
کرتے ہین فرعون نے کہا کہ اُنکے ہاتھ اور پاؤن کاٹ ڈالوا ور دار پر کھینچو حضرت موسیٰ اُنکے
واسطے رونے لگے اسوقت حضرت رب العزت حجاب نظر سے حضرت موسیٰ کے اُٹھا لیے اور
منازل قرب اور مقامات اُنکے اُنکو دکھا دیے کہ تسلی حاصل ہووے روایت کرتے ہین

کہ جماعت بنی اسرائیل کہ حضرت موسے کے ساتھ ایمان لائی تھی فرعون اور اپنے لوگون سے ڈرتی تھی
کہ مبادا انکو عذاب کرے اُنسے زاری کرکے تدبیر محفوظ رہنے ظلم فرعون سے پوچھتی تھی اور تفسیر بحر
المواج مین لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین وہ قوم فرعون سے تھے جنھون نے حضرت موسیٰ کی تصدیق کی
تھی اور اُسکا سبب یہ تھا کہ بیٹیان قوم بنی اسرائیل کی قبطیون کے گھرون مین تھین اور انکے
فرزندون نے اپنی ماؤن کی طرف میل کرکے ستر گھر کے لوگ ایمان لائے تھے اور حضرت موسیٰ کی
طرف تھے باوجود اس امر کے کہ قبطیون سے اور آل فرعون سے ڈرتے تھے بہرحال حضرت موسیٰ نے
کہا خدائے تعالیٰ پر توکل کرو اور اپنے کام اُسپر چھوڑ دو انھون نے بموجب انکے فرمانے کے عمل کیا مواہب
علیہ مین تفسیر آیت واوحینا الی موسیٰ واخیہ ان تبوأ لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم قبلة
واقیموا الصلوٰة وبشر المومنین یعنی اور وحی بھیجی ہمنے طرف موسیٰ اور بھائی اُسکے کے یہ کہ ٹھکانہ دو
واسطے قوم اپنی کے بیچ مصر کے گھر اور کرو گھرون اپنے کو رو بقبلہ اور قایم رکھو نماز کو اور بشارت دو ایمان
والون کو تفسیر مین لکھا ہی کہ بعد ایمان لانے اس قوم کے اور مشغول ہونے انکے بعبادت حق تعالےٰ فرعون نے
حکم دیا کہ انکی مسجدین اور عبادت گاہین کہ انھون نے اپنے محلون مین اور بازارون مین بنائی ہین خراب
کرو اور انکو ادائے عبادت اور نماز سے منع کرو حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اپنے
گھرون مین عبادت کرین تا کافر انکی عبادت پر مطلع نہووین مواہب علیہ مین سورۂ قصص مین لکھا ہی
کہ حضرت موسیٰ فرعون ملعون کو دعوت کرتے تھے تا آنکہ ایک دن اُسنے اپنے گروہ اعیان سے کہا مین نہین
جانتا کہ تم جس خدا کو پوچھتے ہو میرے آسمانون کو پیدا کیا ہے اور وہ آسمان پر ہے اب اُسکے دیکھنے کی تدبیر
کرتا ہون اور زبان سے کہا آیت فاوقد لی یاھامان علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الی
الہ موسیٰ وانی لاظنه من الکاذبین یعنے پس آگ جلا واسطے میرے اے ہامان اوپر مٹی کے پس تیار کر
واسطے میرے ایک محل تو کہ چڑھ جاؤن جھانکون طرف معبود موسیٰ کے اور تحقیق مین گمان کرتا ہون اُسکو
جھوٹون سے۔ یہ روایت کرتے ہین کہ اول اینٹ پکانے کے واسطے فرعون نے حکم کیا یعنے اپنے وزیر سے
کہا کہ اینٹین پکوا اور اُنسے ایک قصر بلند بنوا کہ اُسمین زینہ ہووے تا اُسپر جا کر موسیٰ کے خدا کو دیکھون کہ آیا وہ
سچ کہتا ہی یا نہین معاذ اللہ فرعون نے خیال کیا کہ حق سبحانہ تعالیٰ جسیم ہے اور آسمان پر اُسکا مکان ہی اور
جانا آسمان پر ممکن ہے۔ صاحب کشاف اور معالم نے لکھا ہے کہ ہامان نے پچاس ہزار استاد گلکار
سوائے مزدورون کے جمع کیے اور واسطے پکانے اینٹون اور گچ اور چونہ اور تراشنے چوب اور بنانے قصر بلند
کے حکم دیا چنانچہ ایک بنا بالغایت بلند اور محکم کہ کمند عقل و فکر کی اُسکے گوشہ بام پر نہ ڈال سکتے تھی بنا کر تیار کیا زاد المسیر
مین لکھا ہی کہ جب وہ بنا تیار ہو چکی فرعون اُسپر چڑھا اور اُسکے خیال مین آیا کہ اب مین آسمان پر پہنچ جاؤنگا
جب اُسکی انتہا پر پہونچا آسمان کی طرف دیکھا وہان سے اسطرح آسمان اُسکو بلند دکھائی دیا جسطرح زمین سے دکھتا

شرمندہ ہوکر تیر آسمان کی طرف پھینکے وہ تیر خون آلودہ ہوکر اوپر سے گرے جب فرعون نے ان تیرونکو
خون آلودہ دیکھا کہا مین نے موسیٰ کے خدا کو مار ڈالا اور معالم مین لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے بموجب فرمانے خدا تعالے کے وقت غروب آفتاب اس قصر کو اپنا پر مار کر تین ٹکڑے کر دیے چنانچہ ایک
قطعہ لشکر فرعون پہ گرپڑا کہ دس لاکھ آدمی دبکر مرگئے اور دوسرا ٹکڑا دریا مین گرپڑا اور قطعہ بجانب مغرب
جا پڑا اور کوئی استاد اور مزدور زندہ نہین رہا اور فرعون باوجود دیکھنے اس حال تباہ کے بھی آگاہ نہوا بلکہ اسکا
تکبر اور غرور زیادہ ہوا بیچ معالم اور مواہب علیہ کے سورۂ تحریم مین اور قصص الانبیا مین بالکل تفاوت
لکھا ہی کہ روایت کیا ہے کہ آسیہ خاتون فرعون کی جورو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے ساتھ پوشیدہ
ایمان لائی تھی اور جب اسکا ایمان لانا ظاہر ہوا تو فرعون نے کہا کہ تو موسیٰ کے دین سے پھر جا کہ مین
تجکو سونے کے مکان بنا دونگا کہا خدا تعالے نے میرے واسطے بہشت مین گھر بنایا کہ تو اس سے بہتر
نہین بنا سکیگا فرعون نے کہا تیرا اوپر عذاب کرونگا کہا جو چاہے سو کر مین نہین ڈرتی فرعون نے غایت عتاب
سے اسکے کپڑے اتروا کر اور کھینچکر اسکے آفتاب مین ڈلوا دیا حق سبحانہ تعالی نے فرشتون کو حکم کیا
کہ اسکے گرد آکر اپنے پرون کا سایہ کرلو اسنے آسمان کی طرف منھ کیا اور کہا خداوندا تو دانا ہی نہان اور آشکارا
کا اور جانتا ہے کہ فرعون میری اوپر عذاب کرتا ہی تا دین موسیٰ سے پھر جاؤن فرعون نے پھر کہا کہ اس دین سے
پھر جا نا میرے عذاب سے نجات پاوی کہا تجکو میرے بدن پر اختیار ہی میرے دل پر دسترس نہین ہے کہتے ہین
کہ فرعون اسکے پاس سی چلا گیا اور حضرت موسیٰ اسکے پاس آئے آسیہ نے انکی طرف دیکھا اور کہا ای موسیٰ
اللہ تعالے مجکو اس بلا مین دیکھتا ہی کہا ہان اور ساتون آسمانون مین تیری گفتگو ہے اور فرشتے تیرے دیکھنے
کے واسطے آئے ہین خدا تعالی سے حاجت چاہ کہا آیت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من
فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین یعنے اے رب میرے بنا واسطے میرے نزدیک اپنے گھر بہشت
کے اور نجات دے مجکو فرعون سے اور عمل اسکے سے اور نجات دے مجکو قوم ظالمون سے حق تعالی نے اسکی
آنکھون کے آگے سے حجاب اٹھا لیے کہ اسنے بہشت مین اپنے قصر دیکھے کہتے ہین فرعون پھر اسکے پاس آیا
اور کہا اب بھی موسیٰ کے دین سے پھر جا تا تجکو نجات ملے آسیہ ہنسی اور کہا مجکو تجسے کچھ رنج نہین
ہے فرعون نے کہا ایک چکی کا پاٹ اسکے سینہ پر رکھدو اسکو اس عذاب سی بھی کچھ خبر نہ تھی۔
بعضے کہتے ہین کہ پتھر اسکے جسم پر جب رکھا کہ روح اس مین نہ تھی اور اکثر تفاسیر مین لکھا ہی کہ حق تعالی
نے اسکو مع اسکے جسم آسمان پر اٹھوا منگوا یا اور اب بھی بہشت مین ہی اور مواہب علیہ مین سورۂ
مومن مین لکھا ہے کہ حزقیل نجار مومن آل فرعون تھا۔ ایک دن کہا ای قوم ایمان مین پیروی کرو
تا تمکو راہ راست دکھاؤن فرعونیون نے اس کلام سے جانا کہ یہ حضرت موسیٰ کے ساتھ
ایمان لایا ہے برا بھلا کہنا شروع کیا اور کہا تجکو شرم نہین آتی کہ عبادت فرعون چھوڑکر

دوسرے کی عبادت کرتا ہے حزقیل نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمکو عذاب خداسے رہائی دون
کہ اُسکے ساتھ ایمان لاؤ اور اُسکے پیغمبر کی تابعداری کرو اور تم چاہتے ہو کہ مجھکو دعوت کرو ساتھ
اس عمل کے کہ اُسکے سبب سے لائق دوزخ ہون کہ وہ عبادت فرعون سے اور تم ترغیب
دیتے ہو مجھے اس دین کے ساتھ کہ کافر ہو جاؤن بخداے رب العالمین اور اُسکے ساتھ شریک
حالانکہ سواے اُسکے اور کسی کو مین خدا نہین جانتا اور تم چاہتے کہ مجھکو رہنمائی کرو ساتھ پرستش
اس شخص کے کہ کلام اُسکا بیہودہ ہے اور اعتبار نہین رکھتا نہ دین مین نہ دنیا مین اگرچہ تمکو زندگانی
اس جہان فانی نے فریفتہ کیا ہے یہ نہین جانتے کہ بساط عیش تھوڑی مدت مین اُٹھ جاویگا قبطیون
نے اُسکو قتل سے ڈرایا کہ ہم تجھکو مار ڈالینگے اُسنے کہا مین اپنے کام سے باز نہین رہونگا اور اپنا کام
حوالہ خدا کیا مین نے اُسپر توکل کیا تا مجھے تمہارے شر سے محفوظ رکھے۔ کہتے ہین کہ فرعون نے
حکم کیا کہ اُسکو مار ڈالین وہ بھاگ کر ایک پہاڑ مین مشغول بنماز ہوا حق تعالیٰ نے لشکر جانوران
درندہ اور دوندکو اسپر متعین کیا کہ حق اُسکی پاسبانی کرین اور نتیجہ سجدا نرودی ظاہر ہو و کشف الاسرار
مین لکھا ہے کہ فرعون نے اپنے خاص لوگون کو جمع کیا اور بھیجا تا اُسکو لے آوین اور سیاست
کرین یہ لوگ اُسکے پاس پہونچے اور نماز ادا کرتے دیکھا اور بقدرت ربانی نگہبانی جانوران درندہ اور دوند
کی مشاہدہ کی ڈر سے اور خوف کیا اور فرعون کے پاس آن کر صورت حال بیان کی فرعون نے سبکو
سیاست کی تا یہ سخن ظاہر اور ہویدا نہووے **فصل پانچوین** دعا کرنے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی فرعونیون کے واسطے اور مبتلا ہونا اُنکا ساتھ طرح طرح کے عذابون کے اور باوجود نازل ہونے
ان عذابون کے ایمان نہ لانا اُنکا اور آخر الامر دریا مین غرق ہونا قولہ تعالیٰ وقال الملاء من قوم
فرعون اتذر موسیٰ وقومہ لیفسدوا فی الارض ویذرک والہتک یعنی کہا اور سردارون نے
قوم فرعون کے سے کیا چھوڑ دیتا ہے تو موسیٰ کو اور اُسکی قوم کو تو فساد کرین بیچ زمین کے اور کیا
چھوڑ دے تجھکو اور معبودون تیرے کو۔ معالم التنزیل اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ اعیان
تخت گاہ فرعون نے کہا آیا تو موسیٰ اور اُسکی قوم سے دست بردار ہوا کہ تیرے ملک کو خراب
کرین اور لوگون کو متغیر کرین کہ تیری پرستش چھوڑ دین چاہیے کہ موسیٰ اور اُسکی قوم کو نہ چھوڑو اور قتل کرو
فرعون نے جانا کہ موسیٰ کے قتل پر کوئی قادر نہین ہوگا کہ برگزیدہ خدا ہے کسی کو یارا اور طاقت
نہین کہ قتل کرے آیت قال سنقتل ابناءھم ونستحیی نساءھم وانا فوقھم قاھرون
یعنی کہا البتہ قتل کرین گے ہم بیٹون اُنکے کو اور جیتا رکھینگے ہم بیٹیون اُنکی کو اور تحقیق ہم اوپر اُنکے غالب
ہین ناچار حکم کیا کہ پسران بنی اسرائیل کو قتل کرین تا اُنکی نسل منقطع ہووے اور پست شکستہ دل
ہو کر حضرت موسیٰ کی یاری اور مددگاری نہ کرین اور بیٹیان اُنکی چھوڑ دین کہ خدمت قبطیونکی بجا لاوین

جب یہ تشدید بسمع بنی اسرائیل پہونچی مضطرب ہوکر حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کہا اے موسیٰ
جبتک آپ مدین سے نہ آئے تھے قبطی دو پہر دن ہمسے خدمت لیتے تھے اور دو پہر ہمکو آزاد رکھتے تھے
جب سے کہ آپ آئے ہین ہمپر زیادہ جفا کرتے ہین اور تمام دن ہمسے خدمت کرواتے ہین اور پہر کہا اے
موسیٰ تمھاری ولادت باسعادت سے پہلے ہماری اولاد مارڈالتے تھے اور بعد از ولادت باز رہے تھے جبسے کہ تم مدین سے
آئے ہو ہماری فرزندونکو پہر مارنا شروع کیا حضرت موسیٰ نے کہا خدا تعالیٰ سے یاری اور مددگاری چاہو اور
صبر کرو شاید کہ وہ تمھارے دشمن کو ہلاک کرے اور ملک تمکو ارزانی فرماوے لیکن اس امر مین گھبرانا نہین
چاہیے ہر چیز وقت پر موقوف ہی اور معالم اور مواہب علیہ مین یہی لکھا ہی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے تعذیب قوم بنی اسرائیل کی بسبب ملاحظہ کی تو ناچار ہوکر ایکدن انھون نے قبطیون کے واسطے دعا بد
کی اور کہا یارب قوم طاغی کہ تیرے فرمان سے باغی ہو کر نعمت اور مال کے ساتھ مغرور اور سرکش
ہوئے ہین اور ناحق مومنون پر ظلم کرتے ہین انکو کسی بلا مین گرفتار فرما حق تعالیٰ نے انکی دعا
مستجاب کر کر قحط اور تنگی اور خشک سالی انپر نازل کی تا آنکہ چند سال اسی حال پر گذرے اور اصلاً مطلق
پند پذیر نہوئے اور کفر سے باز نرہے قوله تعالیٰ فارسلنا علیهم الطوفان والجراد والقمل والضفادع
والدم آیات مفصلات فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین یعنی پس بھیجا ہمنے اوپر انکے طوفان
پانی کا اور ٹڈیان اور چچڑیان اور مینڈک اور لہو نشانیان جدا جدا پس تکبر کیا اور تھی وہ قوم گنہگار آیت
وقالوا مهما تأتنا به من آية لتسحرنا بها فما نحن لك بمؤمنين اور کہا انھون نے
جو کچھ لاویگا تو ہمارے پاس اوسکو نشانیون سے تو کہ جادو کرے ہمکو ساتھ اوسکے پس نہین ہم واسطے
تیرے ماننے والے۔ اور اسکا حال اسطرح ہے کہ مصر مین سات شبانہ روز مینہ برسا اور ابر ہا
تاریک پیدا ہوئے کہ قبطیون کے گھرون مین پانی بھر گیا کہ مرد اور عورتنا اپنے اپنے گھرون
مین کھڑے رہتے تھے اور اپنے لڑکونکو بلندی پر بٹھاتے تھے اور جو قبطی کہ گھر مین بیٹھ جاتا تھا
وہ غرق ہو جاتا تھا اور بنی اسرائیل کے گھر کہ اونکے گھرون سے متصل تھے ایک قطرہ پانی
کا اونمین نہ آتا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ طوفان وبا کا تھا کہ قبطی مرنے لگے یہانتک کہ ایک شب
مین اسی ہزار دختر نارسیدہ مرگئین اور بعضی کہتے ہین کہ طوفان چیچک کا تھا کہ سب کو بطریق
عموم عارض ہوا کہ اول یہ عذاب اونھین پر نازل ہوا اور اثر اسکا جہان مین باقی رہا القصہ
قبطی بتنگ ہوکر فرعون کے پاس آئے اور اوس سے نا امید ہوکر موسیٰ علیہ السلام سے رجوع
کی کہ اپنے خدا سے چاہو تا یہ عذاب رفع ہووے اور ہم ایمان لاوین جب وہ طوفان حضرت
موسیٰ کی دعا سے برطرف اور پانی زمین مین فرو ہوا اور کشتیان اونکی ظاہر ہوئین اور حسن تھین
پر کہ سابق کبھی نہوئی تھین مگر بسبب کفران نعمت یہ ایمان نہ لائے پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے ملخ

اوٹھ جیسے کہ اکثر کھیتیان اور باغ اونکے کھا گئے پھر دوبارہ حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور قسم کھائی کہ اگر یہ بلا دفع
ہو رہے تو پھر سے خدا کے ساتھ ایمان لاوین حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگل مین باہر آئے اور اپنے عصا کو مشرق
اور مغرب کیطرف اشارہ کیا کہ تمام ٹڈیان دونون طرف متفرق ہوگئین اور ایک روایت مین اسطرح پر ہے
کہ خدا نے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دعا سے ایک ہوا بھیجی کہ اوس ہوا نے اون ٹڈیون کو
اوٹھا کر دریا مین ڈال دیا اونھون نے دیکھا کہ تھوڑے سے زراعت مین سے باقی رہا ہے اسقدر ہمکو بہت
ہے ایمان نہ لائے پھر حق تعالیٰ نے قمل بھیجا وہ جو کچھ باقی تھا وہ کھا گئے اور کہتے ہین کہ ٹڈیون نے
کھیتون ہی پر اکتفا نہ کیا بلکہ چھتون کی کڑیان اور لکڑیان اور تختے اور کیلین آہنی بھی کھا گئین اونکے گھرون
اور باغ اور کھیتون بنی اسرائیل مین ایک ٹڈی نہ آئی اور یہ برکت اس جہت سے کہ وہ حضرت موسیٰ کے ساتھ
ایمان لائے تھے اور اپنے عہد پر وفا کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ جب ٹڈیان برطرف ہوئین اور یہ ایمان
نہ لائے تو حق تعالیٰ نے جوئیان یا جوئین ایسی پیدا کین کہ تمام بالون مین اور پلکون مین اور بھوون مین
اور تمام بچھونون مین لبطریق ایک جمگھٹا لپٹی تھین اور جلدون پر چوستی تھین اور گوشت کھاتی تھین اور
اور اگر کھانا انکے روبرو آتا تھا تو جوئی اور جوؤن سے بھر جاتا تھا اور بنی اسرائیل سلامت اور بے بلا امن مین
رہتے تھے انھون نے پھر حضرت موسیٰ سے پناہ مانگی اور کہا یہ عذاب ہم سے برطرف ہووے تو ضرور ہم ایمان لاوین
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور یہ بلا برطرف ہوئی انھون نے کہا کہ ہم کو یقین ہوا کہ تو فن سحر اور جادو
مین ماہر کامل ہے کہ یہ جوئیان اور جوئین تک پہونچایا ہے پھر حق تعالیٰ نے مینڈکون کا لشکر انپر نازل کیا انکے
گھرون مین اور بسترون مین آتے تھے اور اونکی دیگون اور باسنون پر گرتے تھے اور کھانا پینا انکا اون سے
بھر جاتا تھا اور جو کوئی بات کرنے کے واسطے منہ کھولتا تھا تو فی الحال اوسکے منہ مین مینڈک گر پڑتا تھا اور بنی
اسرائیل کے گھرون مین ایک مینڈک بھی نہ آیا آخر الامر یہ ناچار ہوکر حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور سخن توبہ و
کلام ایمان درمیان مین لائے حضرت موسیٰ کی دعا سے پھر حق تعالیٰ نے اوس ہوا کو بھیجا کہ تمام مینڈکون کو
دریا مین ڈالدیا اور انھون نے پھر بھی پیمان و ایمان پر وفا نہ کی آخر خدا تعالیٰ نے رود نیل اور کنوئین اور حوضون
انکے مین یہ خاصیت پیدا کی کہ جب بنی اسرائیل اونمین سے پانی کھینچتے تھے تو آب صاف نکلتا تھا اور جب قوم
فرعون اور قبطی کھینچتے تھے تو خون ہوجاتا تھا فرعون نے ایک قبطی اور ایک بنی اسرائیل کے تئین ایک پانی
کے باسن مین شریک کیا بنی اسرائیل کیطرف پانی کے وقت آب خالص ہوا اور قبطی کیطرف وہی
خون ہوگیا یہان تک کہ ایک عورت نے قبطیون سے ایک عورت بنی اسرائیل ہمسائے کو ایکدن کہا
کہ جو پانی پیتی ہے اپنے منہ مین بھر کر میرے منہ مین ڈالدے جب اوس نے اپنے منہ سے پانی
اوسکے منہ مین ڈالا تو وہ بھی خون ہوگیا اور فرعون بھی نہایت پیاسا ہوکر بجائے آب درختون
کے تنون کو چوستا تھا فوراً اونکا رس بھی اوسکے منہ مین جاکر خون ہوجاتا تھا اور بعضے کہتے ہین

کہ عذاب خون اسطرح پر نازل ہوا تھا کہ سب قبطیون کی ناک سے خون بہتا تھا۔ آخر مجبور ہو کر پھر حضرت
موسےٰ کے پاس گئے اور اسی خوشخواری سے تضرع اور زاری کی اور عہد کیا کہ بعد رفع ہونے اس
بلا کے ہم ضرور ایمان لاوینگے حضرت موسیٰ نے دعا کی اور یہ بھی دفع ہوئی لیکن اونہون نے ہرگز اس
فسق وفساد سے احتراز نہ کیا اور لکھا ہے کہ ہر ایک ان عذابون سے ایک ہفتے رہتا تھا اور ہر دو
عذابون مین ایک ایک مہینے کا فاصلہ ہوتا تھا۔ تفسیر انوار التنزیل مین اسطرح پر لکھا ہی کہ باوجود ان عذابون کے نعمتہا
دنیاوی انکے بازدیتی لین تھین چنانچہ مواہب علیہ مین بیچ تفسیر قولہ تعالیٰ وقال موسیٰ ربنا انک اتیت فرعون
وملائہ زینۃ واموالا فی الحیوۃ الدنیا۔ یعنی کہا حضرت موسیٰ نے اے رب ہمارے بیشک تحقیق
دیا تو نے عطا کی فرعون کو اور اوسکے اعیان کو زینت اور کثرت اموال یعنی دولت بیچ زندگانی دنیا کے لکھا
ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ مصر سے تا زمین حبشہ پہاڑون مین سونے اور چاندی کی اور زبرجد
کی کانین تھین سب فرعون کے قبضہ قدرت مین تھین اور نہریان اور سقا اونکے نکالنے پر جاری تھا اسلئے
سبب سے مال بہت سا حوزہ تصرف قبطیان مین آیا تھا اور سب مالدار اور صاحب تجمل تھے اور یہی سبب ضلال
اور ضلال کا انکے ہوا تھا حضرت موسیٰ نے دعا کی اے پروردگار تو نے فرعون اور اوسکی قوم کو بہت مال
اور زینت دی ہی اور یہ کافر نعمت اوسپر مغرور ہو کر تیرے بندونکو گمراہ کرتے ہین انکے مال اور دولت کو محو کر یا
بزوال نعمت انکی شوکت ٹوٹ جاوے قتادہ کہتے ہین کہ تمام دینار اور درہم اسکے خزانے کے پتھر ہو گئے اور
نقش سکہ بدستور رہا اور سدی کہتا ہے کہ انکا تمام مال ونقد اور کھانا اور درخت اور میوے سب
پتھر ہو گیا اور پھر دعا کی کہ انکے دلون پر مہر کر تا سخت دل ہووین اور ایمان نہ لاوین۔ حضرت موسیٰ نے وحی
سے یہ جان لیا تھا کہ یہ مورد عذاب ہونگے اسواسطے ناچار دعا کی کہ دل انکے سخت کر تا ایمان نہ لاوین اور عذاب
دردناک دیکھین اور حضرت ہارون آمین کہتے ہین کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا دعا تمہاری مستجاب ہوئی
لیکن جلدی نکرو کہ اپنے وقت پر ظہور کریگی اور معالم مین لکھا ہی کہ چالیس برس کے بعد اثر اس دعا کا ظاہر
ہوا اور سبب تاخیر تعذیب فرعون مین تاثیر دعای حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صاحب حدیقۃ الاقالیم
نے یہ لکھا ہی کہ بروقت استدعا انکے یہ ارشاد ہوا کہ تمہاری دعا قبول ہوئی لیکن اثر اسکا بروقت ظاہر
ہوگا اسوقت مین ہزارون بندے میرے اوسکے خوان نعمت سے سیر ہوتے ہین اور واسطے راتب روز
کے چار ہزار گوسفند اور سو گائین اور دو سو اونٹ اوسکے مطبخ مین ذبح ہوتے ہین جبتک کہ وہ روزی
لوگونپر تنگ نکریگا اسوقت تک عذاب نازل نہوگا لیکن بسبب زیادہ ہونے اعتقاد حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے لوگونکے دلون مین ہامان نے فرعون کو اسباب کی مصلحت دی کہ خزانہ بڑھانا اور مصارف کم کرنا لازم
ہین معلوم نہین کہ مہم موسیٰ کتنا طول کرے اور یہ مشورہ فرعون کے بھی پسند آیا چنانچہ واسطے تخفیف خوراک
راتب کھانے والون کے حکم دیا اور یہ روز بروز کم ہوتا گیا تا آنکہ جسدن فرعون غرق ہوا اسکی باورچیخانہ مین سوا

ایک بکری کے ذبح ہوا اور وہ اسی کے خلاصہ میں یک کر گئی تھی اور مواہب علیہ میں سورہ شعرا میں لکھا
ہے کہ حضرت موسیٰ چند سال اور فرعونیوں کو دعوت کیا کیے اور معجزے انکو دکھلاتے گئے مگر روز بروز عنا
اور فساد انکا زیادہ ہوگیا تا آنکہ انکا ہلاک ہونا نزدیک پہونچا۔ حکم الٰہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صادر ہوا
کہ ہنگام عذاب قبطیوں کا آن پہونچا اپنی قوم ہمراہ لیکر انکو شہر سے باہر ہو جاؤ تا فرعون مع اپنی قوم کے تمہارے
پیچھے آوے اور تمکو دریا سے سلامت پار اتاردوں اور اونکو غرق کروں حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو خبر
دی کہ مجکو اشارت ہماری بشارت پروردگار سے ہوئی ہے کہ فرعونیوں کی ہلاکت ہوگی اور بنی اسرائیل سلامت
رہینگے مختار میں روایت ہے کہ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ لباس و زیور قبطیوں سے بتقریب
عید کے بہانہ سے کہ نزدیک پہونچی ہے عاریۃً لے آؤ کہ اپنے اہل و عیال کے واسطے پہننا چاہیے اور فلانی شب
سب آمادہ و مستعد ہو کر بوقت طلوع فجر فلانے مقام پر جمع ہونا چنانچہ اونھون نے اوسیطرح کیا اور تفسیر بحریہ
میں لکھا ہے کہ اتفاق یہ ہوا کہ بنی اسرائیل سے بہ تدبیر ارشاد کی رئیسان بنی اسرائیل نے اپنے تمام فرقونکو جو
مصر میں منتشر تھے آگاہ کیا کہ جو کوئی بنی اسرائیل ہر ایک قبطیوں کے پاس بطریق نوکری یا بسبب خواندگی تعلق رکھتا
ہو وہ الگ ہو کر ایک مقام پر جمع ہووے فرعون نے جب انکے جمع ہونیکی خبر سنی متوہم اور مشوش ہو کر پوچھا کہ
یہ حرکت کیوں کرتے ہو اونھون نے کہا کہ ہم روز عاشورہ کو یوم ولادت حضرت آدم علیہ السلام اور عید کا
دن ہم جانتے ہیں کہ سب جمع ہو کر بیرون شہر عبادت خدا بجا لاویں اور رسوم عید بجا لاویں فرعون نے اجازت
دی اور عوام بنی اسرائیل نے بہ تقریب تزئین زیور و لباس اسباب قبطیوں سے عاریۃً لیا اور بہانہ عید
عیدگاہ شہر کے باہر آگئے اور آخر شب سب جمع ہو کے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے
اونکو کوچ کروایا حضرت موسیٰ بعقب بنی اسرائیل چلتے تھے اور حضرت ہارون آگے تا آنکہ صحرا میں مسافت
راہ قطع کرنے لگے ناگاہ راہ گم کی ہر چند چپ و راست دست و پا مارے لیکن راہ نہ پایا اور انبوہ بنی اسرائیل
چھ لاکھ ستر ہزار آدمی تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہن سالان بنی اسرائیل کو طلب کیا اور پوچھا
کیا باعث ہے کہ راہ معلوم نہیں ہوتی حالانکہ یہ راہ مسلوک ہے بارہا یہاں سے آمد و رفت کی ہے اونھون
نے عرض کیا کہ اصل قصہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسف قریب بوفات ہوئے تو وصیت کی تھی اور اپنی اولاد
اور بھائیوں سے عہد و پیمان لیا تھا کہ جب مصر کے باہر آئیں اور اونکا تابوت کو ہمراہ لیجاویں اور میرے
آبای کرام کے مدفن میں پہونچاویں آپ کہ مصر سے باہر آئے ہیں اور اونکا تابوت نہیں لائے غضب ہے ہمیں راہ نہیں
ہوگی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اونکی قبر مبارک کہاں ہے کہا موضع قبر ہمکو معلوم نہیں حضرت موسیٰ نے
تمام لشکر میں منادی فرمائی کہ میں قسم دیتا ہوں خدا کی جسکو مقام قبر یوسف معلوم ہووے مجکو آگاہ کرے کسی نے اقرار
نکیا مگر ایک پیرزال فرتوت نے کہا میں قبر جانتی ہوں لیکن مجکو خدا کا عہد دو کہ اگر میں نشان قبر بتادوں تو جوان ہو
جاؤں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توقف کیا وحی آئی کہ عہد دو اور جو چاہے سو حوالہ کرو پیرزال نے کہا کہ

میرا دو چیزین ہین ایک دنیا مین اور ایک آخرت مین دنیا مین یہ کہ پر فرتوت ہون طاقت رفتار نہین ہے مجھکو سواری
پر بٹھاکر اپنے ہمراہ مصر مین لیجاؤ مطلب آخرت یہ ہے کہ بہشت مین تمہارے ساتھ ایک درجہ مین ہون حضرت موسیٰ نے
دونون چیزین قبول کین پھر اوس بڑھیا نے نشان دیا کہ قبر انکی عین آب نیل مین ہے فلانی جگہ حضرت موسیٰ اُس مقام مین
گئے اور انکا صندوق کہ سنگ مرمر کا تھا نکالا اور خود اوسکو اوٹھا کر لشکر کے آگے آگے لیچلا اور براہ راست روانہ ہوئے
کہ اس اثنا مین طلوع صبح ہوئی اور جو اسپین فرعون نے اسکو خبر پہونچائی کہ بنی اسرائیل اس مقام سے کہ بنا بر عید وہان جمع
ہوے تھے شبا شب کوچ کر گئے فرعون کی کانون سننے مین آتش غضب افروختہ ہوئی اسنے نقیبونکو گرد نواح شہر
قصبات و قریات مین بھیجا کہ تمام سواران خوش اسپ و یراق حاضر ہوون اور آپ مع اپنی فوج کے سوار ہوکر وقت
اشراق تعاقب کیا اور ایک روایت مین یہ بھی آیا ہے کہ جب بنی اسرائیل کی نکلنے کی خبر قبطیون کو پہونچی اور انہون نے
چاہا کہ انکے پیچھے جاوین بحکم خداوند مطلق ہر قبطی کے گھر مین ایک عزیز انکی قوم مین سے مرگیا کہ اسکی تجہیز و تکفین مین مشغول
ہوے اور یہ امر اسواسطے واقع ہوا تھا تاکہ سب قبطی بنی اسرائیل تک نہ پہونچ پاوین اور عبور دریا سے ممانعت اور مزاحمت
نہ کر سکین کہتے ہین ستر ہزار ابلق سوار مقدمۃ الجیش لشکر فرعون مین تھے اور ایک لاکھ تیر انداز اور اوسیقدر نیزہ باز
اور اتنے گرز بردار اسکی رکاب مین رہتے تھے القصہ بنی اسرائیل بعجلت تمام روانہ ہوے بر سبیل یلغار بدو وادو شب
دریای قلزم پر پہونچے پوشیدہ نہ رہے کہ قلزم نام ایک شہر کا ہے کہ اسکے کنارہ پر دریا واقع ہے اور متصل اس شہر کے یہ دریا
منتہی ہوا ہے اسواسطے اس دریا کو اسکے ساتھ منسوب کرتے ہین والا یہ دریا اصل مین ایک خلیج ہے بحر محیط سے کہ
مابین بلاد حبش اور عرب کے گذرتا ہے اور اوسکو خلیج احمر کہتے ہین چنانچہ وہ خلیج کہ درمیان فارس اور عرب
کے حائل ہے خلیج اخضر مشہور ہے اور طول اس خلیج احمر کا جنوب سے شمال تک چارسو ساٹھ فرسنگ ہے اور عرض
اسکا ابتدا مین ساٹھ فرسنگ ہے اور جب قریب بہ منتہی پہونچتا ہے تو عرض اسکا کمتر قسطاط مصر سے کہ شہر
دار الملک وہان کا ہے اس خلیج تک تین دن کی راہ ہے خشکی اور آب نیل غربی مین شہر واقع ہے اور یہ
شہر جانب شرقی نیل ہے اور ضلع غربی اس خلیج پر اکثر بلاد بربر واقع ہین اور بعضے بلاد حبش بھی اور ضلع
شرقی اس خلیج پر بیشتر سواحل عرب متصل ہین اور ینبوع ہین سے قریب کہ ساحل مدینہ منورہ ہے قوافل
مصر اور حاجیان حجاز اسی بندر سے عبور کرتے ہین پھر سواحل مین جدہ سے تا عدن کنارہ شرقی اس خلیج پر
ہین اور اوسط اس خلیج مین بعض بلاد متعلقہ مصر بھی آباد ہین از انجملہ سیاط کہ زندان مصر ہے مانند قلعہ
گوالیار کے ہندوستان مین غلہ کشتی پر مصر سے وہان لیجاتے ہین اور اس قلعہ پر محافظ حاکم مصر کی طرف
سے رہتے ہین اور شہر قلزم مین کہ منتہی اس دریا کا ہے طول اسکا چونسٹھ درجہ ہے اور عرض اٹھائیس
درجہ اور تیس دقیقہ جب بنی اسرائیل اس دریا کے کنارے پر پہونچے اور پانی نہایت متموج اور دریا کو
مین دیکھا حیران ہوے اور کہا اس قدر کشتیان ایک دفعہ کہان سے میسر ہونگی کہ تا بعجلت تمام
اس دریا سے عبور کر سکینگے اس اثنا مین آفتاب نکلا اور روز روشن ہوا اور عقب سے آواز ہم

اسپاہان سنی خوب غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ فرعون مع لشکر تعاقب مین پہونچا اور مقدمۃ الجیش اسکا نمودار
ہوا انکے دست و پا گم ہوے حضرت موسیٰ کے پاس آئے اور کہا اب وہ وعدۂ نجات کہان ہے یہ آیا فرعون
پیچھے ہمارے ہے اور دریا سے نجات ہے آگے ہمارے نہ طاقت کہ فرعون سے سر مقابلہ ہووین اور نہ قوت
کہ دریا سے گذر جاوین حضرت موسیٰ نے کہا مایوس مت ہو اور رجوع بجانب خدا تعالیٰ کے کرو روایت
کرتے ہین کہ جب فرعون بنی اسرائیل کے پاس پہونچے حضرت کردگار نے حجاب بنایا کہ اکثر وقت ظاہر
ہوتا ہے اور ہندی زبان مین اوسکو کہر کہتے ہین درمیان فریقین کے ایسا حائل کیا کہ ایک دوسرے کو نظر
نہ آتا تھا فرعون نے اپنی قوم کو کہا کہ جب تک آفتاب بلند ہووے اور کہر درمیان سے بلند ہو جاوے
ٹھہر جاو پھر ہم انکا تعاقب کرینگے کہ تمامی راہین مسدود ہین اور پیچھے ہم ہین کہان جا سکتے ہین ایکبارگی بنی اسرائیل
اس شبہ مضطرب ہوے کہ حضرت موسیٰ کے نزد او روحی پہونچی کہ دریا کو چھڑی سے حکم مین کیا اوسکو اوتکی کیفیت
کے ساتھ پکارا اور عصا اپنا اوسپر مارا اور حکم کر راہ دیگا حضرت موسیٰ برلب دریا آئے اور دست دعا اوٹھا کر
کہا اللہم لک الحمد والیک المشتکی وانت المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
اور بعد تمام دعا عصا دریا پر مارا اور اسکو حکم کیا انفلق یا ابا خالد باذن اللہ فی الحال دریا پھٹ گیا
اور اوسمین بارہ راہین کہ ہر راہ کا دس کوس کا طول اور دو کوس کا عرض تھا پیدا ہوئین بعدہ
بارہ گروہ بنی اسرائیل کہ ہر گروہ اولاد ایک فرزند حضرت یعقوب مین سے تھا اور ہر بارہ دریا مثل پہاڑ
بزرگ اپنی جای پر قائم ہو گیا اور جس جگہ سے دریا پھٹا آفتاب مین پہونچا اور ایک ہوا چلی اور زمین کی راہون کو
خشک کیا تا بنی اسرائیل بسہولت دریا سے گذر جاوین پھر حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو کہا کہ دریا مین آؤ اور پیچھے
گروہ بسبب ضعف اعتقاد جرات نہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اس حالت پر اعتقاد نہین کرسکتے کہ تنگ ہے گذرنے ایک
دفعہ پر ایستادہ ہو مبادا کہ ہم راہ مین ہوون اور دریا جاوے اور ہم غرق ہو جاوین حضرت یوشع علیہ السلام نے پہلے
اپنا گھوڑا ڈالا اور پھر حضرت ہارون اوترے اور روانہ ہوے جب بنی اسرائیل نے انکو عبور کرتے دیکھا ناچار
یہ بھی دریا مین اوترے اور ہر سبط اسباط دوازدہ گانہ سے ایک ایک راہ مین داخل ہوا تا انکے سب
کے پیچھے حضرت موسیٰ اپنے گروہ لیکر دریا مین اترے حضرت موسیٰ کے سبط نے کہا ہم نہین جانتے کہ
اوروں پر کیا گذرا آلو کہ ہمارے ہمراہ ہے اپنی طرف سے طاقت حاصل ہے لیکن اور بھائیون کیطرف
سے ترسان ہے کہ مبادا اونپر پانی برہم ہو گیا ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی مین عرض
کی بار خدایا مجھکو اس گروہ کے اخلاق بد پر صبر کرنی توانا ہے نے باسخت کو فرمایا کہ پانی کی دیوارونمین
روزنہا سے مشبکہ پیدا کیے وہین سے ہر فرقہ اور ونکو دیکھتا تھا کہ صحیح اور سلامت گذرے چلے جاتے
ہین چنانچہ سب صحیح اور سالم اوس کنارے پر دریا کے پہونچے اور جب فرعون دریا کے اس کنارے پر
پہونچا اور راہ وسیع الت کو دیکھا چاہا کہ اپنی قوم بے عقل اور بے وقوف دلیوے کہا اے قوم دیکھتے ہو تہ

میرا اقبال ہے کہ دریا میرے واسطے پھٹ گیا تا اپنے بندگان گریختہ کو زندہ پکڑوں اگر غرق ہو جاتے تو
میری سزا سے محروم رہتے لکھا ہے کہ اوسوقت ہامان نے تنبیہ اوس سے کہا کہ تو خود جانتا ہے کہ
یہ صورت موسی کی دعا سے واقع ہوئی ہے زنہار دریا میں اوترنا ہلاک ہو جاویگا چاہا کہ اپنے گھوڑے
کی باگ پھیرے حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر فرعون کے پاس آئے اور دریا میں
اوترے اور فرعون جس گھوڑے پر سوار تھا ایک نر تھا جیونہی اوسنے گھوڑے کی بو سونگھی
عنان تمالک اختیار فرعون کے ہاتھ سے کھینچی اور دریا میں اوتر گیا اور لشکریان ہر فوج نے راہ دریا کی لی
اور حضرت میکائیل نے لشکر کے پیچھے سے آکر اوترنے کی تاکید شدید کی تا آگے سب دریا میں اوترے اور جب
فرعون مع پیشتر وان لشکر متصل ساحل طرف دیگر ہوئے اوسوقت حکم الہی ہوا دریا کو کہ دریا ملجاوے اور اپنے حال پر ہو جاوے
پہنچے آگے یکبارگی ہر طرف سے پانی کہ کھڑا ہو گیا تھا ملگیا آیت فغشیہم من الیم ما غشیہم واضل فرعون
قومہ وما ہدی یعنی پس ڈھانک لیا اونکو دریا میں اوس چیز نے کہ ڈھانک لیا اونکو اور گمراہ کیا فرعون قوم اپنی کو
اور نہ راہ دکھائی اور فرعون مع اپنی قوم کے غرق ہوا اور مواہب علیہ میں سورہ یونس میں لکھا ہے کہ جب فرعون نے
غرق ہونیکے وقت جانا کہ میں ہلاک ہوتا ہوں کہا میں ایمان لایا ساتھ اسکے کہ نہیں معبود کوئی مستحق عبادت مگر خدا
بنی اسرائیل کہ بدعوت موسی ایمان لائے ہیں حضرت جبرئیل نے کہا اب تو ایمان لایا ہے کہ اختیار نہیں رکھتا یارو
کیسر پانی میں ایمان یاس قبول نہیں ہوتا ہے پہلے کیوں نافرمانی اختیار کی تھی اور پیشتر اسکے مضمون سزا کے فرمان
خداوندی میں واسطے بندہ کے لکھوا لیا تھا اوسکو دکھلایا اور کہا موافق تیرے فتوے کے تیرے ساتھ یہ عمل ہوا تفسیر
میں آیا روایت کرتے ہیں کہ جب فرعون اور اوسکی قوم غرق ہوئی بنی اسرائیل کو وہم پیدا ہوا کہ فرعون ہلاک
نہیں ہوا ایسا نہو کہ کشتیوں پر سوار ہو کر مع لشکر دریا سے گذرے اور ہمارا تعاقب کرے حق سبحانہ تعالے نے اوسکی
لاش کو مع زرہ زریں کہ پہنے ہوئے تھا اور اوسکے سبب سے اوسکو پہچانتے تھے پانی پر دریا میں تیروایا کہ بنی
اسرائیل نے اسکا تن بے روح دیکھا تسلی پائی اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ بقیہ قوم عاد کہ مصر میں تھی انھوں نے
غرق ہونا فرعونکا مسلم نرکھا اور کہا وہ اپنی قوم کے ساتھ جزیرہ میں شکار مرغ و ماہی مشغول و مصروف
ہے حقتعالے نے دریا کو فرمان بھیجا کہ اوسکو زمین پاینر کنارے سے ڈال دیتا اور سب دیکھیں اور عبرت
قبول کریں کہ جو بندہ آپ کو غرق ہونے گرداب فنا سے نہ بچا سکے وہ دعوی انا ربکم الاعلی کس جانباں کیوں
پہونچاوے معالم میں لکھا ہے کہ جب مردہ پانی میں نہیں ڈوبتا ہے پہلے ساتھ غرق فرعون سے
غرق یا بحر فنا ہو جاتا تھا ۔ تفسیر بحر المواج میں لکھا ہے کہ ایک حکایت میں روایت ہے کہ ایک عورت
آخر شب پانی لینے واسطے دریا پر گئی جب اوس نے ہاتھ پانی میں ڈالا فرعون کی داڑھی مرصع بجواہر
تھی اوسکے ہاتھ میں آگئی اوسنے بال جڑ سے اوکھیڑ کر جواہر اوس میں سے نکال لیے کہتے
ہیں عورت فرعون کے محل میں مزدوری میں انیٹیں لیجایا کرتی تھی اور چونکہ مزدوری سے

پیتا تھی غم کھایا کرتی تھی ہاتف نے آواز دی خذی اجرک یعنی لی مزدوری اپنی پس یہ
حکایت درمیان خلق مشہور ہوئی اور غرق ہونا فرعون کا آدمیوں پر ظاہر ہوا اسواسطے کہ فرعون کی سعی فرزندی
کیسی نہ تھی اس قصے میں اشارت ہے کہ آخر ظالم نگونسار ہے اور مظلوم رستگار ہے عین المعانی میں در
ذیل آیت النار یعرضون علیہا غدوا یعنی وہ آگ ہے کہ حاضر کیے جاوینگے اوپر اوسکے صبح اور شام
ایراد کیا ہے کہ ہر صبح اور شام کے رہنے کی جگہ فرعونیوں کی کہ دوزخ ہے انکو دکھاتے ہیں اور ابن مسعود
کہتا ہے کہ فرعونیوں کی ارواحیں سیاہ مرغوں میں ہیں اور صبح اور شام آگ اوپر عرض کرتے ہیں اور تا قیامت
کرینگے اور جب قیامت تمام ہوگی ارواحیں آئینگی انکے بدنوں میں پھر آئینگے اور فرشتے انکو کہینگے آو سخت
ترین عذاب میں کہ عذاب جہنم ہے کہتے ہیں کہ عمر فرعون کی چارسو برس کی تھی اور مواہب علیہ میں سورۂ
شعرا میں لکھا ہے سے کہ ایک قول یہ ہے کہ بنی اسرائیل بعد از ہلاک فرعونیان مصر میں آئے اور باغ
اور گھر اور مال انکے اپنے تصرف میں لائے اور صحیح تر یہ ہے کہ ایام دولت حضرت داؤد اور حضرت
سلیمان علیہما السلام میں ملک مصر پر غلبہ کیا اور قبطیوں کے مال اور دولت پر متصرف ہوے اور روضۃ الصفا
میں لکھا ہے کہ جب فرعون مع اپنی سپاہ کے روز عاشورہ راہ آب سے بآتش دوزخ ملحق ہوا اور بنی اسرائیل
نے انکے ہاتھ سے نجات پائی تو دس ساعت دن گذرا تھا اور اوسوقت اونھوں نے کچھ نہ کھایا تھا بنابرین
ہدایت حضرت موسی سے بہ نیت صوم باقی دن روزہ رکھا اور امساک وصوم روزہ عاشورہ یہودیوں میں
سنت ہوا کہ الی الآن اوسکے ساتھ عمل کرتے ہیں مذہب اہل تسنن میں بھی سنت ہے روزہ اوسدن
کا کسواسطے کہ بروایات صحیح ثابت ہوا ہے کہ بروز فتح مکہ معظمہ کہ عشرۂ محرم تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے لوگونکو روزے سے پایا سبب روزہ داری کا پوچھا اونھوں نے عرض کیا کہ حضرت کلیم اللہ کے زمانے
سے صوم آج کا معمول ہے آپ نے فرمایا کہ میں احق ہوں عمل کرنے سنت اپنے بھائی موسی علیہ السلام
کا چنانچہ حضرت نے حکم کیا روزہ رکھنے کا اور بعد اوس سال کے پھر بھی تا زمان حیات ہر سال روزہ رکھا
ہے لیکن ایک سال پیشتر از وفات یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ سال آئندہ انشا اللہ تعالی دو روزے رکھونگا یعنی نویں
اور دسویں تاریخ کو بھی صائم ہونگا اور کہتے ہیں کہ احیا و اموات فرعونی بعد غرق و ہلاک بر روے آب تیرای تا بنی اسرائیل
مشاہدہ حال دشمنان سے بہ نبوت موسی علیہ السلام اور کمال قدرت خالق البرایا معتقد ہودین - روایت
کرتے ہیں کہ دس دن تک امواج دریا متلاطم رہے اور فرعون اور اوسکے اتباع کو کنارے پر ڈالدیا اور
جو کچھ نقد و نیز جواہر و زیور بسیار بیشمار تھا بنی اسرائیل نے سب بہ غنیمت لیلیا ہر چند کہ حضرت موسی علیہ السلام
نے نصیحت کی کہ اس اموال کے لینے پر جرأت نکرو جو کچھ کہ لیا ہے الخ دوزخ میں لیا اسپر قناعت کرو اونھوں نے
انکے قول پر التفات نہ کیا اور نا زکیا اپنی فعل ممنوع سے باز نرہے اور آخر الامر وہ مال اونکا باعث وبال
ہوا اور شومی اس حرص ناروا کے سامری نے انکو مسخر اور گمراہ کیا چنانچہ مفصل اس مجمل کا آگے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے

اور منقول ہے کہ بارھوین حضرت موسی علیہ السلام کے کنار دریا سے یوشع بن نون کو کہ چوبیس ہزار
نفر تھے دیار مصر مین بھیجا اور انھون نے وہان پہونچکر متروکات قبطیون مین تصرف کیا جو کچھ خزاین اور
اموال اسکا قابل النقل تھا حضرت موسی علیہ السلام کے پاس ارسال کیا اور بساطین و مزارع اور تمامی
املاک و اسباب انکا ضبط کرکر کچھ کو بیچ ڈالا اور کچھ رکھ چھوڑا اور ایک شخص کو قبطیون مین سے بعد قبول اسلام
اوس جماعت پر حکومت منصوب کیا اور پس از مراجعت اور وصول یوشع بنی اسرائیل ساحل دریا سے کوچ
کرکے روبرہ و ہمراہ ہوے تو عنایت الٰہی سے دن کو قطع سحاب پیدا ہوکر انکے سر پر سایہ کرتا تھا اور
رات ایک عمود نور انکے مقدمہ لشکر پر ظاہر ہوتا تھا کہ اوسکی روشنی سے بآسانی قطع منازل اور [illegible]
کرلیتے تھے جب تین منزل کنار دریا سے راہ طے کی تو ایک موضع مین کہ اسکو جریرہ کہتے ہین اور وہان پانی بہت
شور اور کھاری تھا بنی اسرائیل نے حضرت کلیم اللہ سے التماس کیا تا دعا کرین کہ پانی شیرین اور میٹھا ہوجاوے
حضرت موسی نے بیاد الٰہی اشارہ کیا تا ایک گھاس اس پانی مین ڈالین کہ اوسکی تلخی بساعۃ شیرینی سے بدل ہوگئی
اور اثنائے قطع راہ منازل و مراحل مین ایک قوم عمالقہ سے پہونچکر نزول کیا اور انکے پاس ایک بت بشکل
بصورت گوسالہ کے اوسکو پوجتے تھے بعد مشاہدہ اس حال کے جہال بنی اسرائیل حضرت موسی علیہ السلام کے پاس
آئے اور کہا ہمکو بھی ایسے چند بت بنوا دیجیے چاہتے ہین تا انکی پرستش پر قیام کرین اور بوسیلہ انھین کے جناب
ملک العلام تقرب حاصل کرین موسی اس کلام سے نہایت ملول ہوا اور کہا آیت اغیر اللّٰہ ابغیکم الٰہا وھو فضلکم علی
العالمین کیا سوا اوسکے چاہتے ہو مین واسطے تمہارے معبود اور اوسی نے بزرگی دی تمکو اوپر عالموں کے جبکہ اس حدیث کلیمی
مملو ہوئی بنی اسرائیل رونے لگے اور جلائی پشیمان ہوکر عذر خواہی کی حضرت موسی نے اوس جماعت کیواسطے طلب
آمرزش کی اور حضرت آفریدگار نے عفو فرمایا اور بعضی اہل تاریخ کہتے ہین کہ بنی اسرائیل نے بعد حصول مغفرت
الٰہی حضرت موسی سے کہا معمول یہ ہے کہ ہر گاہ جناب احدیت عز اسمہ نے ان جرائم پر عقوبت نہ فرمائی اب
کوئی فرمان قضا جریان ارزانی فرماوے تا بالقیاد اوسکی رضاجوئی پروردگار حاصل کرین حضرت موسی نے
مناجات کی اور جواب حاصل کیا اور کہا اسطرح پر فرمان ہوا ہے اب متوجہ بلاد شام ہو اور اوسپر قبضہ پاکر [illegible]
مقام اریحا ہے کہ شام کے شہرون مین ہے سجدہ کرو اور خضوع اور خشوع بجالاکر خطاب دلو حطۃ یا [illegible]
غافر الذنوب بنی مسئلت کرو اور طریقہ ندامت و استغفار سلوک رکھو اس امر مین یہ حکمت تھی کہ اہل شہر
آدمی بت پرست تھے طاعت و عبادت اور تضرع او تخشع بنی اسرائیل دیکھین تا [illegible] ناپسندیدہ سے [illegible]
ہوکر ملت مستقیم رغبت کرین القصہ جب حضرت موسی دروازہ اریحا پر پہونچے حکم ہوا جیسا فرمودہ عمل مین لاو
اور سفہون نے کہا حنطہ سمعان ہے اور بہر طریق کہ ممکن تھا مسخرا کیا بشنیدہ حطی حنطہ سمعان گندم [illegible]
ہوتا ہے غرض کہ باری تعالی نے بشومی اوس جرأت کے اوس [illegible] طاعون مسلط
کیا کہ ایک ساعت مین چوبیس ۲۴ ہزار نفر اشراف و اعیان انکے ہلاک ہوگئے دوبارہ پھر حضرت موسی

صلحا اور نیاوں کے ساتھ دعا میں مشغول ہوئے اور برکت دعا سے مقرون الاجابت موسیٰ علیہ السلام وہ
بلا اونسے دفع ہوئی اور بعض تواریخ میں مذکور ہے کہ واقعہ بعد فتح اریحا کے ظہور میں آیا ہے اور
ظاہر یہ قول ضعیف معلوم ہوتا ہے کسواسطے کہ فتح اوس شہر کی یوشع بن نون کے زمانے میں واقع
ہوئی ہے اوسوقت میں بنی اسرائیل متوجہ طور سینا ہوئے اور تشریف مثال وضع فرمائی فصل چھٹی
جانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر واسطے طلب کتاب کے اور ترک کرنا انکی قوم کا عبادت حضرت
رب الارباب کا اور گوسالہ پرست ہونا انکا بہ فریب سامری اور نسخہ کلمات عشر اور ذکر احداث حدود
الشہا اور حکایت تابوت سکینہ قولہ تعالیٰ وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممنٰہا بعشر فتم میقات ربہ
اربعین لیلۃ اور وعدہ دیا ہمنے موسیٰ کو تیس رات کا اور پورا کیا اوسکو ساتھ دس کے پس پورا ہوا
وعدہ پروردگار اوسکے کا چالیس راتکا معالم اور مواہب علیہ اور بحر المواج میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے
بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ بعد ہلاک فرعون کے تمہارے واسطے ایک کتاب حق تعالیٰ سے لاؤنگا جو کچھ کہ ہونا ہے
بہ تفصیل اوسمیں بیان ہوگا۔ القصہ جب دریا سے نجات پائی اور فرعون غرق ہوئے تو بنی اسرائیل نے
وہ کتاب حضرت موسیٰ سے طلب کی انھوں نے رب الارباب سے مانگی حکم ہوا اے موسیٰ تیس روزے
رکھ پھر کوہ طور پر آ کہ ہم تیرے ساتھ کلام کریں حضرت موسیٰ نے تیس روزے ماہ ذیقعدہ یعنی خال کے
مہینے میں رکھے اور اکتیسویں دن کوہ طور کیطرف متوجہ ہوا اور اثنای راہ میں اونکو کراہت آئی اس
سے کہ حق تعالیٰ سے کلام کریں اور منہ میں روزے کی بو آوے اسواسطے مسواک انھوں نے اوسکے دفع کرنیکیلئے کی
فرشتوں نے کہا اتبک بوی مشک ہمارے مشام میں آتی تھی اب بسبب مسواک کے جاتی رہی یہ تمنے
کیا کیا حق تعالے نے فرمایا کہ اوسکے جرمانے میں دس دن ذی الحجہ کے اور روزے رکھ آیت قالہ
قال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین اور کہا موسیٰ
نے واسطے بھائی اپنے ہارون کے خلیفہ ہو میرا بیچ قوم میری کے اور سنوار لو کام کو اور مت پیروی
کیجیو راہ مفسدوں کی کہ میں بطلب کتاب مذکور بجانب کوہ طور جاتا ہوں تم میرے خلیفہ ہو کر اس قوم میں
رہو اور جو کام کہ شایستہ صلاح ہووے عمل میں لاؤ تبیان میں تفسیر آیت ولما جاء موسیٰ
لمیقاتنا وکلمہ ربہ اور جب آیا موسیٰ واسطے وعدہ ہمارے کے اور کلام کیا اوس سے
رب اوسکے نے لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ ہنگام مقرر کوہ طور پر حاضر ہوئے حق سبحانہ تعالے نے
چاہا کہ انکے ساتھ کلام کرے حکم کیا تا سات کوس تک گرداگرد طور کو ظلمت اور تاریکی گھیر لے جب
موسیٰ نے اوس تاریکی میں قدم رکھا انکے شیطان یعنی ہمراہ کو انکے پاس سے بھگا دیا اور زمین کا نشیب
کو دور کیا اور آسمان کو انکیں دکھایا اور فرشتوں کو انھوں نے دیکھا کہ ہوا میں معلق کھڑے ہیں
اور عرش عظیم اونپر ظاہر ہوا اور حق سبحانہ تعالے نے اونسے کلام کیا ینابیع میں لکھا ہے کہ انکو عجب بیس ہزار

کلیمی عنایت دیے اور ایک روایت میں ساتھ لاکھ اور اصح یہ ہے نوے ہزار کلمے تھے اور کشاف میں لکھا ہے
کہ خدا تعالے نے چالیس شبانہ روز حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا جب حضرت موسی نے
سخن حق سنا اور جام کلام ربانی سے ایک گھونٹ پیا سب کچھ دنیا مافیہا کا فراموش کیا اور جو کچھ دو
عالم میں ہے اوسکی طرف خیال باندھا آیت قال رب ارنی انظر الیک کہا اے پروردگار میرے دکھلا مجھکو
دیکھوں میں طرف تیرے قال لن ترانی کہا پروردگار نے ہرگز نہ دیکھ سکیگا تو مجھکو کہتے ہیں کہ یہ حکم
اسطرح پر واقع ہوا کہ جو بشر دنیا میں میری طرف نظر کریگا مر جاویگا اور مدارک میں لکھا ہے یعنی فانی مجھکو
دیکھنے کا بلکہ مجال ہے باقی آنکھوں سے مشاہدہ کریگا اور یہ دیکھنا بہشت میں ہوگا۔ صاحب کتاب عجائب القصص
کہتا ہے کہ حضرت موسی طلب رویت رب جلیل دلیل جواز رویت ہے کسواسطے کہ اگر رویت محال ہوتی
تو حضرت موسی علیہ السلام طلب نہ کرتے کہ طلب محال انبیا سے ناروا ہے اور
کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ مقام حضرت موسے کا اس ساعت میں خطاب لن ترانی کا تب عالی تر
تھا اوسوقت سے کہ کہا ارنی کسواسطے کہ یہ ساعت عین مراد حق کی تھی اور وہ وقت تھا مراد میں تھا
اور بمراد حق ہونا کامل تر ہے قیام مراد اپنی سے اگرچہ جراحت لن ترانی سے یہ مجروح ہوئے ولیکن فی الحال
بوی مرہم راحت بھی مشام آرزو میں پہونچے اور انہوں نے جانا یعنی کہ بسبب ضعف بشریت طاقت
دیکھنے کی نہیں رکھتا اسسبب سے پہلے کہا لن ترانی آیت ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ
فسوف ترانی اور لیکن نگاہ کر کوہ زبیر کیطرف کہ بلند ترین کوہ ولایت مدین ہے اور قوت اور تحمل اسکا
تجھ سے بیشتر ہے پس اگر یہ کوہ با شکوہ میری تجلی کے وقت قرار پکڑے اور اپنی جگہ پر ثابت رہے
تو تو بھی مجھکو دیکھ سکے گا اور طاقت میرے دیدار کی تجھکو ہوگی اور اگر اس پہاڑ کو میرے
دیدار کی طاقت نہیں ہے تو تو بھی دنیا میں اس دیدار کی تمنا سے درگذر پھر حق تعالے نے
اپنے نور کو ساق عرش سے سوئی کے ناکے کے برابر اوس پہاڑ پر ظاہر کیا بعد اوسکے واقف ہیبت
اوس میں پیدا کی کہ نور حق سبحانہ تعالے کا اوسنے دیکھا اور عین المعانی میں سہیل ساعدی نقل کرتا
ہے کہ حق تعالے نے اپنے نور کو ستر ہزار پردوں میں سے بقدار درہم ظاہر کیا کہ اس ساعت میں جو
روی زمین دیوانہ تھا وہ ہوش میں آیا اور جو کہ بیمار مریض تھا اوسنے شفا پائی اور عرصہ صحرا اور کشت
زار نے تخم سبزی قبول کی اور آب شور تلخ دنیا کے دور سے شیرین ہوا اور روی زمین کے بت اوندھے
گر پڑے اور آتش مجوس بجھ گئی۔ تبیان اور معالم میں لکھا ہے آیت فلما تجلی ربہ للجبل
جعله دکا وخر موسی صعقا پس تجلی کیے پروردگار اوسکے نے طرف پہاڑ کے کیا اوسکو
ریزہ ریزہ اور گر پڑا موسی بیہوش کہ وہ پہاڑ باوجود اس عظمت کے پارہ پارہ ہو گیا اور چھ
ٹکڑے اوس سے جدا ہو کر تین پہاڑ کہ احد اور ورقان اور رضوی ہیں مدینہ میں گرے اور تین پہاڑ وگرے

اور پتھر ادھر اودھر جا پڑے مگر وہ ٹیلے گرے اور حضرت موسیٰ اس تماشا کے دیکھنے سے ایک رات دن یعنی شام
پنجشنبہ عرفہ کو تا شام روز جمعہ بیہوش رہے آیت فلما افاق قال سبحانک تبت الیک وانا اول المؤمنین
پس جب ہوش میں آیا کہا پاکی ہے تجھکو توبہ کی مین نے طرف تیری اور مین اول ایمان لانیوالا ہون جبوقت کہ حضرت
موسیٰ ہوش میں آئے تو اوسوقت کہا کہ پاکی ہے خاص تجھکو یہ نہ لائق تھا کہ تیری درگاہ کی سزا وار نہیں ہے بایکہ
ہے اوسکے کہ دیکھا جاوے دنیا میں اور مین اول گردیدگان ہون ساتھ عظمت اور جلال تیرے کے پاک ہے اس
کہ کسی بشر کو دنیا میں تیرے دیکھنے کی طاقت اور یارا نہیں ہے پھر حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی تسلی کے واسطے فرمایا
آیت قال یموسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسلاتی وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من
الشاکرین معنا اے موسیٰ تحقیق مین نے برگزیدہ کیا تجھکو اوپر لوگون کے ساتھ پیغامون اپنے کے اور کلام اپنے کے
پس پکڑ جو کچھ دیا ہے تجھکو اور ہو شکر کرنیوالون سے کہ اگرچہ مین نے بصلاح وقت تجھکو اپنے دکھانے
سے منع کیا تو اسقدر غمناک نہو مین کہ مین نے تجھکو برگزیدہ کیا ہے بنی اسرائیل پر یا اون لوگون پر کہ تیری زمانے
مین ہین بہ رسالت مخصوص کیا تجھکو ساتھ ہمکلام ہونے کے بیواسطہ پس لے جو کچھ کہ عطا کیا مین نے
تجھکو امر اور نہی سے اور شکر کر اور نازل ہوئین حضرت موسیٰ پر سات لوحین یا نو یا دس اور تفسیر زاہدی میں
لکھا ہے اور یہ قول موافق اہل کتاب کے بھی ہے کہ طول ہر لوح کا دس یا بندرہ گز کا تھا اور یاقوت سرخ کی تھین
یا چوب سدر بہشت سے یا زبرجد سبز سے یا سنگ رخام سے کہ اسپر کندہ تھا جیسے نگین پر نقش ہوتے ہین اور
صحیح یہ ہے کہ وہ لوحین زمرد سبز کی تھین اور اوسپر لکھی ہوئی تھین وہ چیزین کہ محتاج الیہ تھین اور حکم ہوا حضرت موسیٰ
کو کہ لے اون لوحونکو بقوت تمام اور ظاہر کر اپنی قوم پر تا بصدق دل اوسپر عمل کرین۔ مدارک میں اور تفسیر آیت
وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیء موعظۃ وتفصیلا لکل شیء فخذھا بقوۃ وامر قومک یاخذوا
باحسنھا ساوریکم دار الفاسقین یعنی اور لکھا ہمنے واسطے اوسکے بیچ تختیونکے ہر چیز سے نصیحت اور تفصیل ہر چیز
کی پس پکڑ اوسکو ساتھ قوت کے اور حکم کر قوم اپنی کو کہ عمل کرین ساتھ بہتر اوسکے کے شتاب دکھلاؤنگا مین تمکو گھر
نافرمانونکا ذکر کیا ہے کہ جب توریت نازل ہوئی تو ستر بار شتر تھی اور کسی نے تمام و کمال اوسکو نہ پڑھا تھا مگر حضرت
موسیٰ و حضرت یوشع اور حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ نے اور مدارک میں اور ذیل آیت قولہ تعالیٰ الم یعدکم ربکم وعدا
حسنا کیا نہ دیا تھا وعدہ تمکو پروردگار تمہارے نے وعدہ اچھا لکھا ہے کہ توریت میں ہزار سورہ تھین اور ہر سورۃ
ہزار آیتین تھین اور ستر اونٹ اوسکو اوٹھاتے تھے اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ اون لوحونپر کلمات عشر مسطور
تھے اور علما کو ان کلمات میں اختلاف ہے اصح اور اشہر یہ ہین کہ مذکور ہوتے ہین نسخہ کلمات عشر
بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا کتاب من اللہ الملک العزیز القھار لعبدہ ونبیہ موسیٰ
ابن عمران سبحانی وقدسنی لا الہ الا انا فاعبدنی ولا تشرک بی شیئا واشکر لی ولوالدیک الی
المصیر احیک حیوۃ طیبۃ ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق فتضیق علیک السموات باقطارھا والارض برحبھا لا تحلف

لا اطهر ولا ازکی من لم یعلم ولا تشهد ما لا یعنی منك ولم یحفظ علیك ولم یقف علیه
قلبك فانی واقف باهل الشهادة علی شهاداتهم یوم القیمة فاسالهم عنها ولا تحسد الناس
علی ما اتیتهم من فضلی ورزقی فان الحاسد عدو نعمتی ساخط لقسمتی ولا تزن ولا تسرق
فاحجب عنك وجهی واغلق دون دعوتك ابواب السموات ولا تذبح لغیری فانه لا یصعد
الیّ قربات الا ما ذکر علیه اسمی ولا تغدرن بحلیلة جارك فانه کبر مصاعبك واحب للناس
ما تحب لنفسك واکره لهم ما یکره لنفسك والسلام علیك ورحمتی وبرکتی۔ یہ کلمات عشر
کہ بعضے نے عرائس النفایس میں جسطرح لکھے ہیں اور حضرت واجب تعالے نے ان کلمات کے مضمون کو
تین آیتوں قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے قولہ تعالے قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا به
شیئا وبالوالدین احسانا ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاهم ولا تقربوا
الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الا بالحق ذلکم وصکم به
لعلکم تعقلون ۝ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی هی احسن حتی یبلغ اشده واوفوا الکیل و
المیزان بالقسط لا نکلف نفسا الا وسعها واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی وبعهد الله
اوفوا ذلکم وصکم به لعلکم تذکرون ۝ وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل
فتفرق بکم عن سبیله ذلکم وصکم به لعلکم تتقون۔ یعنی کہہ آؤ پڑھوں جو حرام کیا ہے پروردگار
تمہارے نے اوپر تمہارے یہ کہ نہ شریک لاؤ ساتھ اوسکے کچھ اور ساتھ ماں باپ کے احسان کرنا اور مت
مار ڈالو اولاد اپنی کو ڈر افلاس کے سے ہم روزی دیتے ہیں تمکو اور اونکو اور مت نزدیک جاؤ بیحیائیوں کے
جو کچھ ظاہر ہے اونمیں اور جو کچھ چھپا ہے اور مت مار ڈالو اوس جی کو کہ حرام کیا ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے
یہ بات نصیحت کرتا ہے تمکو ساتھ اوسکے تو کہ تم سمجھو اور مت جاؤ مال یتیم کے مگر ساتھ اسطرح کے کہ وہ بہت اچھی
ہے یہانتک کہ وہ پہونچے جوانی اپنی کو اور پورا ماپو اور تول ساتھ انصاف کے نہیں تکلیف دیتے
ہم کسیکو مگر موافق طاقت اوسکی کے اور جب بات کہو پس انصاف کرو اور اگرچہ ہو صاحب قرابت اور ساتھ
عہد اللہ کے وفا کرو یہ بات نصیحت کرتا ہے تمکو ساتھ اوسکے تو کہ تم نصیحت پکڑو اور یہ راہ میری سیدھی ہے پس
پیروی کرو اوسکی اور مت پیروی کرو اور راہوں کی پس متفرق کردینگے تمکو راہ اوسکی سے یہ بات ہے کہ نصیحت کرتا ہے
ساتھ اوسکے تو کہ تم بچو۔ یعنی احکام در وقت آدم اور ماہ تشرین الاول کہ ساتواں مہینہ سال کا ہے عمر حضرت موسیٰ
سے تھا فرمان ربانی صادر ہوا کہ صندوق بناویں اور الواح کہ کلمات عشر پر مشتمل ہیں اوس میں رکھیں اور پر
صندوق پر ایک قبہ کہ تیس گز جسکا طول اور دس گز عرض ارتفاع ہو طیار کریں اور گرد اوس قبہ کے ایک سائبان
کہ تین گز طول ہو اور پچاس گز عرض اور پانچ گز بلند کھینچیں اور بعد اتمام اور تکمیل اوسکے تولیت مہمات وحفاظت
صندوق وسرپردہ وقبہ حضرت ہارون اور ائمہ اردنی کو تفویض کریں چنانچہ حضرت کلیم اللہ نے حکم دیا اور

صندوق طلائے احمر کا بنایا اور قبہ و پیمانہ ہشت رنگا اوسپر نصب کیا گرد اسکے سراپردہ زرنگار افراشتہ کیا و مجموع
آلات و اوانی چاندی اور سونیکے ترتیب دیے اور اون سبکو جواہر زواہر سے مرصع کیا اور اوس خزانہ الواح
کا صندوق الشہادت اور قبہ کا ہیکل اور سراپردونکا انواع القدس اور مقام ہارون نام رکھا اور امور
خلافہ ہارونکو اوس سراپردونکے حوالی ہیکل پر محافظ مقرر کیا اسی طرح مقامات بزرگ او محل عتبات ستر
پر خادم اور نگہبان مقرر کیے اور جب تمام بیت المقدس کے بموجب فرمان حضرت قدوس فراغت پائی تو ایک
نور ساطع آسمان سے نازل ہوکر اوس قبہ اور صندوق پر محیط ہوا اور شعشعہ فروغ اوس نور کا اس مرتبہ ہوا کہ
کسی مخلوق کو سوائے حضرت موسیٰ و ہارون کے درمیان دونوں کے دخول میسر نہوتا تھا اور شعاع نور قبہ نسبت
بہ ضیاء شمس سراپردہ زیادہ تھا اور تمام ماہ آزار کی حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو کہا کہ قربانی کریں اور بنفس نفیس
ہفتہ آخرین آپ بھی قربانی کی اور تا آخر ماہ آزار اہتمام اس امر مہم میں قیام کیا ہر گاہ کہ ساتوان روز کہ غرہ نیسان
تھا طالع ہوا کلیم اللہ نے حضرت ہارون کو امامت و خلافت بخشی اور انجام اوس مہم کو بحسب وصیت بطنا بعد بطن
مقرر کیا اور رتق و فتق و قنادیل و منقل و مجمر و بخور اور تولیت قربان اور لباس و ملابس مفوض کرکے اصحاب سے مشورہ کیا
اور تمام بنی اسرائیل کو اس امر پر گواہ کیا اور کہا کہ جو خونریزی کریں اور خلاف کریں ہارونکا اور اونکی اولاد کا اونکا خون
مباح ہوگا اور پھر قربانی عظیم کی اور اوسوقت ایک آگ روشن آسمان سے اتری اور سب کو کھا گئی لہذا یہود اوس دن
کی تعظیم اور فضائل بہت کرتے ہین اور کہتے ہین روز یکشنبہ کہ ابتدائے خلقت عالم یہی دن تھا اور اول ہفتہ اور غرہ
ماہ اول سال ہے اور پہلا وہ روز ہے کہ آدمی جمع ہوکر بزیارت بیت المقدس حاضر ہوئے اور وہ اول روز ہے کہ بنا بر
ولایت و خلافت ہارون کے قربانی کی اور آگ نے اوترکر تمام قربانی کو احاطہ کیا اور جب بنی اسرائیل نے اس روز
شادی اور خوشی بہت سی ظاہر کی اور ہارونکو بھی کہ نہایت امانت اور نہایت جمعیت انکی متواصل ہوئی تھی
لاجرم حادثہ عظیم کہ موجب خوف اور اندوہ بیشمار تھا ظاہر ہوا صورت واقعہ اوسکی یہ ہے کہ دو پسران ہارون کے
کہ شائستہ ولیعہدی تھے اوسوقت کہ آسمان پر سے آگ اوترکر سب قربانی کھا گئی تھی باوجود تمام باپ پاس آنکر
دستوری چاہی کہ مجمر بخور مجلس مین رکھین اور بعد حصول اجازت آگ اور تقدیر آگ سوائے آتش بیت المقدس
لائے اور بالا بخور رکھی اور اوسیوقت اوس مجمر مین سے دھوان اوٹھکر اونکے دماغ مین پہونچا اور ظاہر سے گذر کر باطن
مین اون دونون بے زادونکے سرایت کی اور اونکو جلادیا اور حضرت موسیٰ اور ہارون اور سب بنی اسرائیل وقوع
اس حال پر ملال سے مضطرب و محزون ہوے آخر الامر دونون کو مع جامہ اور ملبوسات دفن کیا اور دوسرے
دن ہارون نے اپنے فرزند کو کہ ایلعازر نام تھا ولیعہد کیا اور اوسیدن عابیل بن راحیل مارا گیا کہ قصہ اوسکا
فصل آٹھوین مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور تفسیر مواہب علیہ مین سورہ طہٰ مین لکھا ہے کہ سامری نام
ایک مرد تھا قبیلہ سامرہ سے بزرگترین بنی اسرائیل اور بعضی کہتے ہین کرمانی تھا اور قوم بنی اسرائیل مین
نہ تھا بلکہ جماعت گوسالہ پرستون مین سے تھا اور اوسکو حضرت موسیٰ بن ظفر کہتے تھے اور صحیح تر یہ ہے

کہ بنی اسرائیل میں سے تھا اور جب کہ فرعون انکے لڑکون کو ہلاک کرتا تھا پیدا ہوا تھا چنانچہ اسکی ماں نے پیدا ہوتے ہی
اسکو دریاے نیل کے کنارے پر ڈالدیا تھا ایک جزیرے میں اور معالم میں لکھا ہے کہ اسکو ایک غار میں رکھدیا تھا
حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا تا اوسکو پرورش کریں اور کھانا پینا اوسکو پہونچاوین اوس سبب سے
وہ حضرت جبرئیل کو پہچانتا تھا اور دن غرق ہونے فرعونیون کے حضرت جبرئیل کے گھوڑے کے سم کے نیچے سے مٹھی
خاک کی اوٹھا کر محافظت سے رکھ چھوڑی تھی اور ایک قول یہ ہے کہ اسطرح ہے کہ غرق ہونیکے دن اوسنے ایک
سوار کو دیکھا تھا کہ جب کسکا گھوڑا قدم اوٹھاتا تھا تو اوسکے سم کے نیچے سبزہ نکلتا تھا اور اگتی تھی چونکہ وہ مرد
زیرک اور عقلمند تھا جانا کہ یہ سوار جبرئیل علیہ السلام ہے کہ حضرت موسیٰ کی مدد کیواسطے آیا ہے ایک مٹھی خاک
کی اوس گھوڑے کے سم کے نیچے سے اوٹھا کر رکھ چھوڑی تا آنکہ جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے سامری حضرت
ہارون کے پاس آیا اور کہا قدرے اسباب اور لباس کہ قبطیون سے عاریتاً لیا تھا ہمارے پاس ہے اوسکو
اوس میں تصرف کرنا ناروا ہے اور میں دیکھتا ہون کہ بنی اسرائیل بیچتے ہیں اور خریدتے ہیں اور بابت عاریت
وہان الہی کوشش نہین کرتے ہین حضرت ہارون نے کہا کہ سب کو جمع کرو اور سامری سے کہا کہ لاؤ اوسکو
بامانت رکھ چھوڑ سامری اوسکو اپنے تحت تصرف میں لایا اور ایک قول ہے سامری نے ہارون سے
کہا کہ سب کو یکجا کر کر اور آگ میں ڈال کر گداز کر کے رکھ چھوڑنا اچھا ہے حضرت ہارون نے کہا کہ سب
لاکر ایک حفیرہ میں ڈالکر آگ روشن کرو اور سامری نے کہ زرگری یعنی کام سنار کا ماہر تھا سبکو گلا کر
قدرے وہ خاک کہ حضرت جبرئیل کے گھوڑے کے سم کے نیچے سے اوٹھائی تھی اوسپر ڈالدی اور پھر اوسکو ایک قالب میں
ڈالکر ایک گوسالہ یعنی گاے کا بچہ بنایا اور بعضے کہتے ہیں وہ زندہ ہوگیا اور گوشت اور پوست اوسپر پیدا ہوا اور آواز
کرنیلگا اور بعضے کہتے ہین وہ زندہ نہین ہوا اوسیطرح اور وضع پر کہ قالب مین بنایا تھا رہا اور پہلے بنانے
سے سامری نے بنی اسرائیل سے کہا تھا میں تمکو موسیٰ کا خدا دکھاتا ہون بشرطیکہ میری اطاعت اور تابعداری کرو
انھون نے قبول کیا تھا جب وہ گوسالہ بنا چکا تو سامری نے کہا کہ یہ موسیٰ کا خدا ہے کہ جسکی طلب کیواسطے طور پر
گیا ہے کہتے ہین کہ چار دانگ بنی اسرائیل کے گروہ جیسے ہوتے ہین اوسکو سجدہ کیا اور پوجا کیا آیت
واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیہم عجلا جسدا لہ خوار الم یروا انہ لا یکلمہم ولا یہدیہم سبیلا
اتخذوہ وکانوا ظالمین یعنی اور پکڑا قوم موسیٰ کی نے پیچھے اسکے گہنون اونکے سے بچھڑا ایک بدن تھا
کہ واسطے اسکے آواز تھی گاے کی کیا نہ دیکھا تونے کہ وہ بولتا ہی اونسے اور نہ دکھاتا ہے اونکو راہ پکڑ لیا
اوسکو اور تھے ظالم ۔ اور تفسیر معالم اور زاہدی میں لکھا ہے کہ چھ لاکھ چودہ ہزار آدمی سلامت رہے اور سارے
قوم نے سوا انکے اوس گوسالہ کو پوجا حضرت ہارون نے انسے کہا اے قوم تم اس گوسالہ کے سبب سے فتنے میں
مبتلا ہوئے اس خدا کی عبادت چھوڑ کر کہ جسنے تمکو پیدا کیا اور وہ خالق ارض و سما ہے اب بھی میری پیروی کرو
اور خدا کے دین پر ثابت قدم رہو اور توبہ کرو انھون نے کہا ہم جب تک کہ موسیٰ پھر کر ہمارے پاس نہین آویگا

اور ہم نہ دیکھ لینگے کہ وہ گوسالہ پرستی کرتا ہے یا نہیں اسکی پرستش نہ چھوڑینگے کیونکہ سامری نے ہمکو کہدیا یہی موسیٰ کا خدا ہے کہ جسکی تلاش میں وہ پھرتا ہے اور مواہب علیہ میں سورہ اعراف میں تحت آیت

ولما رجع موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا قال بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم امر ربکم والقی الالواح واخذ براس اخیہ یجرہ الیہ

یعنے اور جب پھر آیا موسیٰ طرف قوم اپنی سے غصے سے پچھتاتا ہوا کہا برا ہے جو کچھ جانشینی کی تمنے میرے پیچھے میری کیا شتابی کی تمنے حکم رب اپنے سے اور ڈالدی تختی اور پکڑا سر بھائی اپنے کا کھینچتا تھا اوسکو طرف اپنے۔ لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے اپنی قوم کے پاس آئے تو اس قصہ نامرضیہ سے خبر پائی اور صحیح یہ اسطرح پر ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر خبر دی کہ تیری قوم اب گوسالہ پرست ہوگئی اور سامری نے اونکو گمراہ کردیا ہے اور مواہب علیہ میں سورہ طٰہٰ میں لکھا ہے کہ جب چالیس دن گذر گئے تو حضرت موسیٰ نے اُن لوگوں کو لیکر وہاں سے بازگشت کی اور خشمگین اور اندوہناک انکے عمل ناشائستہ سے تھے جب اپنی قوم میں پہونچے آواز جوش و خروش اونکی سُنی کہ گرداگرد گوسالے کے دف بجاتے ہیں اور ناچتے ہیں عتاب آغاز کیا اور از روے ملامت کہا اے گروہ میں نے وعدہ نہ کیا تھا کہ تمھارا آفریدگار تمکو کتاب دیگا اور میں اوسکی طلب کو نہ گیا تھا آیا دراز ہوا تمپر زمانہ مفارقت کا چالیس دن سے کہ وعدہ کیا تھا اور اوسی وعدہ پر پھر میں آیا چاہتے ہو کہ نازل ہو عذاب خدا تمپر تمنے بہت برا کیا افسوس کہ چیز باطل کے ساتھ مشغول ہوئے اور حق سے غافل بحکم شیطان گمراہ ہوکر اسکی عبادت سے باز رہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے از رو غضب اون لوحون کو پھینکدیا اور ایک روایت سے پھینک نہیں دیا لیکن دونون ہاتھون سے جلدی سے زمین پر رکھدیا جیسا کہ کوئی پھینک دیتا ہے اور تفسیر مدارک التنزیل میں لکھا ہے کہ اونکو ڈالدیا کہ وہ ٹوٹ گئیں چھ حصہ اور جو کچھ کہ اُنپر لکھا ہوا تھا اور وہ تفصیل ہر چیز کی تھی انکو فرشتے آسمان پر لیگئے اور ایک حصہ کہ اسپر ہدایت اور رحمت لکھی تھی باقی رہی اور معالم میں لکھا ہے کہ باقی رہی اور چیز کہ اوسمین مواعظ اور حدود سیاسی اور بیان احکام حلال اور حرام تھا اوسوقت حضرت کلیم اللہ نے واسطے پاسبانی دین ربانی کے غایت غضبناکی سے ایک ہاتھ میں لیا حضرت ہارون کی پیشانی اور ایک ہاتھ میں داڑھی پکڑ کر اپنی طرف کھینچی اسواسطے کہ یہ گمان تھا کہ حضرت ہارون نے قوم کو گوسالہ پرستی سے منع نہ کیا یا تقصیر اور تاخیر ممانعت میں واقع ہوئی پھر کہا اے ہارون کس چیز نے تجھکو باز رکھا کہ اونکو گمراہی سے مانع نہ آیا اور انکو غضب خدا سے نہ ڈرایا اور کون مانع تھا کہ اسلیے میرے پاس نہ پہونچا حضرت ہارون نے کہا کچھ میری تقصیر نہیں ہے اس قوم نے مجھکو تنہا اور بیچارہ پاکر برائیان کین اور نزدیک تھا کہ مجھکو مار ڈالیں ناچار بسبب غلبہ خوف کے میں نے انکے ساتھ مقابلہ نہیں کیا اور انکو چھوڑکر اسلیے میں تمھارے پاس نہیں آیا کہ مبادا تم کہتے کہ بنی اسرائیل کو اکیلا کیون چھوڑا اور کسواسطے میری کہنے کو یاد نہ رکھا کہ اصلاح اور مدارا کام کرتا رہتا اور مجھکو اہانت نہ پہونچا اور میرے دشمنونکو خوشحال نہ کرنا اور تفسیر انوار میں سورہ

آیت قال یابن ام لا تاخذ بلحیتی ولا براسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی
اسرائیل ولم ترقب قولی یعنی کہا اے بیٹے ماں میری کے مت پکڑ داڑھی میری اور سر میرا تحقیق
مین ڈرا یہ کہ کہے تو جدائی ڈالدی درمیان بنی اسرائیل کے اور نہ انتظار کیا میری بات کا - لکھا ہے کہ حضرت
ہارون نے ازروی استعطاف اور حضرت موسی کے دل ملائم ہونے کے لیے کہا ای میری ماں کے بیٹے کیونکہ
حضرت موسی حضرت ہارون کی ماں اور باپ کے بیٹے تھے اور بعضے کہتے ہین حضرت موسی ہارون کی ماں کے بھائی
تھے اور جمہور اس امر پر ہین کہ دونون ایک ماں اور باپ سے تھے اور مدارک اور جلالین مین سورہ اعراف
مین تحت آیت والقی الالواح واخذ براس اخیہ اور ڈالدی تختی اور پکڑا سر بھائی اپنے کا درج کیا
ہے کہ تین برس بڑے تھے اور انوار التنزیل مین سورہ مریم مین بیچ آیت ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ہارون
نبیا اور دیا ہمنے مہربانی اپنی سے بھائی اوسکا ہارون پیغمبر اور معالم مین سورہ طہ در ذیل آیت
واجعل لی وزیرا من اھلی ھرون اخی اور کہا واسطے میرے وزیر اہل میری سے ہارون بھائی میرا
ایراد کیا ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسی سے چار برس بڑے تھے حضرت موسی نے یہ عذر حضرت
ہارون کا قبول کیا اور کہا ای پروردگار میرے بخش مجھکو اس عمل سے کہ بڑے بھائی کے ساتھ مین نے
کیا یا اس سے کہ لوحون مین نے پھینکدین اور بخش میرے بھائی کو اگر اوس سے تقصیر وقوع مین آئی ہو
منع کرنے لوگونکے مین اور پھر سامری کیطرف منھ کرکر کہا کہ کیا امر مذموم تجھ سے سرزد ہوا اور نہایت غصہ اور
غضب کیا چاہا کہ اوسکو مار ڈالین وحی آئی کہ اسکو ہلاک نکرہ اسمین صفت سخاوت غالب ہے چونکہ اسکی سخاوت
خلق کو نفع پہونچتا ہے اسکو حیات کے نفع سے باز نہ رکھنا چاہیے اسوقت حضرت موسی نے اس گوسالہ کو
جلا کر اور راکھ کرکر موافق اس قول کے کہ اسکا گوشت اور پوست اور ہڈیان تھین یا یہ کہ اسکے سوہان سے ریزہ
ریزہ کرکر باعتبار اوس قول کے کہ جسم زرین تھا بے حیات دریا مین ڈلوا دیا اور سامری سے کہا کہ
اپنے معبود کو کہ پیوستہ اوسکی پرستش کرتا تھا اور وعدہ عذاب کا کہ خاص تیرے واسطے ہے آخرت مین
کسیطرح خلاف اوسکے نہوگا اور تجھکو پہونچیگا اور جو کہ خدا تعالی نے مجھکو تیرے قتل سے منع کیا اب بہتر یہی
ہے تو یہان سے باہر چلا جا کہ تیرے واسطے تیری زندگی مین یہ عقوبت ہے کہ کوئی تیرے پاس آوے اور تجھکو
مس کرے تو کہ مجھسے دور رہو اور اسواسطے یہ امر ہوگا کہ جس سے تو مس کرے تجھکو اور اوسکو تپ عارض ہوتا تھا
پس آدمی اوس سے گریزان تھے اور وہ تنہا وحشیون کیطرح جنگلون مین سرگردان پھرتا تھا اور جسکو دور سے
دیکھتا تھا کمال مبالغہ سے کہتا تھا کہ میرے پاس نہ آنا اور مدارک مین لکھا ہے کہ جماعت کا اولاد سامری سے
اس زمانے تک یہی حال موجود ہے اور انوار التنزیل مین در ذیل آیت واذ قال موسی لقومہ یا قوم انکم ظلمتم
انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم انہ ھو التواب الرحیم
اور جسوقت کہا موسی نے واسطے قوم اپنی کے ای قوم میری تحقیق تم نے ظلم کیا جانون اپنی ساتھ پکڑنے بچھڑا اپنے

پچھتائیں گے پس توبہ کرو طرف پیدا کرنیوالے اپنے کے پس مارو جانوں اپنی کو یہ بہتر ہے تمکو نزدیک پیدا کرنیوالے تمہارے
کے پس پھر آیا اوپر تمہارے تحقیق توبہ پھیر آنے والا مہربان لکھا ہے کہ جب گوسالہ زندہ نہ رہا اور حضرت کا یہ اثر
کیا اوسکو نابود کرنے سے کچھ آزار نہ پہونچا تو سب کو یقین ہوا اوسکا کہ وجود گوسالہ بسبب اغوائے شیطان کے
تھا اور اوسکی پرستش کرنیوالے سو سامری کو عذاب ہوا سب بنی اسرائیل عبادت کرنے گوسالہ سے پشیمان ہو
اور کہنے لگے کہ اگر پروردگار ہمپر رحمت کرے اور ساتھ قبول کرنے توبہ کے ہمکو نہ بخشے بخدا کہ ہو وینگے ہم زیانکاروں
اور ہلاک ہونیوالوں سے پھر حضرت موسیٰ نے دعا کی الٰہی انکو کیا قبول توبہ منحصر اسپر ہے کہ اب ہم اپنے قتل نفوس میں بھی
راضی ہوئے اونہوں نے رضا دی اور بموجب اشارہ کلیم اللہ جنگل میں گئے اور دو زانو بیٹھ کر سر ڈال دیا حضرت
ہارون نے بارہ ہزار آدمیوں کو ہمراہ لیکر تیغ بیدریغ صبح سے دو پہر تک ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا تب
توبہ انکی قبول ہوئی اور مواہب علیہ میں ورذیل قولہ تعالیٰ وما اعجلک عن قومک یا موسیٰ اور کسی تفسیر شافی میں
قوم تیری کو ای موسیٰ لکھا ہے کہ بعد ہلاک ہونے فرعون کے حضرت موسیٰ نے استدعا کی کہ ہمارے واسطے توریت
شریعت اور قواعد ملت اور احکام ملت ہوں کروے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس باب میں حضرت رب الارباب
سے مناجات کی خطاب پہونچا کہ جماعت بنی اسرائیل کی ساتھ کوہ طور پر آ ہم تجکو ایک کتاب جامع احکام شرع دینگے
حضرت موسیٰ ستر آدمی بزرگ قوم ہمراہ لیکر متوجہ جانب طور ہوے جب نزدیک پہونچے قوم کو چھوڑ غایت اشتیاق
کلام اور پیام باریتعالیٰ سے بیقرار ہو کے خطاب پہونچا کہ کون سا امر باعث شتابی ہوا کہ تو پہلے آیا اپنے گروہ سے
حضرت موسیٰ نے کہا وہ بھی میرے پیچھے چلے آتے ہیں اور جلد پہونچتے ہیں اور میں اسواسطے جلدی سے آیا کہ تو مجھ سے
خوش اور راضی ہووے کس واسطے کہ جلد بجا لانا احکام کا موجب رضامندی کا ہوتا ہے اور مواہب علیہ میں تفسیر قولہ
تعالیٰ میں واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا اور چن لیے موسیٰ نے قوم اپنی سے ستر مرد واسطے وعدہ ہمارے
کی نقل کیا ہے کہ حضرت رب العزت سے فرمان ہوا کہ اے موسیٰ ایک جماعت بہتر قوم بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ کوہ
طور پر لا تا پرستش گوسالہ اور اوس گمراہی سے عذر کریں حضرت موسیٰ ستر آدمی کو لے گئے اور روایت قول سے
اسد المظہر ہے کہ طائفہ بنی اسرائیل نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ساتھ کلام خاص کے ممتاز کیا واسطے
رفع اس اشتباہ کے حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جماعت بزرگان قوم میں سے لا اور وہ اس پہاڑ پر اویں تا
میرا کلام سنیں حضرت موسیٰ ستر آدمیوں کو اپنے ہمراہ لیگئے اور جب طور پر پہونچے ایک ابر دیکھا کہ درمیان
انکے اور حضرت موسیٰ کے حائل ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اوس ابر کے بیچ میں گئے اور یہ سب
پیچھے ہی ہیں کھڑے رہے اور حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا اور امر و نہی اور وعدہ
وعید کیا جب وہ ابر برطرف ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام باہر آئے اور کہا سنا تمنے کلام پروردگار
کا اونہوں نے کہا ہمنے کلام تو سنا لیکن متکلم یعنی کلام کرنے والے کو نہیں دیکھا ہم اوس وقت
ایمان لاوینگے اور خدا سے متکلم کو برأی العین دیکھینگے ہنوز تمام یہ کلام نہ کرنے پائے تھے

کہ صاعقہ ظاہر ہوا اور سب کو جلا دیا اور ایک قول یہ ہے ایک آواز مہیب پیدا ہوئی اور اوسکے ہول سے
سب ہلاک ہوے اور بعضے کہتے ہیں کہ لرزہ انکے تمام بدن میں پیدا ہوا ایسا کہ بند اور پیوند انکے تمام
اعضا کے جدا ہوگئے اور مرگئے آیت فلما اخذتهم الرجفة قال رب لو شئت اهلكتهم من قبل واياي
اتهلكنا بما فعل السفهاء منا یعنی پس جب پکڑا انکو زلزلہ نے کہا موسی علیہ السلام اے رب
میرے اگر چاہتا ہے تو ہلاک کرتا انکو پہلے اس سے اور مجکو بھی کیا ہلاک کرتا ہے تو ہمکو ساتھ اوس چیز کے
کیے بیوقوفون نے ہم میں سے اور تفسیرون میں لکھا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے یہ حال دیکھا پھر
کیا ڈرے کہ بنی اسرائیل مجھکو تہمت لگاوینگے انکے قتل کے ساتھ متہم ہونگا اسلیے یہ دعا کی اگر تو چاہتا انکو
ہلاک کرے تو پہلے اسکے قوم سے ہلاک کر سکتا تھا اب ہلاک کرتا ہے تو مجکو سبب اس امر کے کہ بیوقوفون
نے میری قوم سے کیا ہے یعنی عبادت گوسالہ یا دلیری اوپر طلب دیکھنے تیرے کے دنیا میں قوله تعالی
ان هی الا فتنتك تضل بها من تشاء وتهدی من تشاء انت ولينا فاغفر لنا وارحمنا وانت
خير الغافرين واكتب لنا فی هذه الدنيا حسنة وفی الآخرة انا هدنا اليك
یعنی نہیں ہے یہ مگر آزمایش اور مبتلا کرنا تیرا یعنی آزمایش تیری کہ انکو کلام اپنا سنوایا کہ انہون نے تیرے
دیکھنے کی طمع کی اور گوسالہ کی آواز ظاہر کی کہ اوسکے سبب سے گمراہ کرتا ہے تو ساتھ اوس بلا کے جسکو چاہتا ہے
تو کہ گمراہ ہووے اور راہ راست دکھاتا ہے جسکو چاہتا ہے راہ راست پر آوے پس عفو کر اور بخشش ہمارا اور مہربانی کر تو بہتر
آمرزندگان ہے اور کہتے ہیں کہ گستاخی عاشق کی عالم بے اختیاری میں ترک ادب نہیں ہے بلکہ عین ادب ہے اور نقل
کرتے ہیں کہ جب حضرت موسی علیہ السلام حیران ہوے اور روئے اور کہا خداوندا میں بنی اسرائیل سے کیا کہونگا
کہ برگزیدگان قوم کیا ہوئے حق سبحانہ تعالی نے پھر اونکو زندہ کردیا اور بعضے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل لینے سے
ہونے توریت کے سرکش ہوے اور کہا احکام اس کلام کے کمال دشوار ہیں ہمسے نہیں ہو سکتے کہ ہم نہیں مانتے
حق تعالی نے کوہ طور کو فرمان دیا کہ اپنی جگہ پر سے اوٹھکر انکے سر پر کھڑا ہو گیا آور انکے آگے آگ روشن ہوئی
اور پیچھے دریا کے ذخار پیدا ہوا جب انہون نے بھاگنے کی جگہ نہ دیکھی سجدہ میں گرے اور تحیر ہی حق تعالی نے فرمایا جو کچھ
کہ ہمنے عطا کیا تمکو احکام سے بجد و جہد قوی اور یاد کرو ہمیشہ جو کچھ کہ اس میں ہے ثواب اور عقاب سے انہون
نے قبول کیا اور ضرر کتاب لینے سے اوسکو پاس کوہ کو لیکے سر پر سے اوٹھالیا اور اوس آتش شعلہ انگیز کو
اطفا بخشا کہ دریا سے ذخار کو برطرف کیا فصل سالویں قصہ قارون ملعون میں قوله تعالی ان قارون
كان من قوم موسى فبغى عليهم تحقیق قارون تھا قوم موسی کی سے پس سرکشی کی اوپر
انکے تفسیر جامع اور معالم التنزیل اور مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ بقول محمد بن اسحاق قارون حضرت
موسی علیہ السلام کا چچا تھا اور بقول دیگر حضرت موسے کے چچا کا بیٹا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت
موسی کی بہن کا بیٹا تھا اور صحیح تر یہ ہے کہ چچا کا بیٹا تھا اور انکا مخبر نہ تھا یعنی حضرت موسے سے

علیہ السلام کا بہنوئی بھی تھا اور زبان عبرانی مین اسکو قارون بھی کہتے ہین اور بنی اسرائیل مین مالدار اور
صاحب جمال زیادہ تھا اور نہایت خوبی اور نہایت خوبصورتی سے کہ اسکے منھ پر نور تھا اسکو منور کہتے تھے
اور توریت کو اس سے بہتر کوئی نہ جانتا تھا اور جب اسکو تونگری حاصل ہوئی اسکا حال دگرگون اور متغیر ہوا اور
حضرت موسی علیہ السلام کی قوم پر ستم کرنے لگا اور چاہا کہ سب تحت حکومت ہو وین اور اس غنی سے غافل رہا
کہ یہ انجام مین موجب بے سعادتی اور بے دولتی کا ہے کہتے ہین کہ فرعون بے عون نے اسکو بنی اسرائیل
پر حاکم کیا تھا کہ اُنپر ظلم کرتا تھا اور تکبر حد سے زیادہ رکھتا تھا اور جامہ ہای رنگین و دیبا حرام سے پہنتا تھا اور
اُسکے لمبے اور دراز کرتا تھا کہ زمین پر گھسیٹتے جاتے تھے اور سبب کثرت مال بعضے کہتے ہین کہ حضرت
یوسف علیہ السلام کے خزانون پر واقف اور آگاہ تھا اونکو نکال لیا اور بعضے کہتے ہین یہ فرعون کا خزانچی
تھا جب حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون کو ہلاک کیا تو وہ خزانہ اسکے پاس رہے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت
موسی نے اپنی بہن کو کیمیا گری سکھائی تھی اور اکثر اس امر پر ہین کہ جب حضرت موسی کو فرمان آیا کہ توریت
کو سونے پر لکھ تا اسکی تعظیم خلق مین زیادہ ہو حضرت موسی نے کہا کہ الٰہی میرے پاس زر نہین
کہان سے لاؤن حق تعالے نے حضرت موسی کو کیمیا گری سکھائی اور تین دوائین نسخہ اکسیر کی بتائین
حضرت موسی علیہ السلام نے بنظر اخفا یہ چاہا کہ جدا جدا بازار سے چیزین طلب کرین تا کوئی اس ترکیب
عجیب کیمیا سے واقف نہو اسواسطے انھون نے ایک دوا یوشع سے کہ شاگرد اور خادم تھا منگوائی
اور ایک دوا اور سے کہ شاگرد اور خادم تھا منگوائی اور ایک دوا کالب سے کہ اولاد یہودا مین سے
تھا اور ایک دوا قارون سے ولیکن قارون کہ نہایت زیرک اور رمز شناس تھا انکے خفیہ کہنے سے ان
دونون کے اندوسے تفرس سمجھا تاکہ اس پوشیدگی مین کوئی حکمت ہے پہلے اس نے یوشع اور بعد
کالب سے فریب دیکر وہ دونون دوائین پوچھ لین کہ کامل نسخہ حاصل ہوگیا اور پھر اوسکے بنانے کی
ترکیب کا تفحص کیا آخر الامر کسی بہانے سے وہ بھی اسنے دیکھا کہ اور اوسیطرح بناکے کا سونا بنایا
کہ اس کیمیا گری سے بہت مالامال ہوگیا اور بعضے کہتے ہین کہ فرعون کے غرق ہونیکے وقت حضرت
جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے جو گھاس اُگتی تھی وہ کیمیا کی تاثیر رکھتی تھی جب سامری
نے اوٹھائی تھی تو اسنے بھی لیلی تھی اس نے سونا بنایا اور مغرور ہوا ہرچند اوسکی قوم کے مومنون نے از رو
نصیحت کہا کہ خوش نہو اور مال دنیا کے ساتھ شادی نہ کر کہ دنیا گذران ہے اور یاد رکھ کہ تجکو اس مین سے
فقط کفن نصیب ہوگا دین اور آخرت سے اندیشہ کر اور اس مال و منال کیساتھ مغرور نہو اصلا وہ
مطلقاً نہ سنتا تھا اور کشاف مین تفسیر آیت وآتیناہ من الکنوز ما ان مفاتحہ لتنوء بالعصبة اولی القوۃ
یعنی اور دیا تھا ہمنے اسکو خزانون سے اسقدر کنجیان اوسکی بھاری ہوتی تھین ایک جماعت قوت والی
مین لکھا ہے کہ ساٹھ اونٹ قارون کے خزانون کی کنجیان اٹھاتے تھے اور تفسیر مدارک التنزیل مین نقل کیا ہے کہ ساٹھ اونٹ

کنجیان اونٹھاتے تھے اور ہر خزانے اور گنج کی ایک کنجی تھی اور ہر کنجی ایک انگل سے زیادہ نہ تھی اور چمڑے کی
کنجیان بنائی تھین تا سبک ہووین اور معالم التنزیل اور ینابیع مین لکھا ہے پہلے طغیان اور عصیان کہ
اس سے سرزد ہوا یہ تھا کہ حق تعالی نے حضرت موسی کو وحی بھیجی تھی کہ اپنی قوم کو کہو کہ ہر شخص چار سبز تاگے
اپنی چادر کے چارون کونون مین لٹکاوین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا الٰہی کسواسطے فرمایا کہا اسواسطے
بنی اسرائیل آدمی غافل ہین چاہتا ہون کہ ان مین کوئی علامت ہووے کہ جب اوسکو دیکھین تو یاد کرین کہ یہ فرمان
خدای تعالی سے عمل مین آیا ہے حضرت موسی نے کہا یارب فرماتا ہے سب چادرین سبز کرلین ایسا نہو کہ یہ اس امر
کو حقیر جانین خطاب آیا کہ اے موسیٰ فرمان کی تھوڑی چیز بھی حقیر نہین ہوتی اور ظاہر ہے کہ اگر اندک کام مین میری
اطاعت نہ کرینگے تو امر بزرگ مین بھی نہ کرینگے حضرت موسی نے بنی اسرائیل کو حکم الٰہی سے آگاہ کیا چنانچہ سب نے
اسطرح پر کیا مگر قارون ملعون نے تکبر کیا اور فرمان نہ بجالایا اور کہا خدا اپنے بندون کو یہ علامت اسواسطے فرماتا ہے کہ
تا اونکو پہچانے اور مواہب علیہ مین سورۂ قصص مین لکھا ہے کہ روایت کرتے ہین کہ قارون حضرت موسیٰ اور ہارون
سے حسد اور کینہ دیرینہ رکھتا تھا اسواسطے ایکدن اوس نے کہا کہ منصب رسالت تو نے آپ لیا اور ریاست قربانی
اور ذبح کی ہارون کو دی اور میرے لیے کوئی منصب تجویز نہ کیا حضرت موسی نے کہا یہ مین نے اپنی طرف
سے نہین کیا خدا نے اسطرح پر فرمایا۔ قارون نے کہا قسم ہے خدا کی کہ مین تجھکو سچا نہین جانتا جبتک
کہ کوئی دلیل مجھکو نہین دکھائیگا حضرت موسی نے بنی اسرائیل کے بزرگونکو بلایا اور اونکے عصا کو حضرت ہارون کی عصا
کے ساتھ رکھکر ایک صومعہ یعنی تجانہ مین رکھدیا جب صبحکو دیکھا تو حضرت ہارون کے عصا مین سبز پتے نکلے
ہوئے تھے اور وہ بادام کے درخت کا تھا حضرت موسی نے کہا یہ کرامت ہارون کی ہے قارون
ملعون نے کہا یہ سب تیرا جادو ہے پھر اوسوقت قارون مع اپنے لوگون کے حضرت موسی سے جدا ہوا اگرچہ
نہان و آشکارا بسبب قرابت اور خویشی کے مدارا کرتے تھے اور وہ حضرت موسی کو تکلیف دیتا تھا اور ایک
ایک محل بادشاہانہ بنایا تھا کہ اسی گز بلندی رکھتا تھا اور دروازے اوسکے سونے کے تھے اور دیوارین بھی
سونے کی تختون کی اور نہایت اوسپر میناکاری کی تھی اور تکیہ گاہ اور فرش مکانات نشستگاہ دیبا اور
اطلس زیبا سے آراستہ کیا اور اشراف بنی اسرائیل کو بلایا تھا اور اونکے ساتھ کھانا کھاتا تھا اور وہ ہر طرح کی باتین
کرتے اور خوشامد سے حضرت موسی پر ہنستے تھے غرض حریصون کو دنیا کے لالچ کے واسطے اسطرح کی خوشامدین
ہوتی ہین مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ ایکدن قارون خچر پر زین زرین رکھکر اور جامہ پہنکر اور چار ہزار سوار
بلباس ارغوانی آراستہ اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا اور کشاف مین لکھا ہے کہ نوے ہزار آدمی گلناری لباس پہنے ہوئے
اور ایک جگہ روایت مین ہے کہ ہزار لونڈیان سفید خچرون پر با زین زرین اور جامہ ارغوانی اور موزہ ہای
سفید آراستہ و پیراستہ تھین القصہ سب اوسکے پیرو درپے ایذا ے حضرت موسی تھے تا آنکہ حکم زکوۃ نازل ہوا
اور باوجود اس امر کے کہ اوسکو دسوان یا چوتھا حصہ اموال کا دینا چاہیے تھا اور مال [illegible]

رکھتا تھا لیکن حضرت موسیٰ نے بہ فرمان الٰہی نظر بو فور طمع اسکے تخفیف اوسمین کی اور کہا ہر ہزار دینار مین سے
ایک دینار دے قارون نے حساب کیا تو یہ بھی بہت مبلغ خطیر نکلے بخل اور خست مانع ہوئی ایک جماعت کو
بنی اسرائیل کو جمع کیا اور کہا جو کچھ موسیٰ نے کہا تمنے مانا اور اب وہ چاہتا ہے کہ تمھارا مال لے لیوے
اونھون نے کہا تو ہمارا مہتر ہے کیا کہتا ہے کہا مین چاہتا ہون کہ اوسکو قوم کے درمیان مین رسوا
کرون تا کوئی اوسکا کلام نہ سنے اور اوسکے کہنے پر عمل نہ کرے اور بے اعتبار رہے اسکے لیے مین ایک
حیلہ راست کیا کرتا ہون اس امر مین تحسین کی چنانچہ اوسنے ایک عورت فاجرہ کو طلب کیا اور کچھ دیا یا ہزار دینار
یا ہزار درہم یا ایک طشت دیگر آمیختہ کیا کہ مجمع خاص و عام اقرار اسبات کا کرے کہ موسیٰ نے اوسکے ساتھ زنا کیا
ہے دوسرے دن اپنے گھر مین بنی اسرائیل کو جمع اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آنکر کہا کہ آدمی جمع ہوئے ہین
اور امیدوار ہین کہ آپ تشریف لیجائین اور مجلس کو زیب و زینت دیوین اور حضرت پند اور نصیحت فرماوین حضرت
حضرت موسیٰ آئے اور منبر پر بیٹھ کر احکام توریت بیان کیے کہ جو کوئی چوری کرے اوسکا ہاتھ کاٹنا چاہیے اور جو
کوئی زنا کرے اگر غیر محصن ہووے تو سو تازیانے لگانے واجب ہین اور اگر محصن ہووے تو سنگسار کرنا لازم ہے قارون
اوٹھا اور کہا اگر وہ شخص تمھین ہووے کہا اگر وہ شخص مین ہون یہی سزا ہے قارون نے کہا بنی اسرائیل گمان کرتے
ہین کہ تو نے فلانی عورت کے ساتھ زنا کیا ہم اوسکو تیرے روبرو بلاتے ہین آپنے کہا اوسکو حاضر کرو جب اوس
عورت کو لائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ای عورت تجھکو قسم ہے اوس خدا کی کہ جسنے دریا کو بنی اسرائیل
کیواسطے شگافتہ کیا اور توریت بھیجی سچ کہہ اور کجی کو چھوڑ اور راستی اختیار کر اوس عورت نے چاہا کہ بموجب شرط
افترا پردازی اور بہتان بندی کرے اور دامن عفت حضرت نبوی کو بلوث تہمت آلودہ کرے حق سبحانہ تعالیٰ
نے اوسکی زبانکو حق کیطرف مائل کیا اوسنے باواز بلند کہا کہ ای بنی اسرائیل جانو اور آگاہ ہو کہ قارون دشمن موسیٰ
ہے کل مجکو اپنے گھر مین بلاکر ایک طبق پر جواہر و زر مجکو دیا ہے اور سکھایا ہے کہ مجلس عام مین یہ افترا کرون اور اوسکے
ساتھ زنا کرنے پر گواہی دون نعوذ باللہ من ذلک اب گواہی براستی دیتی ہون کہ موسیٰ علیہ السلام
پیغمبر خدا ہے اور جو کچھ کرتا ہے اور کہتا ہے بموجب وحی سماوی ہے اور دین اوسکا برحق ہے اور جو برائی کہ میرا ارادہ
مین تھی اوس سے توبہ کرتی ہون اشہد ان لا الہ الا اللہ ان موسیٰ کلیم اللہ و نبیہ تبت عما صنعت و جبت
عما فعلت اور بعضون نے لکھا ہے کہ قارون نے اوس فاحشہ کو ایک بدرہ زر سربستہ دیا تھا کہ اوسنے مجمع عام
مین اوسکو پیش کیا اور سبھون نے دیکھا کہ وہ مختوم ہے مہر قارون اور اوس عورت نے کہا اگر مین جھوٹی
ہوتی تو یہ کیسا مہر بمہر میرے پاس کیونکر ہوتا جب بنی اسرائیل نے یہ کلام سنا زبان طعن قارون
پر دراز کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ملول ہو کر قارون پر خفا ہوئے اور اوسیوقت
منبر پر سے اوتر کر سر بسجدہ ہوئے اور درگاہ حق تعالیٰ مین قارون کی شکایت کی وحی آئی
کہ زمین کو تیرے فرمان مین کیا جو کچھ تو چاہے اوس سے کام لے اوسوقت حضرت موسیٰ نے کہا

اے قوم مجھکو خدا نے قارون پر بھیجا ہے جسطرح کہ فرعون پر بھیجا تھا جو کوئی قارون کے ساتھ ہو وہ اپنی
جگہ پر رہے اور جو کوئی میرے ساتھ ہے الگ ہو جاے سب بنی اسرائیل نے اوس محفل سے کنارہ
پکڑا الا دو آدمی ایک و ثان اور دوسرا ابیران کہ وہ قارون کے پاس رہے اوسوقت حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے زمین سے خطاب کیا یا ارض خذیہ کہ اے زمین لے اوسکو اوسی وقت اوسکے پاؤن ٹخنون
تک فرو ہو گئے اور قارون ہنسا اور کہا اے موسیٰ یہ کیا سحر ہے کہ اوسکو تو ظاہر کرتا ہے انھون نے اسبات
پر اوسکی التفات نہ کیا اور دوبارہ کہا اے زمین لے اسکو پس قارون مع اپنے اتباع کے گردن تک دھنس
گیا اور ہر چند تضرع اور زاری کرتا رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دلمین اثر نہوا آخر تمام سر سے پاؤن تک
زمین مین چلا گیا۔ اور اکثر تفسیرون مین لکھا ہے کہ خداے تعالی نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰ ستر بار قارون اور اوسکے
یارون نے تجھسے فریاد کی اور حمایت قرابت اور پاس صلہ رحم بجا نہ لایا تو نے اونکی فریاد نہ سنی اور اونپر تجھکو رحم
نہ آیا قسم ہے مجھکو اپنے عزت اور جلال کی کہ اگر مجھکو ایک مرتبہ بصدق دل اور نیت خالص سے پکارتے تو
مین اونکا عذر قبول کرتا۔ القصہ بعد دھنسنے قارون کے حاسدان بنی اسرائیل کہنے لگے کہ بسبب طمع مال
حضرت موسیٰ نے قارون کو امان نہ بخشی اور باعث اوسکی ہلاکت کے ہوے یہ بات انکو بہت ناگوار
معلوم ہوئی اونھون نے دعا کی کہ الٰہی اسکے مکانات اور خزاین اور اسباب تمام اسکا خسف فرما یہ
استدعا انکی باجابت مقرون ہوئی اور خداے تعالی نے اوسکو زمین دھنسا دیا چنانچہ سورہ قصص مین فرماتا ہے قولہ تعالی
فخسفنا به وبداره الارض فما كان له من فئة ينصرونه من دون الله وما كان من المنتصرين
پس دھنسا دیا ہمنے ساتھ اوسکے اور گھر اوسکے کو زمین مین پس نہوئی واسطے اوسکے کوئی جماعت کہ مدد کیا کرے
ہووے اوسکی سوا خدا کے نہین ہوا مدد کرنیوالون سے نعوذ باللہ من غضب اللہ صاحب لباب کہتا ہے کہ
قارون ملعون مع اپنے گھر اور مال کے ہر روز اپنے قد کے برابر دھنستا ہے اور جسدن صور پھونکا جائیگا تو
اسفل السافلین کو پہونچیگا یعنی قیامت کے دن ساتوین زمین پر پہونچیگا فصل آٹھوین مارا جانا
ایک مرد کا بنی اسرائیل مین سے اور فرمانا حضرت موسیٰ کا بامر رب جلیل کہ ایک گاے کو مارین تا قاتل
ہووین۔ تفاسیر مین لکھا ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک پیر مرد تھا عامیل بن راحیل نام کہ مال
بہت رکھتا تھا اور اوسکے اولاد نہ تھی اوسکے دو بھتیجے تھے کہ کمال مفلس تھے اور اپنے چچا کے
مال کی امید پر جیتے تھے اس آرزو پر کہ کسیطرح مرجاوے تو اوسکا مال ہمارے ہاتھ آوے اور ایک
روایت سے مدارک اور انوار التنزیل اور زاہدی مین لکھا ہے کہ اسکے چچا کے دو بیٹے تھے انھون
نے غایت طمع مال سے ایک رات پوشیدہ اوسکو مار کر رستے مین کہ دو طرف دو گانون
کے جاتا تھا ڈال دیا اور پھر گانون والون سے خون بہا طلب کیا یہ جمع ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے پاس آئے اور کہا یا کلیم اللہ دعا کیجیے شاید وحی آئے اور قاتل اوسکا معلوم ہو حضرت موسیٰ

دعا کی اور وحی آئی کہ اوسے کہو کہ ایک بیل کو ذبح کرین اور ایک ٹکڑا اوسکا اوس مردہ کو لگاوین تا وہ زندہ
ہووے اور کہے کہ قاتل فلان شخص ہے جب حضرت کلیم اللہ نے یہ خبر انکو پہونچائی آیت قالوا اتتخذنا ھزوا
اونھون نے کہا ہمارے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے کہ اس طور کی باتین کہتا ہے قال اعوذ باللہ ان اکون
من الجاھلین حضرت موسی نے کہا پناہ مانگتا ہون مین خدا سے یہ کہ ہوجاؤن مین جاہلون سے جو کچھ
کہتا ہون یہ فرمان خدا کہتا ہون آیت قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ماھی کہا اونھون نے دعا کرو واسطے
ہمارے رب اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے وہ بیل سبب اس استفسار کا یہ تھا کہ ظہور اس
خاصیت کا کہ پارہ گوشت اوسکا جسد موتائی پر لگایا جاوے اور وہ مردہ دوبارہ حیات پاوے اور اپنے
قاتل کو بتاوے اس جانور متعارف سے انکے قیاس مین نہ آیا تو یہی جانا کہ ہمنام اوسکے شاید کوئی اژدہا
یا چارپایا ہوگا غرض جب حضرت موسی نے برائے استکشاف اس حال کے جناب کبریائی مین عرض کیا آیت
قال انہ یقول انھا بقرۃ لا فارض ولا بکر عوان بین ذلک کہا موسی نے
تحقیق وہ فرماتا ہے تحقیق وہ بیل ہے نہ موٹا ہے نہ بچہ جوان ہے درمیان مین اوسکے پس کرو جو حکم کیے
جاتے ہین حاصل یہ کہ نہ ایسا بوڑھا ہو کہ بسبب غلبہ ناتوانی کے کارہائے سخت بیلون کے معذور ہوا اور نہ
جوان خردسال ہو کہ ہنوز اوسنے مادہ پر جست نہ کی ہو یا بچہ تازائیدہ ہو کہ بسبب شوخی طبیعت سرانجام
کارہین رام نہو بلکہ میانہ سال ہو وسط پیری اور جوانی مین اور اوسکی نری اور مادگی مین اختلاف ہے کسو واسطے
اگر نر تصور کیا جاوے تو وصف لا بکر اور ضمیر تانیث کی منافی ہین اسکے اور اگر مادہ سمجھا جاوے تو آیات آئندہ
اوسکا کبھی رام نہونا اور نہ توڑنا اور پھاڑنا زمین قلبہ رانی اور کشتکاری مین مخالف ہین بنظر اس معنی کے کہ مادہ
گاؤ کا یہ کام نہین ہوتا یہ امور متعلق ہے قسم نر گاو سے ولیکن مفسرین متبحرین نے ترجیح دی ہے قول اول کو
اور تصریح کی اثبات کی کہ غالب احوال وہ بیل تھا اور تانیث ضمائر برعایت لفظ بقرہ ہے کہ اسمین تای وحدت
کی ہے نہ تانیث کی مگر یہ سبب اس تا کی جو تانیث لفظی پیدا ہوتی ہے برعایت قواعد عرب کی کہ جب مذکر کو ساتھ لفظ مونث کی تعبیر
کرتے ہین تو ضمیرین مونث کی لاتے ہین مانند لفظ دابہ کی اگرچہ اسپ نر وغیرہ مراد ہو اور معنی بکر از روے لغت نوزائیدگی
ہین مادہ حیوانات مین اما جانوران نر مین جب یہ لفظ مستعمل ہوتا ہے تو مراد اوس سے وہ نر کہ ابھی جست بادہ پر نہ
کی ہو مراد ہوتی ہے چنانچہ تفسیر عزیزی مین مفصل مذکور ہے بالجملہ حضرت موسی نے کہا کہ کچھ خیال خواص اور صفات پر
اوسکی نہ کرو اور نظر بجالانے فرمان پروردگار پر رکھو اور جو کچھ اوس نے فرمایا ہے اوسپر عمل کرو کیونکہ خاصیات اور عجائب البتہ
مشیت ازلی ہے جس گاے اور بیل مین وہ چاہیگا رکھدیگا اور اوس سے امور عجیب اور خواص غریب ظہور مین آوینگے ولیکن بنی اسرائیل
کو اس نہایت بلیغ سے بھی تسلی و تشفی حاصل نہوئی اور کنجکاوی اور تفتیش و باتون کی شروع کی آیت قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ما لونھا
کہا اونھون نے دعا کرو واسطے ہمارے رب اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے رنگ اوسکا آیت قال انہ یقول
انھا بقرۃ صفراء فاقع لونھا تسر الناظرین کہا تحقیق وہ فرماتا ہے تحقیق وہ بیل ہے زرد و بڑھا ہے رنگ اوسکا

خوش کرتا ہے دیکھنے والون کو آیت قالوا ادع لنا ربک یبین لنا ما ہی ان البقر تشابہ
علینا وانا ان شاء اللہ لمہتدون کہا اونھون نے دعا کرو واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے بیان کرے
واسطے ہمارے کیا ہی وہ بیل تحقیق وہ بیل مل گئے ہین اوپر ہمارے اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے البتہ راہ پانے
والے ہین آیت قال انہ یقول انہا بقرۃ لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث مسلمۃ لا شیۃ فیہا
کہا تحقیق وہ فرماتا ہی تحقیق وہ بیل ہی نہ جوتا ہوا کہ پھاڑے زمین کو اور نہ پانی پلایا کھیتی کو تندرست ہی نہین
داغ بیچ اوسکے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہی کہ اگر بنی اسرائیل ان شاء اللہ تعالی نہ کہتے
ہرگز اوس گائیکو نہ پاتے کہتے ہین کہ اول مرتبہ کہ حضرت موسی نے کہا تھا ایک گائے کو ذبح کرو یہ اسی ضمن ایک
گائی کو ذبح کر ڈالتے جائز اور روا ہو جاتا اونھون نے آپ اپنے اوپر کام تنگ پکڑا اتنی تکرارین درمیان لائے کہ جوان
یا بڈھا اور کیا رنگ ہو اور کہان ہی اور تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہی ایک بنی اسرائیل مین پیر مرد تھا
صالح اور نیک بخت اور اسکا ایک صغیر لڑکا تھا اور اوسکے پاس ایک گائی کا بچہ تھا جب اوس نے آثار قریب
موت اپنے مین پائے بہ سبب مہر پدری نسبت بحال فرزند خردسال اوس گوسالے کو جنگل مین چھوڑ دیا اور
کہا یا رب یہ تیرے حوالے کیا ہی اور تجکو سونپا ہے جب میرا فرزند بڑا ہووے تو اوسکو پہونچا دینا پس بعد چندے
وہ شخص مرگیا اور حافظ حقیقی اسکا محافظ رہا جب وہ لڑکا بڑا ہوا تو نہایت نیکو اور پسندیدہ کردار ہوا اور حق خدمت
ماں کا جسطرح کہ چاہیئے ادا کرتا رہا اور بحر المواج مین لکھا ہی کہ عالم حیات پدر مین یہ فرزند بہت چھوٹا تھا لیکن
اسنے اپنے باپ کی زندگی مین ایک حویلی پچاس ہزار دینار کو خریدی اور مالک اصلی کو قیمت کیواسطے اپنے
گھر لایا باپ کو سوتا پایا جگا نہ سکا مالک نے کہا کنجی صندوق کی باپ کے پاس ہی صبر کرو وہ بیدار ہووے
اور صندوق کھولے بعد ایک ساعت کے بائع نے کہا کہ دس ہزار درم اسکی قیمت سے مین کم کرتا ہون
اپنے باپ کو بیدار کر اور قیمت مجکو دے اوسنے کہا مین نہین جگا سکتا اگر اوسکے جاگنے تک توقف کرے تو بیس ہزار
درم زیادہ کرتا ہون کسواسطے کہ تکلیف اور بے آرامی اوسکی مجھے گوارا نہین الغرض جب تک اوسکا باپ سویا کیا
بائع مکان قیمت کم کرتا تھا اور یہ بسبب آداب پدر زیادہ تا آنکہ وہ بیدار ہوا اور یہ حال سنکر لڑکا بیٹا خفا
ہوا غرض یہ کہ بہت خوش اوقات تھا چنانچہ بعد مرنے باپ کے رات کو تین حصے تقسیم کیا تھا ایک حصہ سوتا تھا اور
ایک حصے مین نماز ادا کرتا تھا اور ایک حصے مین باپ کی قبر پر ذکر کرتا تھا اور ایک قول ہی ماں کو سرھانے تمام رات
بیٹھا رہتا تھا جب صبح ہوتی تو جنگل مین جاتا اور لٹھہ لکڑیونکا لاتا اور بیچتا اور اوسکی قیمت کو تین حصہ کرتا ایک حصے
کو تصدق کرتا اور ایک حصے کو ماں کو دیتا اور ایک حصہ اپنے خرچ مین لاتا بالجملہ ایکدن اوسکی ماں نے کہا فلانے
جنگل مین تیرے باپ نے ایک گائی کا بچہ خدا کو تیرے واسطے سونپا تھا جا اور خدا تعالی سے کہ وہ خیر الحافظین ہی اور
واسطہ [illegible] مانگ تا وہ تجکو دیوے اور نشان اوسکا یہ ہی کہ شعاع آفتاب سے پوست اسکا چمکتا ہی کہ جو کوئی دیکھے
اوسکو گمان کرے کہ زر اندود ہی یعنی سونیکا پانی پھرا ہوا ہی لیکن جب خدا تعالی تجکو بخشے تو اوسپر سوار نہو اور

گردن پکڑ کے آنا۔ وہ لڑکا موجب فرمانے اپنی ماں کے اوس جنگل میں گیا اور کہا خداوندا وہ بیل میرے باپ
نے تجکو سونپا ہے مجکو عطا کر۔ ہر چند کہ وہ بیل اسقدر وحشی تھا کہ کسی پاس نہ آتا تھا اور کوئی اوسکو نہ پکڑ سکتا تھا
بمجرد انکے دعا کی اوسنی قریب اوسکے آیا اور ٹھہر گیا اور بعضے روایت کرتے ہیں کہ وہ گویا ہوا اور کہا اے نوجوان
مجپر سوار ہو اور مجپر سوار ہو اوسنے کہا میری ماں نے سوار ہونیکو منع کیا ہے لیکن اتنا کہا ہے کہ گردن پکڑ کے آنا گاؤ
نے کہا آفرین و شاباش میں تجکو امتحان کرتا تھا اگر تو مجپر سوار ہوتا تو میں تجکو گرا کر بھاگ جاتا۔ یہ سب میری
تابعداری اس سبب سے ہے کہ تو اپنی والدہ کا تابعدار ہے اور اوسکے فرمانے سے تجاوز نہیں کرتا ہے۔ پھر اثنای راہ میں
ابلیس لعین ایک مسافر کی صورت اس لڑکے کے پاس آیا اور کہا اے جوان تو بہت نیک بخت معلوم ہوتا ہے
مجکو ایک حادثہ درپیش آیا ہے میری مدد کر اور وہ یہ کہ اس پہاڑ کے فلان طرف میری بھیڑ بکریوں کا گلہ ہے میں انکو
چرا رہا تھا ناگاہ مجکو حاجت بشری لاحق ہوئی قضاے حاجت کو گیا اب میرے پیٹ میں نہایت درد ہے
اور گلہ تک نہیں پہنچ سکتا ہوں اگر تو کہے تو تیرے بیل گاؤ پر سوار ہو کر وہاں پہنچوں اور وہ بیل اچھے اچھے
پھیر لینے گلے میں سے تجکو سواری میں دو دن مجکو آرام ہوگا اور تجکو نفع اور کسیطرح سے تیری گاؤ کو نقصان نہیں
ہوئیگا لڑکے نے کہا میری ماں نے مجکو سوار ہونے سے منع کیا ہے تجکو یہ کرایہ کیونکر سوار کرلوں شیطان نے
کہا تیری ماں کچھ عقل نہیں رکھتی تجکو چاہیے اپنی عقل سے اس امر کا حسن و قبح معلوم کرلے اور اپنے نفع کو برباد
نہ کرے اور میری نصیحت بگوش قبول سنے کہ سراسر تیری خیرخواہی کرتا ہوں لڑکے نے کہا میں ہرگز اپنی
ماں کے کہے کا خلاف نہیں کرونگا شیطان پیچھے پیچھے چلا گیا تا آنکہ اوس لڑکے نے عاجز ہو کر باواز بلند کہا
اے خداے ابرہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب مجکو اس رفیق بد سے نجات دے اوس ملعون نے جب یہ آواز سنی
ایک جانور کی صورت بنکر اوڑ گیا اوس گاؤ نے اوس جوان سے کہا تو جانتا ہے کہ یہ کون تھا یہ شیطان تھا
چاہتا تھا کہ کسی حیلے سے مجپر سوار ہووے اور اوسکی سواری سے مجھ میں برکت جاتی رہے اور تیرے کام ابتر ہوں
جب تونے خدا کا نام لیا تو بنا بر دفع اوس مردود کے فرشتہ آیا اور وہ بکمال اضطراب ایک جانور بنکر
اوڑ گیا اب چل اور روانہ ہوا القصہ بہنگام شام وہ جوان اوس گاؤ کو لیکر اپنی ماں کے پاس آیا اس ماجرا
عجیب اور گاؤ کے دوبارہ گویا ہونے سے آگاہ کیا اوسکی ماں نے کہا یہ بیل اسطرح کا نہیں ہے کہ اسکو لائق ہے
اوسکی تعظیم و تکریم نہیں ہو سکتی بہتر یہ ہے کہ اوسکو بیچ ڈال جو شخص اوسکو خریدیگا اور تجکو بھی نہ رکھیگا اوسکی
گردن پر وبال ہوگا اور تجکو چند روز ہمیشہ تنگی سے فراغت حاصل ہوگی جب صبح ہوئی وہ جوان اوسکو لیکر
نخاس کو روانہ ہوا اور ماں سے پوچھا کہ اسکو کس قیمت کو بیچوں کہا قیمت گاؤ اوسوقت میں تین دینار ہیں
کے قریب چودہ ماشے سونا ہوتا ہے لیکن چونکہ یہ گاؤ عجیب ہے اگر تجھ سے اس قیمت پر خریدار ہو تو چاہیے میرا
ہونا شرط کرنا ایکدفعہ نہ بیچ ڈالنا جب وہ اوسکو بازار میں لیگیا خداے تعالی نے ایک فرشتے کو بصورت آدمی
بھیجا کہ وہ آنکر اوسکا خریدار ہوا اور کہا اے جوان یہ بیل کتنے کو بیچتا ہے کہا تین دینار کو بشرط رضامندی مادر خویش

نے کہا چھ دینار کو بیچ لیکن اپنی ماں کی رضامندی کی شرط نہ کر اوس نے کہا اگر مجھے کہ ہموزن زر دیگا تو
بھی بدون رضامندی ماں کے نہیں بیچنے کا جب اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا چھ دینار کو خریدتے ہیں کہا
بیچ اور رضامندی میری شرط کر جب دوبارہ بیچ میں آیا وہی فرشتہ پھر آیا اور کہا اے جوان تو اپنی ماں سے
مشورہ کیا کہا ہاں چھ دینار کو بیچونگا بشرط رضامندی ماں کا فرشتے نے کہا بارہ دینار دیتا ہوں اگر بیچے
اگر بے ضرورت بیچے کہا ہرگز اجازت نہیں بیچا پھر اپنی ماں کے پاس آیا اور قصہ بیان کیا اوس نے کہا وہ شخص
فرشتہ ہے کہ تیرے پاس آتا ہے اور تجکو آزماتا ہے پھر جا اور اوس سے پوچھ کہ اس بیل کو بیچوں یا نہیں جب یہ بازار
میں گیا وہ فرشتہ پھر آیا اوسنے اوس سے پوچھا فرشتے نے کہا اپنی ماں سے کہو کہ اسکو باقی رکھو کہ موسیٰ بن عمران
تجھ سے خریدیگا اور اسکی کھال اشرفیوں سے بھر کر قیمت میں دیگا سبب ایک مرد کے کہ بنی اسرائیل میں سے مارا جاویگا
کہ واقعی میں اسطرح لکھا ہے اور تفسیر زاہدی میں اسطرح خبر ہے کہ بنی اسرائیل نے جب اوس بیل کو خریدنا چاہا اوسنے کہا کہ
اسے نہیں بیچنے کا جب تک کہ پہلے اپنی ماں سے اجازت نہ لیلونگا اور وہ جب گھر میں آیا تو ماں کو سوتا پایا
انہوں نے کہا ہزار دینار تجکو دیتے ہیں پھر اپنے گھر گیا اور پھر ماں کو سوتے دیکھا کہا نہیں بیچ سکتا ہوں جب تک
وہ بیدار نہ ہوگی انہوں نے پانچہزار دینار دینے کہے پھر وہ گھر میں آیا اور ماں کو سوتے پایا کہا نہیں بیچنے
کا جب تک وہ بیدار نہ ہوگی القصہ یہ قیمت زیادہ کرتے تھے اور شتابی کرتے تھے اور وہ اجازت
کا لحاظ رکھتا تھا تا آنکہ اوس بیل کی قیمت یہ ٹھہری کہ اوس بیل کی کھال زر سے بھر دیں جب اوسکی ماں بیدار
ہوئی اوس سے اجازت چاہی اور اوس نے دستوری دی القصہ بنی اسرائیل چالیس برس سے ایسے بیل
کی تلاش میں تھے چنانچہ کشاف میں بھی لکھا ہے کہ آخر اوس بیل کو لیا اور باتفاق حضرت موسیٰ اوسکو بعوض بھر دینے
کھال اشرفیوں سے خریدا آیت فذبحوها وما كادوا يفعلون یعنی ذبح کیا اونہوں نے اوسکو نزدیک
تھے کہ نہ کریں کسواسطے کہ سوال پر سوال بنا پر استکشاف خصوصیات اس بیل کے لاتے تھے تا مجدیکہ رشتہ
طولانی استفسارات انکا منقطع ہونیوالا نہ تھا اور سوا اسکے بسبب گرانی قیمت خرچ زر وافر میں بھی بخل کرتے
تھے اور ڈرتے تھے اسبات سے کہ مبادا مقتول اگر زندہ ہو نیکے ہم میں سے کسیکا نام لے ویگا کہ موجب فضیحت
کا ہو اور قصاص لینا مشکل پڑے لیکن حق تعالیٰ نے ذبح کرنا چارا نسے یہ فعل کرا دیا القصہ بنا بر اظہار قابل بدیع
گاو کا عمل کیا اور یہ فرمودہ باری تعالیٰ جل اسمہ گاو کے ذبح کو سبب بنایا چنانچہ اوس آیت کریمہ سے ثابت
ہوتا ہے آیت فقلنا اضربوه ببعضها كذلك يحيي الله الموتى ويريكم آياته لعلكم تعقلون یعنی کہا ہمنے مارو
نفس مقتول کو ساتھ بعض عضو اوس گاو کے تا زندہ ہووے اسیطرح سے زندہ کرتا ہے اللہ موتیٰ کو اور دکھاتا ہے
حق تعالیٰ تمکو نشانیاں قدرت اور حکمت اور عدالت اپنی کی تا شاید تم سمجھو اور اندیشہ کرو اختلاف ہے اس
امر میں کہ وہ عضو کونسا تھا بعضے کہتے ہیں کہ اوس گاو کی زبان تھی کسواسطے کہ مقتول زندہ کرنے اوس
مردے سے محض گویا کرنا اوسکا تھا اور یہ مناسبت زبان سے زیادہ رکھتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اوس گاو کا

عجب الذنب تھا اور عجب الذنب ایک استخوان کا ہی کہ دم جانور کی اوس پر اوٹھی ہی کسواسطے کہ حدیث مین وارد ہی
کہ تمام روز حشر سب اجزا انسان اور حیوان کے کہنہ اور بوسیدہ ہوجاوینگے مگر یہ استخوان باقی رہینگے اور اس
سبب کو بعثت روز حشر مین ہوگا سب کو اور سب ہڈیان بدن کی اوس سے ملحق ہونگی تو اوس استخوان کا لگانا
مناسب تھا بعضے کہتے ہین داہنی ران اوس گاؤ کی تھی کہ بیشتر حرکت اسی جانب سے شروع ہوتی ہی اور بعضو کہتے ہین
پارہ گوشت تھا کہ بین الکتفین ہوتا ہی اور بیشتر جائی قرار روح حیوانی کر حوالی قلب اور جگر مین منتشر ہی اوس سے
قریب رکھتی ہی اور صحیح تریہ ہی کہ وہ بعض معین نہ تھا بلکہ بنی اسرائیل متحیر تھے اس امر مین کہ جو عضو اس مردہ پر ماریگا
حق تعالی یہ مجرد مارنے کے اپنی قدرت سے اوسکو زندہ کریگا لیکن یہ البتہ ہوسکتا ہی کہ جب اوسکو ذبح کیا ہو تو
کسینے زبان اور کسی نے ران اور کسی نے کوئی ہڈی اور پارہ گوشت مارا ہو تا قلون نے اون سبکو
نقل کیا اور جانا کہ یہ سب با مر الٰہی تھا تو اسکے مناسبات اور تاویلات لکھے القصہ جب بنی اسرائیل نے بعد ذبح
گاؤ کے اوس شخص مردہ پر اوس گاؤ بند بوجہ کے اعضا مارے تو وہ زندہ ہوکر کھڑا ہوگیا اسصورت سے کہ اسکے حلق کی
رگون مین مثل فوارہ خون جوش کرتا تھا اور اپنے قاتل کے حال سے خبر دی کہ فلان شخص نے مجکو ذبح کیا ہی تا میری مال کا وارث
ہووے حضرت موسی علیہ السلام نے اوس قاتل سے اقرار کروایا اور بعد از اقرار قصاص لیا اور دین شریعت مین
حکم ہوا کہ قاتل مقتول کی میراث سے محروم ہووے گو علاقہ پدری اور پسری اور برادری رکھتا ہو اور بعضے کہتے ہین کہ
اسنے اپنے دونون برادر زادون کو اپنا قاتل بتایا اور حضرت موسی علیہ السلام نے دونونکو اوسکے قصاص مین قتل
کیا اور مال اوسکا درویشونکو بانٹ دیا اور روضۃ الصفا مین مرقوم ہی کہ پھر اوس بیل کو گوشت و پوست جلا کر اوسکی
راکھ الگ بارونکو تسلیم کی تا جب ایسا قضیہ پیش آوے تو قدرے وہی خاک نعش مقتول پر چھڑکین اور نام نشان قاتل معلوم
کرین چنانچہ بعد مدت مدید یہ معجزہ بنی اسرائیل مین باقی رہا فصل نوین ملاقات کرنی حضرت موسی کی حضرت خضر سے
قولہ تعالی واذ قال موسی لفتاہ لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا یعنے جب کہا موسی نے واسطے جوان اپنے کے
یعنی یوشع کے نہ ٹلونگا مین یہانتک کہ پہونچون مین جگہ ملنے دو دریا کے یا چلا جاؤن مین برسون تک تفسیر معالم اور
مواہب علیہ مین لکھا ہی کہ حضرت موسی نے بعد ہلاک ہونے فرعون کے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور خطبہ بلیغ متضمن بے اعتباری
امور دنیا اور خوف و خشیت خدای تعالی ایسا پڑھا کہ شور و فغان سننے والون سے اوٹھا اور سب اونکے ادراک سے
ان کلمات سے حیران ہوے ایک بزرگ نے اوس قوم مین سے کہا یا نبی کوئی روی زمین پر تجھسے دانا تر بھی ہی حضرت
موسی نے کہا اسوقت مین اپنے سے دانا تر اور عالم کسیکو نہین جانتا اور کہتے ہین ضمیر مبارک مین یہ معنی
گذرے تھے اگرچہ کوئی یہ بات کہے یا کسی سے کہین حق سبحانہ تعالے نے وحی بھیجی کہ مجمع البحرین مین یعنی جگہ
جمع ہونے دریائے فارس اور روم کے ہمارا ایک بندہ ہے کہ مخصوص کیا ہے ہمنے اوسکو علم خاص
پر ایک اپنے خواص کے ساتھ اوسکے پاس جا اور ایک مچھلی بریان اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تجکو راہ
بتاتی جاویگی اور نام اوس بندہ کا خضر ہے حضرت موسی نے یوشع بن نون بن ابراہیم بن یوسف کو

کہ شاگرد اور خادم اونکا تھا کہا خضر کی طلب میں میں جاتا ہوں اور اس سفر سے نہیں پھرونگا جب تک اونکو
نہ پاونگا اسے یوشع اوس بندہ صالح کی طلب میں تو بھی میرے ساتھ موافقت کریگا اور ہمراہ میرے
چلیگا یوشع نے کہا میں آپکی ہمراہی غنیمت جانتا ہوں اور بموجب اونکے کہنے کے یوشع نے چند روٹیاں
اور بھنی ہوئی مچھلی اوٹھائی اور دونوں روانہ ہوئے آیت فلما بلغا مجمع بینہما نسیا حوتہما فاتخذ
سبیلہ فی البحر سربا پس جب پہنچے دونوں جگہ ملنے کے درمیان اون دونوں کے بھول گئے مچھلی اپنی
پس پکڑی اوس نے راہ بیچ سے دریا کے خشک۔ جب مجمع البحرین میں پہونچے اوسکے نزدیک چشمہ آب حیات
تھا اور اوسکے کنارے پہ ایک پتھر تھا اوتارا پیر سب بیٹھ گئے اور حضرت موسیٰ سو گئے اور یوشع نے اوس چشمہ
سے وضو کیا اور ہاتھ پاؤں میں سے پانی کی بوندیں اوس مچھلی پر ٹپکیں فی الحال وہ مچھلی زندہ ہوگئی
اور بعضے کہتے ہیں اوس مچھلی نے بقدرت الٰہی بسبب آب حیات میں ہوا پہونچنے سے زندگی پائی اور بعض کہتے ہیں کہ
یوشع نے اوس مچھلی کو پانی میں دھویا بہرحال وہ مچھلی زندہ ہوکر اور ہاتھ میں سے نکلکر دریا میں جا پڑی اور
یوشع حیران اور ششدر رہ گئے پہلے تھے میں موسیٰ خواب سے بیدار ہوگئے اور یوشع کو ہمراہ بدستور لیکر آگے
کو روانہ ہوئے اور نہایت جلدی سے اور اوس مچھلی کے حال زندہ ہونے کا یوشع حضرت موسیٰ سے کہنا بھول
گئے اور مچھلی دریا میں راہ چلنے لگی جہاں کہ مچھلی جاتی تھی پانی اوسپر مثل طاق کے بلند ہوکر کھڑا ہوجاتا تھا اور
زمین خشک ہوجاتی تھی آیت فلما جاوزا قال لفتاہ اتنا غداءنا لقد لقینا من سفرنا ہذا نصبا پس جب
گذر گئے اوس سے کہا واسطے جوان اپنے کے دو ہمکو کھانا ہمارا البتہ تحقیق ملے ہم اس سفر اپنے سے رنج کو آیت
قال ارایت اذ اوینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت وما انسانیہ الا الشیطان ان اذکرہ واتخذ سبیلہ
فی البحر عجبا کہا یوشع نے کیا دیکھا تمنے جب جگہ پکڑی تھی ہمنے طرف پتھر کے پس میں بھول گیا مچھلی کو اور نہ
بھلا دی مجکو وہ مچھلی مگر شیطان نے یہ کہ ذکر کروں اوسکا اور پکڑ لی اوس نے راہ اپنی بیچ دریا کے عجیب
آیت قال ذلک ما کنا نبغ کہا یہی ہے جو کچھ تھے ہم چاہتے حضرت موسیٰ نے کہا یہ اوس
مچھلی کا قصہ ہے کہ ہم اوسکو طلب کرتے تھے کسواسطے کہ حق سبحانہ تعالے نے میرے پاس وحی بھیجی
تھی کہ مچھلی تجکو رستہ بتاویگی آیت فارتدا علی آثارہما قصصا پس پھر آگئے دونوں اوپر
نشانیوں پاؤں اپنے کے نقش دیکھتے تا آنکہ پہونچے اوس جگہ جہاں مچھلی دریا میں گر پڑی تھی اور
وہاں ایک رستہ دیکھا کشادہ اور خشک اوس رستے پر چلے جب اوس جگہ پہونچے آیت فوجدا
عبدا من عبادنا آتینہ رحمۃ من عندنا وعلمنہ من لدنا علما ط
پس پایا ایک بندے کو بندوں ہمارے سے کہ دی تھی ہمنے اوسکو رحمت نزدیک اپنے سے اور
سکھایا تھا ہمنے اوسکو اپنے پاس سے علم حضرت خضر کو دیکھا کہ تکیہ کیے ہوئے اور ایک کپڑا
اوسپر اور منہ پر ڈالے ہوئے بیٹھے ہیں حضرت موسیٰ نے سلام کیا اور خضر نے اپنے منہ پر سے کپڑا اوٹھا

سلام کا جواب دیا اور کہا تو کون ہے کہا کہ مین موسیٰ ہون نبی بنی اسرائیل حق تعالیٰ نے مجکو فرمایا کہ تمہاری
پیروی کرون اور تم سے کچھ سیکھون آیت ان ربی قال ہل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا
قصص مین لکھا ہے کہ بعضے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت خضر کے مقام پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک پانی
کا گنبد اونکے سر پر معلق کھڑا ہے اور اوس مین نماز گذارتے ہین اور وہ جگہ درمیان دو دریا کے
تھی جب نماز سے فارغ ہوے حضرت موسیٰ نے سلام کیا حضرت خضر نے علیک السلام یا نبی بنی اسرائیل
حضرت موسیٰ نے کہا تمکو میرے نام سے کس نے آگاہ کیا حضرت خضر نے کہا اوس شخص نے کہ جس نے تجکو
نبوت دی اور بہ رسالت بھیجا آیت قال له موسیٰ هل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے کہا آیا پیروی کرون تمہاری بشرطیکہ سکھاؤ اور بتاؤ مجکو وہ چیزین کہ تمکو سکھائی ہین حق تعالیٰ نے آیت قال
انک لن تستطیع معی صبرا وکیف تصبر علی ما لم تحط بہ خبرا حضرت خضر نے کہا تم میرے
ساتھ صبر نہین کر سکتے کہ حضرت موسیٰ نے کہا کسواسطے صبر تجسے نہوگا کہا اسواسطے کہ تو پیغمبری اور حکم تیرا
شریعت ظاہر ہے شاید مجھ سے کوئی عمل صادر ہووے اور تم اوسکی حکمت نہ جانو پس اوسپر صبر نہ کرسکو
آیت قال ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا انھون نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ تجسے
مین صبر کرونگا اور جو کچھ تجسے دیکھونگا اوسکا سبب نہین پوچھنے کا اور تمہاری نافرمانی نہین کرنیکا آیت
قال فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شیء حتی احدث لک منہ ذکرا حضرت خضر نے کہا
اگر پیروی تو مجھ سے کچھ نہ پوچھنا جب کہ مین تجھ سے نہ بیان کرون انھون نے قبول کیا اور روانہ
ہوے آیت فانطلقا حتی اذا رکبا فی السفینۃ خرقہا پس چلے دونون یہانتک کہ جب سوار ہوے
بیچ کشتی کے پھاڑا اوسکو اور یوشع پیچھے پیچھے دریا کے کنارے چلے جاتے تھے تا آنکہ پہونچے ایک کشتی پر
اوپر اوس نے ملاح سے کہا ہمکو کشتی پر بٹھا دے اول ملاح راضی ہوا آخر جب خضر کو پہچانا بتعظیم و تکریم
تمام کشتی مین بٹھا لیا جب کشتی بیچ دریا مین چلی حضرت خضر نے ایک تبر اٹھا کر سب آدمیون سے پوشیدہ
کشتی مین سوراخ کیا تفسیر جلالین مین لکھا ہے کہ باوجود سوراخ کرنیکے کشتی مین پانی نہ آتا تھا آیت قال اخرقتہا
لتغرق اھلہا لقد جئت شیئا امرا حضرت موسیٰ نے کہا اے خضر تم چاہتے ہو کہ اس کشتی کے لوگونکو
غرق کرو البتہ تحقیق تو لایا ایک چیز بھاری آیت قال الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا کہا خضر نے
کیا نہ کہا تھا مین نے یہ کہ ہرگز نہ کر سکے گا ساتھ میرے صبر آیت قال لا تؤاخذنی بما نسیت ولا
ترھقنی من امری عسرا حضرت موسیٰ نے کہا مت پکڑ مجکو ساتھ اس چیز کے کہ بھول گیا مین اور مت
ڈال اوپر میرے کام میرے سے تنگی یعنی دشواری نہ کیجیے اور معذور اور معاف رکھیے آیت فانطلقا
حتی اذا لقیا غلاما فقتلہ پس چلے دونون یہانتک کہ جب ملے ایک لڑکے سے پس مار ڈالا اوسکو اور تفصیل
اس اجمال کی یہ کہ دونون کشتی پر سے روانہ ہوے تا آنکہ ایک گانون کے قریب پہونچے اس گانون کے باہر بہت

سی لڑکے کھیل رہے تھے ایک لڑکا خوبصورت اور بلند قامت کہ سبزہ خط گرد لب اوسکے کے ظاہر ہوا تھا لیکن بیٹا
اور شیوہ اور بلند اوسکا نام تھا اور سلاس باکیا ردی اوسکے باپ کا نام اور شاہو یہ یا رحمی وسکی ماں
کا نام حضرت خضر اوسکو انہیں سے بلا کر دیوار کے پیچھے لیگئے اور اوسکا سر دیوار سے ٹکرا کر یا گلا گھونٹ کر یا ذبح کر کر
مارڈالا آیت قال اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس لقد جئت شیئا نکرا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بے اختیار کہا اے خضر کیا
کیا کہ اس شخص بے گناہ کو بے قصاص کیوں مارڈالا کمال بڑا کیا حضرت خضر نے کہا مین نے اول ہی صاحبت مین
نہ کہا تھا آیت قال ان سالتک عن شیء بعدھا فلا تصاحبنی قد بلغت من لدنی عذرا حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے کہا اگر اب مین پھر تجھ سے ایسے امر مین سوال کرون تو میرے ساتھ مصاحبت نکرنا یعنی جب
تین مرتبہ مجھ سے تمہاری مخالفت ہووے میری صحبت سے تم معذور ہوگے حدیث نبوی مین آیا ہے
کہ خدا رحمت کرے اوپر بھائی میرے موسیٰ کے کہ اونے از روئے شرم و حیا کہا اگر اب مین ایسے امر مین تمسے
سوال کرون تو میرے ساتھ مصاحبت نکرنا اگر یہ بات نہ کہتا اور اپنے کو مصاحبت مین دیر تک رکھتا
عجیب عجیب چیزین دیکھتا آیت فانطلقا حتی اذا اتیا اہل قریۃ ن استطعما اہلھا فابوا ان یضیفوھما
فوجدا فیھا جدارا یرید ان ینقض فاقامہ یعنی پس پھر چلے دونون یہانتک کہ جب آئے لوگوں کے
پاس ایک گانون کے کھانا مانگا لوگون اوسکے سے پس انکار کیا انھون نے یہ کہ ضیافت کرین انکی پس پائی
دونون نے بیچ اوسکے ایک دیوار چاہتی تھی کہ ٹوٹ جاوے پس سیدھا کھڑا کر دیا اوسکو لکھا ہے کہ جب حضرت
موسیٰ اور حضرت خضر وہان سے بھی روانہ ہوئے تو شام کے وقت ایک گانون مین پہونچے کہ نام اوسکا انطاکیہ
یا ابلہ یا بصرہ یا بیتہ یا برقہ از روم یا مرزبین اور احاطہ مین بھی اوسکا شہر فصیل بنا ہوا تھا اور بنا بر احتیاط
عادت وہان کی لوگونکی یہ تھی کہ شام کو دروازہ بند کر لیتے تھے اور صبح تک کسی کیواسطے نہ کھولتے تھے انھون
نے چاہا کہ اوسمین جاوین اونھون نے دروازہ نہ کھولا اور جب کہ اسکے پاس کچھ توشہ نہ تھا مضطرب
ہوئے اور کہا ہم یہان غریب اور مسافر ہین اور بھوکے ہین اگر ہمکو اندر نہین آنے دیتے تو کچھ کھانا
ہمکو بھیجدو انھون نے اس امر سے بھی انکار کیا ناچار بے اختیار باہر شب گذاری صبحکو اندر جانے
کا قصد کیا دیکھا کہ نواحی اوس گانون مین ایک دیوار ایک طرف کو جھکی ہوئی ہے اور قریب ہے کہ
گر پڑے تفسیر جلالین مین لکھا ہے وہ دیوار سو گز بلند تھی اور مدارک مین لکھا ہے کہ طول اوسکا سو گز
کا تھا حضرت خضر نے اوسپر اپنا ہاتھ پھیرا وہ درست ہوگئی یا یہ کہ اوسکو ایک ستون کے ساتھ پایہ
بنا کر محکم کیا یا یہ کہ اوسکو گرا کر ازسرنو اوسکی بنیاد رکھی اور پتھر سے مضبوط اوٹھائی آیت قال لو شئت
لاتخذت علیہ اجرا کہا موسیٰ نے اگر چاہتا تو البتہ لیتا اوپر اسکے مزدوری ۔ اے خضر اس گانون کے
آدمیون نے ہمکو رات بھر اندر نہ آنے دیا اور کھانا بھی نہ بھیجا اونکی دیوار تو نے کسواسطے محکم کی
اور اگر ایسا چاہا تھا تو اوسکے عوض مزدوری لینی چاہیے تھی تو لہ تعالے قال ھذا فراق

بینی و بینک ج سأنبئک بتاویل ما لم تستطع علیه صبرا اما السفینة فکانت لمساکین
یعملون فی البحر فاردت ان اعیبها وکان وراءهم ملک یاخذ کل سفینة غصبا و اما الغلام
فکان ابوٰه مؤمنین فخشینا ان یرهقهما طغیانا وکفرا فاردنا ان یبدلهما ربهما خیرا
منه زکوٰة واقرب رحما و اما الجدار فکان لغلمین یتیمین فی المدینة وکان تحته کنز لهما
وکان ابوهما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشدهما ویستخرجا کنزهما رحمة
من ربک وما فعلته عن امری ذلک تاویل ما لم تسطع علیه صبرا
کہا جدائی ہے درمیان میرے اور درمیان تیرے اب خبر دونگا میں تجھکو ساتھ اوس چیز کے
کہ جس پر نہیں کرسکا اوپر اوسکے تو صبر لیکن کشتی پس تھی واسطے فقیروں کے محنت کرتے بیچ دریا کے پس ارادہ
کیا میں نے یہ کہ عیب ڈالدوں اوس میں اور تھا پرے اونکے ایک بادشاہ لیتا تھا ہر کشتی کو چھین کر اور
لیکن لڑکا پس تھے ماں باپ اوسکے ایمان والے پس ڈرے ہم یہ کہ گرفتار کرے انکو سرکشی میں اور کفر میں پس
ارادہ کیا ہمنے یہ کہ بدلا دیوے اونکو رب انکا بہتر اوس سے پاکیزہ اور نزدیک مہربانی میں اور لیکن دیوار پس
تھی واسطے اون لڑکوں یتیم کے بیچ شہر کے اور تھا نیچے اوسکے گنج واسطے اون دونوں کے اور تھا باپ
اون دونوں کا نیک بخت پس ارادہ کیا رب تیرے نے یہ کہ پہونچیں جوانی اپنی کو اور نکالیں گنج اپنا رحمت
پروردگار اپنے سے اور نہیں کیا میں نے یہ کام حکم اپنے سے [illegible] یہ ہے حقیقت اوس چیز کی کہ
نہیں کرسکا تو اوپر اوسکے صبر اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اب تجھمیں اور
مجھمیں جدائی ہوئی کہ تو نے اقرار کیا تھا اگر میں تیسری دفعہ تجھے پوچھوں تو میرے سے صحبت نہ رکھنا اب آگاہ کرتا ہوں
تجھکو اون امروں سے کہ جس پر تو صبر نہ کرسکا اور ساتھ ظاہر پوچھنے سے انکار کیا اے موسیٰ جان وہ کشتی اون
محتاجوں کی تھی کہ وہ دس بھائی پانچ اونمیں سے بیمار اور عاجز ہیں اور پانچ اپنی اوقات بسری کیواسطے
ملاحی کا کام کرتے ہیں اور اونکی راہ میں ایک بادشاہ ہے کہ اوسکو جلبند کرکرہ کہتے ہیں کہ جو کشتی ثابت اور
درست دیکھتا ہے چھین لیتا ہے میں نے اوس کشتی کو سوراخ کر کر عیب دار کر دیا تھا تا وہ اوسکو نہ چھینے اور
یہ محتاج بالکل محروم نہووین۔ اور دوسرا اوس لڑکے کو کہ مار ڈالا اوسکا سبب یہ تھا کہ ماں باپ اوسکے
مومن اور مسلمان تھے اور وہ کافر تھا بخوف اوس امر کے کہ ایسا نہو کہ وہ اوسکے فسق و فجور کی موافقت
کریں از روی شفقت اور مہربانی کہ والدین کو ولد پر ہوتی ہے موجب کفر اور طغیان اونکے کی ہووے
پس میں نے چاہا کہ خدا تعالیٰ انکو اوسکے بدل میں فرزند عطا کرے کہ اوس سے بہتر اور پاکیزہ ہو کر اور
گناہ اوس سے سرزد نہووے اور ماں باپ پر مہربان ہووے اور تفسیر جلالین اور معالم التنزیل اور مدارک
میں لکھا ہے کہ بقول بعضے حق سبحانہ تعالیٰ نے اوس لڑکے کے عوض میں ایک لڑکی عطا کی
اور اوسکو ایک پیغمبر نے اپنے عقد نکاح میں لایا اور اوس سے ایک پیغمبر پیدا ہوا کہ سبب ہدایت ایک امت کا ہوا اور

بقول بعضے ستر پیغمبر اوسکی نسل سے ظاہر اور پیدا ہوئے اور کہا اے موسی اس دیوار کو اسواسطے درست کیا کہ وہ دیوار دو لڑکوں یتیم کہ صوم اور صریم نام کہ اس گانوں میں ہیں اونکی ہے اور اوس دیوار کے نیچے اونکا ایک خزانہ موروثی ہے اگر وہ دیوار گر پڑتی تو وہ خزانہ ظاہر ہو جاتا اور وہ اونکی خردسالی کے مردم غیر مستحق اوسپر متصرف ہوتے اور یہ لڑکے جو اوسکے وارث تھے محروم رہجاتے اور باپ اونکا مرد صالح اور شائستہ تھا اور اپنا مال گڑا گیا اونکے واسطے حفاظت خدا ہی کیا میں رکھ گیا تھا۔ تفسیر جامع البیان میں لکھا ہے کہ درمیان انکے ایک مرد صالح اونکے کہ نساج یا کار شیخ نام تھا سات پشت کا فاصلہ ہو گیا تھا بسبب صلاح اوسکے چاہا پروردگار نے کہ جب یتیم بالغ ہو ویں اور قوت پیدا کریں تو اس خزانے کو نکال لیں اور جو کچھ تو نے دیکھا میں نے اپنی راے سے نہیں کیا بلکہ بفرمان خدا کے تعالے عمل میں لایا ہون۔ روایت کرتے ہیں کہ وہ خزانہ چاندی اور سونے کا تھا اور بعضے کہتے ہیں کتب علمی تھا یعنی کتابیں تھیں اور مشہور تر یہ ہے کہ ایک طلا سے احمر یا زبرجد کی لوح تھی اور اوسپر لکھا تھا۔ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم عجب رکھتا ہون اوس کسی سے کہ ایمان رکھے بقضا و قدر کیونکر اندوہگین ہوا اور عجب رکھتا ہون اوس شخص سے کہ ایمان لاوے ساتھ رزاقی خدا کے کسواسطے آپکو رنج میں ڈالے امور معیشت میں اور عجب ہے اس سے کہ تصدیق موت کی کرے اور پھر شادان اوقات گذارے اور عجب اوس شخص سے کہ حقیقت دنیا کی اور تغیر احوال اور انقلاب اوسکے ارباب کا جانے اور پھر اپنا دل اوس میں باندھے لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اور بعضون نے لکھا ہے کہ اوس لوح پر یہ کلمات مرقوم تھے کہ ان اللّٰہ لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ خلقت للخیر والشر فطوبی لمن خلقت للخیر واجریتہ علی یدیہ والویل لمن خلقت للشر واجریتہ علی یدیہ پھر حضرت خضر نے کہا اے موسی یہ حقیقت تھی اوسکی جسپر تو صبر نہ کر سکا اور ایک روایت سے حضرت خضر نے مفارقت کے وقت کہا اے موسی دو چیزین مجھسے سن ایک یہ کہ خلق میں تازہ رو اور خوش رہنا اور ترش رو نہ ہونا کہ اللّٰہ تعالے ترش رو کو دوست نہیں رکھتا اور دوسرے یہ کہ کسی سے طمع نہ کرنا اپنے واسطے نہ اوروں کے واسطے یہ کہکر حضرت خضر نظر سے غائب ہو گئے کہتے ہیں کہ مدت مصاحبت ان پیغمبر بزرگوار اٹھارہ دن تھے

فصل دسوین روانگی حضرت موسی میں مع بنی اسرائیل بنا بر جنگ عمالقہ و اجرای چشمہ ہا از سنگ بسبب ضرب عصاے موسوی کے اور نزول من و سلوی بیچ سرگردانی تیہ کے بعلت نا فرمانی باری تعالی اور ذکر وفات حضرت ہارون اور حضرت موسی علیہما السلام کا صاحب زبدۃ التواریخ نے نقل کی ہے کہ جب حضرت موسی اور بنی اسرائیل نے دو مہینے انیس دن بریہ تمام کی انکی انتہا

آٹھویں دن یا ابان کے فرمان ہوا کہ اپنے لشکر کو درست کر کے دیار شام میں جاؤ اور اراضی مقدسہ کو
جبابرہ اور عمالقہ کے ہاتھ سے چھڑا کر اپنے تصرف میں لاؤ اور مطلق زیادتی جسم اور ضخامت بدن
اور افراط قوت جباروں سے اندیشہ نہ کرنا کہ حفظ ربانی اور نصرت آسمانی ممد و معاون اہل توحید کے
شامل حال رہیگی چنانچہ حضرت موسیٰ بموجب وحی سماوی بکارسازی عمالقہ مشغول ہوا اور موجودات سپاہ
نے لوازم روی شمار اول کہ جسکی تفصیل پہلے ذکر اسباط یعقوب میں لکھی گئی ہے بارہ گروہ دیکھے کہ ہر فوج میں
ایک لاکھ بیس ہزار آدمی سوا عورتوں اور لڑکوں کے تھے ایک ایک نقیب ہر فوج پہ بموجب وحی سماوی
مقرر کیا اور کل اہل لشکر سے عہد و پیمان جہاد لیا چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت ولقد اخذ اللہ
میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا اور البتہ تحقیق لیا اللہ نے عہد بنی اسرائیل کا
اور کھڑے کیے اونمین بارہ سردار غرض کہ بعد از ترتیب و تنسیق مہمات لشکر موسیٰ نے باتفاق بنی اسرائیل
جباروں کی دیار کیطرف عازم ہو کر استخلاص ارض مقدسہ کو باتباع حکم ہدایت مشحون آیت یا قوم
ادخلوا الارض المقدسة التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین
ای قوم میری داخل ہو زمین پاک میں جو لکھی ہے اللہ نے واسطے تمہارے اور مت پھر جاؤ اوپر پیٹھوں
اپنی کے پس پلٹ جاؤ ٹوٹا دینے والے نصب العین ضمیر انور کیا روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ
تعین اس سرزمین میں درمیان علما کے اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں ارض مقدس عبارت بیت المقدس
اور ایلیا سے ہے اور ایک جماعت حوالی طور سینا کو کہتی ہے اور ایک طائفہ ساتھ فلسطین اور نواحی
اوردن سے قایل ہے اور ایک قوم تمامی دیار شام کو ارض مقدس کہتی ہیں چنانچہ صاحب حدیقۃ الاقالیم نے
تصریح کی ہے اس امر کی کہ مراد ارض مقدس سے بیچ کلام باری تعالیٰ و تقدس کے ولایت وسیع الفضای شام
ہے اور بموجب ارشاد ہدایت بنیاد حضرت سرور کائنات علیہ افضل التحیات کے نیکوئی دس قسم ہے نو حصہ مخصوص
اس ولایت بابرکت میں اور ایک حصہ ساری جہان میں منتشر ہے اور خواص شام یہ ہے کہ ہرگز کسیوقت
میں یہ مملکت وجود باوجود اولیا سے خالی نہیں ہوتی اور مخصوص ناحیہ ابدال کو ستر بزرگ ہیں اس
ولایت میں رہتے ہیں اور مولف عجائب المخلوقات نے لکھا ہے کہ ایک بالشت بھر زمین شام ایسی
نہیں ہے کہ جہاں گذار حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نہوا ہوگا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر نواح اسی
دیار برکت آثار میں مبعوث ہوے ہیں غربی شام دار الملک روم ہے اور مسافت مابین قسطنطنیہ چالیس
منزل متعارف ہے مگر وہ راہ دشوار گذار ہے کہ اکثر منازل آب اور آبادی نہیں رکھتی اور شرقی اسکے
بادیہ ایلیا ہے تا فرات اور جنوبی سرحد مصر اور شمالی تیہ بنی اسرائیل سے پیوستگی رکھتی ہے دار الملک شام کا
بیت المقدس ہے کہ مفصل احوال اوسکا قصۂ حضرت سلیمان علیہ السلام میں کہ انتظام تعمیر عمارات عالیہ اسکی
انکے اہتمام سے ہوئی ہے لکھی جاویگی علی اختلاف الروایات جب اس قوم کی شہر کے نزدیک پہونچی بیہ

قادس مین مقام کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ وہ بارہ نفر کہ ہر جماعت قوم منسوب ہین بہم
تفحص اور تجسس عمالقہ کے شہر مین جاوین اور اونکے اوضاع کی کیفیت دریافت کر کر جلد پھر اوین چنانچہ بموجب
حکم بارہ نقیب ادہر روانہ ہوے جب نزدیک دار الملک جبارون کے پہونچے بروایت اشہر عوج بن عنق
کہ ضخامت جثہ اور قوت بدن ممتاز تھا اونسے ملاقی ہوا اور پہلے اس سے شہرت جبارون مین ہو چکی
تھی کہ ایک طایفہ مصر سے بنابر محاربہ افسکے آتے ہین اوسیوقت عوج اون بارہ سردارونکو آستین مین
ڈالکر اور ایک قول سے اپنے دامن مین لیکر بادشاہ پاس لایا اور اوسکے روبرو گرا دیا اور کہا ای بادشاہ
یہ لوگ اوسی لشکر مین سے ہین کہ ہماری ساتھ لڑنیکو آئے ہین کہتے ہین کہ طول قامت ہر نقیب کا دس گز
اور عرض پانچ چھ گز سے کم نتھا لیکن ہر عادی کو چڑیا سے بھی جنگل مین کم معلوم ہوتے تھے اور انکے
باغونکے انگور کے خوشے اتنے بڑے ہوتے تھے کہ ایک خوشے کو پانچ آدمی نہ اٹھا سکین اور ایک انار کے پوست
مین پانچ آدمی سماوین - بہر تقدیر نقبای اثنا عشر نے بہ طریق قرار یار [illegible] جانب بنی اسرائیل مراجعت
کی اور اثنای راہ یکدگر اقرار کیا کہ مہابت ہیاکل اور عظم ابدان جبارون سے سوا سے حضرت موسیٰ
اور حضرت ہارون کے کسی سے نہ کہین کہ بنی اسرائیل مردم ضعیف بدن اور نحیف الراے قلیل البضاعت ہین
بیشک جب اون لوگونکا حال واقعی معلوم کرینگے لڑائی سے پھر جاوینگے اور بیان اوسکے اطلاع کا باعث
بیدلی ہوگا القصہ جب یہ نقیب لشکر مین آئے تو دس نفر نے اونمین سے خلاف عہد شوکت و ابہت
اور سلطنت جسیم عادیون کی بنی اسرائیل کے روبرو بیان کی اور بارہ نقیبون مین سے سوا سے
کالوت اور یوشع بن نون کے چھپانے اس حقیقت مین کوشش نہ کی اور آخر الامر لشکر موسیٰ
عمالقہ سے خوفناک ہوکر لڑائی سے پھرا ہر چند کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون نے اونکو نصیحت
کی اور دلداری کی اور نصرت اور فیروزی پر وعدہ کیا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے آیت
قال رجلان من الذین یخافون انعم اللہ علیہما ادخلوا علیہم الباب فاذا دخلتموہ
فانکم غالبون وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین یعنی دو مردون نے ان لوگون سے کہ ڈرتے
تھے انعام کیا تھا اللہ نے اوپر اونکے داخل ہو تم اوپر اونکے دروازے مین پس جب داخل ہوگے
تم اس مین پس تحقیق غالب ہو اور اوپر اللہ کے پس توکل کرو اگر ہو تم ایمان والے ولیکن بنی
اسرائیل نے ہرگز یہ کلام انکا نہ سنا آیت قالوا یا موسیٰ انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا
کہا اونھون نے اے موسیٰ تحقیق ہم ہرگز داخل ہونگے اوسمین کبھی جب تک کہ رہینگے وہ اوسمین
کہ ہمکو اونکی برابری کی طاقت نہین ہے اگر تمکو میل حکومت اور تصرف ہے آیت فاذہب
انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون یعنی پس جا تو اور پروردگار تیرا
پس لڑو تم آپس مین تحقیق ہم یہین بیٹھتے ہین - ہر گاہ ان سب نے متفق اللفظ ہوکر یہ کہا

حضرت موسیٰ تمرد قوم سے خفا ہوے اور سر سجدے مین رکھا آیت قال رب انی لا املک
الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین یعنی کہا موسیٰ نے ای رب میرے
تحقیق مین نہین مالک مگر ذات اپنی کا اور اپنے بھائی کا پس جدائی ڈال درمیان ہمارے اور
گروہ کے کہ دائرہ فرمان تیرے سے باہر ہوگئے ہین اور یوشع اور کالوب نے بھی غایت دلتنگی سے
بسبب جہالت اور قساوت بنی اسرائیل کے کپڑے پھاڑکر اور سجدے مین جاکر بحضرت عزت زاری
نالی کی کہ اس اثنا مین ناگاہ ایک ابر پیدا ہوا اور اوس مین سے خطاب صریح نازل ہوا کہ ای شقیو بنی
اسرائیل تم کہان تک عصیان کے مرتکب رہوگے اور کب تک میرے آیات واضحہ سے انکار کروگے آخر تم
اندیشہ نہین کرتے کہ طرفۃ العین مین تمکو ہلاک کردون اور موسیٰ کی اطاعت کے لیے ایک اور جماعت
تجھسے دوچند پیدا کردون حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بدرگاہ باری بہ کمال عجز وزاری عرض کیا کہ
اگر تو کمال قہاری اور انتقام اپنے سے اس گروہ شقاوت پژوہ کو ہلاک کردیگا تو تیرے ملک مین
مطلق نقصان نہین ہوئیگا لیکن جو امت کہ بعد فنا میرے اعدام اس طایفۂ ضلالت کا سنینگے سبب عقوبت
انکا میری دعا جانینگے اور کہینگے کہ جب اپنی قوم کو نہ لڑا سکا تو دعای بد سے ہلاک کیا اور پھر یہ دعا کی
یا رب عفوک طویل ونعمتک کثیر وانت تغفر الذنوب فاغفرلهم یعنی ای رب تیری نیکی بڑی ہے اور نعمت تیری
بہت ہے اور تو عفو کرتا ہے گناہونکو پس عفو فرما واسطے انکے اور نہ ہلاک کر تو انکو دوبارہ پھر خطاب آیا کہ ای موسیٰ
ہمنے بہ تیری دعا بھی قبول کی اور انکے گناہ سے درگذر کی لیکن چونکہ تو نے انکو فاسق کہا قسم ہے اپنی
عزت اور جلال کی کہ سوا اپنے خاص بندونکے کہ تو اور ہارون اور یوشع بن نون اور کالوب بن یوقنا
ہین سب بنی اسرائیل کو اس بادیہ سرگردانی مین متحیر اور سراسیمہ رکھونگا اور جزع اور فزع کہ انھون نے کی ہے
اون مین جاری رکھونگا تا ہر سال انکی اولاد اس قوم بیباک کی فوت اور موت پر اسیطرح حزن اور
اندوہ کیا کرین اور انکو اسی بیابان مین ڈال دونگا کہ بخواری تمام بسر اوقات
کرین آیت فانها محرمة علیهم اربعین سنة یتیهون فی الارض فلا تاس علی القوم الفاسقین
یعنی اور فرمایا خدای تعالیٰ نے پس تحقیق وہ زمین حرام کیگئی ہے اوپر اونکے چالیس برس سرگردان پھرینگے بیچ
زمین کے پس غم کہا اوپر قوم فاسقون کے اور بعد اس خطاب عتاب آمیز کے اون دسون آدمیون نے
کہ عمالقہ کی خبر افشا کی تھی اونکے اجزا بدن جدا ہوگئے اور اونکے جسم گل کر پانی ہوکر بہے اور بنی اسرائیل اس
تیہ مین بعنا و محن اور جلاء وطن ماخوذ اور معاقب ہوا اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہ السلام اور یوشع بن
نون اور کالوت بن یوقنا دیار عمالقہ کیطرف متوجہ ہوکر وہان پہونچے اور بنی اسرائیل نے کہ یہان سے تا بمصر
تھی اوسدن طلوع صبح سے تا ظہور شام ہر چند کہ مسافت راہ قطع کی عجب نیک تامل کیا تو جہان سے روانہ ہوئے تھے وہین پایا
دوسرے دن حضرت موسیٰ کے پیچھے روانہ ہوے الا انسے ملاقات نہوئی روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ ہر گاہ انکی [illegible]

طی مراحل مین مشغول رہتے اور وقت شام آپکو اوسی منزل مین دیکھا لاچار و مجبور رہتے بقول مفسر کہتے ہین کہ
تیہ بنی اسرائیل ایک صحرا مین درمیان فلسطین اور ایلہ اور ماروں کے طول اوسکا بارہ فرسنگ اور ایک
روایت سے چھ فرسنگ تھا القصہ جب حضرت مع اپنے رفقا کے متصل شہر عمالقہ مین آئے اور انھون نے
ایک قاصد کو واسطے ڈرانے لشکر موسیٰ کے روانہ کیا لکھا ہے کہ عوج بن عنق تھا اور یہ عادی ایک پہاڑ
اپنے سر پر لیکر آیا تھا تا حضرت موسیٰ کے لشکر پر مارے حق سبحانہ تعالیٰ نے ہدہد کو بھیجا اوسنے اپنی
چونچ سے اوس پتھر مین کیا کہ وہ مثل طوق ہوکر اوسکی گردن مین آرہا اور یہ خبر از رفقا کے نزدیک پہونچا
حضرت نے اوچک کر ایک عصا مارا کہتے ہین کہ دس گز حضرت کا قد تھا اور دس گز اوچھلے تھے مگر یہ اتنا طویل
القامت تھا کہ نزدیک اسکے ٹخنے پر لگا اور زخم کاری پہونچا اور اس ضرب شدید سے گر پڑا بعد رفقا موسیٰ علیہ السلام
نے شمشیر و خنجر سے بمشقت تمام اوسکو ہلاک کیا اور یہ نہایت خواری و زاری جہنم واصل ہوا بعضوں نے
نے اسکے طول قامت مین یہ لکھا ہے کہ اوسکے ایک پانو کی ایک ہڈی کا رود نیل پر پل بنایا تھا کہ کئی برس
ایک گذرگاہ کاروان رہا اور عمر اوسکی تین ہزار تین سو برس کی تھی بعد حضرت موسیٰ مع اپنے یار و
کے بعد قتل بنی اسرائیل کے پاس آئے اور انکو اوسی منزل مین پایا کہا اے قوم مین نے نہ کہا تھا حق سبحانہ
تعالیٰ نے نصرت فرمائی اور مجکو اتنی قوت دی کہ مین نے اس شخص کو مارا کہ روی زمین پر کوئی بندہ خدا ایسا
عظیم اور قوی ہیکل نہوگا اور اگر مین وہان توقف کرتا تو تمامی اس دیار کی بعون عنایت پروردگار فتح
نصیب ہوتی لیکن بغیر تمھارے اوس شہر مین جانا نہ چاہا اب خوف نہ کرو اور دل قوی رکھو اور میرے
ساتھ چلو تا کہ تمام اپنے تحت تصرف مین لاوین پھر بنی اسرائیل نے صورت حال و تشریح سرگردانی اپنی
اونسے بالتفصیل گذارش کی اور حضرت موسیٰ اس امر کو سنکر بہت ملول ہوئے اور بیچارگی اس جماعت
پر بہت افسوس کیا خطاب آیا کہ آیت فلا تاس علی القوم الفاسقین یعنی غم نہ کھا اوپر قوم فاسقون
کے نقل کرتے ہین کہ تیہ مین ایک کنوان تھا بنی اسرائیل نے اوسمین اتنا پانی کھینچا کہ خشک ہوگیا اور
اور تشنگی کی شدت اونپر غالب ہوئی اور یہ کمال حیران ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
دعا کی وحی آئی کہ اے موسیٰ اپنا عصا پتھر پر مار چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے آیت
واذ استسقی موسی لقومه فقلنا اضرب بعصاك الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا
قد علم كل اناس مشربهم كلوا واشربوا من رزق الله ولا تعثوا في الارض مفسدين
یعنی اور جب پانی مانگا موسیٰ علیہ السلام نے واسطے قوم اپنی کے پس کہا ہمنے مار ساتھ عصا اپنے کے پتھر کو پس
پھوٹ نکلے اس مین بارہ چشمے تحقیق جانا ہر آدمی نے گھاٹ اپنا کھاؤ اور پیو رزق اللہ کے سے اور مت پھرو
بیچ زمین کے فساد کرتے تفسیر کبیر نیشاپوری اور تمام تفسیرون مین لکھا ہے کہ یہ سنگ پارہ کوہ طور
تھا کہ حضرت کلیم اللہ وہان سے بر سبیل تبرک اوٹھا لائے تھے اور سفر و حضر مین اونکے ساتھ

رہتا تھا اور تفسیر زاہدی مین لکھا ہی کہ اس سنگ مین بارہ فرونی مثال مربستان زبان نمودار تھے کہ ہنگام
ضرب عصا ہر ایک فرونی سے لبان فورا آب جاری ہوا تھا اور یہ خاصیت اوسمین ظاہر ہوئی تھی کہ
جب منزل پر لشکر نزول کرتا تو حضرت اوسکو عصا مارتے اور آب شیرین اور خوشگوار بارہ ٹونٹیون کی
طرح جاری ہوتا اور گرد اوسکے گڑہے کھودکر پانی جمع کرتے اور صرف مین لاتے اور بروقت کوچ حضرت
موسی پھر اوسپر عصا مارتے تھے کہ سب منافذ سے پانی مسدود ہوجاتا تھا اور پتھر خشک نظر آتا تھا اور
بعضے مفسرون نے ظہور سنگ اس طور پر ہوا تھا کہ حضرت نے قعر دریا سے نیل سے بوقت گذرنے
بنی اسرائیل کے اوٹھا لیا اور جیسا آدمی کا سر ہوتا ہی یا جیسا بلی کا سر معلوم ہوتا تھا چھوٹا سنگ مرمر
کا ایک گز سے ایک گز تھا اور اوسکے پہلو مین سے چشمے جاری ہوتے تھے یا یہ کہ حضرت موسی
جب تیہ مین آئے تھے تو ندا ہوا کہ اے موسی مجکو اوٹھا کے کہ مین کام مین آونگا اوسکو توبڑے
مین اوٹھا کر رکھ لیا تھا اور بعضون نے لکھا ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام اوسکو بہشت سے لائے تھے اور
حضرت شعیب کو میراث مین پہونچا تھا اور اونھون نے اوسکو عصا کے ساتھ حضرت موسی کو دیا تھا
اور طول اوسکا دس گز کا تھا یا یہ کہ ازبسکہ حضرت کمال باحیا تھے اپنے بدنکو ہمیشہ ڈھانپے رہتے
لوگین سے کسیکو نظر نہین آتا تھا اس سبب سے قوم کو گمان تھا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے
بدن مین کوئی مرض مبروص مثل برص وبا دخایہ ہے کہ اس جہت سے کہ حضرت اپنے بدن کو ڈھانپے
رہتے ہین حق تعالی نے چاہا کہ زبان خلق کو اس سے کوتاہ کرے ایکدن حضرت موسی پانی مین ادتر
اور اپنے کپڑے اوتار کر ایک پتھر پر رکھدیے اور پتھر بقدرت باری تعالی روان ہوا اور حضرت موسی
علیہ السلام بہ ناچاری ننگا اسکے پیچھے دوڑے جب بنی اسرائیل نے حضرت موسی کو برہنہ دیکھا تو معلوم
کیا تو اونکے بدن مین کچھ عیب ومرض نہین ہے پس باشارہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس پتھر کو اوٹھا
لیا یا یہ کوئی پتھر معین نہ تھا اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہی کہ ایک سنگ رخام گرد بر شکل مکعب کھا
تھا کہ چھ سطح محیط اوسکی تھی ایک اوپر دو یا نیچے اور چار سطح سوا اسکے اور ہر ایک
مین سے تین تین چشمے روان ہوتے تھے - غرض اور دیگر مفسرین نے لکھا ہے کہ ضرب
عصا سے ہر مرتبہ اوس سنگ مین سے مانند مربستان ظاہر ہوتا تھا اور اولا مثل عرق کی نمی
کی پیدا ہوتی تھی ثانیا قطرات ٹپکتے تھے ثالثا انفجار ظاہر ہوتا تھا اور فورا نہر آب وافر اجرا
پاتا تھا - اور حضرت حکم کرتے کہ بارہ چھوعمیق ہرگز وہ بنی اسرائیل کھودلیوے اور جو
پانی کہ اوس مین جمع ہووے کام مین ملاوین اور اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ سنگ مین
بہ ضرب عصا دو فعل عجیب ظاہر ہوتے تھے اول جذب ہوا سے مجاور پے در پے دوسرے
ستحیل اور منقلب ہوتا اوسکا بصورت آب فراط سردی سے اور ظہور اسکے خواص

کے پتھرون مین اکثر دیکھے اور سُنے گئے ہین مثل جذب آہن سنگ مقناطیس ور نزول باران بحجر المطر
سے لیکن عجیب تر اس سے یہ ہے کہ صحیحین مین بروایت انس بن مالک و دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم
مروی ہی کہ ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام زورا مین تشریف رکھتے تھے ایک چھوٹے سے
باسن مین پانی وضو کے واسطے حضرت کے روبرو رکھا حضرت کی انگلی مین مثل فوارہ پانی جوش کھانے
لگا کہ بہت سے آدمیون نے اوس سے وضو کیا اور بعضون نے بطریق تبرک پیا قتادہ نے انس کے شاگردون
شاگردون مین سے یہ اونس سے پوچھا کہ وہ کتنے آدمی تھے کہ جنھون نے وضو کیا تھا انس نے کہا
کہ تین سو یا قریب تین سو کے روایت کرتے ہین کہ جب سرگردانی تیہ مین بنی اسرائیل کے پاس خیمہ
اور سائبان اور طعام نرہا اور جو چارپائے جانور کہ اونکے پاس تھے اونکو مار کر کھا گئے اور آفتاب کی
گرمی اور بھوک سے ناچار ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے از راہ ترحم دعا کی حق سبحانہ تعالی نے ایک ابر
کو اونپر سائبان کیا اور من اور سلوے بھیجا اور من ترانگبین تھا سفید مثل برف کے یا نان میدہ سفید کے
یا شہد یا کوئی اور نعمت کہ نازل ہوتی تھی تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ من نازل ہوتا تھا مثل برف کے
ہر شب اونکو و خیمہ پر بمقدار ایک صاع کیواسطے ہر انسان کے اور سلوے گوشت تھا مرغ یعنی جانور درختون
کی شاخون پر بیٹھے تھے اور نغمہ سے خوش آوازہای دلکش اونسے ظاہر ہوتی تھی پھر ایک ہوا چلتی تھی
اونکو ذبح کرتی تھی اور پر اور پیرہ اکھیڑ کر آلایش اندرونی سے پاک بحرارت آفتاب بریان ہو کر سامنے گرتے تھے
اور یہ کھاتے تھے اور یہی مروی ہے کہ یہ جانور درختون پر نغمات کرکے نیچے اترتے اور یہ انکو پکڑتے
تھے اور ذبح کرتے تھے اور پکا کے کھاتے تھے مگر یہ رگ اور خون اور استخوان نرکھتے تھے اور بعضے کہتے
ہین کہ خداے تعالے ایک ابر کو برانگیختہ کرتا تھا کہ یہ جانور مثل باران اسمین سے گرتے تھے ایک کوس
کی درازی تک ایک نیزے کی بلندی سے ہر روز فجر سے طلوع آفتاب تک اور حکم تھا کہ دوسرے
دن کے واسطے باسی کرکر نہ رکھ چھوڑین امتحان کیلیے ایک دن ترانگبین صاف تر اور جانور فربہ تر آئے
اور انھون نے خلاف حکم دوسرے دن کیواسطے رکھ چھوڑے جانورونکا گوشت سڑگیا اور اوسمین کیڑے
پڑ گئے اور ترانگبین بھی بدبو اور متغیر ہوگیا اس سے پہلے طعام سڑتا اور بساتا نہ تھا ان کم بختون کے
فعل ناشایستہ سے یہ بلا جہان مین نازل ہوئی اور تفسیر عزیزی مین درذیل آیت وظللنا علیکم
الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی لکھا ہے اور سائبان کیا ہمنے اوپر
تمہارے بادلونکو اور اوتارا ہمنے اوپر تمہارے من اور سلوی اور ابن عباس سے بھی منقول
ہے کہ غمام جنس غمام متعارف نہ تھا بلکہ یہ ابر خنک تر اور پاکیزہ تر تھا جیسا کی اسی جنس سے ابر روز
جنگ بدر ہمارے رسول مقبول علیہ السلام کے غزوہ مین ہمراہ امداد ملائکہ آسمانی اسمین نازل ہوئے
تھے اور مجاہد سے منقول ہے کہ وہ الغمام الذی یاتی اللہ فیہ یوم القیمۃ ولیس لبنی اسرائیل یعنی

وہ غمام وہ ابر تھا کہ لاویگا اللہ تعالیٰ اوسکے دن قیامت کو اور نہیں ہوگا سحاب پس معنی اسکے یہ ہیں کہ
تکون ابر کے دو طریق ہیں اول طبعی متعارف کہ بہ سبب اجتماع بخارات اور غبارات کا تکاثف اونکے
بعد پہونچنے طبقہ زمہریر کے مستحیل ہونا پانی صورت پذیر ہوتا ہے۔ دوسرے غیر طبعی خارق کہ بہ سبب
انحدار کثرت انوار کے جانب بالا سے عالم مثال سے بعالم شہادت اور خدمت ملائکہ کے نازل
ہوتا ہے پس وہ غمام کہ تیہ میں بنی اسرائیل پر سائبان ہوا تھا قسم ثانی سے تھا نہ اول قسم سے اور
یہ مراد نہیں ہے کہ وہ بعینہ غمام روز قیامت یا غمام روز بدر تھا اور خوب طرح سے سمجھا چاہیے کہ
مفسرین اور اہل قصص نے لکھا ہے کہ ہمراہ سائبان اور نعمتیں بھی اونپر سفر اور سرگردانی میں ارزانی
ہوئیں یقین از انجملہ یہ کہ وقت شب ایک ستون نورانی اونکے لشکر میں قایم ہوتا تھا کہ اوسکی روشنی
میں کاروبار اور آمدورفت کرتے تھے اور کپڑے سے پرانے اور میلے نہوتے تھے اور ناخن اور بال اونکے
بڑھتے تھے کہ منڈوانے اور کترانے کی حاجت پڑے اور ایک روایت سے ہے کہ کپڑے پرانے
اور میلے تو ہو جاتے تھے لیکن جب اونکو آگ میں ڈالتے تو پاک اور پاکیزہ ہو جاتی تھی اور بعد پرانی ہونیکے
جب آگ میں ڈالتے تھے تو نو نکل جاتی تھی اور جلتے نہ تھے کہ جو فرزند کہ اوس سفر میں پیدا ہوتا تھا کپڑے
پہنے ہوئے ولادت پاتا تھا اور جتنا وہ روز بروز ہوتا تھا تو وہ کپڑے بھی بڑھتے جاتے تھے اب جاننا
چاہیے کہ من وسلوے کی تحقیق لیا ہے اور کیونکر تھا لکھا ہے کہ طلوع صبح صادق سے تا طلوع آفتاب
من مانند برف کے برستا تھا اور لشکر کے آدمی اوسکو پاؤں اور کپڑوں پر لیتے تھے اور پھر اکٹھا جمع کرتے
کہتے ہیں کہ ہر آدمی کیواسطے بقدر ایک صاع کہ چار سیر رائج اس شہر کے ہوتے ہیں جمع ہوتا تھا اور تمام
روز اوسکو مانند قند وشکر کھاتے تھے اور چھ دن تک متصل برستا تھا بلکہ روز جمعہ مضاعف برستا تھا او
کہ ہر آدمی کو دو روز کفایت کرے اور ہفتے کے دن مطلق نہ برستا تھا چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام
اہل لشکر کو فرماتے تھے کہ جمعہ کے دن دو چند برسے گا چاہیے کہ ہفتے کیواسطے بھی ذخیرہ کر لو کہ کل نہیں
برسے گا ولیکن زیادہ ایک دن سے ذخیرہ نہ کرنا اور حقیقت من کی اصطلاح محققین حکما میں یہ ہے کہ
بخار اور دخان جب جدا جدا زمین سے آسمان پر جاتے ہیں سحاب اور برق اور رعد اور صواعق اور
شہب اور ذوات الاذناب یعنے ستارہ دم دار پیدا ہوتے ہیں چنانچہ تفصیل اوسکی اپنے مقام میں
مشروحا بیان ہوئی خلاصہ یہ کہ بخار اور دخان باہم مرکب ہو کر صعود کرتے ہیں پس اگر دہواں لطیف اور
رطوبت غالب ہوتی ہے اور حرارت عمل باعتدال کرتی ہے اور وہ بخارات متصاعدہ مستحیل بآب
ہوجاتے ہیں تو مانند ژالہ اور برف منعقد ہوتے ہیں اور اسی قسم سے ترانجبین بھی ہے اور اسی طرح وجود
اسکا ہوتا ہے اور اگر چاشنی یبوست غالب ہو اور حرارت عمل کرے باعتدال اوسکو [illegible] کہتے
ہیں اور اگر رطوبت اور یبوست دونوں باعتدال ہوویں اور عمل حرارت بھی باعتدال ہو اسکو شیرخشت

اور بخار و دخان دونوں لطیف جواہر ہوویں اور حرارت معتدلہ اوس مین تاثیر کرے اوسکو من کہتے ہین اور
حرارت مغلوب یا معدوم ہووے اوسکو طل فاسدہ یعنی شبنم متعارف کہتے ہین کہ کچھ مزا یا تہ نہین
رکھتی اور بالفعل اصطلاح اطبا مین من کو استعمال کرتے جو شبنم درخت یا پتھر پر گرے اور کچھ مزا او مزاج
بہم پہنچاوے اوسکو داخل من جانتے ہین مثل ترنجبین اور شیر خشت اور گزانگبین اور بید انگبین وغیرہ اور
خاصیت اوس من کی کہ مذکور ہوا یہ ہے کہ گرم ہے درجہ اول مین اور رطوبت اور یبوست مین معتدل
اور سینے کو نافع ہے اور رطوبت سینہ یعنی بلغم کو زائل کرتا ہے اور اوسکی خشونت کو نرم اور کھانسی کا کہ رطوبت
سے ہو دفع اور استسقا معدہ کو نافع اور طبیعت کو محکم رکھتا ہے اور صفرا کو سود مند ہے اور پیدا کرتا اوسکا
میٹھا پر مسافروں کو گرفتاری پانی جا بجا کا پہنچتی ہین اور چھٹی ناس اوسکی یعنی دماغ کو پاک کرتی ہے اور
بادہا غلیظ نکالتی ہے اس جہت سے اہل وسواس و مالیخولیا اور صاحب باد کو بہت مفید ہوتا ہے اور یہی حکمت
نزول اس نوع سے بنی اسرائیل پر منظور الہی تھا کہ اونکے دماغون کو تصفیہ حاصل ہو کہ تا مسباقات و الٰہیہ
ایشان بسوخ مکرر اور حرف بیس من کو جو عام طور استعمال کرتے ہین پس جو چیز کہ بے تعب اور مشقت کھانے
کے واسطے میسر آوے اور حاجت زراعت اور حصاد اور پاس اور طبخ اوس مین نہووے اوسکو من
کہتے ہین کسواسطے کہ ہو منا من اللہ علی عبادہ یعنی وہ من وہ من ہے کہ ارزانی فرمایا اللہ نے اوپر بندون ا
پنے کے اور اسی معنی سے جو کچھ کہ صحیحین اور کتب معتبرہ حدیث مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے الکماۃ من المن و ماءھا شفاء للعین یعنی کھنبی قسم من سے ہے اور پانی اسکا ہے
شفا واسطے آنکھوں کے اور عند الاطبا پانی اوسکا بیاض چشم کو جلا دیتا ہے علی الخصوص وہ پانی کہ کھنبی وقت ا
سکے نکلتا ہے اسکے آب تازہ مین کہ سرمہ حل اور پروردہ کیا جاوے مقوی اجفان اور قوت روح اور نور
باصرہ کو زیادہ کرتا اور آب نزول کو دافع اور پوشیدہ نرہے کہ کھنبی بضم کاف و اشمام ہا و نون و کسر
با موحدہ و یای تحتانی نام ایک نبات کا ہے کہ عفونت زمین سے موسم ربیع مین اکثر ریگستان اور دامن
پہاڑ مین بطور سرخ رنگ بے ساق و بے برگ پیدا ہوتی ہے اور کچھ مزہ اور راوس مین نہین ہوتی
ہے اور اوسکو خام اور پکا کر کھاتے ہین اور اوسکو عربی مین نبات الرعد کہتے ہین اور جنس من مین
اسواسطے کہا ہے کہ یہ بھی بے ساختہ اور بے پرداختہ پیدا ہوتی ہے کوئی اوسکو بوتا یا پرورش کرتا نہین
اور اس نظر سے من بہت چیزون کو شامل ہے جیسے جھاڑی بوٹی کے بیرا اور نخلہ خرد مثل شاہ بانج
یعنی چنیہ اور کوڑو اور کودون اور حدیث سے یہ مراد نہین ہے کہ کماۃ وغیرہ جنس من بنی اسرائیل کے
ہے کسواسطے کہ روایت صحیحہ مین ثابت ہوا کہ من بنی اسرائیل وہی من حقیقی تھا چنانچہ توریت وغیرہ کے ترجمون
مین شکل اور چہرہ اوسکا بہ تشریح بیان کیا ہے اور اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ من اور سلوی دونون ایک مرتبہ
نازل نہین ہوئے تھے بلکہ پہلے من اوترا تھا اور ایک مدت اکیلا وہی اونکی غذا رہا بعد اسکے بنی اسرائیل نے

حضرت موسیٰ سے کہ ہر روز یہ شیرینی کھاتے کھاتے ہمارے منہ کا مزا بگڑ گیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ بدلہ اس
سے ذائقہ تبدیل ہو کوئی چیز نمکین جناب الٰہی سے طلب کرنی چاہئے بلکہ اونھیں لوگوں نے شور ح طلبیوں نے
واللہ قد قتلنا حلاوتہ یعنی قسم ہے کہ قتل کیا ہمکو شیرینی اسکی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درجناب
الٰہی میں دعا کی اور حق تعالیٰ نے سلویٰ بھیجے نازل کیے اور سلویٰ نام ایک جانور کا ہے کہ اوسکو سمانی بولتے
یونانی اور ہندی میں لوا کہتے ہیں اور مسکن اس جانور کا اکثر کنارے دریا کے شور ہے کہ اطراف مصر
حبش میں بہت ہوتا ہے اور طریق نزول اسکا اسطرح تھا کہ جب ابر روز ہوتا تھا تو باد جنوب ان جانوروں
کو کنارے دریا سے اوڑھا کر جوق جوق لشکر بنی اسرائیل پر گراتی تھی اور بنی اسرائیل ان جانوروں کو پکڑ
اور چادر اوڑھ وغیرہ سے نکال کر ذبح کر لیتے تھے اور بقدر کفایت اپنے عیال کے صرف میں لاتے
تھے اور حکم ذخیرہ کا نہ تھا مگر سوا دن جمعہ کے کہ ہفتے کے واسطے رکھ چھوڑتے تھے اور بعضے حریصان بنی اسرائیل
کہ گوشت ہفتہ کے دن کے سوا ذخیرہ کر لیتے تھے تو وہ سڑ جاتا تھا چنانچہ حدیث شریف میں بھی اس معنی کی طرف
اشارہ واقع ہوا ہے لولا حوا لم تخن انثیٰ زوجہا الدہر ولولا بنی اسرائیل لم یخنز اللحم اور اہل طب
احوال سمانی لکھا ہے کہ وہ ایک جانور ہے کہ درمیان سے اوڑتا ہے اوسکو قتیل الرعد بھی کہتے ہیں کس واسطے کہ
جب وہ غرش رعد سنتا ہے اوسی وقت مر جاتا ہے یعنی بسبب کمال ضعف قلب آواز سننے کا
تحمل نہیں رکھتا اور دمن جانوروں کا مرادہ یعنی یہ بطریق لوف استعمال میں لانا صحیح کیونکہ واسطے خلط مفید اور خون
اوسکا کان میں ٹپکانا مزیل درد گوش اور بیٹ اس جانور کی سرگین خشک سے بہت مناسبت رکھتی ہے
اور شہر میں اور شکل میں یہ جانور چھوٹے مرغ جیسا ہوتا ہے اور مزاج میں لطیف تر مائل بگرمی اور کیموس
پیدا کرتا ہے اور خوش طعم ہوتا ہے اور صحیح اور ضعیف المزاج اور ناتوان کو غذا ہے نیک اور گوشت اسکا
سنگ گردہ اور مثانہ کو نکال دیتا ہے اور مدر بول ہے اور زبان شیرازی میں اس جانور کو آودری کہتے ہیں اور لکھا ہے
کہ جب اس کھانے پر مداومت کریں قساوت دلکو یہ نرم کرتا ہے اور یہی نکتہ نزول اس جانور اور کھانے گوشت
اسکے بنی اسرائیل کو منظور الٰہی تھا ممکن کہ کھانے سے انکے اعتقاد پاک اور اسکے گوشت کھانے سے دل
اونکے نرم ہو دین اخلاق اور اعمال و نیکی و درستی پکڑیں القصہ جب چند مدت اس طرح سے بسر ہوئی
بنی اسرائیل پھر حضرت موسیٰ کی خدمت میں آئے اور کہا عرض دانے سے جسبب تناول من و سلویٰ کے
کے تنگ آئے ہیں اور رغبت اسپر نہیں ہے بغیر اور مطعومات کے چارہ نہیں ہمکو پیاز اور بقول اور
نباتات ارضی کے کھانے کو طبیعت راغب بہت ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرماتا ہے آیت واذ
قلتم یموسیٰ لن نصبر علی طعام واحد فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلہا
وقثائہا وفومہا وعدسہا وبصلہا اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہرگز
نہ صبر کرینگے ہم اوپر کھانے ایک کے پس مانگ واسطے ہمارے پروردگار اپنے سے نکالے واسطے ہمارے

صاحب خانہ آویگا تو اسکے بیچ میں قدر تواضع کریگا اونھون نے کہا کہ تمہارا اس گھر سے مجھکو آرام نہین ہونے کا
میرا جی چاہتا ہے کہ تم بھی بہت ساتھ اس امر مین شریک ہو اور یکان راہ کو دور کرو اگر شاید مالک
آجاوے تو تحمل غضب اور عتاب مین بھی اوسکے دونون ہووین حضرت موسی علیہ السلام نے قبول
کیا اور اوسکے ہمراہ اوس تخت پر لیٹ گئے اور جب حضرت ہارون نے تکیے پہ سر رکھا اجل موعود پہونچی
اور اونکی روح پاک شجرۂ قدس خرامان ہوئی اس اثنا مین حضرت موسی علیہ السلام نے اوسپر سے
اوٹھکر چاہا کہ تکفین و تدفین مین مصروف ہووین وہ روضہ مع تخت ناپدید ہوگیا انھون نے قوم پاس آکر
صورت واقعہ بیان کی بنی اسرائیل نے کہا موسی علیہ السلام نے ہارونکو اپنے حسد سے مار ڈالا اسواسطے کہ وہ
ہمکو اس سے زیادہ دوست رکھتے تھے اونکو یہ بات ناگوار تھی حضرت کلیم اللہ نے یہ امر سنکر دعا کی کہ الٰہی
انکو بالفعل انکا جنازہ دکھادے چنانچہ وہ تخت مع ہارون اوس جماعت پر ظاہر ہوا اور ہارون نے زندہ ہوکر
کہا موسی اس تہمت سے بری ہے بنی اسرائیل بطور اس اعجاز نمایان کے طعنہ زنی سے باز رہے اور انکار ناحق
سے ہارون کا اوٹھا جنازہ کیا اور پھر اوس جگہ کہ وہ تخت ناپدید ہوا تھا کہ عمارت عالی بنائی اور حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے وہان وفات
پائی حضرت موسی نے مراجعت کی بنی اسرائیل نے اونکے قتل پر اونکو متہم کیا پس بفرمان خدای تعالی
فرشتے حضرت ہارون کو اوٹھاکر روبرو قوم کے لائے اور اقرار ہلاک بمرگ طبعی کروایا کہ اونکی تسلی حاصل
ہوئی اور بعد اوسکے فرشتے اوسکو لیگئے اور ایک جگہ پر دفن کیا کہ اوسکی قبر پر مطلع ہوا اگر ایک شخص
کہ اوسکو گونگا بہرا کردیا واللہ اعلم عمر بن میمونہ سے روایت ہے کہ حضرت موسی ہارون اور عمارت
کیطرف گئے تھے وہان حضرت ہارون مرگئے اور حضرت موسی علیہ السلام نے وہین دفن کردیا جب
بنی اسرائیل کے پاس آئے سب نے حضرت موسی علیہ السلام کو کہا کہ تونے اوسکو مارا ہے حضرت موسی
نے بارگاہ باری مین تضرع و زاری کی وحی آئی کہ بنی اسرائیل کو اوسکی قبر پر لیجا کہ مین اوسکو وہان زندہ کرونگا
جب انکو وہان لیگئے ندا کی اور آواز دی کہ یا ہارون یہ قبر سے نکلا اور اپنے سر کے بالونکو جھاڑنے لگے
حضرت موسی نے کہا اے ہارون مین نے تمکو مارا ہے سچ بتاؤ کہا نہین اپنی موت سے مرا ہون حضرت
موسی علیہ السلام نے کہا پھر اپنی خوابگاہ مین چلے جاؤ اور حضرت موسی پھر قوم کے ساتھ تیہ مین آئے
اور حضرت ہارون کی حضرت موسی علیہ السلام کی عمر سے معلوم ہوگی کہ حضرت ہارون حضرت
موسی سے تین چار برس بڑے تھے اور حلیہ اونکا اور حضرت موسی علیہ السلام کا ایک تھا مگر فی الجملہ
اوسمین یہ فرق تھا چنانچہ عنقریب بیان کیا جاتا ہے انشاء اللہ تعالی اور کیفیت وفات حضرت موسی
علیہ السلام مین اقوال مختلف ہین الا جو کہ مناسب بذات مقدسہ و نفوس ذاکیہ حضرات انبیا علیہ السلام ہین وہ
لکھا جاتا ہوں ارباب خبر لکھتے ہین کہ جب زمان ارتحال موسی نزدیک پہونچا کہ تمامی اسرائیل پھر کہا

کیا جاوے اور احوال ان لوگون سے کہ ہنگام خروج مصر ہمراہ تھے تفحص کرین چنانچہ نقیبات مامور مجد اس امر
مین مشغول و مصروف ہوگئے انمیں سے سوائے یوشع اور کالوت کے کسیکو انمین سے زندہ نپایا تو صورت حال
حضرت موسی سے عرض کی آپ نے حکم دیا کہ اونکی اولاد خرد و کلان کو حاضر کرین جب سب بزرگ و کوچک
جمع ہوئے حضرت نے احکام توریت اور مضمون الواح انپر علاوہ کیا اور معانی اوسکے عبارت کے ساتھ بیان بدیع
کے روشن فرمائے اور انکو تدریس و تعلیم فرزندونکی وصیت کی اور کاتبونکو مقرر کیا تا نقلین توریت والواح کی
لکھکر اجزا اونکی بنی قلت رکھین اور بعد اسکے اپنے خط مبارک سے بھی ایک کتاب تمام و کمال لکھی اور حضرت جبرئیل
سے مقابلہ کرکے اسکو ہارونی کو تسلیم کی اور صندوق الشہادت مین رکھی اور جب اور کاتبون نے کتابین تمام فرما کر
لکھین سب نسخون منقولہ کو اپنی کتاب مرقومہ خاص سے مقابلہ اور تصحیح کیا اور اسباط پر تقسیم کین کہ ہر سبط کو ایک
کتاب دی اور ساتوین ماہ آذر کو پھر اپنی قوم جمع کی اور مجلس عظیم ترتیب دی اور بنی اسرائیل کو عہد اسعد کیا اور
حضرت یوشع کو حمایت اور ہدایت اونکی تفویض کی اور بہ تدابیر و رعایت مہمات انکے وصیت کی اور سب
کو متابعت یوشع مامور کیا اور فرمایا آج ساتوین ماہ آذر ہے میری عمر مین سو برس کی ہوئی اب نزدیک ہے
اور مین دنیا سے رحلت کرون اور مرضی میری یہ ہے کہ ایک بندگان خدا مین سے کہ باخلاص نیت تم مین
ممتاز ہو وہ میرا خلیفہ رہے اور کسی طرح میری وصیت مین قصور و فتور نہ کرے اور راہ دین مین شبہہ گمراہ
نہ ہووے اور غیر خدا تعالی سے استعانت نچاہے تا ہر کوئی قیامت کے دن میرے زمرہ مین معدود اور
محسوب ہووے اور میری وصیت ملحوظ رکھے اور میرے نزدیک یہ سب صفات حسنہ باری تعالی و تقدس نے
ذات یوشع مین ودیعت کین تم سبکو محبت اسکی اور اسکے اتباع و احکام کی اور جو پیغمبر کہ اوسکے زمانے
مین مبعوث ہو لازم ہے اور قطعا خلاف انکار از اور فرزندان ہارون سے کہ امام اعظم ہے پر حذر رہنا اور
اونکے انکار پر مبادرت نہ کرنا کہ موجب سخط الہی ہوگا اور انتقام اوسکا تمسے لیا جاویگا سب بنی اسرائیل
نے یہ وصایا حضرت موسی کے قبول کیے اور اس باب مین وثیقہ لکھا اور اپنے دستخط سے موشح اور مزین
کیا پھر بعد اتمام وصیت تمام قوم ایک دوسرے کے سپرد کرکے وداع کیا اور حضرت یوشع کا ہاتھ پکڑ کر بنی
اسرائیل مین سے نکلکر روانہ ہوئے جب مسافت کچھ طے کی تو ایک ہوا نرم خوش آئند مغرب
کی طرف سے چلنی شروع ہوئی چنانچہ اوسکے اثر سے حضرت یوشع کو معلوم ہوا کہ حضرت موسی
کا وقت وفات آن پہونچا غرض کہ حضرت موسی نے یوشع کو گلے لگا وداع کیا اور پیراہن مین
سے غائب ہوگئے ہرگاہ حضرت موسی ناپدید ہوئے اور پیراہن حضرت یوشع کے ہاتھ مین خالی
رہگیا یہ وہان سے متاسف اور ملول بنی اسرائیل کے پاس آئے اور صورت حادثہ بیان کی
قوم نے اونکو خون موسی متہم کیا اور جماعت انپر طعن کی تا بعد ارتفوت یوشع کو قصاص پہنچاوے
سو کاہون نے رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ یوشع خون موسی سے بیگناہ ہے حق تعالی

نے اوسکو بقید صدق جانے دی ہے یہ حال سنکر دوسرے دن سرداران قوم نے حضرت یوشع سے
عذر خواہی کی اور اپنے خیال فاسد سے درگذرے اور ایک روایت اسطرح پر ہے کہ بعد انتقال حضرت
ہارون ملک الموت واسطے قبض کرنے روح حضرت کلیم اللہ کے آیا حضرت نے کہا اے ملک الموت
[illegible] ہزار کلمے بے واسطہ حق تعالیٰ سے مین نے سنے اور اوسکے ساتھ ہمکلام ہوا اسطور پر کہ کوئی
درمیان مین نہ رہا مجھکو قسم ہے ساتھ عزت اس خدا کے کہ جس نے مجھکو نعمت پیغمبری دی اور بسوی
بنی اسرائیل بھیجا جان کو بھی بے واسطہ اوسکو سونپونگا اور توسط نہین رکھنے کا اگرچہ مجھکو وصل محبوب
الی المحبوب بھاتا ہون ملک الموت گیا اور الٰہی تو جانتا ہے کہ تیرا کلیم مجھکو جان تسلیم نہین کرتا اور بعضی جگہ
ہوی اور اتاویل مصطفوی مین آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کے منہ پر ایک طمانچہ مارا
کہ ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہی اوسنے جا کر کہا خداوندا مجھکو تو نے ایسے بندے کے پاس بھیجا کہ وہ موت
نہین چاہتا اور یہ میری آنکھ کور کردی خدا ہی تعالیٰ نے اوسکی آنکھ کو شفا بخشی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو پیغام بھیجا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ اور زندگی سے بہرہ مند ہووے تو اپنے ہاتھ کو ایک گائے کی پیٹھ پر رکھ
جتنے بال تیری مٹھی مین آوین ہر ہر مو اتنے برس تیری عمر مین بڑھ جاوینگے انھون نے کہا خداوندا پھر
کیا ہووے گا فرمایا آخر موت آویگی اوسوقت حضرت کلیم اللہ نے کہا مین نے مرنے پر اقرار کیا اور بدل راضی اور
بعضے روایت کرتے ہین کہ خطاب آیا کہ اے موسیٰ تو نہین چاہتا کہ میرے آوے کہا اے رب چاہتا ہون مگر یہ
آرزو ہے کہ ایکبار پھر اوس مقام مقدس پر پہونچون اور تیری مناجات کرون اور تیرا کلام سنون فرمان پہونچا
کہ آؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر گئے اور دل مین خیال گذرا کہ چھوٹے چھوٹے فرزند ہین کسکو سونپتا ہون
کسکو سونپون ندا آئی کہ اے موسیٰ اپنا عصا زمین پر مار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا زمین پر مارا
زمین پھٹ گئی اور دریا ظاہر ہوا پھر خطاب پہونچا کہ اوسپر بھی مار جب عصا دریا پر مارا ایک سیاہ پتھر بقدر
حضرت داود انکو نظر آیا پھر حکم ہوا کہ اوسپر بھی مار عصا پتھر پر مارا اسکے دو ٹکڑے ہوگئے اور اسمین سے
ایک کیڑا منہ مین سبز گھاس لیے ہوے نکلا اس مضمون کی تسبیح کہتا تھا کہ پاکی ہے اس خدا کو کہ مجھکو
دیکھتا ہے اور کلام میرا سنتا ہے اور مقام میرا جانتا ہے اور روزی مجھکو پہونچاتا ہے خطاب آیا کہ اے
موسیٰ اس کیڑے کو تو نے آگے نیچے پتھر و دریا مین سنگ خارا کے درمیان مین بھولتا نہین تیرے
فرزندون کو کیونکر فراموش کرونگا حضرت موسیٰ خوشدل ہوکر وہان سے پھرے راہ مین دیکھا
کہ سات آدمی قبر کھود رہے ہین حضرت موسے علیہ السلام نے کہا یہ قبر کسکے واسطے ہے اونھون نے
کہا واسطے ایک دوست کے دوستان خدا سے اور صاحب اوس قبر کا تیرے قد کے برابر ہے حضرت
موسیٰ علیہ السلام اوس قبر مین لیٹے اور کہا کیا اچھی قبر ہے کاش میرے واسطے ہوتی حضرت جبرئیل
علیہ السلام ایک سیب بہشتی لائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سونگھا اور جان بحق تسلیم کی

فرشتوں نے انکو غسل دیا اور جنت سے کفن پہنایا اور نماز پڑھی اور وہین دفن کر دیا اور وہ
قبر نظر انسان سے ناپدید ہو گئی تا کوئی نہ جانے کہ یہ کہاں مدفون ہین اور بستان فقیہ مین لکھا ہی عمر حضرت
موسی علیہ السلام کی ایکسو بیس ۱۲۰ برس کی تھی اور معالم مین سورہ مائدہ مین اور انوار التنزیل مین سورہ قصص
مین ایراد کیا ہے کہ ایکسو بیس ۱۲۰ برس کی تھی اور ایکسو پچاس اور ایک ساٹھ بھی روایت مین آئے ہین
حلیہ حضرت موسی و ہارون حضرت موسی گندم گون دراز قد مجعد مو تھے اور انکے منہ پر ایک تل تھا اور
حضرت ہارون کا قد انسے کشیدہ تھا اور رنگ اوسکا سفید تر اور حضرت موسی علیہ السلام سے تین برس
برس بڑے تھے اور ضخیم البدن اور عظیم الجثہ تھے صفات حضرت موسی علیہ السلام کو لکھا ہی الوالعزم
چہارم مین اور بجہر عالیشان تھے اور بغایت مغلوب الغضب تھے اور حضرت ہارون صابر اور متحمل تھے تحقیق اسما
والقاب مین ایک جماعت کہتی ہی کہ موسی لفظ عرب سے اور نام اوسکا زبان عبرانی مین ساتھ تھا کہ
دختر فرعون نے انکی حالت تسکین تابوت مین یہ اسم اشتقاق کیا تھا اور ایک طائفہ کہتا ہی کہ مو لغت
قبطی مین معنی آب ہی اور سی درخت کو کہتے ہین چونکہ تابوت اونکا درمیان پانی اور درخت کے پایا یعنی
صندوق چوبی دریا مین سے ہاتھ آیا اسم موسی اونپر جاری کیا اور القاب مشہور انکے کلیم اللہ کلام اللہ اور
صفی اللہ اور ہارون زبان عبرانی مین سرخ و سفید کو کہتے ہین چونکہ اس صفات کے ساتھ موصوف تھے
پس اس لفظ مین اشتہار پایا اور انکا وزیر اور امام اور خلیفہ ہے اور صفتین اونکی اوائل حال مین
حضرت موسی علیہ السلام ایالت قبیلان اور بنی اسرائیل رکھتے تھے جب حضرت شعیب کی خدمت مین گئے
تو راعی ہوے اور شبانی کی مگر بعد بعثت سوا ہی تبلیغ رسالت اور رعایت ہدایت قوم کسی اور مہم پر
توجہ نہ کی اور حضرت ہارون علیہ السلام ہر حال مین تاجر تھے تا ثانی الامر حضرت موسی کے وزیر ہوے
تھے یعنی اونکی شروع بعثت مین تابع ملت ابراہیمی تھے اور جب توریت اونپر نازل ہوئی تو حکم
ثبت بعضے اوامر جدید اور فسخ بعضے سابق صادر ہوا اور بعضی چیزین جو پہلے حلال تھین حرام ہوئین
اور بعض کہ مباح نہ تھا حلال اور تفصیل اوسکی اخبار ہود مین مفصل مرقوم ہی مدفن ہارون انکا باتفاق
مجموع اہل تاریخ یہ ہی کہ قبر موسی علیہ السلام معلوم نہین اور اہل کتاب کہتے ہین کہ قبر ہارون سینا
کے باہر کوہ شوبک مین واقع ہی واللہ تعالی اعلم بحقایق الاحوال فصل گیارھوین تعداد معجزات
حضرت موسی علیہ السلام مین معجزات حضرت کے بہت ہین اکثر اوقات افعال و اعمال خارق عادات
ہوتے تھے اور جو کچھ اونسے ظہور مین آتا تھا غرابت رکھتا تھا اور اگلے انبیا کے معجزات بھی اونکے زمانہ
مین متعاقب حادث ہوتے تھے مگر یہ کہ اونکا معجزہ بہت مدت تک رہتا تھا اور زمانہ ممتد اوسکا منقضی
ہوتا تھا جو معجزہ ہو اونکے کہ اتنا سے قصے مین گذارش ہوے اور سوا اسے انکے اٹھائیس ہین اس
ترتیب عصا کہ وہ مشتمل تھا چند معجزہ و نیز کہ بعضے انمین سے مذکور ہو ۲ ید بیضا ۳ قحط آل فرعون

اور نقصان ثمرات اور مزروعات ۴ وقوع طوفان ۵ وردو جراد و ملخ یعنی ٹڈی ۶ انبات قمل یعنی پیدا ہونا جوؤن کا ۷ ظہور ضفادع یعنی آنا مینڈکونکا ۸ بدل جانا پانی کا ساتھ خون کے ۹ انقلاب جواہر دورم و دینار یا جواز کہ پتھر ہوگئے تھے ۱۰ انبات ابکار ۱۱ انفلاق بحر ۱۲ انشقاق ابر یعنی سوراخ دار ہونا پانیکا اور خشک ہونا زمین سے ۱۳ حدیث طفل با شطہ دختر فرعون اور گواہی اوسکی صدق نبوت اونکی پر ۱۴ ہلاک ہونا عوج بن عنق کا اونکے ہاتھ سے ۱۵ زندہ ہونا عظام سے بنی اسرائیل کا بعد ہلاک ہونے صاعقہ سے ۱۶ ظاہر ہونا نقطہای زرین کا زبان گوسالہ پرستون پر ۱۷ اخاکستر گوسالہ کہ صنعت اکثر مین نہایت مہم تھی اور جانئے نے کتاب مرسوم صنعت مین اوسکی صفت بیان کی ہے ۱۸ اربعین شفاعت کہ چالیس دن رات سجدے مین رہے ۱۹ اربعین تضرع کہ اتنی مدت ایک جگہ کھڑے رہتے تھے ۲۰ قصہ بقر ۲۱ ہلاک قارون ۲۲ نزول من و سلوے ۲۳ انفجار آب صخرہ ضما سے ۲۴ تجدید ملابس و ثیاب قوم کہ مدت اقامت تیہ پرانے نہو جاتے تھے اور روز بروز بہ برکت توجہ شرف حرارت زیادہ ہوتی تھی ۲۵ زندہ ہونا حضرت ہارون کا انکی دعا سے ۲۶ ظاہر ہونا ابر مظلم کا کہ حرارت آفتاب بنی اسرائیل باز رکھے ۲۷ نازل ہونا الواح توریت کا انہار اور معجزات انکے بدیعۃ الحکم تھے کہ بنی اسرائیل مین ہزار برس تک باقی رہے اور کیفیت اسکی اسطرح پر ہے کہ حضرت موسیٰ نے ایک وشاح کہ عربی مین اوسکو حمایل اور سندی مین بدھی کہتے ہین پر بود صوف اور کتان اور مقتول یعنی ریشم یا قیدہ سے بنایا تھا اور اوسکی بناوٹ مین جواہر نفیسہ تعبیہ کیے تھے اور تین سطرین اوسپر لکھی تھین ہر سطر ساتھہ ایک رنگ کے رنگین او حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اور اسباط کے نام اس مقام پر منقش تھے اور سبب ان ناموں کے تمامی حروف تہجی اوسپر ثابت تھے کہ نام اوسکا بدیعۃ الحکم رکھا تھا جب بنی اسرائیل مین کوئی امر مہم حادث ہوتا اور کیفیت اسکی کوئی نہ جانتا تو امام اعظم ہارونی کے پاس آتے اور روبرو کھڑے ہوتے پس وہ امام وہ جامہ کہ اوسکا خاصا تھا پہنتا اور بدیعۃ الحکم کو اون کپڑون پر آراستہ کرتا پھر جو حادثہ کہ ہوتا اوسکی شرح کرتا اور اسیوقت بدیعۃ الحکم سے جواب سنتا اور اگر بسبب کلام ہوتا تو کیفیت اوسصورت کی حروف مفردہ پر اس جگہ ظاہر ہوتی اور ترکیب حروف سے چگونگی حال منکشف ہوتی جیسے کہ واقفان علم جفر حروف مفردہ سے استخراج الفاظ خواہ بہ عبارت منثور یا منظوم بناکر استنباط معانی مطالب کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ حضرت یوشع کے زمانے مین ایک شخص نے بہت سے روپے چرائے اور بہ سبب نہونے گواہون کے کیطرح جسے بدرجہ ثبوت نہین پہونچتا تھا حضرت یوشع نے اوس وشاح پر عمل کرکے سارق کا نام پیدا کیا اور بعد از اعتراف اونکے استیصال مین مشغول ہوئے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ نام سارق کا عاجار بن کرمی بن رندی بن زارج

بن ہوا تھا اور ہمسروق کا کچھ لباس تھا مرصع بجواہر اور عمامہ منسوج بزر و لولو قیمت اور قلادہ منقوش
بصور عجیبہ اوسکے پاس سے نکلا اور ان اشعارے اشراف بنی اسرائیل کے دلون مین خوف ہوا اور پھر
کسی نے یقین سے اس فعل شنیع پر اقدام نہ کیا اور کوئی مرتکب اس امر قبیح کا نہوا اور ایک امر عجیب
یہ تھا کہ ایک حوض پانی سے بھرا اور گرد اوسکے احاطہ بنا کر مقفل کیا تھا اور اوسکی کنجی حضرت ہارون کو دی
تھی جب کسی شخص کو اپنی منکوحہ کی نسبت کچھ شک ہوتا تھا تو اوس حوض مین سے کسقدر پانی ایک
مٹی کے باسن مین بھر لے اور ایک انگلی خاک سے آلودہ کر کے اوس مین ڈالتے اور کچھ دعا پڑھکر اسپر
دم کرتے تو صورت حال مع نام اوس عورت کے اوسپر نمودار ہوتی اور پانی اوسکو دیتے اگر وہ پی جاتی
پس اگر زانیہ ہوتی تو فی الحال سیاہ رو ہو جاتی اور اسی وقت مرجاتی اور اگر صالحہ ہوتی تو کچھ مضرت اوسکو
نہ پہنچتی اور اوسی سال مین اپنے خاوند سے ایک فرزند رشید کی حاملہ ہوتی اگرچہ بانجھ ہی کیون ہوتی
چنانچہ یہ معجزہ بھی ہزار برس تک بنی اسرائیل مین باقی رہا منقول ہے کہ اس زمانے مین دو بہنین بہت
ایک دوسری سے ایسی مشابہ تھین کہ فرق انکا بدشواری کیا جاتا تھا ایک کے خاوند کو اپنی بی بی کی طرف
بدگمانی پیدا ہوئی صورت حال انکے ہارون سے ظاہر کی اونھون نے ایک آدمی بھیجکر اوس عورت کو
طلب کیا اوس زانیہ نے از روے فریب اپنی بہن کو بھیج دیا اور اوس عورت نے آب مذکور پیا
چونکہ عمل قبیح اس سے صادر نہوا تھا کچھ آسیب اوسکو نہ پہونچا پھر وہ صالحہ اپنے گھر مین آئی اور
اوسکی بہن نے استقبال کیا اور گلے سے لگایا اس صالحہ کا نفس کہ آب خوردہ تھا زانیہ کے دماغ پر
پہونچا فی الحال سیاہ رو ہوگئی اور وہین اوسکا بدن پھٹ گیا اور مر گئی اور سب کو حیرت ہوئی اور عجیبہ
غرائب حالات موسوی سے یہ ہے کہ وفات اونکی ساعت ولادت مین ہوئی بے زیادتی اور نقصان

فصل بارھوین احوال یوشع بن نون علیہ السلام مین قولہ تعالی واذ قال موسی لفتیٰہ

لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا یعنے اور کہا جب موسے نے واسطے جوان
اپنے کے نہ ٹلونگا مین یہانتک کہ پہونچون مین جگہ ملنے دو دریا کے یا چلا جاون مین برسون تک
باتفاق علماء سیر اور تواریخ مراد لفظ فتی سے اس آیت کریمہ مین یوشع بن نون ہے اور یہ جملہ عظماے
انبیا سے ہین اور ہدایت اونکے قصے کی اسطرح پر ہے کہ جب بنی اسرائیل کو وفات حضرت موسی
کی متحقق ہوئی ایک مہینے تک بعد ادائے مراسم تعزیت پر حسب عادت عنان حل و عقد اور زمام
قبض و بسط مصالح جمہور بکف کفایت حضرت یوشع مین دی اور انکی اوامر احکام کی تعمیل کی
اتفاقا چھٹے روز ماہ نیسان کے کہ سال اول وفات حضرت موسی علیہ السلام سے تھا حضرت
یوشع پر وحی الٰہی بحکم فتح اریحا مع بنی اسرائیل نازل ہوئی اور ارشاد ہوا کہ جو وعدہ تجھسے موسی
کے ساتھ کیا وہ آن پہونچا حضرت یوشع نے بسرعت تمام بنی اسرائیل کو مخالفت فرمان قضا جریان

الٰہی سے دعا کر کے حصول خیر بشارت دی اور پس از تجویز لشکر بارھویں نیسان کو اریحا کی طرف متوجہ ہوئے
کہتے ہیں بر وقت عبور لشکر آب روان سے اجزای آب شگافتہ ہوئے اور راہ خشک پیدا ہوئی کہ تمام لشکر
بے تردد بآسانی گذر گیا اور بعد از عبور انکے اتصال اجزا متفرقہ ہوا اور بدستور دریا بہنے لگا سبب یہ معجزہ ظہور
میں آیا حضرت یوشع علیہ السلام نے فرمایا کہ بارہ پتھر بڑے بڑے کنارہ اس مقام پر کہ نشانی ظہور میں
آئی تھی لا کر اوپر رکھکر ایک منارہ بنایا تا موجب یادداشت اس معجزہ کا ہووے اور اس مہینے میں قربانی
نوع بہی کی پھر دو مرد صالح بنی اسرائیل سے بطریق جاسوسی اریحا میں بھیجے اور جب انہوں نے
وہاں سے پھر کر اوضاع اور اطوار مردم اریحا سے مطلع کیا پس بروز دہم تمام حضرت یوشع علیہ السلام
جا کر اس شہر کا محاصرہ کیا منقول ہے کہ اریحا ایک شہر بزرگ تھا جس میں تھا فصیل اور برج بارہ جنین کہ تھا
تا دامن خاک زیر اسکا گریبان ابر میں ہاتھ مارتا اور برج رفیع اوسکا فلک البروج سے دعوای مساوات
کرتا اور مشتمل تھا باغہای عظیم اور آبہای روان اور باغہای فراوان۔ اور چونکہ اساس اور بنیاد اسکی
غایت استحکام اور انتظام رکھتی تھی اسواسطے اکثر کو نظروں بنی اسرائیل کے قیاس ایسے شہر کی فتح بعید
اور محال معلوم ہوتی تھی چنانچہ حضرت یوشع نے آثار اس توہم کے بنور نبوت دریافت کیے اور سات
دن محاصرہ کر کے مع رؤسا اور علمای بنی اسرائیل اور ہمہ ہارونی اور صندوق الشہادت سات بار اوس
شہر کا طواف کیا اور پھر ایک دعا پڑھکر اوسپر پہونکی ناگاہ ایک بازو اوسکا خود بخود پھٹکر گر پڑا اور شہر
بند اور فصیل باوجود اس صیانت اور متانت ظاہری برابر زمین ہو گیا اہل لشکر نے اریحا میں جاکر
جس طرح سے چاہا قتل و غارت کیا اور غنائم بسیار بدست ہوئے حضرت یوشع علیہ السلام نے حکم کیا کہ جو
کچھ لشکریوں نے لوٹ میں لیا ہے حاضر کریں اور کچھ تصرف اوسمیں نہ کریں کسواسطے کہ اوس زمانے
میں غنیمت اہل توحید پر مباح نہ تھی اوان بعثت حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں
مباح ہوئی۔ القصہ جب غنائم مقبوضہ لشکریوں نے حاضر کیا حضرت یوشع نے کہا اسکو آگ میں
جلاؤ کیونکہ رسم نذر اور قربانی خاص جب تلک یہی تھی اور علامت قبول نذر و قربان پاک جلا دینا
آگ کا تھا چونکہ ان غنائم کو آگ نے نہ جلایا تو آپ نے فرمایا کہ عدم تصرف آتش غنائم میں بنا بر خیانت
اور صدور امر نا ملائم کے ہی لاجرم بدیہہ الحکم کے ساتھ رجوع کی اور اوس سے خائن کا نام ظاہر ہوا
ہر گاہ اوسکو حاضر کیا وہ اپنے گناہ پر معترف ہوا اور ایک سر گاو طلائی کہ یاقوت دلائی مرصع اپنے
پناہ کیا تھا بموجب حکم حضرت یوشع کے لایا اور اونکو مع اوس سر طلائی سب غنائم کے اوپر رکھا اوسیوقت
آتش قبول اس غنائم پر پہونچی اور مع خائن کے جلا کر خاک کر دیا اور ہنگام دخول شہر حضرت یوشع
نے حکم کیا کہ بنی اسرائیل کو چاہیے کہ حضرت غافر الذنوب سے مغفرت گناہان گذشتہ کی مسألت
کریں اور شکر گذار خلاص ہونے بلیہ تیہ سے بجا لاویں ایک جماعت زاہد اور پرہیزگاران

اس قوم سے بموجب فتنہ بیہودہ عمل کیا اور ایک طائفہ نے از راہ نافرمانی دعا مغفرت
کے عوض میں بہ طریق استہزا گندم طلب کیے کہتے ہیں کہ استہزا کرنے واسطے ستر ہزار آدمی
تھے اسیوقت صاعقہ آسمان پر سے نازل ہوا اور سب کو جانب شہرستان عدم روانہ کیا اور پھر حضرت
یوشع علیہ السلام نے ایکبارگی طرف توجہ کی عمالقہ کہ وہاں تھے اکثر کو قتل کیا کہتے ہیں کہ ضخامت
اجسام اور صلابت اجساد انکی اس مرتبہ تھی کہ بیس نفر اور تیس نفر بنی اسرائیل میں سے کے نعش پر ایک شخص
کی اوس طائفہ کے جمع ہوتے تھے اور اوسکے سر کو جدا کرنے میں بدن سے عاجز ہوتے تھے اور بعد
فتح کرنے ایلیا کے شہرستان بلقا میں گئے اور وہ بھی ایک شہر محکم تھا بعمارت مضبوط اور اہالی وہاں کے
بت پرست تھے زیر حکم بادشاہ بالق نام کے اور بلعم باعورہ بھی انکے درمیان میں تھا اور یہ بہ علم و ہنر یکتا
ساحر بالادست اور باعتقاد فضلاء ملت اوسکی ایک مومن خداپرست تھا کہ اسم اعظم جانتا تھا اور اوسکی
برکت سے دعا اوسکی باجابت مقرون ہوتی تھی جب حضرت یوشع علیہ السلام سرحد بلقا میں پہونچے بالق
کو قوت مقابلہ میدان کی اپنے نرکھتا تھا شہر بند ہوا اور بعد چند روز کہ محاصرہ کو گذر گئے بادشاہ اوس شہر
نے بلعم سے کہ اوسکو بلعام بھی کہتے تھے التماس کیا تھا دعا کرے کہ بنی اسرائیل بھاگ جاویں بلعم پہلے یہ تھا
پیش آیا اور کہا یوشع پیغمبر خدا ہے اور بہ فرمان الٰہی اس شہر پر لشکر لایا ہے میں یہ دعا نہیں کر سکتا پھر یہ بھی
کہ دین موسی قبول کرو تا عقوبت الٰہی سے رہائی پاؤ اور فضلاء ملت نے الحاح و زاری بہت سی کی اور تحفہ بہت سا اوسکو بھیجا
دعا ہے بد واسطے ہزیمت لشکر کے چاہی آخرالامر بلعم بوعدہ و وعید طریق مستقیم سے منحرف ہوا اور بنابر التزام
بنی اسرائیل حضرت باری سبحانہ سے استدعا کی معاً دعا اوسکی مستجاب ہوئی اور سپاہ یوشع علیہ السلام نے
بسبب غلبہ خوف وہاں سے فرار کیا حضرت یوشع علیہ السلام نے اس باب میں مناجات کی خطاب
پہونچا کہ ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے اہل بلقا میں ہے کہ مجکو اسم اعظم سے یاد کرتا ہے اور جو کچھ مجھ سے چاہتا
ہے باجابت مقرون ہوتا ہے یہ اوسکی دعا کا اثر ہے کہ دلوں میں تمہاری قوم کے رعب انکا غالب ہوگیا
حضرت یوشع علیہ السلام نے کہا الٰہی چونکہ یہ دعا اوس سے بے موقع واقع ہوئی اسم اعظم اسکو بھلا دے یہ
التماس حضرت یوشع علیہ السلام کی بھی قبول ہوئی اور اوسیوقت اسم اعظم خاطر بلعم سے محو ہوا اور
حضرت یوشع علیہ السلام نے چند فرقہ بنی اسرائیل کو تشفی دیکر ہمراہ لیا اور محاصرہ اعدا کے دین میں
مبالغہ کیا اوس بادشاہ نے دوبارہ بلعم سے درخواست کی تا دعا کرے کہ خدا تعالے انکو ہزیمت
دیوے بلعم نے ہر چند کہ دعا کی باجابت مقرون نہوئی اوسنے جانا کہ دعا مجھسے بے محل ہوئی مگر یہ حیلہ
بادشاہ کو بتایا کہ عورتیں جمیلہ فاجرہ یوشع کے لشکر میں بھیجی جاویں کہ اگر ایک نبی اسرائیل
بھی زنا کرے گا خدا تعالے نصرت اور ظفر اون میں سے اوٹھا لیوے گا اور یہ سوا اسکے
تمکو کہا ہے کہ حق میں قوم پیغمبر کے مجھسے دعا بد ہوئی اسکے سبب تاثیر پھیری اس دعا

کیجاتی رہی تھی باعتقاد میری دعا کے غافل اور تدبیرون سے نہوتا بادشاہ نے بموجب اشارہ
بلعم کے حکم کیا کہ تا عورتین فاسقہ فی الفور لشکر بنی اسرائیل مین جاوین اور جو کوئی جو کچھ کہے عمل
مین لاوین اور عذر نہ کرین القصہ وہ عورتین لشکرگاہ مین گئین اور ایک نے ان مین سے اپنے
تئین ایک شخص پر کہ اکابر عظماے بنی اسرائیل اور کیفیت سبط شمعون بن یعقوب سے کہ زمری بن شلوم
نام رکھتا تھا جلوہ دینا شروع کیا تا آنکہ زمری اوسکا ہاتھ پکڑکر یوشع کے روبرو لیگیا اور کہا مین
جانتا ہون کہ تو کہیگا یہ عورت مجھپر حرام ہے حضرت یوشع نے کہا ہان زنہار اس عورت کے گرد
نہ پھٹکنا کہ جو کوئی بنی اسرائیل مین سے زنا کریگا علت طاعون اسیوقت آسمان پر سے نازل ہوگی زمری
نے کہا مین تیرا کہنا نہین مانتا اور اوس عورتکو اپنے خیمہ مین لیگیا اسیوقت بلیہ طاعون نے لشکر مین
شیوع پایا اور جب فنحاس بن عیزار بن ہارون نے کہ ایک عظماے واقویای قوم سے تھا اس سے
خبر پائی اپنا نیزہ لیکر زمری کے خیمے مین آیا اور اوسکو مع اوس عورت کے نیزے مین پرو کر لشکر
مین لیگیا اور وہانتک سب مین سے پھرا رہا اور کہا اب جو کوئی ان فاسقہ عورتون سے یہ حرکت
کریگا اسکی یہی سزا ہوگی بنی اسرائیل اس کار ناشایستہ سے دست بردار ہوے اور اون زانیہ
عورتونکو لشکر مین سے نکال دیا اسیوقت حق تعالی نے وبای طاعون کو دور کیا اور بسبب اس
مصلحت اور مشورہ ناپسندیدہ کے باری تعالی نے تاج عرفان بلعم کے سر سے اوٹھا لیا اور لباس
تقوی و ایمان اوسکا اوتار لیا دوسرے دن حضرت یوشع نے حکم دیا کہ سب لشکر متوجہ حصار ہو چنانچہ بموجب
حکم سب نے خروش و فغان جنگ بلند کیا اور صباح روز جمعہ سے تا نماز عصر جنگ و جدل مشغول رہے قریب
تھا کہ تمام کچھ حصار زلزلہ کے سبب سے گرپڑا اور فتحیاب ہوے اور قتل بافراط واقع ہوا اور چونکہ شب شنبہ اور روز
السبت مین تمام امت موسی سواے عبادت کے کسی اور امر کے ساتھ مرخص نہ تھی حضرت یوشع علیہ السلام
سے دعا کی تا قادر بیچون نے آفتاب کو رجعت حکم فرمایا اور خورشید جہانتاب بخطاب رب الارباب مغرب
سے مشرق کیطرف پھر آیا اتنا توقف کیا کہ بنی اسرائیل قتل عمالقہ اور جبابرہ سے فارغ ہوکر اور
بلعم کو گرفتار کرکر بار دن مین ملحق ہوے مشہور ہے کہ آفتاب تین شخصون کے واسطے افق مغرب
سے طالع ہوا اول حضرت یوشع بن نون کیواسطے دوسرے حضرت سلیمان کے لیے وقت
عرض صافنات جیاد تیسرے جناب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کیواسطے ادا صلوۃ العصر چنانچہ
اپنے اپنے موقع پر مع بیان حدیث صحیح کے کہ تا قرب قیامت مین وارد ہے مشروحا
ذکر ہوگا انشاء اللہ تعالی جب اقوار سے دن حضرت یوشع علیہ السلام نے غنائم جمع کرکر جلا دیا
اوسکے مع ہمراہیون مین پہونچا کہ حوالی الارض مقدسہ مین ایک شہر ہے عاقی نام کہ اوس سے نکلنا
آفتاب کا سو برس پہلے روز بازپرس سے جانب مغرب سے ایکدن اور پھر جبا تا

اسکا نام بت ہے اور ایاتی او سکے بھی بت پرست ہین آپ مع لشکر اوس سرزمین مین گئے اور اونکے بادشاہ
کو مع بارہ ہزار انفر بت پرست کے قتل کیا اور عقب اوس شہر کے دو پہاڑ تھے ایک عیا اور ایک جبون
اور اونکے درمیان بھی کہ بہت سی خلقت متوطن تھی حضرت یوشع نے وہان جاکر اونکو اسلام کی طرف
دعوت کی سب نے امان چاہ کر اسلام قبول کیا اور قرب اون دو پہاڑون کے ایک اور پہاڑ تھا سلم
نام اور اوسپر ایک قلعہ محکم تھا اور خلق کثیر اوس مین رہتی تھی اور قلعہ کی مضافات اور منسوبات بیشمار
تھی اور ایک بادشاہ جبار کافر بت پرست باوق نام حکمرانی کرتا تھا حضرت یوشع علیہ السلام نے وہان
بھی جاکر باسلام دعوت کی اور اوس طایفہ نے بھی اسلام قبول کیا القصہ جب یہ چند فتح عظیم متواتر اونکو
میسر ہوئی پھر باقصای مغرب عزیمت کی اور بلاد اربانیان مین پہونچے اور یہ پانچ شہر تھے ہر شہر مین
ایک بادشاہ پانچوان شہریارون نے حضرت یوشع کے آنے کی خبر سنکر اور باہم متفق ہوکر محاربہ یوشع
کی تیار ہوا جب و مقاتلہ اثنای محاربہ مین بھاگ کر ایک مغارہ کوہ مین آ گئے اور حضرت یوشع نے چند
شخص شجاعان بنی اسرائیل سے بھیجے تا اوس در و کوہ پر بیٹھین اور آپ مع دلیران لشکر مفرورونکا قصد
کیا اور بہتون کو تہ تیغ بیدریغ کیا اور ہراسب تقضایا ہے یہ سے کہ بقیۃ السیف پر تگرگ باری ہونی
برسنے شروع ہوئے اور اوس سے بہت آدمی اونمین سے ہلاک ہوئے حتی کہ شمار موتی کا تعداد
مقتولون سیف سے زیادہ تھا حضرت یوشع نے بعد اس فتح کے پانچون بادشاہونکو پکڑکر مار ڈالا اور پھر وہان
بنا فتح بقیہ دیار شام مشغول ہوا اور اکتیس بادشاہ اس ولایت کے پکڑ کے قتل کیے اور تمامی ممالک
مفتوحہ کو اسباط پر قسمت کیا لکھا ہے کہ وقایع سات برس کی مدت مین واقع ہوئے تھے اور بعد ان
محاربات کے بیس برس اور خاطر اشرف متوجہ تدبیر قوم اور تعلیم توریت مین مصروف رہے اور روزگار
شریف اسی مین بسر ہوا جب آوان رحلت اور ہنگام مفارقت نزدیک آیا تو مزاج مرکز دایرۂ اعتدال
سے منحرف ہوکر بیمار ضعف قوی متحن ہوا اور ذات بابرکات مسند تکیہ گاہ محراب سے بخیگاہ آرام و خواب
مائل ہوکر صاحب فراش ہوئی اور اثنائے اس حال مین خبر پہونچی کہ باوق ملک سلم دین اسلام سے پھر گیا
اور اوس نے تمامی اہل اوس دیار کو مرتد کیا اور چونکہ بسبب اشتداد ابتلائے مرض کے بنا بر حرب جا سکے
اونپر بد دعا سے عقوبت کی اور کالوب بن یوقنا کو بلاکر خلافت دی اور راہنما وصی اور ولیعہد کیا
اور آپ اس جہان فانی سے رحلت کی حلیہ مبارک انکا معتدل القامت نیلگون چشم سرخ رنگ عریض الصدر
صفات اونکی مجاہد اور غازی اور شجاع اور عالم بکابر حروف اور واقف فنون قتال تھا مستتبع تدبیر
و متابعت حضرت موسی و ہارون باحکام توریت تھے معجزات اونکے انشقاق آب روان دریا بہنگام
عبور بنی اسرائیل اور رد آفتاب عظایم اعجاز سے ہے اور سوا اسکے اور بھی لکھے ہین مدت
دعوت ایام حیات حضرت مین اختلاف ہے بموجب اعتقاد اہل کتاب کے مدت زندگانی انکی

ایک سو دس برس اور زمان دعوت اکیس سال اور ثعلبی نے عرائس مین نقل کیا ہے کہ اون
دعوت ستائیس اور تمامی اوقات حیات ایکسو چھبیس سال اور منتظم مین مذکور ہے کہ حضرت یوشع
بیالیس برس کے تھے کہ حضرت موسی علیہ السلام کیخدمت مین پہونچے اور سو برس کے تھے
کہ حضرت موسی علیہ السلام سے جدا ہوئے اور ستائیس برس خلافت کی اس تقدیر پر چاہیے کہ تمامی
عمر انکی ایکسو ستائیس برس کی ہوئی مدفن ہمایون قریب مقبرہ جد بزرگوار اپنے افراہیم بن یوسف
علیہ السلام کے واقع ہے فصل تیرھوین قصہ کالوب بن یوقنا علیہ السلام مین قولہ تعالی قال رجلان
من الذین یخافون انعم اللہ علیہما ادخلوا علیہم الباب فاذا دخلتموہ فانکم غالبون ٭ یعنی کہا دو
مردون نے اون لوگون میں کہ ڈرتے تھے انعام کیا تھا اللہ نے اوپر اونکے داخل ہو تم اوپر انکی دروازے
مین پس جب داخل ہوگئے تم اوس مین پس بتحقیق غالب ہوا تم تفسیر کہتے ہین لفظ رجلان
آیت کریمہ مین اشارت ہے یوشع اور کالوب ہے اور اکثر علما اس امر پر ہین کہ یہ پیغمبر مرسل تھے
اور اونکی صحت نبوت پر توریت مین نص اور دلائل بہت ہین جب حضرت یوشع نے بجنت باقی
رحلت کی حضرت کالوب نے جمیع مہمات بنی اسرائیل کو بموجب وصیت اپنے ذمے لیکر بترتیب احوال
اور انتظام امور کے اشتغال کیا اور قوم بھی انکی مطیع ہو کر بسطرح سے کہ حکم کرتے تھے قیام کرنے لگی جب
حضرت کالوب تنظیم و تنسیق مہمات سرحدی اور ملکی سے فارغ ہوئے تو انھون نے ایک لشکر عظیم ترتیب دیا
اور بے توقف رایات فتح آیات کو بطرف ممالک باسیق نہضت کا حکم کیا اور عنان مالک ستانی بجانب
سلم اور نواحی اوسکے معطوف کی ہنگام صبح کہ سوار میدان افلاک نے ساتھ سنان شعاع عالم افروز کی
لشکر انجم کو ہزیمت دی انکے موکب ہمایون نے اس دیار مین پہنچکر سب تمام اطراف و نواحی اس جبال
کو گھیر لیا اور ہر گروہ کو ہر جانب سے بنا بر دافعت و مدافعت مشغول تھے اونکو منہزم کیا اور ایسا قلعہ
حصین اور موضع رفیعہ قہراً اور جبراً مفتوح کیا اور قریب دس ہزار کے اون متمردون مین سے
کوہ ہا تنگ اور غارہائے تاریک اون پہاڑون مین قتل کئے اور بنیاد ثبات اون شقاوت کو اول بار حملہ آتش
آہنگ سے متزلزل کیا اور بعیرتن جا کی اون کفار نا ہنجار کو بہ تیغ جہان کشا خاک فنا پر ڈالا اور بار
سے ایک جماعت صنادید اور اعیان مقید ہوا اور بقیۃ السیف جنگلون اور پہاڑون مین بھاگ گئی
اور دہان حضرت یوشع کی تاثیر سے تمامی زراعات اور باغات اور تجارات و لذات اونکے برباد ہوگئی
اور جو شخص کہ اون مین زندہ رہگیا تو اوسنے بقیہ عمر گدائی اور بہ مشقت بکمال غربت اور ذلت بسر کی
کہتے ہین کہ قید خانہ ملک بارق مین ستر بادشاہ مقید تھے کہ سب کی انگلیان اور ہاتھ اوسنے کاٹ ڈالے
تھے اور جب کھانا کھاتا تو اونکو بلوا کر روٹیون کے ٹکڑے روبرو ڈلوا دیتا تھا یہ کتے بلی کیطرح اوندھے ہو کر
ایک دوسرے کے سامنے سے ٹکڑے لیکر کھاتے تھے حضرت کالوب نے جب اسطرح سے سنا حکم کیا کہ بدستور عمل مین لاؤ

اور اون سب کا چھوٹا مالک بارق کھلا وین القصہ جب یہ فتح نامدار خزانہ مواہب آفریدگار سے میسر ہوئی
ایسی نصرت ارجمند فیض موہبت خداوند سلطانہ سے حاصل ہوئی حضرت کالوب وہان سے پھر کر
بجانب مصر گئے اور تمامی ولایات شام اور نواحی بنی اسرائیل کو بے جنگ وجدل چھوڑ کر آسودہ اور
مرفہ الحال کیا اور آپ بمراسم اعمال نبوت اور بلوازم اشتغال سلطنت قیام کیا تھے جب کہ زمان
مفارقت دنیا نزدیک آیا اور آثار ارتحال اپنے مین انھون نے مشاہدہ کیا تو ساقوس فرزند اپنے
کو خلافت دیکر ودیعت جناب بمقتضی اجل سپرد کی اور گوہر زندگانی قابض ارواح کو تسلیم کیا
چونکہ کتب تواریخ اور اخبار مین حلیہ مبارک اور مدت دعوت اور عمر اور مدفن ہمایون متعین نہ پایا لہذا
بصیرت مین مجال تعرض ان امور پر محال ہوئی فصل سیزدہم مین حزقیل النبی کہ مشہور با بن العجوز ہین
قال اللہ تعالی الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وہم الوف حذر الموت فقال لہم اللہ
موتوا ثم احیاہم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون یعنی کیا نہ دیکھا تو نے
طرف اون لوگون کے کہ نکلے گھرون اپنے سے اور وہ ہزارون تھے موت کے ڈر سے پس کہا واسطے
اونکے اللہ نے مرجاؤ پھر جلایا اونکو تحقیق اللہ البتہ صاحب فضل کا ہے اوپر لوگون کے ولیکن
اکثر لوگ نہین شکر کرتے اختلاف ہے درمیان علماے تفسیر کے کہ باعث احیا ہوئی یوشع بن نون سے
یا اسموئیل یا حزقیل ہین مگر اصح اقوال یہی ہے کہ حزقیل تھے اور تیسرے خلیفہ ہین بعد حضرت موسی کلیم اللہ
کے اور سبب تسمیہ انکا با بن العجوز یہ ہے کہ پدر حزقیل کی دو بیبیان تھین ایک منکوحہ سے دس
فرزند اور دوسری سے کہ مادر ابن العجوز تھی فرزند نہ تھا اور پدر عالی قدر اونکا صاحب قربانی بنی اسرائیل
تھا اور صاحب قربانی سنتون مین سے ایک یہ ہے کہ جب کہ علامت قبول قربانی ظاہر ہوتی تو مقدار
آہن طولانی کہ اسکے سر پر دو صورت مین کلبی بنائی تھین گوشت مین گڑوتے جتنا گوشت کہ اون
دو صورتون سے متعلق ہوتا صاحب قربانی اسمین اپنا تصرف کرتا ایک دن پدر حزقیل کچھ قدرے
گوشت کہ اونکے حصے مین آیا تھا لیکر اپنے گھر مین آیا اور اسکے بارہ حصے کر کر گیارہ اون بی بی کو جو
والدہ اون دس فرزندونکی تھی دیے اور ایک بخش مادر حزقیل کو ام اولاد نے آزردہ ہو طعن مادر حزقیل
سے کہا کہ خدا تعالی نے مجکو بسبب فرزندون کے تجپر ترجیح دی اور تفضیل کرامت فرمائی ہے یہ کلام
مادر حزقیل کو کمال گران معلوم ہوا جب رات ہوئی تو نماز با نیاز مین مشغول ہوئی اور ہنگام صبح تک
تضرع وزاری بدرگاہ باری بہت کی اور از واہب العطایا سے نصرت استدعا کی کہ کوئی فرزند صالح
کرامت و عاحضرت تا مونس حال میرا ہووے اور وحشت تنہائی ظاہر کرے اور ظہور علامت اجابت دعا
حضرت مجیب الدعوات سے طلب کیا چنانچہ جب آفتاب طالع ہوا وہ عورت کہن سالہ کہ جنے کی حد دعا
انکا فیض منقطع ہوگیا تھا اور سن ہمجیض مین نہ تھی حاملہ ہوئی اور حضرت قادر بیچون سے

طراوت اور نضارت جوانی اوسکو ارزانی فرمائی اوسکے خاوند کو بسبب اوسکے رغبت اور میل پیدا ہوا اور بعد ظہور
اسکے مقاربت کی حاملہ ہوئی بعد انقضاے مدت معہود حضرت خرقیل پیدا ہوے اور آثار خیر و صلاح ناصیہ
حال اونکے سے ظاہر اسلئے خلقت نے اس صورت سے متعجب ہو کر ابن العجوز ان کو کہنا شروع کیا
جب حضرت خرقیل بمرتبہ پیغمبری فائز ہوے پیوستہ بمتابعت شریعت موسی اور حفظ توریت اور
احکام ربانی رغبت رکھتے اور مخالفت اور امر بجا لانے سے ڈرتے ایک مدت کے بعد حق تعالے
نے انکو بنا بر تبلیغ رسالت ایلیا مین بھیجا ایک جماعت کہتی ہے کہ بنا بر جانے اوس شہر کے مامور
ہوے کہ اوسکو داوردان کہتے تھے بالجملہ جب انھون نے اپنے شہر کے آدمیون کو جہاد پر تحریص کی ان
کمبختون نے اوسکے قبول مین تکاہل اور تکاسل کیا حضرت خرقیل بد دعای فتح کے متکلف ہوے
اور حق جل و علا نے علت طاعون یعنی وبا نازل کی اور یہ لوگ اسکے ستر کیطرف بھاگے جب ایک
میل شہر سے دور ہوے تو ایک آواز ہولناک انھون نے سنی اور سب مردہ عالم بقا ہوے - ابن عباس
روایت ہے کہ یہ چار ہزار آدمی تھے اور حسن کہتا ہے آٹھ ہزار اور وہب بن منبہ اسی لکھتا ہے
ابن عباس سے روایت ہے کہ جب سات دن ہلاک قوم پر گذرے اور اونکی نعشین پھول کر متغیر ہوئین
اور بدبو پیدا ہوئی حضرت خرقیل اونکے مکانون مین سے نکل کر اس طایفہ پر گذرے اور اہل رقت اونپر طاری
ہوئی کہا یا رب قوم کو تو نے ہلاک کیا خطاب آیا کہ یہ وبا سے بھاگتے تھے لاجرم اپنی قدرت اونکو
دکھائی حضرت خرقیل نے مناجات کی یا رب انکو زندہ کر دے کہ تجھکو قدرت جیسی مار ڈالنے مین ہے
ویسا ہی تو زندہ کرنے مین قادر ہے چنانچہ دعا اونکی مستجاب ہوئی اور سب زندہ ہو گئے لیکن وہ بدبو
انمین سے نگئی بلکہ بسبب توارث اونکے اعقاب اور اولاد مین بھی رہی وہب کہتا ہے کہ اونکے
گوشت گل گئے تھے اور ہڈیان بوسیدہ ہو گئی تھین کہ بدعاے حضرت خرقیل بحال حیات معاودت
کی واللہ اعلم عند اللہ تعالی بحقیقۃ الحال القصہ جب وہ مردے زندہ ہوے زبان مقال پر کلمہ
سبحانک ربنا وبحمدک لا الہ الا انت کہولی اور وہان سے اوٹھکر اپنے شہر مین مراجعت کی اور بقیۃ العمر
شریعت موسی پر عمل کیا جب تک کہ اجل موعود اونکی پہونچی اور بموجب اضطراری نزہت
سپہر کجرفتار خرابان ہوے اور ہرگاہ خرقیل مدت دراز اس طایفہ اولاد مین رہے یہ کبھی مخالفت
اور کبھی متابعت اونکی کرتے تھے خاطر شریف آپکی اس امر مین ملول ہوئی اور یہ اونکے دیار مین
سے بطریق ہجرت زمین بابل مین آئے اور وہان سے دار الآخرت انتقال کیا مدفن ہمایون
انکا درمیان حلہ اور کوفی کے ہے اور یہود اونکے مقبرے کی بہت تعظیم کرتے ہین اور چونکہ انکا
بھی حلیہ شریف اور مدت عمر اور زمان دعوت کسی کتاب معتبر مین نظر سے گذرا خامہ
مشکین شمامہ متعرض تحریر و تفصیل ان امور کا نہین ہوا السلام اللہ علی نبینا و علیہ و علی سائر الانبیا

والمرسلین الیوم الدین باب چودھواں قصہ حضرت الیاس علیہ السلام میں اور اس باب میں تین
فصلیں ہیں فصل پہلی ذکر نسبت اور بعثت حضرت الیاس میں اور بعد یاس اور ناامیدی اسلام قوم
نافرجام سے ترک اختیار کرنا اور کوہستان میں تشریف لیجانا قال اللہ تعالیٰ وان الیاس لمن المرسلین
اذ قال لقومہ الا تتقون ۝ اتدعون بعلا وتذرون احسن الخالقین ط
یعنی اور تحقیق الیاس تھا بھیجے ہوؤں سے جس وقت کہا اوسنے واسطے قوم اپنی کے کیا نہیں ڈرتے تم
کیا پکارتے ہو بت کو اور چھوڑ دیتے ہو بہتر سب سے پیدا کرنے والے کو سو معالم التنزیل میں لکھا
ہے کہ بروایت ابن مسعود الیاس نام ادریس کا ہے اور بقول اوروں کے ایک نبی اسرائیل میں سے
اور ابن عباس نے کہا ہے کہ حضرت الیاس الیسع کے چچا ہیں اور محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ
تین کرسی کے ساتھ حضرت ہارون بن عمران کو کہ حضرت موسیٰ کے بھائی ہیں پہونچتے ہیں اور
حضرت الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں جیسے طور سینا اور سینین جیسا خدا ہی تعالیٰ فرماتا ہے سلام
علی الیاسین یعنی سلامتی ہو جیو اوپر الیاس کے اور آل یاسین بھی پڑھا اور کسی نے تو کہا یاسین
یاسین انکے باپ کا نام ہے اور قصہ حضرت الیاس کا اسطرح پر ہے کہ جب حزقیل نبی علیہ السلام
نے وفات پائی اور نورسیدگان بنی اسرائیل جوان ہوئے اور بتوں کو پوجنے لگے اور فسق و فساد
اور شرک و عناد انکے درمیان میں ظاہر ہوا حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت الیاس کو نبوت اور
رسالت واسطے تبلیغ احکام کے بھیجا اور ہر زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد واسطے
تجدید کے کہ جو کچھ توریت سے فراموش ہوتا تھا پیغمبر بنی اسرائیل میں سے مبعوث ہوتے تھے
اور بنی اسرائیل زمین شام میں متفرق تھے اور یہ اسطرح پر تھا کہ جب حضرت یوشع بن نون علیہ السلام
نے شام کو فتح کیا اور اوس زمین کو اپنے اوپر تقسیم کیا اور ایک گروہ کو بعلبک اور اوسکے نواحی
میں سے جگہ دی اور بک نام ایک زمین کا ہے شام میں اور بعل ایک بت کا نام ہے اصنام
میں سے اور بعل لغت اہل یمن میں بمعنی رب کے اور چونکہ بعل اوس میں تھا اس سبب سے اوسکو
بعلبک نام کیا تھا اور اوسکو پوجتے تھے اور وہ ایک بت سونے کا طول اوسکا بیس گز کا اور چار
اوسکا منھہ تھا اور یہ قوم اوسکی مفتون تھی اور نہایت تعظیم کرتی تھی اور اوسکے چار سو خادم تھے
اور اوسکو الہ اور اون خادموں کو اسکے انبیا جانتے تھے اور ابلیس تلبیس اوس بت کے پیٹ میں
آنکر شیطان ضلالت و بطالت کلام کیا کرتا تھا اور انکو راہ ہدایت سے پھیرتا تھا اور خادم اوسکی باتیں اونکو
یاد کر کر اور آدمیوں کو رونق بیان کرتے تھے اور یہ دلیل علیل اور حجت سقیم اور ناستقیم اونکو غلطی عظیم
اور خطا جسیم میں ڈالتی تھی و گمراہ کرتی تھی اور انکا ایک بادشاہ تھا کہ وہ بھی بت پرست تھا اور اپنی قوم
کو گمراہ کرتا اور اونکو بت پرستی پر ترغیب دیتا تھا ہر چند حضرت الیاس اونکو اسلام کیطرف دعوت کرتے تھے

سعی اور کوشش کرتے تھے مگر اونکی سعی کارگر نہوتی تھی اور اونکی کوئی نہ سنتے تھے اور ہمیشہ انکو پوچھتے تھے مگر
ایک امیر بادشاہ کا حضرت الیاس کی تصدیق کرکر ایمان لایا تھا اور اس بادشاہ کی ایک جورو تھی ازبل
نام نہایت سفاک اور بدذات بیباک کہ انبیا علیہم السلام سے عداوت رکھتی تھی جب وہ بادشاہ کہیں
جاتا تو اوسکو خلیفہ مقرر کرتا تھا اور وہ عورت آدمیوں کے روبرو ظاہر ہوتی تھی اور اونکے درمیان
میں حکومت کرتی تھی اور وہ بہت پیغمبروں کو مار ڈالا تھا اور [illegible] اور طویل العمر ہوگئی تھی
رکھتے ہیں کہ [illegible] ذکر کیا [illegible] اسی سے مارا تھا اور [illegible] اسکا ایک مرد مومن تھا کہ
[illegible] اونکے قتل کا ارادہ رکھتی تھی اور [illegible] سے بچاتا تھا اور [illegible] ہوتی تھی اور [illegible]
بادشاہوں [illegible] سے مار ڈالے تھے اور کہتے ہیں کہ ستر فرزند اوسنے جنے تھے اور [illegible]
مکاری سے بدکارہ بھی تھی القصہ اس بادشاہ کے ہمسایہ میں ایک مرد صالح مزارع نام کہ بادشاہ کے محل
کے نزدیک اوسکا ایک باغ تھا کہ وہ بہشت [illegible] اوسکی آمدنی اوس باغ پر تھی اور بادشاہ رعایت ہمسایگی کرتا تھا
اور اوسکے آدمی خوبی اس باغ کی تعجب سے دیکھتے تھے اور اوسکی بہت سی تعریف کرتے تھے وہ عورت بدکارہ اور مکارہ [illegible]
لیجاتی تھی اور بعد [illegible] حیلہ درمیان میں لاکر اوسکے غصب کرنے میں کوشش کرتی تھی اور چاہتی تھی کہ
وہ مرد صالح قتل ہووے لیکن بادشاہ اوسکو مانع آتا تھا اتفاقاً اوس بادشاہ نے سفر بعید کیا [illegible] اوسکو
نے طول کھینچا اوس عورت نے اس [illegible] کو غنیمت جانکر ایک جماعت ملازمین کو روبرو بلایا اور انکا [illegible]
کے اوپر آمادہ کیا کہ جھوٹی گواہی دیوین کہ اس مرد ہمسایہ نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں انھوں نے قبول کیا
اور اوس زمانے میں اسطرح معمول تھا کہ جو بادشاہ کو گالیاں دینی ثابت ہوتی تھیں تو اوسکو
قتل کروا ڈالتے تھے پس اوس عورت نے اس مرد ہمسایہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو نے بادشاہ
کو گالیاں دی ہیں اوسنے اس امر سے انکار کیا اوس عورت بے پیر نے گواہ گذرانے اور بموجب
اون گواہوں کی [illegible] سے بے تیغ [illegible] اوسکو قتل کیا اور اوسکا باغ لیلیا جب بادشاہ نے سفر
[illegible] کی [illegible] نام [illegible] اوسکے روبرو بیان کیا بادشاہ اس کلام سے نہایت آشفتہ ہوا اور اوس سے
کہا فعل بد کہ تجھ سے سرزد ہوا ہے صواب نہ تھا اب میں آپکو رستگار نہیں دیکھتا ہوں کسواسطے کہ اس بد ذات
[illegible] کہ ہمسایہ تھا مستحق رعایت ہمسایگی کا تھا بدترین حالت پہنچایا تو نے اوسی باعونت کہا
میں نے یہ تیرا کام تیرے واسطے کیا ہے اور تیرے حکم کے موافق حکم دیا ہے بادشاہ نے کہا کیا
گنجایش نہ تھی کہ تو تحمل کرتی اور رعایت حق ہمسایگی اوسکو آزردہ نہ کرتی اوسنے کہا اب تو جو ہونا تھا
سو ہوا بہرحال آخرکار اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس کو اوس بادشاہ اور اوسکی قوم پر بھیجا
کہ انکو غضب خدا سے خبر دیوین کہ ایک ولی کو آزردہ کرکے ظلم سے مار ڈالا ہے اور یہ کہیں
خدا نے تو اپنے نے قسم یاد کی ہے کہ اگر بادشاہ اور اوسکی جورو اوس کام سے

تو بند کر بیٹھے اور اس باغ کو اونکے واسطے نکو نہ دلوینگے پھر اللہ اونکو ہلاک کریگا اور اونکی باغ
انگور دار اور بیگا جیسا تھا اونکے استخوان اور گوشت پوست سے خالی ہو گئے ڈال رکھینگے
اور اوس باغ سے کچھ بھی بہرہ مند نہو نگے مگر انکی ندامت جب اوس بادشاہ نے اپنے درگاہ سے
حضرت الیاس سے یہ بات سنی نہایت غضبناک ہوا اور کہا یا الیاس خدائی اوس خدا کی
کہ دکھائی نہین دیتا اور وہ دین کہ تو جسپر دعوت کرتا ہے باطل ہے اور مین دیکھتا ہون فلان فلان اور
فلانکو بادشاہون مین کہ اس دین پر کہ ہم اوسپر ہین اور یہ بھی بت پرست تھے اور بادشاہی کرتے
تھے اور جو دین کہ تو کہتا ہے اوسکو باطل جانتے ہے اونکی دنیا کو نقصان نہ کرتا تھا پھر بادشاہ نے حضرت الیاس
کے ایذا اور آزار دینے کا قصد کیا جب حضرت الیاس نے دیکھا کہ یہ درپے آزار ہے اسکو چھوڑکر
کوہستان مین چلے گئے اور پہاڑ پر کہ سخت اور دشوار گذار تھا چڑھ گئے اور وہان تنہا تن تنہا کہ
اور خوف کی جگہ سے بیٹھے تھے اور پہاڑون کے درون مین اور غارون مین بسر اوقات کرتے
تھے اور گھاس پات اور میوہ درختون صحرائی کا کھایا کرتے تھے اور وہ بادشاہ بدستور عبادت بعل
مشغول رہا اور ہرچند دیدبان حضرت الیاس کی طلب کیواسطے متعین کئے لیکن حق سبحانہ تعالے
نے اونکو حفاظت مین محفوظ رکھا کہ کوئی اونکو نہ دیکھ سکا جب سات برس اسطرح گذرے حق تعالے
تعالے نے حضرت الیاس کو فرمایا کہ ادنیٰ خدا ہر چیزون اور شفا اسکے غیظ اور غضب کی دعا کرینگے
پس ایزد سبحانہ تعالے نے بادشاہ کے بیٹے کو محبوب ترین فرزندان تھا سخت بیمار کیا انکو اوسکی
زندگی سے امید منقطع ہوئی بادشاہ نے اون چارسو اشخاص سے کہ خادمان بعل تھے طلب شفا اور
عافیت بشفاعت اونکی چاہی اور انھون نے ہرچند بعل کے آگے دعا کی قبول نہ ہوئی اوسوقت ابلیس
نے شیطان کو نہ چھوڑا کہ اوسکے جوف مین اندر آواز دیوے پھر انھون نے بادشاہ سے کہا کہ تو نے
شام مین اصنام یعنی الہ اور بھی ہین ان چارسو نبیون کو انکے پاس بھیجتا تا وہ الہ تیرے الہ سے
کہ بعل ہین شفاعت کرین کہ یہ تیرے اوپر خفا ہے دعا قبول نہین کرتا ہے بادشاہ نے کہا کہ کسواسطے
تیرے اوپر خفا ہے حالانکہ مین اوسکی اطاعت کرتا ہون کہا اس سبب سے کہ الیاس کو تونے
مارا اور اوسکو چھوڑ رکھا ہے اور وہ تیرے الہ سے منکر ہے کہا مین اوسکو کیونکر مارون
کہ بہر وجہ جاری ہی فرزند کے گرفتار ہون اور پھر بھی اوسکی طلب مین مشغول ہون اور اوسکی کوئی
جگہ مین اور مقام مشہور نہین ہے کہ وہان کا قصد کرون لیکن اقرار کرتا ہون کہ اگر میرا
فرزند اچھا ہو جائیگا تو اوسکی طلب مین آپکو جاونگا اور جہان پاونگا اوسکو گرفتار کرونگا اور
اپنے الہ کو راضی کرونگا پھر اون چارسو خادم بعل کو شام کے بتون کے پاس بھیجا تا وہ
بعل کے روبرو شفاعت کرین اور اوس سے لڑکے کی شفا چاہین فصل دوسری

ظاہر ہونا حضرت الیاس کا یہ فرمان ملک العلام سات برس کے بعد اس جماعت بدخصال پر اور پھر
بادشاہ کو پہونچی اور دوبارہ ایک جماعت کو اُسنے پاس بھیجا اور مکر و حیلے سے انکو طلب کرنا اور
دونوں بار اوپر آگ برسنی اور ہلاک ہونا اور تیسرے مرتبہ فرمان حق صادر ہونا اور آخر الامر
بادشاہ کے پاس آنا اور پھر کوہستان میں جانا معالم التنزیل میں مذکور ہے کہ جب ایک جماعت گمراہ
مرسلہ بادشاہ واسطے لانے حضرت الیاس کے نیچے اوس پہاڑ کے کہ جہاں وہ تھے پہونچی حق سبحانہ
تعالی نے حضرت الیاس کو وحی بھیجی کہ پہاڑ پر سے نیچے جائیں انپر رعب ڈال دیتا ہوں پس
حضرت الیاس نے بملاقات اس گروہ متفاوت اساس کے پہاڑ پر سے اترے جب میدان میں پہنچے
سب کو کھڑا دیکھا اور کہا بدرستیکہ خدا تعالی نے مجھکو تمھارے پاس بھیجا ہے اے گروہ اپنے
پروردگار کا پیغام سنو اور اپنے صاحب کے پاس جا کر کہو کہ خدا ہی تعالی فرماتا ہے کہ آیا تو نہیں
جانتا کہ معبود بحق و خداوند مطلق میں ہوں میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے میں ہوں پروردگار آفریدگار
بنی اسرائیل کا کہ انکو روزی پہونچاتا ہوں اور زندہ کرتا ہوں پس جہل و نادانی اور قلت علم نے تجکو
یہانتک پہونچایا کہ میرے ساتھ شریک کرتا ہے اور میرے سوا شافی جانتا ہے اور اوس سے شفا اپنے فرزند
کی مانگتا ہے حالانکہ یہ بت کسی چیز پر مالک نہیں ہے میری طرف توجہ کرنی چاہیے کہ میں سب کی شفا ہوں
قسم ہے مجکو اپنی عزت اور جلال کی ہر آئینہ تجکو اپنے غضب اور غصے میں گرفتار کرونگا اور تیرے
فرزند کو مار کر عالم سے اوٹھا لونگا کہ تو جانے کہ سوا میرے کوئی کسی کو نفع اور ضرر نہیں پہونچا
سکتا جب حضرت الیاس کو دیکھا کہ پہاڑ پر سے اوتر کر ہمارے پاس آیا اور ضعیف اور نحیف ہوگیا ہے
اور بال اوسکے پھٹگئے ہیں اور پوست گوشت سے الگ ہوکر لٹک گیا ہے اور ٹاٹ کا لباس پہنے
ہوئے ہے جب ہمکو دیکھا ہمسے توقف طلب کیا اور جب ہمارا اوسکا رعب ہم پر غالب ہوا اور
ایسا خوف ہمارے دلوں پر طاری ہوا کہ زبانیں بند ہوگئیں اور کلام منہ سے نہ نکل سکا اور ہم باوجود کثرت
اور جمعیت کے ایک بات نہ کر سکے تا آنکہ ہم وہاں سے پھر آئے اور تیرے پاس پہونچے اور جو
کچھ حضرت الیاس نے کہا تھا بادشاہ سے ہمہو بیان کیا اور کہا ہم اپنی حیات اور زندگی
سے متمتع اور منتفع نہیں ہونے کے جبتک کہ الیاس زندہ رہیگا اب ہمکو سوای مکر و
حیلے کے کچھ نظر نہیں آتا پس پچاس اپنی قوم میں سے کہ صاحب قوت تھے ہمراہ لیکر حضرت الیاس
کیطرف روانہ ہوے اور انکو اس امر پر آمادہ کیا کہ جب وہاں پر پہونچو عذر اور حیلہ کرنا اور اپنی
نیت اوس سے پوشیدہ رکھنا اور اوسکو فریب دینا اور کہنا ہم تیرے ساتھ ایمان لائے اور تیری
تصدیق کی جب وہ اس امر پر فریفتہ ہو اور تمھارے پاس آوے اوسکو پکڑ کے لے آنا اور کسیطرح نچھوڑنا
چنانچہ یہ روانہ ہوے اور بعد قطع مراحل اوس پہاڑ پر کہ جسمیں حضرت الیاس تھے پہونچے اور وہاں متفرق ہوکر

یاد دلاتا خدا کی کہ نبی اللہ پھر ظاہر ہوا اور احسان کرو کہ ہم اور ہمارا بادشاہ مع اپنی قوم کے تمہارے
ساتھ ایمان لائے کہ تم سچے ہو اور تمام بنی اسرائیل نے تمکو سلام بھیجا ہے اور کہتے ہین تمہارے
پیغام ہمکو پہونچے اور جو کچھ تمنے فرمایا ہمکو معلوم ہوا اور ہمنے قبول کیا یہان آؤ اور ہمارے درمیان
مین حکم کرو کہ ہم تمہارے مطیع اور فرمان بردار اور جس چیز سے تم ہمکو منع کروگے باز رہینگے بسبب وجہ
ایمان اور ایقان ہماری کے تمکو نہین چاہیے کہ ہمارے پاس نہ آؤ اور یہ سب اونکا مکر و فریب تھا حضرت
الیاس علیہ السلام نے یہ کلام سنتے صاف منادی سے جانا کہ شاید ایمان لاوین اور دعوت کرین اور اگر
ظاہر ہوون تو شاید سبکو من خطا اور عذاب مین گرفتن پس ایزد معبود سے توفیق دعا کی مانگی حضرت الیاس
نے کہا خداوندا اگر یہ جو کچھ کہتے ہین سچے ہین تو مجکو حکم کر اور اگر جھوٹے ہین اور حیلہ کرتے ہین اونکے شر سے محفوظ
رکھ اور آتش سوزان اونپر نازل کر ہنوز دعا تمام نہین ہوئی تھی کہ آگ آسمان پر سے نازل ہوئی کہ سبکو
جلا کر خاک کر دیا جب یہ خبر وحشت اثر بادشاہ کو پہونچی تو بھی حضرت الیاس کے ایذا دینے سے باز نہ رہا
بلکہ زیادہ حیلہ کرنے کے ساتھ مصروف ہوا اور پھر اتنا ہی گروہ باشکوہ حیلہ گر اونسے قوی تر لینے کیواسطے
روانہ کیا یہ بھی جب قلہ کوہ پہونچے پراگندہ ہو کر آواز دی کہ یا نبی اللہ ہم غضب خدا سے اور اونکی آتش سے
اسکے ساتھ اور تیری پناہ مانگتے ہین اور براہ اتفاق اور دورنگی نہین طے کرتے ہین اور ہم اونکی طرح
منافق نہین ہین کہ تیرے ساتھ منافقت کرین اور جو کچھ پہلے ہوا ہمکو اوسکی خبر تھی تیرے پروردگار
نے تیری کفالت کی اور اون سبکو ہلاک کیا اور ہمارا اور تیرا اوس قوم سے بدلا لیا جب حضرت الیاس
علیہ السلام نے یہ کلام سنے پھر بطریق سابق دعا کی کہ فی الفور بقدرت الٰہی پھر آگ نازل ہو کر ہر ایک
سبکو ہلاک کیا اور اس اثنا مین کہ اوس بدبخت کا فرزند بلا سخت مرض مین گرفتار تھا اور بیحد اوسکو چاہتا تھا
زیادہ ہوتی تھی جب یہ خبر وحشت اثر سنی اور زیادہ خفا ہوا اور آزردہ ہو کر چاہا حضرت الیاس
علیہ السلام کی طلب کیواسطے آپ ہلکے مرض پسر مانع آیا پس چاہا کہ اوس مومن کو کہ دبیر اور وزیر اوسکا
تھا ایک جماعت کے ساتھ حضرت الیاس علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ شاید اوس سے وحشت نہ کرین اور
اوسکے ساتھ الفت و انس پکڑین اور اوسکے ہمراہ آوین اور اوس نے نفاق ظاہر کیا کہ ظاہر مین حضرت الیاس
سے جدائی کے ساتھ پیش نہ آوے اور پھر آنے کے آزار نہ دیوے اور باوجودیکہ بادشاہ
ایمان اور ایقان اپنے دبیر اور دیوان سے مطلع تھا لیکن بجہت کارگزاری اور نکوکاری اور دیانت
داری اسکی متعرض نہ ہوتا تھا پس ایک جماعت کو اوسکے ہمراہ کیا اور اوس سے پوشیدہ اونکے کہا کہ اگر
الیاس با عصا و کتاب آوے تو اوسکو آزار نہ دینا والا باندھکر میرے پاس لے آنا اور اونکے
کے روبرو توبہ اور انابت اپنی ظاہر کر کر کہا کہ اب یہ وقت پہونچا ہے کہ توبہ کرون کیونکہ
کہ جماعت اصحاب اور انصاب ہمارے جل گئے اور یہ بلا کہ جسمین ہم گرفتار ہین جاتی ہی نہین

الیاس کی بددعا کے سبب سے ہے ڈرتا ہوں کہ دعا سے بد کرے جو باقی ہیں سے رہ گئے ہیں
ہلاک ہوجاویں اوسکے پاس جاؤ اور کہو کہ ہمنے توبہ کی اور پھر گئے اور توبہ ہماری درست ہوئی
اور ہمارے پروردگار کی رضامندی ہمین ہونے کی اور مطیع اور تبع نبوتکا منکر نہین ہیں جب تک
الیاس نہین اُٹھنے اور ہمارے درمیان ہمین رہنے کا اور ہمکو امر اور نہی ہمین فرمانے کا کہ
جس سے خوشنودی خدا حاصل ہوگی اور شرف جاودانی اور سعادت دوجہانی اوسکی اطاعت مین ہے
اور یہ سب از روے مکر و حیلہ سازی اور فریب اور دغا بازی سے کہتا لیں یہ سب روانہ ہو
اور وہان پہونچکر پہاڑ پر چڑھے اور ندا کی حضرت الیاس نے موسن کی آواز پہچانی اور چونکہ
اوسکے مشتاق تھے اور اوسکے دیکھنے کی خواہش رکھتے تھے وحی آئی کہ جا اپنے برادر صالح کے پاس
اور ظاہر ہو کر ملاقات اور اونکے سر سے عہد لے پس حضرت الیاس نے ظاہر ہو کر موسن کو سلام علیک
کی مصافحہ کر کر کہا خیر ہے موسن نے کہا اوس جبار ستمگار اور اوسکی قوم غدار نے مجکو تمہارے پاس
بھیجا ہے اور یہ پیغام دیا ہے پھر کہا اگئے مین تمہارے بغیر پھر جاؤن اور مجکو مار ڈالے اسلیے جسطرح آپکو
منظور ہے مجھے فرمائیے کہ اوسکو چھوڑ دون اور تمہارے پاس رہون اور اگر منظور ہو تو تمہارے ساتھ چلا
کرون اور اگر مجکو اوسکے پاس برسالت بھیجو تو تمہارا پیغام اوسکو پہنچا دون مین بندہ فرمان بردار ہون
اور اگر چاہو اپنے پروردگار سے دعا کرو تو مین الی خدا ہون سے فرج اور کشادگی اور رستگاری کرے اور طلب
حقیقی کو پہونچا دے اس ہنگام مین وحی آئی اسلیے الیاس یہ سب پیغام بادشاہ اور اوسکی قوم کیطرف
سے ہیں محض کذب اور مکر و فریب ہے اور یہ اسواسطے کہتے ہیں کہ تجھپر ظفر پاوین اور یہ فرستادگان
بادشاہ اگر اوسکو خبر دینگے کہ الیاس سے موسن نے ملاقات کی اور موسن اوسکو نہ لایا البتہ یہ متہم ہوگا اور
قتل سے امین نہوگا چاہیے کہ تو بھی روانہ ہو لے اور اوسکے ہمراہ جاوے جب وہان پہونچوگے تو مین
دونو کو اوسکے شر سے نگاہ رکھونگا یعنی اوسکے فرزند پر بلا وحیہ کرونگا تا آنکہ کوئی اوسکو ہم اور فکر خبرا
مین باقی نہین رہیگا اور پھر اوسیوقت اوسکے بیٹے کو مار ڈالونگا جب وہ اوسکے مرنے مین مصروف ہوگا
تو اوسکو تجھسے غافل کر دونگا اسوقت فارغ البال صحرا اور جبال کیطرف پھر آنا حضرت الیاس اونکے ساتھ
روانہ ہوے جب بادشاہ کے پاس پہونچے حق سبحانہ تعالی نے بلا ہی شدید اور آثار موت اوسکے لڑکے
پر مستولی کیا اور بادشاہ اور اوسکی مصاحبونکو اوسکے ساتھ مشغول رکھا کہ اسی اثنا مین حضرت الیاس صحیح
اور سالم اپنے مکان پر چلے آئے پھر جب کہ اوسکا فرزند مر گیا اور جزع اور فزع بادشاہ کی کم ہوئی حضرت
الیاس کو پھر یاد کیا اور دبیر موسن سے خبر دریافت موسن نے کہا تیرے فرزند ارجمند کی موت اور
ہماری جزع اور فزع نے بیخود کر دیا مین اوسکے حال سے بالکل ناآگاہ ہون معلوم نہین کہ
کہان ہے اور کیون ہے اور پھر موسن نے بادشاہ سے کہا کہ

نے کہا مین چاہتا ہون کہ تو مجھکو مار کر میرے باپ دادا کے ساتھ ملحق کر دے کہ مین بنی اسرائیل سے
نہایت ملول ہون اور یہ مجھسے بیزار ہین اور تیرے حکم کے نافرمان بردار وحی آئی کہ ای الیاس مین اسلئے
ہین اسکی زمین اور اسکی اہل کو تجھسے خالی نہین کرنیکا کہ قوام اور نظام اوسکا تجھسے اور تیرے ساتھ
کے ساتھ مقرر فرمایا ہے اگرچہ تم تھوڑے ہو لیکن مجھسے جو کچھ طلب کروگے تمکو پہونچاؤنگا اس مطلب پر
حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا اگر میری منظور ہے تو بنی اسرائیل سے انتقام لے خدای تعالی نے فرمایا تو
کسطرح سے چاہتا ہے کہا الہی خزائین آسمانی پر مجھکو قادر کرتا کہ سات برس تک کوئی ابر آسمان پر نہ اٹھے
جب تک مین نہ چاہون ایک قطرہ مینہ کا بھی زمین پر نہ گرے فرمایا ای الیاس مین مہربان تر ہون
اپنی خلق سے اگرچہ ظالم ہین حضرت الیاس نے کہا تو چھہ برس تک پھر ایزد متعال نے یہی سخن
فرمایا حضرت الیاس نے کہا پانچ برس تک ایزد متعال نے یہی کلام فرمایا اور ارشاد کیا لیکن مین تین برس
تک اس امر کا تجھکو اختیار دیتا ہون پھر حضرت الیاس نے کہا یارب مین کیونکر زندگانی کرونگا فرمایا مین تیرے
واسطے تمام پرندونکو مسخر کردونگا کہ وہ تیرے واسطے طعام اور شراب زمین سیراب اور آبادان سے
لادیا کرینگے حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا مین اسکے ساتھ راضی ہون پس خدای تعالی مینہ کو اسنے
باندہ رکھا اور مواشی اور دواب اور ہوام اور درختو پر ہلاکت متعین کی کہ تمام آدمی اس بلا مین مبتلا
ہوا اور حضرت الیاس علیہ السلام بحال خود قائم اور قوم سے پوشیدہ ہر جگہہ سے انکو رزق پہونچتا تھا
اور قوم اس حال کو جانتی تھی اور کہتی تھی بہت بھلا ہے دولت کرہ یاوری ہے اگر ہم کون ساتھ اوسکے
پہروادی + اور جس جگہہ روٹی کی بو سونگھتے تھے جاتے تھے کہ یہان الیاس ہے ابن عباس سے روایت
ہے روایت ہے کہ تین برس تک قحط سالی اور تنگی مین گرفتار رہے ایکدن حضرت الیاس علیہ السلام
کی ایک بڑھیا سے ملاقات ہوئی اوس سے پوچھا کہ آیا تیرے پاس کچھ کھانے کی جنس سے کوئی
چیز ہے اوسنے کہا ہان تھوڑا سا آٹا اور روغن زیتون پاس میرے ہے اگر تو کہے تو لے آؤن
چنانچہ لے آئی حضرت الیاس علیہ السلام نے اوسکو اپنا ہاتھ لگایا حق سبحانہ تعالی نے اوس
مین برکت دی اور وہ اتنا ہو گیا کہ دو تھیلے آٹے سے اور وہ دو خم روغن سے بھر گئے جب اوسکی قوم
نے اوسکو دیکھا اس سے پوچھا کہ یہ تیرے پاس کہان سے آیا کہا ایک مرد غیر میرے پاس آیا کہ وہ ایسا اور ایسا اوسکی صفات
اوسکے بیان کیے اونھون نے جانا کہ الیاس ہوگا ڈھونڈنے کو دوڑے جب حضرت الیاس کو پایا یہ
روپوش ہوے اور ایک بنی اسرائیل کی عورت کے گھر مین گئے اوسکا ایک بیٹا تھا الیسع نام کہ الیسع بن
اخطوب کہتے تھے اور مریض تھا جاکر چھپے اور اوس عورت نے انکو چھپا لیا حضرت الیاس
علیہ السلام نے دعا کی کہ اوسکا بیٹا اچھا ہو گیا جب یہ وہان سے باہر نکلے تو الیسع بھی
اونکے ہمراہ ہوے حضرت الیاس عالم جوانی سے گذر کر عالم شباب مین ہو گئے تھے

اور الیسع عنفوان جوانی اور ریحان زندگانی میں تھے وحی آئی کہ بہت خلق بیگناہ جنس طیور اور ہوام اور
بہایم اور دواب بے آب ہلاک ہو گئے حضرت الیاس نے کہا یا رب چھوڑتا انکی رفاہیت کیواسطے دعا
کرون اور انکو حواس بلا اور ابتلا سے نجات حاصل ہووے تو شاید اس شرکت اور بت پرستی سے باز آئین
اور تیری عبادت کے ساتھہ رجوع کرین پس بنی اسرائیل کے پاس آئے اور کہا یہ صعوبت اور تشدید
کہ خلق خدا کو پہونچی ہے تمہارے گناہون کے سبب سے ہے اور اگر تم چاہو کہ حقیقت اور بطلان ہمارا اور
اور تمہارا ظاہر ہووے تو باہر آؤ کہ اپنے خدا کو پکارون اور تم اپنے بتونکو پکارو جو کوئی اجابت کرے
سزاوار پرستش کا ہووے انھون نے اپنے بتونکو آراستہ کیا اور باہر نکل کر ستایش کنان نیاز حال انکی
بیطاقتی بتون کے آگے بیان کی کہ شام ہو گئی اور کچھہ میسر نہوا پھر انسے دعا کیواسطے التماس کی حضرت
الیاس علیہ السلام نے دعا کی فی الحال بقدرت ایزد متعال قطرات ابر بقدر سر رشتہ دریا سے اونکی
طرف آتا معلوم ہوا اور آفاق عالم مین گھر کر مینہہ برسنا شروع ہوا اور سیلاب آیا اونکے نے بحال اول
معاودت کی پھر اونھون نے کہا کہ بذر دار و چوب ہمارے سب تلف ہو گئے ہین حضرت کہا کہ نیزہ ریزہ کرکر زمین
چھڑک دو جب انھون نے اسطرح سے کیا تو حق تعالی نے اس زراعت سے جنسے اونکو کرامت فرمائے شاید یہ پیدا ہوئی
اس غلہ نخود مین اب تک سے اسی نمک پانی کی برکت سے لیکن اوس قوم نابکار اور بدکردار نے پھر تکذیب
کی بلکہ بعد ازین اغواے شیطان سے باحتمال سحر اور زیادہ انکار کیا حضرت نے ملول اور ناامید ہو کر
خدا تعالی سے درخواست کیا کہ الہی مجھکو قبل از نزول عذاب ان مین سے اٹھا لے فرمان پہونچا کہ
فلانے روز فلانی جگہ جانا جو کچھہ تیرے روبرو ظاہر ہووے اوسپر سوار ہو جانا حضرت الیاس الیسع
کے ساتھہ زمان مقرر مکان معین پر گئے اور ایک آتشی گھوڑے کی صورت اور بعضے کہتے ہین کہ
رنگ اوسکا آتشی تھا ۔ اور تفسیر مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ وہ ایک گھوڑا تھا یا ایک اونٹ تھا
آتش سے بہر تقدیر وہ اونکے سامنے آیا اور یہ اوسپر سوار ہو کر روانہ ہوے اور الیسع نے ندا
کی کہ یا الیاس مجھکو کیا فرماتے ہو حضرت الیاس نے اپنی چادر ہوا مین سے الیسع کیطرف ڈالدی اور ا
علامت کے ساتھہ اونکو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ کیا اور حق سبحانہ تعالی نے اسکے حضرت الیاس کو پر
و بال دیگر اور شہوات نفسانی اور تعلقات اغراض جسمانی منقطع کرکر فرشتون کے ساتھہ قوت پرواز
عطا کی اور قباب غرت مین نظر خلق سے محجوب کیا حکایت عرایس مین مذکور ہے کہ ایک شخص دیار
عسقلانی مین سے اسطرح سے بیان کرتا ہے کہ ایک دن دوپہر کے وقت صحراے اردن مین قطع
مراحل اور منازل مشغول تھا کہ ناگاہ اس بیابان مین ایک شخص مجھکو بعد از رسم تحیت و سلام مین نے
پوچھا تو کون ہے اور اس صحرا مین کیا کرتا ہے کہا الیاس پیغمبر ہون سنتے اس کلام کے میرے
بدن پر لرزہ پیدا ہوا مین نے کہا یا نبی اللہ دعا کرتا یہ حالت مجھسے زایل ہو کہ چند سوال

مجھے او چیتے ہین چنانچہ دست مبارک میرے کاندھے پر رکھا اور اثر برد اور خنکی میرے سینے مین پیدا
ہوا مین نے کہا یا نبی اللہ پیغمبرو پر وحی اب بھی نازل ہوتی ہے یا نہین جواب دیا جب سے خاتم الانبیا
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے ہین ابواب رسالت اور وحی سب مسدود ہین کہ پھر
کسی پیغمبر پر وحی نہین آتی ہین نے کہا آپ کے سوا پیغمبر قید حیات مین ہین کہا چار حضرت عیسی اور ادریس
آسمان پر اور خضر اور مین زمین پر پھرتے ہین کہا ابدال امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے کتنے ہین اور مقام انکا
کہان ہے کہا یہ ساٹھ نفر ہین پچاس اون مین سے عریش مصر مین دونون کنارون فرات تک ساکن ہین اور دو
نفر مصیصہ مین اور ایک عسقلان مین اور سات تمامی بلاد اور امصار مین اور ایک مین سے ایک فوت ہوتا ہے
تو باری تعالی اسوقت ایک صالح کو اوسکے عوض منصب فرماتا ہے پھر مین نے کہا کہ یا نبی اللہ مروان اور
اوسکے مخالف کے حق مین کیا کہتے ہو کہا مروان مرد طاغی اور باغی تھا خانہ کعبہ پر چڑھ آیا تھا قاتل اور
مقتول اور شاہد اور مشہود اور محارب اسکے اسیر عذاب ہین اسوقت مین نے کہا یا نبی اللہ ایسا اتفاق
ہوا تھا کہ مین بھی بعض محاربات اسکی مین حاضر تھا لیکن طعن اور ضرب وغیرہ کوئی فعل جنگ مجھسے
صادر نہین ہوا کہو کہ میرا کیا حال کہا کہ تو نے خوب کیا کہ اون امرون مین سے کسی پر اقدام نہین کیا
اب کسی مقام مین ان مقامات سے حاضر نہونا پھر دو روٹیان کہ برف سے سفید تر تھین نکالین اور
بھیجین اور انھون نے باہم کھائین بعد الفراغ تناول دسترخوان اٹھا مین نے نظر کی فی الحال ایک ذلول ظاہر
ہوئی اور حضرت کے روبرو آکر کھڑی ہوئی جب چاہا کہ سوار ہو وین مین نے کہا اے پیغمبر خدا مجھکو تمھاری
مصاحبت منظور ہے کہا یہ امر متعذر ہے مین نے کہا مجھکو کسیطرح کچھ تعلق اور کوئی مانع نہین ہے کہا یہ
مطلب میسر نہین ہوگا پھر کہا مجھکو داعیہ ہے کہ ماہ رمضان مین بیت المقدس مین معتکف رہون پس ناقہ
پر سوار ہوے اور میرے اور اونکے درمیان ایک درخت حائل ہوا اور میری نظر سے غائب ہو گئے حلیہ
مبارک انکا کہتے ہین لاغر اندام دراز قد مجعد مو سخت پوست اور ہمیشہ خرقہ پوش رہتے شریعت
انکی موافق شریعت موسی علیہ السلام اور بموجب توریت عمل کرتے تھے اور اقامت انکی اکثر جنگلون
اور بیابانون مین ہوتی ہے سرگشتہ اور رہ ماندون کو براہ ہدایت رہنمونی کرتے ہین اور کہتے ہین
ہر سال ایام عید الضحی مین حضرت خضر کے ساتھ مسجد قبا مین جمع ہوتے ہین اور پر جبیل اور [illegible]
مبارک کا اشتغال کرتے ہین اور کہتے ہین حضرت الیاس انسی بھی ہین اور ملکی اور ارضی اور فلکی
بھی اور موکل ہین بیابانون پر اور حضرت خضر موکل ہین دریاؤن پر اور ہر ماہ رمضان مین بیت المقدس
مین پہونچکر روزے رکھتے اور ہر سال حج کرتے ہین اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ ایک
جماعت صلحا کی انکی امت مین سے انکو دیکھتی بھی ہے چنانچہ بیان ہوا اور تفسیر درر مین لکھا
ہے کہ باہم ذکر استفادہ علم بھی کرتے ہین۔ حال امت انکی کا کہتے ہین کہ بعد مفارقت

آن حضرت ایک بادشاہ جبار نے اپر غلبہ پایا اور تمامی اس قوم کو بہ تیغ قہر قتل کیا اور کوہ بر خدا
اس شہروں کا بحکم پیغمبر الیاس کے گذشتہ تھا کھینچا فکان امر اللہ مقدورا ۱۲ اور چونکہ ایام دعوت حضرت
الیاس کو معلوم نہیں اور جو کہ اوقات حیات انکی نے بسبب تعجب کے زبان سے انتہا باقی لاجرم نہ
لکھا گیا واللہ اعلم فصل یعنی احوال حضرت یسع بن اخطوب علیہ السلام میں واضح ہو کہ پیغمبر اسرائیل
وصی حضرت الیاس میں عظیم القدر بنی اسرائیل میں مہابت تمام رکھتے تھے اور کلام اللہ میں انکی نبوت
بہمراہ انبیا جلیل القدر کے ناطق ہے چنانچہ سورہ ص میں فرمایا ہے آیت واذکر اسمٰعیل
والیسع وذا الکفل وکل من الاخیار یہود کہتے ہیں کہ ابتدا حال اونکا اسطرح پر ہے کہ زراعت اور دراعت
ومصروف رہتے تھے ایک دن حضرت الیاس کو وحی آئی کہ خلافت اپنی اونکو تفویض کریں حضرت
الیاس نے بنا بر تعمیل فرمان ربانی اوس کشت زار پر کہ حضرت یسع قلبہ رانی کرتے تھے اونکے پاس
گئے اور اپنی چادر اونپر ڈالدی فی الحال اثر تعظیم انمیں ظاہر ہوا اور انھون نے آپ سے کہا کہ اگر اجازت
ہو تو میں اپنے گھر والون کو وداع کر آؤن اور تمھاری خدمت میں حاضر ہون حضرت الیاس علیہ السلام
نے کہا میں نے کیا کیا تم اسطرح کہتے ہو اور تعجب سے کیا دیکھا کہ ایسا چاہتے ہو جواب دیا کہ میں نہین
جانتا کہ کیا آپ نے کیا لیکن میرے دل میں شوق خدمت حضور زیادہ ہوا ہے اور ایک نور انوار الٰہی
سے میرے فضا سینہ میں چمکا ہے اور پھر اونھون نے تمام آلات اور اوزار حرث توڑ ڈالے اور
نرگاوان قلبہ رانی کو فی سبیل اللہ قربانی فرما کر سبکو تصدق کیا اور حضرت الیاس کے ساتھ ہولیے
جس طرف کہ وہ جاتے تھے یہ بھی ہمراہ رہتے تھے اور اونکے روبرو توریت پڑھتے اور قواعد شریعت سیکھتے
پس بعد غیبت حضرت الیاس میں بنی اسرائیل پر حکم کرتے تھے اور بالکل امر اوسکے مشغول رہتے تھے اور
بصیام نہار اور قیام لیل مشغول رہتے تھے اور اونکے خوارق عادت بہت ہوئے ہیں از انجملہ ایک
یہ اہل اریحا نے شوریت پانی سے شکایت کی انھون نے تھوڑا سا نمک لیکر اوس پانی میں ڈالا اور کہا
کن حلوا باذن اللہ یعنی ہو شیرین ساتھ حکم اللہ کے کہ فی الحال وہ پانی مثل شہد شیرین ہو گیا اور دوسرا
یہ کہ ایک بیوہ عورت نے قلت مال سے تنگ ہو کر مال اپنے خاوند کے قرض کیا اور لینا قرض خواہ ہونے لگا
اولاد کو گرو میں غرض کیا حضرت نے کہا اے تیرے گھر میں کیا ہے اس عورت نے کہا بجز ایک شیشہ روغن کچھ میرے
پاس نہیں حضرت یسع نے کہا اوس روغن کو ایک باسن میں ڈال اور ہمسایہ سے باسن اور آوند
مانگ لے اور اسمیں اوس باسن سے منتقل کرتی رہ وہ عورت بموجب فرمودہ عمل کرتی تھی روغن اون باسنوں
میں فاضل ہوتا تھا یہانتک کہ اوس نے تمام باسن ہمسایوں کے اوس ظرف سے بھر لیے اور قیمت ادا کی اس
سے قرض اوسکا ادا ہو گیا اور وسعت تمام اس فقیرہ کو معاش میں حاصل ہوئی اور تیسرا یہ کہ ایک بار
ایک شخص کے گھر میں گئے اور اس شخص کی بی بی عاقرہ تھی بالتماس خانہ حضرت نے دعا کی اور خدا تعالیٰ نے

ایک فرزند نجیب ارزانی فرمایا اور جب وہ فرزند بعد از چند مدت کے مر گیا حضرت سے اسکے احیا کیواسطے
استدعا کی اور پھر اونھون نے دعا کی جان بخش جان آفرین نے اس مردے کو زندہ کیا اور ایک مدت
پیدا اور اوسنے حیات پائی اور چوتھے یہ کہ ایک دفعہ اونکے شاگردون نے کچھ طعام ترتیب کیا ایک نے
انمین سے بطریق سہو تھوڑے حنظل اندرائن اوس مین ڈال دیے فی الحال اس طعام مین سے حضرت
کے کان مین صدا پہونچی کہ جو کوئی اس کھانے مین سے کھاویگا مر جاویگا جب حضرت اس صورت سے
واقف ہوے قدرے آٹا پانی اس مین ملا اور دعا کی اور تناول کیا کچھ حضرت اوس کھانے سے ضرر نہ پہونچی
اور پانچوین یہ کہ ملوک بنی اسرائیل کو مدام قصہ عادیون سے خبر دیتے تھے اور تدبیرات اور حیلہ جنگ سکھاتے
تھے تا بہ فراغ تمام بجرب دشمن قیام کرین اثناے اس حال مین ایک بادشاہ نے اون سلاطین مین سے
کہ بنی اسرائیل سے عداوت رکھتے تھے اپنے خواص سے کہا معلوم نہین کہ اس طائفہ کو قصد عزیمت سے
کون خبر کرتا ہے اور اسرار ہمارے آنکے درمیان مین شائع کرتا ہے خواص نے کہا اخبار اسرار آتیہ اور
اظہار قضایاے مخفیہ کا یسع پیغمبر ہے وہ بادشاہ خفا ہوا اور ایک لشکر گران لیکر بجنگ بنی اسرائیل آیا
اور دفعتہ حضرت کو پکڑ لیا مگر حضرت نے دعا کی کہ دیدہاے اعادی حلیہ نور سے عاری ہو گئے اور آپ نے
چنگال دشمنان دین سے خلاصی پائی چھٹے یہ کہ ایک جماعت مہمانون کی انکے گھر مین آئی حضرت یسع
نے اپنے غلام سے کہا ماحضر حاضر کر خادم نے کہا مہمان سو سے زیادہ ہین اور گردہ نان بیس سے زیادہ نہین
فرمایا کہ سب انھین سے سیر ہو جاوینگے اور یہ روٹیان بحال خود رہینگے غلام نے وہ کلیچے حاضر کیے پھر جبکہ
انھون نے تناول کیا دلا طعام کم نہوا ساتوین یہ کہ بادشاہ دمشق کو علت برص تھی عیاذاً باللہ منہا اور
اوس ملک مین ایک پیک حکام بنی اسرائیل پاس بھیجا تا کوئی طبیب حاذق ارسال کرین انھون نے
بحضرت یسع حوالہ کیا جب انکی خدمت مین حاضر ہوے اور احوال کہا حضرت نے فرمایا بادشاہ کو
چاہیے کہ جوئے آب مین اوترے تا علت زایل ہووے وہ رسول مایوس و ملول ہو کر پھر گیا اور کیفیت حال
معروض کی جو لوگ کہ عقیل و فہیم تھے انھون نے کہا تجربہ سخن یسع بجا لوازم احتیاط سے ہے بادشاہ
نے پانی مین اوتر کر اپنے اعضا دھوئے اور جب باہر نکلا تو مرض بالکل زایل پایا چنانچہ بادشاہ نے
خوش و خرم ہو کر ملبوسات قیمتی اور بدرہاے زر حضرت کی خدمت مین بھیجے اور حضرت نبوی نے کچھ اسمین سے
قبول نہ کیا لیکن خادم کو طمع پیدا ہوئی عقب قاصد جا کر دو بدرے زر کے لیے اوسیوقت حضرت یسع کو
نور باطن سے خبر ہوئی خادم پر لعنت کی وہ خادم بعلت بادشاہ دمشق مبتلا ہوا آٹھوین یہ کہ قحط
غلہ اور قحط عظیم دیار شام مین واقع ہوا اطراف و جوانب سے لشکر عظیم نے آ کر محاصرہ بنی اسرائیل مشغول ہوا
اثناے اس حال مین حضرت نے قوم کو بشارت دی کہ کل غلہ ایسا ارزان ہوگا کہ آدمی تعجب کرینگے
حاجب بادشاہ نے سنکر استہزا کیا اور کہا اگر حق تعالی آسمان کو سوفدار کرے اور

اور اسمین کے غلبہ سے جب بھی ارزانی غلہ محال ہے حضرت یسع نے کہا تھا کہ فکر نہ کرو یعنی تم دیکھو گے اُنکو اور نہ کھاوے
گا اور ہمین پہر عالم وہ کمر دن صبحکو دشمنون کی کان مین تعقعہ صلاح اور سہیل اسپان یعنی کھڑکھڑاہٹ ہتھیارونکی
کی اور آواز ہنہنانے گھوڑونکی غیب سے پہونچی اور یہ بہاگے اور بنی اسرائیل تنگنا محاصرہ سے نجات پاکر باہر گئے اور المعاونہ
اعدیا عدا تصرف مین لائی اور یہانتک نوبت پہونچی کہ پہر کبھی التفات طرف مطعومات کے نہ کیا اور بالاتفاق بہ سبب
حاجت کہ جسنے استفسار کیا تھا جمع ہوے اور اوسکے سپہ اری تمام ہلاک کیا اونہین یہ کہ ہنگام وفات اپنی بادشاہ مصر
خبر کی کہ تین مرتبہ لشکر مصر پر ظفر پاویگا مطابق بشارت صورت ظہور مین آئی اور بعض تاریخ مین مرقوم ہے کہ
سوا انکے اور معجزے بہت ہین کہ ذکر انکا موجب تطویل ہے اور چونکہ گاہے بنی اسرائیل متابعت اونکی بجالاتے تھے اور
کبھی مخالفت کرتے تھے خاطر عاطر اونکی اس جہت سے ملول رہتی تھی آخر الامر حضرت باری مناجات کی اور پھر ا
رفیق اعلی اور مصاحبت مشتبہ پیا استدعا کی بعد تیقن اجابت ذی الکفل کو طلب کیا اور اپنا خلیفہ اور جانشین کرکے اپنا
اور روح بازین اونکی علیین پہونچی فصل پانچوین احوال ذی الکفل پیغمبر علیہ السلام کے بیان مین اختلاف ہے درمیان
علما کے کہ ذی الکفل کونسے پیغمبر تھے ایک طائفہ کہتا ہے کہ حزقیل ہین اور بعضے کہتے ہین وہ پسر ایوب صابر ہین کہ
اصلی نام انکا بشر تھا اور قول صحیح یہ ہے کہ وہ وصی حضرت یسع بن اخطوب ہین اور حزقیل اور بشر بن ایوب
کہ یہی ذو الکفل ملقب ہوے ہین الیسع سے پہلے ہو گذرے ہین بہرکیف انکی رسالت پہ کلام حضرت ملک العلام ناطق
ہے چنانچہ سورہ انبیا مین مشمول و منجر فرشتے انکی بھی توصیف فرمائی ایت واسمعیل وادریس وذا الکفل
وکل من الصابرین وادخلناہم فی رحمتنا انہم من الصالحین یعنی اور اسمعیل کو اور ادریس اور ذی الکفل کو ہدایت دی
اور ہر ایک تھا صبر کرنیوالون سے اور داخل کیا ہمنے انکو بیچ رحمت اپنی کے تحقیق وہ تھے صالحون کتاب اسولا ... مین
مرقوم ہے کہ اس لقب کے ساتھ اسواسطے مخصوص ہوے کہ وصی الیسع بن اخطوب کے ذریاب تربیت بنی
اسرائیل اور ارشاد اور ہدایت اونکے اور بادارست توریت اور احکام اوسکے تکفل کیا تھا اور دوسرا طائفہ کہتا ہے
کہ تحقیق اس لقب کا یہ ہے کہ ذی الکفل ایک بادشاہ ملوک شام سے تھے ایک قریہ اور منزلت بہت رکھتے تھے
اور اس بادشاہ کو بنی اسرائیل کے ساتھ نہایت عداوت تھی اکثر اونکی دیار کے تسخیر کا قصد کرتا تھا اور جو اسکی فوج
کے ہاتھ آتا تھا اوسکو قتل کرتا تھا ایک مرتبہ فوج چڑہا دستہ کیا بنی اسرائیل بھی اور اونکو مقابلہ اور مقاتلہ
کی لفر علما اور صلحا اور عظما کے ہو وا اسیر کرکر بادشاہ کی خدمت مین ارسال کیے اور اوسنے کہ قید کیا اونکو سیاست کرے حضرت
ذی الکفل نے اس امر سے اطلاع پائی جلدی سے بادشاہ کے پاس گئے اور اونکی عقوبت کو تاخیر مین ڈالا اور کہا ان
بیگناہون زمان ریاست گذر گیا اس جماعت کو مجھے سونپ دیجیے اس امر کا متکفل ہوں کہ سبکو بوقت سیاست مین
حاضر کرونگا بادشاہ نے سبکو انکے حوالے کیا اور حضرت ذی الکفل نے بنی اسرائیل کو گھر لیجا کر ہتکڑیان اور بیڑیان
نکال ڈالین اور تعظیم و تکریم پیش آئے بعد از طعام طعام اور تکلم کلام التفات تا انجام آدھی رات کو سب اسیرونکو چھوڑ دیا
جب اوس طائفہ نے قید دشمن سے نجات پائی اور ذی الکفل بھی خطاب اور عتاب بادشاہ سے محفوظ رہے اور سعادت

سے یہودیون مین اِس لقب کے ساتھہ مخصوص ہوا اور بعد ایک مدت کے بدارج نبوت سرفراز او رمدارج رسالت ممتاز
ہوے صدرالدین اصفہانی نے تہذیب المعارف مین لکھا ہے کہ حضرت باری تعالی نے ذوالکفل کو ایک بادشاہ ملوک
عمالقہ سے بہیجا کہ اوسکو فرمان کرتے تھے تا یہ قبول ایمان دعوت کرین بادشاہ نے کہا مجکو معلوم ہے کہ مجہسے خطایا
عظیم صادر ہوے ہین و جرایم او رجسارت گناہ پر مین نے بہت اقدام کیا ہے اب جو تو دلالت کرتا ہے مجکو ایمان لانے
کیواسطے حجت چاہیے کہ بعد وفات میرے ساتھہ رہے تا نعیم جنان میرے واسطے واجب ہووے الا مین کیا جانون کہ میرا
ایمان قبول ہے یا نہین حضرت ذی الکفل نے اس امر کو قبول کیا اور خط کفالت لکھکر اوسکو دیا اور بادشاہ نے
اوسی وقت کیلکر ترک سلطنت کیا اور بطاعت الہی مشغول ہوا تا آنکہ اوسکی اجل موعود پہونچی اور اوس خط کو اوسکے
ساتھہ دفن کیا حق سبحانہ تعالی نے کفالت ذی الکفل مقبول فرما کر اوسکو جنان اور روح وریحان پہونچایا
کہتے ہین اوس جماعت نے کہ ہنگام دفن اوس خط کو دیکہا تھا گواہی دی کہ نبوت
ذی الکفل سے مقر ہوکر مسلمان ہوے حضرت ذی الکفل نے پہر دوبارہ سب قوم کو
بہ نزول جنان اور مصاحبت حور و غلمان کفالت کی اور یہ لقب اونپر با متداد ادوار روزگار
جاری رہا جب ایام رحلت اونکے قریب آے صحبت ملائکہ عظام اور ارواح کرام مین صدر فردوس اعلی مین خرامان
ہوے اور بعضے بلاد شام مین دفن کیے گیے ابیات جہان را بدینگونہ شد رسم و راہ کہ نہ پیدا و آغاز کس را
نگاہ نہ پایان رسانند چندین ہزار نہ بنیاد پایان ہنوز این شمار ٭ فصل چھٹی احوال اشموئیل پیغمبر علیہ السلام
اور حال عالی امام او رطالوت اور جالوت کا شرح قصہ اشموئیل پیغمبر یہ ہے کہ جب ایام نبوت عالی امام علیہ التحیۃ
والسلام مین منقضی اور فتور باحوال بنی اسرائیل لاحق و عارض اور تفرق اونمین ظاہر اور پیدا ہوا اور عاصی
او رخصوم غالب ہوکر قلع قمع پر ہمت مصروف کی اور تفرق او رپراگندگی یہود واجب غارت او رنہب او ر
تاراج و قتل لازم جانا اور عمالقہ [illegible] ظفر پاکر تابوت سکینہ کو مع چار سو چالیس پیغمبر زادون اور بادشاہزادون
کے بیچ دیار مین لیگئے اور بقیۃ السیف پر خراج اور جزیہ مقرر کیا اوس جماعت نے حضرت رب العزت مناجات کی
اور ایک پیغمبر مرسل طلب کیا تا معاونت او رمدد سے اسکے یہ رفع اذیت خصمان اور دفع شر اسم عدوان مشغول
ہوویں اور ساتھہ اعادی ملت کے حرب و جہاد پیش آکر شر اونکا اونسے رفع کرین اوس زمانہ مین خاندان نبوت
سے کوئی نہ تھا الا عالی امام اور ایک عورت عقیمہ کہ اوسکو حنہ کہتے تھے او رشوہر اوسکا مسمی بہ بلقان سبط لاوی تھا
چونکہ اوقات عبادت او رطواف بیت المقدس نزدیک تھا دونون نے باتفاق یکدیگر قدس مین جاکر دعا کی اور وہان
دو باب عطا فرزند [illegible] کرکے لایق رتبہ نبوت ہو مسالت او رالحاح بہت سا کیا اوسوقت عالی امام کہ ہی اجابت
تضرع اور زاری اونکی سنتا تھا اجابت ملتمس اونکی مین از راہ امداد دعا کی درحضرت کبریای سبحانی نے مستجاب کی بانی
بلقان مع اپنی منکوحہ کے گہر گیا اور اوسی شب مین حنہ اشموئیل کے ساتھ حاملہ ہوئی اور جب یہ فرزند پیدا ہوا اور مدت
رضاع بسر ہوئی اوسکو خدمت عالی امام لاکر بلا دست بیت المقدس و حفظ توریت او رمتابعت عباد بنی اسرائیل

رکھا اور انھون نے ملازمت عالی امام ہو کر بیشتر اپنا خدمت گاہی عباد اور زہاد اور قرات توریت اشتغال کیا تا زمانیکہ مبعوث ہوے روایت کرتے ہین کہ ایک شب درمیان خواب و بیداری انکو ندا آئی اور انھون نے گمان کیا کہ عالی امام طلب کرتا ہے جلد اوٹھکر اوسکے پاس گئے جب انھون نے کہا مین نے نہین بلایا یہ پھر آئے تا آنکہ تین مرتبہ اسمعیل کو ندا پہونچی کہ یہ عالی امام کے پاس آئے آخر الامر انھون نے کہا اگر اب تمکو دوہی ندا آوے وہین ٹھہر کر جواب دینا اور جو کچھ سنو مجھے آنکر کہنا ہرگاہ چوتھی دفعہ سنی لبیک سمعاً و طاعتہً کہکر جواب مین مبادرت کی اور عقب ندا یہ مضمون ابیات مثنوی سنا مثنوی

خطاب آمد از حق سوے اسمعیل | کہ اے بندہ خاص رب جلیل
یقین دان کہ در این چمن بے شگفت | گلے چون تو دیگر نخواہد شگفت
ترا داد ام از فضل خود سروری | ہمان حق ناموس پیغمبری
بعلم خودت رہنما داشتم | لوا بیت بدعوت برافراشتم
ہم اکنون برو سوے عالی امام | بگویش ز من این سخنہا تمام
کہ حق گویدت کے غلط کردہ راے | چرا غفلت آری بکار خداے
ترا ملک و پیغمبرے دادہ اند | بدیگر کسان برتری دادہ اند
کہ تا امر فرما بجا آورے | ز مضمون آن ذرہ نگذری
نپوشی رہ حق در احکام دین | نباشی با حداث بدعت قرین
کنون بہر دلخواہ فرزند خویش | ہمان بہر ناموس و پیوند خویش
رہ راست آخر چہ پوشیدۂ | بتغییر حکم از چہ کوشیدۂ
چون کردار شان جملہ نشناختی | بدیشان زہر چہ درساختی
کہ تا خاص و باطل آمد عزیز | بخواری شدند اہل حق و تمیز
نہان شد چو عنقا صلاح و سداد | عیان گشت و شائع سفاہ و فساد
برفت از جہان شیوہ راستی | پدیدار شد کژی و کاستی
نبودت عہدت ہمین آنچنان | گزینان خلافت کنی در بیان
چو امر سر اسمعیل انگاشتی | فزودی نقصان روا داشتی
گراہ گرفتی ز فرمان من | دلیری نمودی بہ عصیان من
بیکبارہ بگذاشت این چنین | کشم انتقامی ز تو بعد ازین
کہ ہر کس کہ او بشنود حکم آن | شود گوشش از ہیبت آن گران
بذات قدیم معلاے خویش | باقوال و اوصاف اسماے خویش

به مهرے که واضح شد از قدر رخم ‌‌ ‌ نبورے که ظاهر شد از حکمتم
به عجز و جلالے که هستش لقبا ‌ ‌ بملکے که امین بود از فنا
که این سلطنت باز گیرم ز تو ‌ ‌ بهمان جان نزاری بر آرم ز تو
گنا ہے که اولاد تو کرده اند ‌ ‌ وزان نام عصیان بر آورده اند
نه تنها ہم آن کرده از ہیچ راه ‌ ‌ نه تو به پذیرم از ایشان بجاه
ز تقصیر کردار شان نگذرم ‌ ‌ نزاری دہم بر ایشان نگذرم
از افغان پر ایشان بر آرم جهان ‌ ‌ که بر خلق عبرت بود جاودان

بعد اوس خطاب منقطع ہوا اور شموئیل نے عالی امام پاس جا کر مضمون رسالت جیسا کہ سنا تھا مفصلاً
بیان کیا عالی امام نے رضا بقضا کر کہا اللہ الامر من قبل ومن بعد وھو احکم الحاکمین اور بیس
سال جلیم بن شموئیل سے تھا عالی امام نے مع اپنے فرزندوں اور احفاد کے دار فنا سے بدار البقا رحلت کی اور
حکومت اور نبوت بنی اسرائیل نے اشموئیل پر قرار رکھا اور جب دس برس یہ تدبیر اور سیاست قوم استقلال
کیا اوسوقت بھی امور فرزندوں یوائیل اور افناد کو تفویض کیے اور پھر کر اون دونوں میں خصومت ہوئی
بنہایت پہونچا اور صمیم قوم دگرگوں ہوئی منتشب اشموئیل کے پاس آئے اور حاکم موافق طلب کیا کہ دفع اضداد
اور معاندوں میں حمد اور معاون ہو چنانچہ خداتعالی فرماتا ہے آیت الم تر الی الملا من بنی اسرائیل من بعد
موسی اذ قالوا لنبی لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ قال ھل عسیتم ان کتب
علیکم القتال الا تقاتلوا قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وابنائنا
یعنی کیا نہ دیکھا تو نے طرف سرداروں بنی اسرائیل کے پیچھے موسی کے جب کہا اونھوں نے واسطے نبی اپنے کے مقرر کر واسطے ہمارے
بادشاہ لڑیں ہم بیچ راہ اللہ کے کہا اوس نبی نے آیا نزدیک ہو تم اگر لکھا جاوے اوپر تمہارے لڑنا کہ لڑو تم کہا
اونھوں نے اور کیا ہے ہمکو یہ کہ نہ لڑینگے بیچ راہ اللہ کے اور تحقیق نکالے گئے ہم گھروں اپنے سے
اور اولاد اپنی سے اشموئیل نے بعد لوازم محبت اور اخزع و سوائیق دعا کی اور سوال انکا حضرت کبریا کے
سبحانی میں معروض کیا اور پس از یقین اجابت اپنی امت کو خبر دی آیت وقال لھم نبیھم ان اللہ
قد بعث لکم طالوت ملکا یعنی کہا واسطے انکے نبی انکے نے تحقیق اللہ نے مقرر کیا واسطے تمہارے
طالوت کو بادشاہ کہ نہ وہ خاندان نبوت سے ہوگا اور نہ دودمان سلطنت سے اور اوسکو لوگ شادک
کہتے ہونگے کسواسطے کہ اوس زمانے سبط نبوت مخصوص باولاد لادی تھا اور سلطنت بہ فرزندان
یہودا اور طالوت کہ اسکو شادک بھی کہتے تھے سبط ابن یامین سے تھا آیت قالوا
انی یکون له الملک علینا ونحن احق بالملک منه ولم یوت سعة من
المال قال ان اللہ اصطفه علیکم و

وزاده بسطة فی العلم والجسم واللہ یؤتی ملکہ من یشاء واللہ واسع علیم
یعنی کہا اونھون نے کیونکر ہوگی بادشاہی واسطے اسکے اوپر ہمارے اور ہم بہت حقدار ہین ساتھہ
بادشاہی کے اس سے اور نہ دیا گیا وہ کشایش مال سے کہا تحقیق اللہ نے پسند کیا اسکو اوپر تمھارے اور
زیادہ دی اسکو کشادگی بیچ علم کے اور بدن کے اور اللہ دیتا ہے ملک اپنا جسکو چاہتا ہے اور اللہ
کشایش والا اور جاننے والا ہے اور ظاہر ہے کہ عنایات الہی بدون استحقاق و استعداد باطنی کسیکو نہین پہنچتا
اور خدا تعالی پر کسی کا حال کا پوشیدہ نہین ہے آخر الامر قوم نے اس امر پر راضی ہوکر طلب کیا علامت اوسکے استقلال کی
آیت وقال لهم نبیهم ان آیة ملکه ان یاتیکم التابوت فیه سکینة
من ربکم وبقیة مما ترک آل موسی وآل هرون تحمله الملئکة ان فی ذلک لآیة لکم ان کنتم مؤمنین
یعنی اور کہا واسطے انکے نبی اونکے نے تحقیق نشان بادشاہی اوسکے کی یہ کہ آوے تمھارے پاس
جو صندوق بیچ اسکے تسکین ہے پروردگار تمھارے سے باقی ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئی قوم موسی
کی اور قوم ہارون کی اوٹھالاوینگے اسکو فرشتے تحقیق بیچ اسکے البتہ نشانیان ہین واسطے
تمھارے اگر ہو تم ایمان والے غرض کہ دوسرے دن بنی اسرائیل صندوق الشہادۃ اور ہیکل القدس
کے گرد بیٹھے ہوے مذکورات انتظام مملکت اور سلطنت اور تدبیر جنگ اعدا اور تہیہ جدال و قتال
دشمنان کر رہے تھے کہ ناگاہ شاول بھی اس مجمع مین آیا اور اوسیوقت روغن قدس کا ڈبا
کے پاس ایک ڈبہ مین یا حضرت موسی علیہ السلام کی گاؤ کے سینگون مین مضبوط رہتا تھا جوش
مین آیا اشموئیل نے اوسکو طلب کیا اور ایک عصا ہاتھہ مین لیکر اسکے قد پر رکھا جب وہ اوسکے
قد کے برابر نکلا تو اوسکو دیا اور اوس روغن مین سے بھر قدرے طالوت کے سر پر گرایا اور
اسکو بادشاہی بنی اسرائیل تہنیت اور مبارکباد دی اس زمانے مین تاج بخشی اور تخت نشانی سے
پہلے یہ بھی رسم کہ واسطے امتحان لیاقت سلطنت کے عصا سے کو قد سے ناپتے تھے اور روغن قدس
کہ جوش مین آیا تھا تھوڑا سا اوسمین سے سر پر ڈالتے تھے بہر حال مجموع قوم اور تمامی اسباط تہنیت سلطنت
بجا لائے اور دوسرے دن تابوت سکینہ کہ کیفیت اور صفت اسکی سابق مذکور ہوئی ظاہر ہوا اور سب نے
متفق ہوکر حکومت بنی اسرائیل کو شاول پر نافذ کیا اور اس واقعہ کی اصل اسطرح پر ہے کہ
اہل فلسطین نے زمان تسلط عالی امام اور بنوشا اسموئیل مین دست تعدی بنی اسرائیل
پر دراز کیا تھا اور تسلط تمام پایا تھا اور کلیات نے کہ اسکو زبان عربی مین جالوت کہتے
ہین چند مرتبہ اونپر چڑھ کر غارت و تاراج کیا تھا اور بعد از قتل ازان بقیۃ السیف پر
خراج اور جزیہ مقرر کیا لاجرم بنی اسرائیل زمان سلطنت طالوت مین بنابر دفع شر اونکے
اور غزا سے کفار عمالقہ کو نصب العین ضمیر رکھکر درپے انتقام ہوے اور اسی ہزار آدمی

نسب جوئی اور پرخاش خوئی پر کمر باندھ کر طالوت بنابر شوق لقاے جالوت روانہ ہوئے جب جالوت کو جنگ سے خبر پائی جلدی سے اسباب جنگ مہیا کر کے انکے مقابلہ میں آیا اور چونکہ اشموئیل نے طالوت سے کہا تھا کہ اس جماعت میں اندک فوج تیرے ساتھ موافقت کریگی اور باقی مخالفت اور قصہ بیابان اور غلبۂ عطش اور ابتلائے تجرع آب بیان کیا تھا آیت فلما فصل طالوت بالجنود قال ان الله مبتليكم بنهر فمن شرب منه فليس مني ومن لم يطعمه فانه مني الا من اغترف غرفة بيده فشربوا منه الا قليلا منهم یعنی پس جب جدا ہوا طالوت ساتھ لشکروں کے کہا تحقیق اللہ آزمانے والا ہے تمکو ساتھ نہر کے پس جو کوئی پیے اس میں سے پس نہیں مجھسے اور جو کوئی نہ چکھے گا اسکو پس تحقیق وہ مجھسے ہے اور جو کوئی بھر پیے ایک چلو ساتھ ہاتھ اپنے کے پس پیا انھوں نے اسمیں سے مگر تھوڑوں نے انمیں سے نہ پیا جب لشکر طالوت اس بادیہ میں پہونچا اشموئیل نے اونسے کہا کہ تم اس بیابان میں شدت حرارت آفتاب سے مشوش ہونگے اور تشنگی غالب رہیگا جب پانی پر پہونچو ایک گھونٹ سے زیادہ نہ پینا کہ جو کوئی قدر کفاف سے زیادہ پیئے گا یا بنا بر ذخیرہ اپنے ساتھ رکھے گا متعرض عتاب باریتعالی میں پڑیگا اور مورد قہر الٰہی ہوگا اور قطعاً پیاس اوسکی تسکین نہ پاویگی اور فیض ایسی عظیم سے بے بہرہ رہیگا سب اہل قوم ان نصائح پر لبیک سمعاً اور طاعتاً لیکر روبراہ ہوئے جب بیابان سے باہر آئے اور بیابان فلسطین اور اردن کے اس ندی پر کہ موعود نبوی تھی پہونچے شدت عطش سے پانی میں اتر پڑے اکثر اہل لشکر شدت عطش سے ضبط نہ کر سکے جسنے ایک گھونٹ پانی پیا سیراب ہوا اور جسنے زیادہ نوش کیا بہت ذخیرہ تصرف میں لایا ویسا ہی پیاسا رہا اور طالوت اپنے چار ہزار مطیعوں کے ساتھ متوجہ جالوت ہوا اور چہتر ہزار نفر نے کہ عصیان کیا اور مخالف ہوئے تھے وہیں کھڑے رہے اور جالوت لاکھ آدمی تیغ زن اپنے ساتھ لیکر مقابلہ میں آیا جب دونوں لشکر متقارب ہوئے اصحاب طالوت نے فریاد آیت لا طاقة لنا اليوم بجالوت وجنوده یعنی نہیں طاقت ہمکو آج کے ساتھ جالوت کے اور لشکروں اسکے کے مچا کر اکثر نے تخلف کیا کہتے ہیں کہ سب وہ چار ہزار تین سو تیرہ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے بعدد اصحاب بدر تو رہ گئے اور باقی پھر گئے اور اوس گروہ نے باسید مضمون آیت كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله یعنے بہت ہوا ہے کہ جماعت تھوڑی غالب آئی ہے جماعت بہت پر ساتھ حکم اللہ قاصد جہاد جالوت ہوئے اور طالوت ساتھ اون دلیران صف شکن کے کہ شجاعت اور جلادت میں سرآمد روزگار تھے آرزو نیاز بحضرت کارساز بندہ نواز دست بدعا ہوا اور کہا آیت ربنا افرغ علينا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين یعنی اے پروردگار ہمارے ڈال اوپر ہمارے صبر اور ثابت رکھ قدم ہمارے کو اور مدد کر ہمکو

اوپر قوم کافرون کے ۔ اور جب جالوت نے قلت سپاہ طالوت مشاہدہ کی اوسکو عار آئی کہ
تین سو تیرہ آدمیون سے کیا صف آرائی کرون لاجرم بذات خود آہنگ جنگ کیا اور ایک اسپ ابلق
پر سوار ہوکر اور سلاح جنگ آراستہ کر کر میدان مین آیا اور طالوت کو اپنے مقابلہ مین طلب کیا اور کہا
اب جالوت آپ باہر نہ آوے اور کسیکو میرے روبرو بھیجے تا اسکے ساتھ بخت آزمائی کرون
طالوت نے ایک شخص سے ندا دلوائی کہ جو کوئی مبارزت جالوت مین میدان کارزار مین قدم
رکھے اور قتل کرے اپنی بیٹی اوسکو دون اور اوسکا دست حکومت اپنے ملک پر رکھون ہر چند اوس
منادی نے ندا کی مگر کسی نے بہم صولت اور شوکت جالوت سے جواب نہ دیا کسواسطے کہ یہ ایک کافر
زبردست تھا یہ نہایت جسامت اور جلاوت اور جرات اور جسارت مین نظیر اور عدیل اپنا نہین
رکھتا تھا آخر الامر حضرت داؤد لشکر مین سے نکلکر بمقاومت جالوت مثل شیر ژیان میدان مین
ہوے اور اوس سے مقابلہ کیا چنانچہ اونکے قصہ کی تفصیل آگے لکھی جاتی ہے باب پندرھوان قصہ
داؤد بن ایشا علیہ السلام مین اور اس مین چار فصل ہین فصل پہلی نسب اور خلافت حضرت داؤد
علیہ السلام مین اور جانا انکا مقابلہ جالوت مین ۔ انوار التنزیل مین اور روضۃ الصفا مین لکھا
ہے کہ حضرت داؤد نو پشت سے یہودا ابن یعقوب پیغمبر کو پہونچتے ہین اور ایشا باپ اونکے ایک
قول سے تیرہ فرزند رکھتے تھے سب مین چھوٹے حضرت داؤد تھے اور از روے جثہ بھی نسبت اور
بھائیون کے دبلے پتلے تھے اور بموجب اشارہ پدر فلاخن یعنی گوپھن اور توبرہ سنگ اور ایک
عصا ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے اور شبانی کیا کرتے تھے کہتے ہین ایک دن اوائل حال
مین اپنے باپ سے کہا کہ میرا سنگ فلاخن جس چیز پر پہونچتا ہے گرا دیتا ہے اونھون نے کہا
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایزد تبارک و تعالی تجکو حاکم خلقون کا کریگا پھر اونھون نے دوسری مرتبہ کہا کہ مین
نے دیکھا کہ فلانے جنگل مین ایک شیر پر آرام ہوا اور اوس شیر پر مین نے سوار ہوکر اوسکے کان پکڑ لیے اور
وحشی میری مطاوعت اور تابعداری کی انکے باپ نے جواب دیا کہ حضرت خدا تجھے ایک عظیم مرتبہ کو پہونچا
کریگا پھر ایک دن اپنے باپ سے کہا کہ جب پہاڑون کی تسبیح کرتا ہون تو سب پہاڑ میری موافقت
سے تسبیح کرتے ہین ایشا نے کہا تجکو بشارت ہو کہ بخشندہ بے چون اور کرامت تجھے ارزانی فرماویگا
ارباب تاریخ کہتے ہین کہ جب طالوت بجنگ جالوت مامور ہوا حضرت اسموئیل کو وحی پہونچی کہ
قاتل ایشا کے فرزندون مین سے ہوگا کہ جب وہ سینگ کہ اوس مین روغن قدس ہے اسکے سر پر
رکھے گا وہ جوش کھا کر مانند تاج اوس نیکبخت کے سر پر کھڑا ہو جاویگا اور فلان جوشن اسکے
قامت پر پورا آویگا نہ دراز ہوگا نہ کوتاہ حضرت اسموئیل نے گھر جا کر ایشا کے فرزندون کو طلب کیا
اور انھون نے بارہ فرزندون کو اسموئیل کے پاس بھیجدیا لکھا ہے کہ اسے جوانان زیبا طلعت کو پہچانا

اور قوی ہیکل اور درست تھے اور ایک انمین سے بصباحت رخسار اور طول قامت اور خوبی ہیئت
خلقت سب بھائیون مین امتیاز رکھتا تھا اشموئیل نے جانا کہ قاتل جالوت اغلب کہ یہی جوان ہوگا
سو جب امتحان ہوا اور استعمال روغن و جوشن کیا مگر کچھ علامت اثر اسکا ظاہر نہوا اسوقت خدا نے نازل کیا

انک تختار الناس علی الحسن والجمال وانی لا اختار العباد علے الطہارۃ القلوب

یعنی تحقیق تو اختیار کرتا ہے آدمیون کو اور حسن و جمال کے اور تحقیق مین اختیار کرتا ہون اور طہارت
قلوب کے حضرت اشموئیل نے مناجات کی کہ یارب ایشا کی فرزندون کی بموجب حکم تیرے آزمایش
کی شخص موعود انمین نہ پایا وحی آئی کہ اسکا فرزند ایک اور ہے کہ لایق اس امر خطیر کا ہے حضرت
اشموئیل نے ایشا سے کہا کہ اپنے اور فرزند حاضر کر جواب دیا کہ میرا فرزند اور نہین ہے کہ حضرت
عالم الغیب والشہادۃ نے خبر دی ہے کہ تیرا فرزند اور بھی ہے ایشا نے کہا کہ ایک پسر کوچک اور ہے
اور بنا بر قصر قامت اور کبودگی چشم نحافت جسم اور عدم جمال ظاہری کے اسکو مجمع عام مین نہین لایا
اب وہ فلانی جگہ فلان مقام گوسفند مین چرانے مین مشغول ہے اشموئیل جب اوس وادی مین
پہونچے دیکھا کہ وہان شدت سے پانی جاری تھا اور حضرت داؤد کو دیکھا کہ ہر نوبت دو گوسفند
اوٹھا اوٹھا کر پانی سے گذار رہے ہین اشموئیل نے بنور نبوت جانا کہ مظہر موعود یہی ہین انکے پاس جا کر
سلام کیا اور قرن مذکور انکے سر پر رکھا اور اسپر ردا اسکے موعود دوش پر ڈالی چنانچہ روغن اوس سے ترشح
کر کر بشکل تاج اس سعادتمند کے سر پر کھڑا ہوا اور وہ جوشن قامت ہمایون پر درست آیا اور پھر
اشموئیل نے حضرت داؤد سے پوچھا کہ ان دنون مین کوئی امر غریب تمنے مشاہدہ کیا ہے کہا ہان ایک
دن مین نے ایک پتھر سے کہ اوسنے کہا ای داؤد مین حجر ہارون ہون کہ فلانے دشمن کو اسنے مجھسے مارا
ہے مجکو اوٹھا لے کہ تیرے کام آؤنگا مین نے اوسکو اوٹھا کر توبڑے مین رکھ لیا پھر دوسرے پتھر نے
ندا دی کہ مین حجر موسی ہون کہ انھون نے فلانے دشمن اپنے کو مجھسے قتل کیا تھا اور
اسیطرح اور پتھر سے ندا سنی کہ مین حجر داؤد ہون کہ جالوت کو تو مجھسے ماریگا اور پھر
اون دونون پہلے پتھرون نے آواز دی کہ تجکو قتل جالوت پر معاونت کرینگے اور
سنگ اخیر نے کہا کہ جب تو جالوت سے لڑنے کو جاوے مجکو گوپھن مین رکھکر اسکی
طرف پھینکنا کہ بمعاونت باد اوسکو گرا دونگا اور جب مین نے اون تینون پتھرون
کو توبڑے مین رکھا تو سب ملکر ایک پتھر ہوگیا اشموئیل نے یہ سنکر کہا اے داؤد
مبارک ہو تجکو کہ نبوت بنی اسرائیل اور سلطنت تیرے نصیب مین ہے جاننا چاہئے کہ کتمان اس حدیث مین سعی بلیغ
بکار لاتا تا زنہار اس سر پر آگاہ نہو اور ایک جماعت نے اس حکایت کو اسطرح سے اپنی کتابون مین لکھا ہے اس
اسلوب سے کہ مع اپنے بارہ فرزندون کے لشکر طالوت مین تھے اور حضرت داؤد انکے کھانے پینے کے

چنین مین لیجایا کرتے تھے کہ ناگاہ ایک پتھر سے اونکے کان مین آواز آئی کہ اسے داؤد مین حجر اسحاق
ہون کہ اپنے فلان دشمن کو اوس نے میری دستیاری سے ہلاک کیا ہے جالوت کو بھی مین ہی
قتل کرونگا حضرت داؤد نے اوسکو اوٹھا کر اپنے توبڑے مین رکھ لیا چند قدم چلے تھے کہ اور ایک
پتھر سے آواز سنی کہ ای داؤد مجکو اوٹھا لے کہ مین حجر یعقوب ہون کہ فلان فلان اعدا کو مجھہ سے مارا انھون نے
اوسکو بھی اوٹھا کر توبڑے مین ڈال لیا بعد لحظہ کے اور پتھر نے صدا دی کہ ای داؤد مجکو اوٹھا لے کہ حجر ابراہیم ہون
کہ اوس نے اپنے دشمنونکو مجھہ سے قتل کیا ہے حضرت داؤد نے اوسکو بھی اوٹھا کر اپنے توبڑے مین رکھ لیا جب لشکر
مین پہونچے تب مناوی ندا کر رہا تھا کہ بادشاہ کہتا ہے کہ جو کوئی مبارزت جالوت پر مبارزت کرے اور اسکو قتل
مین لاوے اپنی بیٹی اوسکو دون اور اپنے ملک مین سہیم اور شریک کرون ہر گاہ یہ ندا حضرت داؤد کے
کان مین پہونچی اپنے بھائیون سے کہا کہ تم کسواسطے مقابلہ جالوت مین جاتے اور اوسکو قتل نہین کرتے تا داماد
اور شریک بادشاہ کے ہو جاؤ اونکے بھائیون نے کہا محض جنون اور بیوقوفی سے یہ کلام کرتا ہے کیا تو نہین
جانتا کہ اوسکے مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت کوئی نہین رکھتا حضرت داؤد نے کہا مین ہوکر جالوت مین جاکر اوسکو
قتل کرتا ہون اخوان نے کہا خاموش کہ علم خرد سے عاری ہے اور عاطل حضرت داؤد بلا رخصت نہ وخویشان کے
ندا کرنے والے کے پاس گئے اور کہا تو جا کر بادشاہ سے عرض کر کہ وہ شخص کہ قدم مبارزت جالوت مین
رکھے اور دمار روزگار اسکا نکالے مین ہون منادی نے طالوت بادشاہ سے جا کر عرض کیا کہ کوئی مقابلہ
جالوت کا قبول نہین کرتا الا ایک لڑکا ہے بنی اسرائیل مین سے کہ وہ اقبال کرتا ہے بادشاہ نے اونکو بلوایا
اور حال استفسار کیا حضرت داؤد نے کہا ای بادشاہ اگر تو اپنے وعدہ پر وفا کرے تو مین ابھی جالوت کو
مع لشکر اسکے مقہور کرون جالوت سے اس حدیث سے متعجب ہوکر کہا تو باین حقارت جثہ اور ضعف قوی
جالوت کی برابری کیونکر کر سکیگا کہ وہ شخص شدید البطش قوی ہیکل ہے تو نے کچھہ طعن اور ضرب مین اپنے
نفس کی آزمایش کی ہے حضرت داؤد نے جواب دیا کہ ہنگام رعایت اغنام جب کوئی شیر و پلنگ میری
گوسفندونکا قصد کرتا ہے تو میں پنجہ زور آزمائی دشمن فرسا اپنے سے اوسکی گردن مروڑ کر بیواسطہ تیغ و
خنجر اوسکے اعضا پارہ پارہ کر ڈالتا ہون القصہ جب طالوت نے حضرت داؤد کو حرب دشمن مین سچا پایا
اسب و جوشن اپنا انکو دیکر بجنگ جالوت بھیجا کہتے ہین کہ وہی جوشن تھا کہ اشموئیل نے طالوت کو تفویض
کیا تھا کہ جسکے قامت پر یہ درست آویگا اوسکے ہاتھہ سے جالوت مارا جاویگا چنانچہ وہ جوشن حضرت داؤد
علیہ السلام کے بدن ہمایون مین درست آیا طالوت اسصورت سے خوش ہوا جب وہ بلند مرتبہ گھوڑے
پر سوار ہوکر چند قدم آگے چلے پھر مراجعت کر کر گھوڑے پر سے اوترے اور اسپ و جوشن بادشاہ پاس
بھیجدیا طالوت اور اوسکے ہمراہیون نے کہا کہ یہ لڑکا شاید جالوت سے متوحش ہوکر اوسکے مقابلہ کرنے سے
پشیمان ہوا ہے حضرت کو اپنے پاس بلایا اور سبب ردّ اسپ و سلاح پوچھا حضرت نبوی نے

فرمایا کہ مجکو با اسپ و سلاح لڑنیکی عادت نہین ہے اگر اجازت ہو تو برسم معتاد میدان کارزار مین جاؤن بادشاہ نے کہا تمکو اختیار ہے حضرت داؤد علیہ السلام مع فلاخن اور توبڑہ اور عصا جالوت کے مقابلے کو گئے اور اوسنے پوچھا کہ تو کیون آیا ہے جواب دیا کہ مین آیا ہون کہ تیرے ساتھ محاربہ کرون اور تجکو قتل کرون جالوت نے بسبیل استہزا و تمسخر کہا کہ کس ہتھیار سے لڑیگا کہا عصا سے وہ بولا کہ جتنی طاقت اور قوت تجھمین ہے اس عصا کو مجھپر مار حضرت داؤد نے اپنے فلاخن کیطرف اشارہ کیا اور بعد از قیل و قال اور جواب و سوال حضرت داؤد نے دست مبارک توبڑے مین ڈالکر وہ تینون پتھر کہ پیوند ہو کر ایک پتھر ہو گئے تھے اوسمین سے نکالا اور فلاخن مین رکھکر جالوت کیطرف پھینکا اور زبان بحر بانگ سنان کھولی اسوقت فرشتون اور وحوش و طیور اور شجر اور حجر نے انکے ساتھ تکبیر کہی چنانچہ ولولہ اور غلغلہ زمین و آسمان مین بلند ہوا اور آوازہ بآہیبت اعدا کے کانون مین پہونچی اور خوف و ہراس دشمنون کے دل پر غلبہ کیا اور ایک باد تند چلنی شروع ہوئی اور خود جالوت کہ ایک روایت مین ایک سو بیس رطل تھا سر نامبارک پر سے اوڑگیا اور وہ پتھر ہوا مین جاکر تین ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا اوسکی پیشانی مین لگکر دماغ مین گھسکر گدی کی راہ نکل گیا کہ وہ مردود گھوڑے پر سے گر پڑا اور دو ٹکڑے میمنہ اور میسرہ کیطرف گرے تو مخالفان دین بھاگے اور بنی اسرائیل نے لشکر اعدا کو تیغ بیدریغ قتل کرنا شروع کیا اور حضرت داؤد علیہ السلام بجسد جالوت پہونچکر اوسکا سر تن سے جدا کیا اور طالوت کے آگے لاکر زمین پر ڈال دیا کہ خدا تعالے فرماتا ہے آیۃ فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ پس شکست دی انکو ساتھ حکم اللہ کے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور اہل توحید نے فرحان اور شادان مظفر و منصور اپنے دیار کو مراجعت کی بالجملہ بعد از چند روز حضرت داؤد نے جالوت سے کہا کہ اب اپنے وعدہ کو وفا کیا چاہیے چونکہ بادشاہ اپنے کہنے سے پشیمان تھا یہ کلام اوسکو ناگوار معلوم ہوا اور مع ذالک حضرت داؤد سے کہا کہ مین اپنے وعدہ پر قائم ہون لیکن مہر میری بیٹی کا اس ناقی کی لڑکیون کے مخالف ہے اب کچھ اور تجکو کرنا چاہیے حضرت داؤد نے پوچھا وہ کیا ہے جواب دیا تین سو نفر اعدا کی زبانین کاٹ کر حاضر کر تا اپنی بیٹی تجکو دون اور طالوت نے ایسا گمان کیا کہ داؤد حصول مطلب سے عاجز رہیگا بلکہ شاید اثناے طلب مین مارا جاویگا جب حضرت داؤد نے یہ کلام سنا بہ نیت جہاد وطن سے باہر نکلے اور لشکر جرار کو ہزیمت دیکر ایک جماعت کو گرفتار کیا اور انمین سے تین سو نفر کی زبانین کاٹکر طالوت کو پہونچائین مگر وہ بدستور مقدمہ داؤد مین متوقف رہا تا آنکہ شاطیح بنی اسرائیل نے حضرت اشموئیل کے سامنے طالوت کو بہت سی ملامت کی بادشاہ نے طوعاً او کرہاً ایک مخدرات حجلہ عصمت سے سلک ازدواج حضرت داؤد مین کھینچی اور یہ ذکر السنہ خاص و عام پر جاری ہوا مجموع بنی اسرائیل مقام

مقام اطاعت اور بیعت حضرت داؤد مین گرویدہ ہوئے اور داؤد کی دوستی نے قلوب اقاصی اور
ادانی مین استقرار پکڑا اس سبب سے نائرہ حسد نے کانون سینہ طالوت مین التہاب پایا
اور جب تک حضرت اسموئیل زندہ رہے اوسکو مجال دم زدن نہوئی اور بعد از وفات آنحضرت
بخوف انتقال ملک اپنے ایک فرزند سے کہا کہ داؤد کو مارڈال کس واسطے کہ مین ڈرتا ہون
کہ دولت وحکومت ہمارے خاندان سے بدو [illegible] داؤد انتقال نکرے پسر طالوت نے
ہر چند کہا کہ باوجود حقوق داؤد اوس صورت کو کیونکر تجویز کرون اوسکا منع موثر نہوگا اور باپ
کو اسیطرح مقام عداوت اور خشونت مین پایا مجبور لاچار اپنی بہن کو آگاہ کیا کہ بادشاہ بقصد
قتل داؤد مین مجد ہے چاہیے کہ اوسکو تو آگاہ کرے تاکہ وہ اپنی محافظت ملحوظ رکھے اور پھر طالوت
نے درباب قتل داؤد اپنے وزیرون سے مشورت کی انھون نے کہا کہ دفع اوسکا اسوقت میسر ہوگا کہ
تیری بیٹی اس امر مین مساعدت کریگی طالوت اپنی بیٹی کے گھر مین آیا اور اوس سے کہا کہ تیرے باپ
کا ایک مطلب ہے کہ انکشاف حال اوسکا تیری یاری اور مساعدت پر موقوف ہے دختر نے
پوچھا وہ کیا امر ہے تا مراسم سعی اور اجتہاد تیرے تحصیل مقصد مین مبذول کرون کہا قتل داؤد
شوہر تیرے کا ہے دختر نے جواب دیا اے پدر ایسا نہو کہ داؤد اس امر سے واقف ہو اور
کمر عداوت باندھکر تجکو اور مجکو ہلاک کرے طالوت نے کہا تو اپنے خاوند کو مجھسے عزیز زیادہ
رکھتی ہے کہ اوسکے دفع مین میرے ساتھ موافقت نہین کرتی دختر نیک اختر نے کہا کہ تدبیر
ہلاک داؤد مین سعی ہو سکتی ہے اور یہ میرا کام ہے کہ ہنگام فرصت بادشاہ کو خبر کرون طالوت
نے سنتے اس کلام سے خرم و خوشدل بقصر سلطنت مراجعت کی اور اوس عفیفہ نے اپنے شوہر
کو قصد پدر سے مطلع کیا کہ تا شر بادشاہ سے احتراز واجب جانے اور بعد از اندک فرصت [illegible]
داؤد ایک رات اونکے قد کے برابر ایک مشک پُر شراب پر حضرت داؤد کے کپڑے ڈالکر ایک تخت
پر رکھدی کہ گویا حضرت داؤد سوتے ہین اور پھر بادشاہ سے جاکر کہا کہ آج مین نے داؤد
کو بہت شراب پلادی ہے اب وہ بیہوش اپنے سریر پر سوتا ہے اور کہتے ہین کہ انکی شریعت
مین شرب شراب جائز تھا القصہ جب طالوت اس صورت پر مطلع ہوا فرصت غنیمت جانا بکمر
با شمشیر قتل قطرہ آپ حضرت داؤد کے سرہانے آنکر ایسی ایک ضرب ماری کہ مشک کو [illegible]
کے دو ٹکڑے کر دیا اور چند قطرہ شراب اُڑکر اوسکے منھ پر پڑے کہا خدا داؤد پر رحمت کرے
کہ شراب پینے مین اعتدال مرعی نہ رکھتا تھا اور کیفیت ندامت طالوت مین اس حرکت سے اور
عدم ندامت اور عاقبت کار اوسکے مین روایات متعدد و مختلف ہین انمین سے بعض روایا
پر اکتفا کیا جاتا ہے تا موجب تطویل نہووے بعضے رُوات کہتے ہین کہ طالوت نے گمان کیا کہ داؤد مرگیا [illegible]

مار گیا اوسیوقت پشیمان ہوا اور قصد کیا کہ شمشیر اپنے سینے مین مارے اوسکی بیٹی نے مانع ہوکر پوچھا
کہ اس حرکت کا کیا سبب ہے طالوت نے کہا کہ داؤد کے مارنے سے مین پشیمان ہوا کسواسطے کہ جانتا ہون
بنی اسرائیل اسکے انتقام مین مجکو ہلاک کرینگے اور جبار منتقم مجھپر غضب فرماویگا لاچار اپنے ہاتھ سے اپکو
مار ڈالون تا میرے گناہ کا کفارہ ہووے دختر نے جب گریہ و اضطرار پدر مشاہدہ کیا کہا
خاطر پریشان نہو کہ داؤد زندہ ہے طالوت متعجب ہوا اور اوسکی بیٹی نے حضرت داؤد کو
آواز دی اور یہ کہ ایک کونے مین چھپ رہے تھے نکل آئے اور طالوت سے کہا مین جانتا
ہون کہ تو نے باغواے شیطان یہ حرکت کی ہے مینے تجکو عفو کیا اگر خداے عزوجل اس
فعل کی جزا تجکو پہونچاوے مجکو اسمین اختیار نہین ہے اور نہوگا اور ثقات سے مروی ہے کہ
جب طالوت نے یقین کیا کہ حضرت داؤد قتل ہوے وہان سے اپنے قصر مین جاکر فارغ البال
بیٹھا اور دوسری شب اس قصد سے حضرت داؤد طالوت کے سرہانے آنکر ایک تیر اپنے تیرونمین
سے ایک سرہانے اور ایک پائنتی اور ایک داہنے اور ایک بائین گاڑکر جلدی سے چلے گئے جب
صبح ہوئی اور طالوت خواب سے بیدار ہوا ان تیرونکو پہچانا اور جانا کہ حضرت داؤد زندہ ہین آہ
سرد دل پردرد سے کھینچی اور کہا حق تعالے داؤد کو امر زندہ کرے کہ وہ کریم تر اور بزرگتر مجھسے
ہے کسواسطے کہ مین نگہبان اس امر کے کہ اوسپر ظفریاب ہون بے جہت اسکے قتل کا قصد کیا اور
اوسنے بعد صدور ایسی حرکت کے تنہا مجکو غافل پایا اور میرے اوپر غالب آیا پھر بھی کچھ آسیب
نہ مجکو نہ پہونچایا القصہ حضرت داؤد بعد ازین پوشیدہ اور پنہان شہر اور بیابانون مین پھرتے
تھے اور اونکی بی بی نے آوازہ موت اپنے شوہر کو آوازہ گوش عالم کیا تھا منقول ہے کہ
ایکدن طالوت نے حضرت داؤد کو صحرا مین دیکھا اور گھوڑا اونکے پیچھے دوڑایا حضرت داؤد کہ
خنگ تیزرو فلک پیما پر سوار تھے اور پیشگام رفتار اونکی گرد کو پیک صبا بھی نہ پہونچتا تھا بھاگ کر اس
جبار کی نظر سے غائب ہوگئے اور ایک غار مین جاکر چھپ رہے اوسیوقت بہ فرمان الٰہی مکڑی
نے آنکر جالا تنا اور طالوت کہ بعد لحظے کے وہان پہونچا مکڑی کے جالے کو دیکھکر محروم و مایوس پھر
گیا اور پس از مراجعت جاسوسونکو حکم دیا کہ حضرت کی تلاش مین رہین اور بواسطہ صدور ان افعال
ناپسندیدہ کے علما اور احبار یہود نے زبان طعن و ملامت طالوت پر کھولی اور اسکو حضرت
کے تعرض سے منع کیا اس سبب سے طالوت نہایت غضبناک ہوا اور اوسنے بقتل اشراف مملکت
کے علما تھے فرمان دیا تو جبال کہ پیوستہ بعداوت اہل دانش مفاخرت و مباہات کرتے تھے جہان
کسی عالم کو پاتے بسر پنجہ قہر ہلاک کرتے تا بحدیکہ ایک عورتکو اوسکے پاس لیگئے کہ علم سے بہرہ رکھتی تھی اور
اسم اعظم حق سبحانہ تعالی نے اوسکو تعلیم فرمایا تھا طالوت نے وہ ضعیفہ ایک چوبدار کو تفویض کی کہ قتل

کرے مگر اوس نے بہ نظر اوسکی عقبت صداقت ہلاکت کرنا مناسب نہ جانا اور اوسکو اپنے گھر میں چھپا رکھا
ایک مدت اس حال پر گذری طالوت کہ صاحب فراست تھا مشاہدہ بعض آثار قہر الٰہی سے اپنے
کیے پر پشیمان ہوا اور تائب ہو کر ہر شب گورستان صحرا میں جا کر با فغان وزاری قیام کرتا اور کہتا تھا
دیکھیے توبہ اس بندہ عاصی کی قبول ہوگی یا نہیں۔ ایک رات آواز سنی کہ اے طالوت جو کچھ تجھے
کرنا تھا کیا کہ دمار روزگار علما اور اخیار بنی اسرائیل سے تو نے نکالا اب تو آیا ہے کہ ہمکو ایذا پہونچا دے
مردوں کو بھی نہیں چھوڑتا کہ ایک لحظہ آسایش و آرام لیویں یہ کیا حال ہے کہ زندے اور مردے تیرے ہاتھ
سے اذیت پاتے ہیں طالوت کو اس کلام کے سننے سے حزن و اندوہ اور زیادہ ہوا اور حال اسکا
متغیر ہوا جب یہ حال خراب اوسکا سرہنگ نے دیکھا اوسپر رحم آیا کہا مالک ایہا الملک یعنی کیا ہے
تجکو اے بادشاہ طالوت نے کہا اپنے افعال بد سے نہایت ندامت میں ہوں اور نہیں جانتا کہ توبہ
میری بعز اجابت مقرون ہوگی یا نہیں اگر تو جانتا ہے کہ کوئی عالم میری اقلیم میں زندہ ہے رہنمائی کرتا
حقیقت حال اس سے استفسار کروں سرہنگ نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ اس بادشاہ کے اشغال سے کہ
اثنائے سفر ایک قریہ میں پہونچا اور وہاں مقام کیا اتفاقاً مرغ نے بیوقت بانگ دی بادشاہ خشمناک
ہوا اور حکم دیا کہ جتنے مرغ اس گاؤں میں ہوویں سر اونکا جدا کر ڈالو ملازمان شاہی بہ فرمودہ بادشاہ قتل
میں لائے پھر ہنگام خواب کہا صبح کو جب خروس بولے مجکو بیدار کرنا کہ اسوقت میں یہاں سے کوچ کرونگا
ایک خواص نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ امر محال ہے کسواسطے کہ آپکے غصے میں ایک مرغ کو بھی زندہ نہیں چھوڑا
ہے تا بوقت اسکی بانگ کے تجکو بیدار کریں طالوت کو اس کلام سے اور زیادہ اضطراب ہوا سرہنگ نے
بعد اخذ میثاق اس سے کہا کہ بعد اشتغال ان حرکات ناملائم پر اقدام نکرنا اور بحیات عورت کہ سابق
اسکے قتل کے ساتھ مامور ہوا تھا اعتراف کیا طالوت نے اس عجوزہ سے ملاقات کی اور قبول توبہ اور عدم
قبول سے استفسار کیا بڑھیا نے کہا میں اس امر کو نہیں جانتی لیکن اسموئیل کی قبر پر جاتی ہوں کہ وہاں
مشکل کا حل ممکن ہے پھر طالوت اور پیرزن اور سرہنگ انکی مرقد پر حاضر ہوئے اور اوس عورت نے بعد از ثنا و دعا
اور رفع حاجات اسم اعظم شفیع لا کر کہا یا صاحب القبر اخرج باذن اللہ تعالیٰ یعنی اے صاحب قبر
نکل ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے حضرت اسموئیل قبر سے نکلے اور خاک سر سے جھاڑنے لگے اور ان
تینوں آدمیوں کو دیکھا متعجب ہو کر پوچھا کہ کیا قیامت قائم ہوئی ہے انھوں نے کہا نہیں طالوت
کو ایک قصہ درپیش آیا ہے اور ایک مشکل پڑی ہے چاہتا ہے کہ تجھسے معلوم کرے کہ توبہ اسکی
قبول ہوگی یا نہیں حضرت اشموئیل نے کہا اے طالوت میرے بعد تجھسے کیا صادر ہوا کہا یا
نبی اللہ کوئی فعل ناپسندیدہ باقی نہیں رہا کہ میں نے اسپر اقدام نہیں کیا اور جو کچھ کیا تھا مشروحاً
بیان کیا حضرت اشموئیل نے پوچھا کہ تیرے کے فرزند ہیں کہا دس فرزند دلیر اور مردانہ رکھتا ہوں

دلیر اور مردانہ رکھتا ہوں کہا تو یہ تیری ان امر پر منحصر ہے کہ ترک ملک کرکے سر اسباب جہانداری سے درگذر
اور مع اپنے فرزندوں کے جہاد وغزا میں مصروف ہو کہ تیری سپاہ اولاد تیرے سامنے ماری جاوے
اور تو شربت ناگوار انکی مصیبت کا پیوے اور بعد ازین اتنا لڑے کہ تو بھی بذریعہ شہادت پہونچے
اور جو کچھ کہ میں نے کہا ہے اگر تو اوسکو بجا لاوے شاید کہ حضرت باری سبحانہ تجکو بخشے اور تجپر رحمت
کرے حضرت اشموئیل یہ بات کہکر قبر میں چلے گئے اور طالوت نے اپنے گھر کو مراجعت کی اور اس امر کے
غم سے کہ فرزند میرے ساتھ میرا موافقت کریں یا نکریں اندوہ اوسکو دوچند ہوا اور بسبب ضعف و
ناتوانی بیمار پڑا ایک دن اپنے بیٹوں سے پوچھا اگر تمہارے باپ کو دو تیغ میں لیا ہوں کوئی شے
ایسا ہو کہ آپ کو اوس سے جدا کرے بیٹوں نے کہا ہماری جانین تمپر نثار ہیں مقصود بیان اس امر کا ہے
طالوت نے اپنی حدیث انابت اور حضرت اشموئیل کی اشارت سے تمہیر بیان کیا فرزندوں نے کہا
انا لمقتول یعنی بیشک تو کیا البتہ مقتول ہے کہا ان سب نے کہ ہم تیرے بعد اپنی حیات نہیں چاہتے ہیں
جو فرمانے ہے بجا بے نفس بجا لائیں طالوت نے انکی اطاعت اولاد سے خوش وخرم ہو کر حکم دیا کہ ابواب خزاین
کھولدیں اور تہیہ اسباب حرب وجنگ کریں اور دلیران میدان وغا اور نبرد آزمایان ہمراہ لیکر رکھیں لیکن بہت سا
لشکر تیار کرکے بمقابلہ کفار کے روانہ ہوا اور بعد ملاقات فریقین ولاوروں کے ایک ایک فرزند نے میدان
کارزار میں جاکر شربت شہادت نوش کیا اور آخر سب کے طالوت نے آپکو قلب لشکر پر ڈالکر اتنا محاربہ
کیا کہ شہید ہوا اور بعد از طالوت سلطنت بنی اسرائیل حضرت داؤد پر مقرر ہوئی اور خدا تعالے نے کرامات
اور شرائط انکی پر باندھی **فصل دوسری** رسالت اور خلافت حضرت داؤد علیہ السلام میں اور
ذکر بعضے بیٹوں کا اور مبتلا ہونا اونکا ساتھ ایک ذلت کے اور مسخ ہونا انکی قوم کا بصورت
بندروں کے صاحب مواہب علیہ نے سورہ نساء میں در ذیل آیت **آتینا داؤد زبورا**
یعنی دی ہمنے داؤد کو زبور اور سورہ ص میں تحت آیت قولہ تعالے **واذکر عبدنا داؤد**
ذا الاید انہ اواب انا سخرنا الجبال معہ یسبحن بالعشی والاشراق والطیر محشورۃ کل
لہ اواب وشددنا ملکہ واتینہ الحکمۃ وفصل الخطاب یعنی اور یاد کر بندے ہمارے
داؤد صاحب قوۃ کو تحقیق وہ رجوع کرنیوالا تھا بالتحقیق مسخر کیا ہمنے پہاڑوں کو ساتھ اوسکے کہ
تسبیح کہتے ہیں صبح کے وقت اور شام کے اور جانور اکٹھے کیے ہوئے ہر ایک واسطے اسکے
جواب دینے والے تھے اور زبردست کی ہمنے سلطنت اوسکی اور دی ہمنے اوسکو حکمت اور تفصیل
کرنے والی بات لکھا ہے کہ بعد انقضاے ایام حضرت اشموئیل اور طالوت خلعت نبوت اور
قباے سلطنت قامت داؤد پر راست آئی اور حشمت وکمنت اس مرتبہ کو پہونچی کہ بردایت
اول چار ہزار آدمی حراست اور حفاظت اونکی کرتے تھے اور حضرت داؤد جامع تھے درمیان

رسالت اور ایالت قال اللہ تعالے یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس
بالحق ولا تتبع الہوی فیضلک عن سبیل اللہ یعنی اے داؤد تحقیق ہمنے تجھکو کیا ہے نائب بیچ
زمین کے پس حکم کر درمیان لوگونکے ساتھ حق کے اور مت پیروی کر خواہش نفس کی پس گمراہ
کردیگی تجھکو راہ خدا کی سے جب یہ امر امانت پر مستقل ہوے حضرت باری عزاسمہ نے بنزول زبور
کہ مشتمل تھی مواعظ علم الٰہی پر اور تعالی اوامر و نواہی سے انکو مخصوص فرمایا اور حسن صوت اس
مرتبہ انکو بخشا کہ جو کوئی حضرت کی آواز سنتا تھا شیفتہ اور بے قرار ہوتا تھا کہتے ہین کہ حلق مبارک
سے ستر طرح کی آواز سنی جاتی تھی وہب ابن منبہ کہتا ہے کہ جب بقرأت زبور مشغول ہوتے
تھے وحوش و طیور اور بہائم اور سباع انکے گرد جمع ہوتے تھے اور ایک دوسرے کو مضرت
نہ پہونچاتا تھا اور عین المعانی مین مذکور ہے کہ خوش آوازی حضرت داؤد کی اس مرتبہ تھی کہ
جب زبور پڑھنے مین مشغول ہوتے تھے تو تمام جانور چرند اور پرند اپنے گھرون سے نکلکر آواز
دلنواز سنتے تھے اور جانوران صحرا سے جنگل سے مضطرب ہوکر آگے ہوا مین سے زمین پر
گرا دیتے تھے اور معالم التنزیل مین سورہ بقرہ مین ذیل آیت واتاہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما
یشاء یعنی اور دی اسکو اللہ نے بادشاہی اور حکمت اور سکھایا اوسکو جو کچھ چاہا۔ لکھا ہے
کہ آواز دلکش حضرت داؤد سے آب روان بھی ٹھہر جاتا تھا اور یہ معجزہ تھا کہ جب دریا
حضرت کے ہمراہ رواں ہوتا تھا اور جب تسبیح کہتے تھے تو پہاڑ بھی حضرت کے ساتھ تسبیح کہتے
اور جانوران پرند حضرت کے سر پر سایہ باندکر خوش الحانی پر اپنا دل پژمردہ کرتے تھے اور
آدمی سننے والے بیہوش ہوتے تھے اور بعضے بیجان ہوجاتے تھے سوا اسکے عالیہ مین سورہ [illegible]
مین وارد کیا ہے کہ صاحب کشف الاسرار نے لکھا ہے کہ تسبیح پہاڑون اور پتھرون کی اگرچہ
عقل انسانی کے خلاف ہے لیکن قدرت حق سبحانہ سے بعید نہین اور بعید نہین ہے [illegible]
سنگریزون کی دست مبارک حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین شواہد النبوت [illegible]
سے ہے ایک ولی نے ایک پتھر کو دیکھا کہ مثل قطرات باران اسمین سے پانی ٹپک رہا ایک
ساعت توقف اور تامل سے اوسکو دیکھا کیے کہ آیا اسکا سبب کیا ہے وہ پتھر گویا ہوا اور کہا کہ ای
ولی خدا کتنے برس ہوے کہ اللہ تعالے نے مجھکو پیدا کیا اوسکی ساعت سے خوف سے اشک حسرت
ڈالتا ہون اس ولی نے مناجات کی کہ خداوندا اس پتھر کو امن کر دعا انکی باجابت مقرون ہوئی
پھر اوس پتھر کو دیکھا کہ زیادہ قطرات اس سے ٹپکنے لگے ولی خدا نے فرمایا کہ اے پتھر اب کیون روتا ہے
جواب پایا کہ پہلے خوف و خشیت سے روتا تھا اور اب تمہاری امن وسلامت سے شکر [illegible]
مین سوا گریہ و زاری کے کچھ کام نہین ہے اور مشکوۃ اور مصابیح مین قاضی عیاض نے وارد کیا ہے

کہ حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زبور کی قرأت حضرت داؤد پر اتنی آسان تھی
کہ دواب کو زین کرنیکے واسطے کہتے اور زبور شروع کرتے ہنوز زین دواب پر درست نہونے پاتا تھا
کہ زبور کو تمام و کمال پڑھ لیتے تھے کہتے ہیں کہ ہر گاہ جن و انس حضرت کے مطیع ہوکر استماع آوازہ
داؤد سے محظوظ اور بہرہ مند ہونے لگے نایرہ حسد کانون ضمیر ابلیس پر ندیدہ میں التہاب پاکر اشتعال
میں آیا سب شیاطین کو جمع کیا اور پوچھا کہ توجہات قلوب خلایق داؤد سے کس حیلہ سے پھیریں
اور کس تدبیر سے اسکے ساتھ آدمی اختلاط کم کریں شناسون نے جواب دیا کہ اس فن میں تو
سب سے دانا تر ہے شیطان نے کہا اختراع صوت میں کوشش کرنی چاہیے کہ آواز کے ساتھ مشابہت
رکھتی ہو کسواسطے کہ گرویدگی مخلوقات اس سے فقط خوش آوازی سے ہے اگر کوئی صورت
خوب گو کے گلے سے نکلکر کان میں لوگون کے پہونچے گی تو اسکے شیفتہ ہو جاوینگے غرضکہ اسکی
رائے نے اس امر پر قرار پایا اور ابلیس پر تلبیس نے ترتیب بربط اور مزامیر اور باجے اور سارے
الات لہو میں مشغول ہوا اور اسکے مصاحبون نے ان الات کے بنانے اور بجانے پر اقدام کیا
سننے والے جادہ مستقیمہ سے وادی ضلالت اور غوایت میں پڑے تفسیر معالم التنزیل اور مواہب
علیہ میں سورہ سبا میں لکھا ہے کہ ایکدن حضرت داؤد کی زیارت کیواسطے ایک فرشتہ آیا اور
کہا اے پیغمبر اور خلیفہ خدا وسلا اور النسب یون ہے کہ تیرا قوت تیرے سب سے حاصل ہوتی ہے
حضرت نے خدا سے تعالے سے پیشہ کی درخواست کی حکم ہوا کہ زرہ گری کیا کر آیت والنا
لہ الحدید ان اعمل سابغات وقدر فی السرد واعملوا صالحا انی بما تعملون بصیر یعنی
اور نرم کیا ہمنے واسطے اوسکے لوہا یہ کہ بناسے زرہ پوری اور اندازہ رکھ ایک دوسرے
کے پرونے میں اور عمل کرو اچھے تحقیق میں ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم دیکھنے والا ہون
پس نرم کیا خدا سے تعالے نے حضرت داؤد پر لوہے کو بے آگ اور بے آلہ کے کہ آہن حضرت
داؤد کے ہاتھ میں موم ہو جاتا تھا اور جو کچھ چاہتے تھے اس لوہے کا بنا لیتے تھے اور معالم اور
تیسیر میں لکھا ہے کہ سرور ایک زرہ تمام و کمال بنا لیتے تھے اور وہ چھ ہزار درہم کو بکتی تھی
چار ہزار درہم تصدق اور دو ہزار خرچ عیال کرتے تھے اور لباب میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد نے جب
وفات پائی تو ہزار زرہ تیار حضرت کی گھر میں موجود تھیں - روایت ہے کہ جو مدار معیشت آپکا صرف
قیمت زرہ پر منحصر تھا بسبب ضرورت ایک دن اُنکے اہل نے اوسکے بنانے میں تعجیل کی آپنے سہلاً فرمایا
کہ اگر آج نہ بنیگا تو کیا کل تک تیار ہوکر بکجاوے گی اور تمہارا انجاح حاجت ہوویگا بحسب الاتفاق جب دوسرے
دن آپ زرہ بنا کر بازار میں لیگئے کسینے اوسے نہ خریدا اور شام کو پہ اوسے گھر میں لے آئے انھون نے
تقاضائے زر قیمت کیا آپنے پھر بھی فرمایا کہ کل بکجاویگی اور تمہارا کام بند نہین رہنے کا بحسب الاتفاق

چند روز تک اسیطرح پہر روز اسکو بہیجا کرتے تھے اور کبھی نہ لینے سے ناکام پہر آتے تھے اور انکی
ایلی پہر روز زیادہ تر تمنا کرتی تھی کہ ایکدن ماخر ہو کر جناب باری تعالے سے دعا کی ارشاد ہوا کہ
تمنے ملکوٰۃ اسکے بچنے پر کیا اوسکا ثمرہ دیکھا انشاء اللہ تعالی کیون نہ کیا تھا اب دیکھو طرف آسمان
کے جسمے جا یا اوٹھا لیا ہے جب انہون نے اودہر دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ سب انکی نذر ہین یعنی ہوئی
کنگرہ ہای عرش معلی مین آویزان ہین اور اسیوقت ندا آئی کہ یہ سب لینے دینے والی ہین تھی مخلوقات
آو گمان کیا تھا حضرت نے استغفار کیا فی الحال ایک خبر دار دیا اور یہ تہمت گران ہوئی لیکن اور
معالم مین تحت آیت اعملوا آل داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور یہ لکھا ہے عمل کرو اے آل داؤد واسطے
شکر کے اور تھوڑے ہین بندون مین سے شکر گذار بندے لکھا ہے کہ حضرت داؤد نے تمام اوقات روز و شب کو
تقسیم کیا تھا انواع عبادات پر اور انکی تاکید سے سب اہل و اتباع مصروف طاعات رہتے تھے کوئی
ساعت ایسی نہوتی تھی کہ ایک انکے خاندان سے نماز و ذکر ہو نہ ادا کرتا تھا اور آپ آدھی رات طاعت
اور عبادت کے ساتھ گذارتے تھے اور ایکدن نماز روزہ رکھتے تھے اور ایکدن افطار کرتے تھے اور تفسیر عزیزی
مین سورہ ص مین لکھا ہے جاننا چاہئے کہ قصہ نکاح حضرت داؤد کے ساتھ ایک مرد کی بی بی
اوریا نام تھا اسمین بہت اختلاف ہین بعضے اس طرح بیان کرتے ہین کہ شرع اور عقل اوسکو قبول کرنے
سے انکار کرتی ہے مگر جو کہ یہ صحت قریب معلوم ہوتا ہے اسطرح ہے کہ اوریا نے ایک عورت کی خواستگاری
کی تھی اول اپنے ازدواج کی اور بسبب رضامندی طرفانی کے قریب تھا کہ نکاح ہو وے اس عورت
کے ماں باپ کو اوریا کے ساتھ ناگہان کسی سبب تنازع ہوا انہون نے مناکحت انکی حضرت
داؤد سے اوسکے ساتھ عقد باندہا اور اوس سے پہلے حضرت داؤد کی ننانوے بیبیان تھین
پوری سو ہو گئین اور زاد المسیر مین لکھا ہے کہ عتاب الٰہی حضرت داؤد پر اس سبب تھا کہ بعد شغلہ اوریا
باوجود تنگی کے ابتیس حضرت داؤد نے نکاح کیا اور دراک مین لکہین سو مرے یعنی لونڈیان تمین
تھین اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ ناقلان اخبار سلطنت بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل حضرت
داؤد کی مجلس مین ذکر کرتے تھے کہ کوئی دن کسی بنی آدم پر ایسا نہین گذرتا کہ کوئی زلت اوس
صادر نہوتی ہو حضرت داؤد نے اپنے دل مین کہا کہ مین دن کو محراب مین رہون اور سب ساعت
عبادت مین جہد و سعی بلیغ کرون تا کوئی امر نا مشروع مجہسے صادر نہو سکے اس جہت سے ارادہ
اولی اس امر پر متعلق ہوا کہ کوئی سہو اونسے وقوع مین آوے اور ایک جماعت نے ہی سے
کہ بسبب ابتلا کے حضرت یہ تھا کہ انہون نے مناجات کی باریہ مین نے کہ صحف مطہرہ منزلہ
سماوی مین پڑہا ہے مجہے پہلے پیغمبرون کو یہ عطا ہوا ہے اور جنہین تو نے مخصوص کیا ہے اور
بنظر عاطفت محفوظ رکھا ہے مین نہین جانتا کہ کس قول یا فعل مین لانے سے وہ مستحق ہوئی عنایت

کے ہوئے تھے مجکو ہدایت کرتا ہین بھی اونکے ساتھ اقتدا کرون اور سواے سینۂ تیری سے خطوط رہو
خطاب آیا کہ انبیاء سابق کو بانواع بلیات ہمنے مبتلا کیا انھون نے اس حال مین بعروۃ الوثقای صبر تمسک کیا
تو ہمنے اوراصناف الطاف میرے کے ہوسکے تھے حضرت داؤد نے کہا مجپر بھی کوئی بلا نازل فرما تا مین بھی
بسبب مصابرت تیرے اکرام کا استحقاق پیدا کرون وحی آئی کہ اے داؤد بلا کو عافیت پر تو نے اختیار
کیا ایک حادثہ تیری جانب توجہ کریگا بعضے کہتے ہین کہ یوم موعود روز دو شنبہ ستر وین ماہ رجب تھی
اوس دن حضرت داؤد محراب صومعہ مین زبور کے پڑھنے مین مصروف تھے کہ ناگاہ ایک طائر بصورت
کبوتر کہ بدن اوسکا سونے کا اور پاؤن اوسکے دیباچہ سے مکلل بہ در اور چونچ یاقوت احمر کی اور آنکھین مرو
ارید کی اور پاؤن فیروزہ کے تھے روزن صومعہ مین سے آنکر حضرت کے روبرو بیٹھ گیا انھون نے اوسکے
حسن و لطافت پر متعجب ہوکر اپنے دل مین کہا کہ اس جانور کو پکڑکر بیٹے کو دے دیا چاہیے کہ وہ
خوش و خرم ہوجاویگا جب انھون نے اوسکے پکڑنے کو ہاتھ بڑھایا وہ پھدک کر دور ہو بیٹھا اور
حضرت نے وعدۂ صادق الوفای الہی سے غافل ہوکر زبور چھوڑکر اوٹھے اور اوس کبوتر کیطرف
متوجہ ہوے وہ طائر اوسی روزن مین سے نکلکر اوڑگیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کوٹھے پر چڑھکر باطراف
وجوانب دیکھنے لگے تا معلوم کرین کہ وہ جانور کہان گیا اس اثناء مین دیکھا کہ بجانب بوستان اوریا
اوریا کے کہ کوٹھے کے متصل تھا اس باغ مین نگاہ کی بے اختیار چشم مبارک ایک عورت صاحب جمال
پر پڑی کہ کنارہ حوض پر نہا رہی تھی اور اوس عفیفہ نے جب صورت مرد بیگانہ کی دیکھی اپنے بدنکو
بالون سے چھپا لیا حضرت نبوی صومعہ مین آئے اور اونکے خاطر نے اس عورت کیطرف میل کی
دو خواصونکو حکم کیا کہ اوس چھپا کا حال استفسار کرین بعد از تفحص عرض ہوئی کہ وہ عورت اوریا
کی منکوحہ یا منگیتر ہے اور اوریا ان دنون مین رکاب توآب خواہرزادۂ حضرت داؤد مین بکار
بلقا محاصرہ قلعہ مین مشغول تھا بعد ازین حضرت داؤد نے توآب کو لکھ بھیجا کہ اوریا کو تابوت سکینہ لیکر
قلعے کے دروازے پر بھیج تا اعدا دین شکست کھاوین اور قلعہ کو فتح کرے اور اوس زمانے مین
حال یہ تھا کہ جو کوئی تابوت سکینہ لیکر لڑائی مین جاتا تھا اتنا لڑتا تھا کہ فتحیاب ہوتا تھا یا مارا جاتا
تھا اگر پھرتا اور بھاگتا نہ تھا القصہ جب توآب نے مضمون فرمان حضرت اوریا کو پہونچایا وہ کہ جملہ
مبارزون سے تھا اتنا لڑا کہ وہ حصن حصین مفتوح ہوا اور توآب نے فتحنامہ حضرت داؤد کو بھیجا
انھون نے معلوم کیا کہ اوریا کو بدستور معہود بمحاصرہ اور قلعہ کے بھیجے اور توآب نے بنا بر فرمان
واجب الاذعان اسکو اور قلعہ پہ نامزد کیا اور اوسنے دوسرا قلعہ بھی فتح کیا آخر الامر ایک معارکہ مین
شہید ہوا اور بعضی روایات مین آیا ہے کہ پہلے ہی لڑائی مین مارا گیا اہل تحقیق اور مفسر کہتے ہین
لکھ بھیجا توآب کو اوریا کو جنگ و قتال جمیع مقربات سے ہے کسواسطے کہ ضمیر پاک انبیاء کی اسطرح

اسطرح کے حیلوں اور قصدوں سے مبرا اور منزہ ہیں بلکہ سبب زلت حضرت داؤد یہ تھا کہ اونکی خاطر میں گذرا
کہ اگر اوریا کہیں مارا جاوے تو اوسکی بی بی کو اپنے حبالہ نکاح میں لاوین اور ایک روایت سے اسطرح پر ہے
کہ اوریا کو حضرت نے طلب کیا اور اوس سے کہا کہ تو اپنی منکوحہ کو طلاق دیدے اوس نے قبول نہ کیا آخر
بعد از مدت اپنی رغبت سے ایک مقام پر مقابلہ اور مقاتلہ میں شہادت پائی جب وہ قتل ہوا تو
حضرت نبوی نے بعد انقضای ایام عدت اس عفیفہ کو پیغام بھیجا اوس نے کہا اس شرط سے
راضی ہوتی ہوں کہ اگر مجھسے فرزند پیدا ہو تو اوسکو اپنا ولیعہد و خلیفہ کرو حضرت داؤد نے اس امر
کو قبول کیا اور اوسکو اپنے نکاح میں لائے اور اوس سے حضرت سلیمان پیدا ہوے اور جب ایک مدت اس واقعہ
پر گذری حق سبحانہ تعالے نے چاہا کہ تنبیہ فرماوے کہ پیغمبروں سے ایسا فعل وقوع میں آوے کہ
ایک شخص کی منگیتر سے نبی اپنی منگنی کرے یا کسی عورت شوہردار کے خاوند کو قتل کروا کر اوسکی بی بی
کو اپنے نکاح میں لاوے اور بدون سے کیا بعید ہوگا حضرت جبرئیل اور میکائیل کو وہاں بھیجا کہ دونوں
بصورت مدعی اور مدعا علیہ ہوکر حضرت داؤد کے پاس آئے اور ہر ایک کے ساتھ جماعت فرشتوں
کے ہمراہ تھی اور تفسیر کشاف میں ابن عباس سے نقل ہے اور معالم اور مواہب میں سورہ ص میں لکھا ہے کہ
حضرت داؤد نے دنوں کو تقسیم کیا تھا ایکدن عبادت کرتے تھے اور ایک دن حکم فرماتے تھے اور ایکدن
وعظ کہتے تھے اور ایکدن خاص اپنے مہمات میں مشغول رہتے تھے اور جس دن کہ بالاخانہ پر عبادت
کیواسطے آتے تھے کئی ہزار پاسبان اوسکے گرد گھر کے ہو جاتے تھے اور لوگوں کو اوپر جانے سے
منع کرتے تھے اتفاق ایکدن دو فرشتے بصورت انسان حضرت داؤد کے گھر میں آکر عبادت خانے
کے اوپر گئے قولہ تعالے وہل اتاک نبؤ الخصم اذ تسوروا المحراب اذ دخلوا علی داؤد ففزع منہم یعنی کیا آئی ہے تیرے
پاس خبر جھگڑنیوالوں کی جسوقت کہ دیوار پر چڑھکر اوترآئے عبادت خانے میں جسوقت کہ داخل ہوئے اوپر
داؤد کے پس ڈرا اون سے کہ یہ بے اجازت کیونکر چلے آئے آیت قالوا لا تخف خصمان بغی بعضنا علی
بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط واہدنا الی سواء الصراط کہا اونہوں نے مت ڈر ہم ہیں دو جھگڑنیوالے زیادتی
کی ہے بعضے ہمارے نے اوپر بعضے کے پس حکم کر درمیان ہمارے ساتھ حق کے اور مت زیادتی کر اور راہ دکھا
ہمکو طرف سیدھی راہ کے حضرت داؤد نے کہا بیان کرو ایک نے اونمیں سے دوسرے کو اشارہ کیا آیت
ان ہذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ فقال اکفلنیہا وعزنی فی الخطاب
یعنی تحقیق یہ میرا بھائی ہے یعنی ہم دین اور ہم صحبت میرا ہے اور اوسکے پاس ایک کم سو دنبیان ہیں اور
میرے پاس ایک دنبی ہے مجھسے کہتا ہے کہ وہ ایک دنبی بھی مجھکو دیدے تا سو پوری ہو جاوین اور میرے
اوپر غلبہ کیا ہے کہ مجھکو چھوڑتا نہیں آیۃ قال لقد ظلمک بسؤال نعجتک الی نعاجہ وان کثیرا من الخلطاء
لیبغی بعضہم علی بعض الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ہم یعنی کہا حضرت داؤد نے اگر

اسطرح البتہ تحقیق ظلم کرتا ہے تجھپر ساتھ دنبی تیری کے اوپر اسقدر دنبیون اپنی کے اور تحقیق اکثر شریک
دوست ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہین مگر وہ لوگ کہ ایمان لاتے ہین اور عمل نیک کرتے ہین اور کم
ہین انمین سے بھی جو احتیاط کرین اسکی جب حضرت داؤد حکم سے فارغ ہوئے ایک نے دوسرے
کیطرف دیکھا اور ہنسے اور کہا قضی الرجل علی نفسہ یعنی حکم کیا اس مرد نے اپنے نفس اوپر اور فی الحال
اونکے روبرو سے غائب ہوگئے آیت وظن داؤد انما فتناہ فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب
اور جانا داؤد نے کہ تجھکو آزمایا ہے ہمنے اوسکو پس بخشش مانگی رب اپنے سے اور گر پڑا عاجزی کرتا ہوا
اور رجوع کیا یعنی حضرت داؤد نے جانا یہ فرشتے تھے کہ مجھکو میری ذات پر تنبیہ کرنا مدنظر ہوسکے
جب حضرت کو تنبیہ ہوئی تجھا سے خود اقرار کیا اور استغفار مشغول ہوئے کہتے ہین چالیس شبانہ روز
سر سجدے سے نہ اوٹھایا مگر بنا بر نماز یا تجدید وضو اور اتنا روئے کہ آب چشم سے گرد جائے سجدہ
کے گھانس اگی اور اثنائے گریہ وزاری مین ندا پہونچی کہ یا داؤد فقال البائس یا استغفرلی
خطاب آیا کہ تیری زلت ہمنے عفو کی اور خطا تیری سے درگذرے آیت فغفرنا لہ ذلک وان لہ عندنا
لزلفی وحسن مآب پس بخشا ہمنے واسطے اوسکے یہ اور تحقیق واسطے اوسکے نزدیک ہمارے
مرتبہ ہے نزدیکی کا اور اچھی جگہ پھر جانیکی اور ارباب تواریخ کہتے ہین والعہدة علیہم جب کہ
گریہ وزاری حضرت داؤد علیہ السلام کی حد سے گذری حضرت جبرئیل نے آکر بشارت مغفرت
پہونچائی اور حضرت داؤد نے سر سجدے سے اوٹھایا اور کہا الٰہی ہر چند میرا گناہ تو نے بخشا اور
اور قلم عفو میرے جریدہ جرم پر کھینچا لیکن محشر مین اوریا سے کیا کرونگا کہ اوسپر ظلم کیا ہے اوسکو
تدبیر ہلاک بنا کر اوسکی بی بی کو قید نکاح مین لایا اور تو حکم عادل ہے کل قیامت کو جو میرے
دو بدو مجھسے ساتھ خصومت کرے تو میرا حال کیا ہوگا وہب ابن منبہ کہتا ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام
نے یہ صورت واقعہ معروض بارگاہ حضرت صمدیت کی خطاب آیا کہ اوریا کی قبر پر جا اور اس سے
استحلال کر مین اسکو تیری خاطر سے زندہ کر دیتا ہون حضرت داؤد علیہ السلام جب قبر اوریا پر
پہونچے اور ندا کی یا اوریا یا اوریا جواب دیا کہ کون ہے کہ مجھکو خواب سے بیدار کیا اور لذت
میری مین خلل ڈالا حضرت نے کہا مین ہون داؤد کہا یا نبی اللہ یہان کیونکر تشریف لائے
فرمایا جو کچھ مجھسے تیری نسبت صادر ہوا ہے اوس سے درگذر اوریا نے کہا وہ کیا ہے
جواب دیا کہ مین نے تجھے لڑائی پر بھیجا اور تو وہین مارا گیا کہا مین نے آپکو اس امر مین
بحل کیا کس واسطے کہ اس مارے جانے کے صلے مین مجھے فردوس جنان مین درجہ بڑا
حضرت داؤد علیہ السلام خوش و خرم ہوکر پھرے اور راہ پر پھر آئے خطاب الٰہی نازل ہوا کہ اے
داؤد مین حاکم عادل ہون فقط استغنا سے تجھکو کافی نہین ہے تفصیل احوال اوسکے روبرو

بیان کرنی چاہیے حضرت داؤد پھر اوسکی قبر پر آئے اور آواز دی اوریا نے کہا کون ہے کہ بار بار مجھکو خواب
راحت سے بیچین کرتا ہے حضرت نے کہا مین ہون داؤد کہا یا نبی اللہ کیون آئے ہو کہا مین اسواسطے
آیا ہون تا مجھے تو عفو کرے کہا پہلے عفو کر چکا ہون حضرت داؤد نے کہا مین نے تجھکو لڑائی مین اسواسطے
بھیجا تھا کہ تو شہید ہووے اور مین تیری بی بی پر تصرف کرون اوریا نے جواب نہ دیا اور حضرت نے تین
مرتبہ طلب تجاوز اور اغماض کیا آواز اوسکی نہ سنی جب مایوس ہوئے بر سر قبر سر پر خاک ڈالنے لگے اور
کہا واے داؤد پر اوس دن کہ ترازوے عدل نصب ہوگی واے اوپر داؤد کے اوس دن کہ داؤد مظلوم
ظالم سے لیجاویگی واے اوپر داؤد کے اوس دن کہ گنہگارونکے ساتھ دوزخ کیطرف لیجاوینگے اثنا
اس تضرع اور بکا مین ندا پہونچی کہ اے داؤد مینے تجھکو بخشا حضرت داؤد نے کہا یارب تو غافر الذنوب
ہے اوریا عفو نہین کرتا خطاب آیا اے داؤد فرداے قیامت کو اوریا تیرے ساتھ مخاصمت کریگا مین
نعیم جنت اور حور و قصور اوسکو عطا کرونگا کہ وہ تجھسے راضی ہوکر دست خصومت کو طاق نسیان پر رکھیگا
حضرت داؤد نے کہا تب جانا کہ مغفرت اور آمرزش تیری میرے شامل ہوئی اور کسی طرح کا دغدغہ
اوریا کیطرف سے خاطر مبارک مین نہ رہا جماعت ثقات کہتے ہین کہ حضرت داؤد بعد اس قضیہ کے تیس
برس زندہ رہے اور دوام خاطر حضرت کی اندوہناک اور ندیم ندامت رہی اور تفسیر منعی مین لکھا
ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے حضرت داؤد کی توبہ قبول کی پر نہالی اور گناہگار کے واسطے اپنی نفس
زیادہ دعا اور استغفار کیا کرتے تھے اور تنہا بیٹھے اور گنہگارون اور دلفگارون مین بیٹھا کرتے
تھے اور اس لغزش سے پہلے ایکدن صیام اور آدھی رات بقیام گذارتے تھے بعد اوسکے صائم الدہر
اور قائم اللیل ہوئے ہر روز روزہ رکھنے لگے اور تمام رات عبادت مین کرنے لگے اور اپنا سر
ازروے حیا آسمان کیطرف نہ اوٹھایا تا آنکہ وفات پائی اور مروی ہے کہ تمام عالم کے اشک جمع کرین
حضرت داؤد کے اشکون سے زیادہ نہووین اور حضرت داؤد علیہ السلام اور تمام اہل زمین کے اشک
جمع کرین حضرت آدم کے اشکون سے کہ بہشت سے نکالے گیا تھا زیادہ نہووین اور روایت
کیا ہے کہ بعد زلت داؤد علیہ السلام کے قرأت زبور مثل آب روان کہا ہوا تھا اور نہ ہوا ہم
اور وحوش و طیور اوسکی قرأت سنتے تھے جب اوسکی لغزش ان سے نقصان قبول کیا اور نہ ہوئی
شروع ہوئین کہا الٰہی یا ہدایتی عتاب و ند کیا ہے فرمایا انقطاع معصیت کہ تجھسے سرزد ہوئی اس سبب سے
تیرے حال نے تغیر پایا کہا الٰہی اوسکو تو نے بخشا نہین اور کیا آمرزیدہ نہین کیا فرمایا بخشدیا اور
آمرزیدہ کیا لیکن جو حالت اور قرب کہ میرے اور تیرے درمیان مین تھی سرشتہ بندگی اوسکو منقطع
پاینگا معالم التنزیل اور کشف الاسرار مین لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو سلسلہ
عطا فرمایا کہ ایک سرا اوسکا کہکشان آسمان سے ملا ہوا تھا اور دوسرا صومعہ بلکہ

علیہ السلام سے قوۃ مین مثل آہن تھا اور رنگ آتشین رکھتا تھا اور تمام حلقہ گرد اوسکے مرصع بجواہر تھے جو بیمار کہ اوسکو ہاتھ لگاتا تہا اچھا ہوجاتا تھا اور دوسرا اوسکو نہ پکڑ سکتا تھا اور جب کوئی حادثہ ظاہر ہوتا تو اس سلسلہ کو جنبش اور حرکت ہوتی تھی اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد بھی ایک مدت تک وہ زنجیر طولانی اپنے مقام پہ قایم رہی تا آنکہ ایک بادشاہ نے یا کسی شخص نے ایک بیش قیمت موتی ایک شخص کو امانتا حوالہ کیا تھا ایک مدت کے بعد جب اوسنے طلب کیا اوس شخص نے انکار کیا دونون نے اس سلسلہ کی طرف رجوع کی جس شخص کے پاس موتی تھا اول کچھ عذر و حیلہ درمیان لاتا اور بعد ایک لکڑی اندر سے خالی لیکر اور وہ موتی اوسمین رکھکر اس شخص کے ساتھ ہولیا جب دونون سلسلے کے پاس پاس پہونچے صاحب حق نے کہا میری امانت مجھے دے اوسنے انکار کیا اور کہا اگر تو سچا ہے تو اس سلسلہ کو پکڑ لے اوسنے ہاتھ بڑھاکر اوس سلسلہ کو پکڑ لیا پھر اوس منکر کو کہا تو بھی ہاتھ دراز کر اور اوسکو پکڑ اوسنے صاحب موتی سے کہا کہ اس میری لکڑی کو تھام کہ مین بھی اوسکو پکڑون پھر وہ لکڑی دیکر سلسلہ پاس کھڑا ہوا اور کہا الٰہی تو آگاہ ہے اور دانا اور بے نیاز ہو کہ جسکی امانت کہ میرے اوپر دعوے کرتا تھا اسکو سونپ دی ہے اگر اس امر مین سچا ہون تو میرا ہاتھ اس سلسلہ کو پہونچ جاوے اور ہاتھ بڑھاکر اسکو پکڑ لیا جتنے آدمی کہ حاضر اور موجود تھے سب نے تعجب کیا اور اثر سلسلہ مین شک لائے اللہ تعالےٰ نے اوسکو وہان سے اوٹھا لیا اور بعض مفسرین کہتے ہین کہ تشدید اور تشدید ملک اودین آیہ واقع ہوا یہ آیت وشددنا ملکہ واتینہ الحکمۃ وفصل الخطاب یعنی اور زبردست کی ہمنے سلطنت اوسکی اور دی ہمنے اوسکو حکمت اور فیصل کرنے والی بات مشعر اس امر پہ ہے کہ حشمت حضرت کی اس مرتبہ کو پہونچی کہ جب رات کو محراب مین بعبادت الٰہی مشغول ہوتے تھے ہزار نفر محافظت کرتے تھے اور ہیبت اونکی اسقدر غالب تھی کہ کیا مقدور کوئی ایک دوسرے سے مخالف عقل و شرع کلام کرے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ منشاء تشدد ملک یہ تھا کہ ایک شخص ایک اشراف بنی اسرائیل مین سے حضرت داؤد کے پاس لایا اور اوسپر دعوی کیا کہ اوسنے میرا بیل چھین لیا ہے اور مدعا علیہ نے انکار کیا حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعی سے گواہ طلب کیے اور وہ مظلوم اقامت بینت سے عاجز ہوا حضرت نبوت پناہ نے فرمایا کہ اب تم جاؤ مین اس مقدمہ مین تامل کرونگا اوسی شب حضرت نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ مدعی سچ کہتا ہے اور مدعا علیہ واجب القتل ہے اسکو مار ڈال جب حضرت بیدار ہوے سوچے کہ محض ایک خواب سے ایک شخص کو کیونکر مار ڈالون اور بعد ازین کہ تین رات متواتر خواب مین اسی طرح دیکھا مدعا علیہ کو طلب کیا اور کہا کہ مین تجھکو

بار ڈالتا ہون اوس شخص نے مضطرب ہوکر کہا کس شرع مین جائز ہے کہ کسی مسلمان کو بے ثبوت گناہ
قتل کرین حضرت داؤد نے جواب دیا کہ حضرت جبار منتقم حقیقی کیطرف سے اسیطرح سے مامور ہوا ہون ہرگاہ
اوس شخص نے جانا کہ جناب نبوی میرے قتل پر بالیقین مستعد ہین کہا یا نبی اللہ مین بواسطہ عقوبت
گاؤ کے مواخذہ وار قابل نہین ہون بلکہ زمان سابق ہین بیر صاحب گاؤ کو ناحق سے قتل کیا
تھا جب حضرت خلافت پناہی نے روح اس شخص شیخ المقدار کو بمرگ اصلی روانہ کیا ہیبت عظیم
نے تمام خلایق مین قرار پکڑا اسکو ظاہرا ور باطن مین مجال مخالفت اور تمادی نہی اور مراد حکمت
آیہ مذکورہ مین نبوت ہے اور درباب فصل الخطاب اقوال متعددہ ہین چنانچہ تین وجہ پر انہین سے اکتفا
کیا جاتا ہی اوّل یہ کہ مقصود اس لفظ سے بیان کلام اجرای احکام ہے دوسرے یہ کہ غرض علم حکمت
ہے اور بصارت با احکام قضا تیسرے یہ کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ فصل
الخطاب سے مراد اقامت بینہ سے مدعی پر اور توجہ یمین منکر پر کیواسطے کہ فصل قضایا انہین دو
طریق مین سے ایک پر مبنی ہے واللہ عالم بالصواب اور تفسیر مدارک اور نیشاپوری اور تفسیر کبیر مین
بیچ معنی آیہ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت اور البتہ تحقیق جانا تھے ان لوگون کو کہ عبادت کی تھی
انھون نے تم مین سے بیچ دن ہفتے کے نقل کی ہے کہ حضرت داؤد کے زمانے مین یہودیون کی
عبادت کیواسطے جمعہ کا دن مقرر تھا انھون نے ہفتے کا دن اختیار کیا اپنی تعظیم اوسدن کی اونپر
لازم تھی کہ اوسدن پہ مچھلی کا شکار نکرتے تھے اور دنیا کے کامون مین مصروف اور نہوتے تھے لیکن سوی
اس امر کے کہ انھون نے خلاف فرمان خداوند کریم ہفتہ اختیار کیا تھا خدا تعالے نے اونکو بلا کے ساتھ
مبتلا کیا اور ہفتے کے دن کہ اوسدن مچھلی کا شکار منع تھا بہت مچھلیان آیا کرتی تھین اور پانی مین منہ
نکالکر ظاہر ہوتی تھین اور اور دنون مین کسیکو کوئی مچھلی نہ دکھائی دیتی تھی انھون نے جب یہ حالت دیکھی
حسرت سے ہاتھ ملنے لگے آپ لوٹا کیے اور شکار کرنا مشکل و صبر کرنا دشوار ہوا آخرالامر انھون نے حوض بنا
اور دریا مین سے انہین پانی کاٹ کر ڈالا اور ہفتے کے دن مچھلیان ظاہر ہوتی تھین اون حوضون مین
ہانک لاتے تھے اور اونکے آگے جال ڈالکر چھوڑتے تھے اور مچھلیان وہان آتی تھین اور
ہفتے کے دن پکڑتے تھے جب چند نوبت انھون نے اس طرح کیا اور اثر عذاب ظاہر نہوا دلیر
ہوکر اوسدن کی تعظیم سے درگذرے حضرت داؤد نے انکے واسطے دعا بد کی اور تین گروہ
تھے ایک گروہ یہ فعل کرتا تھا اور ایک قوم انکو اس سے منع کرتی تھی اور ایک جماعت شکار نکرتی
تھی اور نہ منع کرتی تھی جو لوگ کہ شکار کرنے والون کو منع کرتے تھے جب کہ اونکی پند و نصیحت
اونکو موثر نہوئی اور ناامید ہوے اونکو چھوڑکر اپنے گھرون مین دیوارین کھینچ لین
اور اپنے محلہ کا دروازہ علحدہ کرکر اونکی آمد و رفت بند کی اور اپنے فرزندون اور توابعون

انکی ملاقات سے منع کرا دیا اور باز رکھا یہ لوگ ایکدن اپنے محلے سے باہر آئے اور کوئی فاسقونکے
محلے سے باہر نہ آیا انھوں نے انکو ڈھونڈھا سبکو دیکھا کہ بندر کی شکل ہوگئی ہین اور اپنے لوگونکے گرد
گریہ کنان پھرتے تھے اور اونکے کپڑے لیتے اپنے منہ ملتے ہین انھون نے کہا آیا ہم تمکو اس فعل شنیع
سے منع نکرتے تھے اور یہ سنتے اور سر ہلاتے اور ایک دوسرے کو تکتا تھا بعد تین دن کے ایک ہوا
پیدا ہوئی اوسنے سبکو اڑا کر دریا مین لیجا کر ہلاک کر دیا اور تفسیر مدارک مین مذکور ہے کہ جوان جوان
بندرون کی شکل ہوگئے تھے اور بڈھے سورون کی صورت اور تین دن زندگانی کی اور بعد مرگئے
اور بعضے کہتے ہین کہ کچھ اونمین سے باقی رہے اور اونسے توالد اور تناسل ظہور مین آیا اور وہ گروہ
کہ مچھلیان پکڑتے تھے اور منع کرتے تھے اونمین اختلاف ہے کہ یہ بھی مسخ ہوکر ہلاک ہوئے یا نجات
فوائد السالک مین لکھا ہے کہ بادشاہی کیا مشکل کام ہے اور شہریاری کیا بار گران ہے کہ حضرت داؤد باکمال درجہ
نبوت اور مرتبۂ رسالت ایسے امر کے ساتھ مامور ہوئے فصل تیسری ذکر شلوم بن داؤد علیہ السلام
مین راویان اخبار پاستان روایت کرتے ہین کہ جس آوان مین حضرت داؤد علیہ السلام بگریہ
انابت مشغول تھے اور سر سجدے سے نہ اوٹھاتے تھے امور ملکی تباہ اور احوال رعیت دگرگون ہونے لگا
ایک جماعت نے سفہاے بنی اسرائیل سے شلوم بن داؤد کو کہ دختر طالوت سے پیدا ہوئے تھے
اس امر پر فریفتہ کیا کہ آپ کا باپ سیاست اور اجراے احکام سلطنت سے عاجز ہوگیا اور اکبر اولاد
خاندان نبوت اور احق بضبط ولایت آپ ہین مملکت کو اپنے تصرف مین لایا چاہیے کہ ہم غلام تمہا
اکمل معاونت اور فرمانبرداری آپکی مین قاصر اور قاصر نہونگے اور اگر پدر بزرگوار آپکا اس
باب مین عتاب فرماوے تو کہنا کہ مین نہ چاہتا تھا کہ اعداے دولت طمع خزانہ اور ملک کی نکرین یہ
مہم خطیر اختیار کرتا ہون اور اپنا اس امر مین دھرا اور افسون پڑھا کہ بکلام ان مفسدون کے ہم
داستان ہوکر اسی اساس سلطنت کو برہم کرنا اپنی بدرخاست چاہا حضرت داؤد اس امر سے مطلع ہوئے
اور اونکا قصد فاسد یہ کر وہ جانا مع اپنے خواہرزادہ کہ نام اوسکا یوآب تھا اور ہدایت اور دلاوری مین
عدیل نرکھتا تھا اور دوسرے وزیر روشن رائے کی کہ اصابت تدبیر مین مشارالیہ زمان اور مقبول عالمیان
دوران تھا بنی اسرائیل مین سے نکل گئے جب شلوم حضرت پدر بزرگوار سے خبردار ہوا اونکے پیچھے
مین سعی شروع کی حضرت داؤد نے وزیر باتدبیر کو شلوم کے پاس بھیجا اور وصیت کی
کہ اس صورت کو مخفی رکھنا چاہیے کہ تجکو [illegible] بھیجا ہے اور وہان بکمال عقل و دانش
شرایط نصیحت بجا لانا شلوم مقام [illegible] سے بسر ہو [illegible] وزیر خردمند نے شلوم پاس
آن کر بلطف مقال اور [illegible] دلیل معقول اوسکو مخالفت سے باز رکھا اور حضرت نبوت مآب نے
بصد شرافت و کرامت مراجعت کی اوس وقت اوس فرزند عاق نے نیابت خلیفہ باتفاق سے

فرار کیا حضرت نے تواب کو فرمان دیا کہ تا قرۃ العین کو استمالت دیکر پھیرے اور یہ بھی تواب سے کہدیا
تھا کہ اسکی جان کو کچھ آسیب پہونچانا اگر میرے خلاف مرضی تجھسے صادر ہوگا تو یقین جان کہ
تجھکو اوسکے قصاص مین قتل کرونگا تواب نے سلوم کا تعاقب کیا اور اوسکو گھیر لیا لیکن وصیت
حضرت فراموش کی اور اوسکے قتل پر دست تطاول دراز کیا اور جب یہان سے پھر کر صورت واقعہ
عرض کی حضرت نے خفا ہوکر تواب کو بنابر اوس کردار ناشایست کے بقصاص تہدید کی مگر بلحاظ
مصلحت سلطنت اوسکے بارے مین تاخیر اور توقف روا رکھا اسواسطے کہ تواب ایک سردار
زبردست فیروز جنگ تھا اور اپنے مرض موت مین حضرت سلیمان کو خفیہ وصیت کی بعد میرے
اوسکے قتل مین تامل روا نہ رکھنا منقول ہے کہ حضرت داود کے زمانے مین کثرت بنی اسرائیل فقط حد
کو پہونچی تھی کہ حضرت داود نے انکی زیادتی سے تعجب کیا اسی اثنا مین وحی نازل ہوئی کہ اے داود
ہنگام قصد ابراہیم ذبح فرزند اوسکے بیٹے سے وعدہ کیا تھا کہ اوسکے نسب کو فراوان کرون بعد ایفا
اس وعدہ کے بسبب مشاہدہ امور خلاف رضا میرا ارادہ اسی امر پر متعلق ہوا کہ انکو بلیات مبتلا
کرون تا یہ جماعت کمتر ہووے اب تین حادثون مین سے ایک اختیار کرے اور حوادث ثلثہ یا
قحط ہے دوسرے استیلاے دشمن تیسرے نزول طاعون حضرت داود علیہ السلام نے باستماع وحی
فرمان دیا اور صورت واقعہ سے مطلع کیا اور اونکو مخیر گردانا کہ جونسا حادثہ چاہو اختیار کرو یہود نے
کہا پیغمبر اور بادشاہ ہمارے تم موجود ہو جو حضرت کو منظور ہو ہم راضی ہین حضرت داود نے فرمایا کہ بلا
قحط مستلزم ذہاب رحمت اور قطع ارحام ہے اور تسلط اعدا شماتت عظیم رکھتی ہے جسکو اندک حمیت ہوگی
اسکی تاب نہ لاویگا اور علاوہ یہ کہ کوئی وضیع و شریف باقی نہین رہیگا قرین صلاح یہ ہے کہ خیر تمھاری اسی مین ہے
کہ اپنے گھر مین نہین بعلت طاعون مرجاؤ اور اپنے امور خداوند عالم تفویض کرو کہ وہ ارحم الراحمین ہے یہود نے
حضرت داود کی نصیحت قبول کی حضرت نے کہا پس اب کفن پہنکر مع عورتون اور اولاد کے ایک مقام پر
جمع ہو چنانچہ سب اسی طور پر فراہم ہوے اور ظہور اثر وباے طاعونی ہوا اور بہت آدمی ہلاک ہونے لگے اوسوقت
حضرت داود علما اور احبار بنی اسرائیل کو لیکر صخرہ بیت المقدس پر آئے اور سر سجدے مین رکھکر بتخشع اور تضرع
اشتغال کیا تا آنکہ دعاے حضرت اور احبار آخر اوس روز مین باجابت مقرون ہوئی اور حضرت نے سر سجدے سے
اوٹھا کر علما کو بشارت دی بعد از رفع بلاے طاعون کہ مردونکا شمار کیا طلوع آفتاب سے تا ہنگام غروب تک لاکھ
ستر ہزار نفر نے قالب تہی کیا تھا فرد سبحان خالقی کہ صفاتش زکبریا ۔ بر خاک عجز میفگند عقل انبیا ۔ جب اکثر قوم
غضب الہی سے خلاصی پائی حضرت داود نے اونسے کہا کہ شکر حضرت خداوند عم احسانہ تمھارے ذمۂ ہمت پر لازم
اور واجب ہے اور کوئی شکر زیادہ اس سے نہین ہے کہ ایک مسجد اس مقام پاک مین بناؤ بنی اسرائیل نے کمر بطاعت
باندھی اور حضرت داود نے مناجات کی اجازت ایزدی بھی حاصل ہوئی آنحضرت اور قوم نے اساس مسجد اقصی تجدید و

تمام مشغول ہوے روایت کرتے ہین کہ وہ زمین طایفۂ بنی اسرائیل مین مشترک تھی سب لوگ بطیب نفس اپنے
حقوق سے درگذرے مگر ایک فقیر نے کہ اس باب مین انکار کیا اور قوم نے بخشونت پیش آکر اوس سے
کہا کہ اگر تو اپنے حصے کو بیچتا ہے تو اوسکی قیمت دیتے ہین والا بخلاف رضا تیرے مسجد مین داخل
کرینگے اوس شخص نے حضرت داؤد پاس جاکر شکایت کی حضرت نبوی نے فرمایا کہ ہم رضامندی
تیری سے قطعۂ زمین تیرا خریدتے ہین اب اپنا حصہ تو کتنے کو بیچتا ہے کہا جسطرح رائے نبوت پناہ
مقتضی ہووے حضرت داؤد نے کہا اگر تو چاہے تو تیری زمین کو گوسفندون اور شتر سے بھر دون
اور اگر اس سے زیادہ چاہے اوسکا سرانجام کر دون اوس شخص نے کہا میرے قد کے برابر میری
زمین کے گرد دیوار اوٹھا کر اوس احاطہ کو اشرفیون سے بھر دو تو مین راضی ہوتا ہون حضرت داؤد
بنی اسرائیل سے درپے اداے قیمت اوس زمین کے ہوے اوس فقیر نے کہا یا نبی اللہ عالم الغیب
والشہادۃ کہ تمھارے اسرار ضمائر پر مطلع ہی جانتا ہے کہ بحضرت جریمہ اپنے جرایم کو دوست تر رکھتا ہون
تمام تمہارے دنیاوی سے مقصود میرا اس کلام سے تجربہ قوم تھا نہ اخذ متاع دنیا اب بتعمیر و سعادت بناے
مسجد مین مشغول ہو کہ مین بہاے اس پارہ زمین سے بخوشی درگذرا پھر حضرت داؤد مع اخیار اور اشراف
قوم استحکام بنیاد مسجد اقصے مین مشغول ہوے جب اوسکی دیوار نے بمقدار قامت انسان ارتفاع پایا
خطاب الٰہی پہونچا کہ تم مشکور اور شکر تمھارا مقبول ہوا اب اس عمارت سے دست بردار ہو کہ یہ
مسجد عالیشان باہتمام ایک ولد بلند مکان تمھارے سے سرانجام پاویگا تا ذکر مناقب و مآثر اسکی خلائق
مین تا روزگار دراز باقی رہے بنا برین آپ اوسکی تعمیر سے دستکش ہووے اور اوس عمارت کو ناتمام
چھوڑ دیا اور بعد فوت حضرت داؤد حضرت سلیمان نے بامر ملک المنان تعمیر مسجد اقصی باتمام پہونچائی
کہ تفصیلاً کیفیت اور چہرہ اوسکا اونکے قصہ مین نگارش ہوگا انشاء اللہ تعالی فصل چوتھی ولادت
باسعادت حضرت سلیمان مین۔ اور منتقل ہونا خلافت کا طرف اونکے داؤد علیہ السلام سے اور ذکر وفات
حضرت داؤد علیہ السلام اصحاب سیر اور اخبار کہتے ہین کہ ولادت حضرت سلیمان بنت حنانا اوریا
سے بعد قبول توبہ حضرت داؤد واقع ہوئی اور آثار لڑکپن اور مبداء نشو و نما مین ناصیہ
ہمایون سے امارات اقبال لائح اور علامات جلال ظاہر تھین اور صورت خوب اور سیرت محبوب
رکھتے تھے اور جو فراست اور ہوشمندی اونکی جبین مبین سے واضح تھی تو باوجود مغایرت عمر حضرت
داؤد مقدمات کلیہ مین اونسے مشورت کرتے تھے اور اوسی ہنگام مین چند چیز عجیب و لطیف صادر
ہوئی تھین کہ حضرت داؤد کو یقین ہوا تھا کہ عنقریب معارج مراتب نبوت اور سلطنت پر ارتفاع
پائیگا چنانچہ ضمن ایراد حکایات مین کمال فطانت اونکا واضح ہوتا ہے اول یہ کہ حضرت داؤد
نے ایک شخص کو فرمایا کہ باحکام قضا مشغول ہو کر مہمات برایا اور مقدمات متنازعہ فیہا

فیصل کرتا رہے اس اثنا میں ایک عورت زیبا صورت کہ حسن و ملاحت میں یکتا تھی بواسطہ دعوی
مال اپنے کسی شخص پر اوس قاضی کے پاس آئی اور وہ اوسکے جمال پر فریفتہ ہوا جب عورت نے اپنے
اپنے گھر میں مراجعت کی قاضی نے اپنا معتمد اس جمیلہ پاس بھیجا اور خواستگاری کی عفیفہ نے ش
پیغام کو رد کیا اور کہا کہ مجھکو نکاح کی خواہش نہیں ہے قاضی بے دیانت نے بزنا و عورت کی ضیعفہ
درجواب کہلا بھیجا کہ میں فعل شنیع سے کوسوں دور ہوں اور جب وہ مستورہ قاضی القضاۃ سے ناامید
ہوئی صاحب شرطا پاس استغاثہ کیا اور صاحب شرطا اور اوسکے درمیان میں بدستور
مذکور قیل و قال اور طلب اتناع واقع ہوا پھر اوسنے بصاحب شوق التجا کی کہ امیر بازار نے
بھی طمع فاسد درمیان لاکر جواب دیا پس ہرگاہ سب مخادیم سے مایوس ہوئی التجا بجناب
حضرت داؤد لے گئی اوسکو بھی بمثل یاران سابق یا جب تحریک کسی علاقہ سے فتح الباب نہوا
اپنے حق سے درگذر کر کنج عافیت میں بیٹھی قضارا ایک دن قاضی اور وہ تینوں مفسد
ایک مجلس میں جمع ہو کر کچھ کچھ آپسمیں باتیں کر رہے تھے کہ اوس جمیلہ کا ذکر درمیان آیا
اور خویشتن داری اور اوسکے استغنا سے پریشان ہو کر اس امر پر اتفاق کیا کہ کچھ حیلہ کرنا چاہیے
کہ اوسکی ہلاکت کو مستلزم ہووے تاہم اوسکے دغدغہ وصال اور سوداے القمال سے فارغ ہوویں
آخرالامر اتفاق اس امر پر ہوا کہ گواہی دروغ دیویں بایں تمہید کہ اسکے پاس ایک کتا ہے اور اوسکے
ساتھہ مباشرت کرتی ہے اداے شہادت میں متفق الکلمہ ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس
گئے اور اس حدیث مکروہ کو بمبالغہ تمام معروض اسماے عالی کیا حضرت داؤد نے تا قضاے مضمون
انحکم بالظاہر یعنی ہم حکم کرتے ہیں ساتھہ ظاہر کے جس طرح حضرت موسی کی شریعت میں مقرر تھا
رجم مجرم کا حکم فرمایا اوسوقت حضرت سلیمان یہ حکم سنکر بسبب یقین نکرنے گواہی اون لوگونکے
محکمہ سے باہر آگئے اور ایک جماعت ہمسن لڑکوں اور اون لوگوں سے کہ اونکی ملازمت میں رہتے تھے
تھے موافقت کی اور بعد خروج مجلس پدر ایک مقام پر بیٹھے اور آدمی بھیجا تا وہ جماعت کہ اس مخدرہ
کے رجم پر مامور ہوئی تھی تنفیذ حکم میں توقف کریں پھر اون لڑکوں میں سے ایک کو وکیل کو بنظر انصاف
عورت کے بنا پر ایک گوشہ میں بٹھایا اور چار لڑکوں کو فرمایا کہ اوسکے حال کو ظاہر کریں جیسے
اون چار دروغگویوں نے محکمہ داؤدی میں اوس عفیفہ پر گواہی دی تھی بعد اداے شہادت اون
چار لڑکوں کو جدا جدا کیا پھر ایک کو انمیں سے بلایا اور پوچھا کہ اس کتے کا رنگ کیا ہے جواب دیا
کہ سیاہ ہے اوسکو علیحدہ ایک گوشے میں بھیجدیا پھر دوسرے کو بلایا اور اوس سے بھی وہی سوال کیا
اوسنے کہا سرخ ہے اور اسیطرح تیسرے اور چوتھے کو جدا جدا بلا کر استفسار کیا اونھوں نے
اور رنگ بتائے جب اقوال اطفال لون کلب میں مختلف پائے فرمایا کہ اسے

فاسق فاجر ہو تم چاہتے ہو کہ مجکو فریب دو تا حکم کرون کہ صالحہ اور مسلمہ کو سنگسار کرین پہر اون کون
سے کہا کہ ان جھوٹے گواہون کو مار ڈالو اوسیوقت ایک ملازمان داود نے صورت واقعہ حضرت سے جا کر
عرض کیا کہ حضرت سلیمان نے اسطرح پر کیا حضرت داؤد نے باستحضار گواہان فرمان دیا اور انکو
علیحدہ علیحدہ کر کر ایک ایک سے جدا جدا بدون وقوف دیگر طلب تعین رنگ سگ کیا جب اقوال
شہود باہمدگر مخالف ہوئے حکم واجب الاتباع نے شرف نفاذ پایا کہ جزاے کردار ناپسندیدہ مفترین
کو بتقدیم پہونچاوین دوسرے یہ کہ دو عورتون نے کہ ایک ایک کے پاس ایک ایک لڑکا تھا
کپڑے دہونے کے واسطے ندی پر صحرا مین جا کر اور اپنے فرزندونکو ایک درخت کے سایہ مین چھوڑ
دیا اور آپ شست و شو مین مصروف ہوئین اونکی غفلت سے ایک لڑکے کو بھیڑیا لیگیا اون
دونون ضعیفہ نے طفل باقیماندہ مین منازعت شروع کی ایک نے کہا یہ میرا کلیجہ ہے دوسری نے
کہا یہ میری آنکھ کی پتلی ہے آخر الامر جھگڑتی ہوئی حضرت داؤد کے پاس گئین حضرت نے بمقتضای
اسکے کہ ایک متصرف تھی اور دوسری کہ مدعی تھی اور گواہ نہ رکھتی تھی حکم کیا کہ طفل بید والیہ
یعنی جسکے ہاتھ مین ہے تعلق رکھتا ہے اور وہی اسکی مالک ہے جب وہ دونون محکمہ سے باہر آئین
اور حضرت سلیمان نے اونکو دیکھا پوچھا کہ پیغمبر خدا نے تمھارا مقدمہ کسطرح سے فیصل کیا ایک
نے اونمین سے حقیقت واقعی بیان کی اور دوسری نے شکایت ناانصافی ظاہر کی آپنے کہا کہ اگر
تم کہو مین آرزوے عدالت انفصال اس قصہ کا کرون اونھون نے کہا اس سے کیا بہتر اوس وقت
حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک چھری طلب کی اور لڑکے کو اس عورت سے لے لیا انہون نے
پوچھا کہ اس کودک کو کیا کروگے جواب دیا کہ اسکے دو ٹکڑے کر کر ہر ایک کو آدھا آدھا دونگا
ایک عورت ان دونمین سے کاٹنے پر راضی ہوئی اور دوسری رونے لگی اور کہا یہ طفل اسکو
دیتی ہون مین اس فعل مین راضی نہین اور دعوی سے درگذری حضرت سلیمان نے اس عورت کو جو رونے
لگی اور کاٹنے پر راضی نہ ہوئی لڑکا حوالہ کیا اور کہا کہ اگر اسکا نہ ہوتا تو یہ بھی راضی چیرنے پر
ہوتی جب یہ حدیث حضرت داؤد علیہ السلام سے لوگون نے کہی آپ نے کیاست اور دانش
فرزند رشید پر بہت تعجب کیا تیسرے یہ کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان سیر کرتے
پھرتے تھے کہ انکا گذر ایک قوم پر ہوا اوس جماعت مین ایک کودک تھا کہ اوسکو ابن الام
کہکر پکارتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام نے اس قوم سے نام اصلی اوس لڑکے کا پوچھا جواب دیا
کہ اوسکی سوا اسکے اور کچھ اوسکا نام نہین ہے حضرت سلیمان نے عرض کیا یا نبی اللہ مین اسکا حال
دریافت کرون حضرت داؤد علیہ السلام نے اجازت دی جب منزل مین مراجعت کی حضرت سلیمان
نے باحضار قوم حکم دیا اور بعد از تفریق یکدیگر اور تفتیش بسیار کہا کہ یہ کودک بنا بر وصیت پدر

اس نام کے ساتھ موسوم ہوا جب حضرت سلیمانؑ نے تفحص میں مبالغہ کیا تو بعضے امین سے اس بات پہ مقرر
ہوئے کہ جس زمانے میں کہ باپ اس لڑکے کا ضرب سے زخمی ہوکر قریب مرگ ہوا اور اسکی بی بی حاملہ تھی
اُسنے وصیت کی کہ اگر تیرے شکم سے بیٹا پیدا ہووے تو اسکا ابن الام نام رکھنا اور اگر بیٹی ہووے
تو بنت الام کہنا حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت سلیمانؑ نے کیفیت واقع سے مطلع کیا حضرت
خود متوجہ احقاق ہوئے اور ظاہر ہوا کہ بطمع مال اُن لوگون نے اُسکو زخمی کیا اور اُسکا مال و متاع
لے لیا تھا آپ نے جو مال کہ انھون نے ترکہ مقتول سے غصب کیا تھا اور باعث اُسکے مارنیکا
بھی یہی تھا انھون سے لیکر وارث کو دیا اور اُن بیباکون اور ناپاکون کو قصاص پہونچایا چوتھے
احکام سلیمانی میں سے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اُسپر عمل کیا ایک حکم تھا کہ درباب
یوحنا اور ایلیا اُنسے صادر ہوا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ دو شخص ہمسائگی ایک دوسرے کے
میں بسر کرتے تھے ایک یوحنا نام رکھتا اور دوسرے کا ایلیا نام تھا ایک رات کو گوسفندان
یوحنا ایلیا کی کھیتی آکر خراب کر گئین قال اللہ تعالی وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث اذ نفشت
فیہ غنم القوم وکنا لحکمہم شاھدین یعنی اور داؤد اور سلیمان کو ہدایت دی جسوقت کہ حکم کرتے تھے دونون
بیچ کھیتی کے جسوقت کہ چر گئین بیچ اُسکے بھیڑین ایک قوم کی اور تھے ہم واسطے حکم اُنکے کے شاہد
روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ نفش لغت میں بمعنی چرنا کے چرواہے کے رات کو ہے القصہ جب
صبح ہوئی ایلیا یوحنا کو حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لایا اور اُسپر دعوے کیا کہ اسکی بھیڑ دن
نے میری کھیتی تباہ کر دی ہے کہ رات کو اُسنے اپنی بھیڑین بے راعی چھوڑ دی تھین اور
تقصیر یوحنا پر ثابت ہوئی حضرت داؤد علیہ السلام نے حکم دیا کہ بصرا اور نظر اندازی کھیتی اور
غنائم کی قیمت تشخیص کرین جب قیمت معین ہو چکی تو بنابر فرمان داؤد سب زراعت پر یوحنا
کو متصرف کیا اور اغنام اُسکی عوض نقصان میں ایلیا کو دین اور متخاصمین محکمہ سے باہر آئے
حضرت سلیمان نے اُنسے پوچھا کہ تمھارا قضیہ کس طرح فیصل ہوا اُنھون نے صورت حال بیان کی
حضرت سلیمان نے کہا پیغمبر خدا نے حکم پسندیدہ فرمایا ہے لیکن اگر مجھکو تم مین حکم فرماتے
تو مین ایسا حکم کرتا کہ تم دونون راضی ہوتے یہ سخن کسی نے حضرت داؤد سے جا کر عرض کیا
حضرت نے فرزند ارجمند کو طلب فرمایا اور صورت واقعہ استفسار کی حضرت سلیمان نے
بنابر آداب جواب سے انکار کیا اور بعد الحاح ومبالغہ کہا کہ اغنام صاحب حرث کو دیا چاہیئے
تا انکے بچون سے منتفع ہووے اور کھیتی بصاحب اغنام تسلیم کرنی چاہیئے تا جیسے پہلے تھی کر دیوے
پھر ایلیا اپنی کھیتی لے لیوے اور یوحنا اپنی اغنام پر متصرف ہووے حضرت داؤد علیہ السلام
اس حکم سے بہت خوش ہوئے اور کہا لا یفضض اللہ فاک یا بنی ذالک فہما یعنی ففہمنٰہا

عقل تیری اے چھوٹے فرزند میرے اور زیادہ کرے تجکو فہم - اور دونون مدعی اور مدعا علیہ نے
راضی اور شاکر مراجعت کی اور باستصواب حضرت سلیمانؑ اور استرضائے حضرت داؤد پر عمل کیا اور
معالم اور مدارک مین لکھا ہے کہ حضرت سلیمان اسوقت تیرہ برس کے تھے اور انوار التنزیل مین ہے کہ
گیارہ برس کے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے مین حکم اسیطرح پر تھا جس طرح حضرت داؤد سے
واقع ہوا تھا خدا تعالی نے حضرت سلیمان کو الہام فرمایا کہ حکم سابق بحکم لاحق منسوخ ہے چنانچہ تفسیر کواشی
مین بھی لکھا ہے باوجودیکہ جواب دونون کا از روے اجتہاد کے تھا لیکن حضرت سلیمانؑ کا اجتہاد
باصواب تر تھا کہ مدارک اور انوار التنزیل اور معالم مین بھی دونون قول بیان کیے ہین اور تفسیر
مواہب علیہ مین در ذیل آیہ وورث سلیمان داؤد لکھا ہے کہ حضرت داؤد کے انیس بیٹے تھے
ہر ایک ملک کا دعوی کرتا تھا حق تعالی نے ایک نامہ مہری آسمان پر سے بھیجا کہ اسمین چند مسئلے
تھے اور فرمایا کہ جو کوئی تیری اولاد مین سے ان مسائل کے جواب دیوے بعد تیرے وارث
ملک ہووے حضرت داؤد نے اپنے سب فرزندون کو جمع کیا اور تمام علما اور اشراف
کو حاضر کیا اور وہ مسائل سب فرزندون سے پوچھے یعنی فرمایا کہ کہو نزدیک ترین چیز کون سی
چیز ہے اور دور ترین اشیا کیا ہے اور وہ کون سی چیز ہے کہ اسکے ساتھ انس اور الفت
زیادہ ہے اور وہ کیا ہے کہ جس سے وحشت بے اندازہ ہے اور کونسی دو چیزین قائم ہین
اور کونسی دو مختلف ہین اور کونسی دو دشمن ہین اور وہ کونسا امر ہے کہ عاقبت اسکی نکوہیدہ ہے
اور کونسا کام ہے کہ عاقبت اسکی ستودہ ہے - حضرت داؤد کی اولاد جواب سے عاجز آئی حضرت
سلیمانؑ نے کہا اگر اجازت ہووے تو مین جواب دون حضرت داؤد نے اجازت دی حضرت
سلیمان نے کہا نزدیک چیز بادی آخرت ہے اور دور ترین اشیا جو کچھ گذر گئی ہے دنیا ہے وبمقتضائے
ما اقرب ما ات وما ابعد ما فات یعنی کیا نزدیک تر ہے وہ چیز کہ آنے والی ہو اور کیا دور تر ہے
وہ چیز کہ جاتی ہے اور فوت ہوتی ہے اور وہ چیز کہ جسکے ساتھ انس اور الفت زیادہ ہے بدن
انسان ہے یا روح اور وہ چیز کہ جس سے وحشت افزون تر ہے - بدن ہے کہ خالی ہووے
روح سے اور دو قائم زمین و آسمان ہین اور دو مختلف رات اور دن ہین اور دو دشمن موت و حیات
ہین اور وہ امر کہ آخر اسکا نکوہیدہ ہے - تیزی اور شتابی ہے اور وقت مصیبت اور وہ کام کہ آخر
اسکا ستودہ ہے حلم یعنی بردباری ہے در وقت غضب - چونکہ حضرت سلیمان کے جواب نامہ نامی
کے موافق تھے اکابر بنی اسرائیل نے حضرت سلیمان کے فضل اور کمال پر اقرار کیا اور حضرت
داؤد علیہ السلام نے تمام ملک حضرت سلیمان کے حوالہ کیا اور دوسرے دن حضرت داؤد نے
وفات پائی اور حضرت سلیمان تخت پر بیٹھے اور ایک روایت سے اسطرح پر ہے کہ جب حضرت

داؤد کی عمر آخر ہوئی تو حضرت جبرئیل ایک صندوق حضرت داؤد کے سامنے لائے اور کہا جو کوئی تیرے فرزندوں میں سے بتادے کہ اس صندوق میں کیا ہے اُسکو اپنا خلیفہ کر حضرت داؤد علیہ السلام نے بنی اسرائیل اور فرزندوں کو جمع کیا اور کہا کہ اس صندوق میں کیا ہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا حضرت سلیمان نے کہا اگر اجازت ہو تو میں بتادوں حضرت نے کہا کہو حضرت سلیمان نے بالہام ربانی بیان کیا کہ اس صندوق میں ایک انگشتری ہے اور ایک تازیانہ ہے اور ایک نامہ جب اُس صندوق کا قفل کھولا جو چیزیں حضرت سلیمان نے بتائی تھیں نکلیں اُسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ انگوٹھی بہشت سے لائے ہیں جو کوئی اسکو اپنے ہاتھ میں پہنے جو کچھ اُسکو چاہیے بقدرت الٰہی حاصل ہووے اور یہ تازیانہ دوزخ سے لائے ہیں جو کوئی اس صاحب تازیانہ کا مطیع اور فرمانبردار نہووے اُسکو یہ تازیانہ خود بخود بے آنکہ صاحب اُسکا حرکت کرے عذاب کرنے لگے اور اس نامہ میں پانچ مسئلہ ہیں اپنے فرزندوں سے جواب پوچھا چاہیے پس فرزندوں میں سے کسی نے سوا حضرت سلیمان کے جواب نہ دیا حضرت داؤد نے حضرت سلیمان کو اپنا ولیعہد کیا اور انگشتری حضرت سلیمان کے ہاتھ میں دی اور تخت پر بٹھایا اور وہ تازیانہ اُنکے سامنے رکھا پھر چاہا کہ صومعہ میں جاکر عبادت کریں جب قدم صومعہ کے دروازے پر رکھا ملک الموت ہو پہنچا اور کہا تمہاری روح قبض کرنے کو آیا ہوں اُنھوں نے کہا اتنی مہلت دو کہ دو رکعت نماز ادا کرلوں کہا حکم نہیں ہے پس آستانہ صومعہ پر حضرت داؤد علیہ السلام کی جان ملک الموت نے قبض کی اور حضرت سلیمان تجہیز تکفین میں مشغول ہوئے وہب بن منبہ کہتا ہے کہ اسدن نہایت گرمی اور شدت سے حرارت تھی جب حضرت کا جنازہ اُٹھایا تو آدمیوں نے شدت حرارت ہوا سے شکایت کی حضرت سلیمان طیور فرمایا کہ اپنے پروں کو اسطرح سے ملالیں کہ ہوا کو مجال مداخلت نہ رہے اس صورت سے سایہ تو ہوا لیکن ہوا رک گئی جب خلقت اس سے بھی تنگ آئی پھر سلیمان نے فرمایا کہ مرغوں نے جانب آفتاب کو پر جال خود چھوڑ کر اور طرف پر کشادہ کیے کہ ہوا اُدھر سے خلائق پر چلنے لگی اور کہتے ہیں کہ اُس روز چالیس ہزار نفر رہبانوں نے بالموت حضرت داؤد کو مشایعت کی و عدد عوام بغیر از خالق الانعام کوئی نہیں جانتا ہے اور عمر شریف اُنکی بروایت صاحب معارف ایکسو بیس برس اور ایک روایت سے سو برس کی تھی اور بستان فقیہ میں لکھا ہے کہ عمر حضرت داؤد کی ایک سو ستر برس کی تھی اور قبر مطہر کہ بیت المقدس میں ہے باب سولھواں قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت لقمان اور ذکر شمہ احوال کہ بعد حضرت سلیمان کے اعدا نے بنی اسرائیل کی طرف توجہ کی اور خرابی بیت المقدس اور انا بخت نصر کا باشہر روایات یہ بیت المقدس اور ذکر حضرت عزیز علیہ السلام میں اور اس باب میں سات فصل ہیں فصل پہلی ذکر سلطنت اور رسالت

اور بعضے معجزون حضرت سلیمان علیہ السلام مین قال اللہ تعالیٰ وورث سلیمان داؤد وقال یا ایہا الناس
علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء ان ہذا لہو الفضل المبین وحشر لسلیمان جنودہ من الجن
والانس والطیر فہم یوزعون اور وارث یعنی اور قائم مقام ہوا سلیمان داؤد کا اور کہا اے لوگو سکھایا
گیا ہون مین بولی جانورون کی اور دیے گئے ہین ہم ہر چیز سے تحقیق یہ البتہ وہ ہے بزرگی ظاہر اور اکٹھا
کیے واسطے سلیمان کے لشکر اسکے جنون سے اور آدمیون سے اور جانورون سے پس وہ مثل ٹکڑے
کیے جاتے ہین روایت کرتے ہین کہ جب حضرت سلیمان تخت سلطنت پر بیٹھے اور وہ انگوٹھی پہنی
فی الفور تمام جانور صحرائی اور کوہی آگے آنکر کھڑے ہوے اور آدمی اور پریان اور دیو مسخر ہوے
اور تمام روے زمین اور جو کچھ اسپر ہے مطیع اور تابعدار ہے اور ہوا بھی انکے تحت فرمان ہوئی اور
جب زمین پر کر پہونچتے تھے زمین آواز دیتی تھی کہ یہان مجھ مین خزانہ پوشیدہ ہے لے اور قبول کر
اور جب دریا پر گذرتے تھے دریا آواز دیتا تھا کہ میرے پاس موتی اور جواہر ہے نکال پس دیو انکو
حکم کرتے تھے کہ خزانہ زیر زمین سے اور موتی اور جواہر قعر دریا سے نکالتے غرض کہ بادشاہی تمام
عالم کی حضرت سلیمان پر مسلم ہوئی تھی مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو
سب جانورون کی زبان سکھائی تھی جو جانور کہ گفتار کرتا تھا حضرت سمجھتے تھے ایک دن ایک بلبل
کو دیکھا شاخ درخت پر بیٹھے ہوے کہ سر اور دم ہلاتا ہے اور آواز کرتا ہے آپنے اصحاب کو کہا
جانتے ہو کہ یہ جانور کیا کہتا ہے سب نے کہا خدا تعالیٰ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے کہا کہ یہ کہتا
ہے کہ آج مین نے آدھا خرما کھایا ہے اندیشہ باز پرس روز رستخیز ہے ہلاک ہون خاک اوپر دنیا
کے کہتے ہین کہ کہنا اسکا از روے خوشحالی اور فارغ البالی کے تھا اور مدارک اور مواہب علیہ مین
سورہ عنکبوت مین ورذیل آیہ وکاین من دابۃ لا تحمل رزقہا لکھا یعنی اور کتنے چلنے والے ہین
زمین مین کہ نہین اٹھاتے پھرتے رزق اپنا لکھا ہے کہ کوئی حیوان ذخیرہ قوت نہین کرتا مگر آدمی اور
چوہا اور چیونٹیان۔ اور مواہب علیہ مین لکھا ہے کہ عقعق بھی ذخیرہ کرتا ہے لیکن بھول جاتا ہے
اور کشاف مین لکھا ہے کوئی شخص سلف کے لوگون مین سے نقل کرتا ہے کہ مین نے ایک بلبل کو دیکھا
کہ اپنی خوراک اپنے پرون کے نیچے پوشیدہ کرتا تھا القصہ بہت جانور ہین وحوش اور طیور اور سباع
اور ہوام اور حیوانات آبی کہ ذخیرہ نہین کرتے ہین اور حامل رزق نہین ہوتے اور مواہب علیہ
مین لکھا ہے آیہ ان الانسان خلق ہلوعا یعنی بدرستیکہ انسان پیدا ہوا ہے ہلوع یعنی حریص
مال فانی پر اور بخیل ادا سے حقوق ربانی سے لباب مین مقاتل سے نقل ہے کہ ہلوع ایک
جانور ہے پیچھے کوہ قاف کے کہ ہر روز سات جنگلون کی گھانس چرتا ہے یعنی تمام خس وخاشاک
سات جنگلون کا کھا جاتا ہے اور سات دریاؤن کا پانی پیتا ہے اور گرمی اور جاڑے مین

صبر نہین کرتا اور ہر شب اُسکو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کل کیا کھاؤنگا پس بقتضاے بے صبری اور اندیشہ روزی
مین آدمی کو اس جانور کے ساتھ تشبیہ دی ہو اور تفسیر مدارک التنزیل اور تفسیر مواہب علیہ مین سورۂ نمل
مین لکھا ہے کہ فاختہ نے آواز کی حضرت سلیمانؑ نے کہا کہ یہ کہتی ہے لیت الخلق لم یخلقوا یعنی کاش کے یہ
خلائق پیدا نہوتی — اور انھین کتابون مین یہ منقول ہے کہ ورشان کہتا ہے لدوا للموت
وابنوا للخراب یعنی پیدا ہو سے واسطے مرنے کے اور بنا کرو واسطے خراب کرنے کے اور طاؤس
کہتا ہے کما تدین تدان یعنی جو کچھ کرے گا تو بدلا اُسکی پاوے گا اور سنگ خوارہ کہتا ہے من
سکت سلم یعنی جو کوئی چپ رہے سلامت رہے اور کرکس کہتا ہے یا ابن آدم عش ما شئت آخرک
الموت یعنی اے بیٹے آدم کے زندگانی کر جتنا کہ چاہے تو آخر تجکو موت ہے اور عقاب کہتا ہے
فی البعد من الناس انس یعنی بیچ دور ہونے کے آدمیون سے راحت ہے اور [illegible] کہتا ہے
سبحان ربی القدوس یعنی پاک ہے رب میرا قدوس — اور معالم مین لکھا ہے کہ ہدہد کی مادہ کہتی ہے
سبحان الذی کر بکل لسان یعنی پاک ہے جو ذکر کیا جاتا ہے ساتھ ہر زبان کے اور ہدہد کہتا ہے من
لا یرحم لا یرحم یعنی جو شخص کہ رحم نکرے گا اُسپر رحم نکیا جاوے گا ۔ اور بروایت مدارک ہدہد کہتا ہے
استغفر اللہ یا مذنبون یعنی طلب مغفرت کی کرتا ہون مین اے گنہگارو — اور معالم مین اس قول
صرد کے ساتھ نسبت کیا ہے اور خطاف یعنی فراستک کہتا ہے قدموا خیرا تجدوہ یعنی کرو تم
نیکی پاؤگے تم اُسکو اور قمری کہتی ہے سبحان ربی الاعلی یعنی پاک ہے رب میرا کہ بلند اور بہتر ہے
اور طوطی کہتی ہے کل حی میت وکل جدید بال یعنی ہر زندہ مرنے والا ہے اور ہر نیا پرانا ہونے
والا ہے ہما کہتا ہے ویل من الدنیا ہمہ یعنی واے اُس شخص کو کہ مطلوب اُسکا دنیا ہووے اور
بحسب ظاہر طوطی اور ہما ایک جانور ہے اور کبوتر کہتا ہے سبحان ربی الاعلی ملاء سمائه و ارضه
یعنی پاک ہے رب میرا کہ بلند اور بہ قریب ہے پر کیے آسمان اپنے اور زمین اپنی اور باز کہتا ہے سبحان
ربی العظیم وبحمده یعنی پاک ہے رب میرا کہ بزرگ ہے اور پاک ہے وہ ساتھ ستایش اپنی کے
اور صدا ہی کہتا ہے کل شیء هالک الا وجهه یعنی ہر شئے فنا ہونے والی ہے مگر خدا تعالیٰ کہ پایندہ
اور باقی رہیگا اور ہزار داستان کہتا ہے سبحان اللہ الخلاق الدائم یعنی پاک ہے اللہ کہ پیدا
کرنے والا اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور کو لعنت اور دعاے بد کرتا ہے اوپر ظالمون کے
تفسیر وسیط مین باسناد صحیح عبد اللہ بن عمر سے نقل ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے پوچھا کہ مرغ فریاد کرنے مین کیا کہتا ہے فرمایا یہ کہتا ہے اذکروا اللہ ایہا الغافلون یعنی یاد کرو
خدا کو اے غافلو — اور وسیط مین ابن عباس نقل کرتا ہے کہ چکاوک کہتا ہے بار خدایا لعنت
کر اوپر دشمن محمد اور اوپر دشمن آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ساری کہتا ہے

اللهم انی اسئلک قوت یوم بیوم یا رازق یعنی اے بارخدایا روز بروز مجھے قوت چاہتا ہون اے
رزق دینے والے اور بیتر کہتا ہے الرحمٰن علی العرش استوٰی یعنی رحمٰن اوپر عرش کے قرار پکڑا
اُسنے انتقصہ جاننا زبانون جانورون کا حضرت سلیمان کا معجزہ تھا روایت کرتے ہین کہ ہوا کو بھی
خداے تعالےٰ نے حضرت سلیمان کے حکم مین کر دیا تھا اور جو دیو کہ کام کرنے والے تھے انکو
کرتے تھے اور اُنسے کام لیتے تھے اور جو کہ بیتر اور سرکش تھے انکو قید کر دیا تھا کہ
آدمیون کو ضرر نہ پہونچا سکتے تھے اور مواہب علیہ مین سورۂ سبا مین آیہ واسلنا له عین القطر
ومن الجن من یعمل بین یدیه باذن ربه ومن یزغ منهم عن امرنا نذقه من عذاب السعیر
یعملون له ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات یعنی اور
جاری کیا ہمنے واسطے اُسکے چشمہ گلے ہوے تانبے کا اور جنون مین سے ایک لوگ تھے کہ خدمت
کرتے تھے آگے اُسکے ساتھ حکم رب اُسکے کے اور جو کوئی پھرے اُنمین سے حکم ہمارے
سے چکھاوینگے ہم اُسکو عذاب دوزخ کے سے بناتے تھے واسطے اُسکے جو کچھ چاہتا تھا قلعون سے
اور ہتھیارون سے اور اور تصویرین اور لگن مانند تالابون کے اور دیگین ایک جگہ دھری
رہنے والی۔ لکھا ہے کہ یمن مین صنعا کے نزدیک گلے ہوے تانبے کا چشمہ کان سے حضرت
سلیمان کے واسطے ظاہر ہوتا تھا اور مہینے مین تین دن بقدرت حضرت باری جاری رہتا تھا
جو کچھ اُس سے چاہتے تھے بنا لیتے تھے اور کہتے ہین ایک فرشتہ آتشی تازیانہ ہاتھ مین لیے
ہوے دیوون پر موکل تھا کہ جو کوئی فرمان حضرت سلیمان سے سرتابی کرتا تھا وہ فرشتہ
اُسے سزا دیتا تھا اور حضرت سلیمان کے واسطے دیوون نے بنائین اور منزلین اور بڑے
بڑے قلعہ اور عمارتین بلند اور محکم بنائی تھین اور فرشتون کی اور نبیون کی صورتین عبادت
کرتے ہوے کہ زمانہ سابق مین ہو چکے تھے بنائی تھین تا آدمی انکو دیکھکر جس طرح سے کہ انھون
نے عبادت کی تھی یہ بھی پرستش الٰہی کرین اور اُس زمانے مین واسطے تقلید کے صورتین
بنانی مباح تھین۔ تفسیر عین المعانی مین لکھا ہے کہ پیکر پیتل کی آدمیون کی شکل بناتے
تھے اور جب دشمنون کے ساتھ لڑتے تھے اللہ تعالےٰ اُنکے قالبون مین روح پھونک
دیتا تھا تا وقت جنگ قوی اور مستحکم رہین۔ تفسیر مدارک اور معالم التنزیل مین سورۂ نمل مین
لکھا ہے کہ ہزار گھر شیشہ کے بنائے تھے کہ تین سو عورتین نکاحیان اور سات سو حرم مین حضرت
سلیمان علیہ السلام کی اُن مکانون مین رہتی تھین اور مفسرون نے نقل کیا ہے کہ ہر شب حضرت
سلیمان سب کے گھرون مین جاتے تھے اور تمام بیبیون اور حرمون کے ساتھ سوتے تھے
یہ اعجاز اُنکا ظاہر تھا اور مواہب علیہ مین سورۂ ص مین لکھا ہے کہ حضرت سلیمان ساتھ کفار و مشقون اور

نصیبین سے لڑے اور ہزار گھوڑے اُن سے لیے اور بعضے کہتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے عمالقہ کے
ساتھ لڑ کر ہزار گھوڑے لیے تھے اور میراث میں حضرت سلیمان پہونچے تھے اور معالم میں رازی کہتا ہے
کہ بعضوں نے نقل کی ہے کہ وہ گھوڑے دریائی تھے پردار کہ دیو دریا میں سے حضرت سلیمانؑ کے
واسطے اٹھا لائے تھے اور معالم التنزیل میں ابراہیم تیمی سے مروی ہے کہ وہ بیس گھوڑے تھے
اور عکرمہ سے روایت ہے کہ بیس ہزار تھے بہر تقدیر آخر ذ حضرت سلیمان نے چاہا کہ اُنکا
تماشا کریں بعد نماز عصر اُنکے نظارہ میں مصروف ہوئے کہ اخیر دن میں کہ ایک ورد پڑھا کرتے
تھے وہ فوت ہوگیا اور مدارک میں لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہیں کہ بسبب اُس تماشے کے عصر کی
نماز قضا ہوگئی اور آفتاب غروب ہوگیا اور وہ نماز اُنپر فرض تھی حضرت سلیمان نے باذن
خدا تعالے فرشتوں کو کہ آفتاب پر موکل تھے کہا کہ آفتاب کو میرے واسطے پھیر دو فرشتوں
نے پھیر دیا حضرت سلیمان نے نماز عصر وقت پر ادا کی اور گھوڑوں کو قربانی کر دیا کہ اُس زمانے
میں گھوڑے حلال تھے اور بیچ شریعت اُنکو راہ خدا میں قربانی کرتے تھے چنانچہ خدا تعالے فرماتا
ہے ووہبنا لداود سلیمن نعم العبد انه اواب اذ عرض علیه بالعشی الصفنت الجیاد
فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب ردوها علی فطفق مسحا بالسوق والاعناق
اور دیا ہمنے داؤد کو سلیمان بہت اچھا بندہ تھا تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا جس وقت کہ روبرو
لائے گئے اوپر اُسکے تیسرے پہر گھوڑے ایک پاؤں اٹھانے والے بہت خاصے پس کہا
سلیمان نے تحقیق میں نے دوست رکھا محبت مال کو یاد پروردگار اپنے کے سے یہانتک
کہ جب چھپا سورج پردے میں پھیر لاؤ اُنکو اوپر میرے پس شروع کیا ہاتھ پھیرنا پاؤں پر اور
گردنوں پر اور معالم میں لکھا ہے کہ بعد قربانی کے سو گھوڑے باقی رہے کہ اب جو آدمیوں کے
پاس گھوڑے ہیں انھیں کی نسل میں سے ہیں اور حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے
کہ اُن گھوڑوں کے بدلے اللہ تعالے نے ہوا کو حضرت سلیمان کے حکم میں کر دیا اور
تفسیر کشاف اور مدارک التنزیل اور مواہب علیہ میں سورۂ نمل میں لکھا ہے کہ لشکرگاہ
حضرت سلیمان سو فرسخ سے سو فرسخ تھا اُنمیں سے پچیس فرسخ میں آدمیوں کا لشکر اور پچیس
فرسخ میں جنوں کا لشکر اور پچیس فرسخ میں جانوران پرندہ اور پچیس فرسخ میں جانوران وحش
اور درندہ اور باوجود اس کثرت کے ضبط اور ربط اس مرتبہ پر تھا کہ کوئی لشکریوں میں سے
اپنے مقام مقرر سے آگے پیچھے اور ادھر اُدھر نہیں ہو سکتا تھا اور حضرت سلیمان کے واسطے ایک
بچھونا ابریشم کا بنا ہوا ایک فرسخ سے ایک فرسخ تک بچھا رہتا تھا اور تخت سلیمانی بیچ میں اُس
بساط کے نصب کرتے تھے اور ایسا تخت کسی بادشاہ کا نہ تھا اور وہ تخت چاندی اور سونے کا تھا

اور نیچے اُس تخت کے دو شیر بنائے تھے اور اوپر تخت کے دو کرگس جب حضرت سلیمان چاہتے تھے کہ تخت پر آویں وہ دونوں شیر اپنے بازو بلند کر حضرت سلیمان کے آگے بمنزلہ زینے کے رکھ دیتے تھے کہ آنپر پانؤن رکھکر اوپر چڑھ جاتے تھے اور جب اُس تخت پر بیٹھتے تھے وہ کرگس اپنے پروں کا سایہ حضرت سلیمان پر کرتے تھے اور باب پانچوین ذخیرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ دیوون نے حضرت سلیمان کے واسطے ایک میدان مین فرش چاندی کا کیا کہ عرض اور طول اُسکا ایک فرسنگ تھا اور ایک سونے کا تخت اُس میدان مین رکھا اور داہنی طرف اُسکے چھ ہزار کرسیان سونے کی اور بائین طرف اُسکے چھ ہزار کرسیان چاندی کی اور برابر اُسکے چھ ہزار صحرا مین بنائی تھین جب سلیمان علیہ السلام اُس تخت پر بیٹھتے تھے پیغمبرزادے کرسیہاے زرین پر بیٹھتے تھے اور علما چاندی کی کرسیون پر اور عابدان بنی اسرائیل اُن صحرا البرون مین نماز مین کھڑے ہوتے تھے اور تفسیر مواہب علیہ مین ایک عاصے پر لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کے تخت کے داہنی طرف دو لاکھ کرسیان ہوتی تھین کہ علما اور اکابر آدمیون کے انپر بیٹھتے تھے اور بائین طرف دو لاکھ کرسیان کہ انپر اشراف جن ہوتے تھے اور داہنی طرف حضرت سلیمان کے پانچ کم چالیس منبر رکھتے تھے کہ آدمیون کے احبار انپر بیٹھتے تھے اور بائین طرف بھی اتنے ہی منبر ہوتے تھے کہ انپر جنون کے احبار قرار پکڑتے تھے اور احبار کلام کرتے تھے اور جن اور انس کرسیون پر بیٹھے ہوے سنتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر ہوتے تھے اور معالم مین لکھا ہے کہ وہ بساط سونے اور ریشم سے بنا ہوا تھا اور اُسکے درمیان مین ایک سونے کا منبر رکھتے تھے کہ اُسپر حضرت سلیمان بیٹھتے تھے اور گرد اُسکے تین ہزار کرسیان سونے اور چاندی کی ہوتی تھین اور تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ گرد تخت کے تین لاکھ تین سو کرسیان چاندی اور سونے کی رکھتے تھے کہ انبیا کرسیہاے زرین پر بیٹھتے تھے اور علما کرسیہاے نقرہ پر اور گرد اُنکے اور آدمی اور گرد آدمیون کے جن اور جانور سیر کے اوپر سے پر ملا کر سایہ کرتے تھے کہ تابش آفتاب کی کسی پر نہ پڑتی تھی اور بعض مفسر اس طرح نقل کرتے ہین کہ دیوون نے بفرمان حضرت سلیمان علیہ السلام ایک میدان مین ایک کوشک یعنی محل بنایا تھا چار فرسنگ سے چار فرسنگ ہین اور درمیان مین ایک تخت رکھا تھا ایک فرسنگ سے ایک فرسنگ مین ہاتھی دانت کا مرصع بہ لعل و فیروزہ اور زبرجد اور چار دن گونون اُس سے ان مین چار درخت عظیم الشان نصب کیے تھے کہ ٹہنیان اُن درختون کی مونگے کی تھین اور شاخین اُنکی یاقوت سُرخ سے اور پتے اُنکے زمرد سبز کے اور ہر درخت پر ایک طاؤس اور ایک کرگس سونے کے بنائے تھے اور درمیان مین سے

وہ درخت خالی اور مشک اور زعفران اور عنبر انمین بھرا ہوا تھا اور گرداگرد چارون طرف سندس کے تختے باندھے اور خوشے انگور لعل اور یاقوت سے بنا کر اُن درختون مین لٹکا دیئے تھے اور نزدیک ہر پایہ تخت کے دست راست ہزار کرسیان رکھین کہ اُنپر علماے بنی اسرائیل بیٹھے تھے اور بدست چپ ہزار کرسیان چاندی کی کہ اُنپر بزرگان پیریان اور پس پشت عالمون کی غلمان کھڑے رہتے تھے اور پس پشت بزرگان پریون کے دیو اور ہر دو جانب تخت کے دو شیر بنا کے تھے اور درمیان تخت کی ایک یاقوت کا عمود نصب کیا تھا اور اُس عمود پر ایک کبوتر زرین بٹھایا تھا غرض کہ دیوون نے یہ تخت بشکل طلسم بنایا تھا جب حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پہ پاؤن دھرتے تو یہ تخت حرکت مین آتا اور گردش کرتا اور طاؤس اور کرگس اپنے پر کھولتے اور اُنکے پیٹ مین سے مشک اور عنبر جھڑتا اور کبوتر عمود پر سے اترتا اور توریت حضرت سلیمان علیہ السلام ران پر رکھی تھی اور حضرت سلیمان برسر تخت توریت پڑھتے اور درمیان آدمیون کے حکومت کرتے اور کرگس تخت کے اوپر سے اُڑتے اور تاج حضرت سلیمانؑ کے سر پر رکھتے اور تمام جانور گروہ گروہ اور خیل خیل آن کر ہوا مین اپنے پر سے پر جوڑ کر بالاے تخت سایہ افگن ہوتے اُسوقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا کہ میرے واسطے ایک بساط یعنی بچھونا تیار کرو چنانچہ دیوون نے ایک بساط زربفت بنایا ایک فرسنگ سے ایک فرسنگ مین فرش بزر و جواہر پھر حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا کو فرماتے کہ وہ اُس بساط کو مع حاضرین اٹھاتے اور ایک مہینے کی راہ پر ایک دن مین لیجاتے اور پھر لے آتے چنانچہ جو مخلوق اُسپر ہوتے اُنکو مطلق خبر ہوتی قال اللہ تعالیٰ ولسلیمٰن الریح غدوہا شہر ورواحہا شہر یعنی واسطے سلیمان کے مسخر کیا باد کو صبح کی سیر اُسکی ایک مہینہ تھا اور شام کی سیر اُسکی ایک مہینہ یعنی لے جاتی تھی ہوا حضرت سلیمان کو صبح کو ایک شہر مین اور شام کو ایک شہر مین اور اُس بساط پر ہزار محرابین راست بنائی تھین کہ عابد وہان نماز گذارتے تھے اور ہوا اُس بساط کو کہ اُسپر تخت رکھے تھے اٹھا کر ایک مہینے کے راستے پر اول روز اور ایک مہینے کی راہ پر آخر روز لیجاتی تھی کہ صبح کو کسی شہر مین اور شام کو کسی شہر مین اور کوئی کسی چیز کے ساتھ اپنی زبان کو مطلق گویا نکرتا تھا کہ ہوا کہ جس سخن کو اُسکے کان مین ڈالتے تھے اور مواہب علیہ مین درذیل آیہ آیہ ولسلیمٰن الریح عاصفۃ تجری بامرہ الی الارض التی بارکنا فیہا یعنی اور واسطے سلیمان کے ہواے عاصف کو مسخر کیا جاری ہوتی تھی ساتھ حکم اُسکے کے طرف اُس جگہ کہ برکت دی ہمنے بیچ اُسکے لکھا ہے کہ تلخیص مین لایا ہے کہ شام مین تدمر نام ایک شہر تھا کہ دیوون نے حضرت سلیمان کے واسطے بنایا تھا صبح کو وہان سے باہر آتے اور

پھر غروب کے وقت ہوا اُسکو وہیں لیجاتی اور مدارک اور مختار القصص میں لکھا ہے کہ صبح تدمر سے
باہر آتے اور اصطخر فارس میں قیلولہ کرتے اور شام کو کابل میں جاتے اور دوسرے دن کابل
سے بابل میں آتے اور پھر وہاں سے اصطخر میں ہوتے اور شام کو پھر تدمر میں آتے تھے اور
روایت کرتے ہیں کہ طعام چاشت شہر رے میں کھاتے تھے اور طعام شام سمرقند میں
اور بعض کتب میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کا ایک مرکب تھا لکڑی کا کہ ہزار رکن رکھتا تھا
اور ہر رکن میں ہزار خانے تھے کہ سواری کرتے تھے اُنپر جن وانس حضرت سلیمان کے
ساتھ اور ہر رکن کے نیچے ہزار شیطان کہ اُسکو بلند کرتے اور ہوا اُسکو روان کرتی تھی
ایک دن صبح کو رے سے چلے شہر مرو میں قیلولہ کیا اور شہر بلخ میں نماز عصر ادا کی بعد
اُسکے بلاد ترک میں پہونچے تاآنکہ سرزمین چین میں اُترے پھر صبح کو ساحل بحر پر روان
ہوئے اور سرزمین قندھار پر گزارا ہوا وہاں سے براہ مکران اور کرمان فارس کی طرف
متوجہ ہوئے وہاں اُترکر چند روز رہے پھر اول روز وہاں سے چلے اور قیلولہ شہر
کسکر میں کیا آخر روز شام میں پہونچکر تدمر میں کہ مستقر تھا مقام کیا تفسیر مدارک التنزیل وغیرہ
میں سورۂ سبا میں تفسیر آیہ وجفان کالجواب وقدور راسیات کے یعنی اور لگن مانند
تالابوں کے اور دیگیں ایک جگہ دھری رہنے والی میں لکھا ہے کہ دیووں نے حضرت سلیمان
علیہ السلام کے لشکر کے واسطے کانسے چوبین وغیرہ بڑے بڑے مانند حوض بنائے تھے
کہ ایک ایک کانسے میں ہزار آدمی کھانا کھاتے تھے اور بڑی بڑی دیگیں بنائی تھیں کہ اُنمیں مدتون
کھانا پکتا تھا اور وہ دیگیں اُنکی ایک ولایت یمن یا شام میں پتھر کی تراشی ہوئی موجود ہیں
قصص میں لکھا ہے کہ دس باورچی ایک دیگ میں کھانا پکاتے تھے اور دیووں کو حکم ہوتا تھا
کہ اُن کاسوں میں نکال کر لوگوں کو کھلاتے تھے اور طریق پخت طعام یہ تھا کہ ابر کو فرماتے
تھے کہ اُن دیگوں کو پانی سے بھر دیتا تھا اور کئی ہزار اونٹ اور کئی ہزار گوسفند
اُن دیگوں میں پکاتے تھے اور باد سموم کو کہتے تھے کہ کئی ہزار خروار نان ہوا میں مہیا
کرتی تھی اور ذخیرۃ الملوک کے پانچویں باب میں لکھا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ دیووں
نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے باورچیخانے کے واسطے پتھر کی دیگیں تراشی
تھیں کہ ہر دیگ میں دس اونٹ اُتر جاتے تھے اور ہر روز ہزار دیگیں باورچیخانے
میں پکتی تھیں اور خلق خدا کو کھلائی جاتی تھیں — روایت کرتے ہیں کہ اسی خروار
نمک کی حضرت سلیمان علیہ السلام کے باورچی خانے میں خرچ ہوتی تھیں لیکن حضرت
سلیمان اس کھانے میں سے کچھ نہ کھاتے تھے اور روزہ رکھتے تھے اور زنبیل بنتے تھے اور

جب رات ہوتی تھی تو اُس زنبیل کو بیچتے تھے اور اُسکی قیمت سے دو روٹیاں جَو کی خریدتے اور بکمال
اندوہ قبرستان کی طرف روانہ ہوتے تھے جو کوئی مسکین پاتے اُسکے ساتھ اُن جَو کی روٹیوں سے
افطار کرتے تھے اور یہ سب بسبب خوف حساب یوم الحساب تھا اور روایت کرتے ہیں
کہ ہر روز لاکھ مرغ اُنکے باورچیخانے میں ذبح کرتے تھے اور حضرت جبرئیل نے اُنکو زنبیل
بافی سکھائی تھی ہر روز ان پریوں میں سے ایک زنبیل بنتے تھے اور اُسکو بیچ کر جَو لیتے اور
اُن جَو کو ہاتھ سے پیستے اور آپ دو روٹیاں پکاتے اور بیت المقدس میں جا کر ہر شب روزہ
افطار کرتے اور اُن دو روٹیوں میں سے ایک روٹی فقیروں کو کھلاتے اور ایک آپ
کھاتے اور اُسوقت ہاتھ اُٹھاتے اور کہتے ملکا درویش ہوں میں اور درویش کے ساتھ بیٹھا
ہوں میں اے میرے رب مجکو بخش اور مجھپر رحمت فرما کہ شکر اس نعمت کا فقیروں کے ساتھ فقیر
ہوں اور بادشاہوں کے ساتھ بادشاہ اور فقیروں کے ساتھ بیٹھکر ذکر کرنیکو لگا ہے جیسا ہدیہ میں
سے روایت ہے کہ جب ملک حضرت سلیمان علیہ السلام پر قرار پکڑا دعا کی کہ خداوندا
مجکو آرزو ہے کہ ایک روز مہمانی کروں تمام جانداروں کی کہ عالم میں ہیں آدمی اور پری اور
جن اور وحوش اور طیور اور مور و ملخ اور جو کہ تو نے پیدا کیے ہیں روئے زمین اور درمیان
دریا ندا آئی اے سلیمان روزی دینے والا مخلوقات کا میں ہوں تو کیا طاقت رکھتا ہے اُنکو دے
سکیگا حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا خداوندا مجکو تو نے بہت نعمت عطا فرمائی ہے
تمام نعمت تیری ہے تیرے تئیں اُنکو دونگا درگاہ رب العزت سے اُنکو اجازت ہوئی اور یہ ندا آئی
کہ تمام مخلوقات حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہمانی کھاوین چنانچہ حضرت سلیمان نے مہمانی
کے واسطے ایک جگہہ صحرا میں اختیار کی کہ وہ جاے آٹھ مہینے کی راہ تھی اور دیوؤں کو حکم کیا
کہ اُس جنگل میں بارہ برس کھیتی کریں اور غلہ پیدا کریں اور مشرق سے مغرب تک کھانے کی چیزیں
اُس مقام پر حاضر اور موجود کریں پھر اور دیوؤں کو فرمایا کہ سات لاکھ دیگیں سنگین سنگ خارا کی
بنائیں کہ وسعت میں ہر دیگ سمندر کے برابر اور سترہزار کی تھی پھر فرمایا کہ کھانا اس میں پکاویں اور
دیووں کو حکم کیا کہ آدمیوں کو اور حیوانوں کو اُس جنگل میں پہنچا دیں اور ہوا کو کہا کہ سب کھانا اٹھا کر
معلق اُس جگہہ قائم رکھے تا سبھی دعوت کھانے کا انتظار کیا جاوے جب یہ سب امور ظہور
میں آئے تو ناگاہ ایک مچھلی نے دریا سے سر نکالا اور کہا اے سلیمان علیہ السلام مجکو ندا
آئی ہے کہ تو آج اُسکے یہاں مہمان ہے اب میں بھوکی ہوں اور اتنا صبر نہیں کرسکتی ہوں کہ
تمام مخلوقات جمع ہووے حکم دیجے کہ مجکو کھانا دیویں حضرت سلیمان علیہ السلام نے
کہا یہ کھانا تمہارے ہی واسطے ہے اگر تو صبر نہیں کرسکتی جتنا چاہیے کھایا جاوے کھالے اُس مچھلی نے

دریا سے باہر آکر وہ کھانا کھانا شروع کیا تا آنکہ جتنا کھانا اُس صحرا کے ہشت ماہ راہ میں تھا سب کھا گئی پھر
فریاد کی کہ اے سلیمان علیہ السلام مجھکو اور کھانا دے ابھی میرا پیٹ نہیں بھرا حضرت سلیمان علیہ السلام
نے جب یہ حال مشاہدہ کیا حیران ہوئے اور کہا اے مچھلی میں نے کھانا تمام مخلوقات کے واسطے
پکوایا تھا تو سب کا سب اکیلی نگل گئی اور اب اور مانگتی ہے مچھلی نے کہا مجھکو ہر روز ایسے ایسے
تین لقمے ملتے ہیں جب سیر ہوتی اس سبب تیرے کھانے کا میرا ایک لقمہ تو ہوا دو لقمے اور ہوں
تو میرا پیٹ بھرے اور قوت امروز میرا پورا ہووے آج جو تیری مہمان ہوئی بھوکی رہی ولیکن
کمال تعجب ہے کہ اگر تیرے پاس اتنا سرانجام نہ تھا تو تو نے مہمان کیوں بلایا حضرت سلیمان
مچھلی کی یہ بات سنکر بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے مسجد میں گئے اور زاری کی اور
کہا اے رب میں نے توبہ کی کہ روزی دینے والا میرا اور تمام مخلوقات کا تو ہے اور رزق
توانائی اور توانگری بخش ہے اور میں فقیر اور مسکین ہوں کہتے ہیں کہ اُس دن سب بھوکے رہے اور
لکھا ہے کہ یہ وہ مچھلی تھی کہ زمین جسکی پشت پر ہے اُس پر خدا تعالی نے زمین کو برقرار قائم کیا تھا اور
بعضے کہتے ہیں کہ یہ ایک مچھلی تھی دریا کی مچھلیوں میں سے کہ ایسی ایسی بہت ہیں اور اکثر علما اس پر
ہیں کہ خدا تعالی نے کہ اُس کھانے کو ایک جانور کا طعمہ کر دیا تا اپنی قدرت اور حضرت سلیمان کا عجز
ضعف ظاہر کرے اور ایک روایت اسطرح ہے کہ ایک دن حضرت سلیمان اُس تخت پر کہ دیوون
نے حضرت سلیمان کے واسطے بنایا تھا جلوس کر رہے تھے اور ہزار وزیر و زیر بیرا انکی خدمت میں کرسیہاے
زرین پر بیٹھے تھے کہ نزدیک ترین انکا صف تھا اور پریان اور شیطان انکے گرد کھڑے ہوئے تھے کہ ہوا بحکم
عادت بساط کو اٹھا کر اتنا بلند لے گئی کہ فرشتوں کی تسبیح بسمع مبارک حضرت سلیمانؑ کے پہونچی کہ
کہتے تھے خداوندا یہ مملکت اور سلطنت کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو تو نے عطا کی ہے عالم میں کسی کو
نہیں دی ندا آئی کہ اے فرشتوں یہ تمام کہ تم دیکھتے ہو سلیمانؑ کو دی ہے اور اسمیں ایک ذرہ کبر اور
غرور نہیں ہے اگر اسمیں ایک ذرہ تکبر ہوتا قسم ہے مجھکو اپنی عزت اور جلال کی کہ جتنا اسکو ہوا پر لیجاتا ہوں
اتنا ہی زمین میں دھنساتا حضرت سلیمان نے جب یہ سنا سر سجدے میں رکھا اور کہا آیہ رب
اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضیہ وادخلنی برحمتک
فی عبادک الصالحین یعنی اے رب میرے توفیق دے مجھکو یہ کہ شکر کروں نعمت تیری کا جو نعمت
رکھی ہے تو نے اوپر میرے اور اوپر ماں باپ میرے کے اور یہ کہ عمل کروں میں نیک جو پسند
کرے تو اسکو اور داخل کر مجھکو بیچ رحمت اپنی کے بیچ بندوں اپنے صالحوں کے جب وقت
نماز آیا تو حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو کہا کہ وہ بساط زمین لائی وہان مکان چیونٹیوں کا تھا
قال اللہ تعالی حتی اذا اتوا علی واد النمل یعنی یہانتک کہ جسوقت آئے وہ وادی

وادی النمل یعنی چیونٹیوں کے جنگل میں کہ جانب جنوب طائف کے ہے اور معالم میں لکھا ہے کہ وہ جنگل تھا
کہ اُنھیں میں رہتے تھے اور وہ چیونٹیاں اُنکی سواریاں تھیں کہ اُنپر سوار ہوتے تھے جب ہوا نے وہاں
بساط اُتارا اور چیونٹیاں سوراخوں سے باہر نکلیں قالت نملة کہا ایک چیونٹی نے کہ اُنکا مہتر تھا عرجا نام لنگڑا
کہ دو پر رکھتا تھا تفسیر ثعلبی میں لکھا ہے کہ وہ چیونٹا مرغ کے برابر تھا — اور زاد المسیر میں ہے کہ بھیڑ کے
برابر اور حقائق میں ہے کہ بھیڑئے کے برابر غرض جب حضرت سلیمان نے بساط کو دیکھا کہ ہوا میں سے
صحرا میں اترا ہے کہا آیہ یا ایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان و جنوده و هم لا یشعرون
یعنی اے چیونٹیوں داخل ہو گھروں اپنے میں نہیں کچل ڈالے تمکو سلیمان علیہ السلام اور لشکر اُسکا اور
وہ نہیں جانتے ہوں — یعنی یہ سب اپنے حال میں مشغول ہیں اور تمہارے حال سے خبر نہیں رکھتے ایسا نہو
کہ تمکو مجروح کر دیں — مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ یہ کلام تین کوس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے
کان میں پہونچا القصہ جب حضرت سلیمان نے یہ بات عرجا سے سنی کمال متعجب ہوے کہ یہ اپنی رعیت
پر نہایت شفقت کرتا ہے آیہ فتبسم ضاحکا من قولها پس تبسم کیا ہنستا ہوا بات اُسکی سے اور اُسکو
اپنے پاس بلایا اور اپنی ہتھیلی پر اُسکو بٹھایا اور کہا اے چیونٹے تو نے اپنے لشکر سے کیوں اسطرح
کہا سلیمان کے روبرو سے بھاگ جاؤ مجھسے کیا تمکو ایذا پہونچی مہتر نے کہا میں نے اپنے کلام میں
اُسکا عذر چاہا اور کہا میں نے کہ بغیر قصد تیرے پاؤں کہیں نہ روند دیں — حضرت سلیمان نے پوچھا کہ
تجکو اپنے لشکر پر بہت شفقت ہے کہا البتہ اُنکے غم کے ساتھ غمگین اور اُنکی شادی کے ساتھ شاد
ہوتا ہوں اور امر واجبی پر اُنکی غمخواری کرتا ہوں — اور اگر اُنمیں سے کوئی مرجاتا ہے تو اُسکو اپنے
وطن میں لیجاتا ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تیرے لشکر میں کتنی چیونٹیاں
ہیں کہا چالیس ہزار سرہنگ رکھتا ہوں کہ ہر لشکر ہر سرہنگ سے چالیس ہزار چیونٹیاں
ہیں پھر حضرت سلیمان نے کہا اے چیونٹے بادشاہی میری بہتر ہے یا تیری کہا میری کہا کیونکر کہا
یا رسول اللہ ہوا تمہارے بساط کو اُٹھائے ہوے ہے اور بساط تخت کو اُٹھائے ہوے اور
تخت تمکو اور تم مجکو پس بادشاہی میری بہتر ہے حضرت سلیمان علیہ السلام ہنسے اور کہا یہ دانش و عقل
تجھ میں کہاں سے آئی کہا خداے تعالی نے علم فقط تمہیں کو نہیں دیا کچھ مجکو بھی عطا کیا ہے اگر حکم
ہو تو چند مسئلے تمسے پوچھوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا پوچھو کہا تمنے حق تعالے سے
ایسا ملک چاہا کہ کسی پاس نہو آیہ قال رب اغفر لی وهب لی ملکا لا ینبغی لاحد
من بعدی انک انت الوهاب کہا اے رب میرے بخش مجکو اور دے مجکو ملک کہ نہیں لائق ہو واسطے
کسی کے پیچھے میرے تحقیق تو ہے بخشنے والا کہا اے سلیمان علیہ السلام اس دعا سے حسد
کی بو آتی ہے اور پیغمبروں کو حسد نہیں چاہیے کیا ہوتا اگر خداے تعالے لیکر تمہارے

اور کسی کو بھی ایسی بادشاہی دنیا جیسی کہ تمکو دی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں اس کلام کے سننے
سے آثار ملال ظاہر ہوئے چیونٹے نے کہا سخن راست تلخ معلوم ہوتا ہے۔ پھر چیونٹے نے کہا اور حقتعالے
سے کیا چاہا کہا میں نے انگشتری چاہی کہ تمام ملک اسکے نگین سے دیکھتا ہوں اور فیصلہ ملک کے
ساتھ کرتا ہوں کہا اسکے معنی جانتے ہو کہا نہیں کہا اسکے یہ معنی ہیں کہ خداے تعالے تمکو دکھاتا ہے
کہ دنیا فانی سے ناواقف کہ تمکو دی ہے ایک پارہ سنگ کی قیمت سے کمتر ہے تا سب جانیں
کہ دنیا کی کچھ قیمت نہیں بیت

من اگر نگین سلیمان بہیچ نستانم	کہ گاہ گاہ بر او دست اہرمن باشد

اور تم اس مملکت پہ ناز کرتے ہو مملکت حقیقت میں مملکت بہشت ہے پھر چیونٹے نے کہا کہ کہئے اور کیا
چاہا کہا میں نے درخواست کی کہ ہوا میرے حکم میں ہو کہا خداے تعالے نے کہ ہوا کو تمہارے
فرمان میں کر دیا اسکی حقیقت جانتے ہو کہا نہیں کہا تمکو دکھلاتا ہے کہ جب تم نہ رہو گے مملکت دنیا
بھی تمہارے برباد ہو گی حضرت سلیمان علیہ السلام رو دیے اور کہا تو سچ کہتا ہے پھر کہا اسے
سلیمان اپنے نام کے معنی جانتے ہو کہا نہیں کہا سلیمان کے معنی یہ ہیں کہ دل دنیا سے نہ باندھ
کہ اقبال دریے ہے حضرت سلیمان نے کہا اب کچھ حکایتیں مجھے بتا اور نصیحت کر کہا چونکہ خداے
تعالے نے تمکو بادشاہی کرامت فرمائی ہے کہ رعیت پہ شفقت کرو اور انکے حال پر گاہ بگاہ آگاہی پاؤ
اور داد مظلوم ظالم سے لو کہ میں باوجود اس ضعیفی کے ہر روز اپنی رعیت کے گرد پھرتا ہوں اگر کسی کو کسی
رنجش یا شکستگی پہونچی ہے تو اسکا تدارک فی الفور کرتا ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام حیران
اور متعجب ہو گئے اور قصد کیا کہ وہاں سے چلے جاویں چیونٹے نے کہا آپ مہمانی نہیں کھائی یہاں
سے جانا اچھی مروت نہیں ہے جو کچھ کہ خداے تعالے نے مجکو روزی دی ہے آج تمہاری
مہمانی کرونگا حضرت سلیمان نے قبول کیا چیونٹا گیا اور ایک ٹڈی کا پاؤں بنا بر مہمانی بخدمت
حضرت سلیمان لایا اور عرض کیا بیت

پائے ملخ پیش سلیمان بردن	عیب است ولیکن ہنر است از مورے

حضرت سلیمان نے تبسم کیا اور کہا اسے چیونٹے ایک ٹڈی کے پاؤں سے میری اور میرے لشکر کی
مہمانی کرتا ہے کہا اسے سلیمان اسکو تھوڑا نجان برکات حقتعالے دیکھ قصہ میں آیا ہے کہ خداے
تعالے نے اس پاے ملخ کو اتنا بڑا کیا اور وہ اتنا بڑا ہو گیا کہ تمام لشکر حضرت سلیمان
نے کھایا اور اتنا ہی حضرت سلیمان کے سامنے موجود دیکھا جب حضرت سلیمان نے یہ حال
مشاہدہ کیا سجدے میں گئے اور رو دیے اور کہا خداوندا عظمت اور بزرگی تجکو ہی سزاوار ہے کہ
اگر تو چاہے تھوڑے کو بہت بنا دے اور اگر چاہے بہت کو تھوڑا کر دے اور تفسیر تبارک اور معالم ہے بیا

ہیں لکھا ہے کہ اس سفر میں اتفاقاً حضرت سلیمان صنعا کی نزدیک ایک جنگل بے آب میں پہونچے اور وقت
نماز ہوا حضرت سلیمان نے چاہا کہ وضو کریں وہاں پانی نہ تھا اور رہنمائی پانی کی لشکر میں ہدہد کے نامزد تھی
کہ پانی کو زمین کے نیچے اسطرح دیکھتا تھا کہ آدمی پانی کو شیشہ میں دیکھتے ہیں اور دیوؤں کو
خبر کرتا تھا کہ زمین کھود کر پانی نکال لیتے تھے اور منتخب حیوٰۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ تابع ہدہد کے
بارہ ہزار راہ بتانے والے تھے اور اُنکے سو ہزار تابعدار اور یہ نکتہ کہ انہوں نے کسی اکر سے التفقد
اُسکو طلب کیا نہ پایا اور کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لیجاتے تھے کہ ناگاہ ایکبار روزنی
سایہ پرندوں میں ظاہر ہوا اور آفتاب اُس روزن سے پہونچا نگاہ کی تو ہدہد کی جگہ خالی وتفقد الطیر
فقال ما لی لا اری الہدہد ام کان من الغائبین لاعذبنہ عذابا شدیدا او لاذبحنہ او لیاتینی
بسلطان مبین اور خبر کی پرند جانوروں کی اور دیکھا کہ ہدہد کی جگہ خالی ہے پس کہا یہ کیا
سبب ہے کہ میں جانوران پرند میں ہدہد نہیں دکھائی دیتا ہے مجھ سے غائب ہے ہرآئینہ اُسکو
عذاب کرونگا سخت کہ اُسکے پر بازو اُکھیڑ کر دھوپ میں یا جس جگہ چیونٹیاں ہونگی ڈال دونگا یا اُسکے
اور اُسکی مادہ کے درمیان جدائی کا حکم کرونگا یا اُسکو غیر جنس اور ضد کے ساتھ رکھونگا یا اُسکو اوروں کی
عبرت اور تجربہ کے واسطے مار ڈالونگا جبتک کہ کوئی حجت عیاں اور دلیل روشن نہیں بیان کریگا
کہ کیوں غائب تھا اور معالم میں اسطرح لکھا ہے کہ سبب عتاب حضرت سلیمان علیہ السلام
ہدہد پر یہ تھا کہ جب بنائے بیت المقدس سے فراغت حاصل ہوئی بعزم حج حرم میں حرم کی طرف
توجہ کی اور بعد پہونچنے کے چند روز وہاں اقامت کی اور مدت اقامت میں ہر روز پانچ ہزار
اونٹ اور پانچ ہزار گائیں اور بیس ہزار بکریاں قربانی کیا کرتے تھے اور اُن لوگوں سے
کہ اشراف قوم سے حاضر تھے کہا یہ مکان خروج نبی عربی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
ہے اور اُنکے تمام اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بیان کیے اور کہا خوشنودی اُن لوگوں کو پہنچے
کہ اُس نبی کو پاویں اور اُسکے ساتھ ایمان لاویں لوگوں نے کہا یا نبی اللہ درمیان آپکے اور اُنکے
خروج کے درمیان کتنی مدت ہے کہا ہزار برس اور مکہ معظمہ میں اقامت کی تا آنکہ نسک
اور عبادت سے فارغ ہوے اور ایک دن صبح کو مکہ سے نکلکر وقت زوال صنعا میں کہ ایک
مہینے کی راہ تھی پہونچے اُس زمین کی خوبی دیکھکر چاہا کہ اتریں اور نماز ادا کریں ہدہد نے جب
دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اُترنے میں مشغول ہیں فرصت غنیمت جانکر سیر واسطے کرنے
شروع کی تا آنکہ بجانب آسمان بلند ہوا کہ طول اور عرض دنیا کو نظارہ اور مشاہدہ کرے
پھر داہنی طرف اور بائیں طرف نظر کی جانب راست بلقیس کا باغ نظر پڑا اُسکو دوڑا
جب اُس باغ میں پہونچا تو ایک اپنے ہمجنس کو دیکھا اُسنے ہدہد سلیمان سے پوچھا کہ تو کہاں سے

اور کہاں سے تیرا آنا ہوا کہا شام سے حضرت سلیمان بن داؤد کے ساتھ کہ ہمارا صاحب ہے اُسنے
پوچھا وہ کون ہے کہا رب العالمین اور بادشاہ انس وجن اور شیاطین اور طیور اور وحوش اور
اور ریاح اور تمام روے زمین ہے پھر ہدہد سلیمانی نے ہدہد یمانی سے پوچھا تو کہاں کا ہے اسی شہر کا
ہوں کہا بادشاہ اس شہر کا کون ہے کہا ایک عورت ہے بلقیس نام کہ باستعداد تمام
سلطنت کرتی ہے اور اگرچہ تمہارا صاحب بادشاہ عظیم الشان ہے لیکن یہ بھی اُس سے
کم نہیں ہے کسواسطے کہ وہ ملک تمام ملک یمن کی ہے اور زیردست اُسکے ہزار قائد ہیں کہ
زیردست ہر قائد کے لاکھ لاکھ مقاتل ہیں اگر میرے ساتھ چلے تو اُسکے ملک کو دیکھے اُسنے
کہا میں خوف کرتا ہوں اس امر سے کہ وقت نماز آجاوے اور حضرت سلیمان کو پانی
چاہیے ہو اور مجکو طلب کریں اور میں نہوں تو مجھپر خفا ہوویں اور عذاب فرماویں کہا کچھ
تحفہ اس ملکہ کے پاس سے لیجاوے گا تو خفا نہیں ہونے کی پس ہدہد سلیمان اُسکے ساتھ
روانہ ہوا اور بلقیس اور اُسکے ملک کو دیکھکر بوقت نماز عصر حضرت سلیمان کے پاس
مراجعت کی۔ القصہ جب سلیمان علیہ السلام نے ایک مقام پر کہ وہاں پانی نہ تھا نزول
کیا انس اور جن اور شیاطین سے پانی طلب کیا چونکہ یہ پانی کی جگہ نجانتے تھے پیدا
نکرسکے ہدہد کو ڈھونڈھا جب اُسکو نہ پایا کرگس کو طلب کیا اور اُس سے ہدہد
کو پوچھا کہ وہ کارگذار پرندگان تھا اُسنے کہا بادشاہ کی عمر دراز ہو میں نہیں جانتا
کہ وہ کہاں ہے اور میں نے اُسکو کہیں نہیں بھیجا حضرت سلیمان علیہ السلام بہت
خفا ہوے اور اُسکے باب میں زبان مبارک سے جو کچھ گذرا بیان کیا اور پھر
عقاب کو کہ سید الطیور ہے بلایا اور اُسکے آگے ہدہد کا ذکر کر کے تاکید تمام کہا
کہ جہاں ہو اسی وقت میرے پاس لے آ ہرگز اُسکو نہ چھوڑنا اور ترجمہ حیواۃ الحیوان میں
لکھا ہے کہ عقاب کمال سریع الطیران ہے صباح اگر عراق میں ہے تو شب کو یمن میں
پس شتاب عقاب گیا اور اتنا آسمان پر بلند ہوا کہ دنیا اُسکی نظر میں مثل کانسہ معلوم
ہونے لگی اور پھر داہنے اور بائیں نظر کی دیکھا کہ ہدہد یمن کی طرف سے چلا آتا ہے
عقاب نیچے اتری اور مونڈکر آپ کو اُسپر ڈالا ہدہد نے جب اُسکو دیکھا ڈرا اور اُسکی
خاطر میں گذرا کہ عقاب میرے واسطے از روے عتاب آتا ہے اُسکو قسم دی اور کہا
تجکو قسم ہے اُس خدا کی کہ جسنے تجکو قوت بخشی ہے اور میرے اوپر قادر کیا ہے کہ رحم کر
اور مجکو آزار نہ دے عقاب نے اُسکو چھوڑ دیا اور کہا واے او پر تیرے کہ نبی اللہ
نے قسم کھائی ہے کہ تجکو عذاب میں گرفتار کرے یا ذبح کرے پھر دونوں متوجہ

درگاہ حضرت سلیمان ہوے جب لشکر مین پہونچے کرگس اور تمام جانورون نے بھی ہدہد کو ڈرایا اور خبر غضب
قسم حضرت سلیمان کی اُسکو پہونچائی ہدہد نے کہا آیا حضرت نے کوئی قید بھی زبان مبارک سے ارشاد
کی ہی اور قسم مین کسیطرح استثنا بھی فرمایا ہی کہا ہان یہ کہا ہے کہ اگر کوئی حجت روشن اور دلیل
میرے حاضر کریگا تو البتہ رستگار ہوگا ہدہد نے کہا تو خیرات مجکو کچھ خوف نہین کہ رہائی پاؤنگا تا
آنکہ حضرت سلیمان کے نزدیک آئے اور اُسوقت حضرت تخت پر بیٹھے ہوئے تھے عقاب نے
آگے آن کر کہا یا نبی اللہ ہدہد کو لایا ہون اور یہ آگے بڑھا اور ازروے تواضع اپنے سر کو
اُٹھایا اور دونون بازو لٹکا دیے اور دم کو زمین پر گھسیٹنے لگا حضرت سلیمان نے بغضب تمام
اُس سے پوچھا کہ تو کہان تھا البتہ اے تیرہ بخت تجکو عذاب سخت کرونگا ہدہد نے کہا یا نبی اللہ
بخش اور عقوبت نہ کر کہ مین عذرخواہ آیا ہون اور تیری درگاہ مین روسیاہ ہون اور جس سر کو
تو نے یہ تاج کلاہ رکھا ہے اُسکو زیر پاے ہر خاک راہ نہ ڈال اور یاد کر اُسوقت کو
کہ خالق العباد کے آگے کھڑا ہوگا۔ جب یہ سخن حضرت سلیمان کے کان مین پہونچا لرزان ہوے اور
سر عذاب اُسکے سے درگذرے پھر فرمایا تجکو میری خدمت سے کس چیز نے باز رکھا قال اللہ تعالے
فَقَالَ اَحَطتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ وَجِئْتُکَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ یَقِیْنٍ ۝ اِنِّیْ وَجَدتُّ امْرَاَۃً تَمْلِکُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ
کُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ۝ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ
اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ یعنی پس کہا
کہ احاطہ کیا اُس جگہ کو نہ احاطہ کیا تُنے ساتھ اُسکے اور لایا ہون مین تمہارے پاس سبا سے خبر تحقیق
مین نے پایا ایک عورت کو کہ بادشاہی کرتی ہے اُنکی اور دی گئی ہے ہر چیز سے اور واسطے
اُسکے ہے تخت بڑا پایا مین نے اُسکو اور قوم اُسکی کو کہ سجدہ کرتے ہین سورج کو سواے خدا کے
اور زینت دی واسطے اُنکے شیطان نے عملون اُنکے کو پس بند کیا ہے اُنکو راہ سے پس وہ نہین
راہ پاتے یہ کہ سجدہ کرین واسطے اللہ کے جو کہ نکالتا ہے چھپی چیزون کو بیچ آسمانونکے اور زمین
کے اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو اللہ نہین کوئی معبود مگر وہ پروردگار عرش بڑے کا
تفصیل اُسکی یہ کہ ہدہد نے کہا مشاہدہ کیا مین نے اُس چیز کو اور پہونچا مین وہان کہ حضرت
نے اُسکو مشاہدہ نہین کیا اور وہان نہین پہونچے اور لایا ہون شہر سبا سے خبر فرحت اثر کہ
ایک شہر ہے ولایت یمن مین۔ اور وہ خبر یہ ہے کہ جب مجھسے ایک ہدہد سے ملاقات ہوئی کہ
اُسی ولایت کا تھا اُسنے مجھسے اُس شہر کی عظمت اور اُس دیار کی خوبی بیان کی
کہ اُسکے دیکھنے کی مجھکو کمال ہوس لاحق حال ہوئی کہ مین گیا اُسکے ساتھ اور دیکھا

حضرت سلیمان نے پوچھا کہ بادشاہ وہان کا کون ہے اور دین اُسکا کیا ہے اور رعیت اُسکی کون ہے
ہدہد نے کہا ایک عورت ہے بلقیس نام کہ بادشاہی کرتی ہے اور اہل سبا اُسکی رعیت ہین اور جو کچھ لوازمہ
سلطنت بادشاہون کے پاس ہوتا ہے سب اُسکو اللہ تعالےٰ نے عنایت فرمایا ہے اور ایک
تخت ہے اُسکے پاس کہ کسی پاس نہوگا اور نہ ہوا ہے۔ معالم مین لکھا ہے کہ بقول ابن عباس وہ تخت
بزرگ تیس گز سے تیس گز تھا اور بلندی تھی اُسکی تیس گز کی تھی اور بقول بعضے طول اُسکا اسی گز کا
تھا اور عرض چالیس گز اور ارتفاع تیس اور بقول مقاتل اسی گز سے اسی گز از روے طول اور عرض
اور ارتفاع اور بالکل سونے اور چاندی کا مکلل بجواہر اور پاے اُسکے یاقوت سرخ اور زرد
اور سبز اور زمرد کے تھے اور اُسکے سات درجے بنائے تھے اور کہا وہ عورت اور
اُسکی رعیت آفتاب پرست ہے اور آفتاب کو سجدہ کرتی ہے اور شیطان نے اُنکے واسطے صورتین
بنائین اور آراستہ کی ہین کہ باز رکھے اُنکو راہ راست سے تا سجدہ نہ کرین خاص اُس خدا کو کہ اپنی
قدرت کاملہ سے ظاہر کرتا ہے قطرہ ہاے باران کو آسمان سے اور نباتات کو زمین سے اور معبود
سزاوار پرستش سواے اُسکے نہین ہے کہ وہ آفریدگار عرش عظیم ہے وعرش کہ محیط ہے کرسی سے اور
کرسی احاطہ کیے ہوئی ہے تمام آسمانون اور زمینون کو اُس عورت کے عرش کی عظمت یعنی تخت
بلقیس کی کچھ نہین اس عرش معلی کے آگے کہ یہ کور دل اُس سے غافل اور بفریب شیطان مائل
اور خورشید حقیقی سے جاہل۔ اور مدارک مین لکھا ہے کہ یہ مجوس تھے اور بسبب کسی مصلحت کے باوجود
قلت مسافت اللہ تعالےٰ نے اُنکو حضرت سلیمان علیہ السلام سے مخفی کر دیا تھا جیسا کہ مکان حضرت
یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام سے مخفی رکھا تھا **فصل دوسری** نامہ
لیجانا ہدہد کا بلقیس کے پاس اور اطاعت اور فرمانبرداری کرنی اُسکی حضرت سلیمان سے
مواہب علیہ مین سورہ نمل مین لکھا ہے کہ بلقیس ایک بادشاہ کی بیٹی تھی کہ چالیس پشت سے
اُسکی یمن مین بادشاہی کی تھی۔ حدیقۃ الاقالیم مین لکھا ہے کہ اول ملوک یمن قحطان
بن ہود علیہ السلام اعقاد شام سے تھا اُسکی نسل سے بعد بہت بادشاہون کے پیچھے ہداد بن
شراحیل بن حارث رائش مالک ملک یمن ہوا اُسکے پیچھے بلقیس نامے بیٹی اُسکی اور ایک قول
ضعیف ہے ہمشیرہ تخت نشین ہوئی اہالی سلطنت نے چاہا کہ ایک شاہزادہ اُسی قوم کو سلطان
کرین اُسنے یہ حال سُنکر اُس شخص کو بہانہ نکاح سے اپنے پاس بلایا اور اتنی شراب پلائی کہ
بدمست ہوگیا اُسوقت اُسے مار ڈالا اُس خبر کے معلوم کرنے سے کارکنان خلافت برسر حساب
آگئے اور بسبب مملکت پر مسلط ہوے اور چونکہ اُسکے باپ کی اتفاقاً بادشاہ کے ساتھ ملاقات
ہوئی تھی اور اُسنے اپنی بیٹی اُسکے باپ کو دی اور بلقیس اُس سے پیدا ہوئی تھی تو خویشان مادری

اُسکے جن تھے شہر اور بین اُسکی معاونت اور مددگاری کرتے تھے اور اُسکے لیے ایک بزرگ
تخت بنایا تھا اور یہ اپنی قوم کے ساتھ آفتاب پرستی کرتی تھی جب ہدہد نے اُسکی خبر حضرت
سلیمان علیہ السلام کو پہونچائی آیہ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ اذْهَب
بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ۝ یعنی کہا سلیمان نے اب دیکھینگے ہم
کہ سچ کہا تونے یا ہے تو جھوٹوں سے لیجا کتاب میری یہ پس ڈال دے اُسکو طرف اُنکے پھر آ اُنکے
پاس سے پس دیکھ کیا جواب دیتے ہیں پس حضرت سلیمان نے نامہ لکھا اور اُسپر مہر کرکر ہدہد کو دیا
اور کہا کہ اس نامہ کو بلقیس کے پاس لیجا ہدہد اس نامہ کو اپنی چونچ میں لیکر اڑا جسوقت
کہ بلقیس تخت پر جلوس کر رہی تھی اور سارے ارکان دولت اور اعیان مملکت حاضر تھے ہدہد نے
برابر تخت کے پرواز کرکے اور روبرو اُسکے آن کر کر سب حاضرین دستا ہوا اور
سامنے کر رہے تھے وہ نامہ تخت پر ڈال دیا اور مشہور ہے کہ اُسوقت بلقیس اپنے خلوت خانے
میں تخت پر اپنے تکیہ لگی ہوئی بیٹھی تھی اور سب دروازے بند کروا دیے تھے کہ ہدہد نے
دروازے کے چھید میں سے گھسکر نامہ اُسکے سامنے پر ڈال دیا بلقیس اچھل پڑی اور اُس نامہ
کو اُٹھا کر پڑھا حکم کیا کہ ارکان دولت اور اعیان مملکت حاضر ہوں بموجب حکم سب حاضر ہوئے
معالم میں لکھا ہے کہ بارہ ہزار قائد تھے ہر قائد کے ساتھ ہزار مقاتل اور ابن عباس
سے مروی ہے کہ بلقیس کے لاکھ قیل تھے کہ ہر قیل کے ساتھ لاکھ قیل اور قیل
اُس بادشاہ کو کہتے ہیں کہ ملک اعظم سے کمتر ہووے اور بقول قتادہ اہل مشورت
بلقیس کے تین سو تیرہ نفر تھے کہ ہر ہر دا اُنمیں سے دس ہزار پر حکم رکھتا تھا پس بلقیس نامہ
ہاتھ میں لیے ہوئے باہر آئی آیہ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۝
کہا اے سردارو تحقیق ہے ڈالی گئی طرف میرے کتاب بزرگ اور اُن گروہ اہل دین سے کہا
کہ میرے اوپر ایک خط بزرگ آیا ہے کہتے ہیں کہ نامے کو بزرگ اس اعتبار سے کہا کہ پہنچانے والا
اُسکا پیغمبر بزرگ تھا یا اس سبب سے کہ حامل یعنی لانے والا جانور تھا کہ یہ امر غریب معلوم ہوا
یا اس جہت سے کہ اُسپر مہر تھی اور امام قشیری نے لکھا ہے کہ بزرگ اسلیے کہا کہ اُسمیں طلب
کی ملح نہ تھی بلکہ دعوت بطرف مالک الملک تھی یا بسبب مضمون نامہ نام خدا ابتدا سے تھا کہ وہ نامہ
بزرگترین تمام ناموں کا ہوا ارکان دولت نے پوچھا کہ یہ نامہ کسکا ہے کہا إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ
تحقیق وہ سلیمان کی طرف سے ہے کہ بادشاہ روئے زمین ہے اور مضمون اُسکا یہ ہے آیہ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ یعنی شروع ساتھ نام اللہ بخشش
کرنے والے مہربان کے یہ کہ مت سرکشی کرو اوپر میرے اور چلے آؤ میرے پاس مسلمان ہوکر

جب قوم مضمون نامہ پر مطلع ہوئی دیکھا اور سوچی کہ باوجود اختصار الفاظ معانی بسیار پر دلالت ہے حال
انکا دگرگون ہوا اور پریشان اور سراسیمہ ہوئے آیہ قالت یا ایہا الملاء افتونی فی امری ما کنت
قاطعة امرا حتیٰ تشہدون ٥ یعنی کہا اے سردارو جواب دو مجکو بیچ کام میرے کے نہین ہین فیصل
کرتی کسی کام کو یہانتک کہ حاضر ہو تم پس بلقیس نے کہا کہ اے گروہ بزرگان جو کچھ قریب صلاح و قرین
صواب و استحسان ہو مجھسے بیان کرو کہ بدون مشورہ تمھارے کے کوئی کام نہین عمل مین لاتی
آیہ قالوا نحن اولوا قوة و اولوا باس شدید و الامر الیک فانظری ماذا تامرین ٥
یعنی کہا انھون نے ہم صاحب قوت ہین اور صاحب جنگ سخت ہین اور حکم طرف تیرے ہے
پس دیکھ تو کیا حکم کرتی ہے — اس گروہ نے بلقیس سے کہا ہم لوگ اہل کارزار ہین اور مردانگی اور
شجاعت رکھتے ہین اور تو مختار ہے اور صلاح تیری راے کے موافق ہے ہم تیرے تابعدار ہین
تفسیر مدارک التنزیل اور مواہب علیہ مین سورۂ نمل مین یہ تفصیل لکھا ہے کہ جب بلقیس
نے دریافت کیا کہ جدال اور قتال پر یہ مائل ہین پسند نہ کیا آیہ قالت ان الملوک
اذا دخلوا قریة افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة وكذلك يفعلون ٥
یعنی کہا بلقیس نے تحقیق بادشاہ جسوقت کہ داخل ہوتے ہین کسی شہر مین خراب کرتے ہین اسکو
اور کرتے ہین عزت والے اسکے کو ذلیل اور اسیطرح یہ بھی کرینگے پس میرے نزدیک
مصلحت جنگ اور جدال کی قرین صلاح نہین ہے کیونکہ درصورت حرب اگر وہ غالب
آوینگے تو اموال اور اسباب ہمارا تلف ہوجاویگا اور بادشاہ شہر کو آن کر بقہر و غلبہ لے
لینگے اور سب عزیزون کو خراب اور خوار کرینگے آیہ وانی مرسلة اليهم بهدية فناظرة بم
يرجع المرسلون ٥ یعنی اور تحقیق مین بھیجنے والی ہون طرف انکے تحفے پس دیکھتی ہون ساتھ کس چیز
پھر آتے ہین بھیجے ہوے — اب مین بھیجتی ہون حضرت سلیمان کے پاس ہدیہ کہ مقدمہ صلح کا ہے
اور دیکھتی ہون اگر وہ میرا ہدیہ قبول کرتا ہے تو بادشاہ ہے والا پیغمبر ہے معالم مین
لکھا ہے کہ سو غلام امرد اور سو لونڈیان کم عمر سبکو ایک ہی طرح کا لباس پہنا کر کہ عورت
مرد سے ممتاز نہوسکے اور بقول وہب وغیرہ کشاف مین لکھا ہے کہ پانچ سو لونڈیان تھین اور
مدارک مین لکھا ہے کہ لونڈیون کو لباس غلامون کا یعنی قبا تکمہ بدن مین اور پگڑیان سر پر اور
کمر شمشیر سے سج کر اور غلامون کو کنیزانہ لباس اور زیور زنانہ سے کہ ہاتھون مین چوڑیان
اور گلے مین ہنسلی توڑے اور کانون مین گوشوارہ مرصع بانواع جواہر آراستہ کر کر
بھیجے اور غلامون سے کہدیا کہ اگر سلیمانؑ تمسے کلام کرے تو تم بھی مثل عورتون کے نرمی اور نازکی
سے اس سے کلام کرنا — اور لونڈیون کو سکھادیا تم سختی اور تیزی سے ہم کلام ہونا اور

اور ہر وانہ گفتگو اور بیباکانہ باتین کرنا کسی طرح سے تمہارا عورت ہونا معلوم نہووے اور ہزار
اینٹین سونے اور چاندی کی اور ایک تاج سونے کا مکلل بیاقوت والماس اور زمرد ارسال اور کتنا ہی
مشک خالص اور عنبر اصیل اور ایک ڈبے مین موتی بغیر بیدھے اور ایک مہرہ کج بیدھا کہ اُسمین
تاگا پرونا کمال مشکل تھا منذر نام ایک شخص سردار نامور صاحب فراست کہ قابل سفارت تھا اُسکے
حوالہ کر کر اور ایک جماعت اُسکے ساتھ بھیجنے پر مقرر فرما کر کہا کہ اے منذر نہایت احتیاط کرنا کہ اگر بچشم
وغضب تیری طرف دیکھے تو ڈرنا نہین اور جاننا کہ وہ بادشاہ ہے اور اگر بتازہ روئی اور
خوشخوئی تیرے ساتھ کلام کرے تو جان لینا کہ وہ پیغمبر ہے باادب تمام گفتگو کرنا اور ایک نبی ہونے کی
دلیل یہ ہے کہ لونڈیون اور غلامون مین تمیز کرے گا اور بغیر بیدھے ہوے موتیون کو بیدہ کر اور ٹیڑھے
بیدھے ہوے مہرہ مین تاگا پرو دیگا چنانچہ منذر مع جماعت ہدیہ تمام ہمراہ اور تحائف لیکر روانہ ہوا
اور ہدہد نے اُسکے پہونچنے سے پہلے حضرت سلیمان کے پاس آکر تمام حقیقت حال عرض
کی اور ایک قول سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آن کر حضرت سلیمان کو سب حال سے آگاہ
کیا اُنھون نے دیوون کو حکم کیا کہ کچھ سونے اور چاندی کی اینٹین بنا کر ایک میدان مین سات
کوس تک فرش کرین اور تھوڑی سی زمین اُسمین سے خالی چھوڑ دین اور دونون طرف اُس
میدان کے دیوارین کھینچین اور اُنپر چاندی اور سونے کے کنگرے بنائین اور جنون کی اولاد
کہ بیشمار موجود تھی اُنکو حکم کیا کہ تم اُنکے داہنے بائین اُس میدان کے کھڑے رہین اور منذر
کے پہونچنے کے دن جنگلی اور دریائی چوپائے اُس میدان کے اطراف وجوانب مین بندھوا دیے
اور آپ تخت پر بیٹھے اور کرسیان گرداگرد تخت کے رکھوائین اور ہر ایک آدمی اور پریون اور
دیوون اور درندون اور جانورون اور وحوش وہوام سے جدا جدا حضرت سلیمان کے آگے
صف بصف آراستہ اور جانوران پرندہ ہوا مین صف بصف قطار بقطار مودب ایستادہ ہوے
جب منذر اُس میدان کے کنارے پر پہونچا اور اُس فرش اور آرایش کو دیکھا پھر کیا کہ چوپایہ
جانوران جستہائے نقرہ وزر پر لید اور گوبر کر رہے ہین اپنی چند اینٹون پر کہ بطریق ہدیہ اور تحفہ
آیا شرمندہ ہوا جب اُس مقام پر کہ اینٹون سے خالی تھا پہونچے نہایت خوفناک ہوے کہ مبادا
ہمکو تہمت لگا دین کہ یہ اینٹین جو ہمارے پاس ہین یہان سے چرائی ہین اس لحاظ سے انکو
وہین ڈال دیا آیہ فلما جاء سلیمٰن قال اتمدونن بمال فما اتانی اللہ خیر مما اتٰکم بل انتم
بہدیتکم تفرحون یعنی پس جب آیا وہ بھیجا ہوا سلیمان کے پاس کہا سلیمان نے کیا مدد دیتے ہو مجھکو ساتھ
مال کے پس جو کچھ کہ دیا ہے مجھکو اللہ تعالے نے بہتر ہے اُس چیز سے کہ دیا ہے تمکو بلکہ تم ہدیہ
ساتھ تحفے اپنے کے خوش ہوتے ہو پھر حضرت سلیمان منذر کو دیکھکر ہنسے اور بتازہ روئی ہمکلام

ہوسے اور فرمایا تو جو لایا ہے اس مین ان بیدھے موتی اور مہرہ کج سفتہ ہے پھر ایک کرم جو بچوا رہ یعنے
دیمک کو کہا کہ اس نے انبر بیدھے موتیون مین سوراخ کردیے اور ایک کیڑے کو حکم کیا کہ وہ منہہ مین
تاگا دہ لیکر اس مہرہ کج سفتہ مین گذر گیا اور تاگا اس مین پرو دیا اور پھر پانی طلب کیا اور غلام اور لونڈیون
سے کہا کہ گرد و غبار اپنے منہہ پر سے دھو ڈالو سو مردون نے فی الحال ہاتھ مین پانی لیکر منہہ دھونا
شروع کیا اور عورتون نے ایک ہاتھ مین پانی لیکر دوسرے ہاتھ پر ڈالا اسی طرح سے
ہر لونڈی اور غلام مین فرق امتیاز فرمایا ۔ اور جو کچھ تحائف لائے تھے سب کو رد کیا اور انمین
سے کچھ نہ لیا اور کہا خدا نے تعالے نے جو کچھ ملک اور نبوت اور علم عطا فرمایا ہے
تمہارے متاع دنیا سے بہتر ہے تم اپنے ہدیہ پر ناحق خوش ہوتے ہو اور ارشاد
ہوا ارجع الیہم فلنأتینہم بجنود لا قبل لہم بہا ولنخرجنہم منہا اذلۃ وہم صاغرون ۞
یعنی پھر جا انکی طرف انکے لیے البتہ آوینگے ہم انپر ساتھ لشکرون کے نہ مقابلہ ہوسکیگا انکو ساتھ
ان لشکرون کے اور البتہ نکال دینگے ہم انکو شہر سے ذلیل کرکر اور وہ رسوا ہونگے پس منذر
پھر گیا اور تمام احوال جا کر بیان کیا بلقیس سے کہا وہ پیغمبر ہے اور اسکے ساتھ مقابلہ
اور ہمسری کی کرنے کی طاقت نہین ہے معالم اور مدارک مین لکھا ہے کہ اول اسنے اپنا تخت
ساتھ حجرون مین مقفل مضبوط بند کیا اور تمام قفلا اور نگہبان انپر معین کیے پھر مع لشکر متوجہ پایہ
سریر خلافت حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہوئی جب دیو اس حال پر مطلع ہوئے انکو اندیشہ
پیدا ہوا کہ ایسا نہو جب حضرت سلیمان حسن اور جمال اور عقل اور کمال بلقیس کو مشاہدہ کرین
اسکے خیال اللہ در محبت پر مائل ہون اور وہ انکو اسرار جن پر مطلع کرے یا اس سے فرزند
پیدا ہووے کہ اسکو جن اور انس پر فضل اور بزرگی ہووے اور صاحب ملک ہو جاوے
اور ہم اسکی اطاعت سے تنگ آوین مقدون صلاح یون ہے کہ اسوقت بنا بر نقصان جمال و
کمال بلقیس کی عیب جوئی کرین کہ تا اسکی رغبت انکے دل مین نہ پیدا ہووے اور اسکی
طرف متوجہ نہوین اور اسکو قبول نکرین چنانچہ بطیفہ اشرف نے جنون مین سے تخت
کے پاس آکر عرض کیا کہ بلقیس کمال بے عقل ہے اور کلام اسکا نہایت نامعقول اور
راہ صواب سے دور اور پاؤن اسکے شکل سم خر ہین اور انگلیان پاؤن کی نہین ہین اور پنڈلیون
پر بال بہت ہین حضرت کی ضمیر مبارک مین خلجان اسکے امتحان کرنے مین پیدا ہوا چاہا کہ پہلے
اسکی عقل کی آزمائش کرین جب ایک فرسخ کی راہ درمیان بلقیس اور حضرت سلیمان کے
فاصلہ رہا آیہ قال یا ایہا الملأ ایکم یأتینی بعرشہا قبل ان یأتونی مسلمین ۞ یعنی کہا
سلیمان نے اے سردارو کونسا تم مین سے لے آتا ہے میرے پاس تخت اسکا پہلے اس سے

کر آوے میرے پاس مسلمان ہو کر کس واسطے کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے تو اُس سے تخت لینا مناسب نہوگا مگر برضامندی اُسکی اور غرض حضرت کی یہ تھی کہ جب وہ تخت آوے اُسکی صورت کو تغیر و تبدل کریں اور اُس سے پوچھیں کہ تخت تیرا ہے یا نہیں اور اُسکے جواب سے اُسکی فراست پر آگاہ ہو دین آیہ قال عفریت من الجن انا اتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک وانی علیہ لقوی امین ٭ یعنی کہا ایک دیو نے جنون مین سے لے آؤنگا تمہارے پاس اُسکو پہلے اس سے کہ اُٹھو تم جگہ اپنی سے اور تحقیق مین اوپر اُسکے البتہ زور آور ہون با امانت ۔ معالم مین لکھا ہے کہ درمیان حضرت سلیمان اور اُسکے تخت کے دو مہینے کی راہ تھی کس واسطے کہ بلقیس جلدی سے اگر وہ یہان آویگا اور اُسکی صورت بھی کچھ متغیر ہوگی اگر عقیلہ ہوگی تو مقرر اُسکو نہ پہچانے گی غرض کہ اس ہنگام مین ایک دیو پلید اور بد صورت تھا اُسنے کہا مین لاتا ہون اُسکا تخت کہ مجلس حکومت سے حضرت اُٹھنے نہیں پانے کے اور حضرت سلیمان دو پہر تک اجلاس محکمے مین کرتے تھے اور کہا مین اُسکے اُٹھانے کی طاقت رکھتا ہون اور اُسکے جواہر مین سے کچھ چرانے کا بھی نہیں امانت لاکر حاضر کرونگا حضرت نے کہا مین اس سے بھی جلدی چاہتا ہون آیہ قال الذی عندہ علم من الکتب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک ٭ یعنی کہا اُس شخص نے جو نزدیک اُسکے تھا علم کتاب سے مین لے آؤنگا تمہارے اُسکو پہلے اس سے کہ پھر آوے طرف تمہارے نظر تمہاری ۔ اختلاف ہے اس کلام مین کہ قائل اُسکا کون تھا بعضے کہتے ہین کہ وہ حضرت خضر تھے یا فرشتہ تھا کہ دفتر مقادیر اُسکے ہاتھ مین ہے کہ اُس وقت اُسکو خدا تعالے نے بھیجا تھا یا جبرئیل علیہ السلام تھے یا آپ حضرت سلیمان تھے یا کوئی شخص مستجاب الدعوات یا فرشتہ کہ مددگار حضرت سلیمان کا تھا اور جمہور ائمہ تاریخ کہتے ہین کہ قائل اس عبارت کا آصف برخیا تھا اور وہ اسم اعظم جانتا تھا جب حضرت مجیب الدعوات کو اس اسم کے ساتھ ندا کرتا دعا اُسکی مقبول اور مستجاب ہوتی اُسنے کہا مین لاتا ہون اُسکا تخت اتنی دیر مین کہ آپ آنکھ نہ جھپکا دین گے یا کسی طرف آپ نگاہ کرین اور اُدھر سے آنکھ نہ پھیرنے پاوین حضرت سلیمان نے اُسکو اجازت دی اور وہ تخت اپنی جگہ پر سے زمین مین دھنسا اور طرفۃ العین مین حضرت سلیمان کے سامنے کی زمین شق ہوئی اور وہ برآمد ہوا ۔ اور وسیط مین لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے اُس تخت کو وہان سے وہین ناپیدا کر دیا اور اُنکے روبرو موجود کر دیا آیہ فلما راہ مستقرا عندہ قال ہذا من فضل ربی لیبلونی ءاشکر ام اکفر ومن شکر فانما یشکر لنفسہ ومن کفر فان ربی غنی کریم ٭ یعنی جب اُس تخت کو حضرت سلیمان نے اپنے روبرو دیکھا کہا یہ کرامت فضل پروردگار

مجھے سے ہے کہ آزماوے مجھکو کہ میں ایسے امور میں شکرگزار ہوتا ہوں یا ناسپاسی کرتا ہوں جو سپاسداری
حضرت باری کی کرتا ہے وہ سپاسداری کرتا ہے واسطے نفس اپنے کے اور جو ناشکری کرے
پس تحقیق پروردگار میرا بے پرواہ ہے کرم کرنے والا اور معالم میں تفسیر آیہ قال نکروا لها عرشها
ننظر اتهتدی ام تکون من الذین لا یهتدون کے لکھا کہ بدل ڈالو واسطے اُسکے تخت
اُسکا کہ دیکھیں ہم آیا راہ پاتی ہے یا ہوتی ہے اُن لوگوں سے کہ نہیں راہ پاتی میں لکھا ہے پھر حضرت
نے کہا کہ اس تخت کو تغیر دو یوں اسطرح سے کہ اوپر کا نیچے اور آگے کا پیچھے کر دیں پایہ کے جواہر
کو تبادل کر دیں کہ سبز کو بجائے سرخ اور سفید کو زرد کی جگہ اور یہ امر اس مصلحت کے واسطے کہ آیا
بعد سوال بلقیس پہچانتی ہے اپنے تخت کو یا نہیں آیہ فلما جاءت قیل اهكذا عرشك
قالت کانه هو الخ پس جب بلقیس حضرت سلیمان کے پاس آئی اور تخت اُسکا حضرت کے آگے
رکھا ہوا تھا اُس سے پوچھا آیا تیرا تخت ایسا ہے کہا گویا کہ یہ تخت وہی ہے۔ یہ نہ کہا
کہ بالیقین یہ وہی ہے کسواسطے احتمال رکھتا تھا اور تخت بھی مثل اُسکے ہو اور یہ اسکی کمال عقلمندی
تھی پھر کہا میرا علم اوپر کمال قدرت الٰہی اور رسالت نبوۃ سلیمان پر اسی سمجھنے سے
زیادہ ہے اور ہوں میں اُسکے حکم کی تابعدار آیہ واوتینا العلم من قبلها وکنا مسلمین
وصدها ما کانت تعبد من دون الله انها کانت من قوم کافرین اور دیے گئے
تھے علم پہلے اس سے اور ہو رہے تھے ہم مسلمان اور بند کیا اُسکو اس چیز سے کہ تھی عبادت
کرتی سوائے خدا کے تحقیق وہ تھی قوم کافروں سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے خردمندی
بلقیس سے آگاہ ہو کر بہ رعایت ناموس اُسکو اپنی بہن کے پاس اُتارا اور بعد چالیس دن کے
کہ خواہر حضرت سلیمان نے فضائل حمیدہ اور شمائل گزیدہ اُس مہر سیما کے معروض کیا اور کے حضرت
نے بالجزم ارادہ کیا کہ اُس دُرۃ التاج شاہی کو سلک ازدواج میں کھینچیں خواتین سلیمان نے سنکر
اس خبر سے پریشان ہو کر از حسد ایسا کر عرض کیا کہ اسکی پنڈلیوں پر بال بہت ہیں تا خاطر
شریف نبوی اُس سے نفرت کرے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان نے بلقیس کے پانوں
کی آزمایش کی تھی کہ ایک محل بنوایا تھا کہ اسکی زمین پر شیشہ ہائے سفید کا صاف فرش کروا دیا
تھا اور اسکے نیچے پانی جاری رکھا تھا اور اُسمیں مچھلیاں ڈلوا دیں تھیں اور مدارک میں لکھا ہے
کہ تمام حیوانات دریائی بھی اُسمیں ڈلوا دیے تھے چنانچہ اُس محل کا صحن پانی سے بھرا ہوا
معلوم ہوتا تھا اُسمیں حضرت سلیمان کا تخت برپا تھا اور وہیں بلقیس کو طلب کیا جب
وہ اُس قصر کے دروازے پر پہونچی آیہ قیل لها ادخلی الصرح فلما راته حسبته لجه
وکشفت عن ساقیها کہا گیا واسطے اُسکے داخل ہو محل میں پس دیکھا اُسکو گمان

کیسا اُسکو پانی گمان کر کھول دیا پنڈلی اپنی سے اور دامن جامہ کو دونوں پنڈلیوں پر سے اٹھا لیا
تا اُس پانی میں پاؤں ڈالے حضرت سلیمان نے مشاہدہ کیا کہ اُسکے پاؤں نگارین اور ساق مثل
مانند حسین آدمیوں کے ہیں لیکن بال بہت ہیں اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا آیہ انہ صرح ممرد من قواریر
کہا سلیمان نے تحقیق یہ محل ہے منڈھا ہوا شیشہ سے اسے بلقیس نہ ہٹا اپنا جامہ پاؤں پر سے
نہ اٹھا کہ یہ پانی معلوم ہوتا ہے بلکہ میدان ہے سادہ ہوا آبگینہ سفید سے آیہ قالت رب انی ظلمت نفسی
واسلمت مع سلیمان لله رب العالمین ٥ کہا بلقیس نے اے پروردگار میرے تحقیق ظلم کیا میں نے
جان اپنی کو اور مطیع ہوئی ساتھ سلیمان کے واسطے پروردگار عالموں کے قبل ازین جو میں نے آفتاب
پرستی کی ہے اپنے نفس پر ستم کیا اب تیرے حکم کی تابعدار ہوں کہ تاج شرف تیری بندگی میں ہے
اور حضرت سلیمان کے ہاتھ سے مسلمان ہوئی مدارک میں لکھا ہے کہ بعضے محققین کہتے ہیں
کہ اصلا احتمال تجویز اس امر کا نسبت حضرت سلیمان نہیں کیا جاتا کہ اُس عورت اجنبیہ کی
پنڈلیاں دیکھنے کی تجویز کی ہو بلکہ یہ سبب بنا بر اظہار امر نبوت اور معجزوں کے تھا اور معالم
اور کشاف میں لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہیں کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ بلقیس
کے ساتھ نکاح کریں لیکن اُسکے پاؤں اور پنڈلیوں سے کراہت رکھتے تھے دیووں نے
نورہ اور حمام درست کیا کہ وہ بال اُس سے زائل اور دور ہو دیں پہلے اس سے نورہ اور حمام
دنیا میں پیدا نہوا تھا بہر حال آپ اُسکو اپنے عقد میں لائے اور نہایت دوست اور عزیز
رکھتے تھے اور اُسکا ملک بھی اُسکے پاس چھوڑ دیا اور ہر مہینے میں ایک بار اُسکے پاس جاتے تھے
اور تین روز وہاں رہا کرتے تھے اور فرزند بھی اُس سے پیدا ہوا اور بعض تواریخ میں لکھا ہے
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے واسطے زر خالص سے ایک تخت بنوایا اور چار
شیر بنتائج افکار ارباب طلسمات سے کہ آگ اُن شیروں کے منہ سے شعلہ مارتی تھی اور ہر شیر
کی پشت پر دو کرگس تعبیہ کیے تھے کہ آنکھیں اُنکی شعلہ یاقوت سے تھیں اور دانت اُنکے مروارید
آبدار سے - اور جب حضرت سلیمان علیہ السلام اُس تخت پر بلقیس پاس جاتے تھے
وہ کرگس بطریق اعتدال اور بقدر باشتاج گلاب اُن پر چھڑکتے تھے اور دو کنگرہ سر پر
دو مرغ تھے کہ جب حضرت چاہتے کہ مجکو یا بلقیس کو کوئی نہ دیکھے وہ جانور پیرامون تخت
اس طرح بال و پر پھیلاتے تھے کہ کوئی اُنکو نہ دیکھ سکتا تھا اور ہر ایک طرف اُس تخت
کے چار طاؤس نصب کیے تھے کہ اُنکے منہ میں سے بوے عنبر و عبیر آتی تھی کہتے ہیں کہ جب
کرسی پر آصف بیٹھا تھا اور ایک شیر موضوع تھا کہ جو کوئی اُسکے روبرو جھوٹی گواہی دیتا
اُسپر وہ شیر حملہ کرتا اور بعضے کہتے ہیں کہ اُسکے ساتھ آپ نے نکاح نہیں کیا تھا

بلکہ اسکا نکاح ہمدان کے بادشاہ کے ساتھ کر دیا تھا اور اسکا بیان اسطرح پر ہے کہ جب بلقیس مسلمان
ہوئی حضرت سلیمان علیہ السّلام نے اسکو فرمایا کہ کسی مرد کو اپنی قوم سے اختیار کرے کہ تیرا اسکے ساتھ
نکاح کر دوں بلقیس نے کہا یا نبی اللہ میرے برابر مردوں میں سے کون ہے کہ اسکے ساتھ نکاح
کروں حالانکہ میری قوم میں سے ایک بادشاہ عظیم الشان میری خواستگاری کرتا تھا میں نے نہیں مانا
حضرت سلیمان نے کہا ہاں ایسی طرح ہے لیکن اسلام میں ایسی سے لاچاری اور مجبوری ہے
اور اب تجکو نہیں چاہیے کہ حلال خدا کو حرام کرے بلقیس نے کہا اگر تم جانتے ہو کہ یہ امر ناگزیر ہی
تو مجکو ذی تبع کہ ہمدان کا بادشاہ ہے اسکو دیدیں حضرت سلیمان نے اسیطرح کیا اور
ملک یمن اسکو دیکر وہاں بھیجدیا فصل تیسری بیچ فتنہ سلیمان کے اور گم ہونے نگین کے اور
پانا اسکا مچھلی کے پیٹ میں سے اور ذکر وفات اور مدت عمر حضرت سلیمان کی معالم التنزیل میں
سورہ ص میں ورذیل آیہ ولقد فتنا سلیمن والقینا علی کرسیہ جسدًا ثم اناب اور البتہ تحقیق
آزمایا ہمنے سلیمان کو اور ڈالدیا ہمنے اوپر کرسی اسکی کے ایک بدن پھر رجوع کیا بحق - لکھا ہے
کہ درباب فتنہ حضرت سلیمان اور جسد ملقی میں بہت اختلاف اقوال ہے ولیکن وہ جو قریب یقین اور
لائق سیاق باحسن وجوہ کے ہیں اختصار اُنپر کیا جاتا ہے کہ ایک طائفہ کہ جسد ملقی عبارت بدن پسر سلیمان
علیہ السلام سے ہے کہ بواسطہ اسکے حضرت سلیمان فتنہ میں پڑے چنانچہ ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تین سو منکوحہ اور سات سو حرم رکھتے تھے ایک مرتبہ آپ نے کہا
کہ میں چاہتا ہوں کہ جمیع اہل حرم سے شرط طواف بجالاؤں تا ہر ایک سے ایک لڑکا پیدا ہووے
کہ راہ خدائے تبارک وتقدس میں جہاد کرے اور بحسب اتفاق اس بات کو مقرون بہ کلمہ انشاء اللہ
نہ کیا اور بعد مباشرت ایک عورت کہ انکین سے باردار ہوئی اور اسکے ایام حمل منقضی ہوکے
ایک لڑکا نصف انسان طولانی اس سے پیدا ہوا یعنی ایک آنکھ اور ایک کان اور ایک ہاتھ اور
ایک پاؤں حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے اسکی
کہ نفس محمد کا بیچ ہاتھ اسکے کے ہے کہ اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو البتہ دیجاتی انکو وہ چیز کہ تمنا کی تھی انھوں
نے در حالت سیر اسپان یعنی رد آفتاب اور پیدا ہوتی ایسی اولاد کہ جہاد کرتی بیچ راہ خدا
کے القصہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اس حال پر مطلع ہوے پریشانی اور اندوہ تمام نے
انکی ضمیر منیر پر غلبہ پایا کہتے ہیں کہ آنحضرت اور آصف اور بادہ فرزند سے اسکے ایک دن
باہم بیٹھے اور حضرت اس امر میں اظہار حزن اور اندوہ کر رہے تھے آصف نے کہا کہ آؤ تا ہر
شخص ہم میں سے کہ جو کچھ دل میں رکھتا ہے اور کوئی سوا عالم الغیب والشہادہ اسپر مطلع نہیں
ہے ظاہر کرے اور اس لڑکے کی شفا چاہے کہ خدا وند جہان ہمارا ملتمس بازدواج فرماوے

سبکو یہ بات مشخص معلوم ہوئی حضرت سلیمان نے کہا بار خدایا تو جانتا ہے کہ باوجود اس تمام مملکت
اور حشمت کے کہ میں رکھتا ہوں دو شخص کہ میرے پاس آتے ہیں اور ایک سیب برسم تحفہ لاتا ہے اور
دوسرا خالی ہاتھ ہوتا ہے نظر محبت میری صاحب سیب پر زیادہ پڑتی ہے بہ نسبت تہیدست
پھر رو بقبلہ ہو کر دعا کی اور کہا الٰہی تو جانتا ہے کہ میں اس قول میں صادق ہوں اپنی شفا اس
کودک سے دریغ نہ رکھ اور جب مراسم دعا سے فراغت پائی حضرت واہب العطایا
نے آنکھ اور کان دوسرا اس لڑکے کو ارزانی کیا پھر آصف نے کہا یا رب تجکو
معلوم ہے کہ چند نوبت میں نے حضرت سلیمان سے استدعا کی کہ مجکو شغل وزارت
سے معاف رکھیے اس التماس میں میرا دل میری زبان کے موافق نہ تھا اگر
یہ بات میں نے سچ کہی ہے تو نظر رحمت اس طفل سے دریغ نہ رکھ ہرگاہ کہ آصف
نے دعا ادا کی فوراً حق تعالیٰ نے دوسرا ہاتھ اس فرزند کو عطا فرمایا پھر مادر پسر نے
مناجات کی اور کہا یارب تو جانتا ہے کہ باوجودیکہ حضرت سلیمان علیہ السلام با این ہمہ
شوکت اور ابہت شوہر میرا ہے جس مرد کو میں اچھا دیکھتی ہوں مجھکو آرزو ہوتی ہے
کہ وہ میرا شوہر ہووے اگر میں اس حدیث میں صادق ہوں میرے فرزند کو عافیت کر اسی وقت
باری تعالیٰ نے دوسرا پاؤں اس مولود کو بخشا اور وہ صحیح الارکان ہو گیا اور
جب یہ سلیم الاعضا ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں محبت قوی اسکی پیدا
ہوئی لہذا خاطر خطیر حضرت میں گذرا کہ کسی شخص مشفق و مہربان کو اس میوۂ باغ جنان
کو بنا بر تربیت تفویض فرما دیں بعضے کہتے ہیں کہ اس ارادہ پر اسکے جن مطلع ہوکے
ایک نے انمیں سے التماس کیا کہ اس فرزند دلبند کو میرے تفویض کیجیے تا بہ تعہد
مراتب تربیت اسکے قیام کروں اور حضرت نبوی نے بموجب التماس اس قرۃ العین کو
اسکے تسلیم کیا اور یہ امر مقبول بارگاہ صمدیت نہوا لاجرم ملک الموت مامور ہوا کہ روح
اس نورسیدہ کی قبض کرے اور بدن اسکا کرسی سلیمان علیہ السلام پر ڈال دے
فذالک قولہ تعالیٰ والقینا علی کرسیہ جسدا او ھو جسد ولد المیت منقول ہے کہ حضرت سلیمان
علیہ السلام نے بعد از فوت پسر بنیاد و تغیرت رکھی اس اثنا میں حکیم علی الاطلاق نے دو
فرشتوں کو بصورت انسان اسکے پاس بھیجا ایک نے ان دونوں میں سے دوسرے پہ
دعوی کیا کہ سرراہ میں نے کچھ بویا تھا جبکہ وہ سبز و خرم ہوا اس شخص نے اسپر گذر کر
میری زراعت کو روند ڈالا اور مسمار کر دیا کہ میرا انتفاع جاتا رہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے
مدعا علیہ سے پوچھا کہ تو نے یہ حرکت کیوں کی اسنے جواب دیا کہ یہی [illegible]

گیا تھا کہ ناگاہ ایک مزروع پر پہونچا درمیان راہ ہرچند عجیب ور است نظر کی کسی طرف راہ سلوک
نہ پائی کہ اُدھر سے گذر کرے مقصد فائز ہوں بنابر ضرورت اُس زراعت پر گذرا اور سبب اختیار
کھیتی اُسکی پامال ہوئی حضرت سلیمان نے مدعی کی طرف دیکھکر کہا کہ تو نے کیوں ایسی جگہ بویا تھا کہ
جہاں رستہ جاری ہو اور چلنے والوں کو دشواری در حقیقت قصور تیرا ہے نہ مدعا علیہ کا
مدعی نے جواب دیا کہ دنیا طریق موت ہے آپ کو بھی راہ موت پر فرزند بونا تھا اس سے حزن
اندوہ میں گرفتار نہوتے حضرت نے اُسکے قول کی تصدیق کی اور جانا کہ تنبیہ اور تعلیم جانب خدا
تعالیٰ سے ہے اُسی وقت مجلس تعزیت سے اُٹھکر غم اور اندیشہ فرزند خاطر اطہر سے باہر
کیا - وہب بن منبہ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فتنہ سلیمان عبارت انتزاع ملک سے
ہے اور مراد جسد دیو سے ہے کہ چالیس روز تک سریر حضرت نبوی پر بہ شبیہ اُنکی بیٹھا اور
کیفیت اس واقعہ کی اسطرح پر ہے کہ حضرت سلیمان نے سنا کہ ایک جزیرہ میں جزائر سے ایک
بادشاہ ہے بت پرست صیدان نام جوکہ ہمگی اوقات والاجہاد اور قہر اعدا سے دین پر مصروف
تھی ہوا کو حکم کہ وہ بساط حضرت اُٹھاکر اُس جزیرے میں لے گئے اور بادشاہ بت پرست حضرت
کے دست مبارک سے مارا گیا اُسکی ایک بیٹی تھی کہ جمال فائق اور حسن لائق رکھتی تھی حضرت کے
تصرف میں آئی اور محبت اُسکی دل قدس منزل میں پیدا ہوئی شیطان نے اپنے دل میں
کہا یہ وقت فرصت غنیمت ہے کچھ ایسا کیا چاہیے کہ فتنہ جہان میں ظاہر ہو [illegible] بصورت
دایہ ایک دایون اُس دختر سے بن کر دروازہ قصر پر آیا اور باریابی کی استدعا کی اُس پر
پوشش نے بعد حصول اجازت از پیشگاہ نبوی اُسکو اپنے پاس بلایا شیطان نے اُسکے روبرو
آکر اُسکے زوال ملک پر نوحہ اور زاری کی اور اُس لڑکی سے کہا کہ تو کیونکر سلیمان کے ساتھ
راضی اور موافق ہے کہ اُسنے تیرے باپ کو مار ڈالا اور تجھکو اسیر کیا اور تیری مملکت
کو زیر و زبر کر دیا وہ لڑکی رونے لگی شیطان نے کہا کہ مفارقت پدر میں تیری کیونکر گذرتی ہے
جواب دیا بیت روزم بدرد دل گذرد شب بسوز ہجر ٭ دور از سعادت تو عجب
زندگانی است ٭ اُسنے کہا اس بات میں یوں حیلہ کر کہ جب سلیمان تیرے پاس آوے
رونے سے باز نہ رہنا اور اُسکے ساتھ کلام نہ کرنا جب وہ تجھسے پوچھے کہ تو کیوں روتی ہے
اُسوقت اپنا اشتیاق پدر ظاہر کرنا اور اُس سے کہنا دیوؤں سے میرے باپ جیسی ایک صورت
پتھر سے تر شوادو تا صبح اور شام اُسکو دیکھکر اپنی خاطر حزین کو تسکین دوں دختر نادان نے
بر طبق تعلیم شیطان عمل کیا اور حضرت سلیمان نے حسب التماس اُسکے دیوؤں سے ایک پتھر
بصورت پدر دختر تر شوا کر اُسکو دیدیا اُس لڑکی نے کہ قبل از مصاحبت نبوی شیوہ بت پرستی

شعار مردود تھا اس صورت کو موہبت عظیم جان کر آپ مع اپنی لونڈیوں کے عبادت اور پرستش
صنم مشغول ہوئی اور حضرت سلیمان کو مدت تک اس امر کی اصلا خبر نہ ہوئی بعد چالیس دن کے وقوع
اس قضیہ کے کہ بت پرستی اس عورت کی یہ روز ان میں مشہور ہوئی ایک جماعت نے
خبران صادق سے کیفیت واقعی آصف سے آن کر عرض کی اور اس باب میں نہایت اضطرابی
کی آصف نے کہا تم ذرا تسکین کرو کہ اس خبر کو بسامع حضرت پہونچاتا ہوں اور
اسی لحظ حضرت سلیمان سے ملاقات کی اور کہا یا نبی اللہ بڑھاپے نے مجھکو آگھیرا ہے پیش
از انقضاے ایام حیات چاہتا ہوں کہ مجمع خاص و عام میں فضائل اور آثار انبیا علیہم السلام بیان
کرون تا موجب ازدیاد عقیدت خلائق ہو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بموجب
معروضہ آصف کے اسیوقت باحضار صنف جن وانس فرمان دیا اور بعد انعقاد
مجلس آصف نے اسی محفل میں فضیلت و شرف ہر پیغمبر گذشتہ کا بزبان فصیح اور بیان
صریح کہنا شروع کیا جب سخن حضرت سلیمان تک پہونچا انکے مناقب زبان صغر او رپیش
از نبوت بیرونی قدر کہکر خاموش ہوگیا اور معجزات عالم نبوت انکے کچھ بیان نکیے آپکو
یہ امر کمال ناگوار ہوا اور اس سے نہایت اندوہناک ہوے جب سب آدمی پراگندہ
ہوے آصف سے پوچھا کیا سبب ہے کہ خصائل صغارت میرے ظاہر کیے اور جو خدا سے
عطا ہوئے بعد از وفات والد بزرگوار مجھکو ارزانی فرمائے ذکر نکیے آصف نے جواب دیا
مدح و ثنا اس شخص کی کہ چالیس دن سے اسکے گھر میں بت پرستی ہوتی ہو کیا کہوں حضرت
سلیمان نے کہا میرے گھر میں کہاں اور صورت واقعہ عرض کی حضرت سلیمان انا للہ
وانا الیہ راجعون کہکر مجلس میں سے اٹھے اور محل میں جاکر بت کو توڑا اور صیدان پر
خفا ہوے اور پھر لباس کہ سوت کاتے ہوے دختران معصومہ پاکیزہ سے تربیت پایا تھا
اور خلوتخانہ میں خاک بچھاکر بیٹھے اور بگریہ و استغفار مشغول ہوے اور ہنگام شب کہ بنا بر
قضاے حاجت مسجد میں سے نکلے اپنی انگوٹھی ایک لونڈی کو جوارمی محرم میں سے کہ جرا
دہ نام تھا بدستور معہود سپرد کی اسوقت صخرہ نام ایک عفریت بصورت حضرت سلیمان بنکر انگوٹھی
اس جاریہ سے لیگیا اور اسکو اپنی انگلی میں پہن لیا اور سریر سلیمانی پر جا بیٹھا سب جن وانس
نے خاصیت انگشتری سے سکر مطاوعت اور متابعت اسکی باندھی جب حضرت قضاے حاجت
سے فارغ ہوکر بیت الخلا سے باہر نکلے تو انگوٹھی جرادہ سے طلب کی اسنے کہا صاحب خاتم
کو میں نے حوالہ کی تو کون ہے کہ مجھسے مانگتا ہے کہ میں تجکو نہیں پہچانتی اور اسنے یہ اسواسطے کہا
کہ اندک تغیر صورت آن حضرت میں بھی ہوگیا تھا اور جوکہ ان قیل و قال اور طلب خاتم میں

حضرت سلیمان علیہ السلام کی تخت کی طرف نظر پڑی ایک شخص اُسپر بیٹھا دیکھا کہ مشابہ اپنی صورت کے
تھا اُسوقت جانا کہ یہ واسطہ کرداراتا صواب اُن بیبیا کون کے کہ گھر میں انھوں نے یہ عادت غیر خالق
اقدام کیا ہے قادر تھا ہونے نظام تسلط و اختیار و بجا اقتدار سے نکال لی ہے پھر آپ طالب
تھا گم ہو گئے در بدر اور بادیہ پیما ہوئے۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایام انتزاع
ملک میں گھر گھر پھر کر سوال کرتے تھے اور جب آدمی اُنسے پوچھتے تھے کہ تو کون ہے اور یہ نام
اپنا بتاتے تھے تو خلق اُنکو بیوقوف سمجھتی نسبت دیکر اُنکے منہ پر خاک ڈالتی تھی کہ تو دیوانہ ہے مصرع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ کہ سلیمان وہ ہے کہ بہ غایت حشمت اور مکنت تخت سلطنت پر
بیٹھا ہے اور ایک طائفہ کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ شخص دیو تھا جسنے آپکو مشکل بصورت
حضرت کیا تھا اور حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت نبوی
بھوکے پیاسے ایک نبی اسرائیل کے دروازے پر آئے اور کنڈی کھڑکائی ایک عورت
نے اس گھر میں سے نکل کر پوچھا کہ تو کیا حاجت رکھتا ہے حضرت نے کہا میں چاہتا ہوں
کہ تو میری ضیافت کرے کہ میں بھوکا ہوں ضعیفہ نے کہا تو مرد مسافر ہے اور میرا خاوند گھر میں
نہیں ہے مرد بیگانہ کی مدارت نہیں کر سکتی مگر اتنا انتظار کر کہ وہ آجاوے اور اُسکے آنے تک
اس باغ میں کہ ہمارے گھر کے متصل ہے جا کہ وہاں پانی بھی ہے اور میوہ بھی جب وہ
آویگا تو بخوبی شرط مہمان نوازی بجا لاویگا حضرت سلیمان عم اُس باغ میں گئے اور قدرے
پانی پیا اور کچھ میوہ تناول فرما کر سو گئے اُسوقت ایک مار سیاہ نکلا اور با الہام ربانی
حضرت سلیمان عم کو پہچانا اور جب دیکھا کہ مکھیاں حضرت کو تکلیف دیتی ہیں اُس باغ میں
سے ایک شاخ ریحان منہ میں لیکے مگس رانی کرنے لگا اسی اثنا میں صاحب بستان اپنے
گھر میں آیا اُس عورت نے آنے مہمان سے مطلع کیا اُس شخص نے باغ میں آن کر دیکھا کہ ایک
دولتمند سوتا ہے اور ایک سانپ اُسکی خدمت میں مشغول ہے مشاہدہ اس حال سے متحیر ہوا
اور اپنی بی بی کو طلب کیا اور وہ امر عجیب اُسکو دکھایا غرض کہ جب مالک باغ حضرت کے
نزدیک پہونچا وہ سانپ اُسوقت چلا گیا اور اُس شخص نے آپکو جگا کر دلداری کی اور کہا
میں نے عجیب و غریب منزلت تمہاری بسبب خدمت گزاری سانپ کے جو نزدیک خدا کے عزوجل
دیکھی آپکا معتقد ہوا ہوں اب یہ منزل خاص تمہارا دولت خانہ ہے یہاں بآسایش رہئے
گھر میں ایک دختر جمیلہ رکھتا ہوں چاہتا ہوں کہ تمہارے سلک ازدواج میں کھینچوں التماس
میرا قبول کرو اور بہ فراغ بال بندہ خانے میں روز و شب گزارو حضرت سلیمان نے
اُسکا مسئول قبول کیا اور اُس دختر کو قید نکاح میں لائے اور تین شبانہ روز وہاں

رہے چوتھے دن صاحب خانہ سے کہا کہ مدت مہمانی تمام ہوئی اب مجکو یہ گوارا نہین کہ تم بنا بر تحصیل موٴنت میری کے زحمت مین رہو یہ بات کہکر گھر سے باہر نکلا اور کنارہ دریا پر جا کر صیادون کے ساتھ ملے اور صید ماہی مین انکی ہمراہی مین رہے تاوقتیکہ اُس محنت اور بلیت سے نجات پائی اور کیفیت اس واقعہ کی اس طرح پر ہے کہ جب صخرہ جنی سریر سلیمانی پر بیٹھا بہ تکلف بنی آدم کے ساتھ اختلاط کرتا تھا بیت

کند ہم جنس با ہمجنس پرواز	کبوتر با کبوتر باز با باز

اور اکثر اوقات مصاحبت اسکی بسبب میل طبعی اپنے ابناے جنس سے رہتی تھی اور سوا اس چالیس دن زمان حکومت مین خلاف شرع اور عقل اکثر حکم اُس سے صادر ہوتے تھے تو خلائق نے امثال ان حرکات نالائق سے بدگمان ہوکر صورت حال بعرض آصف پہونچائی اُسنے بھی یہی کہا کہ ظن غالب یہی ہے کہ یہ شخص حضرت نہین ہے اور جب تک یہ معنی متحقق ہو واسطے ازدواج اور سراپردہ حضرت نبوی پاس جاکر تفتیش حال کی بعد از استفسار انھون نے کہا کہ چند روز سے حضرت سلیمان علیہ السلام ہمارے پاس نہین آئے تھے آصف نے خلائق کو آگاہ کیا کہ یہ خبیث سلیمان نہین ہے بلکہ ایک دیو ہے کہ اُسکی جاے پر قرار پکڑا ہے اور صخرہ مارد نے ایام جلوس مین کہ تخت عظمت پر بیٹھا تھا بالتماس سائر شیاطین سحر اور نیرنجات لکھکر اور یہ خاتم سلیمانی مہر کرکر زیر پاے سریر اعلیٰ پنہان کردیے اور بعد از وفات حضرت نبوی شیاطین نے وہ خرافات نکال کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ منسوب کیے اور بنی آدم مین شائع اور ذائع ہوے فذالک آیہ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علے ملک سلیمن وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر اور پیروی کرتے ہین اُس چیز کی کہ پڑھتے ہین شیطان اوپر وقت سلیمان کے اور نہین کفر کیا تھا سلیمان نے ولیکن شیطانون نے کفر کیا تھا سکھلاتے تھے لوگون کو جادو اور تفسیر عزیزی مین تفسیر اسی آیہ وافی ہدایت کی مین اسطرح پر لکھا ہے کہ جو حضرت سلیمان نے جن وانس وطیور وغیرہ تحت حکم تھے اور ہمیشہ حاضر خدمت بابرکت آپکے رہتے تھے تو اختلاط آدمیون کا جنون کے ساتھ بےپردہ اُسوقت مین تھا کہ باہم نشست وبرخاست بخوف وہراس کرتے تھے تو اکثر شیاطین الجن بنا بر اظہار تفاخر اپنے روبرو انسانات کے اعمال عجیبہ اور امور غریبہ ظاہر کرتے تھے اور افسونہاے سریع التاثیر بسبب تعلیم اسماء بیان اور شیاطین کے شرک صریح پر شامل تھے سامنے آدمیون کے پڑھتے اور اُس سے عجائب غیر متوقع وقوع مین آتے کسو اسطے کہ بسبب اسرار شیاطین الجن کسی کا پاؤن بند ہوتا اور کسی کی گردن ٹوٹتی اور کسی کے پیٹ

ہین درد پیدا ہوتا اور جب وہ افسون آموختہ اُنکا پڑھتے فی الفور آرام ہوجاتا اور ایسے
امور کہ بمنزلہ خرق عادت جنون سے صادر ہوئے اکثر سفہا بہت معتقد اور فریفتہ ہوتے تھے
اور تعظیم اُن جنون اور پیشوایون شیاطین کی اُنکے دلون مین راسخ ہوتی اور علاوہ
ازین بعضی از ارواحین خبثہ فی الحقیقت ایسی ہوتی ہین کہ بالطبع ضالہ و پرستش اپنی دوست رکھتی
ہین اور چاہتے ہین کہ مردم ہماری طرف رجوع کرین اور پوجین اور اُنکو شیطان الجن پہچانتے
ہین بنا برآن ارتکاب شرک اُنکے نام بھی افسونون مین داخل کرکر آدمیون کو تعلیم کرتے اور
سجدہ کرنا اور نذر قربانی ان ارواحون کے واسطے عمل مین لانا شرائط اعمال گردانتے تھے
اور افسانات بجہت ظہور آثار عجیب کفر و ضلالت مین گرفتار ہوتے غرض کہ رفتہ
رفتہ اُن افعال ذمیمہ اور اعمال خبیثہ کا ارتکاب عوام سے گذر کر تابخواص پہونچا
اور علمائی بنی آدم مین رواج پایا تا آنکہ حضرت سلیمانؑ کو مفصل خبر اس اضلال و گمراہی کی
پہونچی حضرت نے آصف بن برخیا وزیر اعظم کو حکم کیا کہ شیاطین افسون خوان کو حاضر
اور جو کچھ اُنکے پاس اس قسم کے اعمال تسخیر سے ہو لیکر زیر کرسی میری دفن
کردے اور من بعد تقید کرے کہ شیاطین و انسان یکجا بود و باش نکیا کرین اور آپسمین تعلیم
اور تعلیم سلوک نہ کرین چنانچہ اس ضبط و ربط حضرت سے تا زمان حیات آپ کے انسداد
اس رخنہ فساد کا رہا۔ ولیکن پس از وفات حضرت سلیمانؑ اور آصف کے روبرو آدمیون
کے پھر شیاطین نے کہنا شروع کیا کہ حضرت اس قدر ثروت اور مملکت صرف بسبب علم
سحر کہ اُس سے تسخیر جن و انس اور طیور و وحوش حاصل ہوئی تھی وہ سب کتب اعمال جادوگری
اُنکی زیر کرسی مدفون ہین اب یہ مناسب ہے کہ اُس جگہ کو کھود کر اُن مکتوبات کو نکال لو
اور بموجب نوشتہ اُسکے عمل مین لاؤ تا مانند اُنکے تم بھی مسخر کرلو خلائق اور اظہار عجائب
اور غرائب پر قادر ہو بہرحال اُنکے اغوا سے لوگون نے وہ کتابین نکالین اور افسون
جو اُنمین لکھے تھے باداے شرائط پڑھے اور اُنسے برآمد مقاصد حسب خواہش
ہوئے تو اُنکے عقیدون مین فساد پڑا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ تعلیم و تعلم علوم دینی اور
تلاوت توریت بالکل متروک ہوئی اور سب اکتساب علم سحر و افسونگری مین مصروف ہوئے
تب شیاطین کو یقین ہوا کہ یہ بخوبی گمراہ ہوئے اور کتب آلہیہ سے سب نے اعراض کیا
انھون نے اطاعت افسونون سے پہلو تہی کرنا شروع کیا اسواسطے ظہور آثار رحمن کی پیدا
ہونے لگی جسکے وہ فوائد دنیوی بالکل جاتی رہے اور فساد عقیدہ باقی رہا اسواسطے دین
یہود مین بہت فتور ہوئے بہرکیف جب اعیان مملکت اور اشراف بنی اسرائیل کو قبضہ صخرہ بادرین

جو دو پیدا ہوا تھا بر انکشاف اس امر مہم کے اُسکے روبرو توریت پڑھنی شروع کی وہ ملعون طاقت
سننے اس کلام ملک العلام کی نہ لایا اُسی وقت تخت پر سے غائب ہوگیا اور خاتم سلیمانی دریا مین ڈالدی
اور ایک مچھلی بامر الٰہی اُسکو نگل گئی اور وہ مچھلی اُس صیاد کے دام مین گرفتار ہوئی کہ حضرت سلیمان
اُسکی معاونت کرتے تھے اور صیاد نے اُس مچھلی کو عوض اُجرت مین اُنکو دیدیا حضرت نبوی نے
ہنگام شب اپنے گھر مین مراجعت کی اور اُس مچھلی کو اپنی بی بی کو دیا کہ بریان کرے جب اُس عورت نے
اُس ماہی کے پیٹ کو چیرا ایک انگوٹھی اُسکو نظر پڑی کہ اُسکی چمک سے سارا گھر روشن ہوگیا اور وہ انگوٹھی
اپنی انگلی مین اپنی بی بی سے لیکر حضرت سلیمان نے پہن لی اُسیوقت طوائف جن و انس اور وحوش و طیور
درگاہ سلطنت پناہ پر جمع ہوئے اور باوجود اُسکے کہ ایسی خاتم ایسے رو کے جنگل مین پڑی اُنکی [illegible]
نہ ہوئی۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت سلیمان نے سریر حشمت پر قرار پکڑا دیوؤن کو حکم دیا کہ
صخرہ مارد کو پیدا کر کے حاضر کرین ہرگاہ اُسکو موجود کیا موقف جلال سے فرمان واجب الامتثال
صادر ہوا کہ اُسکو مع اُسکے تابعون کے مقید اور مغلول کر کے دریا مین ڈالدو وقال عز و من قال آیہ
وآخرین مقرنین فی الاصفاد یعنے اور اور طرح کے جکڑے ہوئے بیچ زنجیرون کے۔ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج فی آخر الزمان شیاطین اوثقہم سلیمان بن داؤد فی البحر
یجالسونکم ویعلمونکم سنن دینکم فلا تقبلوا منہم یعنے مروی ہے خواجۂ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے بہ سستی کہ تحقیق فرمایا قریب ہے کہ خارج ہووین آخر زمانے مین شیاطین کہ قید کیا اُنکو
سلیمان بن داؤد نے بیچ دریا کے بیٹھین گے تمہارے پاس اور سکھاوینگے تمکو سنن دین
تمہارے کے پس چاہیئے کہ نہ قبول کرو تم اُنسے کچھ ضمائر ارباب بصائر پر مخفی نہ رہے کہ باوجود
اِس کے کہ حدیث قصہ سلیمان نے طول کھینچا لیکن ناگفتہ اور در ناسفتہ ارباب
مین بہت رہ گئے بیت

سخن دراز کشیدیم و ہمچنان باقی است	حدیث دلبر فتان و عاشق مفتون

اور تفسیر مدارک التنزیل اور زاہدی مین لکھا ہے کہ جو کچھ کہ مروی ہے درباب جاتے رہنے انگشتری
اور ہونے عبادت بت پرستی کے بیچ گھر حضرت سلیمان کے اباطیل اور اکاذیب بیہودہ ہین
اور حدیث کہ فقیر اور محتاج پانسو برس پہلے امیر و دولتمندون سے بہشت مین آوینگے
اور ایک روایت ہے چالیس برس پہلے چنانچہ کہتے ہین کہ حضرت سلیمان پانسو برس
یا چالیس برس بعد سب انبیا اور رسولون کے جنت مین آوینگے اسواسطے کہ دنیا مین غنی تھے
اور خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع سب امت مرحومہ اپنی کے سب پیغمبرون
اور اُنکی امتون سے پہلے بہشت مین تشریف لاوینگے کسواسطے کہ دنیا مین فقیری اختیار کی تھی اور دعا کیا کرتے تھے

اللہم احینی وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین تھا اور صاحب کشف اور مدارک نے بیچ تفسیر
سورۂ سبا کے لکھا ہے کہ جو بنا مسجد اقصیٰ حضرت داؤد نے بموجب وحی الٰہی بنیاد بلند ہونے
دیواروں کے بقدر قد آدم چھوڑ دی تھی آپ نے حضرت سلیمان با تمام اُس مسجد اور بنا ایک شہر
کے حوالے بابل میں راغب ہوئے اور ہر ایک کو طوائف جن وانس سے بامر لائق مقرر کیا اور بہت
آستانوں جا بجا درست سنگ رخام سے ایک شہر کی بنیاد رکھوائی مشتمل بارہ سو برج اور ہر برج
کو با تمام ایک سبط بنا کروایا کہتے ہیں کہ ہر روز لاکھ سنگ تراش اُس شہر میں کام کرتا تھا اور تیس
ہزار آدمی پہاڑوں سے پتھر تراشتے تھے اور ستر ہزار آدمی اور اشتر پر وہ پتھر لا کر شہر میں لاتے
تھے پھر تھوڑی مدت میں کہ وہ شہر بن چکا نام اوسکا بیت المقدس رکھا اور دیووں کو حکم کیا کہ انھوں
نے معدنوں سے جا کر لعل و یاقوت اور فیروزہ اور زبرجد اور چاندی اور سونا وغیرہ لانا شروع
کیا اور بعضوں کو بنا بر تحصیل دُرّ و مروارید کے دریاؤں میں بھیجا اور ایک فوج کو بنا ر لانے سنگ
کے مامور کیا جب آلات و اسباب مہیا ہوئے سنگتراشوں نے الواح اور تختے بنا کے اور کاریگروں
نے سنگ سفید اور زرد اور سبز باہمدگر ترتیب دیے کہ اس مسجد کی دیواریں مرتفع کیں اور ستون
اُس کے احجار شفاف اور صاف کے نصب کیے غرض کہ چھت اور در و دیوار مسجد کو بانواع
گوہرہائے قیمتی مرصع کیا کہ لمعان جواہر و زواہر سے وہ مسجد شب تاریک میں روز
روشن رکھتا تھا۔ حدیقۃ الاقالیم میں لکھا ہے کہ مسجد اقصیٰ جانب شرقی بیت المقدس
واقع ہے اور طول اُس مسجد کا سات سو چوراسی گز کا ہے اور عرض اُس کا چار سو پچپن گز اور
چھ سو چوراسی ستون رکھتی ہے اور ہر شب چار ہزار قندیل اُس جا روشن ہوتی تھیں اور
ہزار ہزار گز کے بوریے رومی ہر سال اُس کے فرش میں صرف ہوتے تھے اور سات سو فراش
اُس مسجد کی خدمت میں مصروف رہتے تھے اور پچاس خم زرین پانی سے بھرے ہوئے وہاں
رہتے اور چار سو منبر اُس میں تھے اور صحن مسجد میں ایک مصطبہ پانچ گز مرتفع ہے اور اس میں ایک قبہ
عظیم ہے مثمن یعنے ہشت پہل کہ اس کو قبۃ الصخرہ کہتے ہیں اور اس میں ایک پتھر ہے کہ اثر
قدم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس کے ایک کونے میں ظاہر ہے کہ آن حضرت
شب اسرے میں وہاں سے معراج کو تشریف لے گئے ہیں اور ایک طرف اُس سنگ
کا بموافقت پائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دس گز کے قریب زمین
سے بلند ہو اٹھا کہ آن حضرت نے فرمایا قف یعنے ٹھہر جا وہ وہیں بحال خود معلق رہ گیا
اور محراب مریم اور محراب زکریا کہ نماز وہاں کرتے تھے اور کرسی حضرت سلیمان
کہ اس پر خدا کو یاد کرتے تھے یہ سب وہاں ہیں القصہ مسجد اقصیٰ اول مسجد ہے کہ عالم دنیا میں نبی جلیلہ

کعبہ اول خانہ ہے کہ روے زمین پر طہارت پائی۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ تمام مسجد اقصے مین
ایک بالشت زمین نہین ہے کہ اوسپر کسی پیغمبر نے نماز نہ پڑھی ہو یا کہ فرشتے نے مقام نہ کیا ہو محراب
داؤد علیہ السلام بیرون شہر ہے اور مقام خلیل علیہ السلام تیرہ میل پر واقع ہے اور
کہتے ہین کہ دو فرسخ پر بیت المقدس سے ایک گاؤن ہے کہ اوسکو ناصرۃ الخیال کہتے ہین کہ ولادت
باسعادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہان ہوئی ہے اس جہت سے ترسایون کو نصرانی کہتے ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ ولادت حضرت عیسیٰ بیت اللحم مین کہ بیت المقدس سے چھ میل ہے واقع ہوئی
اور وہین سے حضرت آسمان پر تشریف فرما ہوئے مزارات بابرکات حضرت اور حضرت اسحاق اور
حضرت یعقوب اور حضرت یوسف اور سارہ خاتون وہین ہین مروی ہے کہ مسجد اقصے قبلہ نبی
آدم تا زمان حضرت خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام رہا اور بعد ہجرت مدینہ منورہ مین عین نماز
مین حکم تبدیل قبلہ نازل ہوا چنانچہ آن حضرت بطرف بیت اللہ متوجہ ہوئے تفصیل اسکی آن حضرت
کے قصے مین لکھی جاویگی بہر کیف اسی لحاظ سے خلیفہ اول نے عہد اسلام مین مسجد اقصے کو بہت کچھ
پیراستہ کیا اور ۴۹۲ھ ہجری مین فرنگیون نے اوس شہر پر غلبہ پاکر اہل اسلام کی محرابون کو
خراب کیا اور بیانوے برس تک اپنے تصرف مین رکھا ۵۸۵ھ پانسو پچاسی ہجری مین آل ایوب
اوس کو حوزۂ اسلام لائے اور شعار مسلمانی آشکار کیا اور لکھا ہے کہ بیت المقدس مہبط وحی
الٰہی اور محل توطن بنی اسرائیل رہا۔ اور کہتے ہین کہ بیت المقدس شہر مصر سے سترہ منزل کی
راہ ہے اور ان منزلون مین پانی نہین ہے مگر ایک کنوان آٹھوین منزل مین اور ایک
کنوان نزدیک بیت المقدس کہ ایک کوئین سے یہ مقام سنگ پانچ کوس رہتا ہے۔ بالجملہ اوس
شہر کو عربی مین ایلیا کہتے ہین اور عجائب المخلوقات مین لکھا ہے کہ آخر زمانہ مین تمام عالم
خراب ہو جاویگا مگر مدینہ منورہ اور بیت المقدس اور قیامت مین آدمیون کا حشر اسی موضع
مین کرینگے اور تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ درمیان چوتھے سال جلوس کے ایار کے مہینے
مین ۲۹ سنہ موسوی مین تعمیر بیت المقدس کی موافق وصیت اپنے باپ کے حضرت سلیمان
علیہ السلام نے شروع کی اور سات برس تک چنائی ہوا کی مگر گیارہوین برس جلوس کے
درمیان آخر سنہ چھیالیس موسوی کے اوس کی تعمیر سے فراغت پا چکے تھے۔ یہ گھر جو حضرت
سلیمان علیہ السلام نے بنایا تھا اوس کا ارتفاع تیس گز طول ساٹھ گز عرض بیس گز تھا
اور باہر اوسکے فصیل سو گز مربع طیار کی تھی پھر حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس
مین دار السلطنت بنائی اوسکی عمارت بہت مضبوط اور اس دار السلطنت کے بنانے مین بہت
کوشش فرمائی چنانچہ تیرہ برس مین وہ بھی درمیان چوبیسوین سال جلوس کے تیار ہونے کی

اپنے کلام اور بالا سے ہنوز ایک گنبد بہت بلند بنایا اور اوسکا قبہ کو سرخ گندھک سے اندود کیا کہ بارہ کوس
تک اوسکی شعاع مین لوگ چلتے پھرتے تھے اور بعد فراغ عمارت حضرت سلیمانؑ نے جشن عظیم ترتیب
دیکر اشراف بنی اسرائیل کو جمع کیا اور فرمایا کہ یہ گھر اوسکا ہے جو کہ خالصًا مخلصًا بنا بہ عبادت
اوسکی تعالے و تقدس تیار ہوا چاہیے کہ ایک ساعت علماے ربانی اور طالبان فہم الجنانی سے خالی
نہو سکا اور بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ مدتہاے مدید اسی طور پر برقرار رہا تا زمان بخت
نصر پھر اوسنے خراب کیا اور سب جواہر اور لال سقف اور دیوار خانۂ خدا کی اکھڑ کر اپنی دار الملک مین
لے گیا چنانچہ مفصلاً حال خرابی کا اور پھر جس جس نے کہ تعمیر کیا آئندہ لکھا جاویگا انشاء اللہ تعالے
القصہ ہنوز ایک برس کا کام باقی رہ گیا تھا کہ اجل حضرت سلیمان نزدیک پہونچی اور حق
تعالے نے اونکو آگاہ فرمایا - اہل اخبار کہتے ہین کہ حضرت سلیمان کی ایک محراب تھی کہ اوسمین عبادت
باری تعالے کیا کرتے تھے اور ہر روز اوس صومعہ مین ایک درخت بیک نام غیب سے نمودار ہوتا تھا
تا آنکہ ایک دن ایک درخت بدستور صومعہ مین پیدا ہوا اوس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے
اوسنے کہا خرنوب فرمایا تیری کیا خاصیت ہے جواب دیا کہ خرابی ملک و سلطنت پس کہا سلیمان
نے پہچانا مین نے اوس وقت خالق موت و حیات سے وحی پہنچی کہ وفات نزدیک پہونچی ہے
چاہیے کہ باسنجیدہ سفر آخرت مشغول ہو - حضرت سلیمان علیہ السلام نے شرائط وصیت بہ تمام
کیا جو قابل لکھنے کے تھا لکھا اور پھر حق جل و علا سے عرض کیا کہ خداوندا ابھی کچھ عمارت ایسا سبب
بزرگی کی باقی ہے چاہتا ہون کہ بالفعل میری موت جن و انس اور شیاطین پر پوشیدہ رہے
تا جو امور کہ ان کے سپرد ہین با تمام پہونچا مین بعد ازین جانب سفر ناگزیر ہین کہ اوس مسجد مین کہ اونکے
واسطے جنون نے شیشہ کا بنایا تھا آئے اور اوس جگہ پر کہ ہنگام دربار کی قیام و تکیہ کرتے تھے
اونکا فرمایا اور قابض ارواح نے روح مطہر اونکی قبض کی منقول ہے کہ اکثر حضرت سلیمان
صومعہ مین آتے اور بہت دنون تک عبادت مین مصروف رہتے اوس آوان مین کماشتگان
حضرت مہمات ملکت اجرا کرتے اور شیاطین بسبب ہیبت ہنگام طاعت حضرت کیطرف
نہ دیکھ سکتے تھے - نوبت آخر کو مسجد مین آئے اور ودیعت حیات متقاضی اجل کو تفویض کی بدستور
اونکی عصا پر ٹکڑے رہے اور جو کوئی دیکھتا یہی گمان کرتا کہ بنا بر ادائے فریضہ کے
ایستادہ ہین لیکن جب توقف حضرت نے درجۂ اعتدال سے تجاوز کیا جنون کی خاطر
مین وسوسہ پڑا کہ اتنی توقف مدت دراز کا عبادت مین کیا باعث ہے بنا بر تفحص احوال ایک
جن عمارت میں سے روزن صومعہ سے آن کر دوسرے سوراخ سے نکل گیا اور برخلاف سابق
لب بستہ نہ سنتے آواز قرأت کے سب شیدا ان سے کہا کہ کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے رحلت کی اور

تا آنکہ اس امر پر یقین حاصل ہووے ایک عرضہ یعنے چوب خوارہ کہ آب و گل اُسکی غذا ہے اور ہندی
مین اوسکو دیمک کہتے ہین اُس سوراخ مین چھوڑ دیا تا جس عصا پر کہ حضرت تکیہ کیے ہوئے ہین وہ اُسے
کھا کر سوراخ دار کرے اور ایک طائفہ کہتا ہے کہ خود بخود بدون اشارت شیاطین اُس عصا کو دیمک
نے کھانا شروع کیا اور بعد ایک سال وہ عصا ٹوٹا اور جسد مبارک گر پڑا اور شیاطین نے
اس حال پر اطلاع پا کر خبر وفات آپکی اطراف عالم مین مشہور کی اور تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ حضرت
سلیمان ایک دن اپنی عبادت گاہ مین کھڑے ہوئے تھے کہ ناگاہ ملک الموت آیا حضرت سلیمان ؑ نے
پوچھا کہ میرے دیکھنے کو آیا ہے یا روح قبض کرنیکو کہا قبض روح کو حضرت نے کہا اتنی فرصت دے کہ گھر جا کر اپنی
اہل کو وداع کرون عرض کیا کہ فرمان نہین ہے کہا اتنی فرصت دے کہ کسی کو اپنا خلیفہ کر دون کہا حکم نہین پھر
کہا اجازت دے کہ مین بیٹھ جاؤن کہا یہ بھی فرمان نہین پوچھا پھر کسطرح سے فرمان ہے کہا اسیطرح جس حال
کہ تم اسوقت ہو سینہ عصا پر رکھکر تکیہ کیے آپ نے روبقبلہ عصا پر تکیہ کیا اور ملک الموت نے بہیئت کذائی جان قبض کی
لیکن ایک برس تک اسی حال پر مردہ کھڑے رہے اور حضرت کے تابع اپنے اپنے کام کیا کیے اور جو آتے تھے اور
دور سے دیکھتے تھے کہ محراب مین کھڑے ہوئے ہین کہتے تھے کہ بڑی لمبی عبادت کے واسطے کھڑے ہوئے ہین
لیکن کسی کی طاقت اور مجال نہ تھی کہ حضرت کے قریب آتا بعد ایک سال کے زمین پر گر پڑے تو اُن سبکو موت معلوم
ہوئی جن اور دیو اُسیوقت جنگل اور پہاڑون مین بھاگ گئے اور بہ فرمان الٰہی ایک ہوا آئی اور حضرت
سلیمان کا تخت لے گئی معالم اور انوار التنزیل مین نمل مین لکھا ہے کہ عمر حضرت سلیمان کی ترپن برس کی
تھی — اور بستان فقیہ ابو اللیث مین کعب الاحبار نے نقل کی ہے کہ اسی برس کی عمر تھی — اور تربت بیت المقدس
مین ہے اور کہتے ہین کہ حکمت اخفاے موت حضرت سلیمان علیہ السلام مین یہ تھی کہ بنی آدم جنا اور عامے
شیاطین گمان کرتے تھے کہ یہ امور مخفیہ اور خفایاے غیبیہ پر اطلاع رکھتے ہین جب حضرت سلیمان نے
بسراے آخرت انتقال فرمایا یہ واقعہ اُنکی ایک برس تک پوشیدہ رہا خلق کو یقین ہوا کہ وہ اپنے دعوے
مین کاذب تھا قال جل ذکرہ فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین یعنی جب
گر پڑا جانا جنون نے یہ اگر ہوتے جانتے غیب کو نہین رہتے بیچ عذاب ذلیل کرنے والے وہو اعلم بحقائق الامور
والاحوال فصل چوتھی ذکر حضرت لقمان مین روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ باوجود اسکے کہ اکثر کتب
تواریخ سے مستفاد ہوتا ہے کہ لقمان پیغمبر نہ تھے لیکن جو ہمیشہ ملازمت حضرت داؤد علیہ السلام
مین رہتے اور آثار غریبہ اُن سے صدور پاتے تھے اور بعضا ارباب نے اُنکو مخیر کیا تھا درمیان
نبوت اور حکمت کے ائمہ اخبار نے درمیان احوال انبیا علیہم السلام کے ایراد کیے ہین بنظر اس بات کے
کہ باریتعالیٰ و تقدس نے انکو اختیار دیا تھا بیچ قبول کرنے حکمت نبوت کے اور بسبب رضا انکی بخشی انکو حکمت اور ذکر
کیا انکو بطور انبیا علیہم السلام فرقان مجید مین قال اللہ تعالیٰ ولقد اتینا لقمان الحکمۃ یعنے البتہ تحقیق دی ہمنے لقمان کو

حکمت اور بجائے دیگر فرمایا آیۃ من یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنے جس کسی کو دی ہمنے حکمت پس عطا کی
ہمنے نکوئی بہت تاریخ حکما مین لکھا ہے کہ لقمان ایک مرد سیہ فام سے دیار نوبہ سے کہ داخل ولایت
حبشہ ہے مملوک بعضے از اعراب پیشین کہ زمین شام مین توطن رکھتے تھے اور انھین شہرون مین تعلیم
علوم اور تہذیب اخلاق حاصل کی اور بعضے کہتے ہین کہ وہ بندہ سیاہ رنگ غلیظ لب فراخ قدم کہ رمے
اغنام مین مصروف تھا بعد از عہد بعید و زمان طویل اُس شخص نے کہ آوان شباب مین رفیق اُنکا تھا
دیکھا کہ جماعت کثیر مجلس لقمان مین مجتمع ہو کر استماع مسائل حکمی سے بہرہ ور ہوتے ہین اُس رفیق نے
اُنسے پوچھا کہ تو وہ ہے کہ میرے ساتھ گوسفند چرانے مین شرکت رکھتا تھا کہا ہان اُسنے پوچھا کون سی خصلت
سے مرتبہ تیرا ایسا بلند ہوا جواب دیا کہ صدق حدیث اور اداے امانت سے اور احتراز اُس شخص
سے کہ میرے کام مین نہ آوے اور اُسکے سننے سے کچھ مجکو فائدہ نہ ہووے اور یہ قول دیگر ایک شخص
نے بنی اسرائیل سے لقمان کو ساتھ تین مثقال طلا کے خریدا تھا واسطے خواجہ کے ہنر مع کشتی کرتا تھا
ایک روز خواجہ لقمان ساتھ ایک کے ہمنشینون نامناسب اوپر کنارے رود کے نرد کھیلتا تھا اِس
اقرار پر کہ جو کوئی مغلوب ہو آب رود یہ تمام پیجاوے یا نصف مال اپنا تسلیم حریف غالب کرے
اتفاقاً خواجہ لقمان مغلوب ہوا اور خصم نے اُسکو اوپر پینے آب رود کے الزام کیا اور خواجہ بسبب عدم قدرت
کے اُس سے عذر دار ہو کر ساتھ تسلیم نصف مال کے راضی ہوا لیکن مہلت طلب کی کہ اگر جواب باصواب
پایا اور کوئی عذر مسموع نہ کہے تو نصف مال تو اضع کرے خواجہ اپنے گھر مین آیا اور اُس شب کو بدترین حال
سے روز کیا صبح کو لقمان بدستور معہود بار ہیمہ بیچ گھر کے لا کے واسطے سلام خواجہ کے گیا اُسکو غمگین
اور اندیشہ ناک پایا پوچھا کہ سبب اندوہ کا کیا ہے خواجہ نے منہ پھیرا اور بجواب التفات نہ کیا لقمان نے
مکرر کہا کہ اعراض کی کیا وجہ ہے ارشاد کیجیے کوئی مہم ایسی ہووے کہ علاج اُسکا میرے ہاتھ پر خواجہ نے
صورت واقعی بیان کی لقمان نے فرمایا کہ سہل ہے مین تمھارے یہ کنارے رود چل کر خصم کو مغلوب کر دونگا
جب حریف واسطے تقاضاے مال کے آیا لقمان نے کہا مین تیرے ساتھ موضع مذکور پر چلتا ہون چنانچہ
تینون شخص جانب رود روان ہوے جب وہان پہونچے لقمان نے خصم سے پوچھا کہ تو اگر خواجہ میرے
کو تکلیف دیتا ہے کہ وہ آب کہ کل وقت نرد بازی کے جاری تھا پی لے تو اُسکو حاضر کر اور اگر کہتا ہے
کہ وہ آب کہ باقی ہو دونیان دو کنارے رود کے روان ہے پینا چاہیے اس بات کو لگا رکھتا بموجب
قرار دیے عمل کرے اور اگر مقصود پینا اُس آب کا کہ بالاتر اس موقع سے ہے تو اُسکو محفوظ رکھ تا اس آب
مین مخلوط نہووے تو خواجہ اُسکے پینے پر اقدام کرے اور یہ بات مقرر ہے کہ خواجہ نے تجھ سے شرط نہین کی ہے
کہ جو آب کہ اول دنیا سے دنیا تک آتا ہے پس خصم غالب استماع اس کلمات سے متحیر رہ کر مغلوب ہوا اور اسقدر
جدال کی کہ بلطائف الحیل خواجہ کو دست خصم سے خلاص کیا اور خواجہ نے بہ شکرانہ اس خدمت کے لقمان کو

آزاد کیا اول جو چیز کہ عقل و حکمت اُسکی سے لوگون مین شہرت پذیر ہوئی یہ نکتہ تھا اور ایک گروہ بیان کرتا ہے کہ سبب آزادی لقمانؑ کا یہ تھا کہ خواجہ نے اُسکو کہا کہ ایک گوسفند ذبح کر اور بہترین اعضا اُس کے میرے پاس لا لقمانؑ بموجب حکم عمل کر کے دل کو زبان گوسفند پر رکھکر خواجہ پاس لے گیا بعد چند روز کے پھر اُسکو ذبح گوسفند مامور کیا اور بدترین اعضا اُسکے طلب کیے لقمانؑ نے بدستور اول دل و زبان جدا جدا پیش نظر خواجہ کے گذرانا خواجہ نے کیفیت اس امر مہم کی استفسار کی لقمان نے جواب دیا کہ ہرگاہ زبان اقوال ناشایستہ اور دل اوصاف ناپسندہ سے پاک اور بری ہو اور ایک دوسرے کی مخالفت نہ ہو تو خردمند اُسکو بہترین اعضا گنتے ہین والا یہی دونون بدترین اعضا ہین اور بعضون نے کہا ہے سبب آزادی انکا یہ تھا کہ خواجہ نے انکو کہا کہ فلانی زمین مین گندم بو دے لقمان نے جو بو دیے تو خواجہ وقت ادراک محصول کے بر سر مزرعہ گیا دیکھا کہ جو مزرعے ہے لقمان کو کہا کہ کیون ایسا کیا تو نے کہا ہان تو نے کہا تھا کہ گندم بو مین نے جو اس سبب سے بو دیے کہ تصور کیا مین نے کہ گندم حاصل ہووے خواجہ نے کہا کہ منشا اس تصور باطل کا کیا ہے انھون نے کہا کہ جو تمکو دیکھا مین نے کہ باوجود افعال ناقصہ اور اعمال سیہ کے امیدوار رکھتے ہو کہ حضرت باری جل ذکرہ اوپر تمھارے رحمت کرے اور روضہ رضوان مین تمکو جگہ دے اندیشہ کیا مین نے کہ اگر افعال ناپسندیدہ منتج مغفرت اور حصول جنت کے ہین تو ممکن ہے کہ گندم اُگے خواجہ کو اس حدیث سے انتباہ حاصل ہوا اور رقم حریت کی اوپر صفحہ حال انکی کے کھینچی اور اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ بیچ السنہ کے دائر اور درمیان افواہ کے سائر ہے کہ حضرت قادر مختار نے لقمانؑ کو درمیان نبوت اور حکمت کے مخیر کیا تھا انھون نے حکمت اختیار کی تھی۔ بعضے اہل اخبار کہتے ہین کہ ان کو میان دعوت بدین موسیٰ علیہ السلام کے اور حکمت کے مخیر کیا اور انھون نے شق ثانی اختیار کی اور وہ زمرۂ فضلا انکی نبوت کا اعتقاد رکھتے ہین اور انکو انبیاء مرسل سے گنتے ہین۔ کہتے ہین لقمانؑ پیوستہ بخدمت داؤد علیہ السلام کے جاتے تھے اور جواہر مسائل حکمت معدن نبوت سے اقتباس کرتے ایک دن دیکھا کہ آہن سرد کو بغرض اُس سے حصول زرہ کی بے حرارت آتش کے مانند موم کے نرم کرتے تھے اور حلقہ زرہ کے بناتے لقمانؑ نے کہ کبھی یہ صورت نہ دیکھی تھی اُس امر سے متعجب ہوئے لیکن کیفیت حال اعتبار کا استفسار نہ کی جب حضرت داؤد علیہ السلام جوشن تمام کر کے اُٹھے اور پہن کر بہ زبان سریانی فرمایا نیکو زرہ ہے اور محکم حصین واسطے روز جنگ کے ہے انھون نے بے ذلت سوال کے حقیقت حال معلوم کی اپنے دل مین کہا الصمت خیر حکمۃ و قلیل فاعلہ۔ یعنے خموشی بہترین حکمتون کی ہے اور کم لوگ ساتھ اُسکے قیام کرتے ہین روایت کی ہے کہ ایک روز ملائکہ در وقت قیلولہ بہ خانہ لقمان آئے اور سلام کیا انھون نے آواز انکی سنی اور صورت نہ دیکھی جواب سلام کا دیکر پوچھا تم کون لوگ ہو انھون نے کہا ہم فرشتے پروردگار تیرے کے ہین۔ اور آئے ہین ہم کہ تجکو روئے زمین پر خلیفہ کرین ہم

تا براستی میان خلائق حکم کرے انھون نے جواب دیا کہ اگر باری عز شانہ نے بسبیل جزم کے فرمایا ہے
کہ ہر اسم خلافت پر قیام کرون بغیر اطاعت و انقیاد چارہ نہین اور اگر مجھکو مخیر کیا ہے
تو مین عافیت اختیار کرتا ہون فرشتون نے پوچھا کہ منصب خلافت کس واسطے مکروہ طبع تیرے
کا ہے جواب دیا کہ منہج ریاست طریق صعب المسلک ہے اور مقام حدوث مہالک اگر حاکم بحق
حکم نہ کرے مخذول ہے اور اگر جانب راستی کے رعایت رکھے بیچ دنیا کے مغبون ہے اور جو کوئی دنیا
مین ذلیل و حقیر گمنام ہے بیچ راحت کے اور قیامت مین محفوظ رہیگا آفت سے اور جو کوئی اس جہان
کو اُس جہان پر اختیار کرے خسران دنیا و آخرت اُسکے نصیب ہوگا کسواسطے کہ نعمت اس جہان کی بزودی
زائل ہوگی اور وبال اُسکی گردن پر رہیگا آخرت مین موافق ہوتا ہے ملائکہ حسن مقال اور لطف تقریر انکی سے
متعجب ہوئے اور یہ صورت بعنوان لائق معروض بارگاہ کبریائی کی چنانچہ مستحسن اور مقبول درگاہ صمدیت
ہوئی لقمان اثر طلب ریاست اور آسیب فتنہ حکومت سے معاف ہوئے اور بہ شب آئی ابواب حکمت
ضمیر منیر آن کے پر مفتوح ہوگئے اور دریا بیچ علم لدنی بیچ گلستان خاطر اشراف انکی کے جاری ہوئے
صبح کو کہ جامہ خواب سے اُٹھے حکیم ترین زبان اپنے عصر کے تھے اور بعد ازان کہ لقمان نے حکومت سے
استعفا کیا خلافت بہ حضرت داؤد علیہ السلام حوالہ ہوئی جناب حکمت مآب بہ زیارت حضرت نبوی کے
بہت آتے تھے اور گاہ گاہ حضرت انکو خطاب کرتے طوبی لک یا لقمان اوتیت الحکمۃ وصرفت عنک البلیۃ
یعنے خوشی ہو جیو واسطے تیرے اے لقمان کہ دیا گیا تو حکمت اور پھیری گئی تجھسے بلا اہل تاریخ معتبر نے لکھا ہے
کہ عطا اور احسان خواجہ سے کہ انکو آزاد کیا تھا اتنا مال انکے ہاتھ آیا کہ اُس سے تجارت کرتے اور سبب کفیل
اور رہن کے لوگون کو قرض دیتے تھے اور انھون نے ایک کو اپنے بیٹون مین سے واسطے جمع کرنے
دیون کے مقرر کیا تھا منقول ہے کہ ایکبار بیٹے کو واسطے اسی کام کے ایک ولایت کو بھیجا اور وصیت
کی کہ اس راہ مین ایک درخت ملیگا کہ نیچے اُسکے ایک چشمہ ہے وہان ٹھہرنا مت اُس چشمہ سے پانی نہ پینا
اور بنزدیک انتہائے مسافت کے عبور تیرا ایک شہر پر ہوگا کہ رئیس اُسکا دختر اپنی کو تیری زوجیت مین دیگا
زنہار اُسکی تزویج پر راضی نہونا اور فلانی ولایت کہ رئیس اُسکا مدیون ہمارا ہے اور ایک قصر لب دریا
رکھتا ہے بسبب التماس اُسکے بیچ منزل اُسکی کے قیام نہ کرنا اور رات کو وہان نہ رہنا بعد وصایا کے فرمایا
کہ اگر اس سفر مین کوئی شخص پیر تجھسے مصاحب تیرا ہووے اور کسی امر کو اشارت کرے خلاف اُسکی
جائز نہ رکھنا یہ کہکر اُسکو رخصت کیا اور کہا اصبحک اللہ السلامۃ یعنے صبح کرے اللہ تجھکو بہ سلامت چنانچہ اُدھر
کو روانہ ہوا بعد قطع اندک مسافت کے ایک پیر روشن ضمیر آیا اور التماس مرافقت کی کی اُسنے قبول کیا
دونون روان ہوئے اور وقت نماز پیشین کے نزدیک ایک درخت کے پہونچے سبز و خرم نیچے اُسکے
ایک چشمہ اُس پیر مرد نے کہا کہ یہان اُترنا فرض ہوا مین یہان سے کوچ کرینگے پسر لقمان نے جواب دیا

کہ میرے باپ نے نزول اِس موضع سے ممانعت کی ہے پیر نے کہا کہ یہ وصیت عبث کی ہے کہ شخص بزرگ تر
کو اپنے سے بہتر رضا احد کا کرنا کہا البتہ یہ بھی فرمایا ہے پھر بلحاظ تعمیل ارشاد پدر بسبب مرضی پیر درانجگہ
نزول کیا اور لحظہ خواب میں گیا پیر اُسکی حراست کرتا تھا کہ ناگاہ ایک سانپ درخت سے اُترا اور قصد
سونے والے کا ہوا پیر نے بضرب عصا مار کو مارا اور جب جوان بیدار ہوا اُس سے پوچھا کہ تو جانتا
ہے کہ نعمان نے یہاں کے نزول سے کیوں منع کیا تھا جوان نے کہا میں نہیں جانتا تم بتاؤ پیر نے کہا
اِس واسطے کہ جو اِس جگہ اُترتا تھا پہلے بہ آسایش مشغول ہوتا تھا یہ سانپ کہ جسکو کشتہ دیکھا ہے
تو اسکو ہلاک کرتا تھا اب بلطف ایزدی سے شر اُسکے کو کفایت کی میں نے پھر سر مار جدا
کرکے کپڑے میں لپیٹ کر کیسہ میں رکھا اور روان ہوئے اور بیچ ایک شہر کے پہونچکر خانہ رئیس
میں گئے اُسنے بعد اقامت لوازم ضیافت کے دختر اپنی کو بہ زر و زیور آراستہ کرکے آگے پسر لقمان
کے جلوہ دیا تا قید نکاح میں لاوے پسر لقمان نے ابا و انکار کیا پیر نے پوچھا کہ کیوں اس کو عقد میں
لاکر تو اموال پر تو متصرف نہیں ہوتا کہا میرے باپ نے اس تزویج سے نہی کی ہے پیر نے
کہا مسلم ہے لیکن یہ بھی تو وصیت کی ہے کہ کلان تم اپنے کی رضا سے مخالفت نہ کرنا جوان نے
کہا البتہ پیر نے کہا میں ایسا صواب جانتا ہوں کہ اس مناکحت پر رضا دے چنانچہ پسر لقمان نے
عقد کیا پیر نے سر مار جوان کو دیا اور کہا چاہئے کہ قبل از مباشرت اُس کو آگ پر رکھکر اُس عورت
کو کہہ کہ اپنے دامن کو اُسپر محیط کرے اسطرح کہ دود اُسکا اسافل بدن اُسکے کو پہونچے اُسنے بموجب
اُسکے عمل کیا چنانچہ دود وہ بہ موضع مخصوص دختر کے پہونچا دو ایک فریاد ہولناک کرکے بیہوش ہوگئی اور کیڑے
بڑے بڑے اندام نہانی اُسکے سے بہ تاثیر بخور گر پڑے اُس عورت نے بعد کچھ دیر کے افاقت
پائی اور شب ہمکنار پاس کو گذاری صباح پیر نے جوان سے احوال شب استفسار کیا اُس نے صورت
واقعہ بیان کی پیر نے کہا تھی باپ تیرے کی تجکو اِس تزویج سے اسی سبب نہی کہ جو کوئی اِس
دختر کو عقد میں لاکر مجامعت کرتا تھا یہ کرم عضو مخصوص اُسکے کو کاٹتے اور ہلاک کرتے تھے بعد از
چند روز کے جوان نے وہاں اقامت کرکے رخصت ہو کر مع اُس پیر مرشد کے اُس طرف کہ باپ
نے نامزد کیا تھا روانہ ہوا اور ساحل بحر پر بیچ قصر رئیس مدیون کے پہونچے اُسنے پسر
لقمان کا احترام کرکے کہا کہ یہاں فروکش ہو کر آج کی رات بیچ راحت آسایش کیجئے کل حق تمہارا
ادا کرونگا بنابر وصیت پدر کے اول اُس نے انکار کیا بعد بدستور سابق باشارہ پیر کے فروکش
ہوا میزبان نے خوب ضیافت کرکے وجہ قرض حاضر لایا اور کہا شب کو اِس گھر
میں خواب کیجئے صباح کو یہ مال جہاں چاہئے لیجائیے اور عادت اُس غدار نابکار کی یہ تھی کہ
قرض خواہوں اور امثال اِن کے سے جو کوئی شب کو وہاں رہتا تھا دس کے

ایک مکان مین کہ مشرف لب دریا تھا دریا تھا ایک پیالا آب تھا اور جب وہ مہمان اُس سرپر مست
خواب ہوتا تھا ظلمت لیل مین وہ تیرہ دل ساتھ ایک معتمد کے آن کر اُس بچہ پارہ کو دریا مین ڈال
دیتا تھا پسر لقمان نے وہان توقف کیا اور میزبان نے بدستور سے پیدا کر اوس مکان مین رکھا
اور واسطے پسر اپنے کے بھی ایک سرپر حاضر کیا جب پسر لقمان اور پسر میزبان دونون
خواب مین سگئے پیر بیدار دل نے جوان کو خواب سے بیدار کر کے سرپر اُس کے کو اوس
جگہ سے اٹھا کر بجاے پسر رئیس مدیون کے لے گیا اور باتفاق سرپر پسر رئیس کو اُٹھا کر
بجاے پسر لقمان کے رکھا اوس بے دیانت شب تیرہ مین ساتھ ایک غواص اپنے کے آن کر
سرپر پسر اپنے کو بہ خیال سرپر مہمان کے بہ عادت معہود دریا مین ڈالا اور شادکام گھر مین مراجعت
کی بامداد کہ پسر لقمان واسطے اخذ مال کے بدر قصر رئیس کے گیا وہ متحیر اور مبہوت ہوا اور منجل اور
شرمسار اور اندوہناک ہو کر وجہ فرض تسلیم کی اپنے مال و منال ساتھ دختر رئیس اول اور مال
بسیار کے خدمت پدر مین مراجعت کی مروی ہے کہ جو بہ ہم اہل قناعت حضرت لقمان
ریاضت کش اور عبادت مین سخت کوش اور لاغر اندام اور سیہ فام تھے ایک مرتبہ
بحسب اتفاق ایک دولتمند کا غلام ہمشکل ان کے گم ہوا تھا اسنے اپنا بندۂ زرخرید انکو
سمجھ کر اثناے راہ مین گرفتار کیا اور انھون نے بسبب عادت مصابرت اوس کی اطاعت
قبول کی اور مدت یک سال کامل بموجب حکم اوس کے کام عمارت مین مصروف رہے بعد
اس کے کہ غلام اُسکا بہم پہونچا وہ دولتمند نہایت نادم و پشیمان اپنے اشتباہ اور
اون کی گرفتاری سے ہوا اور انھون نے اوس کو عذرخواہ جواب معقول دیا کہ شیخ سعدی شیرازی
علیہ الرحمۃ نے اسے منظوم کیا ہے حکایت

شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود	نہ تن پرور و نازک اندام بود
یکی بندۂ خویش پنداشتش	زبون دید در کار گل داشتش
جفا دید و با جور و قہرش بساخت	بسالی سرائی ز بہرش بساخت
چو پیش آمدش بندۂ رفتہ باز	ز لقمانش آمد نہیبی فراز
بپایش درافتاد پوزش نمود	بخندید لقمان کہ پوزش چہ سود
بسالی ز جورش جگر خون کنم	بیکساعت از دل بدر چون کنم
ولی ہم ببخشایم ای نیک مرد	کہ سود تو ما را زیانی نکرد
تو آباد کردی شبستان خویش	مرا حکمت و معرفت گشت بیش
غلامیست در خیلم ای نیک بخت	کہ فرمایمش وقتہا کار سخت

دگر رہ نیاز ارشس سخت دل	چو باد آید بسم سختہ کار نگل شد
ہر آنکس کہ جور بزرگان نبرد	نسوزد دلش بہ ضعیفان خرد

کہتے ہیں کہ آخر ایام حیات میں خلق سے کنارہ پکڑ کر دربیابان رملہ بیت المقدس کے بسر کرتے
تھا پس اپنے بیٹے کو بطریق نصایح یہ کلمات فرمائے پیوستہ صبر و یقین اور مجاہدۂ نفس کو شعار و دثار
اپنا کر کے ہر وقت ارتکاب محرمات نہ کرے تو اور دنیا میں نڈر ہووے تو اور مصائب کو خوار
رکھے تو کوئی چیز نزدیک تیرے محبوب تر وصول نعیم آخرت سے نہ ہو گی دنیا سے ساتھ اندک کے راضی
ہو اور بہ رزق مقرر قناعت کر اور چشم اوپر رزق دوسروں کے مت ڈال تو رنجیدہ کرنے نفس
اپنے سے سلامت رہے اور طعام سے گرسنہ اور حکمت سے سیر ہو اور لوگوں سے سخت اور
درشت مت کہو اور بہت متفکر رہو اور خاموشی کو شعار اپنا کر تو شر زبان سے امن ہووے تو اور
لوگوں سے اوس چیز میں کہ تیری ذات میں موجود ہو اور اوس سے تعریف تیری کریں اوس کا
کبھی کہنے سے مغرور مت ہو کہ ساتھ کہنے جاہل کے ہرگز ہرگز ٹھیکری موتی نہیں ہوتی ساتھ
زیردستوں کے منازعت نہ کر اور زبردستوں کو ضرر زبان سے اپنی کی سکوت سے
مدد اور معاونت طلب کر اور بیچ تضییع حال اور دین اور اصلاح مال اپنے کے مت
کوشش کر مال تیرا وہ ہے کہ ذخیرۂ آخرت کرے تو نہ یہ کہ میراث واسطے دوسروں کے
چھوڑ جاوے تو اے پسر زبان بد اور درشت انکی سے جو خدا سے نہیں ڈرتے پناہ پکڑ اور
زبان بیباک سے بھی پرحذر رہ کہ منازعت ان کی طرف شر ہی سے اور جو چاہے تو کہ کسی سے
عقد اخوت منعقد کرے اور اوس کو دوست اپنا بناوے تو کہ شدت در فاقہ اور شر و خیر میں
تیرے کام آوے اوسکو خشم میں لا اگر حالت غضب میں اوس کو منصفت پاوے طرف
دوستی اور برادری اوس کی کے میل کر ورنہ اوس سے حذر رہو اور سوء ظن کو اپنے اوپر غالب کر کہ
یہ توہم تجھ کو کسی دوست کے ساتھ بہ صلح نہ چھوڑے گا اور کشادہ ابرو رہنا اور تبسم اور ابتداے
سلام اور سبکروحی معاملات میں اور ترک غضب کو واسطہ محبت اور رابطہ مودت کا جان
حسن تدبیر با کفاف بہتر ہے بسیار سے اسراف سے تاریخ حکماے فلاسفہ میں لکھا ہے کہ ایک
مرتبہ لوگ حضور فیض حضرت داؤد علیہ السلام میں گفتگو کرتے تھے اور لقمان نے کہا کچھ خوبی سے تھے
حضرت داؤد نے کہا اے لقمان جس طرح لوگ گفتگو کرتے ہیں تو کیوں نہیں کرتا مگر فکر روز جزا
لقمان نے کہا کچھ خوبی بیچ کلام کے نہیں ہے مگر ذکر خدا اور کوئی چیز بیچ خاموشی کے نہیں ہے مگر
روز جزا اور ظاہر ہے کہ یہ لوگ اگر ذکر خدا کرتے ہوتے تو میں ان کی ہمراہی کرتا کلام دنیاوی
سے بجز نقصان کچھ فساد نہیں اس لیے سکوت میں متفکر خوف روز رستخیز میں تھا

رہتا ہون۔ اور کہا کہ صاحب دین کو چاہیے کہ بہ آہستگی و آرام سے فکر کرے اور متواضع اور
قانع اور بہ قضاے الٰہی خشنود ہووے محبت دنیا کی دل سے دور اور خواہشون نفسانی
کو ترک کرے اور چیزون سے کہ نہ وفا نی ہوویں نفس روکے جو کام کہ پشیمانی انجام
ہو نہ کرے مرنے سے ڈرے اور ڈراوے راحت خلق طلب کرے تعب اور مشقت اپنے
اوپر رکھے حضرت داؤد نے اُنکو تحسین کی اور حال اُسکے سے تعجب کیا بعد ازان یہ بوڑھے
ہوئے حضرت نے کہا کہ عقل تمہاری کس قدر باقی ہے کہا اس قدر کہ آپ کو ان چیزون
سے کہ کام مین نہ آوین نگاہ رکھون مین اور اوس چیز پر کہ تمکو کفایت کرے قناعت
کرون مین۔ کہتے ہین کہ حق تعالے نے مال ان کو بہت دیا تھا اور یہ بھی ساتھ داؤد ہمیشہ
کے کھول کر خیرات بہت کرتے تھے جو کوئی ان سے قرض لیتا تھا بدون گرو اور بے ضامن
اور بے سود دیتے تھے اور دیتے وقت بھی کہتے کہ یہ امانت حق تعالے کی ہے لو اور وقت
موعود پر ادا کرو اور آخر عمر مین سب ارادہ خدا مین دیگر عبادت اور گوشہ گیری اور تنہائی مین
مشغول رہتے تا بہ رحمت الٰہی واصل ہوئے اور بیچ شہر رملہ کے مضافات فلسطین کے مدفون
ہوئے۔ پوشیدہ نر ہے کہ خالق مطلق نے نعمت حسن مقال اور دولت
خوش بیانی سے حضرت لقمان کو بہت بہرہ ور کیا تھا تو بہ اسکے ساکرین اکثر پند و موعظت مین
مصروف رہتے اور آرزوے حکمت بیشتر ان سے کلام نصیحت سرزد ہوتے تھے اُنسے مردم ہر ایک
سرگردان بیہ ضلالت رو بہ راہ ہدایت لاتے تھے اور اس باب مین ایسی تقریر دلپذیر ان کی تھی کہ
باری تعالے و تقدس نے ان کی روش نصیحت پسند کی اور جکا بیٹا اوس کو قرآن مجید فرمایا
اور اوس سورہ کو موسوم بنام اون کے گردانا اول پہلی نصیحت کو ارشاد کیا اور وہ یہ ہے
آیہ واذ قال لقمان لابنہ وھو یعظہ یا بنیّ لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم
۵ و وصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی عامین ان اشکر لی و
لوالدیک الی المصیر ۵ وان جاھداک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما و
صاحبھما فی الدنیا معروفا واتبع سبیل من اناب الی ثم الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون ۵
ترجمہ یعنے اور جسوقت کہا لقمان نے واسطے بیٹے اپنے کے اور وہ نصیحت کرتا تھا اُس کو اے
چھوٹے بیٹے میرے مت شریک کر ساتھ اللہ کے تحقیق شرک البتہ ظلم ہے بڑا اور حکم کیا ہمنے انسان
کو بیچ ماں باپ اوس کے کے اوٹھا لی ہے اوس کو ماں اوس کی سستی سے اوپر سستی
کے اور دودھ چھٹانا اوس کا بیچ دو برس کے اوس کا یہ شکر کر واسطے میرے اور
واسطے ماں باپ اپنے کے طرف میرے پھر آنا اور اگر شدت کرین تجھ سے اوپر اسکے کہ شریک لا ساتھ میرے

اس چیز کو نہیں واسطے تیرے ساتھ اس کے علم پس مت کہا مان اون دونوں کا اور صحبت رکھ اون
سے بیچ دنیا کے اچھی طرح اور پیروی کر راہ اوس شخص کی کہ رجوع کرتا ہے طرف میرے
پھر طرف میرے ہے پھر آنا تمہارا پس خبر دونگا تمکو ساتھ اوس چیز کے کہ تھے تم کرتے جاننا
چاہیے کہ جو لقمان نے اپنے بیٹے سے ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی سے
اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کا حق فرمایا شرک سے پیچھے اور نصیحتوں سے پہلے کہ بعد اللہ کے
حق کے ماں باپ کا حق ہے باپ نے اللہ کا حق بتایا اللہ نے باپ اور رسول کا حق اور
مرشد کا حق اللہ ہی کے حق میں ہے کہ اسکے نائب ہیں پھر دوسری موعظت کو بیان فرمایا
اور وہ یہ ہے آیہ یَا بُنَیَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمٰوٰتِ
أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ
عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ
لَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ
مِن صَوْتِكَ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ترجمہ یعنی اے لڑکے بیٹے میرے تحقیق وہ چیز جو
اگر ہووے برابر ایک دانہ رائی کے پس ہووے بیچ پتھر بڑے کے یا بیچ آسمانوں کے یا بیچ زمین کے لاوے
اوسکو اللہ تحقیق اللہ باریک دیکھنے والا ہے خبردار اے چھوٹے بیٹے میرے قائم کر نماز کو اور حکم
کر ساتھ بھلائی کے اور منع کر برائی سے اور صبر کر اوپر اوس چیز کے کہ پہونچے تجکو تحقیق یہ بڑے کے
کاموں سے ہے اور مت موڑ گال اپنے کو واسطے لوگوں کے اور مت چل بیچ زمین کے اترا کر
تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ہر تکبر کرنیوالے شیخی کرنے والے کو اور میانہ رو بیچ راہ کے بیچ چال
اپنی کے اور نرم کر آواز اپنی کو تحقیق بہت ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہے بالجملہ کلام اللہ میں تو انھیں
نصائح کا ذکر ہے لیکن بعضے دانشوروں نے جو مواعظ ان کے فراہم کیے وہ صد ہا
سودمند ہیں کہ انہوں نے اپنے فرزند دلبند کو کیے اور فرمایا کہ جو کوئی ان کو عمل میں لاوے
کام دین و دنیا کا بناوے واسطے عموم فوائد کے سب یہ ترتیب لکھے جاتے ہیں اے
فرزند ارجمند خدائے عز و جل کو پہچان یعنی خدائے جل شانہ کو اس طرح جاننا چاہیے کہ عالم یہ
جمیع صفات اپنی کے حادث اور نو پیدا ہے اور پیدا کرنے والا اوسکا اللہ تعالیٰ ہے کہ بے
چون اور بے چگون اور بے شبہ اور بے نمون ہے نہ جسم نہ جوہر نہ عارض نہ عرض نہ محدود
نہ معدود اوسکا ضد نہ نظیر نہ شبیہ جمیع صفات نقصان و زوال سے منزہ اور سائر صفات کمالات
سے موصوف ہے رازق العباد خالق کل شیء لیس کمثلہ شیء فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع
العلیم ۱۲ جو کچھ پند اور نصیحت سے کہے پہلے آپ اوسپر عمل کر لیوے جبتک آپ نہ عمل کرے نصیحت دوسرے کو

اثر نہیں کرتی اور نصیحت کرنے والا بے عمل بموجب اس مضمون کے خود در فضیحت و ننگ ہے ۱
نصیحت سودمند نہیں ہوتا ہے ۔ بیت

چو بد ناپسند آیدت خود مکن | پس آنگہ بہ ہمسایہ گو بد مکن

۳۔ سخن ساتھ اندازہ قدر اپنی کے کہہ یعنے جو سخن زیادہ اندازہ قدر و مرتبہ سے ہو سبب بے اعتبار اور نازیبا ہوتا ہے ۔ ۴۔ قدر لوگوں کی جان اس واسطے کہ ہر کسی کی قدر اور مرتبہ کو جاننا اور اوس کے موافق پیش آنا بموجب تالیف قلوب خاص و عام اور ذریعہ حاصل کرنے عزت اور نام کا ہے ۔ ۵۔ حق ہر کسی کا پہچان یعنے حق شناسی باعث رضامندی خلق اور خوشنودی خالق کا اور واسطے حصول دولت نیک نامی کا ہے ۔ ۶۔ اپنے راز کو نگاہ رکھ یعنے افشا سے ۔ فرد

جواہر بگنجینہ داران سپار | ولے راز را خویشتن پاس دار

اپنا راز کسی سے مت کہہ موافق اس مضمون کے ۔ بیت

سخن تا نگوئی بر و دست ہست | چو گفتہ شود یابد او بر تو دست

اخفا اور استتار اسکا بعد اظہار اختیار سے باہر ہوگا ۔ ۷۔ یار کو وقت سختی کے آزما یعنے ہنگام نعمت اور کامرانی ہر کوئی دوست جانی ہو جاتا ہے اور وہ دوستی پایۂ اعتبار سے خارج ہے ۔ قطعہ

دوست مشمار آنکہ در نعمت زند | لاف یاری و برادر خواندگی
دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست | در پریشان حالی و درماندگی

۸۔ دوست کو بیچ فائدہ اور نقصان کے امتحان کر یعنے اُس امر میں کہ اُسکی سود و زیان سے متعلق ہو آزمائش کر کہ اُس کو اپنے نفع اور نقصان پر نظر ہے یا رعایت دوستی کی ملحوظ ہے ۔ ۹۔ احمق اور نادان لوگوں کی صحبت سے اجتناب کر اسواسطے کہ ان کی صحبت سے قطع نظر عاید ہونے خفت اور بدنامی کے اپنی طرف بغیر از ضرر اور نقصان کے مفید نہیں ۔ ۱۰۔ دوستی زیرک کی اور دانا کی اختیار کر اسلیے کہ دانا کی دوستی اور صحبت موجب بہر طرح کے فوائد کا ہے بہر نشیب عقل اور فراست امور جبلی سے ہے لیکن بدون ادراک صحبت ارباب عقول کامل اور اصحاب قلوب صافی کے کہ جالی بواطن انکی جلا سے دانش و ادراک بھی مجلا ہوں فراست قوی عقلیہ کا عکس پذیر تمثال تقویت اور فروغ نہیں ہوتا ۔ بیت

صحبت صاف دلان جوہر اکسیر غنا ست | بے صدف قطرہ محال است کہ گوہر گردد

۱۱۔ نیک کام میں سعی اور جہد کر یعنے اگر نیک کام میں صرف جہد نہ ہوگی سبب محرومی کا ہوگا اور محرومی امور نیک سے واسطے بے سعادتی کا ہے ۔ ۱۲۔ عورتوں پر اعتماد نہ کر یعنے عورتیں ناقص العقل والدین ہوتی ہیں اور جبکہ نقصان عقل اور دین کا ہوا اوس پر اعتماد کرنا مقتضا ے عقل نہیں ہے کہ انجام کو بموجب حسرت اور اندوہ کا ہوتا ہے ۔ ۱۳۔ تدبیر نیک صلاح دینے والے

اور دانشمند سے کہ اسواسطے سواے صلاح نیک کے نہ دیگا اور بے دانش بسبب قصور عقل کے ذلیل سبیل غیر مصلحت کا ہوگا۔ ۱۴۔ جواب کے ساتھ دلیل کے کہ یعنی سخن بے دلیل پایہ ثبوت کو نہین پہونچتا اور اُس سے ذلت اور ندامت حاصل ہوتی ہے۔ بیت

نگفتند ناداردکسے با تو کار	ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

۱۵۔ جوانی کو غنیمت گن یعنی اسمین جو ہو سکے امور خیر کرے۔ فرد

فراغ دولت ہست و نیرو جوانی چو میدان فراخ است گوئے بزن

۱۶۔ یہ وقت جوانی کے کاروبار دینی و دنیاوی کے کرنا ہے کہ ہر کام دنیا کا اسوقت سے بہتر کبھی نہین ہو سکتا اسواسطے کہ طفولیت کا سبب بے تمیزی اور بیہوشی یادہ لہو لعب کے اور وقت پیری اور شیخوخیت کا بنا بیماریان کاہلی اور ضعف قواے نفسانی اور جوانی کے باعث حسن اور اکتساب امور دینیہ اور دنیویہ کا ہوتا ہے۔ ۱۷۔ یارون اور دوستون کو عزیز رکھ یعنے یارون اور دوستون کو عزیز رکھنا ہر آدمی کو موجب اعتماد و استظہار کا اور دواسطے خوف و ہراس مخالفون خصوصیت شعار کا ہوگا۔ ۱۸۔ ساتھ دوست اور دشمن کے کشادہ پیشانی سے پیش آ اسواسطے کہ لطف و مدارا دوستی کو باعث دوستی ہو یار ہنے کا ہے۔ ابیات عزت تا توانی بر آسود کرد کہ دشمن اگرچہ زبون دوست به به لطفے کہ وہ ہست پیل دمان نیارد ایمن ہمسایگان

۱۹۔ مادر و پدر کو غنیمت جان یعنے انکی اطاعت اور خدمت کر کہ حق تعالے نے قرآن مجید مین انکی اطاعت کو فرمایا ہے آیہ فلا تقل لہما اف ولا تنہرہما وقل لہما قولا کریما واخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ یعنی نہ کہو انکو ہون اور نہ جھڑک اون کو اور کہو واسطے اون کے بات ادب کی اور جھکا اون کے آگے کندھے عاجزی کر کے نیاز سے۔ اور ماں باپ کا درجہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ بہت بڑا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنی عبادت کے ساتھ کہ سب چیز پر مقدم ہے اونکے ساتھ احسان کرنیکا حکم فرمایا آیہ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا۔ اور حکم کیا پروردگار تیرے نے کہ نہ پوجو اوسکے سوا یعنے سواے خدا کے اور ساتھ ماں باپ کے بھلائی کرو اور بھلائی کرنی یہ ہے کہ ہر طرح انکی خدمت اور اطاعت کرنی اور اپنی رضا پر انکے رضامندی کو مقدم رکھنا سواے اوس کے جو خلاف حکم خدا کے کہین اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ماں باپ کے دل کو رنجیدہ کرے اور تکلیف دے کیسی ہی عبادت کرے قبول نہ ہوگی اور وہ جنت مین داخل نہ ہوگا۔ ۲۰۔ استاد کو بہترین پدر گن یعنے باپ سے پیدا ہوا اور استے پرورش کیا اسپر ایک حق فرزندی ہی ہے اور استاد کسی طرح کا حق نہین اور انکی تربیت سے خدا اور رسول کو جانا اور نیک و بد پہچانا اور وہ واسطہ ہوا اُس چیز کا جس سے دین اور

لیکن معلوم ہوا اسواسطے اسکا حق زیادہ ہے ۲۱- خرچ باندازہ دخل کے کرنا یعنے خرچ زیادہ دخل سے بیشک موجب خواری اور ننگون ساری کا ہے اور انجام اوس کا بجز ذلت و رسوائی نہوگا ؎

چو دخلت نیست خرج آہستہ ترکن	کہ میگویند ملاحان سرودے
اگر باران بکوہستان نبارد	بسالے دجلہ گردد خشک رودے

۲۲- سب کام مین طریقہ میانہ روی کا اختیار کرنا یعنے ہر امر مین افراط و تفریط ہے اور افراط کی غایت اور تفریط کی نہایت نہین پس توسط اولی ہے خیر الامور اوسطہا ولیکن توسط موافق مراتب اشخاص کے ہوتا ہے بہت چیزین ایسی ہین کہ نسبت بعض اشخاص کے افراط اور نسبت بعض دوسرے کے درجۂ تفریط مین ہوتی ہین ایس توسط بلحاظ احوال و اطوار ہر ہر جنس اور ہر ہر قوم اور ہر ہر شخص کے متفاوت ہوسکتا ۲۳- سخاوت اور جوانمردی کا پیشہ کرنا اسواسطے کہ عمدہ صفات محمودہ سے ہے جیسے سعدی شیرازی نے کہا ابیات

درختے ست مرد کرم باردار	وزو بگذری ہیزم کوہسار
سخاوت زمین ست سرمایہ زرع	بدہ کاصل خالی نباشد ز فرع
ببخشندگی کوش کآب روان	بسیلش تقاضا کند آسمان

۲۴- خدمت مہمان کی بواجبی ادا کرنا یعنے جو اسکے رتبہ اور منزلت کے لائق ہو وہ خدمت بجالانا ۲۵- جس گھر مین جاوے آنکھون اور زبان کو نگہ رکھے یعنے آنکھون کو ہر طرف نگاہ کرنے سے اور زبان کو ایسی بات کہنے سے جو ناگوار خاطر صاحب خانہ کے ہو نگاہ رکھے اسواسطے کہ یہ خلاف آداب تہذیب کے ہے ۲۶- کپڑون اور بدن کو پاک رکھنا اسواسطے کہ طہارت ظاہر کی موجب حصول طہارت باطنی کا ہوگی- ۲۷- جماعت سے موافق ہو یعنے جس امر مین کہ ایک جماعت متفق ہو تو خلاف پسند ہوا اسواسطے کہ در صورت خلاف کے اگر مخالف اپنی دانست کے ظہور مین آیا مورد طعن سب کا ہوگا- اور انکے اتفاق کی صورت مین اگر مخالف بھی ہوگا- تو ملامت نہوگا- ۲۸- فرزند کو علم و ادب سکھانا اگر ممکن ہو تیر اندازی اور سواری اسپ بھی سکھانا اسکا فائدہ ظاہر ہے ۲۹- کفش اور موزہ جو پہنے تو ابتدا داہنے پانون سے کرے اور جو اتارے تو پہلے بائین سے اُتارے اسواسطے کہ شروع کرنا ہر کام نیک کا داہنی جانب سے مستحب ہے جیسے کھانا پینا دینا لینا کپڑا پہننا داہنے ہاتھ سے اور داخل ہونا امکنہ متبرکہ مین جیسے مساجد اور معابد اور مقابر اور حظائر مین اول داہنا پانون رکھنا چاہیے اور اتارنا کپڑونکا اور دور کرنا نجاست کا بائین ہاتھ سے اور نکالنا موزہ اور نعلین کا اور خروج مکانات متبرکہ سے بائین پانون سے چاہیے سبب یہ ہے کہ داہنے کو فضیلت ہے بائین سے پس شروع فعل نیک کا داہنے سے افضل ہے اور ترک فعل بائین سے اولی ہے ۳۰- ہر کسی سے معاملہ

اوسکے اندازے کے موافق کر یعنے جو اوسکی قدر و منزلت کے مناسب ہو۔ ۳۱- رات کو جو بات کہے آہستہ کہہ اسواسطے کہ مبادا کوئی سنتا ہو اور ہزاد بات سے راز کی بات ہے جسکا اخفا واجب ہو۔ ۳۲- دن کو جو کہے ہر طرف نگاہ رکھے۔ یہ اسلیے کہ دوست یا دشمن نہ سنے۔ ۳۳- کم کھانے اور کم سونے اور کم باتیں کرنے کی عادت ڈال اسواسطے کہ زیادہ کھانا سبب سستی اور کاہلی کا ہوتا ہے اور عبادت سے باز رکھتا ہے اور زیادہ سونا موجب نحوست اور بدبختی کا ہے کہ اکثر امور منفعت سے محروم رہتا ہے ابیات

	توان خویشتن را ملک خوے کرد		بکم کردن از عادت خویش خورد
	پرین بودن آئین نا بخردست		خور و خواب تنہا طریق ددست

اور زیادہ باتیں کرنا باعث پریشانی دماغ اور خفت عقل کا ہوتا ہے اور بہت کلام کرنے میں اکثر غیبت اور دروغ اور لغو زبان سے صادر ہوتا ہے جو موجب بدکاری کا ہے۔ فرد

	اگر فرد اقلیمست بے زبان		زبان در کش ای مرد بسیار دان

۳۴- جو چیز اپنے واسطے نا پسند کرے دوسرے کے واسطے مت پسند کر اسلیے کہ آپ ناپسند کرنا کسی چیز کا بسبب کسی عیب اور نقصان اوسکے ہوگا پھر وہ عیب دوسرے کے واسطے تجویز کرنا کمال نادانی بلکہ موجب اوسکی ناخوشی اور عداوت کا ہے۔ ۳۵- سب کاموں کو ساتھ دانائی اور تدبیر کے کر اسواسطے کہ بے دانشی اور بے تدبیری موجب ہر طرح کی خرابی کا ہوتا ہے اور ایسے سے کوئی کام اسلوب پر نہیں ہوتا اور دانائی اور تدبیر سے اور غلطی بسہولت سر انجام پاتے ہیں۔ فرد بتدبیر رستم در آید بہ بند۔ کہ اسفندیار ش نجست از کمند۔ ۳۶- تن سیکھے ہوئے کسی چیز کے دعوے اُستادی کا مت کر یعنے کوئی چیز بدون سیکھے نہیں آتی اوسکے دعوے میں سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ حاصل نہوگا۔ ۳۷- عورت اور لڑکے سے راز مت کہہ اسواسطے کہ ان دونوں سے بسبب نقصان عقل کے اخفاے راز نا ممکن ہے ۳۸- اور بے خبر لوگوں کے دلدست رکھ یعنے ان سے متوقع فائدہ کا نہو اسواسطے کہ کسی سے توقع فائدہ کی رکھنی صفت ذاتیہ ہے قطع نظر اس سے حصول فوائد ہر شخص سے ممکن نہیں پس در صورت ظہور خلاف توقع اپنی کے مفت کا ہمش جان حاصل ہوگی۔ ۳۹- بد اصلوں سے توقع منفعت کی مت رکھ اسواسطے کہ جسکی اصل بد ہو اوس سے توقع نیکی کا امکان نہیں رکھتا بیت

	نداند بجز کہ نیکو سے درد وجود		ز ابلیس ہرگز نیاید سجود

۴۰- بے اندیشہ بیچ کسی کام کے مت پڑ یعنے بغیر غور اور فکر کے بیچ آغاز اور انجام اور نیک و بد اوسکے کے کوئی کام شروع مت کر کہ یہ دلیل نادانی کی ہے۔ ۴۱- جو چیز نہیں کی ہے اسکو کیا ہوا نہ سمجھ یعنے بدون کیے ہوئے کسی چیز کے حال نہیں معلوم ہوتا کہ ہوسکیگی یا نہیں اسکو جاننا کہ کر لونگا بڑی بے عقلی ہے اور

انجام کو ذلت اور پشیمانی ہے ۴۴۲ - جو کام آج کرنا ہے اوس کو کل پر مت چھوڑ رکھیئے تاخیر مین بیشتر
ایسے موانع پیش آتے ہین کہ وہ کام نہین ہوتا اور مصلحت فوت ہو جاتی ہے اور آخر کو غیر از حسرت
واندوہ کے حاصل نہین ہوتا مصرع کہ آفت ہاست در تاخیر و طالب را زیان دارد ۴۴۳ -
جدا چپے سے بڑا ہو اوس سے خوش طبعی مت کر اسواسطے کہ یہ خلاف آئین ادب اور شائستگی کے
ہے اور آپکو متہم کرنا ہے ساتھ انصاف بصفات ذمیمہ نااہلی کے ۴۴۴ - مردم بزرگ سے
سخن دراز مت کہیئے مردم بلند قدر عالی رتبے سے سخن دراز ترک ادب ہے اور باعث
ملال اور بیزاری اون کی کا ہوتا ہے ۴۴۵ - عوام الناس کو گستاخ مت کریئے ادنی لوگون
سے وہ معاملت کر کہ گستاخ ہو کر حد ادب اور لحاظ سے گذر جاوین اور بے ادبی اور بے
لحاظی سے پیش آوین کہ بہت موجب خفت اور اہانت اپنی کا ہے ۴۴۶ - حاجتمند کو ناامید
مت کریئے یہ بات باعث ناسپاسی اور ناخوشی خداے تعالے کا ہے کہ باوجود قدرت امضاے
حوائج مستمندون کے اونکو ناامید کرے فرد برآوردن کار امیدوار زبہ از قید بندی
شکستن ہزار ۴۴۷ - ہم جنگ گذشتہ کو یاد مت کریئے اس مین پھر زخم خصومت
سابقہ کا تازہ ہوتا ہے اور توسن اس ذریعے سے مجال سرکشی کی پا کر بیخ نشیب عناد اور
حقد مین اندیشہ پاداش کے ڈالتا ہے ۴۴۸ - لوگون کی خیر کو اپنی خیر کے ساتھ مت ملایئے
اگر ارادہ کسی خیر کا کرے لوگون کی خیر کو اپنی طرف کہکر یا اون کی درخواست سے اپنی خیر مین
شامل نکر مثلاً اگر ارادہ تعمیر یا ترمیم چاہ یا مسجد یا اور کوئی امر خیر کا کرے اپنے سے جو ہو سکے
کرے اوروں کی خیر اوسمین نہ ملاوے اسواسطے کہ اوسکو اوروں کی شرکت سے کسی
طرح کا فائدہ متصور نہین ہے اور برائی بدگمانی لوگون کی اور مظنہ خیانت کا اسکے ذمہ
مفت ہے ۴۴۹ - اپنا مال کبھی دوست اور دشمن کو مت دکھا اسواسطے کہ مال کو ہر کوئی
دوست رکھتا ہے اور ہر کوئی اوسکا دشمن ہے اور طمع مال کی باعث دوست کے بھی دشمن ہو جانے
کا ہو جاتی ہے بیت نگہ دار آن شوخ در کیسہ در کہ بیند ہمہ خلق را کیسہ در ۴۵۰ - یگانگت
کا حق یگانون سے قطع مت کر اس واسطے کہ موجب ناخوشی خدا کا اور بدنامی خلق کا ہے
۴۵۱ - نیک لوگون کو غیبت سے مت یاد کر اسواسطے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے الغیبة اشد من الزنا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیونکر غیبت اشد ہے
زنا سے فرمایا کہ زنا کرنے والا جب توبہ کرے بخشتا ہے اوسکو اللہ تعالے اور غیبت
کرنیوالا نہین بخشا جاتا ہے جب تک نہ بخشے اوسکو وہ جسکی غیبت کی ہے بس ظاہر ہے کہ
جب غیبت اشد من الناس کی اس درجہ کی بڑی ہو تو نیک لوگون کی غیبت بہت بدتر ہوئی ۴۵۲ -

گو نہ چلے آپ کو سست دیکھ یعنے آپ کو بنظر عجب اور تکبر اور بزرگی کے مت دیکھ۔ اسواسطے کہ تکبر سبب
دخول نار کا ہوگا بموجب حدیث نبویہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الا اخبرکم باھل النار
کل عتل جواظ مستکبر ۔ ترجمہ کیا نہ خبر دون مین تمکو اہل نار سے ہر جھگڑالو سخت زبان مغرور
اور فرمایا آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داخل نہ ہوگا دوزخ مین
یعنے ہمیشہ نہ رہیگا اوس مین جسکے دل مین ایک سوزن برابر بھی تکبر ہوگا ۔ یعنے
بزرگی ۔ ۵۳۔ جماعت کہ کھڑی ہووے تو بھی موافقت کر سبھونکی یعنے جماعت نمازیون
کی اگر کھڑی ہووے تو بھی ساتھ ملجا اگرچہ نماز تو اوس وقت کی پڑھ چکا ہو سوا اسکے نماز عصر کے
اور فائدہ شمول جماعت کا یہ ہے اگر نماز پڑھی ہوئی مین کچھ خلل ہوا ہوا ور وہ فاسد ہوگئی ہو
تو یہ منسانہ ہو جاوے گی اور اگر وہ صحیح ہوئی ہے تو اسکا ثواب نفل کا ہوگا ۔ ۵۴۔
انگلیان مت چٹکا اسواسطے کہ یہ ایک حرکت لغو ہے اور ارباب تہذیب اسکو معیوب جانتے ہین
اور موافق قانون طبیہ کے بھی اس حرکت سے انفصال مفصل ہوتا ہے اور ریاح
اوس مین آن کر انجام کو موجب حدوث اوجاع کا ہوگا ۔ ۵۵۔ لوگون کے سامنے
دانتون مین خلال مت کر اسواسطے کہ یہ سبب کراہیت دیکھنے والون کا ہے اور وہ امر
جسکو لوگ مکروہ جانین اوسکا سب کے سامنے کرنا معیوب ہے ۔ ۵۶۔ آب دہن اور بینی کو
بآواز بلند مت ڈال یہ بھی داب مجلس سے دور ہے ۔ ۵۷۔ وقت جمائی کے ہاتھ منھ پہ
رکھ لے اسواسطے کہ جمائی شیطانی ہے چاہیے کہ وقت جمائی ہاتھ منھ پر رکھے اور بقدر امکان
کے مطلق آواز نہ نکالے ۔ ۵۸۔ کاہلی اپنی لوگون پر مت ڈال یعنے انگڑائی اسواسطے کہ یہ
بھی ایک حرکت ناشائستگی اور بے تمیزی کی ہے اور لوگون کو ناگوار معلوم ہوتی ہے
اور جو ناگوار طبع اورون کا ہو وہ عمل مین لانا دور صفات آدمیت سے ہے ۔ ۵۹۔ انگلی ناک
مین مت کر یہ بھی خلاف داب مجلس کے ہے ایک تو یہ حرکت منافی آئین مراعات آداب
مجالس کے ہے دوسرے جو کچھ آلائش اور رطوبت نتھنون سے نکلا دیکھنے والون کو مکروہ
معلوم ہوتی ہے فائدہ دانشمند کو رعایت آداب نشست وبرخاست اور گفت وشنود
کی مناسب ہر جگہ اور ہر مکان کے لازم ہے بتخصیص مجالس عام مین زیادہ تر صرف جہد کرے
اور رعایت بلیغ ملحوظ رکھے کہ کوئی حرکت لغو اور بیجا صادر نہووے اسواسطے کہ خواص کو
تو حرکت لغو دیکھکر فقط ناگوار خاطر ہے ہوتی ہے اور مرتکب اوسکے کو مذموم اور عقل وشعور
سے محروم جانتے ہین اور عوام اوسکو جھنڈے پہ چڑھاتے ہین اور رسوا و بدنام کرتے ہین ۔
۶۰۔ سخن ہزل آمیز مت کہہ ظاہر ہے کہ ہزل سے سخن بے اعتبار اور ہزل کرنیوالا

سبب قدر وبے وقار ہوجاتا ہے — ۱۶۱ — لوگون کے آگے لوگون کے عیب نقل مت کر یعنی اُن کے عیوب
کو فاش نہ کر یا اُنکا استفسار مت کر لوگون کے سامنے اونکو موجب خجالت کا ہووے — فرد

گر عیب خلق را ہمی خرد سند فاش	ہو عیب خود از تسلی مشغول باش

۱۶۲ — چشم و ابرو سے کسی کی غمازی نہ کر اس واسطے کہ غیبت اور غمازی خواہ زبان سے ہو
اور سیکھا یا انہیں یعنی حرکت اور اشارہ اور کنایہ اور لکھنے سے ہو کہ معلوم ہوجاوے اُس سے مقصد
وہ بھی غیبت اور غمازی ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا
انھون نے کہ آئی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک عورت جب وہ چلی گئی مین نے
اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اوسکے کوتاہ قد ہونے کا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے تو نے غیبت کی اوسکی اور غمازی بھی مثل غیبت کے بڑا گناہ ہے — حذیفہ رضی اللہ عنہ نے
نقل کی ہے کہ مین نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے داخل
نہین ہوگا بہشت مین چغل خور — ۱۶۳ — کہی ہوئی بات کو پھر مت کہہ یعنی کہی ہوئی بات کیسی ہی
اچھی ہو جب دوبارہ کہی جاوے قدر نہین رکھتی جیسے کہا ہے مصرع کہ چلوا جو یکبار
خوردند بس — ۱۶۴ — اوس بات سے کہ اوس سے سننے والون کو ہنسی آوے اجتناب کر
یعنی طریق اہل صفات سفیہ اور مسخری کا ہے اور منافی آداب ارباب شمائل تہذیب کے
۱۶۵ — اپنی اور اپنے اہل کی تعریف کسی کے آگے ذکر اسلیے کہ نزدیک عقلا کے بہت معیوب ہے
اور دلیل ہے اوپر خفت عقل گوینده کے ابیات اگر ہست مرد از ہنر بہرہ ور
ہنر خود بگوید نہ صاحب ہنر ٭ اگر مشک خالص نداری مگوے ٭ ورگر ہست خود فاش
گردد ببوے ٭ بسوگند گفتن کہ زر مغربیست ٭ چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست ٭ ۱۶۶ —
عورتون کی طرح آپ کو آراستہ مت کر اسواسطے کہ زینت اور آرایش مثل عورتون کے
کے کرنی ممنوع ہے اور معیوب ہے — ۱۶۷ — فرزندون کی مراد پر مت ہو یعنی جو وہ کہین وہی
کرنا موجب ابتری اون کی کا ہے — ۱۶۸ — زبان کو نگاہ رکھ یعنی اثنائے کلام مین
زبان کو ایسی بات سے کہ موجب گنہگار ہونے کا ہو جیسے غیبت اور چغل خوری اور نگالی
اور جھوٹ یا جو سخن کہ باعث ناگواری خاطر کسی اعلےٰ اور ادنےٰ کا سامعین سے ہووے
نگاہ رکھ — ۱۶۹ — بات کرنے مین ہاتھ مت ہلا — اسواسطے کہ یہ ایک لغویت کی بات ہے
بات زبان سے نہ ہاتھ سے جنبش دینا سر اور ہاتھ اور چشم ابرو کا خلاف قانون متانت
اور سنجیدگی ہے — ۱۷۰ — حرمت سبھون کی نگاہ رکھ اسواسطے کہ سبکی حرمت کرنے سے اپنی حرمت
زیادہ ہوگی — ۱۷۱ — جو بات کہ لوگون کو بد معلوم ہووے نہ کہہ اسلیے کہ موجب ناخوشی انکی کا ہوگا اور ارتکاب

ایسے امر کا جسمین رنجش خاطر لوگون کی متصور ہو خلاف آئین حسن اخلاق کے ہے فائدہ ایک
آداب تہذیب سے یہ بات ہے کہ کسی کی امر مین مخالف طبائع اہل مجلس کی روا نہ رکھے اور
رعایت مرضی رئیس مجلس کی زیادہ تر لازم ہے اور اگر خود سالار مجلس ہو موافق حال ہر کسی کے
ہر بات مین رعایت ملحوظ رکھے اور ایسا حرف زبان سے نہ نکالے اور ایسے فعل پر مبادرت
نہ کرے کہ کسی شخص پر شریف رزیل مجلس نشینون سے گران ہووے ۷۲ — مردے کو
بری سے یاد مت کر کہ فائدہ نہین رکھتا یعنے مردے کے تئین بری سے تو یہ بھی حاصل نہین ۷۳ —
جب تک ہو سکے لڑائی اور خصومت مت کر اسواسطے کہ خلاف مصلحت اندیشی عقل سلیم کے ہے کہ ارتکاب
موجبات خصومت اور عناد سے کسی کو اپنا دشمن بناوے ۷۴ — اپنا زور مت آزما یعنے اس
سے کچھ حاصل نہین اور اغلب قباحت عائد حال ہوتی ہے ۷۵ — کسی کی بد آمدیث مت کر اسواسطے
کہ یہ بہت بڑی بات ہے ۷۶ — آزمودہ کار کو ساتھ صلاح کے گران کر اسواسطے کہ آزمودہ
کار جو کہیگا وہ عین مصلحت ہوگی اور اوسکے خلاف مین خطا ہے یہ بیت زیب ہے
کس نہ بگردد کہ کار آزمودہ بود سالخورد دیدہ ہا ۷۷ — اپنا کھانا دوسرون کے دسترخوان
پر مت کھا اور اوسکا فائدہ ظاہر ہے ۷۸ — کامون مین جلدی مت کر اسواسطے کہ جلدی
موجب خرابی کا ہوتا ہے اور آخر کو پشیمانی ۷۹ — دنیا کے واسطے آپکو رنج مین مت
ڈال یعنے دنیا دنی ہے اوس کے واسطے زیادہ اندازہ سے رنج و مصیبت مین پڑنا قرب
مصلحت عقل سے دور ہے فائدہ حصول دنیا کا باوجود احتمال رنج و مصائب کے بھی
یقینی نہین ہے اور بالفرض اگر یہ بھی ہو تو زندگانی چند روزہ قابل اعتماد نہین پھر
اس سے کیا فائدہ مگر بذل جہد بہ حصول قدرت ضرورت کے کہ جس سے پاے بہ
زندان کدہ احتیاج کو گز نہین لوازم عقل سے ہے ۸۰ — جو آپکو پہچانے اوسکو پہچان
یعنے جو اپنی قدر و منزلت کرے اوس کی قدر و منزلت کر ۸۱ — حالت غصے مین بات
سمجھ کر کہہ یعنے حالت خشم مین عنان یکبارگی حفظ و احتیاط کی ہاتھ سے نہ دے
کہ مبادا صدور اس بات کا کہ پیچھے موجب ندامت کا ہو وقوع مین آوے ۸۲ — آستین
سے آب بینی پاک نہ کر اسواسطے کہ یہ ایک علامت بے تمیزی کی ہے ۸۳ — وقت
نکلنے آفتاب کے مت سو یعنے وقت بیداری اور تسبیح اور تہلیل اور ذکر اللہ
اور نماز کا ہے اوس وقت سونا دلیل بدبختی کی ہے ۸۴ — لوگون کے
سامنے مت کھا بموجب حدیث کے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے استروا الطعام یعنے چھپاؤ تم اپنے کھانے کو اور یہ اسواسطے ہے کہ

کبھی بعضے دیکھنے والے کی نظر لگ جاتی ہے اور اثر ہوجانا نظر کا ثابت ہے ۸۵ - بزرگون
سے راہ مین آگے مت چل یعنے بزرگون کا ادب اور لحاظ ہر امر مین لازم ہے اون سے
آگے چلنے مین ترک ادب ہے اور یہ مذموم ہے ۸۶ - درمیان سخن لوگون کے مت آ
یعنے اور کوئی بات کرتا ہو خواہ مخواہ آپ اوس مین دخل دینا موجب کمی عقل اپنی کا اور
سبب ناگواری خاطر ہے لوگون کا ۸۷ - سر زانو پست رکھ یعنے وہ صورت افسردگی اور
تنگدلی کی ہے اور مجلس مین بشکل افسردگی کے بیٹھنا آداب مجلس کے خلاف ہے ۸۸ -
چپ و راست کو مت دیکھ بلکہ نظر زمین کی طرف رکھ یعنے نظر نیچے رکھنی اور چپ و راست
کو نہ دیکھنا مقتضائے صفت شرمگینی اور حیا ہے اور یہ عمدہ صفات آدمیت ہے ۸۹ - اگر
ہوسکے ستور بے پرست سوار ہو اسواسطے کہ اوس مین اندیشہ گر پڑنے کا ہے اور جس امر مین
اندیشہ مضرت کا ہو اوس کو کرنا محض بے دانشی ہے ۹۰ - مہمان کے سامنے کبھی پر غصہ
مت کر اسواسطے کہ اوس کے دل کو ملال حاصل ہوگا - اور خیال کریگا کہ مبادا کسی بات
سے مجھپر بھی غصہ کرے ۹۱ - مہمان کو کام مت فرما اسواسطے کہ اوسکی ہر طرح عزت اور
مدارات کرنی چاہیے کہ وہ راضی ہو اوس سے کام لینا کہ موجب ذلت اوس کی کا ہے
آئین مہمانداری سے بعید ہے ۹۲ - ساتھ دیوانے اور مست کے بات مت کر اس
واسطے کہ معلوم نہین کیا کہہ بیٹھے کہ سبب ذلت اور رنج کا ہو ۹۳ - ساتھ فاسقون اور
اوباشون کے برسر محلون کے مت بیٹھ اسواسطے کہ ایسے لوگون سے ایسی جگہ بیٹھکر
غیر از شرور اور مفاسد کے ظہور مین نہین آتا پس آپ کو اون کا شریک کرنا صفات
حمیدہ شرافت اور اہلیت سے دور ہے ۹۴ - واسطے ہر فائدہ اور نقصان کے آبرو
اپنی مت کھو یعنے فائدہ اور نقصان تقدیر سے ہے اور وہ نہین پلٹتی اس امید
وبیم سے گوہر آبرو کو کہ بہا نہین رکھتا ہے آپ کرنا خاک برباد یہ خسران کا
ہونا ہے ۹۵ - فضول اور سست مت ہو یعنے فضول اور سست کاہل ذریعہ حصول
نکبت اور خواری کا ہے اور اختیار کرنے والا اوسکا منکوب بذلت اور بے اعتباری
کا ہوتا ہے ۹۶ - خصوصیت لوگون کی اپنے اوپر مت پکڑ یعنے وہ امر جو باعث ہو
لوگون کے دشمن ہونے کا مت کر کہ سب سے بدتر ہے ۹۷ - جنگ اور فتنہ
سے کنارہ کر اسواسطے کہ اسکے شمول مین اندیشہ اپنی آفت مین مبتلا ہونے کا ہے -
نظم - دو کس گرد کردند آشوب و جنگ ٭ پراگندہ نعلین و پرندہ سنگ ٭
یکی فتنہ دید از طرف بر شکست ٭ یکی در میان آمد و سر شکست ٭ ۹۸ - بغیر کار داور

درم اور انگشتری کے ست رہ اس کا فائدہ ظاہر ہے ۔ ۹۹ ۔ مراعات کر اسقدر کہ اپنے کو خوار
نکرے تو یعنے سلوک کرنا کسی سے بہت اچھا ہے لیکن نہ اتنا کہ آپ محتاج ہوجاوے ۔ ۱۰۰ ۔
متواضع اور فروتن رہ یعنے متواضع اور فروتنی سبب بلندی قدر اور عزت کا ہے اور تکبر
اور غرور باعث ذلت کا ابیات تواضع سر رفعت افرازدت ؛ تکبر بخاک اندر اندازدت ؛
توانگر شوی پیش مردم عزیز ؛ کہ خویشتن را نگیری بچیز ؛ بزرگے کہ خود را بخوردی شمرد ؛
بہ دنیا و عقبے بزرگے ببرد ؛ نوبہ زندگانی کر ساتھ خداے تعالے کے بہ صدق ساتھ
نفس کے بہ قہر ساتھ خلق کے انصاف ساتھ بزرگوں کے بہ خدمت ساتھ خوردوں کے
بہ شفقت ساتھ درویشوں کے بہ سخاوت ساتھ دوستوں اور یاروں کے بہ نصیحت ساتھ
دشمنوں کے بہ حلم ساتھ جاہلوں کے بہ خاموشی ساتھ عالموں کے بہ تواضع اس طریق سے بسر
کر اور پامال کسی کے کی مت کر اگر پیش آوے منع مت کر لیکن جو پیش آوے جمع مت کر اور کہا
تین ہزار کلے ہیں نصیحت میں لکھے ہیں تین تین کلے اون میں سے چنے ہیں ۔ دو کو یاد رکھ
اور ایک کو فراموش کر خداے تعالے اور موت کو یاد رکھ اور نیکی کی ہوئی کو فراموش
کر اور فرمایا کہ خاموشی سات خاصیت رکھتی ہے اول زینت ہے بے پیرایہ دوم
ہیبت ہے بے سلطنت سوم عبادت ہے بے محنت چہارم حصار ہے بے دیوار پنجم
بے نیازی ہے بے عذر یعنے بے بہانہ ششم فراغت ہے کراماً کاتبین سے ہفتم عیب پوشی ہے
بہت ترا خاموشی اے خداوند ہوش ؛ وقار است نا اہل را پردہ پوش ؛ اور یہ مضمون اس
کے موافق ہے ابیات بطبع ہیچ مضمون ز لب بستن نمے آید ؛ ز خموشی سے معنی
وا شود کہ در گفتن نمے آید ؛ بسینہ مارا خاموشی گنجینہ گوہر کند ؛ یاد دارم از صدف این نکتہ سربستہ
را ؛ فائدہ پوشیدہ نرہے کہ خلاصہ محصول پند و نصائح کا یہ ہے کہ تہذیب حاصل ہو اور
تہذیب عبادت ہے شائستگی اعمال و افعال سے اور فعل و عمل شائستہ وہ ہے کہ موجب
اجر آخرت کا ہو والا محض بیکار ہے اس واسطے کہ اگر فائدہ دنیا کا ہو تو بقائے دنیا مثل بقائے
حباب روے آب کے ناپائدار ہے یہاں کا فائدہ یہیں رہیگا پھر کیا حاصل ہوگا کتب
اکابر سلف میں مرقوم ہے کہ ہر فعل و عمل اچھا وہ ہے کہ سبب ہو ذکر اللہ کا اور عظمت اور امتثال
اوامر و نواہی اوس کی کا اور یاد دلانے آخرت کا اور نفع رسانی خلق رسانی کا
اور دفع مضرت اون کی کا اور باز رہے گا صفات رذیلہ سے مثل بغض و حسد و ریا و
کبر و طمع و حب دنیا و غفلت از عقبے اور غیبت از کذب اور سخن چینی اور بے شعوری
اور لغو و فحش سے اور باعث نزدیکی صفات جمیلہ کا ہو مانند صبر و توکل و رضا و تسلیم

ذکر و فکر و قناعت کے جو عمل اور نفس کو شامل ہوں ان امور کو اور کوئی منع شرع کے اس میں نہو اور
نیت خالص ہی ہو کہ انما الاعمال بالنیات اس باب میں نص قطعی ہے وہ موجب اجر
آخرت کا ہوتا ہے پس ہر عاقل کو لازم ہے کہ ہر کام میں منفعت آخرت کی ملحوظ رکھے اور منافع
دنیا پر نظر مقصود نہ رکھے اگر فوائد دنیا بھی ساتھ نگاہ داشت سررشتہ پاس احکام شرعیہ کے
ہوں تو بہت بہتر ہے اور امور دنیا میں دو چیز کو کسی امر مشکل اور سہل میں کبھی ہاتھ سے نہ دے
ایک تدبیر دوسرے استقلال کو اور بے غرور اعتماد زندگانی چند روزہ کی دنیا کے واسطے کسی سے
عداوت اور دشمنی نہ کرے اور کسی کی عیب جوئی نہ کرے اور کسی کو بہ نسبت خاصیت عیب
ایک شخص خاص کا ذکر نہ کرے کسی پر حسد نہ کرے دروغ نہ کہے بڑی بات ہے کہ نہ کہے
مجلس میں سے اپنے کو بچاوے جو رضائے الٰہی ہو اسپر راضی رہے اپنے کو بزرگ اور بڑا نہ سمجھے
کبر و نخوت کو دل میں راہ نہ دے اگر ہو سکے لوگوں کی اصلاح میں سعی کرے دو شخصوں میں
تفتیش و فساد نہ ڈالے اکل حلال اور صدق مقام اور استقامت احوال پر احکام شرع میں
جد و جہد کرے کہ اس روش جمیع طاعات و عبادات سے خویش و بیگانہ کے حق کلمۃ الخیر
ہی بازنہ رہے بیچ امر معروف اور نہی منکر یعنی نیک کام پر لوگوں کو امر کرنے اور بد کاری سے
منع کرنے میں کوشش کرے اگر نہو سکے دل سے برا جانے اور آپ مرتکب اسکا نہووے
یہ امور موجب حصول سعادت دنیا و آخرت کے اور غایت مقصود ہیں پند و نصائح
کے ہیں اور مؤلف حدیقۃ الاقالیم نے لکھا ہے وہ نصائح کہ حضرت لقمان نے بیٹے کو واسطے
تہذیب اخلاق مردم بے حیا و بدبخت اور مردم سعادتمند کے کیے تھے یہ ہیں کہ کہا ہے پسر
نفع لے اور اس چیز سے کہ حق تعالیٰ نے تجکو معلوم کر دالی ہے البتہ دانا جاہل نہیں ہے
اور کہا اے پسر تحقیق کہ نفس گوئندہ بے حیا و بدبخت ہے آدم بد طینت سے دوری
قبول کر کہ آدمی نفاق پیشہ اگر سخن کہے زبان اسکو رسوا کرے اور اگر سکوت کرے
خاموشی اسکو فضیحت کرتی ہو اگر عمل کرتا ہے بد کرتا ہے اگر نیکی کرتا ہے ضایع
کرتا ہے اگر استغنا رکھے تکبر کرتا ہے۔ اگر مفلس ہووے مایوس ہوتا ہے
اگر کوئی اس پر قدرت پاوے خوار و حقیر ہوتا ہے۔ اگر خوش حال ہووے با فراط
ہوتا ہے اگر غمگین ہووے اسیر ہوتا ہے۔ اگر کسی پر قدرت پاوے بے اندامی کرتا ہے
اگر سوال کرے ابرام و مبالغہ کرتا ہے۔ اگر سائل ہووے بخل کرتا ہے۔ اگر خندہ کرے مثل
آواز خر کے کرتا ہے۔ اگر مکافات کرے جور روا رکھتا ہے۔ اگر زجر کرے عنف و تعدی کرتا ہے۔ اگر کوئی
ساتھ اسکے زجر کرے خشم و غضب کرتا ہے۔ اگر عطا کرے منت رکھتا ہو اگر کوئی ساتھ اسکے عطا کرے

شکر نہین کرتا ہے۔ اگر کوئی اُس سے راز کہے فاش کرتا ہے۔ اگر کسی سے اپنا راز کہے تو تہمت افشائے
راز کرتا ہے اگر کوئی اُسکو امانت دیوے خیانت کرتا ہے۔ اگر دنیا اُسکا تجھ سے کمتر ہو تجھکو عیب
کرے۔ اگر بالاتر ہو غلبہ کرتا ہے اگر مصاحبت تیری کرے رنج مین ڈالتا ہے۔ اگر اُس سے
کنارہ کرے تو تجھکو نہین چھوڑتا ہے۔ تیرہ لوگون سے کہ سے استراحت نہین پاتا ہے۔ تعلیم
اُوسکو فائدہ نہین دیتی ہے۔ اور اہل اسکی اُس سے خوش نہین ہوتے۔ اُن سے بدی کو دور
نہین کرتا ہے۔ اگر بزرگ تر اُن سے ہے سب کو رنج دیتا ہے۔ اگر خورد تر ہے بزرگون کو آزار
مین رکھتا ہے۔ راہ بندگی کی نہین پاتا ہے۔ اگر راہ دکھاوین اطاعت نہین کرتا۔ جو کوئی اُس
سے معاملہ کرے خوبی نہین دیکھتا ہے۔ جو کوئی اُس سے گوشہ پکڑے سالم نہین رہتا ہے۔ اگر
کوئی سخن کہے نہین سمجھتا ہے۔ فراخی مین میانہ روی نہین کرتا ہے۔ بلا و تنگدستی مین صبر کرتا ہے
مسئلہ مین تامل و توقف نہین کرتا ہے جو کچھ کہ معروف اور نیک ہے عمل مین نہین لاتا ہے
شکر گزاری خدا کی نہین کرتا ہے۔ دغا بازی ترک نہین کرتا ہے۔ قبول نصیحت نہین کرتا ہے
حکما سے موافقت نہین کرتا۔ علم اُسکو پیچ بجا کر رکھتا ہے۔ اگر کوئی موافق علما کے راہ سے کے
ہو جاتا ہے کہ نیکوکار ہے اگرچہ بدکار ہووے خیر اپنی کو شر جانتا ہے۔ اور شر اپنے کو خیر گمان کرتا ہے
اپنی تقریر کو حزم و جہل اپنی کو علم گمان کرتا ہے۔ جو نفس اوسکا پسند کرے اختیار کرتا ہے
اور جو خوش نہ آوے ترک کرتا ہے۔ اور اپنے کو ساتھ اُسکے مشہور کرتا ہے۔ اگر فقرا الفت
پڑھے حق کو تکذیب کرتا ہے۔ اگر محتاج محق ہو ساتھ اُسکے میل نہین کرتا ہے۔ اگر
حق سے سوال کرین منع کرتا ہے۔ اگر حاضر ہووے اہل حق سے یاری نہین کرتا ہے اگر
اُن سے غائب ہووے ابطال حق مین کوشش کرتا ہے۔ اگر با علما قیل و قال بحث
کرے ادب و تعظیم اُن کی نگاہ نہ رکھے اگر ساتھ زیر دستون کے اپنے سے بیٹھے اُنپر فخر کرتا ہے
اور سخن کر اُن سے ظاہر ہووے خندہ کرتا ہے۔ اور مخالفت اُن کے کہتا ہے۔ لقمان سے
پوچھا کہ کون سے لوگون سے دانا تر کہا وہ کہ علم لوگون سے جمع کرے علم اپنے کے زیادہ
ہو کرے۔ اور کہا کہ عجز سخن مین خبر عقل سے دیتا ہے پس نظر کر اُس کو کہتا ہے اور
کہا جب مجلس مین کر جاوے تو بالاتر سب سے مت بیٹھ۔ اور کہا حسن نیت عبادت
سے ہے اور حسن استماع حلم سے اور خوش خوئی کرم سے اور حسن جواب دانش سے
اور کہا اگر کسی کو واسطے کسی حاجت کے بھیجے تو حکیم کو بھیج اور اگر حکیم کو نہ پاوے تو آپ جا
اور کہا سنگ کو جگہ اپنی سے نقل کرنا آسان زیادہ ہے اس سے کہ کسی کو کچھ سمجھانا اور نہ
کسا و دور ہو مرد نادان بد سے تا سالم رہین دل تمہارے اور راحت پاوین بدن تمہارے اور

نیک ہوویں نفس تمہارے اور کہا صبر دو قسم ہے ایک صبر ہے اُس چیز پر کہ مکروہ رکھتا ہے تو
اوسکو مثل نقصان مال وضیاع وعقار و فوت اطفال اور مثل اُسکے دوم میں صبر اُس سے
کہ دوست رکھتا تو اوسکو تحصیل میں اضطراب کرتا ہے چاہیے کہ صابر ہووے تو اوسکی تحصیل
میں اور کہا شکر گذاری کر اُس شخص کو کہ تجھکو انعام دیوے اور انعام دے اُسکو جو شکر گذاری
تیری کرے تحقیق بقا نہیں اوس نعمت کو کہ کفران کرے تو اور زوال نہیں ہے اُس نعمت کو کہ شکر
کرے تو اور کہا تقصیر جس وقت کہ پرہیزگار ہووے تو واضح ہوتا ہے اور تقصیر جب پرہیزگار
ہووے متکبر ہوتا ہے اور کہا مراد کلید حاجت کی ہے اور حاجت کلید آگاہی کی ہے اور
کہا علم بہتر ہے گنج سے تجکو نگاہ رکھنا چاہیے اور علم تجکو نگاہ رکھتا ہے اور تضییع مال اپنے
کے اور اصلاح مال اُن کے سست کوشش کر کہ مال تیرا وہ ہے کہ ذخیرہ آخرت کا کرے
تو اور وہ کہ میراث واسطے دوسروں کے چھوڑے تو مالک دوسروں کی ہے اور کہا
احمق ہر چند صاحب جمال ہووے ساتھ اوسکے صحبت نہ رکھ کہ شمشیر ہر چند خوش رنگ ہے زشت
کردار ہے اور کہا تین شخص کو تین وقت پہچاننا چاہیے حلیم کو کہ نزدیک غضب کے شجاع کو نزدیک
خوف کے برادر کو نزدیک حاجت کے اور کہا نیکی کر ساتھ لوگوں کے کرے تو اور بدی
کر ساتھ تیرے کریں فراموش چاہیے کرنا ۔ اور خوش خوئی یعنی خوسے خوش وخوب خویش
بیگانگان ہے اور بد خوئی یعنی خوے بد بیگانہ خویشان ہے ۔ سعدی شیرازی نے فرمایا ہے
بیت بندۂ حلقہ بگوش ار نہ نوازی برود ٭ لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش
اور کہا آخر سخن عاقل بہتر متکلم جاہل سے فصل پانچویں بیچ ذکر حضرت شعیا اور حضرت
ارمیا اور حضرت اربیا اور حضرت دانیال علیہم السلام کے در ضمن خرابی بیت المقدس بسبب
توجہ اعدا بنی اسرائیل پر مرقوم ہے ۔ واضح ہو کہ ہر چند نام اِن تینوں پیغمبر بزرگوار کا صراحتاً
کلام حضرت ملک العلام میں مذکور نہیں مگر بالاتفاق جمہور مفسرین اس پر کہ سورۂ بنی اسرائیل
میں بیچ ذیل آیہ وافی ہدایہ کے ذکر انہیں تینوں کا فرمایا ہے اور مراد عباد سے یہی بندہ ہے خاص ہیں
قال اللہ تبارک تعالی وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الارض مرتین و
لتعلن علوا کبیرا فاذا جاء وعد اولیهما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا
خلال الدیار وکان وعدا مفعولا ثم رددنا لکم الکرة علیهم وامددنکم
باموال وبنین وجعلنکم اکثر نفیرا ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلها
فاذا جاء وعد الاخرة لیسوءا وجوهکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوه اول مرة و
لیتبروا ما علوا تتبیرا عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکفرین حصیرا

ہمیشہ طرف بنی اسرائیل کے بیچ کتاب کے البتہ فساد کرو گے بیچ زمین کے دو بار اور البتہ غالب
ہو گے تم غالب آنا بڑا پس جب آوے گا وعدہ پہلا اون دونوں میں کا اٹھا دین گے ہم اوپر
تمہارے بندے واسطے ہمارے لڑائی والے سخت پس بیٹھ گئے بیچ گھروں کے اور ہے
وعدہ پورا کیا گیا پھر پھیر دیا ہم نے واسطے تمہارے غلبہ اوپر اون کے اور مدد دی ہم نے تمکو ساتھ
مالوں کے اور بیٹوں کے اور کیا ہم نے تمکو زیادہ لوگوں میں اگر بھلائی کروگے تم بھلائی کروگے
واسطے جانوں اپنی کے اور اگر برائی کروگے پس واسطے اوسی کے ہے پس جب آوے گا
وعدہ دوسرا تو بگاڑ کر دین منہ تمہارے کو اور تو کہ داخل ہوں مسجد میں جیسا داخل ہوئے
پہلے بار اور تو کہ ہلاک کریں اوس چیز کو کہ غالب آئی تھی ویران کر ڈالنا قریب ہے
کہ رب تمہارا یہ کہ رحم کرے تمکو اور اگر پھر آؤ گے تم آویں گے ہم اور کیا ہم نے دوزخ کو
واسطے کافروں کے گھیرنے کی جگہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بعد وفات حضرت سلیمان
علیہ السلام کے ایک بیٹا رحبعم بنی اسرائیل پر مسلط اور حاکم ہوا اور حال اوس کی خلافت کا ایسا
تھا جیسا کہ امت محمدی علیہ السلام میں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت اور
بزرگی میں ہے اور ملوک اسباط کی مثال ایسی تھی جیسے کہ اور لوگ اطراف و نواح
کے عہد خلفا میں تھے لیکن باوجود اس بات کے زیر حکم اور تابع ایسکے دو فریق جو نسل
حضرت داؤد علیہ السلام سے تھے اولاد یہودا اور بن یامین ہوئے اور دس فریق باقی یہ
انھیں میں سے اور دس بادشاہ ہوئے کہ اون کو ملوک الاسباط کہتے ہیں اور یہ دسوں
بادشاہ اطراف فلسطین وغیرہ میں منتشر ہوئے مگر رحبعم بیت المقدس ہی میں
رہا اور پانچ برس تک مسند جلوس سے اون دونوں فرقوں پر حکمرانی کی مگر سال ششم
میں سیشان نام فرعون مصر نے لشکرکشی کی اور رحبعم صف آرا ہوکر اوس سے
لڑا اور اس قتال و جدال میں بہت مال و منال اور عمارات قدیمہ اکثر بلاد
بسبب تاخت و تاراج تباہ و برباد ہوئی مگر رحبعم بدستور اپنی مملکت پر قائم رہا
اور سرنو رحبعم نے ایلہ خیسم یا اور شہر بیلاصم وہاں سے نزدیک چار فرسخ مسافت پر
واقع ہے تعمیر کیا اور کثیر العیال کہ اٹھائیس بیٹے پیدا ہوئے سوا لڑکیوں کے
اور سترہ برس کل بادشاہت کی اور اکتالیس برس کی عمر پاکر سنہ ۹۲۵ موسوی
میں راہی ملک بقا ہوا اور بعد اس کے اس کا بیٹا مسند نشین ہوا اور اسی طرح
مرۃ بعد اخریٰ چند بادشاہ اس کی نسل سے حاکم اسرائیل اور تخت نشین
بیت المقدس ہوئے اور آخر الامر جب مملکت سلیمانی نے ان کی اولاد میں کہ موسوم

پہ صدیقیا یا صدیقیہ تھے اور اوسکے پاؤن میں کچھ خلل و قصور تھا انتقال کیا تو بادشاہان اطراف نے وجہ انہ
نے بنا بر ضعف سلطنت اسکے طمع مملکت کی اول جینبکرا اُسپر لشکر کشی کی ایک جزیرے کے
کا بادشاہ تھا لیکن نام اور نہ پایا ہے کہ وہ نہر کو پہنچا تھا نذر کی کہ اگر بیت المقدس پہ غلبہ
پاؤنگا تو اپنے بیٹے کو نہر کے واسطے قربان کرونگا اور ایک روایت سے بخت نصر
اس ملک کا نائب تھا جب لنکن نے با لشکر جرار بیت المقدس پر نزول کیا حضرت
شعیل الیارح نے ایک ہوا بھیجی کہ اسنے اسکی سپاہ کو ہلاک کر دیا اور لنکن اور بخت نصر نے
اس بلا سے نجات پاکر بطرف وطن مالوف بحال خراب اور تباہ مراجعت کی اور فرزند بادشاہ نے
بسبب استماع کلام پدر دربارہ نظر و قربانی باتفاق بخت نصر فرصت پاکر باپ کو قتل کیا اور اسنے
کسی حیلہ سے بادشاہزادی کو گزند قوم و لشکر سے بچا کر مملکت میں بخوبی تمام تصرف کیا اور بعد اس
قضیہ کے بادشاہ موصل اور آذربایجان نے کہ ایک دوسرے سے بے خبر تھا بیت المقدس پر
لشکر کشی کی اور جوکہ اُس نواحی میں دونوں کی ملاقات ہوئی تو باہم جنگ و جدل درمیان
آئی تا آنکہ دونوں مع انبوہ کثیر اہل لشکر مقتول ہوئے اور بقیہ سیف نے راہ فرار اختیار کی
غرض کہ بادشاہ حقیقی نے شہریاران ہماری اور دشمنان اپنے کو بے آمد و شد و ستون اور
یاوروں کے بسر حد عدم پہونچایا اور بنی اسرائیل احوال و اسباب ان کے جوزہ تصرف میں
لا کے ایمان ہو رہے تھے عصیان پیشہ ہوکر بہ قتل انبیا اقدام کیا اسوقت بخت نصر بادشاہ
بابل نے بیت المقدس میں جاکر اس بلدۂ طیبہ کو قہراً و جبراً لیا اور اوس دیار میں خرابی عظیم
اس سے وقوع میں آئی اور جب بخت نصر نے اپنی مملکت میں مراجعت کی بنی
اسرائیل نے جمع ہوکر پھر بنیاد فسق و فساد رکھی لاجرم منتقم حقیقی نے حضرت ارمیا کو
بتاج نبوت سرفراز کرکے بنابر ہدایت اور ارشاد ان کے مامور فرمایا اور ان متمردوں نے
اس پیغمبر خدا کو بعد از ستم اور ضرب مقید اور محبوس کیا اور حضرت جبار منتقم نے بخت نصر کو
بر روایت مذکور میں جو بعد طبری کی سلک اولاد کودرز سپہسالار کیخسرو میں انتظام رکھتا تھا بنی اسرائیل
پر غلبہ دیا تا آنکہ تیغ بیدریغ ان میں چلی اور بیت المقدس کو بہ آتش قہر جلا کر ذراری
یہود کو قید کرکے بابل میں لے گیا یہ روایت قول قبطی اور ایک جماعت اور مفسروں کا ہے
اور اپنے مقام پر جو اور اقوال اور روایتیں ہیں بیان کی جاوینگی انشاء اللہ تعالے
ثعلبیہ رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو روایت کی ہے
مضمون اسکا یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل کا عصیان اور طغیان حد سے گذرا اور انہوں
نے قتل انبیا اور سادات کی خدائے تعالے نے بخت نصر کو ان کی طرف متوجہ فرمایا

اور اون سے بعد محاصرہ بیت المقدس کو فتح کیا اور ستر ہزار آدمیون کو بعلت خون زکریا مار ڈالا
اور اسباب آرائش اور زیور بیت المقدس ستر ہزار خروار اور بعضے کہتے ہین لاکھ خروار بھر کر
زمین بابل مین لے گیا حذیفہ کہتے ہین کہ کہا مین نے یا رسول اللہ عظمت اور آراستگی بیت المقدس
اسقدر ہو گذری ہے فرمایا ہان حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس شہر کو چاندی اور سونے
اور یاقوت وغیرہ سے بنایا تھا کہ شیاطین بحر و کان سے اِس جنس کی چیزون مین سے جو چاہتے
ہوتا تھا اُسیوقت لاکر حاضر کرتا ہے اور بخت نصر وہ سارے بنی اسرائیل کو لے گیا اور یہ سو برس
تک اُسکے تحت حکم رہے۔ بعد ازین بادشاہ کورش نام ہوا اور سو برس پھر بنی اسرائیل
کو وہان بھیجا اور تمام سامان آرائش اُسکا اُنکے ساتھ کر دیا کہ وہ شہر معمور اور آباد ہوا اور سو برس
تک یہود اطاعت فرمان بجا لاتے رہے اُسکے دوبارہ انھون نے پھر بنیاد عصیان برپا کی تو حق
تعالی اسمہ نے بادشاہ روم کو اون پر مسلط کیا کہ وہ سب حلیہ بیت المقدس روم مین لے گیا
سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب حضرت مہدی آخر الزمان پیدا ہون گے
تو حلیہ بیت المقدس کو ایک ہزار سات سو کشتیون مین رکھکر بجنسہ اصلی ارسال فرماوین واللہ
اعلم بالصواب اور روایت محمد بن اسحاق مغازی مین اسطرح پر ہے کہ خدائے تعالے نے حضرت
موسی بن عمران کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل دو نوبت زمین پر فساد کرین گے اور بہت دنون کے
بعد پھر یہود معاصی کے مرتکب ہون گے اُس ہنگام مین مشیت الٰہی اس طرح پر جاری ہوئی تھی کہ
ہر بادشاہ کے زمانے مین پیغمبر مبعوث ہوتا تھا کہ اوس کو تعلیم اور ارشاد کرتا تھا اور مصالح اور مفاسد ملک
اُسکو دکھاتا اور جب نوبت مملکت داری صدیقہ کو کہ شہریار صالح عادل ناسک تھے پہونچی حضرت
شعیا ابن موسی مبعوث ہوئے اور انھون نے بظہور حضرت عیسی علیہ السلام اور جناب محمد
صلوات اللہ علیہما بشارت دی چنانچہ اون سے منقول ہے کہ کہا دمشق تک ادماسے مسلم
یاتیک راکب الحمار و یاتیک بعد راکب البعیر یعنی کہا خوش ہون مین کہ پاؤن مین سلم
آوے تجکو راکب الحمار یعنے حضرت عیسے بن مریم پھر آوے تجکو بعد راکب البعیر یعنے حضرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالجملہ جب کہ زمان صدیقہ مین طغیان اور نافرمانی بنی اسرائیل
کی حد سے زیادہ ہوئے اور ہرچند کہ پیغمبر اور بادشاہ نے اُس جماعت کو
نصیحت کی مفید نہ پڑی اور اثنائے احوال مین سنجاریب بادشاہ بابل نے چھ سو مرد
ضارب کے ساتھ متوجہ بیت المقدس ہو کر بعد از قطع منازل ظاہر اُس شہر پر نزول
کیا سوقت کہ صدیقہ بہ زحمت پاسے مبتلا تھے ہر گاہ حضرت شعیا نے صورت واقعہ صدیقہ
سے ظاہر کی دریافت اس خبر سے خوف نے انپر غلبہ کیا پوچھا یا نبی اللہ اس باب مین کوئی خبر آسمانی

آپ کو پہونچی یہ حضرت نے جواب دیا کہ نہیں اور سنحاریب کے وحی الٰہی اسپر نازل ہوئی کہ صدیقہ
سے کہو کہ شرائط وصیت بجالا کر اپنی اہل بیت سے تاکر ضبط مملکت خلیفہ مقرر کرے سنے
یہ بات سنکر بے توقف بدعا سوے قیام کیا اور پھر بصلوٰۃ اور تضرع و بکا مشغول ہو کر حضرت رب الارباب
سے نجات بنی اسرائیل بچنگال اعدا سے سلطنت کی چنانچہ مسئول کی بقرابت مقرون ہوا و
حضرت شعیا کو وحی آئی کہ اس سے کہو کہ دعا تیری میں نے مستجاب کی اور تجکو دشمن پر ظفر
اور فتحیابی دی اور پندرہ برس تیری عمر پر زیادہ کیا اور باستعمال فلان دوا مرض سے
شفا تجکو ارزانی فرمائی حضرت نے یہ اخبار مسرت افزا صدیقہ کو پہونچایا تمین اسنے
سجدہ شکر ادا کیا اور بعد شکر نعمت الٰہی مشغول ہوے اور بعد تضرع و بیرہ ودوا استعمال کی
کہ اس علت سے نجات پائی اور جب اہل قوم صبح کو خواب سے اٹھے یہ شخص شکر مصروف
ہوے سب کو بے جنگ و جدل مردہ پایا الا سنحاریب اور پانچ نفر اور اوس کے
ہتابعون سے محمد بن اسحاق کہتا ہے کہ بعضی کہتے ہیں کہ صدیقہ نے سنحاریب
سے مدارت کیا اور شکست دی اور اوسکو مع پانچ نفر کے مغلول اور سلسل کرکے ہر روز شہر کے
گرد پھراتے اور ہر ایک کو صدیقہ نے حکم دیا کہ بادشاہ بابل کو مع ان پانچ نفر کے مغلول اور
سلسل کرکے ہر روز شہر کے گرد پھراوین اور ہر ایک کو دو روٹیاں جو کی ہر روز دیا کرین جب
ستر دن اس قضیہ پر گذرے ملک بابل نے صدیقہ کو پیغام بھیجا کہ میرے نزدیک مرنا اس
زندگانی سے بہتر ہے اس نے بعد سننے اس خبر کے چاہا کہ اسکے قتل کے واسطے حکم دیوے لیکن اس
اثنا میں خطاب ربانی حضرت شعیا کو پہونچا کہ اس سے کہو کہ سنحاریب کو قتل نہ کرے بلکہ
باحسان انعام اس سے پیش آوے اور ملک بابل میں بھیجدیوے تا وہ اور وہاں کو سخط اور
غضب سے مطلع کرے چنانچہ صدیقہ نے فرمان خداوندی بجالا کر سنحاریب کو معزز و محترم وطن
کو بھیجدیا اور وہ اپنے دارالملک میں پہونچکر سات برس کے بعد بیمار ہوا اور بخت نصر کو اپنا
ولیعہد کیا اور پھر چند روز کے بعد مر گیا۔ القصہ جب پندرہ سال موعود منقضی ہوئے صدیقہ
جہان فانی کو چھوڑ کر بعالم بقا خرامان ہوے اور اوسکے مرنے کے بعد بنی اسرائیل باہم گر
مخالف ہو کر لڑنے لگے اور ہرج و مرج آپس میں واقع ہوا ہر چند شعیا نے قوم کو نصیحت کی کارگر
نہوئی آخر الامر جہان تک نوبت پہونچی کہ ان کے قتل کا قصد کیا اور اونھون نے ان ظالمون
کے ہاتھ سے تنگ ہو کر ہجرت اختیار کی اثناء راہ میں دیکھا کہ ایک درخت پھٹا اور ندا کی
کہ یا نبی اللہ میری طرف آ حضرت شعیا اس درخت کی طرف جا کر اسکے جوف میں پنہان ہوے
اور شیطان ملعون نے ان کے گوشہ جامے کو پکڑ لیا کہ وہ باہر رہ گیا اور قوم عاصی نے جو تعاقب کیا تھا

وہاں پہونچکر بہ دولت سلیمان ان کو صحیح و درست دو نیم کیا اور مشہور یہ ہے کہ پیغمبر مقطوع حضرت
ذکریا ہیں چنانچہ بتقریب مشروح ہوگا کہا جاویگا انشاء اللہ تعالےٰ فصل چھٹی آنا بخت نصر
باشہر ہرا بابت شہر بیت المقدس میں روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ آئمہ اخبار نے اختلاف کیا
ہے اس امر میں کہ فساد بنی اسرائیل دوسری مرتبہ میں کیا چیز تھا بعضے کہتے ہیں تکذیب ارمیا
نبی اور ایک جماعت کہتے ہیں کہ قتل یحییٰ بن زکریا تھا اور ہم دونوں قول کو بہ توفیق الٰہی
بیان کرتے ہیں قول اول یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بزرگ تھے موسوم ساشید بن دانی
کہ دانیال اکبر کہتے ہیں وہ ایک دن اثنائے توریت پڑھتے ہیں ایک آیت پر پہونچے کہ
دلالت کرتی تھی اس امر پر کہ ایک شخص عنقریب بیت المقدس کو خراب کریگا حضرت
دانیال نے محزون ہو کر مناجات کی کہ یارب کون ہوگا کہ بیت المقدس کا ایک یتیم سے دیار
بابل پراگندہ ہو جاوینگے ان کو خواب میں الہام ہوا کہ خراب کرنے والا بیت المقدس کا ایک
یتیم ہے دیار بابل سے بخت نصر کو حضرت دانیال جب بیدار ہوئے اپنا مال فراہم
کیا اور عزیمت بابل کی اور بعد طے مراحل وہاں پہونچے تمام سبب سے کہ امر سلطنت اور حکومت
وہاں کا اس سے متعلق تھا حضرت دانیال کو بلا کر پوچھا کہ سبب تمہارے آنے کا اس
مملکت میں کیا ہے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال یتیم اور محتاجوں اس شہر پر تقسیم اور تفریق
کروں بادشاہ نے اجازت ارزانی فرمائی حضرت دانیال نے مدت دراز احوال یتامےٰ
اور مساکین تفحص کیا بخت نصر سے کسی طرح خبر اور نشان نہ پایا اتفاقاً ایک دن ان کا غلام
کسی کام کو جاتا تھا اثنائے راہ میں ایک لڑکے کو دیکھا کہ مریض اور بیمار خاک پر لوٹ
رہا ہے غلام نے اسکا حال استفسار کیا ہے اسنے جواب دیا کہ میں ایک یتیم ہوں کہ قبل
ازین بیمار ہو معاش اپنے اور اپنی ماں کے لکڑیاں چنکر بیچتا تھا اب اس حال میں پڑا ہوں کہ تو دیکھتا
ہے غلام نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے کہا بخت نصر غلام نے جلدی سے جاکر اپنے خواجہ کو مطلع
کیا اور ہمراہ غلام بخت نصر کے پاس آئے حضرت دانیال نے اپنے خادم سے کہا کہ
اسکو نہلا دھلا کر گھر میں لیجا اور اس کی ماں کو بھی بعزت وحرمت لے آ غلام کہنے کے
بموجب عمل میں لایا اور حضرت دانیال تعہد اور تربیت ان کے مصروف میں
ہوئے جب بخت نصر نے صحت پائی ایک دن حضرت دانیال نے اس سے
کہا کہ مکافات میرے احسان کے کہ بقدر طاقت تیرے باب میں مجھ سے
وقوع میں آئے کیا ہے اس نے کہا آپ کے احسان کے مکافات پر کیونکر قیام
کروں کہ کسی چیز پر قادر نہیں ہوں حضرت دانیال نے کہا میں ایسا گمان کرتا ہوں کہ آخر تو

بمرتبہ سلطنت پہونچیگا اور بنی اسرائیل پر لشکر کشی کریگا آپ میرا یہ مطلب ہے کہ میرے اور میرے
اہلبیت کے واسطے امان نامہ لکھدے بخت نصر نے جواب دیا کہ آپ میرے ساتھ خوش طبعی
کرتے ہیں حضرت دانیال نے کہا لا واللہ اور اس باب میں مبالغہ کیا اور وعدہ کیا اگر تو میرا التمس
منظور رکھے تو میں ہزار درم تجکو دون بخت نصر اسی طرح ان کی باتون کو ہزل پر محمول کر کر انکار کیا
کیے گیا آخر الامر اپنی ماں کے کہنے سے امان نامہ لکھا اور وہ زر خطیر اپنے قبضے میں کیا - روایت کرتے
ہیں کہ بخت نصر قبل ازین لڑکون کے ساتھ جنگل میں جاکر لکڑیان چناکرتا تھا اور وہ لڑکے اسکو
سردار اپنا اوپر قرار دیکر اسکی متابعت کرتے تھے جب ہزار درم اس نے لیے اپنے قدیم یارون کے
واسطے گھوڑے خریدے اور اس جماعت نوجوان کے ساتھ بادشاہ کے دربار میں آنا جانا شروع
کیا - اور چونکہ دراصل یہ خاندان اشراف سے تھا اور علم کتابت اور ظرافت طبیعت رکھتا تھا
لیکن گردش روزگار نے اسکو بھی خوار و ذلیل کر رکھا تھا اب جو بسبب زر وہان ہیئت ظاہری
اس کی درست ہوئی تو جمال و کمال نے رونق پکڑی سنجاریب بادشاہ بابل نے کہ اس کی پیشانی
سے علامات اقبال مشاہدہ کین روز بروز اس کی قدر و منزلت زیادہ کی تا آنکہ بمرتبہ امارت
پہونچا ابیت - دارہ تجربہ معلوم گشت آخر حال ؛ کہ قدر مرد بعلم است و قدر علم بمال ؛ بہرحال
یہ بجہت بخت و اقبال جس طرف توجہ کرتا تھا فتح و ظفر اس کے استقبال کو آتی تھی ہرگاہ سنجاریب
بیت المقدس میں اسکو ہمراہ لے گیا اور بعجب اتفاق دونون گرفتار ہوگئے اور بہنگام مراجعت
خدمت شاہ بابل میں آن کر جس طرح سے کہ اوپر مذکور ہوا ہے سرگرم ملازمت بادشاہ
میں بسر کرنے لگا حتے کہ ولی عہد ہوا اور جب بادشاہ نے وفات پائی تو دست بکار قرار پکڑا
اور اثنا سے اس حال میں حکومت بنی اسرائیل ناشیہ بن راموص پر اور نبوت حضرت
ارمیا پر مقرر ہوئی تھی اور یہود نے اس ہنگام میں فسق و فساد اور جور و عناد آشکارا کیا اور ہرچند
حضرت ارمیا نے قوم کو موعظت اور نصیحت کی فائدہ نہ دیا اور بخت نصر از فزود اور شہرت سے
عصیان اور طغیان بنی اسرائیل کی سنکر بہ ترتیب آلات حرب اور تجہیز ادوات
طعن و ضرب مشغول ہوا تا بجانب بیت المقدس توجہ کرے اسی اثنا میں حضرت
ارمیا صخرہ بیت المقدس پر آئے اور اپنا پیراہن چاک کیا اور خاک اپنے سر پر ڈال
کر قوم سے کہا کہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ نافرمانی سے باز رہو والا ایک جماعت آتش پرست
تم پر مسلط کرونگا کہ خوف از عقاب اور امید ثواب مجھ سے نہین رکھتے ہونگے اور
تمکو تیغ بے دریغ قلع اور قمع اور بیت المقدس کو خراب اور مستاصل کرینگے یہود نے
کہا تو خداوند عالمیان پر افترا کرتا ہے کیونکہ ہرگز معبود اپنی مسجد کو خراب نہین کرتا اور

حاکم عادل اپنے دوستون پر دشمنون کو مسلط نہین کرتا غرض کہ مطلق کسی کو التفات پند ونصائح پر نہوا بلکہ حضرت ارمیا کو مقید اور محبوس کیا چنانچہ اسی ہنگام مین بخت نصر نے بالشکر بیشمار طاہر بیت المقدس پر نزول کر کر بنی اسرائیل کو محصور کیا جو مدت محاصرہ نے طول کھینچا اہل شہر نے لاچار ہوکر مفاتیح دروب اسکو تفویض کین اور بخت نصر نے قتل عام کا حکم دیا مگر بڈھون اور بیمارون کو بہ جان امان دی اور حضرت دانیال اکبر کو طلب کیا معلوم ہوا کہ انھون نے بعالم بقا رحلت کی اور دانیال بن حزقیل کہ حکمت اور فطنت مین خلف دانیال اکبر سے تھے مع اہلبیت وہ امان نامہ کو ان کے باپ کو اسنے لکھدیا تھا لیکر اسکے آئے اور بخت نصر نے وہ دیکھکر اپنے وعدہ پر وفا کیا اور انکو اپنی سطوت سے ایمن اور مطمئن محفوظ رکھا لیکن عمارت بیت المقدس کو بنیاد سے اکھاڑا اور جلا دیا پھر توریت کے جلانے پر جرأت اور جسارت کی اور اثر غضب وظلم اسکا تمامی بلاد شام مین منتشر اور پراگندہ ہوا آخرکار ستر ہزار نفر فرزندان ملوک اور اتقیا یہود کو اسیر دستگیر کرکے مع مال فراوان کہ خارج وہم اسکے ادراک تعداد سے باہر تھا اپنے دار الملک مین لے گیا اور جب قتل وغارت سے فراغت پائی کسی نے اسکو آگاہ کیا کہ ایک پیغمبر نے پیغمبران بنی اسرائیل سے سبب اس حادثہ کی خبر آنے سے پہلے خبر دی تھی اور انہین لوگون نے اسکو کشتون پر سے پکڑکر فلانی جگہ قید کیا ہے بخت نصر نے باحضار ارمیا دیا اون سے پوچھا کہ تمنے اس امر کو کہان سے جانا تھا کہا حضرت عالم الغیب نے مجھکو بہ نصیحت اور انذار اس قوم کے بھیجا تھا اور جمیع قضایا سے خبر دی تھی بخت نصر نے کہا وہ کیا بری قوم تھی کہ اپنے پیغمبر کی تکذیب کرکر اسکو مقید کیا اب اگر میرے ساتھ تم رہو تو سوا اسکے اکرام واحسان بیشمار پاؤ گے اور اگر تمکو خواہش ہے کہ اپنے بلاد مین ایمن ہوکر سکونت کرو بے خوف وخطر وہین رہو حضرت ارمیا نے جواب دیا کہ مین ہمیشہ سے امان خدا کے احاطہ مین ہون اگر بنی اسرائیل میری تابعداری کرتے امان خدا مین ہوتے اور تجھسے اور تیرے غیر سے کچھ اون کو ضرر پہونچتا القصہ بخت نصر نے حضرت ارمیا کو رخصت انصراف دیکر آپ بہ جانب بابل عزیمت کی اور دانیال بن حزقیل کو مع اہلبیت دانیال اکبر اپنے ساتھ لیکر اعزاز واکرام انکا کما ینبغی بجا لایا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ عزیر بن سرخیا جملہ اہلبیت دانیال اکبر سے تھے اور یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ زمرہ اسیرون سے آخر الامر سر پیغمبری پر فائض ہوئے واللہ اعلم بالصواب اور جو کہ حضرت ارمیا بخت نصر سے مخالف ہوکر دوام خرابی بیت المقدس پر رویا کرتے تھے اور جسکا ذکر ہین بھی ان کے ساتھ موافقت کیا کرتی تھین لکھا ہے کہ اسی سبب سے انکا مارنا منع ہے روایت ہے کہ بقیۃ السیف بنی اسرائیل نے

حضرت ارمیا کے حال سے اطلاع پائی دوبارہ ناکامی سے نکل کر ان کے پاس جمع ہوئے
اور کہا قرین صلاح اس طرح پر ہے کہ جانب مصر چلیے اور وہان ظل حمایت
حاکم عادل مین بہ فراغت بسر کیجیے چنانچہ ان کے ساتھ آپ نے موافقت کی ۔ ایک
طائفہ ناقلان اخبار سے کہتا ہے کہ بخت نصر ہنوز ولایت شام مین تھا کہ بقایاے بنی اسرائیل
مع حضرت ارمیا نہ ولایت مصر گئے اور یہ خبر اسکو پہونچی اسنے بادشاہ مصر کو نامہ ارسال
کیا اس مضمون کا کہ کچھ میرے بندون مین سے بھاگ کر اس ولایت مین آئے ہین ان کو یہان
بھیجدے یا چاہیے اور اگر اس باب مین اہمال وتغافل عمل مین آویگا تو وہی حال مصر کا ہوگا جو
بیت المقدس کا ہوا بادشاہ مصر نے جواب دیا کہ یہ جملہ احرار و اشراف سے ہین
اور ہماری پناہ مین آئے ہین آئین مروت مین جائز نہین کہ ایسے لوگون کو بھیجدون
اور اثناے ان حالات مین حضرت ارمیا نے قوم کو از روے شفقت کہا کہ جرائم
اور اوثام سے توبہ اور استغفار کرو والا بخت نصر اس دیار مین آن کر اپنے سخط وسطوت سے
تمکو آسیب پہونچا دیگا جیسا کہ بنی اسرائیل سابق کو پہونچایا انھون نے کہا یہ کیا بات ہے
بخت نصر قوت مقاومت ہرگز اس بادشاہ سے نہین رکھتا ہے اور اسی طرح معاصی پر
اصرار کیا اور حضرت ارمیا قوم کو کنارہ نیل پر لیکے گئے اور چار پتھر قریب یک دیگر ایک جگہ پوشیدہ
کیا اور کہا جب بخت نصر اس ملک پر مستولی ہوگا تو اپنا تخت اس مقام پر رکھیگا چنانچہ
چارون پاے اسکے تخت کے ان چارون پتھرون پر ہونگے ۔ القصہ جب نصر نے حاکم مصر کا
جواب سنا مع فوج جرار اس دیار پر متوجہ ہوا اور بعد جنگ اسپر غالب آیا اور بنی اسرائیل
کو گرفتار کیا اور حضرت ارمیا کو بھی انھین پایا اسپر خفا ہو کر کہا مین نے تجھ پر احسان اور تجکو
اس قوم مین سے مستثنی نہین کیا انھون نے کہا درست ہے کہا پھر تو نے دشمنون کے
ساتھ موافقت کیون کی جواب دیا کہ ان کو از روے نصیحت مین نے کہا کہ تو اس دیار پر
غلبہ پاویگا اور بنا بر علامت صدق اس کلام کے چار پتھر اس مقام پر گاڑ دیے ہین
اور بنی اسرائیل کو خبر کردی ہے کہ تیرے تخت کے کونے ان چارون پتھرون
پر منطبق ہونگے بخت نصر نے سنکے اس حدیث سے متعجب ہوا اور بعد از تفحص جب صادق
سخن انکا اسپر روشن ہوا حضرت کو اختیار دیا کہ جہان چاہین چلے جاوین اور جب بخت نصر
ممالک مصر وشام سے پھر کر بابل مین آیا بر داستان اپنے دربارہ دانیال بن حزقیل
اور اہلبیت دانیال اکبر پر زیادہ کیا چنانچہ مجوس نے دانیال پر حسد لیجا کر کہا کہ
اس شخص کو تربیت کرتا ہے کہ دین مین تیرا مخالف ہے اور تیرا کھانا نہین کھاتا ہے

اسنے حضرت دانیال کو ایک دعوت مین بلا کر معلوم کیا کہ مجوس اور رؤساے قوم اس قول مین
صادق ہین آخر الامر اس بات سے خفا ہوکر حضرت دانیال کو قید کیا حضرت مجوس تھے کہ بخت نصر
نے ایک خواب ہولناک دیکھا اور اپنے کاہن اور نجومیون کو بلا کر کہا کہ مین نے رات کو خواب دیکھا
ہے ہولناک تمکو اسکی تعبیر دینی چاہیے انہون نے کہا کہ بادشاہ بیان فرماوے تا ہم عرض
کرین اسنے کہا کہ غایت فزع سے خواب کو بھول گیا ہون انھون نے کہا جو خواب کہ سنا نہ
جاوے اسکی تعبیر کیونکر دیوین بخت نصر نے اس کلام سے خشمناک ہوکر کہا مدتون سے تمکو اسواسطے
تربیت کیا تھا کہ ایسی ایسی مشکلین عقدہ ابہام و اجمال مین رہین اب تین روز کی مین نے
تمکو مہلت دی اگر میرے خواب کی تعبیر بیان کی تو بہتر ورنہ سب کو مار ڈالا اور اس خبر سے
شہر مین اشتہار پایا تا آنکہ یہ ہاون دانیال کو بھی پہونچی انھون نے زندان بان سے کہا کہ بادشاہ
سے کہا کہ بادشاہ سے کہو کہ تیرے خواب کی تعبیر دانیال جانتا ہے اسنے کہا اس بات سے
درگذر کر ایسا نہو کہ تجکو اس سے کچھ آسیب پہونچے حضرت نے مبالغہ سے کہا کہ اس کلام کو تو اس
تک پہونچاوے ڈر نہین زندان بان صورت واقعہ معروض راے بادشاہ کی اسنے فی الفور
حضرت دانیال کو طلب کیا اور کیفیت خواب اور تعبیر دریافت کی حضرت دانیال نے کہا
تو نے دیکھا ہے کہ ایک شخص عظیم زمین پر کھڑا تھا کہ سر اسکا سونے اور گردن چاندی کی اور کمر
تانبے کی اور پنڈلیان اسکی لوہے کی اور پاؤن کے نیچے ٹھیکریون سے اور اسوقت تو اس
کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک پتھر آسمان پر سے اسپر گرا اور اسکو ایسا چور کر دیا کہ تجکو گمان
ہوا کہ تمام جن و انس جمع ہوکر اجزا اسکے اوس بت کو جدا نہ کر سکینگے اس اثنا مین
ایک ہوا چلی کہ اوس نے ذرہ ذرہ اس بت کا اڑا کر جمع کیا اور وہ پتھر اتنا بڑا ہوا کہ تمام زمین
اس سے بھر گئی اور بغیر از آسمان اور اس پتھر کے کچھ نظر نہ آیا بخت نصر نے کہا صورت
واقعہ اسی طرح پر ہے نہ زیادہ اور نقصان اب اسکی تعبیر بیان کر حضرت دانیال نے
تقریر کی کہ وہ شخص نمونہ زمان و ملک ہے اور سر زمین اوس کا ملک آرہے سر شخص تیرا اور گردن
اسکی تیرے فرزند کی طرف اشارہ ہے اور وسط اسکا کنایہ اوس کے ملک سے ہے اور
حد یعنی پنڈلی مملکت ملوک فرس ہے کہ بہ نسبت قصر دولت انکا اوسط حال مین زیادہ استحکام
پاوے گا اور خزف یعنی ٹھیکریان مبنی اس امور پر ہین کہ امر حکومت اور سلطنت ان کا
آخر ایام مین ضعیف ہووے اور وہ پتھر آسمان پر سے آکر اس بت کو توڑ ڈالا عبارت
ایک پیغمبر سے ہے کہ آخر زمان مین مبعوث ہوگا اور بادشاہون کو مقہور کرے اور دینونکو منسوخ
فرماویگا اور شریعت اسکی تا قیام قیامت رہے بخت نصر نے کہا اے دانیال کسی کو مین نہین جانتا

کرونگا نعمت اُسکا تجھسے بہت زیادہ ہووے بسبب تعبیر اس خواب کے تو نے بیان کی مین چاہتا
ہون کہ تیرے مکافات میں تقدیم بجا لاؤن ایک امر ان تین چیزون مین اختیار کر لے اگر تیرا
مطلب یہ ہے کہ اپنے شہر کو مراجعت کرون تجکو رخصت کردون کہ تو جا اور جو بقعہ کہ خرابی اسمین عاید
ہوا ہو عمارت سے بحال کر اور اگر تو چاہے کہ تیرے اصحابون کے واسطے نامہ و منشور لکھدون
تا جس جگہ کہ میرے قلمرو مین اوقات بسر کرے تجکو عزیز اور محترم رکھین اور اگر تجکو میل ہے کہ
میرے پاس رہے تیرے باب مین حتی المقدور نیکوئی کرونگا حضرت دانیال نے جواب دیا
کہ ارادہ حق جل و علا ہمارے دیار کی خرابی پر متعلق ہوا ہے کہ کوئی عمارت اُسکے سے عہدہ برا
نہین ہو سکیگا اور مین تیرے نامہ کی امان کے ساتھ احتیاج نہین رکھتا ہون کس واسطے
کہ جس مقام مین رہونگا امان پروردگار میرے شامل حال رہیگی اور جو کچھ میرے اور میرے
اصحاب کے روزگار کے موافق ہے یہ ہے کہ یہ تیرے دارالامارت مین متوطن رہون
ہرگاہ حضرت دانیال نے مصاحبت بخت نصر اختیار کی بادشاہ نے اولاً اور ادنا مدار اور امراے
رفیع المقدار اور اعیان دولت اور اشراف ولایت انہون کو جمع کیا اور کہا دانیال ایک مرد حکیم
ہے اور صاحب راے اور خردمند کہ حق تعالی نے بواسطہ انفاس نفیسہ اُس کے مجکو رنج
خواب ہیبت ناک سے نجات دی مین تدبیر امور مملکت اور نظم احوال لشکر و رعیت بہ راے
صائب اور فکر ثاقب اُسکے تفویض کرتا ہون اگر کسی امر مین میرا حکم اور اُسکا اشارہ صادر ہووے
چاہیئے کہ میرا فرمان کان لم یکن جان کر اُسکے صواب دید کو مرجح رکھو اور حضرت دانیال نے
مدارج عزت و حشمت اور مکنت و حشمت پر ارتقا کیا دوبارہ پھر ضمائر رؤساے بابل نے
نار حسد سے اشتعال پایا مجموع خواص اور تربیت یافتگان دولت نے بخت نصر سے
عرض کیا کہ بیشتر یارا سکے کہ کوئی نزدیک تیرے ہمسے زیادہ عزیز نہ رہا اور دشمنون کو یارا ہوا
کہ حمایت اور سیاست ہماری سے پاؤن اپنی حد سے باہر رکھین اور آپ بواسطہ دخل اس
بندۂ اسرائیلی کے امور کلیہ اور جزئیہ مین اور بسبب ہمارے انزوا کے زوایاے خمول اور گمنامی
مین خلل فاحش مہمات ملک مین راہ پائی اب بادشاہ اطراف نے تیرے سلطنت اور ہماری
غرض مالی مین طمع کی ہے اور یہ سبب بنا بر ضعف راے اور نقصان عقل اور سوء تدبیر تیرے کے
ہوا ہے جواب دیا کہ جس طرح سے تم کہتے ہو ذرہ بھی فتور فی میری راے اور تدبیر مین راہ نہین
پائی ہے مین نے دانیال کو مرد حکیم ہشیار دل پایا ہے کہ اُسنے مجکو محنت و غم سے نجات بخشی اور تمکو با این
عقل و متانت اُس کار مین عاجز اور زبون دیکھا اسواسطے مین بجہت صلاح وضیع و شریف زمام و
حل و عقد امور اور عنان مصالح جمہور اوسی کی کف کفایت مین رکھی پھر عضاے قوم نے اُسکو بسود مین

ڈال کر کہا کہ یہ اسرائیلی گمان کرتا ہے کہ میرا ایک آلہ ہے کہ امور مخفیہ اور قضایائے نہانی پر مطلع کرتا
ہے بخت نصر نے جواب دیا کہ درست اُسکا زعم ہے غلط نہین کہا تو ہمکو اجازت دے کہ تیرے
واسطے ہم بھی ایک آلہ بنا دین کہ اُسکے آلے سے اعظم ہووے کہ سب اشیا سے خبر دیوے سوا پنج
مہمات مین معاونت کرے اسنے کہا اگر اس عہدے سے تم باہر آسکو مین مانع نہین ہون اُن
لوگون نے رخصت لیکر کاریگرون کو جمع کیا انہون نے ایک مقام پر بہت سی آگ سے
ترتیب دیا اور تاج زرین مرصع بجواہر آبدار اُسکے سر پر رکھا اور ایک مقام پر بہت سی
آگ جلا کر خلق کو اُس بت کے سجدے کے واسطے تکلیف دی اور جس کسی نے اُسکا سجدہ کرنیکا انکار
کیا اُسکو آتش شعلہ فشان مین ڈال دیا چنانچہ جمع کثیر بنی اسرائیل مین سے اس واقعہ مین ہلاک
ہووے اور ایک دن تمام سال مین عید کا مقرر کیا کہ نذرانے اور قربانیان اسپا دیا کرتے تھے اور اُس
روز عید مین دانیال بن حزقیل کو ایک قول پر مع تین نفر اہلبیت دانیال اکلمہ کے لیے رخصت
بخت نصر آگ مین ڈال دیا اُسنے بام قصر پر سے اُس آگ کی طرف نظر کی دیکھا کہ پانچ شخص وہان
متوحش بیٹھے ہوئے ہین کہ ایک اُن مین سے مانند ایک جانور کے دو بال رکھتا تھا کہ وہ انکو اُسکے
دکھاتا ہے مشاہدہ اس صورت غربت سے رعب نے اُسپر غلبہ پایا اور اُسنے آواز دی کہ آگ مین
سے نکل آؤ رفقائے اربعہ بسلامت نکلکر بخت نصر پاس چلے آئے اُسنے پوچھا کہ وہ کہ درمیان آتش
تمکو اپنے پرون سے پنکھا جھلتا تھا کون تھا حضرت دانیال نے کہا وہ فرشتہ تھا مامور
جانب پروردگار ہمارے سے تا مضرت آتش اپنے بندون سے باز رکھے اُسنے مخاطب ہو کر کہا
کہ مجھکو تمنے اس واقعے سے کسواسطے مطلع نہ کیا تا قوم اس حرکت ناشایستہ سے کہ نسبت تمہارے انسے
صادر ہوئی منع کرتا مین انہون نے کہا کہ بواسطے اسکے کہ تیری قوم کو قدرت حق سبحانہ تعالی معلوم
ہووے اور جانین کہ آفریدگار عالم اپنے دوستون کی کیونکر حراست کرتا ہے بخت نصر کو تنبیہ حاصل ہوئی اور
انکا اکرام اور احترام زیادہ کیا منقول ہے کہ پھر بخت نصر نے ایک خواب بابل مین دیکھا جب بیدار ہوا
اپنی قوم کے علما کو کہ دعوی کہانت اور تعبیر کرنے کے طلب کیا اور کہا مین نے ایک خواب پر فزع پھر
دیکھا ہے اور بھول گیا ہون اُسکی تعبیر سے خبر کرو انہون نے کہا تو ساحرون کے اُستادون سے مصاحبت
رکھتا ہے اور انکو ہنگام خواب اپنے پاس سلاتا ہے تا بوقت تعطیل حواس تجھکو خوابہائے شوریدہ دکھائی دیوین
اور خوف اور فزع مین ڈالین اور انکی تعبیر کے سبب سے بہ شرف نوازش اختصاص پاوین اور مصداق اسی
مثال کا یہ ہے کہ قبل از مجال ست دانیال ایسے واقعات نہین دیکھتا تھا بخت نصر نے پوچھا کہ میری بات
کے جواب مین سوائے اس کلام کے کچھ اور نہین جانتے ہو کہا نہین اسنے انکو مجلس مین سے نکال دیا
اور حضرت دانیال کو طلب کیا اور اپنا خواب اور اُسکے نسیان کا حال کہا اور تعبیر پوچھی حضرت دانیال نے

مہلت طلب کی اور خلوت مین جا کر دو رکعت نماز گذاری اور ملہم صواب سے علم کیفیت خواب اور تعبیر مسئلت کیا چنانچہ حضرت حی لا ینام نے بالہام جگونگی منام سے انکو آگاہ فرمایا انھون نے دربار مین آن کر کہا کہ حضرت آفریدگار نے کشف اسرار یون فرما کر شرف اعلام ارزانی کیا ہے کہ خواب مین تو نے دیکھا ہی ایک درخت عظیم سر بر آسمان کشیدہ ہے اور طیور اوسپر جمع ہین اور اوسکے سایہ مین وحوش وسباع فراہم ہین اور تو اوسکی طرف دیکھ رہا ہے اور حسن اوس درخت سے اور جمعیت طیور وسباع سے تعجب کرتا ہی کہ اثنا اس حال مین ایک فرشتہ ہاتھ مین تبر لیے ہوئے آیا اور چاہا کہ اوس درخت کو قطع کرے کہ ناگاہ ایک اور فرشتہ نے ندا کی کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ درخت کو جڑ سے نہ قطع کر بلکہ کچھ کاٹ ڈال اور کچھ چھوڑ دے اور تو نے مشاہدہ کیا کہ اوس فرشتے نے اوس درخت کی ٹہنے کاٹ کر وحوش وطیور کو متفرق کیا اور جڑ اوسکی رہنے دی اور تعبیر تمام اسکی نظارت اور تراوت مین غایب ہوئی بخت نصر نے کہا واقعہ تم نے سچ بیان کیا اب کہو کہ تعبیر اسکی کیا ہی حضرت نے کہا کہ درخت تو ہے اور طیور اہل وفرزند اور حشم اور لشکر اور وحوش وسباع کہ اوس درخت کے سایہ مین قرار پذیر ہین تیری رعیت ہین کہ تیری ظل رعایت مین بسر کرتے ہین اور تو مغضوب الٰہی ہوا ہے بواسطہ اسکے کہ ارکان دولت اپنی کو بت کے بنانے مین اجازت دی ہی ایزد تعالی نے ایک فرشتے کو حکم دیا ہے کہ تجھکو ہلاک کرے اور بعضون کو تیری نسل مین سے چند روز کو چھوڑ دے اوسنے کہا حضرت خداوند تعالی میری ساتھ کیا کریگا حضرت نے جواب دیا کہ جب تک تجھکو معرفت بہ کمال قدرت الٰہی حاصل ہووے بامر قادر بیچون سات برس مصور بصورت جمیع مخلوقات بنا بر عبرت بدیل اسیر رہیگا اور بعد گذرنے اس مدت کے پھر بہ ہیہات انسانی اور صورت اول معاودت کریگا بخت نصر نے کہا تو بہ اور تصدق سے یا تغیر پذیر ہے یا نہین حضرت دانیال نے جواب دیا کہ اب تبدیل تقدیر مبرم ممکن نہین قضاے ازلی جسطرح جاری ہوتی ہو وہی ہوتا ہے اوسنے بعد سننے اس حدیث کے منصب سلطنت اپنی فرزند کو تفویض کیا اور آپ گوشہ گزین ہو کر زاویہ حرمان مین گریہ وفغان مشغول ہوا اور جب ایک ہفتہ اس قضیہ پر گذرا اوس مکان کے کوٹھے پر آیا تھا اخواہی کرے ناگاہ بقدر ایک پر کمال پر اور چونچ پیدا کر کر بصورت عقاب مسخ ہوا اور سب طیور کو مقہور اور مطیع اپنا کیا اور یہ خبر تمام دیار مین شائع ہوئی کہ ایک جانور ایسا پیدا ہوا ہے اور پھر بصورت اور طائرون کے متشکل ہو کر اپنے جنس پر غلبہ کرتا تھا کہ سات برس تک ہر لحظہ بشکل دیگر متشکل ہوا کیا اور پوشیدہ نہ رہے ہرچند یہ قضیہ عقل سے دور ہی لیکن کمال قدرت الٰہی سے بعید نہین کسواسطے کہ امم انبیاے سابق مین ممسوخ ہوئے ہین مگر فرزند نہین رہے اور کسی نے بشکل اول عود نہین کیا یہان شاید کسی مصلحت کے لیے مرضی حضرت مصور حقیقی اسی طرح پر ہوئی ہوگی اور اوس ایام مین حضرت دانیال بہ نیابت پسر بخت نصر برعایت رعیت ولشکر مشغول ہو کر انکو ارتکاب امور ناپسندیدہ سے باز رکھتے تھے اور وعدہ کیا کرتے تھے کہ عنقریب بخت نصر یہان پھر آن کر بہ التفات تمہیر ڈالیگا وہب بن منبہ کہتا ہی کہ آخر الامر بہیات بشری اپنی گھر مین آیا اور قادر بیچون کی

اُسکو صورت اصلی ارزانی فرمائی اور اُسنے غسل کیا اور منزل خاص مین سے شمشیر کشیدہ باہر آکر صفا بار۔
مین قرار پکڑا اور ارکان دولت اور اعیان دولت اور رعایا و حشم و خدم کو جمع کیا اور کہا مین اس سے
پہلے جماد کو پوجتا تھا کہ کچھ نفع اور ضرر اُس سے متصور نتھا اور اب بقدرت الٰہی واقف ہو کر بخدائے نبی اسرائیل
ایمان لایا ہون جو کوئی اس قوم مین میری متابعت کریگا میرے دوستون مین معدود ہووے والا شمشیر تیز کو
اُسپر حکم کرونگا اور ایک شبانہ روز کی مین نے تمکو مہلت دی تا ہر صدق سے مع اپنے اتباع اور اشیاع اپنے مومن
اور موحد میرے پاس آوین یہ کہکر خلوتخانے مین چلا گیا اور اُسی شب مین قضیات بقا لیمن ارواح
تفویض کی اور قصۂ بخت نصر تواریخ مشہورہ مین اس تفصیل اور غرابت سے مسطور و مرقوم تھا زبان خامہ نے
غیب اطناب اور طویل سے اندیشہ نہ کیا اور بعض سے مروی ہے کہ جب بخت نصر نے بعد وفات پدر امر
سلطنت مین استقلال پایا اور بسبب غرور و استکبار ظرف اور اوانی بیت المقدس مین کہ تیار کین انبیا نے حضرت
سلیمان نہائے تھے گوشت خوک اور شراب کھانا پینا شروع کیا۔ ہر چند حضرت دانیال نے اُسکو اس فعل نامحمود
سے منع کیا باز نہ رہا اور یہان تک نوبت پہونچی کہ اُسنے حضرت دانیال کو اپنی مجلس سے موقوف کیا اُسکی
مان نے اُس سے کہا کہ تیرا باپ تجھ سے عاقل زیادہ تھا اور دانیال کو مقتدا جانکر سب مہمات مین صلاح اور
مشورہ لیتا تھا اور مناسب اسی طرح ہے کہ سوانح امور مین اُسکے ساتھ مشورہ کرتا رہے اور بسبب اقتضاے
راے دور بین اُسکے تجاوز نہ کرے اُس شوم طالع نے کہا کہ ان باتون سے درگذر کہ مین کسی کو روے زمین پر
اُس سے دشمن تر نہین جانتا ہون۔ القصہ انھین دنون عید کے دن اعیان مملکت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ
ایک پنجہ بے پہونچے کا ظاہر ہوا اور اُس کف دست پر تین کلمہ مکتوب تھے اور اُسیوقت غائب ہو گیا
اور کسی نے حاضرین مجلس مین سے نہ جانا کہ وہ لکھا تھا اس سبب سے ایک وہم عظیم اور اندیشہ قوی سے
خاطر بادشاہ اور رؤساے مملکت مین راہ پائی اور بخت نصر کی بی بی نے اُس سے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ اس غم
والم سے رہائی پاوے دانیال کو بلا کر شرائط عذر خواہی بجا لا اور اس مشکل کو اُس کے دور مین عرض کر دیکھ وہ
کیا فرماتا ہے پسر نے فرمان مادر مستحسن جانکر با عتذار حضرت دانیال استقبال کیا اور اُس امر مبہم سے مستفسر ہوا
حضرت دانیال نے کہا کہ اس کف دست پر یہ تین کلمہ مرقوم تھے کہ وزن مخف ؛ و وعد فانجز ؛ و جمع فتفرق ؛
پسر بخت نصر نے پوچھا کہ معنی ان کلمات کے کیا ہین حضرت دانیال نے کہا کہ یہ مراد ہے کہ اللہ تعالےٰ نے
اعمال تمھارے وزن کیے اور اُسکے نزدیک سبک نکلے اور تمنے وعدہ کیا ہے ملک کا اور اُسکے ایفا پر
وعدہ فرمایا اور اسباب اور حشمت و عظمت تمکو جمع کیے اور متفرق فرماوے گا اُسنے پھر سوال کیا کہ یہ تفرقہ
کب ظہور کریگا حضرت دانیال نے جواب دیا کہ تین دن کے بعد تو مارا جاویگا اور یہ ملک دوسرے پر
انتقال کریگا۔ اسنے بعد سننے اس خبر کے اپنی ایک خواص کو کہ اُسپر اعتماد تمام رکھتا تھا الملک ہ کیا اور اُسکو حکم دیا کہ در
دولت پر حاضر ہوا اور جسکو اس دروازے پر دیکھے اُسکا سر بے تامل تن سے جدا کر یوں ہی شب جب سب و حضرت

دانیال گئے یہ اپنے قصر سے نکلا اور حادثہ کی جواب ہی بیدار ہوکر شمشیر زنی اُسپر شروع کی ہر چند اُسنے فریاد کی
کہ مین ہون ولی نعمت اور بعد از فوت تیرا پاسبان خواب آلودہ نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے اور پے در پے زخمہا سے
متواتر اُسکو شہرستان عدم بلکہ قعر جہنم واصل کیا اور بعد از فوت اُسکے عرصہ میں ملک کو اوسنے آشوب میں لیکر در باب
بقای بنی اسرائیل و حبس قیدیون مین عقلا سے مشورہ کیا انھون نے کہا کہ یہ آسیب جو کہ ہمارے بادشاہون کو
پہونچا بواسطہ تعرض و اتلاف اس طائفہ کے تھا اب مصلحت یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو رخصت فرما کر اپنے وطن
کو مراجعت کرین بادشاہ نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو حضرت دانیال مع اسباب و زیور کے کہ بخت نصر بیت المقدس
سے دار الملک مین لایا تھا اپنے دیار کو لیجاوین لیکن کتب مغازی مین اسطرح پر مرقوم ہے کہ جب ابو موسی اشعری
زمان خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ مین مدینہ سوسن پر مستولی ہوا ہنگام فتح ابواب خزاین ایک
خانہ مقفل پر پہونچا حکم دیا کہ اس کوٹھے کو کھولین اہل سوسن نے کہا اس مکان مین از قسم متاع دنیا کچھ نہین ہے
ابو موسی نے کہا پھر اسمین کیا چیز ہے کہ مقفل ہے جواب دیا کہ اسمین وہ چیز ہے کہ تمہارے کام کی نہین ہے ایشے مبالغہ
کیا تا آنکہ اُسکو کھولا اور اندر ایک بڑا سا پتھر دیکھا بہیات ایک حوض اُسمین ایک شخص طویل و عریض مرا ہوا
چوکھٹ پر پڑا تھا اور اُسکی ناک ایک بالشت کی دیکھنے والونکو دکھائی دیتی تھی ابو موسی نے اہل سوسن سے
پوچھا کہ یہ شخص کون ہے کہا یہ دانیال حکیم ہے پھر سوال کیا کہ اس مملکت مین یہ کیونکر آیا تھا جواب دیا کہ ایک
مرتبہ اس شہر مین قحط عظیم پڑا تھا ہمارے بادشاہ نے حاکم بابل سے التماس کیا کہ دانیال کو یہان بھیجیے
تا برکت مقدم اور دعا اُسکی مملکت کے اہالی اور موالی نعمت قحط سے خلاص ہووین چنانچہ ملک
بابل نے اُنکو یہان بھیجدیا اور اُنکی دعا سے بارش باران نازل اور وسعت عیش و ارزانی طعام حاصل
ہوئی اسواسطے ہمارے شہریار نے دانیال کو رخصت انصرام نہ دی اور باعزاز و اکرام یہان رکھا اور جب
وفات پائی تو بہیات کذائی پر اس مقام مین رکھدیا جب کوئی بلا نازل ہوتی ہے تو ہم اس مکان
مین آنکر بدعا اور زاری مشغول ہوتے ہین تا حضرت مجیب الدعوات انکی برکت سے وہ بلا ہمسے
دفع کرتا ہے ابو موسی نے کیفیت واقعہ کو معروض رای فاروق اعظم کے کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالے
نے اُسکو حکم کیا کہ نعش حضرت دانیال کو وہان سے نکال کر اور کفن جدید پہنا کر بطریق سنت مدفون
کرین لہذا ابو موسی نے بموجب فرمان تکفین و تدفین انکی عمل مین لایا فصل ساتوین ذکر حضرت عزیر
پیغمبر علیہ السلام مین تفسیر مدارک مین مذکور ہے کہ عزیر اسم عجمی ہے اور بقول طبری ارمیا اور عزیر
عبارت ایک پیغمبر سے ہے اور عزیر عربی ہے اور ارمیا عبری اور بعضے ناقلان اخبار کہتے ہین کہ حضرت
عزیر اولاد انبیای بنی اسرائیل مین سے ہین اور انکو صغر سن مین بخت نصر قید کرکر بابل مین لے گیا
جب انکی چالیس برس کی عمر ہوئی اور قید بخت نصر سے نجات پائی حق سبحانہ تعالی نے انکو بشرف نبوت مشرف
فرمایا اور اُس زمانہ مین عالم بہ کتاب توریت ان سے زیادہ اور کوئی نہ تھا ایک دن اوان جوانی مین ایک حمار

بنا پر ایک مہم کے جاتے تھے کہ اُنکا ایک ویران گاؤن پر گذار ہوا اُس گاؤن کے ایک باغ مین اُترے
اور قدرے انگور اور انجیر اور شیرۂ انگور اُنکے پاس تھا خرجی سے نکال کر اپنے زنبیر مین رکھا اور حمار کو
استوار باندھکر سیر ویرانہ کو پیادہ پا آگے کو روانہ ہوئے اور اُن نشیب و فراز مین چھتون اور دیوارون افتادہ
پر پہونچے اور وہان استخوان پوسیدہ دیکھین اور کہا خدا تعالے انکو کیونکر زندہ کریگا پھر ایکبارگی کہا قال اللہ
تعالیٰ او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ
یعنی یا مانند اُس شخص کے کہ گذرا اُسکو ایک گاؤن سے کہ گرا ہوا تھا اور چھتون اپنی سے کہا کیونکر زندہ کریگا
اسکو اللہ پیچھے موت اُسکی کے پس مار ڈالا اسکو یعنی عزیر کو اللہ نے سو برس تک پھر جلایا اسکو الخ تاریخ مفید سے
منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جبکہ اعدا اور دشمنون سے بھاگ کر پوشیدہ اور پنہان
اطراف جہان مین پھرتے تھے کہ اُنکا گذر ایک گاؤن پر ہوا شام سے ہو اور وہان ایک پہاڑ تھا بہت
بلند نظر پڑا اور دیکھا کہ ایک جماعت انبوہ نصاریٰ کی اُس پہاڑ کی طرف چلی جاتی تھی حضرت نے
پوچھا کہ یہ مقام کیا ہے اور تم کہان جاتے ہو انہون نے کہا اس پہاڑ پر ایک دیر ہے اور وہان ایک
راہب ہے کہ ہر سال باہر آتا ہے اور ہمکو حلال اور حرام شریعت عیسوی سے آگاہ کرتا ہے اور ہر
حل مشکل ہماری اُسی سے ہوتی ہے حضرت بھی انکے ساتھ اُس پہاڑ پر گئے عجب دیر کے دروازہ پر پہونچے
ایک کہن سال باہر آیا اور ایک مقام بلند پر بیٹھا جبکہ اسکی چشم راہب حضرت پر پڑی دیکھا کہ ایک
نور فرق ہمایون سے تا آسمان مرتفع ہے راہب نے اس صورت سے متعجب ہوکر آپ سے پوچھا کہ آشنا ہو
یا بیگانہ فرمایا کہ تم مین سے نہین ہون کہا کہ شاید امت مرحومہ مین سے ہو کہا ہان پھر پوچھا کہ اُنکے عالمون
سے ہو یا جاہلون مین سے فرمایا جاہلون مین سے نہین ہون راہب نے کہا اول مین تم سے سوال کرون یا تم مجھسے کچھ پوچھوگے
حضرت نے کہا تجھکو اختیار ہے راہب نے کہا پہلے سوال کرتا ہون فرمایا جو کچھ چاہے پوچھ راہب نے
کہا سب کہتے ہین کہ بہشت مین ایک درخت ہے کہ نام اسکا طوبیٰ ہے اور ہم کہتے ہین کہ جڑ اُس کی
حضرت عیسیٰ کے گھر مین ہے اور تم کہتے ہو منزل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے گھر مین ہے اور علیٰ کل التقدیر بہشت مین کوئی قصر اور غرفہ ایسا نہین کہ اُس درخت کی
شاخ اُسمین نہو اب کہو کہ مثال اُسکی دنیا مین کیا ہے حضرت نے جواب دیا کہ مثال اسکی آسمان پر
آفتاب ہے کہ جب وسط آسمان پر پہونچتا ہے تو کوئی مقام باقی نہین رہتا کہ اُسکی شعاع سے روشنی
پذیر نہو راہب نے کہا تمنے خوب تمثیل نام دی ہے اور ہر جانب سے آواز تحسین بلند ہوئی پھر دوسرے
پوچھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مین اتفاق ہے اہل جنت بہشت مین طعام اور شراب کھاوینگے
پہونچینگے اور مطعومات اور مشروبات وہان کے کم نہوینگے اگر تم جانتے ہو تو کہو اسکی مثال دنیا مین کونسی ہے
حضرت نے فرمایا مانند اسکے یہان کتاب خدای عز وجل ہے کہ ہر چند اہل تفسیر اور تاویل اسکی آیات کے نکات بیان کرتے

ہیں اور دقائق اور حقائق اسکے میں کشف ہوتے تھے انکو نہیں پہونچتا اسی طرح اہل بہشت پہر رہتا ہے
راہب نے آفرین و تحسین کی اور کہا سب کا اعتقاد ہے کہ اہل بہشت طعام اور شراب کہاتے پیتے ہیں اور
انکو بول و براز نہیں ہوتا اسکی مثال دنیا میں کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ مثال اسکی دنیا میں جنین ہے کہ شکم
مادر میں طعام و شراب ہوا سکی ماں کہاتی پیتی ہے اسکو پہونچتا ہے اور بول و غایط اُس سے پیدا نہیں ہوتا
ہے راہب نے اسکو بھی قبول کیا اور انکا مداح ہوا سکے کہا کہ آپ مجہکو خبر دو کہ بہشت کی کنجی سونے کی ہے
یا چاندی کی حضرت نے کہا کہ اتفاق سب کا اس بات پر ہے کہ نہر ہاے بہشتی میں شیر و شراب و شہد کی کنجی ہے
اور کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر راہب نے کہا اتفاق ہے اس بات پر کہ نہر ہاے بہشتی میں شیر و شراب
و شہد و غیرہ کیا چیزیں ہیں اور با وجود قیمت خوراک ایک دو میں کم نہیں ہوتیں اسکی تمثیل دنیا میں
کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جیسے چشمے ہیں کہ انکی سفیدی و زردی با وجود افعال انکے نہیں ملتی پہر و ہر
اسکو بھی تسلیم کیا اور نہایت حضرت کا ثنا گستر ہوا اور دنیا میں سے غرض دفعتاً انکا آسمان پر جو تھا راہب
نے کہا اب اور سوال کرتا ہوں اسکا جواب دیا چاہیے تا آپ کی علم و فضل پر اعتقاد کامل ہووے
حضرت نے فرمایا اگر جواب باصواب پاوےگا تو ہمارے دین میں آویگا کہا البتہ اور اسی امر پر عہد کیا اسوقت
راہب نے کہا مجہکو خبر دو ان دو بھائیوں سے کہ ایک شب میں شکم مادر سے پیدا ہوئے اور ایک روز مر گئے اور جسوقت
انکی موت پہونچی اور عجب یہ ہے کہ مدت حیات ایک کی ان دونوں میں دو برس کی تھی اور دوسرے کی سو برس
حضرت نے جواب دیا کہ وہ دونوں بھائی عزیر اور عزیز تھے پسران شرخیا کہ ایک شکم میں سے ایک وقت
توام پیدا ہوے اور پچاس برس تک باہمدگر بسر کی عزیر ایک دن کسی کام کو جاتے تھے اور تھوڑے سے
انجیر اور انگور اور عصیر اور شیر ان کے ہمراہ تھا کہ ایک قریہ ویران سے شام میں گذر ہوا کہ خدا سے تعالے
نے اہل اس قریہ کو پہلے اس سے ویران کیا تھا عزیر نے خرابی اس گاؤن کی دیکھی اور بسبب اتفاق ان کے
ضمیر میں یہ خطرہ اسوقت گذرا کہ یہ ویرانہ پھر کیونکر آباد ہوگا اور اسی خیال میں انکو نیند آگئی باری تعالے نے
انکی روح خواب میں قبض کی اور ان کے جسد کو آدمیون کی نگاہ سے پوشیدہ رکھا اور گوشت انکا سباع
و حوش پر حرام کیا اور وہ طعام و شراب اسی طرح تازہ رہا کسیطرح سے تغیر اسمین نہوا اور مرکب بھی انکا
ہلاک ہوگیا اور بعد از وفات عزیر کئی برس کے حق جل و علا نے باہتمام ایک بادشاہ کے اس قریہ کو
پھر آباد کیا اور بعد سو برس کے ان کو پھر زندہ کیا اور فرشتہ آیا اور انسے سوال کیا کم لبثت
کتنا رہا تو قال لبثت یوما جواب دیا کہ رہا میں ایکدن یا تھوڑا سے دن مروی ہے کہ وقت خواب
انکے قریب صبح تھا اور حیات دوبارہ بھی اسوقت ہوئی کہ ہنوز تھوڑا سا دن باقی تھا آفاق عالم روشنی پر ہوا تھا
کہ جسکو ہندی زبان میں دہندلا کہتے ہیں اسی اثر سے آپ نے تردید جواب فرمایا سبب اسکا یہ تھا کہ
پس اول انھون نے گمان کیا کہ آفتاب نے غروب کیا ہے اسواسطے کہا کہ ایک روز توقف کیا میں اور جب ملاحظہ

کیا کہ خورشید جہان تاب اُفق سے طالع ہو تو خیال کیا کہ تھوڑی دیر درنگ کی مین نے قال بل لبثت مائة عام
اُس فرشتہ نے کہا بلکہ رہا تو سو برس آیہ فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک یعنی
پس دیکھو طرف کھانے اپنے کے اور پینے اپنے کے نہین سڑا اور دیکھ طرف گدہے اپنے کے جب عزیر نے
گدہے کی بوسیدہ ہڈیون پر نظر کی دیکھا کہ اُسکی استخوان باہم متصل ہو گئین اور اعضا ہوا اور رگ و عروق اور گوشت
اُسپر اُگنا شروع ہوا اور پھر قادر تعالی نے پوست اُسکو پہنایا قال اللہ تعالے وانظر الی العظام کیف
ننشزھا ثم نکسوھا لحما فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنی فرمایا اللہ تعالے نے اور دیکھ
طرف ہڈیون کی کیونکر جوڑتے ہین اُنکو پھر پہناتے ہین اُنکو گوشت پس جب ظاہر ہوا واسطے اُسکے کہا جانتا ہون
مین تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے پھر عزیر اُس مرکب پر بیٹھکر اپنے گھر آئے اور اپنے بھائی عزیر کے ساتھ
پچاس برس اور زندگانی کی اور دونون بھائی ایک روز مین ایک نے بعد دو برس کے زندگانی کی اور
دوسرے نے سو برس کی عمر مین وفات پائی جب حضرت نے یہ قصہ بیان فرمایا ایک یہودی نے کہا
سچ ہے تم نے کہا سچ کہا مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بندہ اور اُسکا
رسول ہے اور حاضرین مجلس بھی بموافقت راہب ایمان لائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب
حضرت عزیر نے حیات تازہ پائی اپنے گھر کو روانہ ہوئے اور وہان جا کے کسی کو نہ پہچانا
اور ہر گاہ اپنے گھر مین پہونچے اُسکو اپنی پہلی صورت پر نہ دیکھا اور ایک اندھی بڑھیا گھر کے دروازے پر
بیٹھی پائی حضرت نے اُس سے پوچھا کہ گھر عزیر کا یہی ہے کہا ہان تو کون ہے کہ اُسکا نام لیتا ہے مین نے
مدت سے برسون سے اپنے خواجہ کا ذکر کسی سے نہین سنا ہے جواب دیا کہ مین عزیر ہون اُس پیرزن نے
کہا سبحان اللہ سو برس ہوئے کہ عزیر گم ہے اور اُسکا کسی نے کچھ نشان نہین دیا اب وہ اتنی
مدت کے بعد کہان سے آیا آپ نے علامتین اپنے صدق گفتار کی کچھ کہین اور اُسنے جب
حضرت کو اپنی دعوی مین راسخ پایا کہا مین اُسکی ایک لونڈی ہون اور وہ ایک مستجاب الدعوات تھا
اگر تو سچ کہتا ہے تو دعوی کر کہ میری آنکھین روشن ہو جاوین حضرت عزیر علیہ السلام نے دعا کی اور
اپنے ہاتھ اُسکی آنکھون پر ملے اور خداے عزوجل نے اُس عمیا کو بینا کیا اور اُسنے حضرت عزیر علیہ السلام
کو دیکھکر کہا گواہی دیتی ہون مین کہ تو عزیر ہے کیونکہ کچھ تفاوت ہنگام غیبت سے اُسوقت تک حضرت کے
بشرے مین محسوس اور ظاہر نہین ہوتا تھا۔ اور بقول حضرت امام موسے کاظم علیہ السلام جیسا کہ
مذکور ہوا عزیر پچاس برس کے تھے کہ پہلی مرتبہ وفات پائی اور چالیس برس اور تیس برس بھی
کہتے تھے اور علے اختلاف الاقاویل باوجودیکہ حیات جدید سے کوئی اثر آثار بڑھاپے سے بشرہ
ہمایون مین معلوم نہوتا تھا انکا ایک فرزند تھا مسن کہ ایک سو دس برس کی اُسکی عمر تھی اور اور فرزند
بھی پیران سال تھے جاریہ مذکورہ نے مجلس بنی اسرائیل مین جا کر اولاد عزیر کو کہ اُس محفل مین تھے

واقعہ سے خبر دی اور انھون نے اسکو جھٹلایا اور یہ کہا کہ فلان کنیز کا بیٹا تمھارا ہی ہون کہ اُسکی دعا
سے حضرت قدیر بصیر نے قوت باصرہ مجھکو ارزانی فرمائی وہ فرزند اپنی قوم کی محفل مین سے اُٹھکر حضرت
عزیر کی خدمت مین آئے پسر عزیر نے اُس سے کہا کہ میرے باپ کی دونون شانون کے درمیان مین ایک
تل مانند ہلال کے تھا حضرت عزیر نے اپنی پشت برہنہ کرکر اُسکو دکھائی اور پسر نے وہ علامت دیکھکر
اُس قول مین باپ کی تصدیق کی لیکن اور تمامی قوم نے انکو اس دعوے مین صادق نہ جانا اور کہا کہ کوئی توریت
کو بیاد از بر بجز عزیر کے سے نہ رکھتا تھا اب جو بخت نصر کی خرابی کے بعد سے توریت ضائع ہوگئی ہے
اگر تو اس بات مین صادق ہے تو اسکو ہمارے سامنے تلاوت کر اور ہم لکھین حضرت عزیر نے
توریت پڑھنی شروع کی اور اس قول نے جو جب انکے پڑھنے کے لکھی اور جب کتاب توریت کہ علمائے
بنی اسرائیل نے اُسکو دشمنون سے پوشیدہ کیا تھا تلاش کرکر لائے اور دونون کا مقابلہ کیا ایک حرف
کا کہین تفاوت نہ نکلا تب اہل قوم بہت اُن کے معتقد ہوئے از راہ غلو انکو ابن اللہ کہنے
لگے قال عز من قال قالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ ذلک قولہم
بافواہہم یضاہئون قول الذین کفروا من قبل قاتلہم اللہ انی یؤفکون یعنی اور کہا یہود نے
عزیر بیٹا اللہ کا ہے اور کہا نصاریٰ نے مسیح بیٹا اللہ کا ہے یہ بات ہی اُنکے ساتھ منہون اُنکے کے
مشابہ ہوتی ہین بات سے اُن لوگون کے جو کافر ہوئے پہلے اس سے مارے انکو اللہ کہان سے پلٹائے
جاتے ہین کہتے ہین کہ اول جسنے قضا و قدر سے کلام کیا حضرت عزیر تھے چنانچہ اپنے پروردگار سے سوال
کیا کہ یارب تعجب مین ہون اس امر سے کہ اہل شرک کو بندون مومن اور اپنے انبیا کے فرزندون پہ
تو نے مسلط کیا کہ انھون نے قتل اور اسیر اور تیری مسجد کو خراب اور تیری کتاب کو پارہ پارہ کیا خطاب آیا
کہ اے عزیر وہ لوگ کہ مجکو پہچانتے تھے جب انھون نے عصیان قبول کیا لاجرم اُس جماعت ظالم کو انپر مینے
متعین کیا تا انتقام نافرمانی لیوے عزیر نے کہا یارب اگر تو چاہتا تو یہ نافرمانی نہ کرتے وحی آئی کہ اے عزیر
قصہ قدر جملہ اسرار مکتومہ میرے سے ہے اور واسطے اُس شخص کے ہے کہ میرے راز سوال کرے حضرت
عزیر اس سوال سے ایک مدت تک خاموش رہے مگر ان کے دل سے یہ خطرہ نہ مٹا آخر انھون نے پھر اس
سوال پر جرأت کی وحی الٰہی نازل ہوئی کہ عزیر بنی اسرائیل نے میری محرمات کو حلال جانا اور میرے
پیغمبرون کو مار ڈالا سوا اسکے مینے اُن لوگون کو انپر مسلط کیا کہ طمع ثواب اور خوف اور عقاب میرے سے نہ رکھتے
تھے اور یہ صورت ابلغ ہے عقوبت مین کہ اپنے دوستون کو انپر متعین کرتا حضرت عزیر نے کہا یارب تو حاکم ہے
اور عادل کیا حکمت تھی کہ عامہ کو بہ جرم خاصہ مبتلا کیا اور مصیبت کو بہ خطائے غیر مصیبت عقوبت
فرمائی خطاب آیا کہ فلان بیابان مین جا تا یہ راز تجھپر مکشوف ہووے جب حضرت عزیر اس بیابان
مین گئے ایک فرشتہ انکے پاس ظاہر ہوکر پوچھا کہ تجھ سے ہو سکتا ہے کہ گزرے ہوئے دن کو پھر لاوے کہا نہین

پھر کہا کہ تجکو مقدور ہے کہ ایک پیمانہ کو ہوا سے پُر کر دے کہا نہین کہا مجھ سے ہو سکتا ہے کہ ایک مثقال ہوا اپنے
ہاتھ مین بند کرے جواب دیا کہ یہ بھی محال ہے اُس فرشتہ نے کہا جیسے کہ تو ان امرون سے معذور ہے
اس امرون سے کہ اسرار الٰہی پر مطلع ہووے پس جب حضرت عزیر در باب انکشاف حال قضا و قدر
تکرار باری حق سبحانہ تعالے کیطرف سے مامور ہے کہ آپ فلان مقام پر جا حضرت عزیر اُس جانب کو متوجہ
کہ حرارت ہوا نے اُنمین تاثیر کی اور ایک اضطراب اُنکو پیدا ہوا اس اثنا مین اُنکی آنکھ اُس صحرا مین ایک
درخت پر پڑی اُس درخت کی طرف اُنہون نے میل کی اور اوسکے قریب ایک چشمہ آب خوشگوار
دیکھا پانی اُس چشمہ مین جا کر غسل کیا اور اُس درخت کے سایہ مین سو گئے اُس مقام پر چیونٹیون
کے سوراخ تھے ایک چیونٹی نے اُنکو ایسا کاٹا کہ یہ چونک اُٹھے اور خفا ہو کر چیونٹیون کے گھر مین آگ
لگا دی کہ سب چیونٹیان جل گئین متعاقب اس حال کے غیب سے ندا پہونچی کہ اے عزیر تو نے
تو نے ان چیونٹیون کو کسواسطے ہلاک کیا جواب دیا کہ ایک نے ان مین سے مجکو کاٹا تھا حکیم علی الاطلاق
نے فرمایا کہ تجکو ایک نے کاٹا تھا تو نے سب کیون جلایا حضرت عزیر ساکت ہو رہے اور سمجھے
کہ مقصود اس خطاب عتاب سے کیا ہے اور بانابت اور استغفار مشغول ہوئے منقول ہے
کہ بعد اوس وقوع این صورت وحی آئی کہ اے عزیر تو نے میرے ساتھ مناجات کی کہ تو حاکم عادل
ہے اور ظلم نہین کرتا کسواسطے بے گناہون کو بجرم گناہگارون کے عقوبت کی اے عزیر
جان کہ اگر ایک قوم کو ہلاک کرون اور اس عقوبت مین صالحون کو ردیف طالحون کے کرون اس
باب مین مجھپر اعتراض وارد نہین ہوتا کسواسطے کہ صالحون کو اپنے فیض دائمی سے اختصاص دون
اور عیب ان کو مشغول جمعیت اور عاطفت بے نہایت اپنی کے کرون اس صورت مین عدل
ہوگا نہ ظلم کسواسطے کہ اس عقوبت کے عوض وہ نعمت اُنکو عطا کرون کہ تلافی کرے مافات کی غرض کہ
بعد ازین حضرت عزیر کو ہر چند اور اشکالات در باب قدر لاحق ہوتے تھے مگر ہیبت اور سطوت بادشاہ
قہار سے زبان پر نہ لا سکتے تھے کیونکہ سابقًا یہ خطاب ان کے کان مین پہونچا تھا کہ اگر پھر سر قضا و قدر سے
سوال کریگا تو تیرا نام دیوان انبیا مین سے محو کر دونگا اور ایک طائفہ اہل تاریخ مین کہتا ہے کہ وہ پیغمبر
کہ اسکو حضرت خداوند جل ذکرہ نے بکیفیت مذکورہ مارا اور سو برس کے بعد جلایا حضرت ارمیا
تھے نہ عزیر واللہ اعلم بحقایق الامور باب ستر ہوان قصہ حضرت یونس علیہ السلام مین اور
اس باب مین دو فصلین ہین فصل پہلی نسب اور رسالت اور دعوت انکی مین مصنف
قصص انبیا نے لکھا ہے کہ نسب انکا حضرت ہود علیہ السلام کو پہونچتا ہے اور باعتقاد بعض انبیا
مین بن علیہ السلام کو اور بعضے مورخون نے لکھا ہے کہ حضرت کی والدہ کا نام متے تھا اور انکی شہرت
اپنی مان کے نام کے ساتھ تھی اسواسطے کہ ان کے والد بزرگوار بعد ولادت مر گئے تھے اور والدہ ہی نے

بالانتہا — اور تاریخ ابن شحنہ میں مرقوم ہے کہ سواے انکے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور کوئی انبیا
علیہم السلام میں منسوب باسم مادر خود نہیں ہوا اور باری تعالیٰ نے انکو ملقب بذی النون اور صاحب الحوت
فرمایا ہے قال عز من قائل وذا النون اذ ذهب مغاضبا فاصبر لحكم ربك ولا تكن كصاحب الحوت
اور ظاہر الا جب کہ یا خفا ہو کر پس صبر کرو واسطے حکم پروردگار اپنے کے اور مت ہو مانند مچھلی والے کے
بہرحال یہ مشاہیر انبیا میں سے ہیں چنانچہ مفسرین متقدمین انہیں کلمہ اولو العزم سے انکو اس گروہ باشکوہ
سے معدود اور محسوب کیا اور آیہ کریمہ دال ہے اس آیت فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل کو دلیل
پکڑا ہے صاحب روضۃ الصفا نے نقل کیا ہے کہ جمہور مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ پس از وفات حضرت سلیمان
علیہ السلام مدتہا سلطنت انکی اولاد میں رہی اور آخر بسبب نفاق انہیں پیدا ہوا ملوک اطراف کو طمع نصرت
مملکت سلیمانی دامن گیر ہوئی چنانچہ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ عہد سلطنت حزقیا نامی بادشاہ بنی اسرائیل
میں کہ حضرت شعیا علیہ السلام اسوقت پیغمبر صاحب الامر تھے اور یہ انکا مطیع و منقاد تھا بنی اسرائیل اس زمانہ
میں ملک فلسطین و اردن میں رہتے تھے بادشاہ ملک نینوا و موصل کہ مابین عراق و شام واقع ہے
فرقہ بنی اسرائیل پر لشکر کش ہوا اور ان بلاد کو محصور کیا اور آخر ظفریاب ہو کر بعد تاخت و تاراج اموال
کے اکثر ہون ان شہر کو اسیر کر کے ہمراہ اپنے لے گیا اور حزقیا نے یہ ماجرا بحضور حضرت شعیا عرض کیا کہ
تدبیر رہائی قیدیوں کی کیا ہے کسواسطے کہ جب تک اسیر خلاص نہ ہوں گے انتظام ممکن نہیں بہ نظر
اسکے کہ جب فوج کشی ہم کرینگے وہ بیچاروں کو مار ڈالینگے کہ جب تک فرمایا کہ تمہارے ملک
میں پانچ پیغمبر ہیں ایک کو انہیں سے برائے انتظام و ہدایت ان کے بھیجو بادشاہ نے گذارش کی
کہ تقرر ایک کے نام کا بھی حضرت کر دیں تا میں اسکو تکلیف اس امر کی دوں آپ نے کہا کہ میرے
نزدیک یونس بن متیٰ علیہ السلام کہ مرد تنومند کمرش اور رزانت کیش اور امانت دار اور راست
گفتار ہے اور بسبب وثوق سلیقہ ملکوم سرشت حضوری خداوندی میں رکھتا ہے لائق اس کام کے ہے
اور معجزات کثرت عبادت و طاعت میں ممتاز ہے اگر وہ لوگ اسکا کہنا نہ سنیں گے تو معجزات قوی
اور کرامات غیبی سے انکو راہ راست پر لاویگا بادشاہ نے بعد برخاست مجلس حضرت
یونس علیہ السلام کو خلوت میں بلایا اور اس امر کے قبول میں مبالغہ کیا حضرت نے کہا اس باب
میں کیا حضرت شعیا کا اگر حسب فرمان ربانی ہے تو لاچار ہوں والا میری تضییع اوقات ہوگی
اور عبادات میں خلل پڑیگا بادشاہ نے کہا کہ تعین نام تمہارا بموجب امر ایزدی نہیں ہے ولیکن
حضرت شعیا نے اسی طرح فرمایا ہے آپکو بہرصورت وہاں جانا ہوگا لہذا یہ مجبوری بطرف نینوا یہ
کمال ناگواری خاطر مع قبائل روانہ ہوئے اور صاحب روضۃ الصفا نے تواریخ معتبرہ سے
نقل کی ہے کہ بادشاہ نے اہل دانش نے بتجویز ارسال کسی پیغمبر میں موافق اشارہ حضرت شعیا

سے مشورہ کیا اور مطابق رائے اصحاب نبوی نے بنا بر تشخیص باہم قرعہ ڈالا اور انھین نام حضرت یونسؑ
کا نکلا اس سبب انکا باعث روانگی ہوا بہر تقدیر جب حضرت نینوا مین پہونچے اول وہان کے بادشاہ
پاس جاکر کہا خدا تعالے نے مجھکو تیرے پاس بھیجا ہے کہ بنی اسرائیل کو بھیجا ہے نجات دے اور ہرگز فرقہ
بنی اسرائیل کا بدخواہ نہو اسنے کہا اگر اس کلام مین راست گو ہے تو کسواسطے خدا تعالے
نے ہمکو ایسی قدرت دی کہ تمہارے ملک پر لشکر کشی کی اور تمہارے زن و فرزند کو اسیر کر لائے
اسوقت خدا کو کیا قدرت جماعت بنی اسرائیل نہ تھی کہ اب تجھکو بھیجا ہے خلاصہ کہ یہ تین روز متواتر
حضرت یونس علیہ السلام نے دربار بادشاہ مین آمد و رفت کی اور اسنے ہرگز انکا کہنا نہ سنا آخرالامر
غصہ مین آکے اور جناب الٰہی مین عرض کی کہ بارخدایا یہ لوگ میرا قول قبول نہین کرتے اور
قیدیون کو نہین چھوڑتے وحی آئی کہ انکو ہمارے عذاب سے ڈرا پھر اگر تیرے کہنے پر
ایمان نلاوینگے تو انپر عذاب ہمارا نازل ہوگا حضرت یونس علیہ السلام کو چوبدار
مین کہتے پھرتے کہ خبر شرط ہے جلد انپر بادشاہ سے کہو کہ اگر میرے سخن پر ایمان نلاویگا
تو عذاب الٰہی آویگا انھون نے کہا کہ نزول عذاب کی کچھ میعاد مقرر کر حضرت یونسؑ نے
کہا چالیس روز تک ہمارے تمہارے درمیان قرار ہے چالیس دن مین اگر تم ایمان
لائے تو بہتر والا ہلاک ہوجاؤگے رفتہ رفتہ یہ سخن مشہور ہوا اور بادشاہ اور اسکے ارکان
نے سنکر استہزا اور تمسخر کرنا شروع کیا اور کہا یہ فقیر مجنون ہے اسکو خبط ہوگیا ہے حضرت
یونسؑ نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ بارخدایا مین نے انسے چالیس دن کا وعدہ کیا ہے
یہ قول راست کر ورنہ مین خفیف ہونگا اور مجھکو مار ڈالینگے کسواسطے ان لوگون کی یہی
عادت تھی کہ جو کوئی اسطرح کا جھوٹ کہتا تھا اسکو مار ڈالتے تھے حق تعالے نے فرمایا
کہ تنے جلدی کیون کی کہ چالیس روز کا وعدہ درمیان لائے آپ صبر کرنا چاہیے کہ آخر ایمان
ان کا مقدر ہے راہ راست پر آجاوینگے حضرت یونسؑ اس سخن سے بہت تنگدل ہوگئے
جب ایک مہینہ ان کے وعدہ پر سے گذرا اس شہر سے مع قبائل نکلے اور دس بارہ کوس مسافت
پر اقامت کی تا دیکھین کہ کیا ہوتا ہے اور ہمیشہ اسی دعا مین مشغول تھے کہ بارخدایا اس وعدہ
کو سچا کر ڈالا مین خفیف ہونگا جب پینتیسواں روز ہوا اور صبح کو اٹھے دیکھا کہ آثار عذاب شروع
ہین کہ ہوا اور ہونی وار ہوگئی اور آگ برستی ہی اور اثر اس دود آتش کا کوٹھون تک ان کے متصل پہونچا
بادشاہ اور ارکین مضطرب ہوکر نکلے اور کہا اس فقیر زندہ پوش کو تلاش کرو کہ کہان گیا اور اسکو
جلد لاؤ تا اس کے ہاتھ پر توبہ اور قیدیون کے اسکے تفویض کرین ناچار سب سر و پا برہنہ صحرا مین
آگئے اور بچون کو اون سے ان کے جدا کیا اور گائین بکریون کے بچون کو بھی توڑا لیا

اور سب گریبان چاک سر پر خاک سجدہ مین گئے اور فریاد و فغان اور گریہ و زاری کرنے لگے اور عرض
کیا کہ باری تعالیٰ ہم نے کفر سے توبہ کی اور سخن یونس علیہ السلام پر کہ تو نے بھیجا تھا ایمان لائے
اور عزم مصمم کیا کہ قیدیان بنی اسرائیل کو اُنسے سونپ دینگے حق سبحانہ تعالیٰ نے عصر کے وقت
عذاب انپر سے اُٹھا لیا اور ہوا صاف ہوگئی اور یہ قصہ روز عاشورہ دسوین محرم کو ہوا تھا بادشاہ اور
سب ارکان خوش ہوئے اور کہا کہ اب جاسوسون اور ہرکارون کو اطراف و جوانب مین دوڑایا چاہیے
تا حضرت یونس علیہ السلام کی خبر لاوین بلکہ بادشاہ نے اپنی زبان سے کہا جو کوئی حضرت یونس کی مجکو خبر
لا دے مین اُسکو ایک روز اپنے تخت سلطنت پر بٹھاؤن تا جو کچھ وہ چاہے ایک روز مین مال اور کار
خانجات میرے لیوے آدمی اس طمع سے ہر طرف دوڑے لیکن اول اُن سے حضرت یونس
کو بھی دہقانون کی زبانی خبر پہونچی تھی کہ تمہاری قوم پر سے عذاب برطرف ہوا اور وہ تمہاری
تلاش مین پھرتے ہین یہ سُنتے ہی برطرف ہونے عذاب سے کمال دلتنگ ہوئے اور جانا کہ مین ان
کے نزدیک دروغگو ہوا اور اگر اب اُن کے روبرو جاؤن تو کس مُنہ سے جاؤن کہ میرا وعدہ سچ نہوا
اور اگر حضرت شعیا اور بنی اسرائیل پاس جاؤن تو بھی خفیف ہونگا کہ مجھ سے کچھ کام بن نہ آیا بے آنکہ
انتظاری کرین بسبب کمال تنگ دلی کے دونون طرف کا جانا موقوف کیا اور نہایت خفگی
سے بجانب ملک روم توجہ کی اور مورد عتاب الٰہی ہوئے اور انکا معاملہ دگرگون ہوا — فصل
دوسری — سرگردان غریب اور نگل جانا مچھلی کا حضرت یونس باندوہ و ملال روانہ ملک
روم ہوئے باعزاز و اکرام اور ذکر وفات مین کہتے ہین کہ جسوقت حضرت یونس باندوہ و ملال
روانہ ملک روم ہوئے پہلے رفیق اور نوکر اپنے جدا ہوگئے اور سوائے ایک بی بی اور دو بچون کے
ان کے ہمراہ کوئی نہ رہا ایک فرزند کو اُنھون نے اپنے کاندھے پر لیا اور ایک کو اپنی بی بی کے
کاندھے پر سوار کیا اسی طرح سے منزل بمنزل چلے گئے تا آنکہ ایک دن اثنائے
راہ مین ایک درخت کے نیچے بنا بر استراحت اور آرام کھڑے ہوئے اور آپ بجہت
قضائے حاجت بشری کو گئے اُسوقت ایک بادشا ورادی کی سواری کہ سیر و شکار
کو سوار ہوا تھا اُس درخت کے متصل پہونچی اُسنے دیکھا کہ ایک عورت جوان نہایت حسین
اور نہایت جمیلہ دو بچے لیے ہوئے بیٹھی ہے اپنے خادمون کو حکم دیا کہ اس عورت کو ہمارے
پاس لے آؤ اُسنے ہر چند کہ فریاد و فغان کی کہ مین ایک شخص کی منکوحہ ہون کہ وہ مرد
صالح اور پیغمبر ہے اوس شاہزادے نے مستی شراب اور غرور شباب
مین مطلق نہ سنا اور اوس کو جبرًا ہمراہ لے گیا حضرت یونس علیہ السلام
کہ قضائے حاجت سے فارغ ہوکر آئے حال زن کو بچون سے پوچھا کہ کہان گئی کہا یہ حقیقت

گذری حضرت نے جانا کہ عتاب الٰہی سے معاملہ عتاب شروع ہوا بچون کو نوبت بنوبت کاندھے پر لیکر چلے
مسافت کرتے تھے تا آنکہ ایک ندی پر پہونچے ایک لڑکے کو کنارہ پر چھوڑا گیا اور دوسرے کو لیکر چاہا
کہ اُس سے عبور کرین جب وسط آب مین پہونچے دیکھا کہ اس کنارے ہوئے لڑکے کو بھیڑیا منہ مین پکڑ کر چلا
بیقرار ہوکر وہان سے پھرے کہ اسکو بھیڑیے سے چھڑاوین دوسرا لڑکا جو کہ اُنکے کاندھے پر تھا بل
آب مین گر پڑا اور پانی بزور طغیانی بہا کر لے گیا ہر چند انھون نے تلاش دوڑ کی نہ اس لڑکے سے سراغ
پایا نہ اُسکا جسے ناچار مایوس ہوکر تن تنہا بعد عبور ندی کے لب دریاے روم پہونچے دیکھا کہ ایک
جہاز مستعد روانگی ہے اور تاجر اسوال و اسباب بار کرکے لنگر اٹھانے پر آمادہ ہین انھون نے پہونچکر
کہا مین مرد درویش ہون اگر بے کرایہ مجھکو سوار کرو تو مین جہاز مین بیٹھ جاؤن ناخدا اور تاجرون نے
کہا بسر و چشم تمہارے قدوم برکت لزوم کے طفیل ہماری کشتی صحیح اور سلامت ساحل مراد پر
پہونچیگی کہ تم مرد صالح اور با انوار معلوم ہوتے ہو القصہ اُنکو سوار کیا اور روانہ ہوئے جب وسط دریا
درمیان مین پہونچے ناگاہ ایک باد تند پرہول اٹھی اور موجہاے سخت پیدا ہوئین اور کشتی چلنے
سے بند ہوئی ہر چند کہ بادبان اور آلات روانگی کشتی پر نصب کیے کارگر نہ پڑے ملاحون اور
تاجرون نے باہم مشورہ کیا کہ اس کشتی کے بند ہونے کا کیا باعث ہے کہ کبھی اپنی عمر مین ایسی
حالت مشاہدہ مین آئی ناخدا نے کہا ہمنے بارہا تجربہ کیا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے خاوند سے بھاگکر بھاگا
کر کشتی مین بیٹھتا ہے تو اس قسم کا واقعہ حادث حال ہوتا ہے کشتی مین آواز دو کہ جو کوئی غلام خاوند
سے بھاگا ظاہر کرے کہ ہلاکت تمام اہل کشتی کی گران تر ہے ہلاک ایک جان سے اسکو باندھکر
دریا مین ڈالنا چاہیے جب منادی نے آواز دی حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے دل مین
کہا کہ مین ہی ہون بندہ بھاگا ہوا اپنے خاوند سے کہ بدون حکم اللہ کے چلا جاتا ہون یہ تصور
کرکے کشتی کے لوگون سے کہا کہ میرے ہاتھون پاؤن باندھکر دریا مین ڈال دو تا تمام
لوگ کشتی کے غرق ہونے سے نجات پاوین ناخدا نے اور سوداگرون نے یہ بات کہی کہ
سبحان اللہ ہرگز یہ گمان فاسد نسبت تمہارے ہم نہین رکھتے ہین تم از راہ بزرگی
اپنی کے فرماتے ہو ہم ایسی حرکت کب روا رکھتے ہین اور تدبیر کرتے ہین جو غلام گریزپا
ہو ظاہر ہو جاوے یعنے ہم ڈالتے ہین قرعہ دیکھین کہ کس کا نام ایمین نکلتا ہے یہ کہکر انھون
قرعہ ڈالا اُس مین حضرت یونس ہی کا نام نکلا سبھون نے کہا کہ اس قرعہ نے خطا کی ہے
یہ مرد بزرگ ہرگز اس بات کے لائق نہین ہے کہ اُسکی طرف کچھ برا گمان کرین چنانچہ
دوبارہ قرعہ ڈالا پھر انھین کا نام قرعہ مین نکلا اور سہ بارہ مین بھی آپ کا نام
برآمد ہوا اسوقت سب حیران ہوئے اور آپس مین کہا اس امر کو کیا کہنا چاہیے کس کا جانے

کہ نہین کیا مرضی الٰہی ہے اور کیا حکمت پوشیدہ ہے ناچار ہو کر جبرًا اور کرہًا ان کو دریا مین ڈال
دیا۔ اور ایک روایت ہے کہ کسی کو ڈالنے کی جسارت نہوئی حضرت آپ ہی دریا مین کود پڑے
اور کشتی روان ہوئی قال اللہ تعالےٰ وان یونس لمن المرسلین ۵ اذ ابق الی الفلک المشحون
فساہم فکان من المدحضین اور تحقیق یونس البتہ پیغمبرون مین سے تھا جسوقت بھاگ گیا
طرف کشتی بھری ہوئی کے پس قرعہ ڈالا پس ہوگیا ڈھکیلے گیون سے۔ اتفاقًا اسوقت ایک مچھلی
بڑی لقمہ کی انتظار مین بیٹھی تھی جسوقت حضرت یونس دریا مین گرے آیہ فالتقمہ الحوت وھو ملیم
پس نگل گئی اُسکو مچھلی اور وہ ملامت مین پڑا ہوا تھا۔ لیکن حکم خدا اُس مچھلی کو پہونچا کہ خبردار
اس شخص کو بنا بر غذا اپنے پیٹ مین نہین نگلے ہے بلکہ تیرے پیٹ کو اُسکا قیدخانہ مقرر کیا ہے
اگر ایک بال کو بھی اس شخص کے کچھ ضرر پہونچیگا تو تجھ سے سمجھا جاویگا وہ مچھلی ان کو اپنے پیٹ
مین لیکر سیر کرتی پھرتی تھی اور اُسنے دریاے روم سے گذر کر ایک مکان پر کہ نام اُسکا
بطائح تھا سیر کرتی ہوئی پہونچی اور وہان سے ایک تالاب مین پڑی تب اُس مچھلی کو حکم
پہونچا کہ اس تالاب کے کنارے پر اُسکو قید سے نکال اس مچھلی نے بعد چار ساعت یا
ایک دن یا تین دن یا سات دن یا چالیس دن یا چھ مہینے یا سات برس کے باختلاف اقوال
انکو اُس کنارہ پر ڈال دیا لکھا ہے وہ مچھلی سات دریاؤن مین پھری تھی اور حق
تعالےٰ نے اُس مچھلی کے گوشت اور پوست کو مثل آبگینہ نازک کر دیا تھا
کہ حضرت یونس علیہ السلام عجائب اور غرائب ہر دریا کے مشاہدہ کرتے تھے اور معالم
مین تفسیر سورۂ انبیا مین لکھا ہے کہ چھ ہزار برس کی راہ پر پھری اور بعضے کہتے ہین کہ
ساتوین زمین تک پہونچی تھی اور سبب ان کی نجات کا یہ تھا کہ حضرت یونسؑ جب مچھلی کے پیٹ
مین قید ہوئے تھے سانس ان کی بند ہونے لگی انھون نے چاہا کہ اس دم آخرین کو خدا
کی یاد مین گذارنا چاہیے انھون نے یہ تسبیح شروع کی لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت
من الظلمین ۵ یعنے نہین ہے کوئی معبود مگر تو پاک ہے اس سے کہ کسی چیز مین عاجز
ہووے تو بدرستی کہ مین ہون ستم کرنے والون سے۔ اپنے نفس پر کہ جلدی سے نکل آیا
مین اپنی قوم مین سے حق تعالےٰ نے اُن کے اس اقرار کو اور استغفار کو پسند کیا
اور رحمت فرمائی چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ آیہ وذا النون اذ ذھب
مغاضبًا فظن ان لن نقدر علیہ فنادی فی الظلمات ان لا الٰہ الا انت سبحانک
انی کنت من الظلمین ۵ فاستجبنا لہ ونجینٰہ من الغم وکذلک ننجی المؤمنین ۵ اور مچھلی والا
جب گیا خفا ہو کر پس گمان کیا یہ کہ نہین قادر ہم اوپر اسکے پکارا تاریکی مین کہ نہین کوئی معبود

مگر تو پاک ہے تو تحقیق مین تھا مین ستم کرنے والون مین سے پس قبول کیا ہمنے واسطے اُسکے اور
نجات دی ہمنے اُسکو غم سے اور اسی طرح نجات دیتے ہین ہم مومنون کو حدیث شریف
مین آیا ہے کہ کوئی غمزدہ اور مبتلاے بلا اس تسبیح کو نہین پڑھتا مگر یہ کہ حق تعالے اس کو
اس غم سے کہ رکھتا ہو نجات بخشتا ہے اور مشائخ معتبرہ سے منقول ہے کہ واسطے ہر غم اور اندوہ
کے پڑھنا اس آیت کا تریاق مجرب ہے اور طریق اسکے پڑھنے کا دو طور پر ہے اول یہ کہ ایک
لاکھ اور پچیس ہزار بار بطریق اجتماع کی ایک مجلس یا تین طریق مین پڑھی جاویگی اور دوسرے یہ
کہ ایک شخص تن تنہا اس آیت شریف کو تین سو بار بعد نماز عشا کے خانہ تاریک مین بیٹھ کر بشرط
طہارت اور استقبال قبلہ پڑھے اور ایک پیالہ مین پانی بھرکر اپنے پاس رکھ لے اور ہر کچھ
اسمین سے پانی ہاتھ مین لیکر اپنے منھ اور بدن پر ملے تین روز یا سات دن یا چالیس یوم تک
اسی طرح عمل کرے اور سوا اس کے خود کلام الٰہی ناطق ہے اوپر جلالت اثر اس تسبیح
مبارک کے کہ سورۂ نون والقلم مین ہمارے رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب
کیا ہے فاصبر لحکم ربک ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادی وھو مکظوم لولا
ان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وھو مذموم فاجتباہ ربہ فجعلہ من الصالحین
پس صبر کر واسطے حکم پروردگار اپنے کے اور مت ہو مانند مچھلی والے کے جسوقت کہ پکارا اور وہ
غم سے بھرا تھا اگر نہوتا یہ کہ پالیا اُسکو نعمت پروردگار اسکی نے البتہ ڈالا جاتا بن درخت کی زمین
مین اور وہ ہوتا ملامت کیا گیا پس برگزیدہ کیا اس کو رب اُسکے نے پس کیا اُسکو صالحون
سے اور پوشیدہ نہ رہے کہ اس آیہ وافی ہدایہ سے پایا جاتا ہے کہ اگر نعمت ربی تدارک انکا
نکرتی تو پھینکے جاتے میدان لق ودق مین اور اگر یہ تسبیح نکرتے تو قیام قیامت تک اسیر زندان
شکم ماہی رہتے اور حال یہ ہے کہ اثر تسبیح اتنا ہی تھا کہ ان کو نجات بطن حوت سے ہوئی اور
نعمت وکرامت کہ بعد اس کے نازل ہوئی صرف عنایت پروردگار غفار تھی کہ آگے
مفصل مذکور ہوگی لیکن اس آیت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ان کو چٹیل جنگل مین پھینکا نہین
گیا اور حقیقت مین یہ وقوع مین آیا ہے اور دوسری آیت والصافات سے ثابت
ہے آیہ فنبذناہ بالعراء وھو سقیم وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین ۵ پس
ڈالدیا ہمنے اُسکو زمین بن گھاس والی مین اور وہ بیمار تھا اور اُگایا ہمنے اوپر اوسکے
ایک درخت بیل والا یعنی کدو کا چنانچہ مفسرین نے رفع تناقض اور تطبیق آیات
مین لکھا ہے کہ مراد اس شرط وجزا سے یہ ہے کہ جنگل مین تو پھینکے گئے ولیکن اگر رحمت
ازلی شامل حال اُسوقت مین نہوتی تو جس طرح ضعیف وزار بے گوشت و

پوست شکم ماہی سے نکلے تھے ویسے ہی پڑے رہتے اور روئیدگی درخت کدو اور پیدائیش
نا دیدہ ہوگی کہ بظاہر سبب حیات ان کی ہوا کیونکہ ظہور مین آئی مفصل اس مجمل کا اس طور پہ
ہے کہ چونکہ بدن ان کا بسبب رہنے پیٹ مین مچھلی کے بہت نرم ہوگیا تھا اتنی طاقت نہ رکھتے تھے
کہ کوئی مکھی یا مچھر اونپر بیٹھے حق تعالے نے اسیوقت ایک درخت کدو کا وہان پیدا کیا کہ بیل
اس درخت کی تمام ان کے بدن پر لپیٹ گئی اور بجاے پوشش ان کے ہوگئی - زاد المسیر
مین لکھا ہے کہ کدو کے ساتھ کی خاصیت ہے کہ مکھی اسکے گرد نہین آتی حق تعالے نے حضرت
یونس علیہ السلام کو اس درخت کدو کے ساتھ پوشیدہ کیا تا آفت حرارت آفتاب اور مکھیون
سے محفوظ رہین اور طاقت ان کو اتنی نہ تھی کہ وہان سے اٹھکر کہین جاوین اور اپنی قوت کی
تلاش کرین ایک جنگل کی ہرنی کو اللہ تعالے نے حکم پہونچایا کہ اپنی چھاتی کو ان کے منہ مین دیکر
دودھ پلایا جایا کرے تا انکا پیٹ بھرے اور رات دن دونون وقت اسی طرح آیا کرے وہ
ہرنی بحکم خداے تعالے دونون وقت ان کے پاس حاضر ہوتی تھی اور اپنا
دودھ پلایا کرتی تھی جب کہ عرصہ چالیس دن کا انپر گذرا اور ان کے بدن مین
طاقت بھی آگئی اور یہ حرکت کرنے لگے اور بسبب پینے دودھ کے انکا ضعف جاتا رہا اس
ہرنی کو حکم ہوا کہ اب تو انکے پاس نہ جایا کر جب وہ ان کے پاس نہ آئی انھون نے جناب
الہی مین عرض کیا کہ بار خدایا آج وہ ہرنی نہین آئی وہان سے حکم ہوا کہ تو نے اسقدر تغیر
عادت کو اپنے اوپر نہ کیا اور ہمسے تو نے تغیر عادت عمداً چاہی تھی کہ ایک قلم اپنے پروردگار
نعمت کو نیست و نابود کرون - اور ایک روایت مین اسطرح پر ہے کہ ایک دن یہ سو رہے تھے
وہ درخت بحکم الہی خشک ہوگیا اور آفتاب انپر چمکا تابش آفتاب سے یہ بیدار ہوئے اور درخت کدو
کو خشک پایا نہایت غمناک ہوے وحی آئی کہ تو درخت کدو پر تو اتنا غمناک ہوا اپنے ہزار بندون
کے ہلاک ہونے کے واسطے بددعا کیون کی حضرت یونس علیہ السلام توبہ و استغفار مشغول ہوئے
اور عرض کیا کہ اب جو حکم ارشاد ہووے منقول ہے کہ بعد از صحت حضرت کو حکم ہوا
کہ پھر جانب قوم مراجعت کرو اور وہان رہو قال اللہ تعالے وارسلنا الی
مائة الف او یزیدون ۵ فآمنوا فمتعناهم الی حین ۵ اور بھیجا ہمنے اس
طرف لاکھ آدمی کے یا زیادہ کے پس ایمان لائے پس فائدہ دیا ہمنے ان کو ایک مدت تک -
پس حضرت یونس علیہ السلام بموجب حکم الہی روانہ ہوئے اور راہ مین ایک شہر آیا
اس شہر مین انھون نے ایک کمہار کو دیکھا کہ اسنے ایک آوا اپنا کر درست کیا ہے
اور اسکے نکالنے کے ارادہ مین ہے حکم ہوا ان کو کہ اس کمہار کے پاس جاؤ

اور اس سے کہو کہ ایک مضبوط سی لکڑی ہاتھ میں لیکر ان باسنوں کو توڑ ڈالے اس بات کا جو نتیجہ ہوا
وہ پیچھے سے انکو عرض کرو پس حضرت یونس بموجب حکم الٰہی اس شخص کمہار سے جو بہت کما دہ کمہار بہت سا
جھنجھلایا اور کہا تو بڑا بیوقوف ہے کہ مجکو اس طرح کہتا ہے میں نے اسقدر محنت سے ان باسنوں کے
اور کیا سے بنائے ہیں کیسی بے جا بات کہتے ہو کیونکر میں انکو توڑ ڈالوں مجکو کیا دیوانہ ہوں اسکے توڑنے سے کیا فائدہ
منظور ہے حضرت یونس علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رب دیکھا اس کمہار نے مجکو جو جواب
دیا ہے ارشاد ہوا کہ دیکھو تو کہ مٹی اور پانی ہمارا کمہار نے فقط اپنے ہاتھ سے بنایا اور یونہی
ہمارے سبب سے کہ ہمنے اسکو مقدور دیا ہے کام دیا وہ لیتا ہے کہ اسقدر دوست رکھتا ہے
کہ اسکا توڑنا اسکو ناگوار ہوا اور تو چاہتا تھا کہ ایک لاکھ آدمی اپنے پیدا کیے ہوؤں کو ہلاک
کروں پھر وہاں سے آگے روانہ ہوئے راہ میں انھوں نے ایک باغ دیکھا کہ خوب سرسبز
اور ہرا بھرا ہے اسی قسم سے اس باغ کے مالک کو بموجب حکم الٰہی واسطے خراب کرنے کے کہا اس
سے بھی جواب تلخ سنا پھر ایک اور شہر میں پہونچے وہاں ایک حویلی بہت ستھری اور خوشنما انکی
نظر پڑی کہ کسی بڑے آدمی نے اسکو بنایا تھا اسی قسم کا پیغام بموجب الہام ایزدی اس حویلی
کے مالک کو پہونچایا اور وہاں سے بھی جواب ناصواب سنا جب کہ بہت عتاب الٰہی ہو چکا انھوں
نے بہت سی زاری اور عاجزی جناب الٰہی میں کی اور استغفار اپنے گناہوں کا چاہا حق تعالیٰ نے
انپر رحمت فرمائی اور ان کا مرتبہ بلند کیا پھر ہر طرف سے ان کو آثار رحمت اور مہربانی کے ہویدا
ہوئے آخر سے اس ندی پر جہاں ان کے لڑکے جاتے رہے تھے پہونچے انھوں نے دیکھا کہ لوگ
وہاں پر کھڑے ہیں اور دونوں ان کے لڑکے انکے ساتھ ہیں پوچھا کہ یہ لڑکے کسکے ہیں گاؤں کے
لوگوں نے کہا کہ ایک مرد بزرگ اس راہ سے جاتا تھا ایک اسکے لڑکے کو ندی بہا کر لے گئی
تھی یہاں سے گاؤں کے لوگوں نے کہ وہ دھوبی تھے اسکو نکالا تھا۔ اور دوسرا لڑکا اسکا
بھیڑیے کے منہ سے چرواہوں نے چھڑایا ہم گاؤں کے لوگوں نے ان کی خدمت بہت کی اور
انکا علاج کیا اور انکی پرورش کرتے ہیں کہ کسی طرح ان کے باپ کے پاس انہیں پہونچا دیں گویا
گفتگو ہی میں تھے کہ ان لڑکوں نے حضرت کو پہچانا اور کہا کہ باپ ہمارا یہی ہے تب گاؤں
والوں نے ان دونوں لڑکوں کو ان کے حوالہ کیا اور ندی سے ان کو پار اتار دیا۔
جب اس درخت کے پاس پہونچے دیکھا کہ کچھ سپاہی لوگ بریشم چوکی کے اس درخت
کے نیچے بیٹھے ہیں پوچھا کہ تم یہاں کیونکر بیٹھے ہو انھوں نے کہا ایک روز شاہزادہ ہمارا اس طرف
سے جاتا تھا ایک درویش کی جورو کو کہ وہ بچہ لیے ہوئے یہاں بیٹھی تھی تنہا اسکو بزور
اٹھا کر اپنے ساتھ لے گیا تھا اسی دن سے وہ پیٹ کے درد میں مبتلا ہو رہا ہے

بادشاہ سے یہ ماجرا سنکر پیچھے اس درخت کے جو کی ہٹھائی ہے کہ اگر وہ درویش یہین سے پیدا ہو
تو اُسکو ہمارے پاس لے آؤ کہ اس فقیر سے اس لڑکے کی تقصیر معاف کروادین اور اُس کی جورو
کو اُسکے سپرد کرین کہ ہرگز کسی کا ہاتھ آج تک اُسکو نہین لگا ہے اُنھون نے کہا وہ درویش یہین
بھی ہون مجکو وہان لے چلو وہ لوگ اُنکو بادشاہ کے پاس لے گئے اور اُنکی دعا سے اُس لڑکے
نے شفا پائی اور تندرست ہوا اُس بادشاہ نے اپنے بیٹے کی تقصیر معاف کروائی اور بہت سی
اپنے معذرت کی اور انکی بی بی کو اُنکے حوالہ کیا اور زر زین او ریال اُنکو بہت سا دیا غرض یہ
وہان سے روانہ ہوئے اور قریب نینوا اور موصل کے پہونچے تو صحرا مین ایک چرواہے سے ملے
اور اُس سے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین یونس بن متی کی قوم سے ہون حضرت جزوی نے فرمایا
کہ یونس سے خبر رکھتا ہے کہ اُسنے اپنی قوم سے کیا کیا جواب دیا یونس بہترین مردم تھا جب قوم
نے اُسکی تکذیب کی اُنکو بعذاب الٰہی وعدہ کیا اور غائب ہو گیا اور جس طرح سے کہا تھا عذاب
قوم پر نازل ہوا اور قوم نے بعد از یاس اُسکے پانے سے پھر معاصی سے تائب ہو کر بخدائے
عزوجل گریہ زاری ہوئے حضرت ارحم الراحمین نے بسبب انکار جرائم اپنے بندوں کے بزلال مغفرت
دھو کر اُنکے آتش سے نجات بخشی - پھر حضرت یونس علیہ السلام نے اُس چرواہے سے تھوڑا
سا دودھ طلب کیا شبان نے کہا میرے پاس نہین ہے اور بذات پاک خداوند عالم
قسم کھائی کہ جب سے یونس علیہ السلام ہم مین سے چلا گیا ہے مینھ نہین برسا اور تھا اس
مویشیان اُنکی یہ گوسفند بین خار و خاشاک ہی چرتی چگتی ہین حضرت یونس علیہ السلام نے
کہا کب سے یہ حال تمھارے درمیان پیدا ہوا ہے کہا اُسوقت سے کہ بلا ہم پر سے دفع
ہوئی اُسوقت حضرت یونس نے ایک گوسفند طلب کی اور دست مبارک اُس کی پستان
پر پھیرا اور دودھ اترنا شروع ہوا چرواہے نے کہا کہ اگر یونس ہے زندہ تو تم ہی
ہو کہا جا اور قوم کو میرے آنے سے خبردار کر چرواہے نے کہا بادشاہ نے مقرر کر رکھا
ہے کہ جو کوئی خبر آپ کی لاوے ایک روز کے لیے اپنی بادشاہت اُسکو دیکر خدمتگاری
آنحضرت بجا لاوے آپ مین اگر بے حجت یہ خبر اُسکو پہونچاؤن لوگ کہین گے کہ چوپان
نے ملک کی طمع کی ہے اور مجکو مار ڈالین حضرت یونس نے کہا یہ گوسفند کہ اسکو مین
نے دوہا ہے اور یہ پتھر کہ جس پر مین بیٹھا ہوں تیرے صدق قول پر بگمان
حاجت گواہی دے گا اُس وقت شبان نے شہر مین آ کر حکایت لا زات اور
مقالات حضرت تمامہ اہل نینوا سے کہی اور خلقت اس کے گرد جمع ہوئی
اور جھٹلانا شروع کیا اور چاہا کہ اسکو مار ڈالین اُسنے کہا یا ایہا الناس میرے

ساتھ معجزہ اسی جلو کے میں اپنے صدق قول پر دلیل روشن رکھتا ہوں اور خلایق کو وہاں سے گیا
جہاں حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھا تھا اور گوسپند اور سنگ سے اوسنے شہادت طلب کی
گوسپند نے گویا ہو کر گواہی دی کہ یونس نے میرا دودھ پیا اور پتھر نے صدق قول شبان
کی شہادت دی کہ وہ مجھ پر بیٹھا تھا اور خلق مشاہدہ اس صورت سے متعجب و مسرور ہو کر بطلب
حضرت مشغول ہوئے اور اونکو ایک درخت کے نیچے دیکھا کہ نماز گزار رہے ہیں جب نظر
آدمیوں کی حضرت یونس پر پڑی گریہ و فغان کر کر پاؤں پر گر پڑے اور ان کو باعزاز و اکرام
شہر میں لائے اور میمن قدم فرخندہ آثار حضرت سے جمعیت اور رفاہیت اس شہر میں پیدا
ہوئی اور حضرت نے قوم کو آئین دین متین اور مسائل شریعت سکھائے اور حضرت عزت
سے دستوری چاہی کہ سیاحت مشغول ہووین اور بعد از حصول رخصت عزیمت سیر کی بادشاہ
نے بنی شعبان کو ملک تسلیم کیا اور حضرت کے ہمراہ روانہ ہوا کعب الاحبار کہتا ہے کہ
حضرت یونس نے اواخر ایام حیات میں اہل دنیا سے اختلاط کم کر دیا تھا اور عباد و زہاد
کے ہم مجلس رہتے تھے تا آنکہ اس سرائے فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی اور تربت انکی
کوفہ میں ہے مگر از روے روایت صحیح مدفن انکا شہر نینوا میں و از جملہ مزارات
متبرک انکا مزار پر انوار ہے باب اظہار ہوا ان احوال حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام
میں اور اس باب میں دو فصلیں ہیں فصل پہلی ذکر نسب اور رسالت حضرت زکریا اور
یحییٰ علیہما السلام میں معالم التنزیل میں تفسیر وکفلہا زکریا میں لکھا ہے کہ حضرت زکریا
علیہ السلام حضرت یعقوب یا سلیمان بن داؤد کی اولاد میں سے تھے اور صاحب قرآن اور
پیغمبر عالیشان اور سردار احبار بیت المقدس تھے اور والد بزرگوار ان کے موسوم بہ
اذن یا آذان کہ سلک اولاد انبیاے عظام میں انتظام رکھتے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے انکو
بنی اسرائیل پر بھیجا تھا کہ ساتھ شریعت توریت کے کام کرتے تھے اور مدارک میں لکھا
ہے کہ زکریا زبان عبرانی میں بمعنے دائم الذکر اور دائم التسبیح ہے قال اللہ تعالیٰ
کہیعص ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا اذ نادی ربہ نداء خفیا قال رب انی وہن العظم
منی واشتعل الرأس شیبا یاد کرنی ہے رحمت پروردگار تیرے کی بندگی اپنے زکریا کو جسوقت کہ پکارا
پروردگار اپنے کو آہستہ کہا اے پروردگار میرے تحقیق سست ہو گئی ہیں ہڈیاں میری
اور شعلہ مارا سر نے بڑھاپے کا نقل ہے کہ ایک دن حضرت زکریا نے محراب بیت المقدس
میں مناجات کی کہ اے میرے پروردگار سست ہو گئی ہیں میری ہڈیاں جو کہ ستون خانہ
بدن ہیں ضعف اور بڑھاپے سے اور سفید ہو گئے ہیں بال میرے حضرت نے اسواسطے تخصیص

کی کریان سست اور جو کچھ بدن اعضا ہین جب کہ سست ہو گئی ہون گی تو سب اور بدن [?]
اونی سست ہو گیا ہوگا۔ اور انوار التنزیل مین سورۂ مریم مین لکھا ہے کہ حضرت زکریا [?]
مین ساٹھ یا پچھتر برس کے تھے اور تفسیر معالم اور بحر المواج مین سورۂ آل عمران مین لکھا
ہے کہ حضرت زکریا اس وقت مین ایک سو برس کے تھے۔ اور تفسیر جلالین مین بھی اسی طرح سے
ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ایک کم سو برس کے تھے چنانچہ مدارک مین بھی یہی ہے اور بعضے کہتے
ہین کہ بائیس برس کے تھے اور بی بی ان کی اسی برس کی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت زکریا
قوی جثہ معلوم ہوتے تھے اور تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ حضرت زکریا اسی حال مین
تھے آیت ولم اکن بدعائک رب شقیا وانی خفت الموالی من وراءی وکانت
امراتی عاقرا فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من ال یعقوب واجعلہ رب رضیا
اور تھا مین نہ پکارنے تیرے کے اے رب میرے بے نصیب اور تحقیق مین ڈرتا ہون وارثون [?]
اپنے سے پیچھے میرے اور ہے عورت میری بانجھ پس بخش تو واسطے اپنے پاس سے ولی
کہ وارث ہو میرا اور رہ وارث ہو میرا اور وارث ہو اولاد یعقوب کا اور کر دے اُسے رب
پسندیدہ اور یہ بھی عرض کیا کہ خداوندا جب مین نے دعا کی ہے تو نے اجابت فرمائی ہے اور
مین ساتھ اُسکے خوگر ہو گیا ہون اور اپنی بنی اعمام یعنے چچا کے بیٹون سے ڈرتا ہون کہ میرے
پیچھے دین مین سستی کرین اور دوست مین اچھی طرح سے خلافت نہ کرین اور میری اہلی بیبی [?]
بانجھ ہے اب تک نعمت اولاد سے محروم ہون چاہتا ہون کہ اب مجھکو
ایک فرزند عطا ہووے کہ متولی امور دین ہو کر علم و حکمت مجھ سے میراث مین لے و
اور اُس کو ایسا شایستہ اور پسندیدہ کر کہ تو اُسکے قول و فعل سے راضی ہو کما قال اللہ
تعالیٰ وزکریا اذ نادی ربہ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین فاستجبنا
لہ ووھبنا لہ یحیی واصلحنا لہ زوجہ انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا
رغبا ورھبا وکانوا لنا خاشعین یعنے اور ہدایت دی ہمنے زکریا کو جس وقت کہ
پکارا اُسنے پروردگار اپنے کو اے پروردگار میرے مت چھوڑ مجھکو اکیلا اور تو بہتر وارثون کا
ہے پس قبول کیا ہمنے واسطے اُسکے اور دیا ہمنے اُسکو یحیی اور درست کر دیا ہمنے واسطے اُسکے
بی بی اُس کی کہ تحقیق وہ تھی جلدی کرتی بیچ بھلائیون کے اور پکارتی تھی ہمکو رغبت سے اور ڈر سے
اور تھی واسطے ہمارے عاجزی کرنے والی۔ القصہ حضرت نے اس دعا کے بعد سر سجدہ مین
رکھا اور تضرع اور زاری کی کہ خدا تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور وحی اس طور سے
نازل ہوئی آیت یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی لم نجعل لہ من قبل سمیا

اے زکریا ہم خوشخبری دیتے ہیں تجھکو ساتھ ایک لڑکے کے کہ نام اسکا یحییٰ ہے نہیں کیا ہمنے واسطے
اس کے پہلے اس سے ہمنام اور معنی یحییٰ کے یہ ہیں کہ نام رکھا اس سے زندہ ہوا بانجھپا ماں باپ کے دین
نے اسکے ساتھ زندگی پائی ہو یا یہ کہ اسکا باطن زندہ ہے اور صفت اسکی یہ ہے کہ جوانی
میں کساتھ علم اور حلم اور پرہیزگاری کے اور باز رہے لہو لعب سے اور زبان کاری سے
اور پیغمبر ہوئے اور بہت علیہ میں سورہ مریم میں لکھا ہے جب حضرت زکریا نے یہ بشارت
پائی آیت قال رب انی یکون لی غلام وکانت امرأتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا ۵
کہا اے رب میرے کیونکر ہوگا واسطے میرے فرزند اور ہے عورت میری بانجھ اور تحقیق پہونچا ہوں
میں بڑھاپے سے حد کو کیا اب تجھکو جوان کریگا یا اس بڑھاپے ہی میں اپنی قدرت کا علم
بلند فرماویگا آیت قال کذلک قال ربک هو علی هین وقد خلقتک من
قبل ولم تک شیئا ۵ اسی طرح کہا پروردگار تیرے نے وہ اوپر میرے آسان ہے اور تحقیق
پیدا کیا میں نے تجھکو پہلے اس سے اور نہ تھا تو کچھ حضرت زکریا نے یہ سمجھا کہ عنقریب پیدا ہوگا
یا مدت کے بعد ظہور میں آویگا آیت قال رب اجعل لی آیة یعنے کہا خداوندا کر
واسطے میرے کوئی علامت کہ اسکے ساتھ قرب وقوع اس واقعہ کا معلوم ہووے
آیت قال آیتک الا تکلم الناس ثلاث لیال سویا ۵ یعنے خطاب آیا کہ نشانی اسکی یہ ہے
کہ تین رات دن تو پے درپے کلام کرنے پر باوجود تندرستی اور صحت کے قادر نہوگا آیت فخرج
علی قومه من المحراب فاوحی الیهم ان سبحوا بکرة وعشیا ۵ پس نکلا اوپر قوم اپنی کے محراب
سے اشارت کی طرف انکے یہ کہ تسبیح کرو صبح کو اور شام کو ۔ روایت کرتے ہیں کہ اسیوقت
زبان حضرت زکریا کی منہ میں اٹک پڑی اور بند رک ہو گئی کہ ہلانے کی مجال نہ رہی جب تین روز
گذرے تو بحال خود ہوگئی اور بعد ازاں گذرنے مدت حمل کے حضرت یحییٰ پیدا ہوئے اور لڑکپن
سے ٹاٹ کا لباس پہنکر احبار کے ساتھ عبادت میں بطریق ریاضت موافقت کیا کرتے
تھے اور ٹاٹ اسواسطے پہنتے تھے کہ نرم کپڑے سے ان کے بدن کو راحت نہ حاصل ہووے
کہ حظ اور لذت نفس سے ہے ایک دن حضرت یحییٰ نے اپنی والدہ کی درخواست سے
بالاپوشین پہن لیا کہ ان کے بدن میں ٹاٹ سے سوراخ سوراخ سے ہوگئے تھے وحی
آئی کہ اے یحییٰ دنیا کو پھر تو نے اختیار کیا حضرت یحییٰ روئے اور ٹاٹ پہن لیا اور
نہایت تردد میں کوشش کرنے لگے باوجود صغارت بموجب الہام ربانی تعلیم
احکام دینی بہ قوت تمام کرتے اور فرمانبرداری والدین میں بہت مصروف
رہتے تھے چنانچہ خدا تعالےٰ نے سورہ مریم میں فرمایا ہے آیہ یا یحییٰ خذ الکتاب

بقوۃ واتیناہ الحکم صبیا وحنانا من لدنا وزکوۃ وکان تقیا وبرا بوالدیہ ولم یکن جبارا عصیا وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا یعنی اے یحییٰ پکڑ کتاب کو ساتھ قوت کے اور دیا ہم نے اسکو حکم لڑکاپن سے اور دی مہربانی اپنی طرف سے اور پاکیزگی اور تھا پرہیزگار اور خوش سلوک ساتھ ماں باپ اپنے کے اور نہ تھا سرکش نافرمان اور سلام ہے اوپر اوس کے جسدن پیدا ہوا اور جسدن موا اور جسدن اٹھیگا زندہ ہوکر۔ اور روایت مین آیا ہے کہ ایک دن محلہ کے لڑکے نے ان کو تین برس کی عمر مین کہا اے یحییٰ آؤ تا کھیلین اور بازی کرین حضرت یحییٰ نے کہا ما للعب خلقنا یعنی واسطے بازی کے نہین پیدا کیے گئے اور حضرت یحییٰ خوف حق تعالیٰ سے ہمیشہ رویا کرتے تھے تفسیر بحر المواج مین لکھا ہے کہ اتنا روئے تھے کہ پوست اور گوشت ان کے رخسارون کا آنسوؤن کے بہنے کی شدت سے گھس گیا تھا بلکہ گل گیا تھا اور دانت اور باطن منہ دکھائی دینے لگا تھا ان کی ماں چھپانے کے واسطے انکے رخسارون پر نمدا کاٹکر رکھدیتی تھین وہ سیل اشک سے نہ ٹھہرتا تھا اور گر پڑتا تھا القصہ جب بنی اسرائیل حضرت زکریا کی خدمت مین آتے اگر حضرت یحییٰ ہوتے تو حضرت وعظ کہتے تھے اور ڈرتے کہ ایسا نہو کہ یحییٰ آجاوین کہ وہ خود ہمیشہ ترس خدای تعالیٰ سے روتا ہے مبادا کوئی کلام خوفناک سنے کہ موجب زیادتی غم اور درد والم اسکے کا ہووے اور اس سے بھی حال اسکا زار تر ہوجاوے ایک دن بنی اسرائیل جمع تھے اور حضرت یحییٰ ایک کونے مین بیٹھے ہوئے تھے حضرت زکریا کو گمان ہوا کہ وہ یہان نہین ہے دوزخ کے شدائد اور صعوبت بیان کرنے لگے جب حضرت یحییٰ نے اس کلام کو سنا جنگل کی طرف بھاگ اور پہاڑ پر جاکر رونے لگے انکی ماں انکو ڈھونڈھتی پھرتی تھین اور ان کو کسی جا سے خبر پہنچی تھین کہ ایکدن ایک چرواہے نے کہا اور نشان دیا کہ دن کو پہاڑ پر پھرتا ہے اور رات کو فلانی غار مین جاکر چھپ رہتا ہے وہ اس غار کے پاس جاکر بیٹھ رہین رات کے وقت کہ حضرت یحییٰ پہونچے جب اپنی ماں کو دیکھا چاہا کہ بھاگین انھون نے اپنی چھاتیان ننگی کر کر انکو دکھائین اور ان سے درخواست کی کہ ایک ساعت رونے سے باز رہو کہا اے ماں کیون کر نہ روؤن کہ ایسی دوزخ ہمارے رہگذر مین واقع ہوگی اور سب کو اسپر راہ چلنی پڑیگی آخر وہ بالحاح بسیار ان کو گھر مین لائین پس حضرت یحییٰ صومعہ مین جاکر عبادت مین مشغول ہوئے اور اسوقت مین حضرت یحییٰ سات برس کے تھے اور بعضے احوال عالم حیات حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ مین ذکر کیے جاوینگے انشاء اللہ تعالیٰ ۔ فصل دوسری ذکر شہادت حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام مین

از دست کفار رتانبیا ہے القصہ ایک مدت کے بعد بنی اسرائیل نے فساد شروع کیا ہرچند حضرت
زکریا اُن کو پند و نصیحت کرتے لیکن کچھ اثر ہوتا تھا تا آنکہ ایکدن ان کو تنہا پاکر ان کے مارنے
کا قصد کیا حضرت زکریا وہان سے بھاگے اور یہ بدبخت اُن کے پیچھے روانہ ہوئے حضرت ایک شجر کے
پاس پہونچے درخت گویا ہوا کہ اے زکریا مجھ مین آجا اور شگافتہ ہوا حضرت اسمین در آئے اور
یہ مردود جب اُس درخت کے پاس پہونچے اور حضرت کو نہ دیکھا متحیر ہوئے شیطان نے ان لوگون سے
کہا زکریا اس درخت مین ہے اور یہ اُنکے ازار کا تاگا باہر رہ گیا ہے آرہ لاؤ اور درخت
کو سر سے پاؤن تک دو ٹکڑے کرو وہ قوم آرہ لائی اور اُس درخت کو سرے سے چیرنا شروع کیا
جب آرہ سر مبارک زکریا پر پہونچا ایک آہ کھینچی وحی آئی کہ اے زکریا اگر پھر دوبارہ آہ
کرے گا تو تیرا نام دیوان پیغمبرون سے محو کر دون گا نہ جانا تو نے کہ پناہ تمام عالم کی مین ہون تونے
اس درخت سے تو نے کیون اسکی پناہ پکڑی اب اس بلا مین صبر کر حضرت زکریا نے دم نہ مارا
تا آنکہ جان پاک تن مبارک سے جدا ہوئی۔ اور بستان فقیہ مین لکھا ہے کہ بقول کعب الاحبار رض
عمر حضرت زکریا کی تین سو برس کی تھی روایت ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنی عمر مین
کسی عورت کو نہ چاہا اور کار عصمت اس مرتبہ پر پہونچایا کہ ہرگز کوئی معصیت ان سے سرزد
نہوئی بلکہ کبھی خاطر مین بھی نہ لائے اور زندہ دل ایسے تھے کہ کبھی غفلت سے غافل ہوتے
تھے نقل ہے کہ ایک نامزن بادشاہ بنی اسرائیل کی تھی کہ شوہر اول سے اسکی بیٹی تھی نہایت
حسینہ اور جمیلہ اور ناکتخدا اس ملکہ نے بسبب اپنے کبرسن کے توہم کیا اس بات
کا کہ مبادا بادشاہ کسی عورت جوان بیگانہ سے تزویج کرے اور میرے قرب و منزلت
مین تفاوت پڑے ایسے احتیاطاً یہ چاہا کہ اُس لڑکی کو اپنے شوہر کی جورو کر دے اور اس
امر کو حضرت یحییٰ سے پوچھا آپ نے کہا یہ جائز نہین ہے وہ عورت ان پر خفا ہوئی اور بادشاہ
کے پاس جاکر تمام حقیقت بیان کی چونکہ یہ اُسکے بھی خلاف مرضی تھا اور اُن کے نا روا
کہنے سے اُسنے اپنا نقصان سمجھا حکم کیا کہ حضرت یحییٰ کے گلے مین رسی ڈال کر کشان کشان
محکمہ سیاست مین لے آؤ جب اس حال سے حضرت یحییٰ کو بادشاہ کے پاس لے چلے حضرت
جبرئیل علیہ السلام پہونچے اور کہا اے یحییٰ اگر تو چاہے تو بامر الٰہی زمین کو اُٹھا لیجاؤن
اور اُن کو ہلاک کر دون حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا اے جبرئیل آیا تیرے
مقدور مین ہے یہی کہ یہ مجھکو مار ڈالین گے کہا ہان حضرت یحییٰ نے کہا قضا سے
خدا تعالیٰ کے راضی ہون القصہ انھون نے سر مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام
کا تن نازنین سے جدا کیا حضرت سر بریدہ کہتے تھے کہ جورو کی بیٹی کو جورو

کرنا چاہیئے ولیکن اسپر بھی اُس کمبخت نے اُس لڑکی کو اپنے شوہر کو دیا اور ایک کام کے واسطے کو ٹھے کے اوپر آئی اُسیوقت ایک ہوا چلی اور اُسکو لیکر ایک جنگل میں ڈال دیا وہاں ایک شیر پیدا ہوا اُسنے اُسکو لیکر پارہ پارہ کرڈالا اور وہ بادشاہ لعین اور اُسکی قوم بھی ہلاک ہوگئی اور صاحب معالم اور بعضے مورخون نے روایت کی ہے کہ بیت المقدس کا بادشاہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو گرامی رکھتا تھا۔ اتفاقاً اُس بادشاہ کو اپنی جورو کی بیٹی کے ساتھ اپنے بھائی کی بیٹی کے ساتھ میل تمام اور خواہش مالا کلام پیدا ہوئی چاہا کہ اپنی جورو اُس لڑکی کو کرے حضرت یحییٰ نے اُسکو منع کیا اُس دختر بد اختر نے بادشاہ کو اپنے اوپر فریفتہ کرکے اتنا ورغلایا کہ اُسنے حضرت یحییٰ کو مار ڈالا حضرت یحییٰ سر بریدہ آواز دیتے تھے کہ یہ عورت اوپر تیرے حلال نہیں ہے اُس ملعون نے پھر بھی اُس عورت کو اپنی جورو بنایا۔ پھر خون سر مبارک حضرت یحییٰ کا ہمیشہ جوش میں آیا کیا اور یہ تمام جہان میں داستان ہوئی علمانے کہا جب تک کہ اُسکے کشندون کا خون نہ گریگا اسکا خون قرار نہیں پکڑیگا جب یہ خبر زمانہ کے بادشاہ کو پہونچی بیت المقدس میں مع لشکر آیا اور بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار آدمیون کو مار کر انکا خون اُس جگہ پر ڈالا تب بھی خون جوش میں آیا کیا جب اُسکے کشندون کو کہ وہ بادشاہ اور اُسکی جورو تھی مارا اور اُن کا خون اُس پر گرایا تب حضرت یحییٰ کے خون نے قرار پکڑا بستان فقیہ میں لکھا ہے کہ عمر حضرت یحییٰ کی پچھتر برس کی تھی اور تربت اُن کی جامع دمشق میں ہے۔

باب انیسوان۔ احوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم بنت عمران بن ماثان میں اور اسی باب میں ہے ذکر حنظلہ الصادق اور قصہ اصحاب کہف اور ذکر برصیصا اور ذکر جریج راہب اور ذکر اصحاب اخدود اور ذکر جرجیس پیغمبر اور ذکر شمعون عابد اور احوال سلطنت اسکندر رومی کا اور اس باب میں بارہ فصل ہیں

فصل پہلی مناقب حضرت مریم اور ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں

تفسیر انوار التنزیل میں بیچ تفسیر قولہ تعالیٰ ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا آدم کو اور نوح کو اور آل ابراہیم کو اور آل عمران کو اوپر عالمون کے اولاد میں بعضے انکے بعضون سے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے لکھا ہے کہ حضرت مریم سترہ یا اٹھارہ پشت سے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پہونچتی ہیں۔ اور تفسیرون سے نقل ہے کہ حضرت مریم کی ماں ایک عورت زاہدہ بنی اسرائیل میں سے حنہ نام حضرت زکریا کے زمانہ میں تھیں اور خاوند انکا عمران بن ماثان تھا اور ایک بیٹی اُنکی ایشاع نام حضرت مریم سے بڑی حضرت زکریا کے گھر میں تھی اور یہ عمران اُس عمران جد والد بزرگوار حضرت موسیٰ علیہ السلا

کے سوا سے ہے اور درمیان ان دونون عمرانون کے ایک ہزار نو برس کا فاصلہ تھا ایکدن حنّہ حالت بڑھاپے مین زیر سایۂ درخت بیٹھی تھی کہ نظر اُسکی آشیانہ ایک جانور پرندپر پڑی اور دیکھا کہ اُس جانور نے پوست بیضہ منقار سے توڑا اور بچہ اُس سے پیدا ہوا اُنکو مشاہدہ اس حال سے آرزوے تولد فرزند کی ہوئی چنانچہ انھون نے درگاہ خالق کائنات اور بارگاہ قاضی الحاجات مین دعا کی اور استجابت مستدعا ہوئی اور اُسیوقت حیض منقطعہ سابقہ پھر جاری ہوا اور ہرگاہ حالت ظہور مین یہ اپنے خاوند کے ساتھ جمع ہوئین اُنکو حمل رہا اور ہنگام ظہور آثار اُس کے انھون نے جناب باری مین نذر کی کہ ہرگاہ مجھسے اولاد ہوگی تو اُسکو مخصوص خدمت بیت المقدس کے واسطے مقرر کرونگی اور کچھ اُس سے کار دنیوی نہ لونگی کما قال اللہ تعالیٰ اذ قالت امرأۃ عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم یعنی جسوقت کہا بی بی عمران کی نے اسے پروردگار میرے تحقیق تیرے نذر کیا واسطے تیرے جو کچھ کہ بیچ پیٹ میرے کے ہے آزاد کیا ہوا پس قبول کر مجھ سے تحقیق تو ہے سننے والا جاننے والا اور سبب اسکا یہ لکھا ہے کہ اُس زمانہ مین مسجد بیت المقدس کی خدمت بزرگ جانتے تھے اور فرزندون کو اس کار کے واسطے نذر کرتے تھے اور اُنکی شریعت مین فرزندون پر والدین کی اطاعت ایسی نذرون مین فرض تھی اور بحر المواج مین لکھا ہے کہ وہ فرزند بعد بالغ ہونے کے بیچ بجالانے اس امر کے مختار ہوتا تھا اگر چاہتا تھا خدمت بیت المقدس پر ثابت رہتا تھا یا اُس امر خیر سے باز رہ کر اپنے اختیار سے عمل دنیا کے ساتھ گرفتار ہوتا تھا بعد نذر حنہ سے ان کے شوہر عمران نے کہا کہ اسے اوپر تیرے یہ تو نے کیا کیا شاید تیرے شکم سے بیٹی پیدا ہووے اور خدمت مسجد کو مناسب نہووے اُسوقت زبان حنہ پر بے اختیار جاری ہوا کہ قبول کر خدایا مجھسے جو کچھ کہ نذر کیا مین نے اور اُسکو توفیق دے کہ تیری خدمت مین کوشش کرے قولہ تعالیٰ فلما وضعتہا انثی واللہ اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثی وانی سمیتہا مریم وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم فتقبلہا ربہا بقبول حسن وانبتہا نباتا حسنا یعنی پس جب جنا اُسکو کہا اسے پروردگار میرے تحقیق مینے جنا اُسکو لڑکی اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ جنا اور نہین مرد مانند عورت کے اور مین نے نام اُسکا رکھا مریم اور تحقیق مین نے پناہ دی اوس کو ساتھ تیرے اور اولاد اُسکی کو شیطان راندے ہوئے سے پس قبول کیا اُس کو رب اُسکے نے ساتھ قبول اچھی کے اُگانا کیا اُسکو اُگانا اچھا القصہ جب حنہ جنی اور حضرت مریم پیدا ہوئین تو اُن کا نام مریم رکھا لغت عبرانی مین عابدہ کو کہتے ہین یا بمعنی امۃ اللہ کے ہے یعنے کنیزک خدا

روایت کرتے ہین کہ اُس زمانہ مین چار ہزار مرد خدمت بیت المقدس پر مقرر تھے اور جاروب
کشی اور خاکروبی اور تعہد اور مرمت اور محافظت مین اُسکی اہتمام کرتے تھے کسی نے کسیکا
نام بھی نہ جانا اور نام حضرت مریم اس باب مین مشہور آفاق ہوا اور تا قیام قیامت رہیگا غرض
کہ انکی مان بعد از ولادت انکو ایک کپڑے مین لپیٹ کر مسجد بیت المقدس مین لائی اور وہان
حضرت زکریا اور تمامی علماء بنی اسرائیل بیٹھے ہوئے تھے حضرت مریم کی مان نے کہا لو اس نذر
کی ہوئی کو کہ خدا تعالے کی نذر ہے ان سبنے قبول پر رغبت کی کسواسطے کہ یہ نسل بزرگان
بنی اسرائیل سے تھی حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا کہ مین اسکی کفالت کے واسطے سزاوار تر ہون
کہ اسکی خالہ میرے گھر مین ہے اور بعضے روایت کرتے ہین کہ ان کی بہن حضرت زکریا علیہ السلام
کے گھر مین تھین ابو کیت اور حذام راضی ہوتے تھے اسپر اور اس امر مین اختلاف تھا تا آنکہ قرعہ
پھینکا اس طرح سے کہ اپنی قلمین کہ جنسے توریت لکھتے تھے ندی مین پانی کی ڈال دین اور یہ
شرط کی کہ جسکا قلم پانی پر تیر آئے وہ انکی تربیت کرے اور یہ ستائیس آدمی تھے بروایت
معالم التنزیل و مدارک یا انتیس آدمی بروایت معالم التنزیل اتفاقاً حضرت زکریا کا قلم
پر رو ے آب تیرا اور انکی قلمین ڈوب گئین چنانچہ یہ اُن کو مسجد مین لا کر ایک اونچی سی
کوٹھری مین کہ اُس پر بدون سیڑھی کے کوئی نہ چڑھ سکتا تھا رکھا۔ اور جب حضرت زکریا
علیہ السلام حضرت مریم کے احوال کی غمخوارگی کرکے ان کے پاس سے جاتے تھے تو کوٹھری کے دروازہ
کو اور ایک روایت میں یہ ہے کہ سات دروازون کی کوٹھری کو قفل سے محکم کر دیتے تھے
اور کنجی اپنے پاس رکھتے تھے اور بعضے روایت کرتے ہین کہ جس وقت حضرت مریم کو حضرت
زکریا علیہ السلام کے سپرد کیا تھا اُسیوقت مسجد کی کوٹھری مین رکھا تھا اور انھون نے کسی
کی چھاتی منہ مین نہین لی اور نہ کسی کا دودھ پیا بلکہ اللہ تعالے ان کو روزی غیب سے بھیجتا
تھا تفسیر جلالین اور تفسیر بحر المواج مین مذکور ہے کہ حضرت مریم ایکدن کی غذا سے ایک
سال کی نشو و نما کرتی تھین اور بہر تقدیر جب حضرت زکریا علیہ السلام غرفہ مین جاتے تھے
غیر موسم کا میوہ یعنے تابستان زمستان مین اور زمستانی تابستان مین ان کے پاس پاتے
تھے قولہ تعالے فتقبلها كفلها زكريا كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها
رزقا ۔ یعنے اور سونپ دیا اوس کو زکریا کو جب جاتا اوپر اوس کے زکریا محراب
مین پاتا نزدیک اوس کے رزق ۔ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے چند نوبت یہ
صورت مشاہدہ کی آیت قال یامریم انی لک ھذا کہا اے مریم تیرے پاس یہ غیر رت
کا میوہ کہان سے آتا ہے آیت قالت ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق

من یشاء بغیر حساب یعنے انھون نے کہا یہ رزق کہ تم دیکھتے ہو خدا کا پہونچایا ہے کہ وہ رزاق مطلق روزی دیتا ہے جسکو کہ چاہتا ہے بے حساب کہتے ہین کہ جب حضرت زکریا نے بغیر وقت میوہ تازہ دیکھا باوجود کلان سالی کے آرزو سے طمع و ہین اپنی زبان بدعا گویا کی آیت ھنالک دعا زکریا ربہ قال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء اس جگہ پکارا زکریا نے پروردگار اپنے کو کہا اے پروردگار میرے ڈال دے واسطے میرے نزدیک اپنے سے اولاد پاکیزہ تحقیق تو سننے والا ہے دعا کا خدا تعالے نے حضرت یحیے کو عطا فرمایا چنانچہ ان کے قصہ مین بیان ہوا القصہ جب مریم کی نو برس کی ہوئین باذرع عبادات تمام اس مسجد کے عالمون پر غالب آئین اور مدام اسی مسجد مین رہا کین تفسیر کبیر اور انوار التنزیل اور بحر المواج مین بیچ سورہ آل عمران کے لکہا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے حضرت مریم کو نجاست حیض و نفاس سے پاک فرمایا تھا قولہ تعالے واذ قالت الملئکۃ یا مریم ان اللہ اصطفٰک وطھرک واصطفٰک علی نساء العالمین ٥ یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الرٰکعین اور جس وقت کہا فرشتون نے اے مریم تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا تجکو اور پر عورتون عالمون کے اے مریم فرمانبرداری کرو واسطے پروردگار اپنے کے اور سجدہ کیا کر ساتھ رکوع کرنے والون کے آیت ذٰلک من انباء الغیب نوحیہ الیک وما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم وما کنت لدیھم اذ یختصمون ٥ یعنے یہ خبر غیب کی سے ہے وحی کرتے ہین ہم اسکو طرف تیرے اور نہ تھا تو پاس ان کے جب ڈالتے تھے قلمون اپنے کو کہ کون ان مین سے پالے مریم کو اور نہ تھا پاس ان کے جب جھگڑتے تھے اور تفسیر مواہب علیہ مین بیچ سورہ مریم کے لکہا ہے کہ درحالت عذر حضرت مریم اپنی خالہ کے گھر جائین اور بعد پاک ہونے کے پھر مسجد مین چلی آتی تھین اور انوار التنزیل مین مسطور ہے کہ جب حضرت مریم دس یا گیارہ برس کی ہوئین تو اپنی خالہ کے گھر آئین اور معالم مین لکھا ہے کہ تیس برس کی یا تیرہ برس کی عمر مین حضرت مریم غسل کی محتاج ہوئین ایک جاے پردہ کے نیچے جانب شرقی بیت المقدس مین یا اپنی ہمشیرہ اشباع کے گھر مین موسم جاڑے مین غسل کیا اور وہ مکان آفتاب رویہ تھا کما قال اللہ تعالے فی الکتٰب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیا یعنے اور یاد کر بیچ کتاب کے مریم کو جب جا پڑی لوگون اپنے سے مکان شرقی مین پس پکڑا اوس نے ان سے پردہ پس بھیجا ہمنے طرف اس کے روح اپنی کو پس صورت پکڑلی واسطے اس کے آدمی تندرست کی کہنے لگی مین پناہ پکڑتی ہون ساتھ

رحمان کے تجھسے اگر ہے تو پرہیزگار - اور معالم التنزیل مین مذکور ہے کہ حضرت امام حسن
رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ اس جہت سے نصاریٰ نے مشرق کو اپنا قبلہ مقرر کیا ہے
القصہ جب حضرت مریم کو بعد نہانے اور کپڑے پہننے کے حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت ایک مرد
سادہ عذار نیکو دیدار دکھائی دیے خاطر مین مرد بیگانہ کا دغدغہ پیدا ہوا اور یہ ڈرین اور کہا
پناہ مانگتی ہون مین تیرے شر سے ساتھ خدا کے حضرت جبرئیل نے جب انکو مضطر مشاہدہ کیا آیت
قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا ۝ قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم
اک بغیا ۝ قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا و
کان امرا مقضیا ۝ یعنے کہنے لگے سواے اس کے نہین کہ مین بھیجا ہوا ہون پروردگار تیرے کا
تو کہ بخش جاؤن تجکو لڑکا پاکیزہ کہا کیونکر ہوگا واسطے میرے لڑکا اور نہین ہاتھ لگایا مجھکو
کسی آدمی نے اور نہین مین بدکار کہا اسیطرح کہا پروردگا تیرے نے وہ اوپر میرے
آسان ہے اور تو کہ کرین ہم نشانی واسطے لوگون کے اور مہربانی اپنی طرف سے اور
ہے کام مقرر کیا پھر حضرت جبرئیل نے حضرت مریم کے قریب آن کر دور سے آستین یا گریبان
یا دامان مین پھونکا کہ اس کا اثر حضرت مریم کے شکم مین پہونچا اور حضرت مریم اسی دم
حاملہ ہوئین تفسیر بحر المواج مین مذکور ہے کہ حضرت زکریا بدستور عادت حضرت مریم کے
پاس آتے تھے ایک مرتبہ بسبب ہٹ جانے چادر کے اثر حمل بزرگی شکم سے ان کی مشاہدہ
کیا بدرجۂ غایت بدنامی و تہمت سے خوفناک ہوئے اور اپنی بی بی سے کہا کہ مریم حاملہ ہے
یہ کیا بلا ہوئی انہنے کہا یہ مریم وہ مریم نہووے جو ہمنے سنا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام جس
بغیر باپ کے پیدا ہوگا یہ باتین چھوڑ دو اور اسکو میرے پاس لے آؤ جب حضرت مریم
انکے گھر آئین تو حضرت زکریا کی بی بی کو بھی حضرت یحییٰ کا حمل تھا انہنے کہا کہ جو فرزند کہ میرے
پیٹ مین ہے اسنے تیرے فرزند کو کہ تیرے پیٹ مین ہے سجدہ کیا اور تواضع بجالایا تو سب
عورتون مین بہتر ہے اور حمل تیرا بہترین حملون کا ہے پھر حضرت زکریا کی بی بی نے معاملہ
اپنے حمل کا کہ ان کے حمل کے ساتھ ہوا تھا ظاہر کیا اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ اول
جس شخص نے کہ حمل مریم سے اطلاع پائی یوسف نجار ان کی خالہ کا بیٹا تھا کہ مسجد
بیت المقدس مین عبادت کیا کرتا تھا اور کبھی کبھی حضرت مریم کی خدمت مین حاضر
ہوکر پردہ کے باہر سے ان کے ساتھ کلام کرتا تھا جب یوسف نے حال مریم سے اطلاع
پائی نہایت حزین واندوہناک ہوا ایک دن ان سے کہا کہ مجکو تیرے زہد و تقوے مین شتباہ
واقع ہوا ہے چاہتا ہون کہ تجھ سے معلوم کرون حضرت مریم نے اجازت دی یوسف نے پوچھا کوئی زراعت

زراعت بے تخم اور تخم بے زراعت ہوئی ہے حضرت مریم نے جواب دیا کہ اگر تو کہتا ہے کہ خدا
تعالیٰ نے اول زراعت پیدا کی بے تخم ہوئے اور اگر کہے کہ پہلے بذر پیدا کیا تو وہ بدون زرع
کے موجود ہوا اور کہے کہ دونوں ساتھ اکٹھے پیدا کیے ہیں تو کون ایک دوسرے سے حاصل نہیں
ہوا پھر یوسف نے پوچھا کہ کوئی درخت نے بے آب نشو و نما پائی ہے حضرت مریم نے کہا کہ اول
خدا تعالیٰ نے درخت کو پیدا کیا ہے اور پھر پانی کو اسکے حیات کا سبب گردانا ہے الغرض کہ تیسری
مرتبہ یوسف نے باقی اظہر تصریح کی اور کہا کوئی فرزند بے وجود پدر وجود میں آیا ہے حضرت مریم نے
جواب دیا کہ بے پدر و مادر یعنی کہ آدم و حوا بے ماں باپ رکھتے تھے اور شان یوسف نے تصدیق مریم کے
قول کی کی اور کہا سوال بسبیل الطارق و حکمت کے تھا میں نے اپنے کلام سے استغفار کیا اب میں یہ اعتقاد
رکھتا ہوں کہ مجھکو اپنے حمل کی حقیقت سے آگاہ کر حضرت مریم نے جواب دیا کہ مجھکو اسطرح سے اللہ تعالیٰ نے
خطاب فرمایا ہے آیت یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیہا فی الدنیا والآخرۃ
ومن المقربین۔ یعنی اے مریم تحقیق اللہ بشارت دیتا ہے تجھکو ساتھ ایک بات کے اپنی طرف سے نام اسکا مسیح
عیسیٰ بیٹا مریم کا آبرو والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے نزدیک کیے گیوں سے۔ اور بعضے تفسیروں میں
لکھا ہے کہ جب حضرت مریم حاملہ ہوئیں شہر باہر ایک پہاڑ میں کہ جانب شرقی شہر ایلیا کے چھ کوس
دور ہے چلی گئیں اور معالم میں لکھا ہے کہ نو مہینے یا آٹھ مہینے کے بعد وضع حمل کیا اور کوئی آٹھواں سا
بچہ زندہ نہیں رہا مگر حضرت عیسیٰ یا چھ مہینے میں ایک ساعت میں خلقت ہوئی اور ایک ساعت میں
صورت اور ایک ساعت میں وضع حمل پایا کہ حمل اور وضع ایک ساعت میں ہوا الحاصل جب وضع
حمل نزدیک پہونچا حضرت مریم کو ندا آئی کہ اس شہر سے باہر جا کہ اگر تیری قوم تجھکو اس کیفیت سے
دیکھے گی تو تیرے فرزند کو مار ڈالے گی حضرت مریم نے قصد جانے کا کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے انکو رہبری کی اور یوسف نجار کے ساتھ بیت المقدس کے باہر آئیں اور روانہ ہوئیں دو
فرسخ راہ طے کی تھی کہ ایک قریہ میں قرا شام میں سے پہونچیں کہ اس کو بیت اللحم کہتے
ہیں اور بنا بر استیلائے درد ولادت مرکب سے اتریں اور ان کو درخت خرما سے
خشک دکھائی دیا اپنی پشت مبارک اس درخت پاس سے لگا کر شروع کیا کہ کاشکے مجھکو
اس واقعہ سے پہلے موت آئی کہ مجھکو نہ جانتا کوئی اب تمام احبار بیت المقدس
مجھے پہچانتے ہیں کہیں ان کے امام کی بیٹی ہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام نے مجھکو تربیت
کیا ہے اور اب تک میری بکارت زائل نہیں ہوئی اور کسی کو میں نے خاوند نہیں
کیا اب فرزند جنتی ہوں اس امر کے خجالت سے میں حیران ہوں کہ کیا
کروں اس اثناء میں باری تعالیٰ نے فرشتوں کو مع مایحتاج الیہ اس امر کے

بھیجا کہ وہ حضرت مریم کے پیٹ میں ایک فرزند مثل ماہ تابان اُس سے پیدا ہوا اور وہ درخت خرما
سبز ہو گیا اور ایک بارگی باردار ہو گیا باوجودیکہ موسم سرما تھا اور اُسکے نیچے ایک چشمہ آب رواں
ہوا اور سبزہ نیچے ظہور پکڑا اُسکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آواز دی کہ
اے مریم اندوہگین مت ہو اور کسی کی تمنا مت کر اور ہلا اس درخت خرما کو تا گرین خرما سے
تر و تازہ اور کھا تو بے اندازہ اور پی تو سلسبیل و نہار یہ آب خوشگوار اور طہارت کر۔ مدارک میں لکھا ہے
کہ جب سے رطب کھانی زچہ کو سنت ہوئی اور کہتے ہیں کہ کوئی چیز بہتر رطب سے زچہ کو اور بہتر شہد سے مریض
کو نہیں ہے پھر حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو نہلایا اور حریر بہشتی میں لپیٹ کر
حضرت مریم کی گود میں دیا اور کہا اگر کوئی تجھسے پوچھے کہ فرزند کیسا ہے تو کہنا کہ میں نے برائے
خداوندی روزہ نذر کیا ہے کہ آج کسی آدمی سے کلام نہ کرون اور حق تعالیٰ کے ساتھ مناجات میں مشغول ہون
اور اُس زمانہ میں انکا روزہ ترک کلام و طعام ہوتا تھا اور اسقدر واسطے اخفا کے رد اتقا باشارہ انہا
سے خبر دی چنانچہ بالتفصیل خدا تعالیٰ فرماتا ہے قال اللہ تعالیٰ فانتبذت به مكانا قصيا فاجاءها المخاض
الى جذع النخلة قالت يليتني مت قبل هذا وكنت نسيا منسيا فناداها من تحتها الا تحزني قد
جعل ربك تحتك سريا وهزي اليك بجذع النخلة تساقط عليك رطبا جنيا فكلي واشربي وقري
عينا فاما ترين من البشر احدا فقولي اني نذرت للرحمن صوما فلن اكلم اليوم انسيا ٥
یعنی جا پڑی ساتھ اُسکے مکان دور میں یعنے جنگل میں پس لے آیا اُسکو درد زہ طرف تنہ درخت خرما
کے کہا اے کاشکی میں مر گئی ہوتی پہلے اس سے اور ہو جاتی میں بھول بھلائی پس پکارا اُسکو نیچے سے
سے پس کہ مت غم کھا تحقیق کر دیا ہے پروردگار تیرے نے نیچے تیرے چشمہ اور ہلا طرف اپنے تنہ درخت
کھجور کے کہ وہ ڈالیگا اوپر تیرے کھجور تر و تازہ پس کھا اور پی اور ٹھنڈا رکھ آنکھ تو پس اگر دیکھے
تو آدمیوں میں سے کسی کو پس کہہ تحقیق میں نے نذر کیا ہے واسطے باری تعالیٰ کے روزہ ٥
پس ہرگز نہ بولونگی آج کے دن کسی آدمی سے فصل دوسری حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی رسالت اور ذکر بعضے معجزوں میں مواہب علیہ میں بیچ سورہ مریم کے لکھا ہے کہ
جب اہل مسجد نے اُس دن اُن کو محراب میں نہ پایا اُن کے ڈھونڈھنے میں مصروف ہو
ہر جگہ تلاش کرتے تھے اور ہر کسی سے پوچھتے تھے کہ کسی نے نشان دیا کہ فلان
جگہ دیکھا ہے یہ وہاں گئے تو ایتعالی فاتت به قومها تحمله قالوا يمريم لقد جئت شيئا
فريا يا اخت هرون ما كان ابوك امرا سوء وما كانت امك بغيا فاشارت اليه قالوا
كيف نكلم من كان في المهد صبيا قال اني عبد الله اتني الكتب وجعلني نبيا وجعلني
مبركا اين ما كنت واوصني بالصلوة والزكوة ما دمت حيا وبرا بوالدتي ولم يجعلني جبارا شقيا

والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاۃ یعنے پس آئی ساتھ اسکے قوم اپنی پاس گود مین
ہوئے اسکو کہنے لگے اے مریم تحقیق لائی تو ایک چیز عجیب اے بہن ہارون کی نہ تھا باپ تیرا آدمی
بُرائی کا اور نہ تھی ماں تیری بدکار پس اشارت کی طرف اُسکے کہا انھون نے کیونکر کلام کرین ہم اس
شخص سے کہ ہے بیچ گود کے لڑکا نے کہا تحقیق مین بندہ اللہ کا ہون دی ہے مجکو کتاب اور کیا ہے مجکو
نبی اور کیا ہے مجکو برکت والا جہان ہون مین اور حکم کیا ہے مجکو ساتھ نماز کے اور زکوۃ کے جبتک
رہون مین جیتا اور خوش سلوک ساتھ ماں اپنی کے اور نہین کیا مجکو سرکش بدبخت اور سلامتی ہے
اوپر میرے جسدن پیدا ہوا مین اور جس دن مرونگا مین اور جسدن اٹھونگا مین زندہ ہوکر
الغرض جب حضرت مریم نے ان کو دیکھا حضرت عیسے کو اٹھا کر انکی طرف متوجہ ہوئین بعد
اس کے کہ ان کی نظر حضرت مریم پر پڑی کہا اے مریم تو عجیب چیز لائی اور کہا اے خواہر ہارون
کہتے ہین حضرت مریم کا ایک بھائی تھا ہارون نام یا ایک مرد ہارون نام یا ایک وہ
صالح تھا بنی اسرائیل مین سے کہ مثل اُسکے صلاح اور زہد مین کوئی نہ تھا معالم مین لکھا ہے کہ اس نام
کے لوگ قوم بنی اسرائیل مین بہت تھے چنانچہ اُس کی وفات کے دن چالیس ہزار ہارون نامی
اور آدمیون کے شریک نماز جنازہ اُسکے ہوئے تھے۔ یا ہارون ایک فاسق تھا کہ ضرب المثل
اہل فسق کا ہوتا تھا پس کہا انھون نے اسے متمثل بہارون زاہدت اور مشہور ہین یا یہ کہ مانند
اُسکے فسق و فجور مین تیرا باپ عمران بد نہ تھا بلکہ تھا امام مسجد اقصے اور اشراف احبار سے اور نہ
تھی ماں تیری حنہ زناکار تو باوجود اس ماں باپ کے فرزند بے پدر کہان سے لائی حضرت مریم
نے حضرت عیسے کی طرف اشارت کی کہ اس سے کلام کرو اور جواب سنو انھون نے کہا ہم اس
سے کیونکر کلام کرین کہ یہ لڑکا قابل گہوارہ ہے اور فہم خطاب اور قدرت جواب نہین رکھتا ہے
کہتے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے یہ کلام انکا سنا پستان مادر کہ منہ مین تھی چھوڑ دی اور
بزبان فصیح اور بیان صحیح جواب دیا کہ مین بندہ خدا ہون دی مجکو اُسنے ایک کتاب یعنے ازل
مین حکم ہوا کہ انجیل مجکو عطا کرے گا امام ثعلبی نے لکھا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے کہا کہ تعلیم
کی ہے مجکو انجیل ماں کے پیٹ مین اور کیا مجکو پیغمبر کہتے ہین اُس حال مین حضرت عیسے پیغمبر تھے
اور کلام کرنا انکا معجزہ تھا۔ اور مدارک مین لکھا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام اُس ہنگام مین
ایکدن یا چالیس دن کے تھے اور کہا گردانا اللہ تعالے نے مجکو بابرکت اور بانفع جس جا کہ
ہون اور حکم کیا مجکو نیکو کار بہ نسبت مادر مہربان اور نہ کیا مجھے گردن کش کہ خلق کے ساتھ نیکو کار
بہ نسبت مادر مہربان اور نہ کیا مجھے گردن کش کہ خلق کے ساتھ تکبر کرون اور انکو ایذا دون
جب انھون نے یہ معجزہ حضرت عیسے علیہ السلام سے مشاہدہ کیا ظہور قدرت حق سبحانہ تعالے

میں حیران رہے تفسیر بحر المواج میں بیچ سورۂ آل عمران کے مذکور ہے کہ بعد ازین حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے کلام نہ کیا تا آنکہ اور لڑکون کی عمر کو پہونچے یعنی بالغ ہوئے اور بعد تین برس کے وحی بنا بر تبلیغ
شرائع اور احکام دین نازل ہوئی کہ معنی آیت ویکلم الناس فی المہد کے یہی ہیں اور باتین کریگا لوگون سے
بیچ گہوارے کے اسی سے عبارت ہے اور روایت ہے کہ اول انبیائے بنی اسرائیل میں سے
حضرت موسیٰ بن عمران تھے اور آخر حضرت عیسیٰ بن مریم اور بعضے روایت کرتے ہین کہ یہود حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آتے تھے اور حضرت عیسیٰ گہوارہ میں توریت پڑھا کرتے تھے اور یہ سنتے تھے
اور انکے ساتھ کلام کرتے تھے اور بحر المواج میں بیچ سورۂ مذکور کے تحت آیت ویعلمہ الکتب
والحکمۃ والتوریۃ والانجیل یعنے اور سکھاوے گا اسکو لکھنا اور حکمت اور توریت اور انجیل یہ بھی
لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں کوئی ان سے خوشخط نہیں تھا اور نہ کسی کو کوئی اس کمال
میں ان سے بہتر جانتا تھا اور روایت کیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معلم کے پاس لائے
معلم نے کہا کہو بسم اللہ حضرت عیسیٰ نے ایک لفظ جو اسکے آگے ہوتا تھا بدون تعلیم زیادہ کہتے تھے
جب اسنے کہا کہو ابجد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا معنے ابجد کیا ہین معلم نے کہا مین نہین جانتا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا الف علامت احدیت اسکی کا ہے اور با اسکی بزرگی اور بہا پر دلالت
کرتی ہے اور جیم اسکے جلال سے کنایت ہے اور دال اسکی دوام پر دال ہے معلم نے کہا جو شخص کہ
مجھسے علم میں بہتر ہووے اسکو کیونکر تعلیم کرون اور کیا سکھاؤن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مان
سے کہا اگر تعلیم نہین کرتا اسکو لڑکون میں بٹھاؤ اور اپنی مجلس سے باہر نہ جانے دے حضرت عیسیٰ
جب لڑکون میں بیٹھے جو کچھ کہ کھا کر آتے اور جو چیز کہ ان کے مان باپ انکے واسطے رکھ چھوڑتے
حضرت بتا دیتے مدارک میں لکھا ہے کہ اول جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لایا حضرت
یحیی تھے قولہ تعالی فلما احس عیسیٰ منہم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ
امنا باللہ واشہد بانا مسلمون ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاہدین ۝
ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنے پس جب دیکھا عیسیٰ علیہ السلام نے انسے کفر کہا کون ہین
مدد دینے والے طرف اللہ کے کہا حواریون نے کہ ہم ہین مدد دینے والے اللہ کے ایمان لائے
ہم ساتھ اللہ کے اور تو گواہ رہ ساتھ اسکے کہ ہم مطیع ہین اے پروردگار ہمارے
ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے کہ اوتاری تونے اور پیروی کی ہمنے رسول کی پس
لکھ ہمکو ساتھ شاہدون کے اور مکر کیا انھون نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ نیک
مکر کرنے والا ہے مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام حد بلوغ
کو پہونچے فرمان الہی بنی اسرائیل کو دعوت کرنی شروع کی اور یہ ایمان

نہ لاسکتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ایک لڑکے کے کہنے سے حضرت موسیٰ کے دین کو نہیں چھوڑیں گے
بعضے یہود انکے قتل پر مستعد اور آمادہ ہوئے اور جھٹلانے ناشائستہ حضرت کی نسبت کہے اور بقدم
تمرد اور انکار پیش آئے لیکن حواری ایمان لائے اور کہا ہم ہیں انصار اللہ بعض مورخین کہتے ہیں
کہ یہ دھوبی تھے کہ دریائے نیل کے کنارے پر کپڑے دھویا کرتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ شام سے
مصر کو جاتے تھے ادھر گذرے اور کہا کپڑوں کو سفید اور پاکیزہ کرتے ہو اگر میری یاری قبول کرو تو میں تمہارے
دلوں کو ظلمت کفر اور ضلالت سے بنور توحید اور ایمان پاک اور روشن کر دوں کہ اپنی لوح نفوس کو جرائم
وضلال سے دھونا بہتر ہے کپڑوں کے سفید کرنے سے کعب الاحبار کہتا ہے کہ تحریر بعضے بعض ہے کہ یہ بنا بر اس کے
کہ کپڑوں کو دھو کر سفید کرتے تھے موسوم بحواریین ہوئے اور ایمان لا کر حضرت کے ساتھ ہو لیے اور ایک
گروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ رنگریز تھے تفصیل اسکی یہ ہے کہ تفسیر زاہدی میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی ماں ان کو جس معلم کو سونپتیں وہ انکے علم کو اپنے علم سے زیادہ پاتا اور تعلیم نہ کر سکتا آخر الامر ان کی
ماں نے ان کو ایک رنگریز کو سپرد کیا کہ اس ہنر سے بہرہ مند ہوں ایکدن وہ رنگریز کہیں گیا تھا
حضرت جتنے کپڑے رنگوائی کے کہ اسکی دوکان میں تھے سب کو اکٹھا خم نیل میں ڈال دیا جب وہ
رنگریز آیا کپڑوں کو وہاں نہ دیکھا اندوہناک ہوا حضرت نے کہا غم نہ کھاو کہ وہ کپڑے خم نیل میں ڈال دیے
ہیں رنگریز اور زیادہ غمناک ہوا کہ مجکو مختلف رنگ مطلوب تھے یہ کیا غضب کیا کہ سب نیل میں
ڈال دیے اب لوگوں کو کیا جواب دوں گا حضرت نے کہا مضطرب اور غمگین نہ ہو جس کسی کو
جس رنگ کا کپڑا مطلوب ہوگا نکال دوں گا چنانچہ جس طرح کے کپڑے رنگین -
سکا کوئی طالب آیا حضرت نے اسی رنگ کا نکال دیا رنگریز حیران اور متعجب ہوا لوگوں
نے کہا کہ یہ کپڑے بل گئے ہیں ان کو دھوؤ تا معلوم ہو کہ یہ بدل گیا یا نہیں جب
جس کپڑے کو دھویا اُسکا رنگ خوبتر اور روشن تر پایا پس وہ رنگریز اور سب مالکان پارچہ
حضرت کے ساتھ ایمان لائے اور خانمان چھوڑ کر ہمراہ ہوئے اور کہتے ہیں کہ یہ بارہ آدمی
تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت نے ایک گروہ کو دیکھا کہ مچھلیاں پکڑ رہے ہیں کہا
میرے پاس آؤ تا کہ اس سے بہتر شکار کریں انھوں نے کہا وہ کیا شکار ہے حضرت
نے کہا دام توجہ دریائے توحید میں ڈالیں اگر یہاں شکار ماہی کرتے ہو وہاں شکار ارشاد الٰہی
کا ہی یعنے دکھا تو ہمکو اشیاء غیبی کہ وہ حقیقت میں ہیں کریں اور معالم
میں لکھا ہے کہ حضرت نے کہا آدمیوں کو شکار کریں انھوں نے کہا تو کون ہے کہا میں ہوں
عیسیٰ بن مریم عبد اللہ اور رسول خدا یہ سب حضرت کے ساتھ ایمان لائے اور ہمراہ ہو گئے بعضے
روایت کرتے ہیں کہ اول وہ چیز کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس کی دعوت کے ساتھ مامور ہوئے گفتار توحید کی

بعد ازان اقرار نبوت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجا لاوے واذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل
انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوریۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما
جاءہم بالبینات قالوا ہذا سحر مبین یعنے اور جسوقت کہا عیسیٰ بیٹے مریم کے نے اے بنی اسرائیل
تحقیق مین رسول خدا کا ہون طرف تمہارے ماننے والا واسطے اس چیز کے کہ آگے میرے ہے توریت
سے اور خوشخبری دینے والا ساتھ اس پیغمبر کے کہ آویگا پیچھے میرے نام اسکا احمد ہے پس جب آیا
اُنکے پاس وہ پیغمبر ساتھ دلیلوں ظاہر کے کہا انھون نے یہ جادو ہے ظاہر۔ مفسرین نے روایت
کی ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام دنیا مین محمد رکھا گیا اور فرشتون مین
احمد اور لکہا ہے کہ پشم کا طاقیہ سر پر اور جامہ پشمین در بر اور ایک عصا در دست لیکر
سیاحت کیا کرتے تھے اور جہان کہ رات ہو جاتی تھی وہین رہ پڑتے تھے ظلمت لیل سائبان اور
زمین بستر اور پتھر تکیہ انکا ہوتے تھے اور غذا حضرت کی بناس پتا ہوتی تھی اور ہرگز بوجود ان
اور فقدان کسی چیز دنیا کی سے شادمان اور اندوہناک نہ ہوتے تھے اور آبادی مین نان جوین
کہاتے تھے اور پیادہ پا سیر کرتے تھے اور عورتون کے ساتھ مطلق اختلاط نہ فرماتے
تھے اور ساتھ سونگھنے خوشبوؤن کے مائل نہ ہوتے تھے اور درپے تحصیل قوت چاشت وشام
نہ رہتے تھے اور جبکہ تناول نان جوین مشغول ہوتے تو زمین پر رکھکر نوش کرتے غرض کہ
بطریق دنیا دارون کے تا اکل وشرب وغیرہ مین رہا ہستہ تکلفات سے ہرگز ہرگز منظور نظر
حضرت کے نہوتے تھے اور اندک چیز جو حضرت کو دستیاب مین میسر ہوتی اسی پہ قناعت کرتے
اور فرماتے کہ حلال مین حساب اور حرام مین عذاب ہے واسطے اس شخص کے کہ مر جاویگا بسبب کہتے ہین کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام زہد اور ترک دنیا مین یہانتک درجہ رکھتے تھے کہ اُن کے پاس سوا ایک شانہ
اور کوزے کے کچھ نہ تھا اور ایک روز ایک شخص کو دیکھا کہ اوک سے پانی پیتا ہے آپنے کوزے کو بھی
پھینک دیا اور ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے داڑھی سنوار رہا ہے انھون نے شانہ بھی پھینک
دیا اور تا زیست اپنے واسطے گھر نہ بنایا نقل ہے کہ حضرت ایک جماعت مومنین کے ساتھ
صحرا مین چلے جاتے تھے کہ ایک لومڑی اثناء راہ مین ان کے روبرو آئی حضرت نے
پوچھا اے روباہ تو کہان سے آتی ہے کہا اپنے گھر سے حضرت نے فرمایا لومڑی کا تو گھر ہے ولیکن
پسر مریم کا گھر نہین مومنین نے کہا یا روح اللہ اگر اجازت ہو تو ہم حضرت کے واسطے گھر
بنا دین جواب دیا کہ مین گھر کیا کرونگا اگر میری عمر دراز ہووے تو وہ عذاب ہو جاوے گا اور
اگر وہ کوتاہ ہووے تو کوئی اور اس مین رہیگا اصحاب نے اس باب مین مبالغہ سے عرض کیا
حضرت انکے ساتھ کنارہ دریا پر گئے اور کہا اگر ہو سکے تو اس موج متلاطم پر گھر بناؤ انھون نے عرض کیا

کوئی بنا موج سے قائم نہین رہتی بلکہ موجود نہین ہوسکتی حضرت نے فرمایا نسبت دنیا با آخرت اسیطرح
ہے جیسے کہ دنیا ایک دریا ہے اسکی موجین آتی ہین اور آدمیون کو غرق کرتی ہین اسمین گھر بنانا
نہین چاہیے کہ پھر ایک مرتبہ حوارین نے حضرت سے التماس کیا کہ اگر حکم ہووے تو ہم کوئی مرکب
حضرت کیواسطے پیدا کرین تا مشقت پیادہ روی سے حضرت خلاصی پاوین کہا اسکی قیمت دینے
مین مین عاجز ہون انہون نے عرض کیا ہے قیمت حاضر کرین گے چنانچہ وہ حضرت کے لیے ایک مرکب
خرید کر لائے اور آپ ایکدن اسپر سوار ہوئے جب شام ہوئی تو دل حضرت شریف مین آئے وانداز
علت مرکب کا فکر ان پیدا ہوا اسکو اسیوقت لانیوالونکو واپس کیا اور کہا مین بیزار ہون
ایسی چیز سے کہ میرا دل اپنی طرف مشغول کرے اور ایک دم یاد الٰہی سے باز رکھے اور روایت کرتے
ہین کہ ایک دن تین شخصون کے ساتھ حضرت چلے جاتے تھے کہ ناگاہ دو خشت زرین اثنائے راہ مین
حضرت کے رفیقونکو نظر پڑین انہون نے انکے تصرف پر میل کیا اور حضرت عیسیٰ نے اپنے یارونسے
منع فرمایا کہ فرمایا کہ یہ دونون تمہاری ہلاکت کا موجب ہونگی بہتر ہے کہ انپر طمع نہ کرو اور اگر تمکو
پسند نہین ہے تو تم یہین ٹھہر جاؤ مین ایک ضرورت کو جاتا ہون تمہارے ہمراہ ٹھہر نہین سکتا
یہ کہکر حضرت انکو چھوڑ کر آگے روانہ ہوئے جب انکی نظر سے غائب ہوئے ایک ان مین سے
کھانا لانے کے واسطے گیا اور ان دو شخصون نے باہم قرار دیا کہ یہ شخص جو ہم سے جدا ہو کر گیا ہے آوے
تو اسکو باتفاق مار ڈالا چاہیے تا ہم دونون مین اینٹون کی قیمت مساوی ہووے اور کسیکو زیادہ
تو بانٹ لیجئے اور ادھر اس کھانا لانیوالے کی خاطر مین بسبب افراط طمع کے یہ خطور ہوا کہ اگر
یہ دونون مر جاوین کسی حیلے سے تو یہ دونون خشت زرین میرے ہاتھ آوین اور تقسیم کرنے نہ پہنچے
چنانچہ اس ارادہ پر جازم ہوکر اسنے طعام مین زہر ملایا تا اسکے کھانے سے ہی وہ
دونون مر جاوین۔ القصہ بعد ازان کہ اس شخص نے بازار سے مراجعت کی ان دونون
نے متفق ہوکر اسکو مار ڈالا پھر اس کھانے کو جو تھی زہر مار کیا بجز تناول طعام مسموم بسبب تو
سمیت راہی عالم آخرت ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بعد از فراغ مقصد اتفاقاً اسی
راہ سے معاودت کی اور انکو اسیطرح تقدیر کو وہان مردہ پایا تو کہا ہکذا تصنع الدنیا باہلہا یعنی
اسیطرح پیش آتی ہے دنیا ساتھ ارباب اپنے کے پھر حضرت نے وہان سے آکر بفرمان رب جلیل
بنی اسرائیل کو دعوت کی اور کہا قال اللہ تعالیٰ انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین
کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ
وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مؤمنین ترجمہ یعنی
کہ تحقیق آیا ہون مین تمہارے پاس ساتھ ایک نشانی کے پروردگار تمہارے کی طرف سے یہ کہ بناتا ہون مین

واسطے تمہارے مٹی سے مانند صورت جانور کے پس پھونکتا ہون مین بیچ اُسکے ہو جاتا ہے جانور ساتھ حکم اللہ کے اور چنگا کرتا ہون مین پیٹ کے اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہون مردون کو ساتھ حکم اللہ کے اور خبر دیتا ہون ساتھ اُس چیز کے کہ کھاتے ہو تم اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو بیچ گھر اپنے کے تحقیق بیچ اُسکے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے تفصیل اس مجمل کی یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کہا اپنے پروردگار کے پاس سے معجزے لایا ہون ایک یہ کہ مٹی کا جانور بناؤن اور اُس مین اپنا دم پھونکون بحکم الٰہی وہ جانور جاندار ہو کر پرواز کرتا پھرے کہتے ہین بنی اسرائیل نے بنا بر تصدیق اقوی یہ شب پرک یعنے چمگادڑ اختیار کی حضرت عیسےٰ مٹی کی چمگادڑ بناتے اور اُسکو اپنے ہاتھ مین لیکر اسپر پھونک مارتے تھے وہ بقدرت ایزد سبحانہ بالائے زمین اور زیر آسمان اُڑتی پھرتی تھی اور کہتے ہین کہ جب نظر خلق سے غائب ہو جاتی تھی تو مرکر زمین پر گر پڑتی تھی اور کہا یہ کہ مادر زاد اندھے کو باذن اللہ بینا اور ابرص یعنے کوڑھی کو بامر خدا اُس علت سے اچھا کر دیتا ہون۔ روایت کرتے ہین کبھی ہوتا تھا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پاس پچاس ہزار مریض جمع ہوتے تھے اور اُن کی مسیحا نفسی سے اچھے ہو جاتے تھے اور جو کہ حاضر ہونے کی طاقت نرکھتے تھے حضرت آپ اُن پاس جاکر علاج معالجہ فرماتے تھے اور یہ اثر دعا اور اسم اعظم سے تھا حکایت کی ہے کہ جب یہ خبر جالینوس حکیم کو پہونچی کہ وہ اُستاد اطبا اور حکما اُسوقت کا تھا اُسکو کمال تعجب ہوا کہ کور مادرزاد اور صاحب برص کہ جسکے داغ سفید مین سے خون نہ نکلے وہ کیونکر اچھا ہوتا ہے کس واسطے کہ موجب قواعد اطبا اور قانون حکما وہ علاج پذیر نہین ہوتا اور کسی دارو اور صنعت سے صحت نہین قبول کرتا مگر یہ اثر اعجاز ہو پس جالینوس حکیم بنا بر مشاہدہ اُس حال کے حضرت کے پاس آیا یہ چشم کور مادرزاد اور سفید داغ پر اپنے ہاتھ سے مسح کرتے تھے وہ اچھا ہو جاتا تھا اُسنے بچشم خود دیکھا اور فراست سے جانا کہ انبیا مین سے ہین اور یہ انکا معجزہ ہے ولیکن ایمان نہ لایا اور پھر وطن کو چلا گیا۔ لکھا ہے کہ پھر بنی اسرائیل نے زندہ کرنا مردہ کا حضرت سے چاہا حضرت نے کہا مردون کو بھی زندہ کرتا ہون بفرمان خداے تعالےٰ اور بعضے کہتے ہین چار مردون کو زندہ کیا چنانچہ ایک روایت سے سام بن نوح علیہ السلام کو بھی کہ قریب چار ہزار برس کے اُن کے مرنے سے ہوئے تھے زندہ کیا تفسیر جلالین مین لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بھی کہ سام کو زندہ کیا تھا خداے تعالےٰ نے اُسی ساعت اُسے پھر مار ڈالا اور تین اور جو زندہ ہو گئے تھے جیتے رہے اور اُن کے ہان اولاد بھی ہوئی کافرون نے کہا یہ عمل تو بمعالجہ اور افسون ممکن ہے جو کچھ کھاتے اور رکھتے اور گھر کے واسطے رکھ چھوڑتے ہین اُسپر آگاہ ہو ویے تو حجت اور برہان روشن ہو حضرت عیسےٰ

علیہ السلام جو کہ حقیقت حال ہوئی تھی وہ بیان کر دیتے اور یہ کافر پھر بھی ایمان نہ لاتے تھے ارباب
اخبار لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا ولایت نصیبین میں نہایت
متکبر اور جبار حضرت عیسیٰ اسکی ہدایت کے واسطے مامور ہوئے جب حوالی بلدہ میں پہنچے حوار
یین سے مخاطب ہو کر کہا تم میں کون ہے کہ اس شہر میں جا کر ندا کرے کہ عیسیٰ علیہ السلام بندہ اور رسول خدا
ہے اور کلمہ اسکا ہے ہی تمہاری طرف متوجہ ہوا ہے انمیں ایک شخص نے یعقوب نام کہا یا روح اللہ
میں جاتا ہوں حضرت مسیح نے فرمایا ہے جا اول اول جو شخص کہ مجھے کریگا تو ہوگا بعد ازین ایک
نے موسوم دوران میں سے کہ اسکو توان کہتے تھے مرافقت یعقوب کے واسطے التماس کیا حضرت
عیسیٰ نے اسکو بھی رخصت دی اور کہا اسے توان تقدیرات میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو عنقریب
کسی بلا میں گرفتار ہووے پھر شمعون نے کہا یا روح اللہ اگر اجازت ہو تو تیسرا میں بھی ان کے ساتھ
جاؤں بشرطیکہ اگر ہنگام اضطرار حضرت کو اپنی فریاد رسی کے واسطے طلب کروں تو بلا التفات
دریغ فرمادیں التماس کو بھی مرخص ہوا اور تینوں شخص باہم روان ہوئے شمعون نے شہر کے باہر
توقف کیا اور کہا تم دونوں جاؤ اور جس طرح حضرت نے فرمایا ہے بجا لاؤ اگر کوئی تمکو کروہ پہنچے
گا تو میں اس باب میں کوئی تدبیر کرونگا اور اہل نصیبین میں پہونچنے سے پہلے حدیث مسیح اور
مریم کو اعداء دین نے باقبح وجہ اس شہر میں شہرت دی تھی یعقوب اور توان نے شہر میں آکر
آواز دی الا ان عیسیٰ روح اللہ وکلمتہ وعبدہ ورسولہ قد اتاکم یعنی آپ عیسیٰ روح اللہ
ہے اور کلمہ اسکا اور بندہ اسکا ہے اور رسول اسکا ہے اور تحقیق آیا ہے تمہارے پاس ایک خلقت
اس آواز کے سنتے ہی ان کے پاس جمع ہوئی اور پوچھا کہ قائل اس کلام کا تم دونوں میں سے
کون سا ہے یعقوب نے اپنی گفتار سے تبرا کیا اور منکر ہوا اور توان نے کہا کہ یہ قول مجھ سے صادر ہوا ہے
آدمیوں نے اسکو بکذب متہم کر کے درباره عیسیٰ و مریم سخنان ناپسندیده کہے اور پکڑ کر بادشاہ
کے پاس لے گئے بادشاہ نے کہا اس قول سے تو پھر جا کہ الا میں تجھکو مروا ڈالونگا اس نے
اس امر سے انکار کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اور اسکی آنکھوں
میں نیل کی سلائیاں پھیر کر مزبلہ میں ڈال دو شمعون یہ قصہ سنکر شہر میں آیا اور بعد از
حصول ملازمت بادشاہ عرض کیا کہ امیدوار فضل و کرم شہریاری ہے اسطرح ہوں
کہ ساتھ پوچھنے چند امر کے اس ابتلا سے رخصت پاؤں بادشاہ نے اجازت دی شمعون
نے مزبلہ پر جا کر توان سے پوچھا کہ تیرا کلام کیا ہے کہا میں کہتا ہوں کہ عیسیٰ روح اللہ اور بندہ
اور رسول اسکا ہے شمعون نے استفسار کیا کہ علامت صدق اس کلام کی کیا ہے جواب دیا
کہ وہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی اور سب طرح کے مریض کو علاج کرتا ہے شمعون نے کہا

کرا طلبا اسی فعل مین اُسکے ساتھ شریک ہین کوئی اور آیت رکھتا ہے کہا جو کچھ کہ آدمی اپنے گھرون مین
کھاتے ہین اور پھر کے واسطے رکھ چھوڑتے ہین بتا دیتا ہے شمعون نے کہا یہ کاہنون کے افعال مین سے ہے
پھر کوئی اور مصدق اپنے دعوے پر رکھتا ہے کہا باذن خداوند تعالی مردہ زندہ کرتا ہے شمعون نے بادشاہ
سے جا کر کہا یہ مسکین مبتلا ایک امر عظیم کا نام لیتا ہے کہ عیسیٰ سے صادر ہوتا ہے اور یہ کار بجز قادر مختار یا اسکے
رسول سے صادر نہین ہو سکتا ہے اور فعل رسول بھی اس باب مین اذن دہندہ رب الارباب پر منحصر
ہے اور کسی ساحر اور کذاب کو وحی قدیم اس باب مین اذن اور اختیار عطا نہین کرتا ہے
اگر عیسیٰ رسول خدا نہوگا تو مردہ ہرگز نہین کر سکیگا اب مصلحت یون ہے کہ عیسیٰ کو ہم مطلب کرتے
ہین اور اسکو اس امر مین کہ یہ شخص اُسکے ساتھ نسبت کرتا ہے آزماتے ہین اگر عیسیٰ ان باتون مین
بقدم انکار پیش آتا ہے اُسکے فرستادہ کو ساتھ جس عذاب کے کہ مقدور ہوگا تعذیب کرنا اور اگر عیسیٰ
مردہ کو زندہ کرے یہ صورت کہ بذاتہ کمال بعید معلوم ہوتی ہے ہم اسکے ساتھ ایمان لاوینگے
کس واسطے کہ احیاء موتی دلیل قاطع اور حجت ساطع ہے صدق نبوت اور رسالت اُسکی پر بادشاہ
حدیث شمعون پسند آئی اور باحضار روح اللہ حکم دیا اُسیوقت حضرت عیسیٰ جلوہ افروز ہوئے اور
مجلس نے بقدوم میمنت لزوم سبکی طراوت تازہ اور رونق بے اندازہ قبول کی بادشاہ نے شمعون
کو امر کیا تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بقیل وقال اور جواب وسوال مشغول ہووے شمعون نے
حضرت مسیح سے بادشاہ کے روبرو کہا کہ یہ تیرا فرستادہ کہ ہمارے بادشاہ کے غضب مین گرفتار
ہے گواہی دیتا ہے کہ تو رسول خدا ہے فرمایا سچ کہا ہے پھر شمعون نے کہا یہ گمان کرتا ہے کہ
تو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کا علاج کرتا ہے اور تمام بیمارون کو شفا بخشتا ہے جواب
دیا کہ اس کا گمان مطابق واقع ہے پھر شمعون نے کہا اسی طرح یہ قرار پایا ہے کہ جو کچھ
کہ تو ان تیرے ساتھ نسبت کرتا ہے اگر تجھ سے نہو سکے تو تجھکو اور تیرے اصحابون کو
ہم قتل کر ڈالین قال عیسیٰ نعم فقال شمعون قائد اعلیها حبلت یعنی کہا عیسیٰ نے منظور ہیں
کہا شمعون نے پس تو ابتدا کر ساتھ بیمار کے حضرت مسیح نے دست دعا کے بر بدن تو
مان کو مفاصل پر رکھ کر اپنا ہاتھ اسپر کھینچا بقدرت ایزدی بحال اول ہو گیا پھر دست اعجاز اس
کی آنکھون پر ملا آنکھین روشن ہوگئین شمعون نے بادشاہ سے کہا اے خسرو یہ ایک آیت
ہے آیات نبوت اُسکی سے اور پھر شمعون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے التماس کیا کہ تو ہمکو
خبر دے کہ حضار مجلس نے شب کو کیا کیا کھایا ہے اور کیا کیا رکھ چھوڑا ہے حضرت مسیح نے ایک
ایک ایک سے خطاب کرنا شروع کیا کہ تو نے کل فلان چیز کھائی تھی
اور فلان چیز رکھی ہے دوبارہ شمعون نے حضرت نبوی سے کہا کہ فرستادہ گمان کرتا

ہے

سے ہے کہ تو مٹی کے جانور بناتا ہے اور ہوا انہین پھونکتا ہے اور وہ فضا ے ہوا مین طیران کرتے ہین بادشاہ چاہتا ہے کہ اس عجیب اور غریب کو مشاہدہ کرے حضرت نے کہا کہ کون سے جانور کی صورت مطلوب ہے کہا خفاش یعنے چمگادڑ کہ عجائب طیور سے ہے قصہ کوتاہ و نفخ فیہ فطار یعنے پس صورت بنائی حضرت نے اُسکی اور پھونکا پیچ اُسکے پس اُڑنے لگی وہ مسلمان فارسی سے منقول ہے کہ بعد ازین کہ جمیع رنجور اور مریض نصیبین نے شفا پائی حضرت روح اللہ سے التماس کیا کہ مردہ کو زندہ کرین حضرت نے کہا جو مردہ کہ مقرر ہو وے باذن حی لایموت اُسکو زندہ کرون کہا سام بن نوح کہ ہمارا اور تمھارا باپ ہے اگر ہمین انفاس متبرکہ حضرت کے زندہ ہو جاوے تو کیا دور اور بعید ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے قبول کیا اور قوم کو مع بادشاہ کے قبر سام پر لے گئے اور وہان جاکر دو رکعت نماز پڑھین اور دست بدعا بلند کیے بعد از فراغ دعا سام کو ندا کی کہ یا سام قم باذن اللہ یعنی بفرمان خالق ارض و سما کھڑا ہو آنکہ شق ہوئی اور ایک شخص سفید الرأس واللحیہ قبر مین سے نکلا اور کہا لبیک یا روح اللہ پھر قوم سے خطاب کیا کہ ایہا الناس یہ عیسےٰ علیہ السلام بن مریم صدیقہ مبارک اور روح اللہ ہے اور کلمہ اُسکا ہے کہ اُسکی طرف القا کیا ہے چاہیے کہ اُسکی نبوت پر تصدیق کر کر اُس کی متابعت کرو اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے حضرت سام سے پوچھا کہ تمھارے زمانہ مین معمول نہ تھا کہ آدمیون کے بال سفید ہو دین یہ کیا حال ہے کہ تمھارا سر اور داڑھی سفید ہے جواب دیا کہ جب تیری آواز سنی مین نے گمان کیا کہ قیامت قائم ہوئی ہول روز رستخیز سے میرے بال سفید ہو گئے پھر حضرت عیسےٰ نے سوال کیا کہ تمکو مرے کتنے برس گزرے ہین کہا چار ہزار سال حضرت عیسوی نے کہا کہو تو دعا کرون کہ خدا ے تعالےٰ تمکو عمر عطا کرے کہ چند مدت پھر زندہ رہو سام نے کہا چون کہ آخر الامر شربت ناگوار مرگ پھر چکھنا پڑے گا زندگانی فانی مین نہین چاہتا اور اب تک تلخی جان کنی میرے حلق مین موجود ہے اب یہی میری درخواست ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ سے سوال کر تا مجکو جوار رحمت اپنی کے ساتھ و اصل کرے حضرت عیسےٰ علیہ السلام دست بدعا ہوئے اور سام نے بحال اول معاودت کی اور اجزا ے خاک نے باہم اتصال پایا سلمان فارسی کہتا ہے جب یہ معجزہ مشاہدہ کیا بادشاہ نصیبین مع جنود اور توابع حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے ایمان لائے اور ایک غرائب واقعات اور بدائع معجزات حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے ظہور مائدہ ہے آیت قال الحواریون یا عیسےٰ ابن مریم هل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء یعنے جس وقت کہا حواریون نے

اے عیسیٰ بیٹے مریم کے آیا کر سکتا ہے پروردگار تیرا یہ کہ اتارے اوپر ہمارے خوان آسمان سے تفسیر
مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ ابن عباس نے نقل کی ہے اور معالم اور انوار التنزیل میں بھی مذکور
ہے کہ جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے ایمان لائے تھے انھوں نے ایکدن کہا اے
عیسیٰ علیہ السلام ہو سکتا ہے کہ خداے تعالےٰ نازل کرے ہم پر ایک خوان آسمان سے کہ اس میں
کچھ طعام ہووے تا اسکے مشاہدہ سے علم عیانی قدرت ربانی پر ہمکو حاصل ہووے
آیت قال اتقوا اللہ ان کنتم مومنین یعنی کہا ڈرو اللہ سے اگر ایمان والے اور واسطے
عطا اس التماس کے تیس روز تک روزے رکھو چنانچہ انھوں نے بموجب فرمانے کے
تیس دن کے روزے رکھے پھر عیسیٰ نے لباس پشمینہ پہنکر دعا کی آیت قال عیسی ابن مریم اللھم
ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا وآیۃ منک وارزقنا وانت
خیر الرازقین ۞ قال اللہ انی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ احدا من العلمین ۞
یعنے کہا عیسیٰ بیٹے مریم کے نے یا اللہ پروردگار ہمارے اتار اوپر ہمارے خوان آسمان سے ہووے
واسطے ہمارے عید اول ہمارے کو اور آخر ہمارے کو اور نشانی تیری طرف سے اور رزق دے
ہمکو اور تو بہتر رزق دینے والا ہے کہا اللہ نے تحقیق میں اتارنے والا ہوں اوپر تمہارے
پس جو کوئی کفر کرے پیچھے اسکے تم میں سے پس تحقیق میں عذاب کرونگا اوس کو کہ نہ عذاب
کرونگا وہ کسی کو عالموں سے ۔ القصہ حق سبحانہ تعالےٰ نے ایک سفرہ سرخ دو ٹکڑوں ابر
کے بیچ اتارا اور آدمی دیکھتے تھے کہ وہ زمین پر آ ٹھہرا ان کے درمیان گرا حضرت
عیسیٰ علیہ السلام رونے لگے اور کہا خداوند مجھکو شاکر گردان اور اس خوان
کو رحمت کر اور عقوبت نہ کر پھر نماز پڑھی اور رویا کیے اور بسم اللہ خیر الرازقین کہکر
خوان پوشش اس سفرہ پر سے اٹھایا تو ایک خوان ظاہر ہوا کہ اوس پر ایک
مچھلی بھنی ہوئی تھی کہ پوست اور خار نہ رکھتی تھی اور روغن اوس سے ٹپکتا تھا اور نزدیک
سر اوس کے نمک اور نزدیک دم سرکہ رکھا ہوا اور گردا گرد انواع طرح کے
ساگ پات اور پانچ گردہ روٹیوں کے رکھے ہوئے کہ ایک پر روغن زیتون اور
ایک پر شہد اور ایک پر گھی اور ایک پر پنیر اور ایک پر خشک گوشت تھا اور پانچ
انار بھی روایت میں آئے ہیں ایک نے ان میں سے کہا یا روح اللہ یہ طعام دنیا میں
سے ہے یا طعام آخرت میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا نہ یہ طعام دنیا
ہے نہ یہ طعام آخرت بلکہ یہ ایک طعام ہے کہ حق تعالےٰ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا
ہے یہ وہ ہے کہ جو کچھ تمنے طلب کیا تھا اور شکر کرو تا نعمت زیادہ ہووے پھر انھوں نے کہا یا روح اللہ

اگر اس معجزہ مین ایک اور معجزہ ہمکو دکھا دے تو موجب زیادتی یقین کا ہمکو ہو دے حضرت نے
اُس ماہی بریان سے کہا کہ زندہ ہوا سے ماہی بفرمان الٰہی فی الحال وہ مچھلی زندہ ہوگئی اور حرکت
مین آئی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بحال اول ہوجا اسے مچھلی وہ پھر ویسی ہی ہوگئی انھون نے
مارے ڈر کے اسمین سے کچھ نہ کھایا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فقیرون اور بیمارون اور
دل فگارونکو اُن مین سے طلب کیا اور انکو کہا کھاؤ کہ یہ تمھارے واسطے عطا ہے اور ہمون کے واسطے
بلا ہے پس ایک ہزار تین سو آدمیون نے بر طبق روایت مواہب علیہ یا ہزار یا تیرہ سو یا پانچ ہزار
نے موافق روایت تفسیر بحر المواج یا پانچ لاکھ نے مطابق روایت تفسیر زاہدی اُس کھانے مین سے
کھایا چونکہ اُس خوان پر کچھ کم نہوئی جب فقیر نے اُس مین سے کھایا وہ تونگر ہوا اور جب
بیمار نے تناول کیا اُسنے شفا پائی اور جب دلفگار نے نوش کیا مسرور وار بخوش ہوا پھر وہ
خوان آسمان پر چلا گیا تفسیر زاہدی اور مدارک اور انوار التنزیل مین لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین
وہ ایک روز نازل ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ سات دن تک آیا کیا اور بعضون کے نزدیک
چالیس دن تک اور زاہدی اور بحر المواج اور انوار التنزیل مین لکھا ہے کہ فقیر اور غنی اور
صغیر اور کبیر اُس مین سے کھاتے تھے اور ایک دن آتا تھا اور ایک دن نہین پھر وحی
آئی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام یہ کھانا فقیرونکو ہی کھلا تونگرون کو نہ دے اس حکم سے
تونگر مضطرب ہوکر اس مین شک لائے اور سحر پر حمل کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
انکے واسطے بددعا کی کہ یارب اس گروہ پر عذاب نازل کر کہ کسی قوم پر بھیجا ہو پس
تراسی آدمی بقول صاحب انوار التنزیل یا تینتیس اور ایک روایت سے تین سو
تینتیس بقول صاحب بحر المواج ومعالم التنزیل یا پانچ ہزار آدمی بقول صاحب
تفسیر زاہدی مسخ ہوکر بصورت خوک ہوگئے خلقت نے جب ان کو اس صورت سے
دیکھا عذاب خدا سے ڈرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام روتے اور یہ بھی رونے لگے اور وہ جماعت کہ مسخ ہوئی تھی حضرت عیسیٰ
کی طرف دیکھتے تھے اور روتے تھے اگرچہ گویائی کی طاقت نہ رکھتے تھے لیکن بزبان
حال زاری کرتے اور اشارۃً اپنے گناہ پر مقر رہتے اور گلی کوچہ مین نجاست کھاتے
پھرتے تھے اور بعد تین دن کے سب مر گئے۔ ارشاد مین لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ
اور حضرت یحییٰ آپس مین خالہ زاد تھے۔ ایک دن حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ
سے کہا کہ تم ہمیشہ اپنے تازہ رو اور خندان رہتے ہو کہ گویا عذاب خدا سے ایمن ہوگئے
ہو حضرت عیسیٰ نے اُن سے کہا کہ تم ہمیشہ ایسے غمناک رہتے ہو کہ گویا رحمت خدا تعالیٰ سے نا امید ہوگئے ہو

اور ہر ایک اپنے قول کی دلیل لاتا تھا یحییٰ حضرت یحییٰ آیات قہاری بیان کرتے اور حضرت
عیسے صفات غفاری اور ستاری درجواب کہتے تھے جو کہ فی الحقیقت شان قہر حضرت جبار بے پایان
ہے اور اسی طرح مرحمت و رحمت اسکی فراوان ہے ایک دوسرے کو بدلیل التزامی ساکت
و لاجواب نہین کرسکتا تھا جب انکا مناظرہ ان صفات متضادہ مین بڑھا باری تعالیٰ نے فرشتونکو بھیجا
تاکہ اصلاح کرین انھون نے آکر دونون کے کلام سے حیران ہوگئے اور جناب الٰہی مین حاضر ہوکر
عرض کیا کہ خداوندا دونون سچے ہین اور فی الواقع تیری رحمت و عتاب دونون بجا ہین
ہم کیا انکو سمجھاوین اور کیونکر ان مین سے کسی کو قائل کرین ارشاد ہوا کہ سبقت رحمتی علیٰ
غضبی یعنی پیشی لے گئی رحمت میری اوپر غضب میرے کے۔ بات عیسیٰؑ کی درست ہے کہ میرے
نزدیک وہ شخص پسندیدہ تر ہے کہ میرے بندون مین تازہ روئی سے رہے اور بعضونے
نے روایت کی ہے کہ خطاب آیا یا عیسیٰ تنہائی مین ہمارے ساتھ اسطرح رہو کہ جس طرح یحییٰ
رہتا ہے اور اے یحییٰ میرے بندونکے ساتھ اس طرح رہو جیسے عیسیٰ القصہ حضرت عیسیٰ
بدستور پند و مواعظ خلائق مین مصروف رہے اور جو کہ ساتھ تسخ اہل شرک و ضلال ظہور مین
آچکا تھا تو حضرت نافرمانی امت سے بہت خائف تھے خصوصاً یہود کہ جمیع امور مین اپنے غیر
از مخالفت آپکے عمل مین نہ آتا تھا حضرت بدرجۂ غایت توجہ ان کی ہدایت مین کرتے تھے اور
وہ انکے معجزات کو جادو کہتے اور تکذیب نبوت حضرت کی کیا کرتے اور ہر طرح کے رنج آپکو
پہونچاتے اور یہ چاہتے تھے کہ یہ امور دینی مین خاموش رہین اور انکے آئین و کیش کی مذمت
نہ کرین اور حضرت عیسےٰ سے بسبب عموم شفقت یہ نہو سکتا تھا لہٰذا یہودیون نے ناچار ہوکر
حضرت کو بیت المقدس سے نکال دیا اور چار و ناچار آپ نے ہجرت گوارا کی اور مع
حضرت مریم کے ایک قریہ مین مضافات شام سے پہونچے اور ایک کریم کے گھر مین
کرام اس نواحی سے نزول کیا اور اس شخص نے ان کے باب مین احسان و اکرام
بدل رکھکر التماس کیا کہ اسکی منزل مین مقیم ہوئے اتفاقاً صاحب خانہ ایک دن حزین
و اندوہناک گھر مین آیا اور حضرت مریمؑ نے معلوم کیا کہ اسکے حزن کا شاید یہ سبب ہے کہ
بادشاہ اس ناحیہ کا ظالم و جبار ہے کہ ہر شب ایک کے گھر مین رعایا سے آتا ہے اور شراب
پیتا ہے اور نوبت اب صاحب بیت پہونچی ہے اور اسکو اتنا مقدور نہین ہے کہ بادشاہ کی مع
حشم و خدم ضیافت کرے انھون نے مشوش ہوکر حضرت عیسیٰؑ سے کہا کہ دعا کرین تا یہ مشکل اس
کریم پر آسان ہو وے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ صورت مستلزم فتنۂ
عظیم ہے حضرت مریم نے کہا کہ اس شخص کے حقوق ہم پر بہت ہین فتنہ سے اندیشہ نہ کرنا چاہیئے

حضرت مسیح نے ناچار اُنکا کہنا قبول کیا اور فرمایا کہ بوقت ضیافت دیگون اور خمون کو پر آب کیا
چاہیے اور جناب نبوی نے حضرت آفریدگار سے درخواست کی کہ دیگین پر از طعام لذیذ اور خم
شراب ناب اور دستارخوان مشحون باقسام نانہائے تحفہ ہوجاوے چنانچہ بسبب استجابت اُنکی دعا
کے ایسا ہی ہوا اور بادشاہ نے مع اہل لشکر تناول کیا اور بہت محظوظ ہوا اور ہر گاہ قدح شراب
پیا نہایت سرور اُسکو حاصل ہوا کسواسطے کہ مدت العمر ایسا بادہ لطیف خوشگوار نہ پیا تھا لاجرم میزبان سے
پوچھا کہ یہ شراب کہان کی ہے اُسنے عرض کیا کہ فلان قریہ سے لایا ہون بادشاہ نے کہا یہ شراب
وہان کی معلوم نہین ہوتی سچ کہہ یہ کہان سے لایا ہے میزبان نے اور مقام کا نام لیا بادشاہ
خفا ہوا اُس بیچارہ نے بنا بر خوف جان تقریر کی کہ ایک جوان ہے بے پدر میرے جوار مین کہ
جو کچھ حضرت آفریدگار سے مسئلت کرتا ہے بشرف اجابت مقرون ہوتی ہے اور یہ طعام و شراب
اُسکی دعا کی برکت سے از غیب ظاہر ہوا ہے بادشاہ نے اُسیوقت حضرت عیسیٰ کو طلب
کیا اور درخواست کی تا دعا کرین کہ میرا فرزند جو ولی عہد تھا اِن دنون مین مرگیا ہے وہ زندہ ہوجاوے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ بادشاہزادہ زندہ ہوویگا تو تیرے ملک مین ضرر
عظیم واقع ہوگا بادشاہ نے کہا کہ اُسکے دیکھنے کے بعد کسی آسیب سے مجھکو اندیشہ نہین حضرت نے کہا
میری دعا موقوف اور مشروط اس امر پر ہے کہ ملک زادہ سلک احیا مین انتظام پاوے اور مین
اس شہر مین سے جاؤن تو کوئی مجھکو مانع نہ آوے بادشاہ نے قبول کیا اور حضرت نبوی نے دعا کی اور
اُسنے حیات دوبارہ پائی اور متعاقب ظہور اس معجزہ کے حضرت اُس سرزمین مین سے اور جانب
متوجہ ہوئے لکھا ہے کہ جب بادشاہ کا بیٹا زندہ ہوا تمام خلائق نے کہا کہ ہم اس ستمگار کے ظلم سے عاجز
آگئے تھے یہ توقع تھی کہ جب مرجاویگا تو نجات پاوینگے اور کچھ شک نہین کہ پسر بعد از موت پدر
اُسکے رسوم مذمومہ کو اختیار کریگا اب یہ مناسب ہے کہ باپ بیٹون کو قتل کرین تا اُنکے جور اور آزار
سے خلاصی پاوین الغرض اس امر پر متفق ہوکر تیغ خلاف غلاف سے نکال کر دونون کو قتل کیا اور بعد
ازان کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام اُس قریہ سے باہر آگئے تھے ایک یہود اُنکے
ہمراہ ہوا تھا اُسکے پاس دو روٹیان تھین اور اِنکے پاس ایک روٹی حضرت نے یہود کو کہا کہ
میرا یہ مطلب ہے کہ جو زاد راہ کہ تیرے اور میرے پاس ہے ہم اور تو شریک ہووین اُسنے
قبول کیا جب دیکھا کہ حضرت کے پاس ایک روٹی سے سوا نہین ہے قبول اس امر سے پشیمان
ہوا رات کو حضرت سے پوشیدہ ایک روٹی اُس مین سے کام مین لایا علی الصباح حضرت نے
اُس سے کہا کہ اپنا طعام حاضر کرے یہود نے ایک قرص نان حاضر کیا حضرت نے کہا دوسری روٹی
کیا ہوئی جواب دیا کہ میرے پاس یہی ایک روٹی تھی کہ مین نے حاضر کی حضرت مسیح نے خاموش رہ

ہوکر پھر مسافت طے کی پھر ایک مقام پر پہنچے کہ وہان ایک شخص دنبیان چرا رہا تھا حضرت نے
کہا یا صاحب الغنم ایک گوسفند سے میری ضیافت کر راعی نے کہا اپنے رفیق سے کہو کہ ایک گوسفند
ان مین سے لیکر ذبح کرے حضرت نے یہود کو امر کیا کہ ایک غنم ذبح کرکر بریان کرے اور فرمایا کہ
اسکو کھا لینا چاہیے لیکن اسکی ہڈیان نہ توڑنا القصہ ہرگاہ اسکو بھونکر کھایا اور سیر ہوئے حضرت نے
اُس استخوان ناشکستہ کو کھال مین جمع کیا اور اپنا عصا اسپر مارا کہا قم باذن اللہ اسیوقت وہ زندہ
ہوگئی حضرت نے راعی سے کہا کہ لے اپنی بکری راعی نے متعجب ہوکر پوچھا کہ تو کون ہے کہا عیسیٰ بن مریم
جہود اسنے کہا وہ ساحر کہ اسکے وصف مین نے سنے ہین تو ہی ہے اور وہان سے بھاگ گیا
اور بعد ازظہور اس معجزہ کے حضرت نے اُسی جہود سے پھر پوچھا کہ تیرے پاس دو روٹیان تھین ایک
تو نے کیا کی اُسنے قسم کھائی کہ ایک سے زیادہ میرے پاس نہ تھی حضرت پھر خاموش ہوئے اور
وہان سے روانہ ہوئے اور اثنائے سیر مین انکا گذر ایک شخص پر ہوا کہ اسکے پاس چند گائین
تھین حضرت نے صاحب گاؤ سے ایک گوسالہ لیا اور اسکو بھی بھون کر تناول کیا پھر روح اللہ
نے بدستور سابق اسکو زندہ کیا اور صاحب گاؤ کو تسلیم فرمایا اور جہود سے نان مفقود کو
پوچھا اور وہی جواب سنا پھر باتفاق روانہ ہوئے تا آنکہ ایک شہر مین پہونچے اور وہ رفیق طریق
ان سے جدا ہوا اور چونکہ شہر کا بادشاہ بیمار تھا اور اطبا معالجہ سے عاجز آگئے تھے اور سیاست کو
جانتے تھے جہود اس امر پر مطلع ہوا اور ایک عصا مثل عصائے عیسیٰ پیدا کیا اور اسکو لیکر
بادشاہ کے محل کے دروازہ پر گیا تا حضرت روح اللہ کی تقلید کرے اور بادشاہ کے خواصون
سے کہا کہ مین بیمار کو شفا بخشتا ہون اور مردہ کو زندہ کرتا ہون پس اسکو بادشاہ کے سرہانے
لے گئے جہود نے کئی مرتبہ بادشاہ کے پاؤن پر عصا مارا کہ وہ مرگیا اور پھر ہرچند کہ اسپر عصا مارا
اور کہا قم باذن اللہ کچھ نہوا عیب عجز جہود ظاہر ہوا خواصون نے کہا کہ تو نے ہمارے بادشاہ
کو مارا ہے اسکو پکڑکر ایک دار پر سرنگون لٹکا دیا حضرت مسیح کیفیت اس قصہ سے واقف
ہوئے اور وہان پہونچے دیکھا کہ جہود کے گلے مین رسی ڈالی ہے اور چاہتے ہین دار پر کھینچین
حضرت نے بادشاہ کے خواصون سے کہا کہ اگر تمھارا مطلب حیات بادشاہ ہے تو میرے
یار کو چھوڑ دو انھون نے جواب دیا کہ ہماری غرض یہی ہے لیکن بعد حیات پانے بادشاہ
کے تیرے رفیق کو رہا کرینگے آپنے اس امر کو حضرت عزت سے مسئلت کیا اور بادشاہ
نے حیات جدید پائی اور حضرت جہود کو اُس بلا سے چھوڑا کر باہم روان ہوئے اور جہود نے جب
دار سے امان پائی کہا یا عیسیٰ تو نے حق عظیم میرے ذمہ پر ثابت کیا کہ مجھکو قتل ہونے سے
بچایا واللہ کہ ہرگز تیری خدمت بابرکت سے مفارقت نہین کرونگا حضرت مسیح نے کہا تجھکو

قسم دیتا ہون اُس خدا کی کہ جسنے گوسفند اور گوسالہ کو بعد اسکے کہ مین نے بریان کیا تھا اور دونون
کا گوشت کہا لیا تھا زندہ کیا اور سوگند اُس خدا کی کہ جسنے بادشاہ کو زندہ کیا بعد مرنے کے اور جسنے
بخشی تجھکو کہ دار پر لٹکا ہوا تھا اول حال کہ تو میرے ساتھ ہوا تھا پھر تو پاس تیرے روٹیان تھین جو تو نے
پوشیدہ کی کہ زیادہ ایک روٹی سے میرے پاس نتھی حضرت نے پھر سکوت دہان مبارک پر رکھکر باہم
طے منازل و مراحل کی تا بسبب اتفاق ایک جگہ پہونچے کہ جانور نے اُسکو کہودا تھا وہین ایک خزانہ
تھا اور اسوقت کوئی اُسپر مطلع نہوا تھا جہود نے حضرت سے کہا کہ اس مال کو چہوڑ کر نجاوین حضرت
نے فرمایا اس امر مین کلام نکر کہ اس خزانہ پر ایک جماعت ہلاک ہوگی جہود کچھ مجال مخالفت نہ رکھتا
تھا ملازمت حضرت روح اللہ مین روان ہوا اور بعد از رحلت اُنکے تین آدمی اُس خزانہ پر پہونچے
انمین سے دو آدمی بنا بر لانے طعام و شراب اور تہیہ اسباب نقل خزانہ شہر مین گئے اور وہ شخص کہ
وہان رہے تھے باہم قرار دیا کہ جب یاران رفتہ پہرین تو پہر اُنکو ایسی جگہ بہیجکر کہ وہ باہر دنیا مین آوین
تا اُنکے حصہ پر بھی ہم ہی تصرف کرین اور اُن دونون نے بہی شہر مین اسی خیال سے زہر قاتل کہانے مین
ملا کر مراجعت کی اور پہر دا پہونچنے کے بزخم خنجر رفقا ہلاک ہوئے اور دونون قاتلون نے طعام
زہر آلود کہا کر جان بقابض ارواح سپرد کی خلاصہ یہ کہ اس تدبیر سے جب چارون آدمیون
نے بسوے عدم خیمہ کیا اور روزگار بزبان حال جہود سے مخاطب ہو کر مضمون اس مقالی
کو ادا کرتا تھا کہ بیت رفتند رفیقان و رسیدند بمنزل * در خواب بخود رسے تو ہنوز اے
دل غافل * القصہ جب حضرت عیسیٰ نے بالہام غیبی صورت واقعہ سے خبر پائی جہود کو کہا اُٹھ
تا اُس خزانہ پر چلین اور وہ حریص اسباب تصرف و نقل اموال مہیا کر کے حضرت روح اللہ
کے ہمراہ روان ہوا اور وہان پہونچکر چارون رفیقون کو مردہ پایا پہر حضرت عیسیٰ نے
اُس گنج کو تین حصہ کیا ایک اُس جہود کو بخش دیا اور ایک حصہ اپنے نام کا رکہا اور تیسرا
نام مزد یا مخت کیا جہود نے کہا یا روح اللہ تقسیم کرنے مین طریقہ عدالت کو محفوظ اور
مرعی رکہنا چاہئے اور مال دو قسم کیا چاہیے تا نصف تمہارا ہو اور نصف میرا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا مین نے جو یہ تین حصے کیے ہین ایک میرا ہے اور دوسرا
تیرا اور تیسرا صاحب نان گم شدہ کا جہود نے کہا اگر صاحب رغیف مفقود کو بتادون تو اُسکا
بہی حصہ مجکو عنایت کیجیے گا حضرت نے کہا ہان جہود نے کہا وہ مین ہون حضرت روح اللہ
نے فرمایا کہ تمام مال اُٹہا لے کہ تیرے نصیب مین دنیا و آخرت سے یہی ہے اور اُس بے
سعادت نے تمام مال لادکر جب تہوڑی سی مسافت طے کی زمین اُسکو مع اُس خزینہ کے
نگل گئی نعوذ باللہ من غضب اللہ اور غرائب امور سے کہ حضرت عیسیٰ سے صادر ہوئے ہین

ایک یہ ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ مع اپنے اصحاب کے ایک کھیتی پر وارد ہوئے کہ کھیتی پک
پہونچی تھی اور اسوقت زحمت جوع نے یاروں پر غلبہ پایا تھا التماس کیا کہ یا روح اللہ اگر
اجازت ہو تو قدرے اس زرع میں سے ہم کام میں لاویں وحی نازل ہوئی کہ اس امر میں جو بہتر
دیکھا ہے حضرت نے حکم دیا کہ اپنے اشیا سے اس امر میں کہ یہ کھانے میں مصروف تھے صاحب زرع
نے نعرہ مارا کہ اس مزرع کو کیا سمجھے اپنے باپ دادا سے میراث میں پایا ہے کہ اسطرح بے پوچھے ہماری
مرضی بن لاتے ہو پوچھ تاؤ کہ اب تم کسکے حکم سے کھاتے ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسکے واقف
ہونے کو کہ وہ بیان کر دکھائی تا جو وہ لوگ کہ زمانہ سابقہ میں مالک اور متصرف اس زمین کے تھے
زندہ ہوئے اور ہر خوشہ کے پاس ایک مرد یا ایک عورت کھڑی ہوئی سب فریاد کرتے تھے
کہ ہمارے مال کو تم کس کی اذن سے کھاتے ہو اس شخص نے مبہوت ہو کر پوچھا کہ یا شیخ اس معجزہ
کا کون ہے انہوں نے کہا کہ عیسیٰ ابن مریم ہے پھر وہ شخص حضرت سے عذر خواہی کرنے لگا اور
کہا یا روح اللہ میں نے تجکو نہیں پہچانا تھا اب کہ میں نے تجکو جانا اپنی زراعت تیرے یاروں
پر حلال کی حضرت نے کہا حقیقت میں یہ زرع تیری نہیں ہے کس واسطے کہ تجھ سے پہلے یہ جماعت
اس زمین پر قابض اور متصرف ہو چکی ہے اور پھر بحسرت چھوڑ گئی تھوڑا عرصہ نہیں گذرے گا کہ جو حال
ان پر وارد ہوا وہ تجھ پر بھی وارد ہوگا منقول ہے کہ ایک دن ایک پتھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
اپنے سر مبارک کے نیچے رکھ لیا تھا کہ شیطان لعین سرہانے آیا اور کہا اے عیسیٰ تو گمان کرتا تھا
کہ کسی چیز سے دنیا میں تعلق نہیں رکھتا میں خیال آنکہ یہ پتھر دنیا میں سے ہے حضرت عیسیٰ اٹھے اور
اس پتھر کو شیطان کی طرف پھینک دیا اور کہا ہذا لک مع الدنیا ولعمری ان الدنیا واہلہا خدم لک
یعنی یہ واسطے تیرے ہے مع دنیا کے اور بضرور تحقیق دنیا اور صاحب اسکے خادم تیرے ہیں بیت
غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود ٭ ز ہرچہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است ٭ حسن بصری رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ سے کہا یا روح اللہ تو پانی پر چلتا
ہے اور ہم اس امر سے عاجز ہیں کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا یقیناً باللہ تعالیٰ کے یقین سے انکو
کہ میں یقین کرنے والا ہوں ساتھ اللہ تعالیٰ کے انہوں نے کہا ہم بھی اہل یقین سے ہیں
حضرت روح اللہ نے کہا کہ اگر ایک پتھر اور ایک گوہر راہ میں دیکھو تو کس کے اٹھانے
پر میل کرو جواب دیا کہ گوہر پر حضرت نے فرمایا کہ بس تم ارباب یقین سے نہیں ہو اور
حسن بصری سے یہ بھی مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیرہ برس کی عمر میں مبعوث
ہوئے اور تینتیس برس کی عمر میں مرفوع یعنی آسمان پر تشریف لے گئے اور ایک
جماعت کہتی ہے کہ بعثت حضرت کی سترہ برس کی عمر میں ہوئی اور ستائیس برس میں بھی

بھی لکھا ہے اور بعض روایات مین آیا ہے کہ سب اہل جنت تینتیس برس کی عمر مین ہونگے
اور معارف حسینی مین لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ بیالیس برس کی عمر مین آسمان پر اُٹھائے گئے اور بارہ
برس کی سن مین شہر ناصرہ مین کہ اہالی اردن سے ہے انجیل انپر نازل ہوئی اس جہت سے
انکی امت کو نصاری کہتے ہین واللہ اعلم فصل تیسری جانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر
اور نازل ہونا آخر الزمان مین اور ذکر قتل بنی اسرائیل اور حواریین کا بموجب نقل اطراف ثقہ
ثقات کہتے ہین کہ زمان بعثت مسیح مین ایک حاکم ستمگار گردن کش اور ظالم جبار منجملہ عونا و شقیا
بنی اسرائیل سے فلسطینیہ پایا تھا اور حضرت عیسیٰ مامور ہوئے کہ اسکو باسلام اور توحید دعوت
کرین چنانچہ جب اُس عاصی طاغی کی مجلس مین تشریف لائے اور شرایط موعظت و نصیحت ادا کر وعدہ و وعید
پہنچا چکے تو اُس بیباک و ناپاک نے کلمہ حق سے انکار کیا اور حضرت عیسیٰ کے قتل پر ہمت باندھی
حضرت نے ایک روز بیت المقدس مین ایک منبر پر آکر کہا اے قوم جانتے ہو کہ رو پیغمبر بنا ہیں ہو
یعنی قوم موسیٰ کے روز عبادت اور ترک اشغال امور دنیوی مقرر تھا اور توریت اونکی کتاب
تھی اب وہ شریعت منسوخ ہوئی ساتھ انجیل کے کہ خدا تعالیٰ نے مجکو عطا کی اسدن کاروبار مین مصروف
رہو اور بجاے تعطیل روز یکشنبہ یعنے اتوار اختیار کیا کرو کہا فرقان بنی اسرائیل کو یہ کلام دشوار معلوم ہوا
اور کہا ہم پیغمبر بنی اسرائیل پر اب تک آئے ہے موسیٰ کی شریعت کو کسی نے منسوخ نہین کیا یہ کون
ہے یارو موسیٰ کی کتاب کو نسخ کرتا ہے ہم اسکو ہلاک کرینگے ہر چند مومنون نے کہا اے قوم دیکھو حضرت زکریا
اور حضرت یحییٰ کے قتل کرنے سے تم پر کیا عذاب آیا اب مسیح کے مارنے کا قصد نہ کرو اور اُس کے ساتھ
ایمان لاؤ نہین تو سب تباہ ہوگے ولیکن جتنا کہا فائدہ نہوا بلکہ انکا ارادہ آپکے قتل پر زیادہ راسخ ہوا ناچار
بسبب مصلحت وقت حضرت عیسیٰ نے کنج اعتقاد و عزلت اختیار کیا حق تعالیٰ نے اُن پر وحی بھیجی کہ
آیت یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک
فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ یعنے اے عیسیٰ تحقیق مین لینے والا ہون تجکو اور اُٹھانے والا
ہون تجکو طرف اپنے اور پاک کرنے والا ہون تجکو اُن لوگون سے کہ کافر ہوئے اور کرنے
والا ہون ان لوگون کو کہ پیروی کرینگے تیری اوپر ان لوگون کے کافر ہوئے دن قیامت
تک تفسیر جلالین مین لکھا ہے کہ متوفیک بمعنے قابضک ہے یعنے لینے والا ہون تجکو اپنی
طرف ورافعک الیّ من الدنیا من غیر موت یعنے اٹھانے والا ہون
تجکو طرف اپنے دنیا سے بغیر موت کے پس اس صورت مین جملہ رافعک
عطف تفسیری ہوگا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے
کہ اُٹھانے والا ہون تجکو یعنے اس جہان سے اور تفسیر مدارک مین ہے

متوفیک کے چند طرح پر لکھے ہیں ایک معنے متوفی توفی سے بمعنے استکمال یعنے کامل کرنے والا
مدت عمر تیری کا ہوں اور معنی اسکے یہ ہیں کہ میں نگاہ رکھنے والا ہوں تجکو اس سے کہ قتل کریں
تجکو کفار اور مارنے والا ہوں تجکو ساتھ موت تیری کے نہ یہ کہ کفار تجکو قتل کریں — دوسرے
یہ کہ اٹھانے والا ہوں تجکو زمین سے اپنی طرف تیسرے یہ کہ مارنے والا ہوں تجکو
تیرے وقت میں بعد نازل ہونے آسمان سے اور اٹھانے والا ہوں تجکو اب کیونکہ واو جمع
کے واسطے ہے اس میں ترتیب لازم نہیں ہے چوتھے یہ کہ وفات دینے والا تیرے
نفس کا ہوں سوتے میں اور اٹھانے والا ہوں تجکو جب کہ تو سوتا ہو تاکہ نہ لاحق ہو تجکو خوف اور
سبب اسکے ہووے تو اس حال میں کہ آسمان پر ہووے تو امن و مقرب انتہی چنانچہ یہی مضامین
اس عبارت میں تفسیر مبارک میں بھی ہیں انی متوفیک یعنے ایفا کرنے والا اجل تیری کا اور معنے
اسکے یہ کہ تحقیق میں محافظ تیرا ہوں اس سے کہ قتل کریں تجکو طرف اپنے یعنے سولی دیکر اور
نہ قتل کریں تجکو اپنے ہاتھوں سے ورافعک الی — اور اٹھانے والا ہوں تجکو طرف اپنے
یعنے طرف آسمان اپنے کے اور جائے قرار فرشتوں اپنے کے — ومطہرک من الذین کفروا
اور پاک کرنے والا ہوں تجکو ان لوگوں سے کہ کافر ہیں — برائی ہمسایہ ان کے سے اور
خبث صحبت انکی سے اور بعض کہتے ہیں متوفیک اسے قابضک من الارض یعنے لینے والا ہوں
تجکو زمین سے یا مارنے والا ہوں تجکو بعد نازل ہونے کے آسمان پر سے اور اٹھانے
والا ہوں تجکو اب کس واسطے کہ واو نہیں واجب کرتا ہے ترتیب کو حضرت مسیح
کے حواریین کے اسامی ان کے ایک قول سے یہ ہیں کہ لکھے جاتے ہیں ایسیلے ۲
شمعون ۳ تواداہم ۴ یوقنا ۵ مرقس ۶ فطرس ۷ یحنس ۸ یعقوب ۹ اندراس ۱۰
فلیپس ۱۱ الیفرس ۱۲ اسحرس فرمایا کہ قبض راعی اور تفرق رعیت نزدیک ہوا
اس جماعت نے جانا کہ مقصود اس سے کیا ہے اور فراق حضرت پر گریاں ہوئے
حضرت روح اللہ نے فرمایا ہر چند کہ اب میری مفارقت پر جزع اور اضطراب کرتے
ہو لیکن آخر بمقتضاے کہ یہ عمل نہ کروگے اور ضرر اعدا کو مجھ سے دور نہ کرسکوگے انھوں
نے جواب دیا کہ جب تک ہماری جان ہمارے تن میں ہے دشمن تجھپر دست اندازی
نہ کر سکینگے حضرت روح اللہ نے شمعون کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ باوجود اس
امر کے کہ سردار اور بہتر اس طائفہ کا تو ہے ایک رات میں تین مرتبہ مجھ سے بیزار ہوگا
چنانچہ بعد از انقضاے زمان موعود یہودا نامی ایک شخص تھا آپکے یاروں میں کہ بعضے انکو
از جملہ حواریین بلکہ پیروانکا جانتے ہیں ہادی و دلیل یہود کا ہوکر جس غار میں کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام خبر دی ہوئے تھے لیے آیا اور اُنھون نے وہان پہونچکر بجاے اکلیل سر مبارک
پر خار رکھے اور حضرت یحییٰ کو مع اصحابون کے انواع طرح کی تکلیف اور رنج پہونچائے اور
کہا اگر تو پیغمبر خدا ہے اُس سے درخواست کر کہ تجکو چنگ کمبخت سے خلاص کرے اور شمعون
سے کہا کہ اگر تجکو عیسیٰ پر تبرا کرنا منظور نہین تو اپنے قتل پر مستعد اور آمادہ رہو اُسنے بھی تبرّا
جان بموجب انکے کہنے کے عمل کیا ابن عباس سے منقول ہے کہ جب آیۂ کریمہ انی متوفیک
ورافعک الی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئی حضرت نے اپنے اصحابون کو خبر کی حوارین نے
بجہت وحشت التماس کیا حضرت روح اللہ نے اُس باب مین کلمۂ عند القا فرمائے انھون نے
پوچھا یا نبی اللہ زمانۂ آیندہ مین کوئی پیغمبر تجھسے افضل ظاہر ہوگا کہا ہان نبی امی عربی مجھسے
فاضلتر ہوگا پوچھا کہ کون سے دریا سے مبعوث ہوگا کہا زمین تہامہ سے سوال کیا کس
قبیلہ سے جواب دیا کہ ایک قریش سے اور صفات اور خصوصیات حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کین اور کہا اُسکی امت کے علما برابر انبیا اُس وقت
کے ہونگے اب یہ میری وصیت ہے کہ اپنی اولاد کو بطنًا بعد بطن وصیت کرتے رہنا
کہ میرا سلام اُسکو پہونچایا کرین اور جملہ وصایا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
ایک یہ تھا کہ آپنے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجکو حکم کیا ہے کہ شمعون کو اپنا خلیفہ کرون چنانچہ
حوارین نے اُسکی خلافت قبول کی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میرے بعد فرشتے
پاس اور ظروف پر نور تمھارے پاس پہونچاوینگے اور وہ انوار باطنون مین راہ پاکر
تم مین سے ہر ایک شخص کو عالم بلغت زبان ایک قوم کرینگے کہ انکی دعوت پر مامور
ہونگے اور بعد از اہتمام وصیت مخالفان ملت نے برہنہ ہوئے ایک کتابون شریعت کی
سے کہ مرتد ہوگیا تھا انپر ظفر پائی اور جمہور مورخین اس امر پر ہین کہ ہنگام رفع حضرت مریم قید حیات
مین تھین اور کیفیت رفع حضرت مین اختلاف ہے ایک طائفہ کہتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ
ابن مریم بانواع حیل گرفتار کیا تمام شب نگہبان رہے علی الصباح ملک بنی اسرائیل
نے کہ بغیر از تمرد اور عصیان کوئی صفت نہ رکھتا تھا حکم کیا کہ حضرت کے جو سولی دینے کے
واسطے ایک دار نصب کیا جاے اور خلق کثیر از موسویان اور سائر طاغیان گرد
دار کے جمع ہوئے اور اُس وقت آفتاب منکسف ہوا اور اسقدر تاریکی اور
ظلمت نے غلبہ پایا کہ دکھائی دینے سے رہ گیا حق سبحانہ تعالیٰ نے فرشتون
کو بھیجا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قید سے چھڑا کر آسمان پر لیگئے اور یہودا کو بجاے
حضرت مقید کیا جب آفتاب منجلی اور عالم روشن ہوا یہودا بصورت عیسیٰ یہودیون کو

نظر آیا ان نابکارون نے کہا کہ یہ ساحر چاہتا تھا کہ بزور جادو ہمارے شکنجہ مین سے رہائی پاوے
پس پاسکا اُسپر اُسکو جلدی سے مار ڈالا چاہیے تا کوئی اور شعبدہ ظاہر نہ کرے اور یہود اُسکے سولی دینے
کا قصد کیا ہر چند کہ اُسنے فریاد کی کہ مین یہودا ہون کہ تمکو مین نے ہی عیسےٰ کو بتایا ہے اور اُسکو
فرشتے آسمان پہ لے گئے اور مجکو اُسکی جگہ قید کر گئے ہین قوم نے باور نہ کیا اور اُسکو
سولی پر کھینچ دیا قال اللہ تعالیٰ وقولہم انا قتلنا المسیح عیسےٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما
صلبوہ ولکن شبہ لہم یعنے اور سبب کہنے اُنکے کہ تحقیق ہمنے مار ڈالا عیسےٰ بیٹے مریم کو پیغمبر اللہ
کا تھا اور نہین مارا اُسکو انھون نے اور نہین سولی دی انھون نے اُسکو ولیکن شبیہ ڈالا
گیا واسطے اُنکے اور ایک جماعت نے روایت یون کی ہے کہ جب یہود نے حضرت عیسےٰ
علیہ السلام پر ظفر پائی حضرت کو اُسی غار مین محبوس کیا اور اُسی شب مین قطعہ ابر ناگہ
ہو کر برسا اور غار کی چھت پھٹی اور ابر حضرت کو اُٹھا کر آسمان پہ لے گیا اور جب آفتاب نکلا
یہود نے ایک شخص کو اُس غار مین اتارا کہ حضرت کو وہان سے باہر نکالے اُس شخص نے غار
مین جا کر حضرت کو نہ پایا اور بصورت حضرت مصور ہو کر باہر آیا اور قوم سے کہا ہمنے تو
نے عیسےٰ علیہ السلام کو وہان ڈھونڈھا نہ پایا انھون نے کہا عیسےٰ تو ہی تو ہے ولیکن چاہتا ہے کہ
بہ تدبیر سحر ہمارے ہاتھ سے اپنی جان بچاوے اُس نے ہر چند قسمین کھائین کہ مین وہی شخص
ہون کہ جو جب تم کہنے تھا رسے ابھی غار مین گیا تھا انھون نے نہ سُنا اور اُسی وقت اُسکو
سولی دے دی اور جب دیر تک منتظر رہے اور اُنکا یار باہر نہ آیا سب غار مین گھسے
جتنا زیادہ تلاش کیا اتنا ہی کم پایا پھر باہر نکل کر کہا اگر یہ مصلوب عیسےٰ تھا ہمارا یار کیا ہوا اور
اگر ہمارا یار تھا عیسےٰ کہان گیا قال سبحانہ تعالیٰ وان الذین اختلفوا فیہ
لفی شک منہ مالہم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ
عزیزا حکیما یعنے اور تحقیق جو لوگ کہ اختلاف کیا انھون نے بیچ اُسکے البتہ بیچ شک کے ہین
اُس سے نہین واسطے اُنکے ساتھ اُسکے کچھ علم مگر پیروی کرنا گمان کا اور نہ مارا اُس کو
بہ یقین بلکہ اُٹھا لیا اُس کو اللہ نے طرف اپنے اور ہے اللہ غالب حکمت والا۔ اور ایک
فرقہ کہتا ہے کہ یہودیون نے حضرت عیسےٰ کو مع اٹھارہ نفر آدمیون کے ایک جگہ قید
کیا تھا حضرت عیسےٰ نے اپنے یارون سے کہا کون تم مین سے ہے کہ بخوشی میری صورت
قبول کرے تا بپاداش اُس کے خداے عزوجل اُس کو بہشت مین جاے دیوے
حواریون مین سے ایک شخص نے کہا یہ بات مجھے قبول ہے بمجرد اُس کے کہنے کے
فی الحال بصورت مسیح مصور ہو گیا اور حضرت آسمان پہ چلے گئے جب صبح ہوئی

یہودیون نے ان اٹھارہ حواریون کو نکالا پوچھا کہ تم مع عیسے انیس نفر تھے ایک تم مین سے کیا ہوا انہون
نے کہا انیسوان ہم مین عیسے تھا کہ آسمان پر چلا گیا یہودیون نے یہ کلام باور نہ کیا حواریون مین سے
سرجس نام کہ ایک حواری تھا اسکو بصورت حضرت روح اللہ دیکھا اور ایک کو انمین سے کم
پایا شک مین پڑے آخر الامر گمان اس امر کے کہ سرجس عیسے ہے اسکو سولی پر چڑھایا اور
معارف عیسے مین لکھا ہے تین ساعت دن باقی تھا کہ حضرت عیسے علیہ السلام مرفوع
ہوئے اور بعد انکے چند روز کے آسمان پرسے نزول کیا اور حواریون کو ہدایات نامزد فرمایا
اور پھر آسمان پر چلے گئے حق سبحانہ تعالے نے حضرت کو اٹھالا اور بعد گذرنے تین
ساعت کے پھر انکو حیات بخشی اور صورت کی مشابہ صورت ملائکہ کر دی اور اکثر ثقات
روایت کرتے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام بیت المعمور مین مقیم ہین کہ ایزد سبحانہ تعالے
نے طبع بشری ان سے سلب کر لی ہے اور حضرت فرشتون کے ساتھ تا آخر الزمان
عبادت قیام پذیر رہین گے جب حضرت امام مہدی آخر زمانہ مین پیدا ہون گے اور
دجال خروج کریگا حضرت عیسے علیہ السلام بھی بامر خداوند عالمیان آسمان پر سے مکہ
مین نزول کرین گے مسجد الحرام مین کہ جس وقت صفوف مردم بنابر نماز صبح راست ہوگی
ہونگی اور حضرت منتظر السلام کے ساتھ فریضہ بادا ادا کرینگے اسوقت منادی ندا کریگا کہ یہ
شخص عیسے ابن مریم ہے کہ آسمان پر سے اترا ہے اور خلائق حضرت کیطرف متوجہ ہو کر ان کے
نزول سے مسرور اور خوشوقت ہون گے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام ان سے التماس
کرینگے تا امت محمدی کی امامت کرین حضرت عیسے علیہ السلام کہین گے کہ تم امامت
کرو کہ مین آج کے دن تمہاری شریعت کے تابع ہون لہذا یہ امامت فرماوین
گے اور تمام مسلمان مع حضرت عیسے علیہ السلام باقتدا انکے نماز گذارین گے اور کہتے
ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام بعد از نزول از عالم علوی چالیس برس اور زندگانی
کرین گے اور ترویج بھی فرماوین گے اور فرزندان سے پیدا ہون گے اور اعداے
ملت احمدی محاربہ کرین گے اور مجموع [illegible] دین مین بیگانہ ہون گے قتل کرین گے
اور دجال مثال نمک گداختہ ہو جاویگا اور ہمراہ دجال ستر ہزار یہود ہون گے
اور حضرت عیسے علیہ السلام دجال کو چھری سے مارین گے اور جو مسلمان کہ حضرت
امام مہدی کے ساتھ ہون گے وہ یہودون کو قتل کرینگے اور بعضے کہ ان مین سے چھپ جاوین
گے جس مکان مین کہ ہون گے اس مین سے ندا آویگی کہ اے روح اللہ یہان یہودی ہین
اور انکو مار کر حضرت جہنم واصل کرین گے چنانچہ ابتدا از نزول عیسے علیہ السلام اور ظہور دجال و وجود

مہدی الزمان کوئی کافر روی زمین پر نہیں رہنے کا اور سب ایمان لاوینگے اور امن ایسی
ہوگا کہ شیر اور شتر اور پلنگ یا بقر اور گرگ یا گوسفند ایک جگہ چرینگے اور لڑکے اور بچے سانپ اور
بچھوؤں کے ساتھ کھیلینگے اور حضرت عیسیٰ بشریعت حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام عمل کرینگے
اور جب بعالم بقا خرامان ہونگے سب مسلمان مع امام مہدی حضرت کی نماز جنازہ پڑھینگے اور حجرۂ
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مین کہ مدفن حضرت رسالت پناہ ہے مدفون ہونگے
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ خلیفۃ علی امتی یدق الصلیب ویقتل الخنازیر ویمکث
اربعین سنۃ ویتزوج ویولد له ثم یتوفی کیف تہلک امۃ انا فی اولها وعیسیٰ فی اٰخرها والمهدی
من اهل بیتی فی وسطها او متوفی کیف تملک بالنوم ورفعک وانت نائم حتی لا ملتفات
خوف تستیقظ انت فی السماء من مقرب امتی یعنے فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا نازل ہوگا عیسیٰ خلیفہ ہوکر اوپر امت میری کے اور توڑ کریگا سولی کو اور قتل کریگا
خنازیر کو اور زندگانی کریگا چالیس برس تک اور نکاح کریگا اور اولاد پیدا ہوگی پھر وہان
پاویگا اور کیونکر ہلاک ہوگی امت کہ مین اول اوس کے ہون اور آخر اس کے اور مہدی
کہ اہل بیت میری سے ہے درمیان اس کے یہان تک کہ متوفی ہوگا نفس تیرا ساتھ نوم کے
اور اٹھایا جاویگا تو درحالیکہ تو سوتا ہوگا تا آنکہ نہ لاحق ہوگا تجکو خوف اور بیدار ہوگا تو درحالیکہ
آسمان پر ہوگا امن پانے والا مقرب پس ان توجیہات اور آیات قرآنی سے اور
حدیث نبوی سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ زندہ مرفوع ہوئے ہین صلی اللہ
علی نبینا وعلیہ وعلی سائر الانبیاء والمرسلین الی یوم الدین القصہ روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ جب
حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر گئے یہودیون نے حضرت کے اصحابون کو پکڑ کر شکنجۂ تعذیب
مین کھینچا اور بادشاہ روم سے کہ اہل شام بھی اوسکی اطاعت فرمان کرتے تھے صورت واقعہ
سے خبر پائی قاصدونکو بھیجا تا حواریون کو جنکے محنت سے چھڑا کر اس سرزمین مین لیجا دین
اور سلطان روم کہ اوضاع شریعت عیسیٰ سے مطلع ہو دین مسیحی مین آیا اور ایک لشکر عظیم روانہ
کیا کہ اوسنے یہودیکو جماعت کثیر اور جم غفیر بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بعضے روایات مین آیا ہے
کہ جب حواریون نے پنجۂ محنت سے خلاصی پائی شمعون الصفا نے کہ بواسطہ صلابت دین کے اسکو
شمعون الصخرہ بھی کہتے تھے بنا بر اشارت اور وصیت عیسیٰ ہر شخص کو حواریون مین سے بدعوت
ایک قوم کے نامزد کیا چنانچہ ایک کو روم مین بھیجا اور ایک کو بلاد مغرب مین اور کسی
کو حجاز کیطرف اور کسی کو بارض بربر اور زابسطر یعنے باطراف دیگر اور فرشتے نظر دست پر الواہ
جسطرح سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خبر دی تھی لائے ہر ایک حواریین مین سے عالم بلغت قوم ہوا

بنا بر دعوت انکے ہوا تھا وہب بن منبہ کہتا ہے کہ شمعون نے یحییٰ اور طوماں کو انطاکیہ میں بھیجا وہان کا بادشاہ کبر اور جبر میں ہمسر اپنا نہ رکھتا تھا ہنگام وداع شمعون نے انسے کہا کہ تم خاطر جمع رکھنا تمہارے حال سے میں غافل نہیں ہونے کا جب تمہیں احتیاج پڑیگی تمہاری مدد کو پہونچونگا ہرگاہ یحییٰ اور توماں انطاکیہ میں پہونچے بارگاہ سلطانی پر آئے ارباب نہوے آخر الامر انتظار رفصت کہینچ شکارگاہ میں بادشاہ سے ملاقات کی اور شرائط موعظت اور بجالائے اور ادائے رسالت کیا چونکہ سخن حق تلخ معلوم ہوتا ہے بادشاہ نے غایت غضبناکی سے حکم دیا کہ سو سو کوڑے مار کر قیدخانہ میں لیجاؤ چنانچہ حاضرین رکاب بادشاہ انکو زندان میں لے گئے شمعون نے بوحی الٰہی کیفیت حادثہ سے مطلع ہو کر بجانب انطاکیہ روانہ ہوئے۔ قال اللہ تعالیٰ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون ۔ یعنی جب بھیجے ہمنے طرف انکے دو پیغمبر پس جھٹلایا انھون نے ان دونوں کو پس قوت دی ہمنے ساتھ پیغمبر تیسرے کے پس کہا انھون نے تحقیق ہم طرف تمہارے بھیجے گئے ہیں شمعون نے وہان جاکر بادشاہ کے خواص سے ربط اور اتحاد پیدا کیا اور اثنائے صحبت میں سخنان خوش اور کلمات دلکش کرنے شروع کیے اور بادشاہ کے دربار میں بکلام اخلاق اور محاسن اوصاف شمعون کے ذکر ہونے لگے اس حال میں ایک شب کو شمعون نے چاہا کہ قیدخانہ میں جاکر یحییٰ اور توماں سے ملاقات کرے مگر بواسطہ کثرت محافظان اور مسافت در زندان یاروں کے دیکھنے سے یاس کلی حاصل ہوئی لیکن حضرت مفتح الابواب نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ اُسنے در زندان کا دروازہ کھول دیا اور محافظ اور چوکیدار ان پر خواب مستولی کیا اور شمعون نے زندان در آکے اور یاروں کے پاس آن کر انسے عتاب کرنا شروع کیا کہ تعمیل کرنی مہمات میں لازم ندامت اور شامت ہوتی ہے تمہارا حال اس عورت عقیم کا سا معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسکو کبرسنی میں ایک فرزند عطا کیا تھا بعد از مدت اُس ضعیفہ نے سوچا کہ نشو ونما اس شیرخوار کا صرف دودھ سے دیر میں ہوگا بہتر یہ ہے کہ کچھ غذا اور قسم طعام اسکو دی جاوے تا جلد فربہ اور توانا ہوجاوے اس خیال سے بچہ کو پیش از وقت نان وگوشت کھلانا شروع کیا اور آخرِ وہ بچہ مرض امتلا سے شکم گذر گیا اب میں اسواسطے آیا ہون کہ تمہارے چھڑانے میں کوئی تدبیر کرون بشرطیکہ صبر کرو اور میری رائے پر رہو انھون نے تقدیم ان کے فرمان کی بخوشی خاطر قبول کی بعد آپنے اخفائے اس راز پر مبالغہ کیا اور کہا بروقت رہائی ہرگاہ مجکو دیکھو تو بیگانہ وار کلام کرنا اور اجنبی شخص کو آپ کو بتانا الغرض پس از کلمہ وکلام یہ وہان سے چلے آئے اور دروازہ قیدخانہ کا بدستور بند ہوگیا اور انھون نے بحسن تدبیر ملازمان شاہی سے سازش کی اور رفتہ رفتہ بمقربان بارگاہ خسروی

رسائی حاصل کر کے وسیلہ اُنکے بہرہ مند حضوری بادشاہ ہوئے چنانچہ بسبب حسن تقریر اور کمال
فطانت اور اصابت راے کے مقربان مخصوص سے بنے ایکدن بوقت مناسب شمعون نے بادشاہ سے کہا
کہ اندنون مین مین نے سنا ہے کہ چیلوا نہین دو شخص بے قصور مقید ہین کہ وہ دعوی کرتے ہین اس بات کا کہ
خدای عز وجل نے برسالت بھیجا ہے اور حضور مین شاید حاضر ہوسکے ہین مگر یہ نہین معلوم ہوا کہ کیا غرض
کیا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ مجھکو ہنگام کلام کرنے اُن دو شخصون سے ایسا غصہ آیا کہ انکا کہنا نہین سمجھا
اگر تجھکو خواہش ہے تو انکو طلب کرون تا مدعا اور مطلوب اُن دونون گرفتارون سے تو استفسار کرے شمعون
نے کہا مجھکو ساتھ دیکھنے اور سننے انکی باتونکے چندان رغبت نہین ہے لیکن بنا بر میلان خاطر اقدس
اُن دونون سے معارضہ اور مناظرہ کرنا چاہتا ہون اور اُن کے دعوے رسالت ایزدی کی
تردید منظور ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ بھیجئے اور تومان کو قیدخانہ سے حاضر کرین فی الفور
ملازمان بارگاہ اُن دونون کو انجمن شاہی مین حاضر لائے شمعون نے ان سے پوچھا کہ تمکو کسنے
بھیجا ہے کہا اُس نے کہ جو سب اشیا پر قادر اور توانا ہے شمعون نے کہا قدرت اور عظمت
اسکی مجھکو معلوم کروا سکتے ہو کہا مرتبہ اُسکا اس سے رفیع تر اور درجہ اُسکا اس سے
بلند تر ہے کہ زبان انسان ضعیف البیان تقریر اور تفسیر اُسکی کر سکے لیکن اسکے اوصاف
کا ان دو کلمون پر انحصار کرتے ہین کہ یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید
یعنے کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے شمعون نے کہا اگر تم اپنے دعوے
پر کوئی دلیل اور حجت قائم کرو تو مین بادشاہ سے تمھاری شفاعت کرون تا دست تعرض
تم سے کوتاہ کرنے والا پھر قیدخانہ مین بھیجا یا انواع عذاب تمکو معذب کیا جاویگا بھیجئے اور تومان نے
جواب دیا کہ جو التماس کہ مستلزم ظہور عظمت پروردگار عالمیان ہو منظور ہے شمعون نے کہا مین نے
ایک لڑکا دیکھا ہے کہ وہ خانہ چشم نہین رکھتا اگر تمھاری دعا سے آنکھین اُسکی پیدا ہووین اور
وہ بینا ہو جاوے مین اس باب مین تمھاری شفاعت کرون انھون نے قبول کیا اور اُس
لڑکے کو لائے بھیجئے اور تومان نے بحسب ظاہر اور شمعون نے باطنی دعا کی اور بعد از فراغ
تضرع و خواہش اُن دو سعادتمندون نے تھوڑی سی مٹی گوندہ کر دو غلولہ بنائے اور پھر آنکھون کی
جاے اُس طفل کے دو خط سیاہ مدور کھینچکر اُن دو غلولون کو آنکھون کے ڈھیلون کی جگہ رکھا
وہ غلولہ لہا سے لگی ہر دو دیدہ روشن اُسکے ہوگئے بادشاہ نے متعجب ہو کر شمعون سے کہا یہ گویا
یہ دونون شخص ساحر ہین شمعون نے کہا ایسے افعال پر ساحر قدرت نہین رکھتے ہین اب مین
ان سے معجزہ طلب کرتا ہون اگر وہ بھی ظہور کرے گا تو بیشک معلوم ہو جاویگا کہ بھیجئے اور
تومان راستگو اور سچے ہین پھر ان سے کہا اگر تم دعا کرو اور مردہ ہفت روزہ زندہ ہو تو ہم تمھاری

دعوے مین تصدیق کرین اور بخدا اے تعالے ایمان لاوین انھون نے یہ بھی قبول کیا ایک قول
سے ملازمان بادشاہ مین سے پسر حبیب نجار تھا کہ سات دن اُسکو مرے ہوچکے تھے نعش اُسکی
قبر مین سے نکال کر مجلس مین لائے اور یحییٰ اور توان نے بر سبیل اعلان اور شمعون نے
علی سبیل الکتمان اُسکی حیات کے واسطے حضرت مالک الانسان سے مسئلت کی اسیوقت مردے
کے بدن پر سے کفن شق ہوا اور وہ حرکت مین آیا اور تھوڑی دیر کے بعد اُٹھ بیٹھا اور بولنے لگا بادشاہ
نے کیفیت حال اُسکے سے سوال کیا فرزند حبیب نے جواب دیا کہ ملائک بعد از وفات تجہیز
احوال میرے مشغول ہوئے اور مجکو مشرک پایا سو ہر روز کشان کشان ایک وادی آتش بار
لیجاکر مجکو پندا سپند تو معذب کرتے تھے کہ وادی سابق مین وہ عذاب مشاہدہ نہ کرتا تھا
آج کہ مجکو خدا سے تعالے نے حیات دوبارہ ارزانی فرمائی پیش ازینکہ اپنے کو مین اس محفل مین
پاؤن مین نے ایک ندا سُنی اوپر دیکھا مین اوپر دیکھنے لگا ایک جوان مجکو نظر آیا کہ ساق عرش کو پکڑے
ہوئے تھا اور تینون شخصونکو ایک بڑھا اور دوسرا ادھیڑ اور تیسرا جوان ہے یعنے شمعون اور
یحییٰ اور توان کی شفاعت کرتے ہین شخصون کان مین خطاب ہوتا کہ یہ شخص کہ میرے عرش
کے قریب ہے ان تینون شخصون کے باپ مین اپنے اصحابون مین سے کہ تیرے شہر مین ہین اور
تیری حیات کو مجھسے التماس کرتے ہین اور تیری خلاصی کے واسطے جہنم سے شفاعت کرتے
ہین اسے بادشاہ یہ تھا احوال میرا کہ بے زیادہ و نقصان بیان کیا وہ سنکر حیران
ہوگیا ایک روایت سے بادشاہ مع چند آدمیون کے ایمان لایا اور تمام قوم نے
مخالف ہوکر یحییٰ اور توان کے مارنے کا قصد کیا اسوقت نجار نے کہا آیت یا قوم اتبعوا المرسلین
اتبعوا من لا یسئلکم اجراً وھم مھتدون ۝ یعنے اے قوم میری پیروی کرو بیچ کیون کی
پیروی کرو اس شخص کی کہ نہین مانگتا تمسے مزدوری اور وہ راہ پایا ہوا ہے کفار نے اسنے
پوچھا کہ تو ان کے ساتھ رکھتا ہے کہا آیت وما لی لا اعبد والذی فطرنی والیہ ترجعون ۝
ءاتخذ من دونہ الھۃ ان یردن الرحمٰن بضر لا تغن عنی شفاعتھم شیئاً ولا ینقذون ۝ انی
اذاً لفی ضلال مبین ۝ انی اٰمنت بربکم فاسمعون ۝ قیل ادخل الجنۃ یعنے اور کیا ہے مجکو کہ نہ
عبادت کرون مین اس شخص کی پیدا کیا مجکو اور طرف اُسی کے پھیرے جاؤگے کیا پکڑون مین
سوا اُسکے معبود اگر چاہے خدا مجکو ایک نقصان اور نہ کفایت کرے مجھ سے شفاعت انکی
کچھ اور نہ چھڑاوین مجکو تحقیق مین اسوقت البتہ بیچ گمراہی ظاہر کے ہون تحقیق مین ایمان
لایا ہون ساتھ پروردگار تمھارے کے پس سنو بات میری کہا اُسکو داخل ہو بہشت مین
خلاصہ یہ کہ حبیب کنار اور نجار کو حبیب کا ایمان معلوم ہوا اُسکو پکڑ کر بہ عقوبت تمام مار ڈالا

اور حضرت باری عز اسمہ نے اسکو بفرادیس جنان پہونچایا لکھا ہے کہ بروقت ہلاک حبیب قوم اپنی نجات
سے آگاہ کیا یہ مقولہ اسی کا ہے خدا ے تعالی قرآن مجید مین حکایۃً فرماتا ہے آیت قال یالیت
قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین ۞ یعنے کہا حبیب نے اے کاشکے قوم میری جانے
ساتھ اس چیز کے کہ بخشا مجکو رب میرے نے اور کیا مجکو کرم کیے گیون سے حضرت حسن بصری رضی اللہ
تعالی عنہ سے منقول ہے کہ وہ شخص کہ جسنے عالم حیات مین اپنی قوم کو نصیحت کی اور بعد از ممات
حسن عاقبت انکے کو تمنا کیا یہی تھا۔ مروی ہے کہ بعد از مارے جانے حبیب کے شمعون الصفا
کو وحی پہونچی کہ آپ سب اہل توحید کو چاہیے کہ شہر سے باہر چلے جاوین کہ مین ان شہر
کو ہلاک کرونگا لہذا حضرت شمعون نے مع مسلمانون کے رات کو انطاکیہ
سے ہجرت کی جب صبح ہوئی تو حضرت جبرئیل نے شہر کے دروازے پر آکر نعرہ مارا
کہ مجموع اشرار بدار البوار روانہ ہوے قال عز شانہ وما انزلنا علی قومہ من بعدہ
من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون ۞
اور نہین اوتارا ہمنے اوپر قوم اسکی کے پیچھے اسکے سے کوئی لشکر آسمان سے اور نہین تھے
ہم اوتارنے والے نہین تھا عذاب ان کا مگر ایک آواز تند پس اسوقت وہ بجھے ہوئے تھے

فصل چوتھی ذکر حنظلہ الصادق علیہ السلام اور ذکر شمہ حال یونس جہود مین کہ امت حضرت
عیسے کو گمراہ کیا محرران اخبار انبیاے عظام نے حبیب السیر اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ بعد
از رفع حضرت روح اللہ کے بلدہ حاضورا مین کہ ایک شہر ہے مملکت یمن مین ساکنین اس
مقام نے کہ زمان فطرت مین یعنے بعد از رفع مسیحا اور قبل از بعثت خاتم انبیا علیہ من الصلوۃ
اتمہا واکملہا بنا فرمانی اوامر و احکام حضرت ربانی جسارت کی پاکیزہ ترین روزگار آدمیون
اس دیار مین موسوم بحنظلۃ الصادق اس جماعت کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوے
بعضے انمین بحلیۂ ایمان متحلی ہوئے اور بعضے عصیان اور ضلالت پہ آرسے رہے اور آخر الامر
مشرکون اس قوم نے حضرت حنظلہ کو قتل کیا اور مومنین کہ اصحاب حضرت سے تھے
بمقابلہ اور مقاتلہ کفار بہت مشغول ہوئے ولیکن مغلوب ہی رہے الا بعد اندک زمانہ کے
حضرت منتقم حقیقی نے ایک بادشاہ کو ملوک بابل مین سے مستولی فرمایا تا بانتقام
حضرت حنظلہ ان اشرار نابکار کو تہ تیغ آبدار کرے چنانچہ وہ بادشاہ
ایک لشکر گران لیکر بنواحی حاضورا پہونچا اور کفار بھی تہیہ اسباب قتال و جدال
آمادہ کر کر مقابلہ مین آئے اور جانبین سے کشش اور کوشش بہت سی عمل مین آئی
آخر الامر وہ قوم بے حاصل ملک بابل سے ہزیمت پاکر ناچار وطن مالوف سے دست بردار ہوکر

اور طرف کو چلے اثناے راہ مین از جانب مالک السلام بلا کمد با تیغہاے بے نیام اُنکے پاس پہونچے
کہا آیت لاترکضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیہ ومساکنکم لعلکم تسئلون یعنے ست دوڑو اور پھیر
جاؤ طرف اُس جگہ کے آرام دیئے گئے تھے بیچ اسکے اور گھرون اپنی سے تو کہ تم سوال کیے جاؤ
اور انھون نے اپنے افعال ناشایستہ یاد کر کر کہا آیت یا ویلنا انا کنا ظلمین فما زالت تلک
دعوٰیہم حتّٰی جعلنٰہم حصیدا خامدین یعنے اے واے ہمکو تحقیق ہم تھے ظالم پس ہمیشہ رہا یہی پکارنا اُنکا یہان
تک کہ کر دیا ہمنے اُنکو جڑسے کٹے ہوئے بجھے ہوئے - اور عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے
کہ امت حضرت عیسے بعد از مرفوع ہونے حضرت کے شہر فیروزہ نام اکاسی برس تک جادہ
شریعت پر راسخ دم اور ثابت قدم تھے بعد ازان یونس یہودی نے ان کو راہ راست سے
وادی کفر وضلالت مین ڈالا اور کیفیت اس واقعہ کی اسطرح پر ہے کہ یونس یہود نے کہ
آپکو سلک غاشیہ کشان شیطان لعین مین انتظام دیا تھا ملبس بلباس زہد اور رہبانی حضرت
عیسے علیہ السلام کی امت مین آکر چار مہینے تک ایک نصارے کے گھر مین معتکف ہوا اور کری
کو روے نا مبارک اپنا نہ دکھایا اور ریاساز ہوا اور تقوے اپنا اُسپر جتایا کہ وہ نصارے کثرت
سے مع اپنے اہل و توابع اور دوستون کے اسکا معتقد ہوا جب اس نے جانا کہ اس جماعت کو
میری نسبت اعتقاد تمام ہوچکا بعد انقضاے مدت مذکور اور نصرانیون کو پیغام بھیجا کہ تین عالمون
کو اپنے علما مین سے کہ وثوق تمام اُنکے قول پر رکھتے ہو میرے پاس بھیجو کہ میرا ایک سے
جداگانہ ایک سر اسرار الٰہی سے کہدون نصارے نے نسطورا اور مار یعقوب اور ملکا
کو یونس کے پاس بھیجا اور اُس ناشخص نے انہین سے اول ایک کے ساتھ خلوت کی اور کہا
مین فرستادہ مسیح ہون قوم کے پاس تا یہ ساتھ پہونچے پیغام اُس کے بار دل سیکدوش
ہو وین پھر اُس سے کہا تو جانتا ہے کہ عیسے مردہ کو زندہ کرتا تھا اور عینین اور جبان اُس سے
ظاہر ہوتا ہے اُس عالم نے جواب دیا کہ درست ہے پھر یونس نے پوچھا کہ یہ افعال
بجز خداے تعالٰے کے کسی سے صادر ہوتے ہین کہا نہین یونس نے کہا بس اب یقین جان
کہ عیسے پروردگار عالم ہے کہ آسمان پر سے اُترکر اور قضاے ارضی کو سرانجام کر کر پھر آسمان پہ
چلا گیا پھر اسنے دوسرے عالم سے خلوت کی اور کہا کہ تجھپر روشن ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام
سے ایسے فعل اور ایسے عمل صادر ہوتے تھے کہ بغیر از آفریدگار کوئی اُن پر قادر نہین ہے
اسنے تصدیق کی یونس نے کہا تو جانتا ہے کہ حضرت عزت تعالٰی شانہ حرکت سے منزہ ہے
کہا ہان یونس نے اسے کہا چاہیے کہ تو اعتقاد کرے کہ عیسے پسر خدا ہے کہ اسکو زمین پر بھیجا تھا
اور پھر اپنے پاس بلا لیا اور پھر تیسرے دانشمند سے خلوت کی اور اسیطرح باتین القا کر کر کہا عیسے خدا نے

زمین ہے کہ جب لوگون نے اُسکے قتل کرنے کا قصد کیا مخفی ہوگیا اور عنقریب قوم مین ظہور کریگا اور
پہر کہا حضرت عیسیٰ نے مجکو یہ خبر پہونچانے کے واسطے تمہارے پاس بھیجا ہے اور بعد اظہار اسرار کی
پہر یانا ست کے صومعہ مین جا کر دروازہ بند کرلیا اور راتہی شب مین اپنا گلا کاٹ کر جہنم داخل ہوا جب
صبح ہوئی تو نصاریٰ نے علمائے ثلثہ سے تفتیش حال کی کہ یونس نے تمسے کیا کہا ہر ایک نے سخن خلاف
دوسرے کے بیان کیا قوم نے کہا ہم اسبات کو جب صحیح اور درست جانینگے کہ آپ کی واسطہ
یونس کی زبان سے اپنے کانون سے سنین تب اُنھون نے اُسکے صومعہ کے دروازہ کو کھولا اور
یونس کو مرا ہوا پایا پس نصاریٰ کے تین فرقے ہوکر فرقے نے ایک آپسا عقیدہ قائم کرکے رجوع کیا
کیا قال اللہ تعالیٰ فاختلف الاحزاب من بینہم یعنی پس اختلاف کیا فرقون نے بیچ دین
اپنے معالم التنزیل مین مرقوم ہے کہ بعد اختلاف یونس شقاوت مآل نصاریٰ کئی فرقے ہو گئے
ازانجملہ یعقوبیہ اور ملکانیہ اور نسطوریہ اور مرقوسیہ کہا یعقوبیہ نے عیسیٰ وہی اللہ ہے اور
اسیطرح سے ملکانیہ نے کلام کیا اور کہا نسطوریہ نے عیسیٰ وہی بیٹا اللہ کا ہے اور کہا مرقوسیہ
نے عیسیٰ تیسرا ہے تین مین کا اور بعضے کہتے ہین کہ عقیدہ ملکانیہ یہ ہے کہ عیسیٰ خدا ہے اور یعاقبہ کا
یہ کہ عیسیٰ پسر خدا ہے اور مذہب نسطوریہ یہ کہ تیسرا ہے تین مین تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا
کبیرا اور پوشیدہ نہ رہے یہ جو بیان ہوا درباب فرقون نصاریٰ کے روایات مورخون کی ہے
کہ متکلمین کے اقوال سے مخالفت رکھتی ہے اور منقولہ ارباب کلام پر اگر اطلاع چاہیے تو ملل ونحل
شہرستانی اور اور کتب کلامیہ کو مطالعہ کرے شمہ انمین سے یہ کہ ترجمہ تاریخ ابوالفدا مین لکھا
ہے کہ بلفظہ نقل کیا جاتا ہے وہ یہ کہ نقل ہے کتاب ملل النحل سے شہرستانی کہتا ہے کہ کلمہ کے مجسم ہونے
مین نصاریٰ کے کئی مذہب ہین ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ وہ کلمہ چمکا جسم پر مثل چمکنے نور کے جسم شفاف
پر اور ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ جسطرح موم مین چھاپہ لگتا ہے اسی طرح سے وہ کلمہ جسم کے ساتھ
منقش ہوگیا تھا اور ایک مذہب یہ ہے کہ الوہیت انسانیت سے اکٹھی ہو گئی تھی
اور ایک فرقہ اسطرح پر بیان کرتا ہے کہ کلمہ جسم مسیح سے اسطرح پر پیوستہ
ہوگیا تھا جیسا پانی دودہ مین ملجاتا ہے بہرتقدیر سب نصاریٰ اس بات پر متفق ہین کہ حضرت
مسیح کو یہودیون نے سولی دی اور مار ڈالا اور کہتے ہین کہ مسیح بعد مرنے کے اور سولی پانیکے
پہر زندہ ہوا اسکا جسم پہر شمعون الصفا نے دیکھا اور حضرت عیسیٰ شمعون سے باتین کرکے اور
اور وصیت کرکے دنیا کو چھوڑ کر آسمان پر چڑہ گئے شہرستانی کہتا ہے کہ ملت نصاریٰ
مین بہتر فرقہ ہین سب سے بڑے تین ہین یعنی ملکانیہ اور نسطوریہ اور یعقوبیہ ملکانیہ اُن نصاریٰ
کو کہتے ہین جو ایک بادشاہ روم کے وقت مین ہوا سبب نغلیہ اور نسطوریہ اُس بادشاہ کے

اُسکے ہمراہ نصاریٰ ہو گئے تھے یہ فرقہ صاف تثلیث کا اقرار کرتا ہے انھین کی مذمت مین خدا تعالیٰ نے
قرآن مجید مین خبر دی ہے وہ یہ کفر کرتے ہین وہ لوگ جو قائل اس بات کے ہین کہ خدا ایک ہے تین
مین کا یہ کہ ملکانیہ کہتا ہے کہ مسیح انسان کلی ہے اور وہ قدیم ازلی ہے اور حضرت مریم نے ایک خدا
کا ازلی جنا اور سولی اور قتل واقع ہوا ہے انسانیت اور لاہوتیت دونون پر یہی لوگ باپ
اور بیٹے کا اطلاق خدا اور مسیح پر کرتے ہین اور اسکا باعث یہ ہے کہ اُن لوگون نے انجیل مین اکثر
ایسا لکھا ہوا پایا ہے اور ایک دلیل اُنکی یہ بھی ہے وہ کہتے ہین کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو جب
جب سولی دے چکے اور قتل کر چکے تو انھون نے آپ فرمایا تھا کہ مین اپنے اور تمھارے باپ
پاس جاتا ہون اور کہتے ہین کہ خداے تعالیٰ قدیم ہے اور مسیح مخلوق ہے بعد اس حادثہ کے
پہلوانان ہنرمند اور عالمان عقلمند اور ہوشیار آدمی سب ایک بادشاہی مکان مین قریب تین سو
تیرہ مرد کے جمع ہوئے اور سب نے باتفاق حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر اعتقاد لا کر قبول کیا ان لوگون
کا یہ قول ہے کہا کرتے ہین کہ ایمان لاتے ہین ہم خداے واحد باپ پر جو مالک ہے ہر شے کا اور بنانے والا ہے
مخلوقات کا ہر چیز کا اور ایمان لاتے ہین اکلوتے بیٹے یسوع مسیح اکلوتے بیٹے خدا کے جسنے پیدا
کیا تمام خلق کو اور وہ خود مصنوع نہ تھا خدا ہی سچا ہے سچے خدا سے اپنے باپ کے جوہر شے جسکے ہاتھ سے
سب عالم پیدا ہوئے اور وہ شے جو واسطے ہمارے اور واسطے خلاصی ہماری کے آسمان سے اُتری
ہے اور قایل ہین اس بات کے کہ حضرت عیسےٰ مجسم ہوئے روح القدس اور پیدا ہوئے مریم
سے اور سولی بھی ہوئی اور دفن بھی کئے گئے پھر تیسرے روز جی اٹھے اور آسمان کو چڑھ گئے اور
اپنے باپ کے داہنی طرف بیٹھے اور پھر تشریف لانیکو مستعد ہین دوسرے بار واسطے انفصال قضایا
مردون اور زندونکے اور ایمان لاتے ہین ہم روح قدس واحد پر ایسی روح جو اُسکے باپ سے نکلی ہے
اور ایمان لاتے ہین ہم اس بات پر کہ بھروسا کرنا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شفاعت پر موجب
گناہون کے معاف ہوجانیکا اور ایمان لاتے ہین ہم اس بات پر کہ بدن ہمارے اُٹھین گے اور ابدالآباد
تک زندہ رہین گے اور ایمان لاتے ہین ہم اس جماعت قدیمہ پر جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے
ہم جلیس تھے یہی یہ جو ہمنے ذکر کیا اس مذہب اور طور پر اول ہی اول اتفاق ہوا تھا اور
شریعت بھی انھون نے بنائی ہے جسکو ایمانو سطا کہتے ہین اور فرقہ دوسرا یعنی نسطوریہ یہ
وہ لوگ ہین جو نسطور کے زمانہ مین تھے یہ لوگ نزدیک نصاریٰ کے ایسے ہین کہ جیسے معتزلہ
ہمارے نزدیک یہ فرقہ اول فرقے سے تجسد مسیح مین مختلف ہین ان کا مذہب امتزاج
کا نہین بلکہ یہ لوگ کہتے ہین کہ کلمہ جسد مسیح پر ایسا چمکا شمس آئینہ یا بلور مین چمکتا
ہے اور یہ کہتے ہین کہ مسیح پر الوہیت کی جہت سے قتل واقع نہین ہوا بلکہ بجہت انسانیت

پر قتل ہوا لیکن انکا نیہ اُسکو نہین مانتے اور تیسرا فرقہ یعقوبیہ وہ ہین جو یعقوب البردعائی کے ہم عصر تھے یہ ایک راہب تھا قسطنطنیہ مین انکا یہ مذہب ہے کہ کلمہ بھی گوشت اور خون ہوکر خدا ہوگیا اور عیسےٰ مسیح کی شکل پیدا ہوگیا تھا ابن لوزم کہتا ہے کہ فرقہ یعقوبیہ کے لوگ یہ کہتے ہین کہ مسیح خدا ہے قتل بھی کیا گیا اور مصلوب بھی اور تین روز تک مُردون مین پڑا رہا انکا یہ مقولہ ہے کہ ان تین دن تک دنیا بدون خدا کے جو سب کا مدبر ہے رہی ان لوگون کی بھی خدا تعالیٰ نے قرآن مجید مین خبر دی ہے اُس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ کافر ہین وہ شخص جو کہتے ہین کہ مسیح ابن مریم خدا ہے انتہیٰ ما اوردناھو نقلہ من کلام الشہرستانی وھذا القدر کاف لمن ادنی لبّ مترجم کہتا ہے یہ سب دروغ کہتے ہین اور راہ کذب طے کرتے ہین حق یون ہے کہ حضرت عیسےٰ بندہ اور آفریدہ اور پیغمبر خدا کے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ نساء مین فرماتا ہے یا اھل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الملئکۃ المقربون ومن یستنکف عن عبادتہ ویستکبر فسیحشرھم الیہ جمیعا یعنے اے اہل کتاب کے مت زیادہ گوئی کرو بیچ دین اپنے کے اور مت کہو اوپر اللہ کے مگر سچ سوائے اسکے نہین کہ عیسےٰ بیٹا مریم کا ہے پیغمبر اللہ کا ہے اور حکم ہے اُسکا ڈال دیا اُسکو طرف مریم کے اور روح ہے اسکی طرف سے پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اُسکے کے اور مت کہو خدا تین ہین باز رہو بہتر ہوگا واسطے تمہارے سوائے اسکے نہین کہ اللہ معبود اکیلا ہے پاک ہے وہ اُس سے کہ ہو واسطے اُسکے اولاد واسطے اُسی کے ہے جو کچھ بیچ آسمانون کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور کفایت ہے اللہ کارساز ہرگز نہ انکار کرے گا مسیح اس سے کہ ہو بندہ واسطے اللہ کے اور نہ فرشتے مقرب اور جو کوئی انکار کرے بندگی اُسکی سے اور تکبر کرے گا پس اکٹھا کرے گا ان کو طرف اسکے سب کو اور سورۂ مائدہ مین فرمایا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا وللہ ملک السموات والارض وما بینھما یخلق ما یشاء واللہ علی کل شیء قدیر وقالت الیھود والنصاری نحن ابناء اللہ واحباؤہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم بل انتم بشر ممن خلق یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء وللہ ملک السموات والارض وما بینھما والیہ المصیر یعنے البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ جو کہتے ہین تحقیق اللہ وہ ہے مسیح بیٹا مریم کا کہہ پس کون اختیار رکھتا ہے اللہ کے کام مین کچھ اگر چاہے کہ ہلاک کر ڈالے مسیح بیٹے مریم کے کو

اور ماں اسکی ہوا اور ان لوگونکو کہ بیچ زمین کے ہیں سارے اور واسطے اللہ کے ہے بادشاہی
آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ درمیان انکے ہے پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور اللہ اوپر
ہر چیز کے قادر ہے اور کہا یہودیوں نے اور نصاریٰ نے ہم بیٹے اللہ کے اور پیارے ہیں اسکے
کہہ پس کیوں عذاب کرتا ہے تمکو ساتھ گناہوں تمہارے کے بلکہ تم آدمی ہو اس چیز سے کہ پیدا
کیا ہے بخشتا ہے جسکو چاہتا ہے اور عذاب کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور واسطے اللہ کے ہے
بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ درمیان انکے ہے اور طرف اسی کے ہے پھر جانا
اور پھر فرماتا ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم وقال المسیح یبنی اسرائیل
اعبدوا اللہ ربی وربکم انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوٰہ النار وما للظلمین
من انصار لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ وما من الٰہ الا الٰہ واحد وان لم ینتھوا
عما یقولون لیمسن الذین کفروا منھم عذاب الیم افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ
واللہ غفور رحیم ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ
کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لھم الایت ثم انظر انی یؤفکون قل اتعبدون من
دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ھو السمیع العلیم قل یا اھل الکتب لا تغلوا فی دینکم
غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل لعن الذین کفروا من
بنی اسرائیل علی لسان داود وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون یعنے البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ
کہ کہتے ہیں تحقیق اللہ وہ ہے مسیح بیٹا مریم کا اور کہا مسیح نے اے بیٹو یعقوب کے عبادت کرو اللہ کی
پروردگار میرا ہے اور پروردگار تمہارا تحقیق بات یہ ہے جو کوئی شریک لاوے ساتھ اللہ کے پس
تحقیق حرام کی اللہ نے اوپر اسکے بہشت اور جگہ اسکی آگ ہے اور نہیں واسطے ظالموں کے
کوئی مددگار البتہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ کہ کہتے ہیں تحقیق اللہ تیسرا ہے تین کا اور نہیں کوئی
معبود مگر معبود ایک اور اگر نہ باز رہیں گے اس چیز سے کہ کہتے ہیں البتہ لگیگا ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے
انمیں سے عذاب درد دینے والا کیا پس نہ توبہ کریں طرف اللہ کے اور نہ بخشش مانگیں اس سے
اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان نہیں مسیح بیٹا مریم کا مگر پیغمبر تحقیق گذر چکے ہیں پہلے اس سے
پیغمبر اور ماں اسکی صدیقہ تھی یعنے ولیا دونوں کھاتے تھے کھانا دیکھ کیونکر بیان کرتے ہیں
ہم واسطے انکے نشان پھر دیکھ کہاں سے بلٹائے جاتے ہیں کہ کیا عبادت کرتے
ہو تم سوائے خدا کے اس چیز کو کہ نہیں اختیار رکھتی واسطے تمہارے ضرر اور نہ نفع
اللہ وہ ہے سننے والا جاننے والا کہہ اے اہل کتاب کے مت زیادتی کرو بیچ دین
اپنے کے سوائے حق کے اور مت پیروی کرو خواہشوں اس قوم کی کہ تحقیق گمراہ ہو چکے

پہلے ایمان لائے اور گمراہ کیا بہتون کو اور بہک گئے راہ سیدھی سے لعنت کیے گئے وہ لوگ کہ کافر
ہوئے بنی اسرائیل سے اوپر زبان داؤد کے اور عیسیٰ بیٹے مریم کے یہ بسبب اسکے کہ نافرمانی کرتے
تھے اور حد سے نکل جاتے تھے بس ان آیات بینات سے صاف واضح ہے کہ قول یعقوبیہ
کا تھا اللہ ہی تھا جو صورت مسیح مین آیا تھا اور قول نسطور جو قائل تھا کہ مسیح اللہ کا بیٹا حقیقی ہے
تک کہ چاہا تو ظاہر کیا پھر اسکو اپنے پاس بلا لیا یعنے معاذ اللہ خود اللہ تین حصہ ہو گیا ایک اللہ
رہا ایک روح القدس ایک مسیح اور باقی اقوال کہ مذکور ہوئے صریح کفر ہین من ہذا الاقوال و
نقول کما قال اللہ تعالیٰ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ
کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ ایک ہے اللہ بے احتیاج ہے نہین جنا اسنے
اور نہ جنا گیا اور نہین ہے واسطے اسکے برابری کرنے والا کوئی فصل پانچوین قصہ اصحاب
کہف مین نغمہ سنجان گلستان غرائب اخبار اور داستان سرایان عجائب آثار نے درباب عدد
و اسامی اصحاب کہف اور سبب ایمان اور نام بلدہ اسکے مین اختلاف کیا ہے زمرہ مورخین
کا یہ عقیدہ ہے کہ اصحاب کہف قبل از بعثت روح اللہ غار مین جا کر سو گئے اور بعد از
رفع حضرت باسمان جاگے اور بیدار ہوئے اور ایک فرقہ کا عقیدہ ہے کہ [illegible] صلوات اللہ
صعود کرنے حضرت مسیح کے آسمان پر ظہور مین آئے۔ راویان اخبار کہتے ہین کہ اصحاب کہف
ساکنان شہر افسوس مضافات دیار ہندا مین متعلقات یونان ہی سے تھے اور سبب قبول
ایمان ان کا بمضمون اسطرح بیان کیا ہے کہ جب سنا جالینوس طبیب نے کہ اس بلدہ مین اقامت
پذیر تھا یہ پہونچا کہ اندھے اور کوڑھے کا عیسیٰ مسیح علاج کرتا ہے کہا یہ افعال طبیبان حاذق سے بھی ہوتا
ہوتے ہین اور جب سنا کہ وہ مردہ کو بھی زندہ کرتا ہے کہا یہ عمل بغیر قدرت بشر سے باہر ہے اگر
عیسیٰ احیاے موتی کرتا ہے تو اسکو دعوے نبوت مین صادق جاننا چاہیے اور بعد از
تو اتنا اس خبر کے ہمراہ ایک [illegible] شاگردون اور دوستون اپنے کے از راہ دریا متوجہ
خدمت بابرکت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوا اور کشتی مین بزحمت مرض شکم مبتلا ہو کر بمقام
شنع پہونچا اسکے شاگردون نے اس سے کہا کہ سبحان اللہ مسیح مریض بہین انفاس متبرکہ تمہاری
سے صحت پاتے ہین یہ کیا بھید ہے کہ اپنے علاج مین تم عاجز ہو جالینوس نے کہا انی اعالج
بما اعلم یعنے تحقیق علاج کرتا ہون ساتھ اس چیز کے کہ جانتا ہون مین اسکو پھر کہا ایک کوزہ
پانی سے بھر کر میرے پاس لاؤ جب اسکے شاگرد آبخورہ پانی کا بھرا ہوا لائے ایک دارو
کہ بنا بر استعمال اپنے شکم کی بنائی تھی تھوڑی سی اس سبو مین ڈالی اور بعد ایک ساعت کے
اوس ظرف پر آب کو دیکھا کہ تمام پانی جم گیا اور کسیطرح سے بہتا نہین ہے اپنی شاگردون سے کہا کہ یہ بیر

واتفاقاً آپ یہ ہے کہ گھر وہی دوا سے جالیس قوی اسہال سے چند اُس مقدار کی آبخورہ مین ڈالی تھی اور بسبب سرعت اثر اُسکے پانی منجمد ہوگیا تھا کیا لی بعد ایسکے اسکو اجابت متواتر ہوئی اور شدت اسہال سے قریب بمرگ ہوا اور کہا کہ مرض موت کا کچھ علاج نہین ہیت یا قضا برسنے توان آنند با قدر بپوشے توان آویخت سے غرضکہ اُسوقت جالینوس نے یہ وصیت کی کہ بعد از تکفین و تدفین میرے تم سب یار رفیق حضرت مسیح کے پاس جا کر اُسکی نبوت کے ساتھ اعتراف کرنا القصہ اہل کشتی جب سفینہ سے اُترے جالینوس کو دفن کیا اور ملازمت حضرت روح اللہ مین پہونچکر بدولت اسلام و توحید مشرف ہوگئے اور پھر اپنی اپنی ولایت کو مراجعت کی اور خلائق اُس دیار کو وصیت جالینوس سے مطلع کیا مردم اُس دیار نے اپنی حیات گذشتہ پر افسوس کیا کہ واسطے اوپر ہوا ہے کہ ہمنے اپنی مدت ضلالت مین صرف کی خلاصہ یہ کہ یہ بھی ایمان لائے اور یہ روایت قول محمد بن محمود شہر وردی کے خلاف ہے کیونکہ اُسنے تاریخ حکما مین لکھا ہے کہ جالینوس حکیم نے قبل از دو سو برس بعثت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے شربت مرگ چکھا تھا اور نیز منافی اُس روایت کے ہے جو پہلے قصہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مین گذری العلم عند اللہ تعالیٰ بحقیقۃ الحال اور روایا سے اسطرح منقول ہے کہ اصحاب کہف اور تمام اہل افسوس جب ایمان لائے تھے کہ ایک حواریون مین سے بقرموده شمعون الصفا اُس دیار مین پہونچا تھا اور اُسنے دعوت حواریون مین خلائق آسمان کی ایک بادشاہ جبار دقیانوس نام بلاد روم یا زمین بابل مین مستولی ہوکر آدمیون کو بت پرستی کی ترغیب کرتا تھا اور جو کوئی اُس کا انکار کرتا تھا سیاست فرماتا تھا جب اُسنے بلدہ افسوس ہے کہ اصحاب کہف وہان رہتے تھے غلبہ پایا اور خلق کو اپنی متابعت پر دعوت کی بعضون نے تابعداری اختیار کی اور بعضون نے نہ کی اور اہل توحید لاچار اور مجبور ہوکر ہر طرف جنگل کے گئے یا کہین کونے گوشہ مین چھپ رہے اور اشرار نابکار اخیار اور ابرار کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے اختفا سے نشان دہی کرتے تھے اور دقیانوس بے ناموس بقطع اعضا ان کے حکم دیتا تھا سات شخص اولاد عظمائے اُس ولایت سے اپنے گھرون مین بیٹھے ہوئے دروازے بند کرکر عبادت پروردگار عالمیان کی مشغول رہتے اور حضرت مجیب الدعوات سے بتضرع اور تخشع بجہت دفع شر دقیانوس مسئلت کرتے تھے روز عید کہ دقیانوس بنا بر معبود باطل اپنے کے ذبح اور قربانی اشتغال کرتا تھا ایک مرتبہ اُسنے حکم کیا تھا کہ جو کوئی اُسدن ذبح مین حاضر نہ ہوگا اور میرے بت کو سجدہ نہ کریگا اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کروا ڈالونگا اور حال اُن سات خدا رسیدہ سے مطلع ہوکر اُن کے استحضار کے واسطے بھی حکم دیا جب ارباب خلوت حسب الحکم اُس انجمن مین حاضر ہوئے دقیانوس نے اُنسے پوچھا کہ تمھارے تمرد کا سبب کیا ہے کہ میرے حکم واجب الاتباع

سے انحراف اور آزار سے قربانی سے اجتناب اور سجدہ صنم سے احتراز کرتے ہو مکسلمینا کہ ان مین
رتبہ سروری رکھتا تھا پیش آیا اور کہا کہ اے بادشاہ تو ہمکو ایک ایسی مصنوع شخص کی پرستش پر
دعوت کرتا ہے کہ نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ اُس سے نفع متصور ہے اور نہ ضرر ایسے جماد
کو ہم کیونکر معبود حقیقی جانین اور کسطرح سے اپنی پیشانی اُسکے روبرو زمین پر رکھین تو اس خیال
سے درگذر کہ ہمسے ہرگز یہ فعل صادر نہین ہونے کا دقیانوس نے کہا جو تم میرے معبود کو سجدہ
نہین کرتے تو تمہارا مسجود کون ہے۔ اٰیۃ فقالوا ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونہ الٰہا
یعنے پس کہا انھون نے پروردگار ہمارا اور پروردگار آسمانون کا اور زمین کا ہے ہرگز نہ پکارین
گے ہم سوائے اُسکے کسی معبود کو جب اُس جبار نے یہ بات سنی عنان تمالک ہاتھ سے چھوڑ
کر ان کے قتل پر اشارہ کیا مکسلمینا نے کہ آثار خوف و فزع بشرۂ یارون سے مشاہدہ
کیا کہا اے بادشاہ ہمکو اپنے محافظونکو تفویض کر دے اور آج کی رات مہلت عطا کر اگر کل
ہم تیرے کیش کو قبول کرینگے تو ہمپر رحم کرنا ورنہ جو تیرا مدعا ہے ہمارے ساتھ عمل مین لانا دقیانوس
کو انکا یہ کلام مقبول ہوا اور اہل توحید کو محبوس کیا اور انھون نے فرصت پاکر اوسی شب مین
فرار کیا جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا
حبیب خدا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وحی نازل کی اللہ نے مجھپر فرمایا
آیت ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من اٰیٰتنا عجبا ہ یعنے کیا گمان
کیا ہے تو نے پر رہنے والے غار کے اور اُس کھودے ہوئے کے تھے نشانیون ہماری سے
تعجب کرتے زمین روم مین ایک شہر تھا جسکا نام افسوس مشہور تھا اُسے بنایا تھا ایک نیک بخت
بادشاہ نے اتفاقاً وہ بادشاہ مرگیا اور سلطنت وہان کی خراب ہوگئی جب یہ خبر
مملکت فارس مین پہونچی تو وہان کا بادشاہ دقیانوس نام کہ ظالم اظلم تھا لشکر لیکر شہر افسوس
پر چڑھا اور بعد جنگ اُسکو فتح کیا اور اُس شہر مین ایک قلعہ مستحکم بنایا راوی لکھتا ہے
کہ اُس قلعہ کا طول اور عرض تین تین کوس تھا اور نہایت صاف اور گڑھے پتھرون سے
بنایا گیا تھا جسمین چار ہزار ستون طلائی زرناب کے تھے اور چھت بھی سونیکی تھی اور زنجیرین
تھین کوفت کی ہوئی چاندی کی اور ہر رات چراغ روشن کیے جاتے تھے خوشبودار تیل
سے اور مکان مین دو سو روشندان مشرق کی طرف اور دو سو مغرب کی طرف
رکھے تھے کہ شبانہ روز ہر وقت شعاع ضیاء آفتاب و ماہتاب سے اسمین روشنی
رہتی تھی اور ایک تخت مرصع بنایا تھا کہ طول اوسکا اسّی گز کا اور عرض اُس کا
چالیس گز کا تھا اور دہنی طرف اُس تخت کے اسّی کرسیان سونے کی اور بائین

اور بائین طرف تنی اسیقدر رکھی تھین کہ اُنپر امرا اور ارکان سلطنت بیٹھے تھے اور ایک وضع
یہ تھی کہ ایک طرف کرسیون پر بادشاہ اور شہزادون کے اور ایک طرف امرا اور ارکین بیٹھے تھے یعنی
بادشاہ اُسکے بیچ اور وسط مین رہتے تھے اور خود بادشاہ اُس تخت پر بیٹھا تھا اور ایک تاج مکلف کندہ
جڑا ہوا جواہر نگار پہنتا تھا اور اُسکے سات رکن تھے اور ہر رکن پر اسطرح موتی چمکتے تھے جیسے اندھیری رات مین
روشنی چراغ کی ہوتی ہے اور اس بادشاہ نے پچاس لڑکے سردارونکے آراستہ کئے تھے اور اُنھین سونے کی ٹوپیان
پہنائی تھین اور اُنکے ہاتھون مین عصا سونیکے دیئے تھے اور چھ لڑکے اولاد علما مین سے بعد تربیت اور تعلیم کے
اپنے وزیر کئے تھے کہ تین اُنمین سے داہنی طرف اور تین بائین طرف کھڑے رہتے تھے وہ جو داہنی طرف
رہتے تھے اُنمین ایک کا نام تھا یملیخا اور دوسرے کا مکسلمینا اور تیسرے کا فطیونس اور جو بائین طرف رہتے تھے
ایکا نام مرطوس دوسرے کا شوطونس تیسرے کا ساریونس اور ایک روایت سے یہ نام یون ہین یعنی داہنی طرف
والے یملیخا کسلمینا شلینا اور بائین طرف والے مرنوس دبرنوس شاذرطوس اور یہ بادشاہ سب باتون
مین اُنسے مشورہ کرتا تھا اور بغیر اُنکے کوئی کام نکرتا تھا اور جسوقت یہ بادشاہ اجلاس کرتا تھا دربار
لگتا تو یہ دستور مقرر تھا کہ اُنمین سے ایک شخص کے ہاتھ مین ایک پیالہ سونیکا بھرا ہوا مشک کا ہوتا اور دوسرے
کے ہاتھ مین بھرا ہوا گلاب کا ہوتا اور تیسرے کے ہاتھ مین ایک جانور اُڑنیوالا سفید سا ہوا ہوتا تھا جب وہ جانور چھوڑا
جاتا تھا تو وہ پہلے غوطہ لگاتا تھا گلاب کے پیالہ مین پھر اُڑتا تھا اور غوطہ لگاتا تھا مشک کے پیالہ مین اور اسیطرح
اُڑتا ہوا بادشاہ کے سر پر جاتا کہ قطرات لطیف مشک اور گلاب کے اُسکے پرونسے جھڑتے اور بادشاہ
کے سر پر پڑتے اور بعض تفاسیر مین لکھا ہے کہ رنگ اس جانور کا سفید تھا اور بازو اُسکے سرخ اور یہ
بھی لکھا ہے کہ جب بادشاہ اشارہ کرتا تھا تب وہ جانور از خود آکر غوطہ لگاتا تھا اور پھر تاج پر بیٹھ کر چھینٹا دیتا
تھا اور یون ہاتھ پر ایک لڑکے کے بیٹھا رہتا تھا الغرض تیس برس اسطور پر گذرے اور اس عرصہ
کثیر مین کبھی کسیطرح کا رنج اور غم اُس بادشاہ کو نہین پہنچا اور کسیطرح کی بیماری اُس مدت مین کبھی
نہ ہوئی حتی کہ کبھی سر تک نہ دکھا آخر کو ایسا سرکش ہوا اور غرور اُسکے سر مین بھرا کہ دعوے خدائی
کا خود کرنے لگا اور لوگون کو دعوت کی کہ مجھے خدا کہین اور جو شخص کہ اس بات کو قبول کرتا تھا اسے
زر و بہت اسباب دنیاوی دیتا تھا ناچار بہت لوگون نے قبول کیا غرض سب پوجتے تھے اور سال
مین ایک روز عید کا مقرر تھا اتفاقاً ایک روز عید کو بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا اور وہی تاج مرصع سر پر
رکھا ہوا تھا کہ ناگاہ ایک سردار اسکے ارکان سلطنت کا یہ خبر وحشت اثر لایا کہ لشکر فارس تیرے
ملک پر غالب آیا بادشاہ سنتے ہی نہایت محزون اور غمگین ہوا یہانتک کہ تھر تھرا کر تخت سے نیچے گر پڑا
اور تاج سر سے الگ جا رہا جب یہ حرکت اُن تینون وزیرون مین سے جو داہنی طرف کھڑے رہتے تھے
اس ایک نے دیکھی کہ یملیخا جسکا نام تھا بسبب اسکے کہ وہ بہت عالم اور عاقل تھا سوچا اور فکر کیا کہ

معاذ اللہ اگر فی الحقیقت دقیانوس خدا ہے تو یہ خبر سنکر کیوں غمگین ہوا اور پھر خیال کرنے لگا کہ یہ کھاتا بھی ہے
اور پیتا بھی ہے اور سوتا بھی ہے جو کہ ہم سب لوگ کرتے ہیں اگر سچ مچ خدا ہوتا تو چاہیے تھا کہ یہ صفاتیں اس
میں نہوتیں کیونکہ خدا تعالی کی یہ صفتیں نہیں ہیں اور ذات پاک اسکی ان باتوں سے منزہ اور مبرا ہے
غرض تملیخا یہ باتیں سوچکر دل میں پیچ و تاب کھاتا تھا کہ دربار برخاست ہوا ہر ایک شخص اپنے اپنے گھر گیا اور معمول
تھا کہ یہ چھوں جوان وزیران سلطنت ہر شب باری باری ایک کے گھر میں جمع ہوتے تھے اور کھاتے پیتے
تھے اتفاقاً اسدن نوبت فراہم ہونے کی تملیخا کے مکان کی تھی چنانچہ شام کو اسکے گھر میں سب جمع
ہوئے اور بدستور کھانے پینے لگے تو پانچوں نے کہا یا تملیخا تو نے کچھ نہ کھایا پیا جب انھوں نے سبب اسکا
پوچھا تو اسنے ظاہر کیا کہ اے بھائیو کچھ نہ پوچھو میرے دل میں ہزاروں کھانے پینے اور چین و آرام سے زیادہ
خوشی پھر رہے ہیں پانچوں نے پوچھا کہ اے بھائی بیان تو کرو کہ وہ کیا ہیں اسنے کہا کہ ملاحظہ کیا میری فکر
نے طرف آسمان کے میں نے خیال کیا کہ یہ اتنا بڑا خیمہ آسمان بغیر ستونوں و چوب کے اور بغیر زنجیر و طناب کے
کیونکر برپا ہوا اور چاند سورج ایسے روشن جو اپنا نظیر نہیں رکھتے آپ سے آپ کس طرح بنے اور پھر آسمان کو
اتنے ستاروں سے جو زینت کیونکر حاصل ہوئی بیشک ان سب کا کوئی بنانے والا ضرور ہے اور
میں نے غور کیا زمین میں کہ یہ فرش کسنے بچھایا ہے پانی پر اور کسنے اسے مستحکم کر دیا ہے اور باندھا ہے
پہاڑوں سے کہ ہل نہیں سکتی پھر خیال کیا میں نے کہ کسنے مجھکو ماں کے پیٹ میں ڈالا اور باہر نکالا اور کسنے
غذا دی پیٹ میں اور پرورش کیا پھر جانا میں نے کہ ان سب باتوں کا کوئی کارسیگر ہے اور وہ بڑا تدبیر
والا ہے سوا دقیانوس کے کیونکہ اس سے یہ باتیں بن نہیں آتیں بلکہ یہ خود سب اشیا میں پائی
جاتی ہیں جو کہ ہم مخلوق میں ہیں تو بالضرور یہ بھی ایک مخلوق میں سے ہے اور خالق ارض و سموات اور
صانع تمام مخلوقات ذات پاک پروردگار ہے بالجملہ مضمون ان آیات کرامت مشحون کا بالہام ربانی
اسکے آئینہ ضمیر میں انعکاس پذیر ہوا قولہ تعالی والسماء بنیناھا باید وانا لموسعون والارض فرشناھا
فنعم الماھدون ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ففروا الی اللہ انی لکم منہ
نذیر مبین اور آسمان کو بنایا ہمنے اسکو ساتھ قوت کے تحقیق ہم اسکو البتہ کشادہ کرنے والے ہیں اور
زمین کو بچھایا ہمنے اسکو پس اچھا بچھونا کرنے والے ہیں ہم اور ہر چیز کو پیدا کیا ہمنے دو قسمیں تو کہ تم
نصیحت پکڑو پس بھاگو طرف اللہ کے تحقیق میں واسطے تمہارے اس سے ڈرانے والا ہوں
ظاہر اور جب یہ کلام دلکش انجام تملیخا کا ان پانچوں یاروں نے سنا تو بیساختہ اسکے پاؤں پر گر پڑے
اور بہ قیام ہو بیٹھنے لگے اور کہنے لگے کہ بھائی فی الحقیقت تو سچ کہتا ہے اور جو کچھ تیرے دل میں آیا ہے
بیشک ہمارا دل بھی یہی قبول کرتا ہے اب جو تو حکم کرے وہی ہم بجا لائیں ظاہرا اللہ تعالی نے
انکے دلوں میں مطالب ان آیات بینات کے القا فرمائے آیت خلق السموات بغیر عمد ترونھا

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وبث فیہا من کل دابۃ وانزلنا من السماء ماء فانبتنا فیہا من کل زوج
کریم ہٰذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ بل الظالمون فی ضلال مبین یعنی پیدا کیا آسمانوں
کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم اسکو اور ڈالے بیچ زمین کے پہاڑ ایسا نہ ہو کہ ہل جاوے ساتھ تمہارے اور پھیلائے
بیچ اسکے ہر طرح کے جانور اور اتارا ہمنے آسمان سے پانی پس اگائی ہمنے بیچ اسکے ہر قسم نفیس شے
یہ ہے پیدائش خدا کی پس دکھلاؤ مجھکو کیا ہے اُن لوگوں نے جو کہ سوا اسکے ہیں بلکہ ظالم بیچ گمراہی ظاہر
کے ہیں غرضکہ یہ سنکر یملیخا نے کہا اے بھائی یعنی کوئی راستہ واسطے آپکے اور تمہارے بہتر نہیں
دیکھتا سوائے اسکے کہ یہاں سے بھاگ جاویں طرف بادشاہ ارض وسموات کے کہ واسطے کہ ان
الفرار من عادت اہل احتیاط یعنی تحقیق بھاگنا عادت اہل احتیاط سے ہے تاکہ اُس ظالم سے نجات
پاویں انھوں نے کہا ع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست جو تم قصد کرو ہم تیرے ہمراہ
ہیں یملیخا یہ بات سنتے ہی کھڑا ہوا اور اسکا ایک باغ تھا کہ ہر دینار سے بیچا ما انکو ساتھ لئے ہوئے باغ
میں چلا گیا اور تین درم کو کھجوریں لیں باقی ہزار درم کو سارا باغ بیچا اور درم چادر کے گوشے میں باندھ کر
اور چھوڑیں گھوڑوں پر سوار ہو کر جب اسکے شہر سے تین کوس کی مسافت پر پہنچے تو یملیخا نے
کہا اے بھائیو اب ملک دنیا گیا اور دولت حشمت چھوٹی یاد کرو خدا کو اور بگاڑو واسطے اسکے گھوڑوں
سے اور چلو اپنے پاؤں سے اللہ کہ خالق ارض وسموات ہے واسطے تمہارے نجات بخشے اور سب کام تمہارا
کرے سب گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور پاپیادہ چلنے لگے اور گھوڑوں کو ہانک دیا چونکہ چھوکرے
نازپروردہ اور عیش و آرام کے خوگر تھے کبھی پیادہ پا کاہے کو چلے تھے مصرع چلتے چلتے تھک گئے پاؤں
میں چھالے پڑ گئے یہاں تک کہ پھپھولے بلکہ خار سے فگار ہو کر لہولہان ہوگئے مصرع پاؤں میں
آبلے اور آبلوں میں خار بھی ہے بڑی محنت اور مشقت سے جوں توں کر کے گرتے پڑتے کئی کوس پر پہنچے
وہاں انکو پیاس کا غلبہ ہوا ناگاہ ایک چرواہا انھیں دکھائی دیا اس سے کہا کہ اگر تیرے پاس تھوڑا پانی
یا دودھ ہو تو ہمکو پلا اسنے کہا کہ بہت اچھا پلاتا ہوں لیکن میں تمہارے چہروں سے روشنی شہزادوں
کی سی دیکھتا ہوں اور نہیں گمان کرتا سوا اسکے کہ تم بھاگے ہوئے ہو معلوم نہیں کہ تم نے کیا قصور کیا
تھی جو پہلے تم اپنا حال سچ بیان کر دو تا ہمیں اطمینان خاطر ہو جاوے یملیخا نے جواب دیا کہ اے شخص کیا پوچھتا ہے
حال ہمارا اور کیوں مبالغہ کرتا ہے راست گفتاری میں ہم ایسے دین میں داخل ہوئے ہیں کہ اس میں جھوٹ
بولنا جائز اور حلال نہیں اور اگر ہم جھوٹ بولیں تو کوئی نجات دینے والا نہیں پھر تمام قصہ بیان
کیا چرواہا تمام حال سنکر انکے قدموں پر گرا اور کہا جو تمہارے دل میں آیا ہے بیشک میرا دل بھی اسکو
قبول کرتا ہے لیکن تم تھوڑا یہاں ٹھہرو کہ میں بکریاں اور دنبیاں انکے مالکوں کے پاس پہنچا دوں پھر
وہ چرواہا گیا اور پہنچا کر اپنے پاؤں جلدی جلدی دوڑا ہوا پھر آیا لیکن اسکا ایک کتا

تھا کہ وہ بھی ساتھ ساتھ چلا آیا راوی لکھتا ہے کہ حبیب خدا احمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
رنگ اس کتے کا ابلق تھا اور نام اس کا قطمیر جب وقت اُن چھوں جوانوں نے دیکھا کہ ایک کتا بھی
چرواہے کے ساتھ آتا ہے تو آپس میں کہا کہ ایسا نہو کہ یہ کتا ہمیں فضیحت کر ڈالے یعنے خیال کیا کہ اگر ساتھ ہوگا تو رات
کو جہاں کہیں ہم رہیں گے یہ وقت بے وقت بھونکیگا اور اسکے بھونکنے سے لوگ جان جاوینگے کہ یہاں پر
آدمی ہیں اگر کوئی وطن کا آدمی آنکلیگا اور ہمکو دیکھیگا تو بیشک پکڑے جاوینگے یہ خیال کر کے چھوں جوان
کتے کو پتھر مارنے لگے کسیطرح الٹا پھر جاوے جب کتے نے یہ حال دیکھا تو دوڑ کر اُنکے پاؤں پر لوٹنے
لگا جیسے کوئی عجز اور زاری کرتا ہے اور انجام کو بحکم خدا تعالیٰ گویا ہوا اور نہایت صاف زبان سے
کہنے لگا کہ اے قوم تم کیوں مجھے پھیرتے ہو میں تمہارا بھید نہیں ظاہر کرونگا اور میں گواہی دیتا ہوں
کہ خدا تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اور میرے سبب سے کوئی تمہارا دشمن تمہارے راز پر نہیں آگاہ ہوگا
میں بھی امید رکھتا ہوں کہ تمہارے طفیل سے مجھے بھی خدا تعالیٰ سے قربت اور نزدیکی نصیب ہو جب ان
جوانوں نے یہ باتیں اسکی سنیں بیساختہ پتھر ہاتھوں سے ڈال دیئے اور اُسے گود میں ہر ایک لیتا تھا
اور کندھے پر چڑھاتا اور اُسے لیے ہوئے چلتے تھے اور چرواہا آگے آگے چلا جاتا تھا آخر کو چرواہا ایک
پہاڑ میں لیکر چڑھا اور ایک غار کے پاس کھڑا کیا اور اس پہاڑ کا نام بنجلوس تھا اور غار کا نام وصید اور
اُس غار کے آگے چشمہ جاری تھا اور درخت میوہ دار موجود چونکہ یہ بہت بھوکے پیاسے تھے اُن درختوں
کے میوہ دار سیر ہو کر کھایا اور اس چشمہ سے پانی خوب پیا اور اس غار میں جا کر آرام لیا اور دروازہ
پر غار کے کتا بھی ہاتھ پھیلا کر بیٹھا کہتے ہیں حق تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم دیا کہ اُن سبکی روحوں کو قبض کرے
لیکن یہ روایت قبض ارواح کی ضعیف ہے صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انپر نوم مستغرق غالب کی اور روایت ہے کہ
ہر ایک کے دو دو فرشتے تعین کئے کہ وہ کروٹیں بدلتے رہیں داہنے سے بائیں طرف اور بائیں سے داہنی
طرف اور ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ فرشتے برس بھر میں ایک دفعہ انکی کروٹ بدلتے
تھے تاکہ زمین اُنکے بدنوں کو نہ کھا جاوے یعنے بدن انکے بوسیدہ ہوں اور گل نہ جاویں اور
بھی روایت ہے کہ سال بھر میں دو دو مرتبہ بدل جاتے اور یہ بات بھی زیادہ ہے بلکہ حالان
آفتاب کو حق تعالیٰ نے حکم کیا کہ وقت طلوع سے غروب تک شعاع انپر نہ پڑے قولہ تعالیٰ
وترى الشمس اذا طلعت تزاور عن كهفهم ذات اليمين واذا غربت تقرضهم ذات الشمال
وهم فى فجوة منه ذلك من آيات الله من يهد الله فهو المهتد ومن يضلل فلن تجد له وليا
مرشدا وتحسبهم ايقاظا وهم رقود ونقلبهم ذات اليمين وذات الشمال وكلبهم باسط ذراعيه
بالوصيد لو اطلعت عليهم لوليت منهم فرارا ولملئت منهم رعبا یعنے اور دیکھے تو آفتاب کو جب
طلوع کرتا ہے جھک جاتا ہے غار انکے سے داہنی طرف اور جب غروب کرتا ہے کترا جاتا ہے اُن سے

بائیں طرف اور وہ بیچ میدان کشادہ کے ہیں اُس سے یہ نشانیوں اللہ کی سے ہے جسکو ہدایت کرے اللہ پس
وہ راہ پانیوالا ہے اور جسکو گمراہ کرے پس ہرگز نہ پاویگا تو واسطے اُسکے دوست راہ بتانیوالا اور گمان کرے
تو اُنکو جاگتے اور وہ وہیں سوتے اور کروٹیں لواتے ہیں ہم اُنکو داہنی طرف اور بائیں طرف اور کتا اُنکا پھیلا رہا
ہے دونوں ہاتھ اپنے بیچ دہنے غار کے اگر جھانکے تو اُنکے تو البتہ پیٹھ پھیرے اُنسے بھاگ کر اور البتہ بھر
جاوے تو اُنسے رعب کہتے ہیں وہ سوتے ہیں اور آنکھیں اُنکی کھلی ہیں اس سے کہ جاگتے ہیں کر جاتے ہیں
اور حق تعالیٰ نے اس مکان میں دہشت رکھی ہے تا لوگ تماشا نہ کریں کہ وہ بے آرام ہوں اور جو ساتھ ایک
کتا ہو لگ گیا تھا وہ بھی زندہ رہ گیا اگرچہ کتا رکھنا برا ہے لیکن اچھوں کے ساتھ میں برائی جاتی رہتی ہے چنانچہ
شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے فرد سگ اصحاب کہف روزے چند ۔ پے نیکان گرفت
مردم شد ۔ القصہ اُس زمانہ میں ماہ محرم کی دسویں کو عید ہوتی تھی جسوقت دقیانوس عید کرکے
پھرا تو اُن چھوں وزیروں کو نہ پایا لوگوں سے حال اُنکا پوچھا کسی نے کہہ دیا کہ اُنھوں نے سوا تیرے اور
خدا کو اختیار کیا ہے اور وہ یہاں سے بھاگ گئے ہیں یہ بات سنتے ہی وہ ظالم فوج لیکر
خود سوار ہوا اور کھوج لگاتا ہوا غار تک پہونچا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ سب بیٹھے ہیں گویا جان
کسی میں نہیں جب اس حالت سے اُنکو دیکھا تو اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگا کہ جو میں چاہتا تھا کہ اُنکو
سزا دوں خود اُنھوں نے زیادہ اس سے سزا پائی اور معماروں کو بلوا کر پتھر اور چونے کی پختہ دیوار سے
اس غار کو بند کروا دیا پھر از راہ غرور کے اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگا کہ اب کہو دو اُنسے اگر وہ
سچے ہیں تو کہیں اپنے خدا سے جو معبود ہے آسمانوں میں کہ نجات دے اُنکو یہاں سے روضۃ الصفا
میں لکھا ہے کہ بعد ان دقیانوس نے بنا بر اسکے کہ معلوم ہوا تھا کہ یہ صورت علامت قدرت الٰہی سے
ہے کہ ایک دن اپنے ہمراہیوں میں بیٹھا تھا حکم کیا کہ ایک لوح رصاص پر اسامی اور القاب اور احوال
اور تاریخ فرار اصحاب کہف کو نقش کرکر غار کے دروازہ پر لگا دے بعد ازانکہ دقیانوس
نے کوس رحلت بجانب جہنم بجایا اور بندیکس اور نے بنوبت افسر حکومت سر پر رکھا تا آنکہ نوبت ایالت
وسروری سات آٹھ ایک بادشاہ عادل دیندار بیدروس نام کو پہونچی جو [illegible]
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایمان رکھتا تھا پہونچی اور اسنے بجائے بیت الاصنام کلیسا اور عبادتخانہ بنائے
اسکے زمانہ دولت میں اصحاب کہف اس خواب گران سے بیدار ہوئے لکھا ہے اُنکو تین سو
نو برس سوتے ہوئے ہو چکے تھے کما قال اللہ تعالیٰ ولبثوا فی کہفہم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعا
یعنی اور رہے وہ بیچ غار اپنے کے تین سو برس اور زیادہ رہے نو برس کہ حق تعالیٰ نے پھر حکم کیا کہ روح
اُنمیں ڈالی گئی یا بیداری اُنکو طاری ہوئی کہ یہ اُٹھ کھڑے ہوئے جسوقت کہ اُٹھے تو دیکھا کہ وہ غنودگی
اور آفتاب روشن ہے اور غار کا دروازہ کھلا ہوا سب آپس میں ہر ایک اپنی خوابگاہ سے اُٹھکر ایک دوسرے

سے کہنے لگا کہ ہم اس رات خدائے تعالیٰ کی عبادت سے بہت غافل رہے یعنی انھوں نے جانا کہ ہم رات
کو سو رہے تھے اب صبح ہوئی ہے دن چڑھ گیا غرض باہر آئے تو دیکھتے ہیں کہ چشمہ پانی کا خشک اور درخت
بھی سوکھ گئے ہیں اس وقت یہ سب کے سب بہت حیران ہوئے اور تعجب کرنے لگے کہ رات بھر میں
تمام پانی چشمہ کا اور سب درخت کیونکر خشک ہو گئے اور جیب البسر میں لکھا ہے کہ اپنے کو بھوکا پیاسا دیکھا
اور اوروں کو پکارا کہ اٹھو سب گھبرا کر اٹھ بیٹھے قال اللہ تعالیٰ وکذلک بعثناہم لیتساءلوا بینہم قال قائل
منہم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض یوم قالوا ربکم اعلم بما لبثتم یعنی اور اسی طرح اٹھایا ہم نے
انکو تو کہ سوال کریں ایک دوسرے سے آپس میں کہا ایک کہنے والے نے انمیں سے کتنا رہے تم کہا انھوں
نے رہے ہم ایک دن یا تھوڑا دن میں سے کہا انھوں نے پروردگار تمہارا خوب جانتا ہے جتنا رہے تم
القصہ انکو بھوک اور پیاس بہت شدت سے معلوم ہوئی بعد از طہارت بر حسب عادت رکوع اور سجود
اور عبادت خالق معبود سے فارغ ہو کر بصلاح ہمدگر یہ قرار دیا کہ ایک شخص شہر کو کچھ درم لیکر جاوے
اور کچھ کھانا خرید لاوے لیکن بہت احتیاط کرے اور دیکھ لے کہ چربی سور کی اس کھانے میں نہو یعنی
حلال اور پاکیزہ اور اچھا کھانا ہو قال اللہ تعالیٰ فابعثوا احدکم بورقکم ہذہ الی المدینۃ فلینظر
ایہا ازکی طعاما فلیأتکم برزق منہ ولیتلطف ولا یشعرن بکم احدا انہم ان یظہروا
علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملتہم ولن تفلحوا اذا ابدا یعنے پس بھیجو ایک اپنے کو ساتھ روپیہ اپنے کے
یہ طرف شہر کے پس چاہیے کہ دیکھے کون سا انمیں سے پاکیزہ ہے کھانا پس لے آوے تمہارے پاس رزق
انمیں سے اور چاہیے کہ نرمی کرے اور نہ بتاوے ساتھ تمہارے کسیکو تحقیق اگر وہ غالب آوینگے اوپر
تمہارے سنگسار کرینگے تمکو یا پھیر لے جاوینگے تمکو بیچ دین اپنے کے اور ہرگز نہ چھوٹوگے تم اسوقت کبھی پس
یملیخا نے کہا اسے بھائیو تم میں سے کوئی نہ جاوے یہ کام میں کرونگا اور چہرہ اپنے سے کہا کہ مبادا کوئی شہر
میں پہچان کر مجھے گرفتار کرے اور اس ظالم جبار کے پاس پہونچا دے اسلیے یہ مناسب ہے کہ میں
شہر سے کپڑے بدل کر جاؤں غرض یملیخا چہرہ و لباس کے کپڑے پہنکر روانہ ہوا راہ میں اکثر مکان ایسے دیکھے
کہ پہلے نہ دیکھے تھے اور رستہ بھی متغیر تھا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کہاں جاتا ہے ناگاہ چلتے چلتے ایک دروازے
پر شہر کے پہونچا اور وہاں ایک سبز نشان دیکھا کہ اوسپر لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ رسول اللہ یہ
اسے دیکھتا تھا اور آنکھیں ملتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ یہ خواب میں دیکھ رہا ہوں آیا بیداری ہے
یا ہنوز خواب میں معلوم ہوتا ہے اور دیر تک حیران رہا غرض آخرکار شہر میں داخل ہوا اور
بتخانہ کی جگہ کلیسہ دیکھا کہ صورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسکی سقف اور دیوار پر نقش کی ہے
اپنے دل میں کہا سبحان اللہ ایک شبانہ روز میں بیت الصنم کیسے ویران کر کے یہاں بیت الصمد
مرتب کیا ہے پھر دو شخصوں کو دیکھا کہ ایک حضرت مسیح اور دوسرا اللہ کی قسم کھاتا

ہوئی ہین اور ایک قوم کو دیکھا کہ انجیل پڑھتے ہین اور بازار مین ہر طرح کی دکانین ہین یہ ایک نان بائی کی دکان پر گیا پہلے پوچھا کہ اے بھائی تمھارے شہر کا کیا نام ہے کہا اس شہر کا نام افسوس ہے پھر پوچھا کہ بادشاہ کا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ عبدالرحمن یملیخا بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اگر تو سچ کہتا ہے تو بیشک تو اہل توحید سے ہے یہ درہم لے اور اسکے بدلے مجھکو کھانا دے نان پزنے جب درہم لیے تو دیکھا کہ درہم بہت بھاری اور بڑے سابق کے زمانہ کے ہین اُسے بہت تعجب ہوا لکھا ہے کہ وہ دس درہم تھے اور وزن ہر درہم کا ایکے اِنکے دس درہم اور دو ثلث درہم کا تھا پھر نان پز نے یملیخا سے کہا کہ اے شخص بیشک تو نے خزانہ پایا ہے اگر تو اس مین سے کچھ مجھے بھی دے تو دے نہین تو تجھے بادشاہ کے پاس لیجاتا ہون یملیخا نے کہا مین نے خزانہ پایا ہے نہ کسی غیر کا مال چھین لیا ہے حق یہ ہے کہ اپنی کھجور بیچ کر تھین اُسکی قیمت کے درہم ہین اور کچھ مدت نہین ہوئی تیسرا دن ہے کہ مین اس شہر سے نکلا ہون اور لوگون کو دقیانوس بادشاہ کی عبادت کرتے ہوئے چھوڑ گیا تھا نان پز یہ بات سنکر بہت غصہ ہو اور کہنے لگا جب تو مصیبت مین پڑیگا تب راضی ہوگا تیری یہ طاقت کہ اُس ظالم کا نام لیوے جسنے خدائی کا دعوی کیا تھا اور اُسکو تین سو نو برس ہوگئے ہین کہ مرگیا تو مجھ سے مسخرہ پن کرتا ہے غرض اس گفتگو مین بہت سے لوگ جمع ہوگئے اور اسکو پکڑ کر نسطوس قاضی کے پاس لیگئے قاضی نے کیفیت قصہ معلوم کرکر کہا کچھ اندیشہ نکر جو خزانہ کہ تو نے پایا ہے ہمکو بتادے یملیخا نے جواب دیا کہ مین اس تہمت سے مبرا ہون قاضی نے پوچھا کہ پس یہ درہم تو کہان سے لایا ہے کہا فلانے روز اپنے باپ کے گھر سے لیئے تھے قاضی نے پوچھا تیرا باپ کون ہے جواب دیا کہ فلان بن فلان قاضی نے کہا کہ ہم نام و نسب اُس شخص کا نہین جانتے انجام کو بعد قیل و قال بسیار بادشاہ پاس قصہ پہونچا وہ بہت عقلمند اور منصف تھا نان بائی کا دعوے سنکر یملیخا سے کہنے لگا کہ ڈر نہین تحقیق ہمارے پیغمبر عیسے نے حکم دیا ہے کہ کسیکو خزانہ ملے تو اُس خزانہ مین سے کچھ نہ لو اگر پانچوان حصہ سو ہم تجھ سے خزانہ نہین چھینتے صرف تو پانچوان حصہ دے دے اور اچھی طرح سے صحیح و سلامت چلا جا یملیخا نے کہا اے بادشاہ خدا تجکو قائم رکھے تو سچ جان کہ مین نے کوئی خزانہ نہین پایا مین اسی شہر کا ہون بادشاہ نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے یہین کا رہنے والا ہے اسنے کہا ہان بادشاہ نے کہا کوئی شخص تجھے پہچانتا ہے اُسنے کہا ہان بادشاہ نے کہا اچھا تو لوگون کے نام بتلا یملیخا نے قریب ایک ہزار آدمیونکے نام لیے دے بادشاہ نے حضار مجلس کیطرف دیکھا سبنے دست ادب باندھکر عرض کی کہ حاشا و کلا ان نامون کا ایک بھی شخص اب اس شہر مین نہین یہ نام ہمارے زمانہ کے نہین البتہ یہ نام اگلے وقتون کے ہین انجام کار بادشاہ نے یملیخا سے کہا کہ اگر تو اس شہر کا باشندہ ہے تو بیشک تیرا گھر بھی اس شہر مین ہوگا اسنے کہا البتہ یہی ہے غرض مقتدا ان شاہی بموجب حکم

سلطانی ڈنکے ساتھ گئے اور بعد مصر یہ چلا ہمراہ چلے یہان تک کہ ایک حویلی کے پاس پہنچا اور کھڑا ہو گیا اس
شہر مین اس حویلی سے زیادہ کوئی بلند مکان نہ تھا اور کہنے لگا کہ یہ مکان میرا ہے اور دروازے پر دستک
دی ناگاہ ایک بہت بوڑھا بزرگ سن رسیدہ آدمی کہ پلکین اسکی مارے بڑھاپے کے بسبب شدت بڑھاپے
کے آنکھون پر نیچے پڑی ہوئین کمر سے باہر نکلا اور خلقت کا ہجوم دیکھکر گھبرایا کہنے لگا کہ کیا سبب ہے
کہ تمنے میرے گھر کو گھیر لیا ہے اسوقت وہ شہزادی نے حقیقت حال ظاہر کی اور کہا کہ اے شیخ یہ شخص یعنی
یملیخا گمان کرتا ہے کہ یہ گھر اسکا ہے وہ بوڑھا یہ کلمہ سنتے ہی غیظ و غضب مین آیا اور یملیخا کیطرف متوجہ ہوا اور کہا
کہ میان صاحب اپنا نام تو بتلاؤ کیا ہے یملیخا نے اپنا نام بتایا اور اپنے باپ کا نام بتایا لکھا ہے کہ اسکے
باپ کا نام قسطنطین تھا شیخ نے کہا کہ پھر نام اپنا اسنے پھر اعادہ کیا اسوقت تو شیخ بیساختہ اسکے قدمون
پر گر پڑا اور یہ حال تھا کہ کبھی ہاتھ چومتا تھا اور کبھی پاؤن چومتا تھا اور کبھی لپٹاتا تھا غرض انجام کو شیخ
کہنے لگا کہ میرا دادا ہے اور قسم کھائی پروردگار عالم کی اور کہا کہ یملیخا ایک ہے ان جوانون
مین کا کہ دقیانوس سے بادشاہ ارض و سما کی طرف بھاگے تھے اور حضرت عیسی علیہ السلام نے انکے
قصہ کی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ اب وہ قریب زندہ ہونگے المختصر بادشاہ کو یہ خبر پہونچی وہ
وہ فوراً اسوار ہو کر حاضر ہوا اور یملیخا کو دیکھتے ہی گھوڑے سے کود پڑا اور رونے لگا اور اسکے گلے پڑا
اور یہی حال تھا سب لوگون کا کہ اسکے ہاتھ پاؤن چومتے تھے اور آنکھون سے لگاتے تھے انجام کو
یملیخا سے باقی اصحابون کا حال پوچھا اسنے مفصل بیان کیا اور کہا کہ وہ غار مین ہین اور حال شہر
کا یہ تھا کہ اسوقت دو بادشاہ تھے اس شہر مین ایک مسلمان اور ایک نصرانی دونون بادشاہ
مع اپنے گروہون کے اسکو لیکر سوار ہوئے کہ ان سب جوانون سے ملاقات کرین جب قریب
غار کے پہونچے تو اسنے دونون بادشاہون سے کہا کہ اے یارو ایک بات میرے خیال مین آئی
ہے اگر تم کہو تو کہون سب نے کہا فرماؤ کہا مین ایسا خیال کرتا ہون کہ تمھارے گھوڑون کی آواز اور ہتھیار
کا کھڑکا جو انکے کان مین جاویگا تو شاید انکو گمان ہو کہ دقیانوس قتل کرنیکو آیا ہے اور اس سبب سے
وحشت مین آجاوین یعنی ایسا نہو کہ انکو کچھ صدمہ پہونچے میری دانست مین یہ مناسب ہے کہ تم ذرا
ٹھہرو تاکہ مین پہلے جاکر انکو تمام حقیقت سے آگاہ کر دون چنانچہ سب لوگون نے اس رائے کو پسند
کیا اور وہین ٹھہر گئے یملیخا تنہا غار مین گیا سب یار اسکے کھڑے ہوگئے اور لپٹ کر کہنے لگے کہ بڑا
شکر ہے خدا عزوجل کا کہ شر دقیانوس سے تم بچکر صحیح و سلامت آئے یملیخا نے کہا کہ اپنا سب کیا حال
بیان کرو اور بتلاؤ تم کتنی مدت ہوئی آیہ قالوا لبثنا یوما او بعض یوم کہا انھون نے کہ سوئے ہم ایکدن
پورا یا کچھ کم ایکدن سے اسنے کہا کہ تم تین سو نو برس سوئے اور دقیانوس مرگیا اور قرن بعد قرن
گذر گئے اب تمھارے شہر کا ایک مسلمان عادل بادشاہ ہے اور ایک نصرانی ہے وہ ہمراہ ایک تمھارے ملنے کو آیا ہے

سب نے کہا کہ اے یملیخا تم چاہتے ہو کہ ہم انگشت نما ہوں عالم میں اور باعث فتنہ و فساد ہوں اُسنے کہا پھر کیا
ارادہ ہے سب نے کہا تم ہاتھ اٹھاؤ طرف آسمان کے اور ہم بھی ساتھ ہاتھ اٹھاوین غرض سب نے آسمان
کی طرف ہاتھ اٹھائے اور جناب باری میں عرض کی کہ یا خدایا ہم کچھ اور تجھسے نہیں چاہتے ہیں مگر یہ
کہ ہماری روحیں قبض کرلے اور کسی کو ہمارے حال سے آگاہ نکر خداے تعالے نے دعا انکی قبول کی
اور ملک الموت کو حکم فرمایا کہ انکی روحین قبض کرلے اور دروازہ غار کا بموجب حکم الٰہی بند ہو گیا جب
یملیخا کو بہت دیر گذری تو دونوں بادشاہ گھبرا کر قریب غار کے آئے اور گرداگرد اُسکے سات روز تک
پھرے مگر دروازہ یا کسی طرح کا راستہ بلکہ سوراخ تک بھی نپایا سب لوگ نہایت حیران و پریشان ہوئے
اور حال اُنکا محل عبرت ہو گیا انجام کار مسلمان بادشاہ نے تو کہا کہ میرے دین پر مرے ہیں یہاں
ایک مسجد بناتا ہوں اور نصرانی نے کہا کہ میرے دین پر مرے ہیں میں گرجا بناتا ہوں غرض
دونوں بادشاہوں میں خوب لڑائی انجام کو مسلمان بادشاہ غالب آیا تو اُسنے غار کے پاس ایک
مسجد بنوائی چنانچہ خداے تعالے فرماتا ہے آیۃ قال الذین غلبوا علی امرھم لنتخذن علیھم مسجدا
کہا اُن لوگوں نے جو غالب آئے تھے اوپر کام اپنے کے البتہ بناوینگے ہم اوپر انکے مسجد اور روضۃ الشہدا
میں لکھا ہے کہ جب یملیخا رخصت ہوا بادشاہ سب سے پہلے غار میں گیا یاروں کو آنے اہل اسلام سے خبر دی
اور جو کچھ مشاہدہ کیا تھا بیان کیا یہ سب سجدے میں گرے اور عقب سے بادشاہ مع اپنے ہمراہیوں کے
غار کے دروازے پر پہونچا اور ایک لوح اور اسامی اصحاب کہف باشارت مارنوش خازن وفادار
اسپر کندہ تھا ملاحظہ کیا اور جب بادشاہ غار میں آکر اُنکے نزدیک پہونچا ایک ایک کو پکارا اُنھوں نے
سر سجدے سے اُٹھایا اور شہریار دیندار نے سبکے ہاتھ پاؤں چومیں اور بہت سا عجز و نیاز ظاہر کر کر
ماحضر طعام جو ساتھ لایا تھا حاضر کیا جب بادشاہ اور اصحاب کہف اکل و شرب سے فارغ ہوے
یاران غار نے بادشاہ نیکو کردار سے بعد از دعا و ثنا التماس کیا کہ ہمکو اسیطرح رہنے دے بادشاہ نے
انکی التماس قبول کی اور اصحاب کہف بحیات اول اپنے مضاجع میں تکیہ پذیر ہوے اور حضرت عزرائیل
تقبض ارواح انکے مامور ہوے اور بادشاہ نے سبکو حریر و دیباے تکفین کرکر اور ہر ایک کو طلائی احمر
کے تابوت میں رکھکر اُسی غار میں رکھدیا اُسی شب میں بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ
کہ اصحاب کہف اس سے کہتے ہیں ایھا الملک اخرجنا من توابیتک واکفانک واکفن فی اکفان
الجنۃ یعنے اے بادشاہ نکال تو ہمکو تابوتوں اپنے میں سے اور کفنوں اپنے میں سے اور کفن کر تو ہمیں کفنوں
جنت کے بنا بریں بادشاہ نے سب کو اُن تابوتوں اور کفنوں سے نکلوا کر اُنکے بدنوں کو انھیں کپڑوں
میں کہ پہلے پہنکر غار میں آئے تھے کفنوں کروادیا اور غار کے دروازے پر ایک کنیسہ بنوا دیا
اور روز ملاقات اصحاب کہف کو ایک عید بزرگ اعتبار کیا کہ ہر سال خلق اطراف اس غار پر جمع

ہوتی ہے اور جاننا چاہیے کہ یہ ان مورخون کی طرف منسوب ہے کہ گمان کرتے ہین کہ انتباہ اصحاب کہف
قبل از بعثت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتفاق پڑا ہے اور ایک قول اس باب مین یہ ہے کہ خواب اصحاب کہف
قبل از بعثت عیسیٰ بن مریم غار مین آئے آیہ فقالوا ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا
فتوالیھم جاءوا من شیئ کان معھم وضعوہ معھم فضرب اللہ علی اذانھم فلبثوا عدۃ و تسع سنین
یعنی پھر کہا انھون نے اے رب ہمارے دے ہمکو پاس اپنے سے رحمت اور تیار کر واسطے ہمارے کام
ہمارے کے بیچ بھلائی کے پھر تحقیق انھون نے کھایا جو کہ انکے پاس تھا اور رکھے انھون نے سر اپنے نیچے سوتے کے
پس پردہ مار الٰہی تھے اور پھر کانون انکے نیچے سلا دیا انکو تین سو نو برس تک اور بعد انقضا کے اس
مدت کے بیدار ہوے اور یملیخا کو شہر مین بھیجا اور اسکو بہ تہمت پانے خزانے کے پکڑ کر پادشاہ عصر کے
پاس لے گئے اور اس نے صورت سرگذشت اپنی بیان کی اور بادشاہ نے اسکو بلا کر کیفیت اس قصہ کی
پوچھی احبار نے کہا قصہ اصحاب کہف کا انجیل مین مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعد میرے
مدت دراز ہو گی کہ حق جل و علی انکو زندہ کریگا تا میری نبوت پر قائل ہو جاوین جب بادشاہ نے یہ حدیث احبار
سے سنی اصحاب کہف کے دیکھنے کا اسکو کمال اشتیاق غالب ہوا اور یملیخا کو اپنے سے پہلے غار مین
بھیجا تا اصحاب کہف کو توجہ اہل شہر سے خبردار کرے اور اسنے جاکر اپنے رفیقون سے کہا کہ بادشاہ
ہمارا ابھی آتا ہے انھون نے بہ تصور اسکے کہ دقیانوس آتا ہے اضطراب کیا یملیخا نے انکو تسکین دی اور
کہا کہ ہمارے غار مین آنے کے بعد ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہے کہ اسکو عیسیٰ ابن مریم کہتے ہین اور بہت قرن
اسکی بعثت پر گذرے ہین بادشاہ اور اہل شہر کہ یہان آتے ہین اسکے ساتھ ایمان رکھتے ہین انھون
نے بھی حضرت عیسیٰ پر ایمان لا کر دعا کی تا بحال اول معاودت کرین دعا انکی مستجاب ہوئی اور ویسے ہی
ہو گئے اور بادشاہ نے غار مین آکر انکو سوتے پایا اور وہان سے حیرت زدہ باہر نکلکر حکم دیا کہ اس غار
کو بند کرو یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ یہ قول اصح اقوال ہے اور محمد بن اسحق
یسار اس طرح نقل کرتا ہے کہ جب دقیانوس کو مرے ہوے ایک مدت گذر گئی اور امر حکومت سے
بپادشاہ عادل و مسلمان انتقال پایا اور اسکے زمانہ مین شہر افسوس کی خلقت مین اختلاف پیدا
ہوا کہ بعضون نے حشر و نشر سے مطلق انکار کیا اور قلیل نے حشر اجساد منکر ہو کر حشر ارواح اعتراف کیا
اور اہل توحید نے کہا کہ ارواح بدنون کے ساتھ محشور ہونگی اور بادشاہ نے بوہم اس امر کے کہ
مبادا اہل باطل اہل حق پر غلبہ کرین صومعہ مین آکر اور لباس پلاس پہنکر اور روے بسجدہ سیاہ رعیت
پر کھول تضرع و زاری مین مشغول ہوا تا باری تعالیٰ اس مہم کو موحد اور ملحد پر بیان کرے اور دعاے شہریار
عادل مستجاب ہوئی اس ہنگام مین ایک افسوس کی خاطر مین گذرا کہ باب مسدود وہ غار اصحاب کہف
کو ویران کرے اور غار کو اپنے گوسفندون کا خطیرہ بناوے چنانچہ اس شخص نے ایک کو اجرت دیکر

اُس غار کو دروازہ کی نشانیاں اُنکو دکھائیں لیکن حضرت نے اتنا خوف اور رعب اُنپر مستولی فرمایا
کہ دیکھنے کی مجال نہ تھی چاہا تھا کہ اُسمین آئین اور دیکھین اُنکو اس جگہ سے منقول ہے کہ دلیران زمانہ
وہان پہونچے اور چاہت غار سے بھاگ گئے القصہ جب اُنکے جاگنے کا زمانہ آیا اُنھون نے حیات تازہ پائی اور
اُٹھے اور گمان کیا کہ بدستور معہود خواب کیا ہے اُسوقت یملیخا کو شہر مین بھیجا اور جس طرح کہ سابق مذکور ہوا
رئیس اور قاضی کے پاس لے گئے اور یملیخا اور قاضی کے درمیان مین مناظرات واقع ہوئے اور
رئیس اور قاضی کیفیت حال سے واقف ہوکر جماعت کثیر ہمراہ لیکر غار کے پاس ... ہوکر دہانہ تک پہونچے
اور دروازہ کھلا پایا اور دو لوحین دیکھین کہ جمیع حالات اصحاب کہف اُنپر منقش تھے ہر گاہ مضمون
اُن الواح کا پڑھا سامان ظہور مشیت الٰہی اور علامت قدرت بادشاہی سے فرحناک اور مسرور ہوئے
اور نواب بادشاہ نے اصحاب غار سے ملاقات کر کے سرگذشت اُنکی پوچھی اور اُنکے حالات کو مطابق نقوش
الواح پاکر بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ بہ تعجیل تمام تشریف فرما ہو کہ ایک آیت آیات خدا ہی سے ظاہر مشاہدہ
ہوئی اور یقین لغت سے زیادہ بہم پہونچے بادشاہ بہ نہایت استقبال روانہ ہوکر اُس موضع شریف پر ظاہر ہوا
جب نظر اُسکی اصحاب کہف پر پڑی سجدات شکر الٰہی ادا کئے اور رونے لگا اور شاہ و گدا اور درویش
و تونگر پر روشن ہوا کہ حشر و نشر اجساد جس طرح سے کہ انبیا علیہم السلام نے خبر دی ہے حق اور درست ہے
اس اثنا مین اصحاب کہف نے بالہام اپنی خوابگاہون مین جاکر بہ روایت مشہور جان بجان آفرین سپرد کی
اور بادشاہ نے کفن اور تابوت اُنکے دیا اور بہ رسم تعظیم مرتب کیے اور جب بادشاہ نے خواب
مین دیکھا کہ اُن مظاہر قدرت ذوالجلال نے کہا اے بادشاہ ہم خاک سے پیدا ہوئے ہمین ہم کو خاک مین
سونپ دے بادشاہ نے حکم دیا کہ اُنکو تابوتون مین سے نکال کر جوف زمین مین دفن کرو اور بعد
ازان دانایان زمان دو شکاف ... سعادتمند گورین غار شیون خلائق سے محجوب اور پنہان
فرمایا منقول ہے کہ سلطان شام معاویہ بن ابی سفیان بعضے غزوات مین اُس دریا مین پہونچا لوگون
نے کہا کہ فلان جبل اصحاب کہف ہے اور اُسنے اُنکے دیکھنے کا قصد کیا ابن عباس نے کہا کہ یہ قصد ہرگز
قوت سے فعل مین نہین آنے کا کیواسطے کہ حضرت رب الارباب تجھ سے بہتر کو خطاب فرماتا ہے
کہ آیہ لو اطلعت علیہم لولیت منہم فرارا ولملئت منہم رعبا اگر جھانکے تو ویرانکے البتہ پیٹھ پھیرے
اُنسے بھاگ کر اور البتہ بھر جاوے اُنسے رعب کر سلطان شام نے کہا اگر اصحاب کہف کو نہ دیکھ سکون گا
تو غار کے دیکھنے سے تو مشرف ہونگا اور بعضے کہتے ہین کہ خالق موت وحیات قبل از قیام قیامت
بوقت نزول حضرت عیسی علیہ السلام اصحاب کہف کو زندہ کریگا اور حضرت مسیح کے ساتھ ایک مدت
تک بہ مصاحبت گذار کر بادگر بجام فنا ساقی اجل سے نوش کرینگے فصل چھٹی ذکر میں صیحا عابد مین
ابن عباس سے روایت ہے کہ بعد از رفع حضرت مسیح اور پیش از ظہور حضرت خاتم النبوۃ علیہ الصلاۃ والسلام

بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا برصیصا نام کہ ستر برس اسنی اطاعت قادر ذوالجلال مین گذارے تھے اور کبھی اس مدت مین کوئی امر خلاف رضاے [illegible] اس سے صادر نہین ہوا تھا شیطان رجیم نے اس بات سے تنگ ہوکر اپنے اعوان کو جمع کیا اور کہا کہ مین کثرت عبادات وس شخص سے کمال رنج مین ہون تم سے متوقع ہون کہ کوئی تدبیر میرے اس رنج کے کھونے کی کرو انمین سے ایک ملعون نے ابیض نام کہ [illegible] انبیا علیہم السلام آپکو استاد دیا تھا کہا کہ مین یہ خدمت بجا لاتا ہون القصہ ابیض نے بصورت راہبان [illegible] صومعہ مین برصیصا کے دروازے پر آکر صدا کی برصیصا کہ نماز مین مشغول تھا جواب نہ دیسکا اور کہتے ہین [illegible] الیہ ہر شب و روز مین ایک لحظہ نماز سے باز رہکر افطار کرتا تھا اور بعضون نے اس سے بھی زیادہ کہا ہے غرضکہ ابیض در صومعہ پر تھوڑی دیر ٹھیرکر نماز مین مشغول ہوا اور برصیصا نے بعد ازادا ے صلوۃ ملاحظہ کیا کہ ایک شخص لباس رہبانیون مین عبادت کر رہا ہے جب ابیض نماز تمام کر چکا برصیصا نے اس سے کہا کہ اسوقت جو تو نے مجھکو صدا کی اور میری خاطر کو اپنی طرف مشغول کیا اب کہو کہ تیری حاجت کیا ہے اسنے کہا میرا مطلب یہ ہے کہ تیرے ہمراہ بعبادت حق جل وعلی مصروف رہون اور ہنگام شرائف اوقات میرے باب مین دعا خیر فرماوے برصیصا نے کہا کہ خاطر میری متوجہ بارگاہ صمدیت ہے اور بعد ازادا ے فرائض اور طاعات دعوات اور نوافل عبادات جمیع ارباب توحید و یقین کیواسطے دعا کیا کرتا ہون اگر تو مومن ہو تو تیرے حق مین بھی میری دعا مستجاب ہوگی اور اسکا اثر تجھکو پہونچیگا عابد یہ بات کہکر اور اس سے روگردان ہوکر نماز مین مشغول ہوا اور اس زاہد سالوس سے ابیض نے بھی صومعہ کے دروازے پر کمر عبادت و طاعت پر باندھی جسوقت برصیصا دیکھتا تھا ابیض کو نماز مین پاتا تھا جب چالیس روز اس طرح پر گذرے تو پھر اسنے پوچھا کہ تو کیا حاجت رکھتا ہے ابیض نے کہا میری یہ غرض ہے کہ اس صومعہ مین آؤن اور تجھسے فوائد اٹھاؤن الغرض اسنے رخصت پاکر قریب یکسال عابد کے ساتھ اس معبد مین بعبادت بسر کی عابد اسکا جہد و اجتہاد اور ریاضات دیکھکر اسکی مصاحبت پر مائل اور راغب ہوا جب ایک برس کامل بسر اوقات انکی باتفاق ہوگر ہوئی زاہد سالوس نے عابد سے کہا کہ میرا ایک یار ہے کہ طاعت و عبادت مین وہ تجھسے زیادہ ہے اب مین چاہتا ہون کہ اپنی باقی عمر اسکی ملازمت مین بسر کرون عابد کو مفارقت اسکی دشوار ہوئی لیکن رخصت کیا اس ملعون نے ہنگام وداع کہا اسے برصیصا مین ایک اسم اسماء الٰہی سے جانتا ہون کہ ہرگاہ خداوند تعالے کو اس نام کے ساتھ یاد کر بیمارون کو شفا کرامت فرماوے اگر تو چاہے تو تجھکو سکھادون عابد کمال ممنون ہوا اور ابیض نے ایک اسم اسکو بتایا اور صومعہ سے باہر آکر شیطان سے ملاقات کی اور کہا کہ عابد ہفتاد سالہ کو مین نے وادی ضلالت مین ڈالا پھر وہان سے چند قدم بڑھکر ایک لڑکا کہ اسکی منزل کے قریب تھا اسکا گلا دبایا اور بصورت طبیب اسکے ماں باپ کے پاس ظاہر ہوا اور کہا کہ تمھارے

بیٹا

فرزند کو جنون عارض ہوا ہے اگر تم کہو تو اسکا علاج کرون انھون نے نہایت غنیمت جانا اور ممنون ہوے
بعد از چند روز علاج کے کہا کہ اس تمہارے قرۃ العین پر ایک شیطان مسلط ہوا ہے کہ اسکو ایذا
پہونچاتا ہے اور مین اتنی قوت نہین رکھتا کہ اسکو دفع کرون لیکن برصیصا اسم اعظم جانتا ہے کہ اسکی
برکت سے خداے عالمیان درماندہ اور رنجورون کو شفا کرامت فرماتا ہے پس ماں باپ اس طفل کے
اس صومعۂ عابد کے دروازے پر آئے اور اپنا ملتمس عرض کیا خلاصہ یہ کہ برصیصا نے بموجب درخواست
اسکے دعا کی اور ابیض نے اس حرکت سے ہاتھ کھینچا اور اس طفل نے صحت پائی پس اسیطرح اس
شیطان نے اس نواحی مین چند آدمیون کے گلے گھونٹے اور انکی شفا کو بدعاے برصیصا حوالہ کیا اور جب
عابد نے دعا کی یہ مردک اس حرکت سے دست بردار ہوا تا آنکہ خبر اجابت دعاے عابد نے اس دیار مین
شہرت پائی انجام کار ابیض نے دختر بادشاہ بنی اسرائیل کو کہ نہایت خوبصورت تھی ستایا اور یہان تک
شدت مرض سے اسکی حالت تباہ ہوئی کہ ورثا کو اندیشہ ہلاک ہوا اس کافر نے بدستور معہود اور بہیات
اطبا اسکے بھائیون پاس جاکر کہا کہ اس مہجبین کا علاج کرتا ہون غالب ہے کہ جلد صحت ہووے اور بہیئہ مشغول
معالجہ ایک روز از راہ مایوسی کہا کہ اس بیمار زار کو آسیب ایک جن زبردست کا پہونچا ہے مین اسکے
رفع کرنے مین عاجز ہون لیکن عجب نہین ہے کہ نجات اسکی دعاے برصیصا عابد سے حاصل ہو اے بادشاہ
زادو تمکو کہ اس دختر کے بھائی تھے کہا کہ تدبیر صواب یہ ہے کہ اسکو چند روز در صومعہ اس عابد پر رکھو
شاید اللہ نفوس متبرک اسکے سے مخلصی حاصل ہووے اور اگر برصیصا اس امر کو قبول نکرے تو اسکے
معبد کے نزدیک ایک مکان بناؤ اور وہان اسکو تنہا چھوڑ کر چلے آؤ غالب ہے کہ از راہ ترحم وقت
خاص مین وہ دعا سے دریغ نکرے چونکہ انکو اسکی شفا سے یاس اور عابد کی مستجاب الدعوائی مشہور آفاق تھی
شاہزادون نے بموجب اسکی ہدایت کے عمل کیا اور صومعہ پر رکھنا چاہا جب ملتمس انکا مقبول عابد
نہوا تو متصل اسکے صومعہ کے ایک مکان بنایا اور اسکو وہان چھوڑ کر کہا اے شفا بخش رنجوران ہمارا یہ
مطلب ہے کہ یہ ضعیفہ چند روز یہان رہے اور تو اسکے حق مین جناب باری تعالے سے درخواست کرے
تا شافی مطلق شفاے عاجل اسکو کرامت فرماوے اور اس شیطان کے ہاتھ سے کہ اسپر مستولی ہوا ہے
خلاصی پاوے بادشاہ زادے یہ کہکر چلے گئے اور عابد نماز و نیاز اپنی مین مصروف ہوا اور برادران دختر
ہر ہفتہ مین ایک بار اس بیمار کے پاس آتے تھے اور اسی حال مین دیکھکر چلے جاتے تھے اور عابد
گاہ پس پردہ اسکے پاس آتا اور دعا کرتا تھا کبھی اسکو آرام ہوتا اور کبھی مرض شدت کرتا اور سبب
اس تخفیف اور عود تکلیف کا یہ تھا کہ ابیض کبھی اسکا گلو خفہ کرتا اور جب عابد وہ اسم پڑھتا تو یہ اسکو
رہا کرتا تھا تا آنکہ ایک دن اسنے اس بیچارہ کو بہت تکلیف دی اور اسکے بعض اعضا کو کھولدیا
اور پردہ گرا دیا عابد اس گل اندام کے سرہانے آیا اور اسکا جمال باکمال برأی العین اسنے مشاہدہ کیا

کو بیا سے دار حاضر کیا او بیقرار ان اس حال کے ابیض اسکے سامنے آیا اور کہا اے برصیصا مجکو پہچانتا ہے
کہا نہین ابیض نے کہا مین وہی شخص ہون کہ جسنے تجکو اسم اعظم سکھایا تھا کہ مستجاب الدعوات ہو گیا اور
بعد ازان تو نے اعمال بد پہ اقدام کیا اور آنکو بلکہ مومنون کو فضیحت کیا آخر کار اس بلا مین مبتلا ہوا
اب اگر ایک چیز مین میرا کہنا مانے تو اس بلا سے نجات پاوے برصیصا نے کہا وہ کیا ہے شیطان نے جواب
دیا کہ تدبیر یہ ہے کہ مجکو سجدہ کر تا مین تجکو اس ورطہ سے مثل مو سے از خمیر نکالدون اسی حالت اضطرار
مین ابیض کو سجدہ بھی کیا اور بعذاب عاجل و عقاب آجل گرفتار رہوا یہ ہے قول اللہ تعالی کا آیہ کمثل
الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منک انی اخاف اللہ رب العلمین ط یعنی
مانند مثال شیطان کے ہے جسوقت کہ کہا اسنے کفر کر پس جب کفر کیا کہا تحقیق مین بیزار ہون تجھسے
تحقیق مین ڈرتا ہون اللہ پروردگار عالمون کے سے آیہ فکان عاقبتہما انہما فی النار خالدین فیہا وذالک
جزاء الظلمین ط یعنی ہوا آخر ان دونون کا کہ وہ دونون بیچ آگ کے ہین ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے
اور یہ ہے بدلا ظالمونکا حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ بعد از برصیصا سب رہبانان و قسیسین
بعداست زدہ ہوئے گناہ مین بسر کیا کیے تا آنکہ جریج راہب ظاہر ہوا فصل ساتوین ذکر جریج راہب
مین ابن عباس سے منقول ہے کہ زمان فترت مین یعنی بعد از رفع حضرت عیسی اور قبل از ظہور حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان عاقل و عالم و زاہد پیدا ہوا کہ اسکو جریج کہتے تھے اور پندرہ برس کی عمر
مین بخلوت و گوشہ نشینی مائل ہوا تا آنکہ طاعت و عبادت مین کئی قرن گذارے اسکی مان تھی کہ از فرط
عزت و صلاح اور زہد و فلاح اسکا آویزہ گوش عالم تھا وہ ہر روز صومعہ مین اس کے واسطے
طعام و شراب لایا کرتی تھی اتفاقا ایک شب بارش باران تھی کہ اسنے صومعہ کے دروازہ پر آکر آواز
دی کہ اے جریج دروازہ کھول جریج چونکہ نماز گذارتا تھا جواب نہ دیا اور دروازہ بھی نہ کھولا اور وہ
صالحہ بہت دیر کھڑی ہو کے ملول ہو کر پھر گئی دوسرے دن در صومعہ پر پھر آئی اور پکاری کہ سبب اتفاق اس
وقت بھی جریج نماز مین مشغول تھا جواب نہ دیسکا اور وہ عورت پھر گئی تیسرے روز بھی یہی حال واقع
ہوا اور ماں جریج ملول ہو کر کہا اللہم لا تمتہ حتی ینظر الی وجوہ النساء الفسقۃ یعنی خدایا نماز
اسکو یاد تک نظر کرے طرف منہ عورتون زانیہ اور بدکار اور اشرار کے فی الفور تیر دعا اسکا ہدف
اجابت پر پہونچا اور افعال شنیعہ برصیصا سے کہ تمام خلقت رہبانون پر دلیر ہو کر تہمتان زشت کہتی تھی
اور انکو ہاتھ اور مونہہ سے آزردہ کرتی تھی اور بنا بر کثرت رنج دیانت جریج سے عداوت رکھتی
تھی اور درباب شکست صومعہ اسکے مکر و حیلہ سوچتی اور برے برے قصد کرتی آخر الامر اسوقت
اسکی خاطر مین یہ تدبیر مناسب گذری ایک فاجرہ فاحشہ بہم پہونچا کر اسکو زر و مال دیا گیا کہ جریج کو
بزنا متہم کرے اور اس عورت کو کسی حیلہ سے سکھا کر صومعہ کے دروازے پر پہونچایا اور آپ کمینگاہ میں

وکر مین تھی اور فاحشہ مذکورہ نے کہ نہایت جمیلہ تھی صومعہ پر آکر زنجیر ہلائی جریج نے پوچھا کہ تو کون ہے
جواب دیا کہ ضعیفہ عاجزہ دور سے آئی ہون خوف بہیا کون اور ترس شیر و پلنگ سے اس صحرا
مین نہین رہ سکتی آکر آجکی رات مجکو اندر صومعہ کے پڑا رہنے دے تو نہایت لطف و کرم ہوگا جریج نے
اسپر رحم کھاکر دروازہ کھولدیا اور وہ عورت بھیتر آئی اور زاہد نماز مین مصروف ہوا جب جریج نماز سے
فارغ ہوا زانیہ نے آپکو بوجہ دلپسند جریج پر جلوہ دیا اور استدعاے مباشرت کی عابد نے کہا مین اس
کام کا لائق نہین ہون اور پھر نماز پڑھنے لگا منقول ہے کہ اس شیطانہ نے اتنا وسوسہ کیا کہ جریج قصد
مباشرت ہوا لیکن آتش دوزخ سے خوف کھاکر اپنے نفس سے کہا کہ اے نفس اگر تو طاقت رکھتا
ہے کہ آگ مین جلے تو مین تیرا مطلب حاصل کرون اسکے پاس آگ روشن تھی اسکی طرف ہاتھ بڑھا کر ڈالا
جب اسکی انگلی اس سے جل گئی تو شہوت اسکی زائل ہوئی اور پھر شیطان علیہ اللعنۃ نے اغوا کیا اسنے
اپنے نفس سرکش کو تسکین دیکر بدستور پھر آگ مین ڈالا اور اپنے نفس کو ایذا پہونچائی چنانچہ صبح تک
اسکا حال اسیطرح پر رہا ہرگاہ روز روشن ہوا اور اسنے دروازہ معبد کا کھولا تا زانیہ باہر جاوے اطراف
صومعہ سے فجار نے اسپر ہجوم کیا اور اس عورت کو پکڑا اور اس سے کہا کہ اپنا حال بیان کر فاجرہ نے کہا
کہ مدت سے جریج میرے ساتھ زنا کرتا ہے اور مین اس سے حاملہ ہون اور نزدیک ہے کہ وضع حمل
کرون فجار جریج کے گلے مین رسی ڈالکر کشان کشان بارگاہ سلطانی مین لائے اور صورت حال بادشاہ
سے عرض کی بادشاہ نے بقتل و صلب جریج حکم دیا اسکی مان اس واقعہ سے آگاہ ہوکر اسکے پاس آئی
اور کہا مین جانتی ہون کہ تو نے زنا نہین کیا جو کچھ تجھکو درپیش آیا ہے میری دعا کے سبب سے ہے اور وہان سے
پھر بادشاہ کے پاس گئی اور کہا جریج بیگناہ ہے اسکی سیاست مین تعجیل نکر کہ مین اسکی بیگناہی پر شاہد کو
رکھتی ہون بادشاہ نے پوچھا وہ کیا ہے کہا کہ حکم کر کہ زانیہ کو حاضر کرین بادشاہ نے باحضار اس مکارہ
کے فرمان دیا وہ فاجرہ حاضر ہوئی اور جریج نے اپنا ہاتھ اسکے پیٹ پر رکھا اور دعا کی تا صادق کاذب
سے اور مجرم سے تمیز پاوے اور بعد از مناجات ندا کی یا صاحب البطن جنین نے شکم مادر مین جواب دیا
لبیک چنانچہ حاضرین نے بھی اسکی آواز سنی اور جریج نے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے کہا فلان شبان
کہ شتربان بنی فلان سے ہے اور تین مرتبہ تینون سے اسیطرح کہا بادشاہ اور سامعین کو تعجب ہوا اور جریج
کے قتل سے باز رہے کہتے ہین کہ جب وضع حمل زانیہ پر تین روز گذرے پھر اہل فتنہ و شر جمع ہوکر
آئے اور درپئے قتل جریج سعی بلیغ کی اور بمضمون استماع آواز کودک سے شکم مادر مین سے انکار
کیا اور جریج نے اس امر سے آگاہی پاکر پھر بادشاہ کے پاس آکر عرض کیا کہ جس خدا نے اس طفل کو
شکم مادر مین طاقت نطق کرامت فرمائی تھی ہوسکتا ہے کہ خارج شکم مین بھی اسکو قوت تکلم عطا
کرے استدعا کی کہ اس زانیہ کو مع بچہ کے حاضر کرین جب وہ آئی تو کہا ایہا الغلام من ابوک

اُس لڑکے سے کہ تیرا باپ کون ہی تو اُسنے جواب دیا کہ فلان چرواہا اور چرخا انھون نے یہ کلام سنا و تعرض ور من عرض
جریج سے کوتاہ کیا اور بعض روایت مین اسطرح پر ہی کہ ایک شبان صومعہ جریج کے قریب اُسکو سفید مین چرایا تھا اور
زانیہ کے ساتھ اختلاط کرتا تھا اور صاحب صومعہ شبان کو اس حرکت سے منع کرتا تھا اور جب یہ حاملہ ہوئی
اور اس سے فرزند پیدا ہوا یہ تعلیم زانی کہ منع جریج سے مجروح خاطر تھا واجبی تھا اُس عابد کو متہم بزنا کیا اور
یہ حدیث جب بیسع والی مصر کو پہنچی اُسنے حکم قتل و صلب صادر کیا عابد براہ مین زانیہ کو دیکھ کر ہنسا اور آدمیون
نے پوچھا کہ یہ محل ہنسنے کا ہی جواب دیا کہ بواسطہ دعاء مادر کے میرے حق مین کی تھی اور یہ کہا تھا اللہم لا
تمتہ حتی تریہ وجوہ المومسات الفسقۃ اس بلا کے ساتھ گرفتار ہوا ہون اور بعد ازان راہب نے فرج مین اس طفل سے
پوچھا کہ مین اوک بیٹے کون ہی باپ تیرا اللہ عز و جل نے اُسکو نطق عطا فرمایا اور اُسنے کہا فلان ہی
تاآنکہ اُسنے تین مرتبہ اسی طرح کہا اور آدمیون نے سنا اور متعجب ہوے اور اُسکے قتل سے ہاتھ اٹھایا اور
بلوازم اعتذار قیام کر کے کہا اگر تو کہے تو تیرا صومعہ طلاے احمر کا بنا دوین جریج نے کہا مناسب یہ ہے
کہ جیسا میرا عبادت خانہ تھا ویسا ہی بنا دو کہ سکو خانہ تنگ و تاریک تھا پر لوا تھا رشک اہل حسد کو
ہوا اور تدبیرین اُسکے مکین کے ہلاک کے لیے عمل مین لاے اگر سونے کا ہوگا تو کیا کیا خرابیان تجویز
کرینگے اور اولی یہ ہی کہ جیسا پہلے بنا ہوا تھا ویسا ہی اب بنوا دیجے چنانچہ انھون نے اُسی طرح کا صومعہ
بنوا دیا واللہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال فصل آٹھوین ذکر اصحاب اخدود مین تفسیر عزیزی مین در
ذیل آیت قتل اصحاب الاخدود یعنی قتل کیا گیا صاحبان خندق کو کہ چالیس گز طول مین اور بارہ بارہ
گز عرض مین کھودی تھین تا مسلمانون کو اُن خندقون مین ڈالین اور معذب کرین اور وہ خندقین
اسقدر گرم اور تفتہ ہو گئی تھین النار ذات الوقود یعنی تمام وہ خندق آتشی تھی مناسب شعلہ
بزرگ یا صاحب ہیمہ بسیار کہ آگین روشن کر کے بہت گرم کیا تھا اور حدیث شریف مین ہی کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت اس سورہ مین اس آیت پر پہونچتے تھے فرماتے تھے کہ اعوذ باللہ
من جہد البلا یعنی پناہ مانگتا ہون ساتھ اللہ کے جہد بلا سے اور یہ قتل عام کہ صاحبان خندق کو
واقع ہوا وہ انتقام عاجل و سریع تھا کہ بسبب اشتعال آتش اور اُسکے شرارون کی انتشار کے بعد پھرنے
مسلمانون کے ارادہ جہاد سے آمن فی الفور ہلاک ہوگئے اور فرصت مراجعت اپنے گھرون تک نپائی
کسواسطے کہ یہ انتقام اسوقت واقع ہوا کہ اذ ہم علیہا قعود یعنی اسوقت مین وہ صاحبان خندق
اُس آگ پر بیٹھے ہوے تھے قبل ازین کہ اپنی کرسیون پر سے اٹھین اور گھرون مین جاوین جل گئے
اور ذرا بھی مہلت نہ پائی اور یہ قسم انتقام عاجل و سریع بیشتر نظر عوام مین موجب عبرت ہوتا ہے
اور فی الواقع ان کم بختون نے ظلم مین کمال مرتبہ بے صرفگی کی تھی کہ ساتھ اس انتقام عاجل کے
گرفتار ہوے کیونکہ اور ظالم بحضور اور بالمواجہہ اپنے کسی کو زد و کوب نہین کرتے ہین بلکہ اپنے ملازمین کو

حکم دیتے ہیں کہ گنہگاروں کو سیاست کریں تا خلاف مروت اور تفتیش مقتضاے رقت جنسیت واقع نہووے
آیہ وھم علی ما یفعلون بالمومنین شہود دیتے اور یہ تا لم کہ صاحبان خندق تھے جو کہ اہل ایمان کے
ساتھ کرتے تھے آپ با بذات خود حاضر ہوتے تھے پوشیدہ نہ ہے کہ قصہ اصحاب خندق کہ بنا بر دین وایمان
کی آدمیوں کو اوس خندق پر از آتش میں ڈالا تھا اور آپ بھی بلا فاصلہ انتقام عاجل میں گرفتار ہوکر زندہ
دوزخ ہوئے چار ناحیوں میں کہ قریب ہے یا یمن تھے واقع ہوا ہے احتمال رکھتا ہے کہ اسی آیت سے چاروں
مراد ہوویں اور شاید تخویف اہل مکہ کے تا اس قصہ معلوم سے عبرت پکڑیں اور ایذاے مسلمانو مومنین
سے خوف کریں قصہ اول کہ ملک شام میں واقع ہوا ہے کیفیت اسکی حدیث صحیح میں کہ مسلم اور صحاح
میں بروایت صہیب رومی وارد ہوا اس طرح ہے کہ اس ملک میں ایک بادشاہ تھا صاحب ثروت و شوکت
دولون اس نام کے اور اسکا وزیر ایک ساحر تھا کہ فن سحر میں اسنے مہارت کلی پیدا کی تھی اور بنا کار
مملکت بادشاہی اس ساحر کی تدبیر پر تھی جب کوئی غنیم اس ملک میں پیدا ہوتا تھا ساحر اسکو بزور سحر
ہلاک کرتا تھا اور حاجت جنگ وجدال نہوتی تھی اور ہر گاہ امرا اور اعیان مملکت بادشاہ اسکی حرکت
ناشایستہ سے تنگ ہوتے تھے ساحر بزور سحر انکے دلوں کو نرم و مائل کرتا تھا وعلی ہذا القیاس جمیع مہمات
میں اسکا سحر کارگر ہوتا تھا تا آنکہ وہ جادوگر بڈھا ہوا ایک دن اسنے زندگی سے مایوس ہوکر بادشاہ
سے عرض کیا کہ میں پیر ضعیف ہوا قریب اس جہان سے رحلت کیا چاہتا ہوں کوئی کودک زیرک
و ہوشیار اپنے غلاموں میں سے تفویض کیجے تا اسکو تعلیم سحر کروں کہ میرے بعد تمہاری مملکت کے
کاروبار کو سر انجام کرتا رہے بادشاہ نے ایک غلام زیرک مقرر کیا کہ صبح سے شام تک اس ساحر کے پاس
رہے اور جادوگری سیکھے چنانچہ اس لڑکے نے ہر روز اسکے گھر آمد و رفت شروع کی اور جادو سیکھنا
آغاز کیا اتفاقاً ایک دن راہ میں دیکھا کہ بہت سے آدمی ایک حویلی میں سے نکلتے ہیں پوچھا کہ یہ مکان
کسکا ہے انھوں نے کہا اس میں ایک راہب عابد خدا پرست رہتا ہے کہ اسنے دنیا کو ترک کیا ہے اور
عبادت خدا میں مشغول ہے وہ لڑکا بھی اس راہب کے گھر میں گیا اور اسکے روبرو بیٹھا اور اسکے کلام
سنے اور اسکے دل میں اثر ہوا اور اسکے کلام کی اسکے دل میں اتنی محبت پیدا ہوئی کہ جب دولتخانہ
بادشاہی سے ساحر کے گھر جاتا تھا ضرور راہ میں راہب کے پاس بیٹھتا تھا اور جب کبھی کہ راہب کے
پاس دیر تک نشست کرتا تھا اور ساحر کے پاس جانے کو دیر ہوجاتی تھی تو وہ جادوگر اسکو جھڑکی و تنبیہ
کرتا تھا کہ تو نے آج کیوں دیر کی یہ کہتا تھا کہ مجکو گھر میں دیر ہوگئی ہے تا آنکہ ساحر نے یہ ماجرا بادشاہ سے
عرض کیا اور بادشاہ نے اپنے ملازمین کو تقید کی کہ اسکو پہلے طلوع آفتاب سے ساحر کے پاس پہونچاتے
رہو انھوں نے عرض کیا کہ یہ کودک یہاں سے دم صبح جاتا ہے اگر اسکو تاخیر ہوتی ہے تو راہ میں ہوتی ہے
بادشاہ اور ساحر دونوں سنکے اس کلام سے اس لڑکے پر آشفتہ خاطر ہوئے اور جانا کہ

راہ مین لڑکون کے ساتھ لہو و لعب مین مشغول رہتا ہی تا آنکہ ایک روز بیہ خانہ ساحر سے بدولت خانہ
بادشاہی مراجعت کرتا تھا اُسنے راہ مین دیکھا کہ ایک اژدہا بزرگ سرکوچہ کو گھیرے ہوے بیٹھا ہے
اور تمام راہ گیر بہ نگہ رسے بند ہو کر کھڑے ہین کودک نے اپنے دل مین کہا کہ آج مین امتحان کرتا ہون کہ
کہ صحبت ساحر بہین میرے واسطے بہتر ہے یا مصاحبت عابد گوشہ نشین ایک پتھر اُٹھایا اور کہا یا الٰہی اگر دین
و مذہب گوشہ نشین کا سحر و ساحر سے بہتر ہے تو اس اژدہے کو مار تا خلائق خلاص ہووے اور اُس پتھر
کو اس اژدہے کی طرف پھینکا بمجرد پہونچنے اُس سنگ کے اژدہا بیجان ہو کر گر پڑا اور آدمیون مین
شور و غل پیدا ہوا کہ بیہ طفل فن سحر مین کمال مرتبہ کو پہونچا اور بیہ خبر رفتہ رفتہ جب اُس گوشہ نشین نے
سنی تو خلوت مین اُس لڑکے سے کہا اے پسر حق تعالیٰ نے تجکو بزرگ کیا اور تیرا کام اس حد پر پہونچا
کہ مین جانتا ہون ایکدن ایک بلا مین گرفتار ہوگا خبردار زنہار میرا نشان نہ دینا کودک نے گوشہ نشین
کے ساتھ قول و قرار کیا کہ خاطر جمع رکھو مین ہرگز تیرا نام نہین لینے کا اور تیرا نشان نہین دینے کا اُس
کودک کو حق تعالیٰ نے ببرکت گوشہ نشین اور تلاوت انجیل مقدس کہ اُس سے حاصل کی تھی اور اتباع
دین عیسوی کہ اُس وقت مین دینداری اسی دین پر منحصر تھی بمرتبہ ولایت عظمی پہونچایا تھا تا آنکہ ابرص
اکمہ کو اسکی برکت سے شفا ہوتی تھی اور مریض کہ اطبا اُنکے معالجہ سے عاجز ہوتے تھے اُسکی دعا
سے تندرستی پاتے تھے اتفاقاً ایک مصاحب بادشاہ کا اندھا ہوگیا اور بسبب کور ہونے کے
مصاحبت بادشاہ سے معزول ہوا تعریف اور توصیف اُس کودک کی سُنکر اُسکے پاس آیا اور تحفہ
و تحائف لایا اور کہا کہ مجھ پر بھی توجہ ہو اور شفا دو اُسنے کہا مین کون کہ شفا دون شفا بدست خدا ہے
اگر تو ایمان لاوے اور بت پرستی ترک کرے اور بادشاہ کو اپنا پروردگار نہ جانے تو مین جناب الٰہی
مین تیرے واسطے دعا کرون تا تجکو شفا حاصل ہووے وہ مرد کور اُس مجلس مین برضا و رغبت ایمان لایا
اور دعا سے اس کودک کے فی الفور بینا ہو کر موافق معمول مجلس بادشاہ مین حاضر ہوا بادشاہ نے
متعجب ہو کر کہا کہ اطبا سے سرکار اور کحال آزمودہ کار تیری آنکھون کے معالجہ سے عاجز ہوگئے تھے تو
کیونکر بیہ پھر بینا ہوا کہا میرے پروردگار نے بوساطت اسباب میرے دیدہ تاریک روشن کیے بادشاہ
نے کہا آیا میرے سوا اور کوئی پروردگار رکھتا ہے مصاحب نے کہا پروردگار میرا اور تیرا اور خالق
ارض و سما ہے بادشاہ خفا ہوا اور اُسکو دھمکا کر پوچھا سچ بتا کہ یہ عقیدہ تو نے کس سے سیکھا بسبب اسیر
بہت عقوبت ہوئی اُسنے ناچار ہو کر اُس کودک کا نام لیا بادشاہ نے اسکو طلب کیا اور کہا تجکو ہماری
پرورش اور فیض ساحر سے بیہ مرتبہ حاصل ہوا ہے کہ نابینا کو بینا کرتا ہے اور مریض و رنجور کا
شفا دیتا ہی بیہ کیا کفران نعمت ہے کہ ہماری پرورش کا شکر ہو کر اپنا پروردگار اور کو قرار دیتا ہے
کودک نے کہا شفا نہ میرے ہاتھ مین ہے اور تیرے ساحر کے محض بقدرت شافی مطلق ہے بادشاہ نے

کہا اسکو عذاب شدید کرو اور کہا یہ ساحر کے پاس سے جو نابینا رہتا تھا معلوم ہوا کہ اور کہان سے یہ عقیدہ
فاسد ہم پہونچایا ہے ساحر بھی اس ماجرے کے سننے سے افتان و خیزان بحضور بادشاہ پہونچا اور عرض کیا
کہ اوسکا تہمت سے میرے پاس نہین آتا معلوم نہین کہ کہان جاتا ہے اور مردم سرکاری نے بھی عرض کیا کہ یہ
طفل صبح سے نکلتا ہے اور گھر مین نہین رہتا بادشاہ نے کہا کہ بانواع عذاب معذب کر کر پوچھو کہ یہ عقیدہ
کہان سے حاصل کیا اس طفل نے بشدت عذاب معذب ہو کر اس گوشہ نشین کا نام لے دیا بادشاہ نے
اسکو بلوایا اور ایک آرہ اپنے روبرو منگوایا اور کہا اگر اپنے دین سے نہ پھریگا تو یہ آرہ تیری سر پر کھچواونگا
راہب نے کہا مین ہرگز اس دین سے رو گردان نہین ہونیکا جو تو چاہے سو کر حکم دیا کہ آرہ اسکے سر پر رکھکر
دو ٹکڑے کر ڈالو عابد نے دم نہ مارا اور زیر آرہ جان بحق تسلیم کی پھر اس مصاحب کو دین راہب
سے پھرنے کی تکلیف دی اسنے بھی انکار کیا اور اسکے سر پر بھی آرہ چلا پھر اسکو دو ٹکڑے کروائے بادشاہ نے
کہا تو نے ان دونون کی سزا دیکھی اب اگر تو اپنی زندگانی چاہتا ہے تو اس دین سے بیزار ہو اسنے بھی
ابا کیا بادشاہ نے اپنے کئی معتمدون سے کہا کہ فلان کوہ پر لیجا کر اسکی چوٹی پر کھڑا کرو اگر یہ اس دین
جدید سے پھر جاوے تو اسکے تئین بعزت تمام یہان لے آنا کہ مرتبہ امارت اور مصاحبت پر فائز ہوگا اور
اگر اصرار کرے تو اسکو اسپر سے گرا دینا تا بدن اسکا پاش پاش ہو جاوے اسکو جب پہاڑ پر لیگئے تو
اسنے جناب باری مین یہ دعا کی کہ بار خدایا جس طرح تو چاہے انکے شر سے محفوظ رکھ مجرد دعا کوہ زمین
مین زلزلہ پیدا ہوا اور معتمدان بادشاہ سب گر کر ہلاک ہو گئے اور وہ صحیح و سالم پہونچا بادشاہ نے
پوچھا کہ تیرے یارون کو کیا ہوا غلام نے عرض کیا کہ اس خدا نے کہ جسکا دین مین نے قبول کیا مجکو
انکے شر سے کفایت کی بادشاہ اور زیادہ خفا ہوا اور اپنے معتمدون کو حکم دیا کہ اسکو ایک کشتی پر بٹھا کر دریا
کے درمیان مین لیجاؤ اگر یہ اپنے دین سے پھر جاوے تو خیر والا اسکو دریا مین ڈال دو القصہ جب اسکو
وسط دریا مین لے گئے اور تکلیف ارتداد کی دی غلام نے جناب الہی مین پھر التجا کی کہ بار خدایا مجھے ان
جماعت مفسد کی شر سے نگاہ رکھ ناگاہ کشتی اولٹ گئی اور معتمدان بادشاہ سب غرق ہو گئے اور غلام
صحیح و سالم بحضور بادشاہ پہونچا پھر بادشاہ نے پوچھا کہ اب تو کیونکر آیا غلام نے تمام قصہ بیان کیا
بادشاہ متحیر ہوا اسنے عرض کیا اے بادشاہ اگر تجکو میرا قتل منظور ہے پس بغیر ایک حیلہ کے تجکو میسر نہین
ہونیکا کہا وہ کیا ہے جواب دیا کہ وہ یہ ہے کہ تمام آدمی اس شہر کے باہر صحرا مین جمع ہووین اور مجکو دار پر
کھڑا کرو اور ایک تیر ترکش مین سے لیکر اور اسکا سوفار کمان کی زہ پر رکھکر یہ افسون پڑھیں بسم
اللہ رب الغلام یعنے بنام اس خدا کے کہ پروردگار اس طفل کا ہے پھر اس تیر کو میری طرف رہا کرین مین
مر جاؤنگا بادشاہ نے اسی طرح کیا اور تیر غلام کی کنپٹی پر پہونچا غلام نے اپنا ہاتھ اس تیر پر رکھکر کہا کہ مین
نے اپنا مطلب پایا کہ بنام اپنے پروردگار کے مذبوح ہوا اور غل تمام خلقت مین پیدا ہوا کہ آمنت

برب العالمین آمنّا برب العالمین یعنی ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار غلام کے ایمان لائے ہم ساتھ پروردگار
غلام کے بادشاہ سے مصاحبوں نے عرض کی کہ اس مقدمہ میں جیلے قباحت واقع ہوئی اور جس امر سے
ہم ڈرتے تھے وقوع میں آیا کس واسطے کہ تمام مردم شہر نے پروردگار غلام کو قوی تر اور قادر تر تمہارے خدا سے
جانا اور عجز تمہارا مشاہدہ کیا کہ جبتک اسکے پروردگار کا نام نہ لیا اسکے مارنے پر قادر نہ ہوئے بادشاہ کو
خشم و خجالت زیادہ ہوئی اور حکم دیا کہ سر کوچہ ہائے شہر پر خندقیں کھدوا دو اور انمیں آگ روشن کرو جو کہ
دین غلام سے نہ پھرے اسکو انمیں ڈال دو بادشاہ اور جمیع اعیان سر خندق پر آکر اور کرسیاں بچھا کر اُس
عذاب کا تماشا کرتے تھے تا آنکہ ایک عورت خدا پرست کو پکڑ لائے کہ اسکے بغل میں بچہ شیرخوار تھا اور اسکو
بھی چاہا کہ آگ میں ڈالیں وہ عورت آگ میں جانے سے ڈری اور پیچھے قدم ہٹی بادشاہ نے کہا کہ اسکو
مہلت دو کہ اپنے دین سے پھر جاوے اور اُس بیچاری کو شفقت طفل دامنگیر ہوئی چاہا کہ کیش دونا اس
قبول کرے طفل شیرخوار نے کہ اسکی گود میں تھا باواز بلند کہ سب خاص و عام نے سنا فریاد کی کہ اے مادر
نادان کیا کرتی ہے صبر کر کہ یہ دین حق پر ہے اور آنکھ بند کر اس آگ میں چلی آ کہ یہ آگ تیرے اوپر
گلزار ہو جاویگی وہ عورت بے محابا مع اپنے بچے کے آگ میں گئی اور وہ آگ ایکبارگی ایسی بھڑکی اور زور سے
گرداگرد سے شعلے نکلے کہ بادشاہ اور اعیان اور ارکان کہ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تماشا کرتے تھے اُنھوں نے
اُٹھنے کی فرصت نہ پائی اور جل گئے چنانچہ ہر خندق میں اسیطرح اشتعال عظیم آگ میں پیدا ہوا اور اکثر مردم
شہر کے بہ تبعیت بادشاہ ایذاے مومنوں اور جلانے انکے میں مصروف تھے جلکر ہلاک ہو گئے سیحیح
بن انس سے مروی ہے کہ حق تعالے جان اُن مومنوں کی آگ میں ڈالے جانے سے پہلے قبل از آنکہ گرمی آتش
انکے بدن پر پہنچے قبض فرماتا تھا اور داخل بہشت کرتا تھا اور اس قصہ میں ایک نکتہ ہے باریک کہ
حضرت شیخ اکبر اور انکے اتباع لکھتے ہیں کہ قتل غلام از دست بادشاہ بنا بر مکافات ہوا تھا کہ راہب
کیساتھ جو قول و قرار کیا تھا اُس سے پھر گیا تھا ورنہ بادشاہ اُس غلام پر دستیاب نہوتا اور مکافات
کے واسطے ایک کارخانہ ہے کارخانہ مجازات اخروی کے سوائے کہ مکافات دنیوی میں اس قسم کی صورتوں
میں عتاب اور ناخوشنودی حضور خداوندی سے متعلق ہوتا بلکہ باعث ترقی مراتب اہل کمال ہوتا ہے
بخلاف مجازات اخروی کے چنانچہ حضرت سید الشہدا امیر حمزہ کو بسبب اسکے کہ شتران حضرت امیر المومنین مرتضے
علی کرم اللہ وجہہ کے اور انکے دلوں کے کباب پکر کر کھائے تھے یہ سودا واقع ہوئی کہ آپ بھی شہید ہوئے
اور کافروں نے انکا سینہ چیر کر اور جگر بند نکال کر چبایا اور پھینک دیا اور تفصیل اس مقام پر اسرار کی
غزوات حضرت خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مفصل لکھی جاویگی اور قصہ دوسرا
اصحاب خندق کا یہ ہے کہ زمین نجران میں کہ ایک شہر ہے بلاد یمن سے واقع ہوا کیفیت اسکی یہ ہے کہ ایک
شخص مسلمانوں میں سے اسوقت تابعان انجیل تھے ایک شخص کے گھر میں آنکر نوکر ہوا چنانچہ یہ شخص اُسکے

ڈالدیے انکو اس آگ میں ڈال دو چنانچہ اسی طرح پر عمل میں آیا آخرکار یہ جو دیکھنے کو گئے تھے اور انمین بادشاہ
بھی تھا شعلہ آتش خشم سے کندہ دوزخ ہوئے ازانجملہ بعد خواہر کو حلال جانتا مذہب مجوس رائج ہوا اور آتش
پرستی بھی انھین شائع ہوئی قصہ چہارم تفسیر زاہدی میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں مسلمانون کا
ایک شہر تھا ایک مرتبہ اتفاقاً قحط پڑا مسلمان وہان سے جوق جوق بہت سے بس بھاگے وہان کی قوم
کافر تھی انھون نے اپنے بادشاہ سے کہا کہ اگر یہ مسلمان قحط زدہ اس شہر میں آوینگے تو گرانی نرخ غلات
ہو جاویگی اور یہان بھی قحط پڑ جاویگا بادشاہ نے حکم دیا کہ دروازہ شہر پر ایک خندق کندہ کرو اور اسکو
آگ سے بھرو جب خندق پر انبار آتش تیار ہوئی تو بادشاہ نے اپنا تخت کنار خندق پر آراستہ کروا کر جلوس
کیا اور ایک بت عظیم بشکل جسیم وہان رکھوایا اور منادی دلوائی کہ جو غریب الوطن اس شہر میں ہو کر اس
بت کو سجدہ نکرے تو اسکو اس خندق پر آتش ڈال دو حسب اتفاق ایک عورت کہ اسکی گود میں
بچہ شیر خوارہ تھا اول پکڑ کر لائے اور اسکو کہا کہ اس بت کو سجدہ کر اُسنے کہا معاذ اللہ بادشاہ نے حکم
دیا کہ پہلے اسکے بچہ کو آگ میں ڈال دو جب اس غریب کا بچہ آگ میں گرا تو مادر طفل مضطرب ہوئی
لیکن کودک نے آگ میں سے آواز دی کہ اے مادر مہربان خوف نکر اور تو بھی اسمین چلی آ کہ یہ
آتش سوزان نہین ہے بلکہ گل و ریحان ہے اس عورت نے دست بدعا بلند کیے کہ اے خداے عالم السر
والخفیات تو دیکھتا اور جانتا ہے تیرے آگے حاجت بیان نہین ہے آگ نے اس خندق میں حرکت
کی اور چالیس گز ہوا میں بلند ہوئی اور گرد اگرد کفار شکل سرا پردہ محیط ہو کر سبکو جلا دیا اور روضۃ الصفا
میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بعضے اہل اسلام نے
ایک بادیہ میں سولی پر ایک مصلوب کو پایا کہ ایک ہاتھ اپنا ٹھوڑی کے نیچے رکھے ہوئے تھا اور جب
ہاتھ اسکا وہان سے جدا کرتے تھے پھر وہین جا لگتا تھا انھون نے اس قصہ سے متعجب ہو کر حضرت سے
عرض کیا آپنے کیفیت اس امر عجیب کی کعب الاحبار سے استفسار کی کعب نے قصہ فرعون اور صلیب
اور اصحاب اخدود اور جو کہ سابق مذکور ہوا بیان کیا آپنے فرمایا کہ اس مصلوب کو سولی پر سے اتار کر تکفین
و تدفین کرو چنانچہ عمل میں آیا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فصل نوین قصہ جرجیس
پیغمبر میں اور عجائب آثار انکے میں روضۃ الصفا میں مرقوم ہے کہ ایک طائفہ اخبار سے کہتے ہین کہ جرجیس
حواریین کے شاگردون میں سے تھے بعضے حضرت جرجیس کے تلامیذون نے لکھا ہے کہ حضرت
شہر فلسطین میں اقامت رکھتے تھے اور اتنے صاحب مال تھے کہ صاحب وہم اسکے بطلان سے عجز
اعتراف کرتا تھا اور حبیب السیر میں لکھا ہے کہ کبھی آپ تجارت اشتغال کرتے تھے اور جو کچھ کہ حاصل
سوداگری ہوتا تھا بفقرا و مساکین قسمت کرتے تھے اور آپ دین عیسوی کی تائید و ترویج میں مصروف
رہتے تھے چنانچہ جماعت نصاری کی متابعت انکی لازم و واجب جانتے تھے اپنا ایمان بنا بر استحکام انکے

کفار اس نواحی مین پوشیدہ رکھتے تھے اور اس زمانہ مین ایک بادشاہ تھا جبار و عاصی کہ موصل مین اہل شام
اُسکے تابع فرمان تھے اور ایک صنم رکھتا تھا افلون نام کہ خلائق کو بعبادت اُس بت کے دعوت کرتا تھا
اور جو کوئی اُسکو سجدہ افلون کا نکرتا تو بعذابہاے رنگا رنگ معذب ہوتا تھا اور اسی آوان
مین حضرت جرجیس کی خاطر مین گذرا کہ ان احوال کو بادشاہ موصل کے پاس لیجانا چاہیے تا بقیۃ العمر شاد
امن و امان مین زندگانی کیجیے اور دست از اعمال اختیار و امن عرض و مال سے کوتاہ ہووے لاجرم بہدایا
نفیسہ ترتیب دیکر بعزم موصل ہوے اور بسبب اتفاق اُس دن مجلس بادشاہ مین پہونچے کہ وہ
اپنے غلامون کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور آگ روشن کیے ہوے خلائق کو تکلیف دیتا تھا کہ افلون کو
سجدہ کرو جو کہ اُسکے فرمان سے ابا نکرتا تھا نجات پاتا تھا اور جو کہ مخالفت کرتا تھا اُسکو آگ مین ڈلوا
دیتا تھا جرجیس نے بملاحظہ احوال مجلس اپنے دل مین کہا کہ سکوت امثال ان محال مین اور تقرب
باصناف ان رجال بدافعال کے مذہب شریعت و دیانت مین جائز نہین ہے بنا برین اُسی وقت اُس
محفل سے باہر آکر باواز بلند ندا کی کہ ایہا الملک کلمہ حق مجھسے سنا اور غلبہ غضب کو تسکین دیوے تا تجھکو
معلوم ہووے کہ مین تیرے واسطے ناصح امین ہون اور بعد استماع مواعظ و نصایح جو کچھ کہ مصلحت وقت
ہو اسپر اقدام کرنا اور بعد ازان کہا کہ اے بادشاہ تو ایک ملوک کا غلام ہے اور تیرا ایک پروردگار ہے
کہ آسمان و زمین و ما بینہما پیدا کیے ہوے اُسکے ہین اور اُسنے تجھکو اور جمیع مخلوقات کو کتم عدم سے صحراے
وجود مین لاکر روزی دی ہے اور تو نے طریق مستقیم سے منحرف ہوکر اور ایک پتھر کا بت کہ کسی چیز پر قادر
نہین ہے تراش کر اُسکی خدائی کے ساتھ اعتقاد کیا ہے اور آدمیون کو کہتا ہے کہ اُسکو بالوہیت پرستش
کرین یہ کیا کفران نعمت اور گمراہی ہے ذرا غور کر اور اب میری نصیحت قبول کر اور کیش باطل سے دستبردار
ہوکر بمعبود حقیقی متوجہ ہو بادشاہ نے کہا تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے جواب دیا کہ مین ایک بندہ
ہون خدا کا کہ مجھکو خاک سے پیدا کیا ہے اور پھر خاک مین پہنچاویگا اور میرا نام جرجیس ہے اور مسکن فلسطین
اور حضرت واہب العطایا نے مجھکو مال وافر عطا فرمایا ہے مگر مین خوف ظالمون اور تاب آفتاب حوادث
سے التجا بسایہ عاطفت شاہی لایا ہون اور چونکہ دیکھا مین نے کہ بادشاہ ایک مصنوع کی عبادت
کرتا ہے اور خلائق کو تخویف و تعذیب فرما کر بکیش باطل ترغیب فرماتا ہے عنان تمالک مین سے ہاتھ
سے دی اور نطق کو سکوت پر ترجیح پایا بادشاہ نے کہا تو نے بواسطہ اس فضولیت اور بیہودہ لافون کے بیہودہ
ساتھ کی مستوجب عقوبت ہوا لیکن مین تجھکو مہلت دیتا ہون اور نصیحت کرتا ہون جیسے تو نے پہلے
مجھکو موعظت کی اب مناسب یہ ہے کہ میری متابعت بجالاوے اور بملاحظہ وزیر وکیل ملازمان امیرون
کا کرے اور کرامت و عزت اُنکے کو ملحوظ رکھے اور تو کہ بعبادت الٰہی مشغول ہو رہا ہے اس سے تجھکو کچھ فائدہ
نہین پہونچنے کا اور اگر تیرا خدا موصوف بصفات مذکورہ ہوتا تو چاہیے تھا کہ ذلت و حقارت تجھسے

زائل کرکے تجھکو جملہ خلائق پر فوقیت وسروری دیا حضرت جرجیس نے جواب دیا کہ مین اپنے پروردگار کے نزدیک ذلیل وحقیر نہین ہون اور میرا کام تواضع اور تحمل ہے اور مین اپنے پروردگار کی عنایت سے وثوق تمام رکھتا ہون اور انھون نے دو شخصون کو اُن طائی کے پاس نہایت مقرب دیکھکر کہا اے بادشاہ تو اور تیرا صنم دونون ذلیل وحقیر ہین کہ کچھ پیدا نہین کرسکتے اور کسیکو رزق نہین دے سکتے اور نفع و ضرر کسیکو نہین پہونچا سکتے ہین اور میرا پروردگار وہ حکیم ہے کہ سب امور پر قادر اور توانا ہے اور دلیل میری صدق دعویٰ پر یہ ہے کہ یہ دونون شخص کہ تیرے نزدیک مکرم ومحترم ہین ایک کو برنبہ الیاس اور دوسرے کو برتبہ عیسیٰ نہین پہونچا سکتے ہین بادشاہ نے پوچھا کہ الیاس کون ہے اور عیسیٰ کون ہے جرجیس نے جواب دیا کہ الیاس ایک بندہ تھا محتاج باکل وشرب اور باعنایت خداوندی اُسنے درجہ ملائک پایا ہے اور فرشتون کی صفتین پیدا کر احتیاج کھانے پینے کی نہین رکھتا ہے اور فرشتون کے ساتھ طیران کرتا ہے اور آثار عجیبہ اُس سے ظاہر ہوتے ہین اور عیسیٰ بھی ایک بندہ خدا تھا کہ اسکو بے واسطہ پدر پیدا کرکے بخلعت نبوت سرفراز فرمایا اور احیاے اموات اور علاج اکمہ وابرص اُس سے صادر ہوا اور حضرت مجیب الدعوات بعد اظہار معجزات کے اسکو آسمان پر لیگیا اور مقرب بارگاہ صمدی کیا بادشاہ نے کہا تونے کلام کو بہت طول دیا اور وہ جھکا تبین بیان کین کہ صدق انکا ہمپر روشن نہین ہے اب اگر تو افلون کو سجدہ نہین کرے گا تو تجھکو آگ مین ڈال دونگا حضرت جرجیس نے کہا اگر یہ نفع وضرت پہونچا سکتا ہے اور اختلاف لیل ونہار اور پیدا نبات وشجار منسوب با فلون ہون تو البتہ مین اسکو سجدہ کرون والا فلا بادشاہ نے کہا اب تیری تعذیب مین کچھ عذر نہ رہا یہ حکم کیا آہنی کنگھیون سے جرجیس کے بدن کو چھیلکر گوشت اور پوست کو پرزہ پرزہ کرین جبکہ اس تعذیب سے جرجیس بیہوش ہوگئے اور یہ نہ مرے بلکہ کچھ آسیب بھی نہ پہونچا تو پھر بادشاہ نے اُنکے حال بیکو مشاہدہ کرکے حکم دیا کہ آہنی میخین آگ مین سُرخ کرکے اُنکے سر مین ٹھونکین یہ عذاب بھی انکا موجب ہلاک نہوا بعد ازین حکم کیا کہ ایک حوض تانبے سے بھرکر گلائین اور جرجیس کو اُسمین ڈالکر سرپوش اُسپر رکھدین لکھا ہے کہ جب کئی روز کے بعد سرد ہونے نحاس مذاب کے سرپوش اُس حوض پر سے اُٹھا یا دیکھا کہ حضرت جرجیس زندہ ہین بادشاہ نے پوچھا کہ اس عقوبت سے بھی تجھکو ضرر نہ پہونچا جواب دیا کہ نہین کہا تیرے اس اخلاص ونجات کا کیا سبب ہے حضرت جرجیس ع نے کہا مین تجھ سے نہین کہتا ہون کہ میرا ایک خدا ہے کہ قادر ہے سب اشیا پر اور مجھکو اُسنے ان مہالک سے نجات بخشی تا تیرے الزام کیواسطے حجت ہو بادشاہ نے زوال مملکت اور سلطنت سے اندیشہ ناک ہوکر حکم کیا کہ جرجیس کو قیدخانہ مین لیجاوین اور اوندھا ڈال کر پاؤن زمین پر رکھکر میخہاے آہنی جڑدیوین اور پشت پر استوانہ سنگ رخام سنگین کردیوین حاضرین بارگاہ نے بموجب کہنے اُس روسیاہ کے عمل کیا ہنگام شب

حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو حضرت جرجیس کے پاس ارسال فرما کر تاج نبوت سرفراز کیا اُس فرشتے
نے قید سختگیرین سے نجات دیکر کہا خداوند غیور و شکور سے تو بصبر و شکر مامور ہوا ہے اور حضرت ایزد متعال
فرماتا ہے کہ سات برس تک تجھکو یہ سنگ اہل کفر و عصیان گرفتار رکھینگے اور تقدیر ایسی ہی اسطرح پہ ہے
کہ تیرے تئین تین چار مرتبہ مار ڈالینگے ہر بار بقدرت کاملہ اپنی تجھکو زندہ کرونگا پانچوین نوبت فردوس
جنان اور مراتب رضوان میں انعام و منزل تیرا ہوگا دل قوی رکھ کہ جمیع حالات میں میری عنایت تیرے
شامل حال رہیگی جب صبح ہوئی حضرت جرجیس ناگاہ بارگاہ بادشاہ میں آئے اُسنے پوچھا اے جرجیس تجھکو
زندان میں سے کسنے نکالا اُنھون نے کہا کہ سب پر غالب ہے وہ قادر بیچون ہے اور اُسیکے لطف سے حضرت
جرجیس کو پکڑ کر اور آرہ فرق مبارک پر رکھکر دو ٹکڑے کر ڈالا اور ہر ٹکڑے کو پرزے پرزے کر کر خانہ میں ڈال دیا انھون نے
بالہام ربانی بدن حضرت جرجیس کو اپنی پشت پر لے لیا اور زمین پر گر گئے اسی وقت حضرت حی قیوم نے
اپنی قدرت کاملہ سے اجزائے متفرق و منقطع اُنکے فراہم کیے اور حیات دوبارہ اُنکو کرامت فرمائی اور
ایک فرشتہ اُنکے پاس بھیجا اُسنے کہا حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حیات جاودانی تجھکو میں نے ارزانی فرمائی
تا بیدین دشمنون کے ساتھ جہاد کرے اور میں تجھکو ایک کرامت ایسی مخصوص کرونگا کہ کسی نے
نہ دیکھی ہو نہ سنی ہو القصہ ایک دن بادشاہ اسباب عیش و طرب ترتیب دیکر اپنے خواص اور ندیمون کے
قولون کی تعریف کر رہا تھا کہ کوئی اُس سے تو بہتر نہیں ہے اور کہتا تھا اب کہان ہے جرجیس کہ ہمکو ہمارے
معبودون سے ڈراتا تھا کہ ناگاہ یہ بھی مجلس میں نمودار ہوے اور بادشاہ اور اُسکے ارکان دولت نے متحیر ہوکر
کہا کہ یہ شخص کیا نہایت جرجیس کے مشابہ ہے حضرت نے فرمایا کہ میں وہی جرجیس ہون کہ خداوند
ذوالجلال والاکرام نے بعد قتل نعمت حیات مجھکو ارزانی فرمائی ہے اگر تمکو اندک عقل اور ادراک ہووے تو
ساتھ اُس خدا کے کہ ایسا امور پر قادر ہے ایمان لاؤ مشرکون نے آپس میں کہا کہ جرجیس وہ ساحر ہے کہ
بکمال سحر یہانتک کہ کوئی اُسکو قتل کرے ہمکو اپنے تئین ایسا دکھاتا ہے کہ مارا گیا ہے اب یہ تدبیر ہے کہ جادوگرون کو
جمع کرو تا کہ اُسکو مغلوب و معذب کرین بادشاہ کو یہ بھی کلام پسند آیا اور حکم دیا کہ ہمارے قلمرو میں سے
چند ساحر بہم پہونچا یہ اعلیٰ حاضر ہووین اور جو انکا سرگروہ جادوگرون کے بادشاہ نے اُنکے رئیس سے
کہا کہ اس شہر میں ایک شخص ہے کہ میں اُسکے سحر سے نہایت تنگ آیا ہون اب یہ چاہتا ہون کہ پہلے کچھ
اپنے اعمال کے آثار مجھکو دکھاؤ تا تمھاری صنعت و کمال پر وقوف حاصل ہووے رئیس ساحرون نے
دو سانپ ایک تھیلی میں سے نکالے اور دونون کو نظر خلائق میں دو گاؤ بنا کر دکھائے کہ اُنھون نے
زمین کو جوتنا شروع کیا اور پھر رئیس سحرہ نے تھوڑے سے تخم زمین میں بکھیرے وہ اُسی وقت اُگے اور
بعد از حصاد کرنے اور کوٹنے پیسنے اور خمیر کرنے کے روٹیاں پکائیں سب حاضرین نے اُنپر تحسین و آفرین
کی اور کہا کہ ہمکو یقین معلوم ہوا کہ تو بقدرت اپنی جرجیس پر غالب آوے گا پھر اُس مردود نے اُس ساحر سے

وعدہ زر نقد کرکے استدعا کی کہ صورت جرجیس کو کتے کی شکل بنا دے ساحر نے یہ بات قبول کی اور ایک
قدح آب طلب کیا اور اسپر افسون پڑھکر بادشاہ سے کہا کہ جرجیس کو یہ پانی پلا دے اور جرجیس نے بحکم بادشاہ
تمام قدح آب پی لیا ساحر نے پوچھا اے جرجیس آپکو تو کسطرح پاتا ہی جواب دیا غائب خوشحالی مین کیونکہ اسوقت
مین نہایت پیاسا تھا اس قدح آب کو پیکر سیراب ہو گیا اور منت و احسان خاص اُس خدا کا کہ مجکو شر
ظالمون اور شیطان سے محفوظ رکھا اُس ساحر نے عدم تاثیر افسون سے مبہوت اور متحیر ہو کر کہا اے
بادشاہ اگر کوئی مخلوق تیرے مقام معارضہ اور مقابلہ مین ہوتا تو حق الوسع والامکان تیری معاونت ہم
بجا لاتے تو چاہتا ہے کہ ساتھ خدا کے زمین و آسمان کے مقاومت کرے ہم اس بات مین عجز و قصور اعتراف
کرتے ہین اور ایک نے حاضرین مین سے کہا کہ جرجیس مردہ اُن ساحرون مین سے کوئی جادوگر
اُسکے دفع اور میت پر قادر نہین ہے اور یہ نہین سحر ہے اس قول پر تصدیق کرکر تقریر کی کہ ہم ولایت
شام مین تھے کہ ایک بڑھیا کی گائے مر گئی اور اس عجوزہ نے اُس شہر مین آکر حضرت جرجیس سے
درخواست کی کہ دعا کرین تا وہ گائے زندہ ہووے اور حضرت جرجیس نے اپنا عصا اُس پیرزن کو دیا
کہ اسکو لیجا کر اُس گائے مردہ پر مارے تا زندہ ہووے پیرزن نے کہا یہان سے میری ولایت بہت
دور ہے اور یقین ہے کہ میرے وطن مین پہونچنے تک اُس گائے کے تمام اعضا گل کر سڑکر جدا ہو جاوینگے
حضرت جرجیس نے جواب دیا اگر ایک استخوان بھی اسکا کہین اپنی جا سے پیدا ہوگا تو بھی مطلب تیرا حاصل
ہو جاویگا اُس عجوزہ نے اپنے وطن کو مراجعت کی اور بفرمودہ حضرت عمل کیا وہ گائے زندہ ہو گئی اسقدر
قائل اُس سخن کے چپ ہوا اسے ساحرون سے پوچھا کہ جادوگر احیاے اموات پر قادر ہین ہم سحرہ نے
کہا لا واللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اور بادشاہ نے خفا ہو کر اس سے پوچھا کہ تجکو کس چیز نے
ایسی جلدی فریفتہ کرکر ضلالت و غوایت مین ڈالا اُس صادق اخلاص نے جواب دیا کہ معاذ اللہ مین ضلالت
مین نہین پڑا ہون بلکہ خداے عالمیان ایمان لایا ہون بادشاہ نے بخوف اس امر کے کہ مبادا اور
بہت لوگ بقول اس موحدہ کے متابعت حضرت جرجیس کرین حکم دیا کہ اُس موحد کی زبان کاٹ کر
مار ڈالین جب اس خبر نے شہر مین اشتہار پایا چار ہزار آدمی اُسکے ساتھ گرویدہ ہو کر مسلمان ہو گئے
اور اس طاغی اور باغی نے اسلام قوم سے مطلع ہو کر سبکو مروا ڈالا اور پھر حضرت جرجیس سے کہا کہ کیون
تو نے اپنے خدا سے مسئلت نہ کی کہ مجکو مارنے اُنکے سے باز رکھتا حضرت نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ
بخشایندہ مہربان نے چاہا کہ اپنے بندگان مخلص کو بہشت مین لیجاوے اور تیری جفا اور محنت دنیا سے
نجات پاوین اور بسبب صابرت ان بلیات پر بجوار رحمت رب العالمین واصل ہووین منقول ہے
کہ بعد از وقوع اس واقعہ کے ایک نے مقربان بادشاہ سے کہا کہ اے جرجیس تجکو گمان ہے کہ تیرا خدا
جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور جس چیز کے ساتھ اُسکا ارادہ متعلق ہوتا ہے وہ شے موجود ہوتی ہے اگر تو نے کہا

کہ کیا معبود تیرا ان کرسیون پر کہ ہم بیٹھے ہین ناپید کرکے اونپر پہل اثمار کردے تو ہم تیرے ساتھ ایمان لاوین حضرت
جرجیس نے جواب دیا کہ حضرت عزت اگر اس سوال کو مبذول رکھے مختار ہے والا کوئی اسپر حاکم نہین ہے
اور مختار اسی حال کے ایک فرشتہ آسمان پر سے اترا اور جرجیس سے کہا کہ حضرت باری سبحانہ تیرے
ساتھ مقام عنایت و رحمت مین ہے کہ جو دعا تجھ سے صادر ہوگی باجابت مقرون فرماویگا اور حضرت
نے وصول اس فرشتہ سے بہ لطف کردگار مستظہر ہوکر رو بقبلہ ہوئے اور دعا کی وہ کرسیان سرسبز
و شاداب ہوگئین اور برگ و بار اونپر ظاہر ہوئے بادشاہ اور اسکے امیر و وزیر نے اس معجزہ کو برای العین
مشاہدہ کیا اور اس عفریت نے کہ حضرت سے وعدہ کیا تھا کہ بعد ظہور اس اعجاز کے تیرے ساتھ ایمان لاوینگے
کہا کہ مین نے اپنی مدت عمر مین کوئی ساحر باہر تر اس شخص سے نہین دیکھا اور درپے صدور عذاب و
عقوبت حضرت ہوا اور اسکے کہنے سے ایک تانبے کی گاے مجوف بنائی اور اسکے پیٹ مین رال
اور گندھک بھر کر اور حضرت جرجیس کو اس مین بٹھا کر آتش بسیار مین رکھا کہ جو کچھ اسکے جوف
مین تھا گلا اور بادشاہ نے جانا کہ جرجیس اسمین کباب ہوکر مرگیا اور متعاقب اس واقعہ کے حق
جل و علا نے برف و باران اور رعد و ظلمت ابر غلیظ ان سیاہ دلون پر مستولی فرمایا کہ چند شبانہ روز
رات دن مین امتیاز اٹھ گیا اسی اثنا مین خداوند تعالی نے ایک فرشتہ کو مامور کیا کہ حضرت گاو کو
اس طرح زمین پر مارا کہ اسکی آواز کی ہیبت سے شہر کے سب آدمی اوندھے گر پڑے اور وہ پیکر شکستہ
ہوکر حضرت جرجیس سلیم الاعضا و صحیح الارکان اس مین سے برآمد ہوئے اور ظلمت و تاریکی جاتی رہی
اور حضرت جرجیس نے بادشاہ کی مجلس مین رونق آرا ہوکر موعظت و نصیحت آغاز کی اور بادشاہ
و ارکان دولت کو حیرت و تعجب زیادہ ہوا پھر ایک اور مقرب نے کہ اسکو داریقلیطا کہتے تھے حضرت جرجیس سے
کہا کہ اس نواحی مین ایک غار ہے اور اس غار مین پتھر کے حوض کھدے ہوئے ہین کہ ہر حوض سنگ
مین ایک بادشاہ ملوک باستان سے رکھا ہوا ہے اگر تو اپنے دعوی مین صادق ہے تو دعا کر
یہ زندہ ہوویں اور ہمارے ساتھ کلام کریں حضرت نے قبول کیا اور مومن اور مشرک غار پر گئے اور حضرت
نے در غار پر دو رکعت نماز ادا کی اور پھر حکم کیا کہ استخوان پوسیدہ بادشاہون اور انکی اولاد
اور عورتون کے حوضہاے سنگین سے نکالو اگرچہ اجزا ارکین اس وقت مالک کارساز نے مشیت کی
کہ اس جماعت کو زمرۂ احیا مین منتظم فرماوے چنانچہ دعا انکی مستجاب ہوئی مردگان دیرینہ کہ نو مرد
اور پانچ عورتین اور تین لڑکے تھے زندہ ہوئے اور حضرت جرجیس نے انمین ایک پیر مرد کو دیکھ کر پوچھا
کہ تیرا نام کیا ہے کہا نوفیل اور حضرت نے اسکا حال دریافت کیا اور اسکے مذہب کی تفتیش کی
جواب دیا کہ مدت العمر مین بت پرست رہا اور یا آنکہ مجھے مرے ہوئے چار سو برس گذرے ہین اب تک
تلخی جانکنی میری حلق مین سے نہین گئی ہے اور بعد از فوت مجکو ایک حاکم عادل پاس لیگئے اور اسنے

ہمارا کیش و مذہب دریافت کیا تو مجکو اور میرے اصحابون کو مشرک پایا پس ہمارے اجساد پر کرم اور ہماری
اروا حون پر حزن متعین کیا اور ہر چند ہم نے التماس کیا کہ ہم لوگ ایک بار پھر دنیا مین بھیجدو یا تلافی
ایام گذشتہ مشغول ہو وین مقبول نہ تھا اور اب کہ ارواح ہمارے اجساد سے متعلق ہوئی عذاب کھینچے
ہین نوفیل نے یہان تک کلام پہونچا جرجیس سے پوچھا کہ ایہا الرجل الصالح تو کون شخص ہے کہ
خدا تعالی نے ہمکو بمن انفاس شریفہ تیری کے زندہ کیا جواب دیا کہ مین جرجیس پیغمبر ہون نوفیل نے
جب حضرت کا نام سنا دامن مبارک پکڑ لیا کہ اب ہمارے واسطے شفاعت کرتا خداوند عظمت عظیم ہمپر رحمت
فرما کر توبہ اس مشت خاک بیچارہ کی قبول کرے اور دست رد ہمارے سینہ مطالب پر نہ رکھے اور طوطا ملیا
نے نوفیل سے کہا کہ تو مشاہیر ملوک مین سے ہوا ہے اور ایک مدت تک اپنے آبا و اجداد کے دین پر قائم
رہا اب تجکو شرم نہین آتی کہ متابعت اس ضال مضل کے سر جھکاتا ہے نوفیل نے اسکی طرف سے منھ پھیرا
اور کہا انا اعلم بما رایت بعد الموت یعنی مین جانتا ہون اس چیز کو کہ دیکھی مین نے بعد موت کے پھر
حضرت جرجیس نے اپنے مقام پر سے اٹھکر زمین پر ایک لات ماری اور زیر قدم چشمہ آب ظاہر ہوا
حضرت نے فرمایا کہ اے جماعت بشرائط وضو اور غسل قیام کرکے کلمہ توحید زبان پر جاری کرو ان نوزندہ نے
کلمہ طیب پڑھا اور پھر حضرت جرجیس نے زمین پر اپنا پاؤن مارا اور خدا تعالی نے انکو مار کر بہشت جادی
جانے دی منقول ہے کہ باوجود ظہور ایسے معجزے کے بھی بادشاہ اور اسکے متعلقون مین سے حضرت
جرجیس کے ساتھ کوئی ایمان نہ لایا بلکہ بعد مشاہدہ اس امر غریب کے کہا اے جرجیس ہمنے اپنی مدت
حیات مین کوئی ساحر تجھسے کامل تر نہین دیکھا کیونکہ ایک قوم مردہ کو زندہ دکھایا کہ کوئی اُن مین سے
خارج مین وجود اور حیات نہ رکھتے تھے اور اہل شرک و عدوان نے دفع حضرت جرجیس مین باہم مشورہ
کیا اور اُنکی رائے نے اس امر پہ قرار پایا کہ انکو تعذیب گرسنگی معذب کیا چاہیے تا بسبب ضرورت
اپنے قول سے پھرے بنا برین انھون نے حضرت کو عجوزہ فقیرہ کے گھر مین کہ ایک فرزند اندھا اور بہرا
اور گونگا اور لولا رکھتی تھی اس طرح سے مقید و محبوس کیا کہ ہلنے کو مجال نہ تھی حضرت جرجیس نے
اس پیرزن سے کچھ طعام طلب کیا اُسنے قسم کھائی کہ اُسدن شبانہ روز مین کچھ تھوڑا سا طعام کہ بگدائی
حاصل کیا تھا سد جوع کی اب باہر جاتی ہون اور جو کچھ بسوال ہاتھ آتا ہے آپکے واسطے لاتی ہون
جب وہ ضعیفہ اپنے مقام پر سے غائب ہوئی حضرت جرجیس نے ایک ستون اس گھر کا ملاحظہ کیا اور
بدرگاہ الٰہی دعا کی وہ ستون اُسیوقت سرسبز ہو گیا اور طرح طرح کے اسمین پھل لگے اور اس
درخت نے ارتفاع پاکر سر بفلک کھینچا جب وہ پیرزن گھر مین آئی اور اُس درخت کو اس طرح پر دیکھا
کہا امنت باللہ الذی لا الہ الا ھو طعمك فی بیت الجوع یعنے ایمان لائی ساتھ اللہ کے کہ
وہ نہین کوئی معبود مگر وہی کہ طعام دیا تجکو بیچ گھر کے بھوک مین اور پھر پیرزن کو طلب شفا سے پسر

دامنگیر ہوئی حضرت جرجیس کے پاؤن پر گر پڑی اور التماس کیا کہ التفات خاطر اس باب مین دریغ نفرماوین
حضرت نے آب دہن مبارک چشم و گوش اسکے مین ڈالا وہ بینا اور شنوا ہوا عجوزہ نے کہا کہ بچشم عنایت نطق
زبان اور درستی پاسے بھی دعا کیجیے تا گویا اور روان بھی ہووے حضرت نے فرمایا گویا ہوتا اور پاؤن سے
چلنا تیرے فرزند کا اور ون پر موقوف ہے روایت کرتے ہین کہ انھین دنون مین ایک دن بادشاہ اُس
پیرزن کے دروازہ پر گذرا اور اُسپر اُسکی نظر پڑی دیکھا کہ شجر سر سبز لہلہا رہا ہے اور میوہ ہاے رنگا رنگ اُسمین
لگے ہوے ہین بہ نہایت متعجب ہوا اور اُسکی کیفیت دریافت کی خواصون نے کہا کہ اس ساحر یعنی جرجیس نے
ہرا کیا ہے اور پسر عجوزہ کو شفا بھی دی ہے بادشاہ نے کہا اس مدت مین کسی نے مجکو اس حادثہ سے کیون
نہین خبر کی جواب دیا کہ اس جہت سے کہ کچھ غبار تیرے آئینہ ضمیر پہ نہ بیٹھے بادشاہ نے در غضب ہو کر پیر
زال کے گھر کو ویران کرادیا اور اُس درخت کو جڑ سے اکھڑوا ڈالا حضرت جرجیس نے دعا کی کہ اُسنے بحالت
اصلی معاودت کی بعد ازان بادشاہ نے حضرت جرجیس ع کو پارہ پارہ کر ڈالا اور اُنکے پارہاے بدن کو
جلا کر اور خاکستر کرکے ایک حصہ دریا مین ڈال دیا اور ایک ثلث جنگل پر اگندہ کر دیا اور ایک
بخش پہاڑون پہ اُڑا دیا ہنوز وہ جماعت وہان سے نہ پھری تھی کہ ایک آواز سُنی کہ اے بحر و بر
وجبل محافظت کرو ان اجزا سے بندہ پاکیزہ روزگار میرے کو کہ تمھارے پاس پہونچے ہین اور جمع کرو
اُسکی خاکستر کو تا بحال اول پھر مراجعت کرین اور مقارن اس ندا کے تینون جانب سے ایک ہوا حرکت
مین آئی اور ایک باد تند اُٹھی اور اُسمین سے غبار حضرت جرجیس ع ظاہر ہوا اور اپنے سر مبارک سے
خاک جھاڑنے لگے اور قوم مع اُنکے بادشاہ پاس آئی اور واقعہ مذکورہ بہ تفصیل بیان کیا اُس
کافر نے استماع اس خبر سے مبہوت و متحیر ہو کر حضرت جرجیس سے کہا کہ ایک امر مین میری متابعت
کرے تو میرے دست تعرض سے امان پاوے اور ناموس سلطنت پہ جاوے اور تیرے اعزاز و اکرام مین سعی
بلیغ عمل مین لاکر جمیع اُمور مین تیرا تابعدار رہون حضرت جرجیس نے کہا وہ کیا ہے بادشاہ نے کہا
وہ یہ ہے کہ افلون کو تو ایک مرتبہ سجدہ کرے اور بعد از عدد اس خدمت کے مین تجھ سے کسی چیز
کی توقع نہ کرون حضرت جرجیس ع نے ہلاک صنم امیدوار ہو کر بادشاہ کو باعجاز مقصود وعدہ فرمایا اور
بادشاہ نے مسرور و بہجت ہو کر کہا چاہیے کہ آج تمام دن میرے رہو اور شب کو بھی میرے فرش پر
استراحت کرو تا تمھاری قدر و منزلت خاص و عام پر روشن ہووے القصہ حضرت نے وہ دن بادشاہ کے
ساتھ گذارا جب رات ہوئی تو نماز کیواسطے اُٹھے اور باواز حزین زبور پڑھنی شروع کی اور حسن صوت
حضرت اور جودت قرأت کلام الٰہی سے زوجہ بادشاہ نے اُس شب تاریک مین ظلمت کفر و شرک سے
نجات پائی اور سحرگاہ خورشید جہانتاب نے افق شرقی سے طلوع کیا حضرت جرجیس ع بیت الصنم مین
گئے اور خلق کثیر در بتخانہ پہ نظارہ کیواسطے جمع ہوئی اور پیرزن مذکورہ کہ سابقا حضرت جرجیس ع

اسکے گھر مین محبوس و مقید ہوے تھی اس صورت سے خبر پاکر اور اپنے فرزند کو کاندھے پر لیکر بیت الصنم
مین آئی اور حضرت جرجیس علیہ السلام کو عتاب آغاز کیا کہ اے جرجیس خداے تقدس و تعالی نے تجھکو خلعت
نبوت سے مشرف فرمایا کر امداد و نصرت بخشی اور بعد اسکے ہر نوبت کہ تجھکو مار ڈالا زندہ کیا باوجود اس
تمام الطاف کے تو نے اسکو بھلا دیا اور پرستش غیر مین مشغول ہوا حضرت نے اس سے کہا کہ اپنے
فرزند کو دوش پر سے اتار کر اس امر مین ایک حکمت ہے عجوزہ نے پسر کو زمین پر رکھا اور حضرت نے
اُس کودک سے کہا کہ جا بتون سے کہو کہ جرجیس تمکو بلاتا ہے لیکن پاے پسر روان ہوے اور زبان
گویا ہوئی اور پیغام حضرت اُسنے بتون کو پہونچایا اور بت بخدمت حضرت متوجہ ہوے اسوقت حضرت نے
زمین پر ایک لات ماری سب کے سب اصنام زمین مین دھنس گئے روایت کرتے ہین کہ ابلیس
اُسوقت انکا خوف محسوس کر جوف افلون مین سے کہ بزرگترین اصنام تھا باہر آیا اور حضرت جرجیس نے
اُسکو ٹھہرا کر پوچھا کہ تیری غرض اضلال خلائق سے کیا ہے کہا کہ مین جو اصل کرتا ہون شیطان نے خود اسکا
کہا اغواے افراد انسانی کو ملک ارض و سماے کے درمیان میرے اور حضرت آدم علیہ السلام اور انکے
فرزندون کے ہر دوست تو کھتا ہون القصہ جب بادشاہ نے دیکھا کہ افلون اور تمام اصنام زمین
مین دھنس گئے کہا اے جرجیس تو نے مجھکو فریفتہ کیا اور میرے معبود کو ہلاک کر دیا تا حضرت نے
ارشاد کیا تو کیون ایسے جماد کو اله کہتا ہے کہ دفع امثال ان اشیا پر اپنے سے قادر نہین ہے اور اس
اثنا مین بادشاہ نے اسلام اپنی بی بی کے سے خبر پاکر حکم دیا کہ اسکو بانچ وجہ ہلاک کرین حضرت نے
بعد قتل ہونے اُس موحدہ کے دو رکعت نماز گذار کر مناجات کی کہ یارب مجھکو اس سات برس کی
مدت مین بانواع شداید و محن مبتلا کیا تو نے اور اب مدت موعود منقضی ہوئی امیدوار ہون کہ بجوار
رحمت اپنی واصل فرمائیے اور ایک یہ آرزو ہے کہ پیش از حلول اجل عذاب اہل عصیان مجھکو دکھا دے
جب دعا سے فراغت پائی موقت قہر الٰہی سے ایک قطرہ ابر نامزد ہلاک کفار ہو کر انکے سر پر آتش افشانی
کرنے لگا جب مشرکون نے بلا نازل کو بچشم خود مشاہدہ کیا انکی آتش خشم نے اشتعال پایا اور تلوارین
کھینچکر حضرت کو پارہ پارہ کیا اور آگ نے اُس شہر کو مع سب عبدہ اصنام جلا دیا مومن ضرر
بلا سے صحیح اور سالم رہے کہتے ہین وہ لوگ کہ حضرت کے ساتھ ایمان رکھتے تھے تینتیس ہزار آدمی تھے
واللہ اعلم **فصل دوسری** ذکر شمسون عابد مین روایت کرتے ہین کہ بعد از رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اور پیش از بعثت حضرت خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عابد تھا بعض بلاد عرب مین نہایت
توانا اور صاحب قوت کہ جس سے اسکو باندھ دیتے تھے اسکو توڑ ڈالتا تھا اور اکثر اوقات جہاد کفار
قیام کرتا تھا اور اسکو شمسون کہتے تھے مشرکون نے درباب دفع اسکے بہ مکر مشورہ کرکے کہا کہ ہمارا
اسپر غالب آنا بدون اعانت و موافقت اسکی زوجہ کے غیر متصور ہے بنا بر این حاکم شہر نے

زوجہ عابد کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر اپنے شوہر کے قتل مین ہمارے ساتھ ہمداستان ہووے تو مین تجکو اپنے
عقد نکاح مین لا کر بہت سا مال تجکو دون اس زن بیوفا نے عہد و پیمان شمسون کو کہ اوسکے ساتھ درمیان
رکھتی تھی طاق نسیان پر رکھا اور اپنے خاوند کے ہلاک مین ساعی ہوئی منقول ہی کہ اس خبیثہ نے بادشاہ
کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور پیغام دیا کہ درباب شمسون کیا ارشاد ہے تا شرط خدمت بجا لاؤن بادشاہ نے
قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ اسکو رسّی سے محکم باندھکر ہمکو خبردار کر القصہ جب شمسون خواب مین گیا اس
ناقص العقل نے اپنے شوہر کو ایک رسّی سے باندھا اور شمسون نے خواب سے بیدار ہو کر توڑ ڈالا
اور اسکو جورو سے پوچھا کہ تو نے یہ حرکت کیون کی جواب دیا کہ مین نے تیرا زور آزمایا ہے شمسون خاموش
ہو رہا اور اس خبیثہ نے صورت واقعہ بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے باتفاق سائر کفار ایک
زنجیر بھیجی اور کہلا بھیجا کہ جب شمسون سو جاوے تو اسکو مقید کر اس عورت بدخصلت نے پھر اپنے خاوند کو
مقید کیا اور شمسون نے پھر بیدار ہو کر زنجیر کو بھی توڑ ڈالا اور سبب دریافت کیا اور جہ نے جواب دیا
کہ یہ حرکت مین نے اسواسطے کی تا صدق قول ان لوگون کا ظاہر ہووے کہ کہتے ہین جس چیز سے شمسون کو
باندھکر مقید کرین اسکو وہ توڑ ڈالے شمسون نے کہا یہ بات سچ ہی لیکن اگر میرے بالون سے باندھ دیوین
تو ہرگز نہ توڑ سکون القصہ جب شمسون سو گیا تو اس مکارہ غدار نے چند بال محاسن مبارک سے کترکر
دونون پاؤن کے انگوٹھے باندھے اور پھر کفار نابہنجار کو خبر کی بہ تعجیل تمام آن کر اسکو بادشاہ کے
پاس پکڑ لے گئے اسوقت بادشاہ ایک بالاخانے پر کہ ایک ستون پر اسکو ترتیب دیا تھا بیٹھا ہوا تھا
ہنگام شمسون اسکے قریب پہونچا حکم دیا کہ خلائق کو ندا کرین تا زیر منظر بنا جمع ہوئین اور ایک سولی برابر
منظر استادہ کرین اس ہنگام مین شمسون نے مناجات کی کہ یارب اگر مین ابھی بقا بنا بر جہاد اعدا چاہتا ہون تو
مجکو اس ورطہ سے نجات کرامت فرما دعا اسکی بشرف اجابت مقرون ہوئی اور ایک فرشتہ آیا اور
اسکو قید سے چھڑا کر کہا کہ بادشاہ کے منظر کے نیچے سے ستون کھینچ لے شمسون نے بموجب فرشتہ عمل کیا
اور منظر زمین پر گر پڑا اور بادشاہ مع تمامی اپنے ہمراہیون کے جہنم واصل ہوا اور آدمی بادشاہ کو
خاک کے نیچے سے نکالنے لگے اور شمسون نے صحیح و سلامت وہان سے اپنے صومعہ مین معاودت
کر کے اسکو جورو کو طلاق دی اور روایت کرتے ہین کہ شمسون نے ہزار مہینون تک اپنے صومعہ مین بصیام
نہار اور قیام لیل قیام کیا تھا اور بعض اہل تفسیر کہتے ہین کہ مراد الف سے آیۂ کریمہ لیلة القدر
خیر من الف شہر سے یعنی شب قدر بہتر ہے ہزار مہینون سے یہین وہ ہزار شہر ہین کہ شمسون بعبادت
ملک غفار مشغول رہا **فصل گیارھوین** ذکر خالد سنان عبسی مین روضة الصفا اور حبیب السیر مین لکھا
کہ خالد بن سنان فرزندان حضرت اسماعیل پیغمبر سے ہے اور بعضے مورخین کہتے ہین کہ جملہ اعداد نبی آخر
الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نسب ملتا ہے اور بہ زمان فترت عیسی و خاتم انبیاء مبعوث ہوا ان مین

ظاہر ہوا تھا اور اپنی قوم سے کہتا تھا کہ فرشتہ خازن آتش میرے پاس آتا ہے اور بہشت اور دوزخ اور بعثت اور میزان اور تمام احوال آخرت سے مجکو خبر دیتا ہے اُس اوقات مین دیار عبش مین راتکو ایک آتش ظاہر ہوتی تھی کہ عرب تین دن کی راہ تک اُس مقام سے اُسکی روشنی مین اپنے اونٹ چرایا کرتے تھے اور دن کو سواے دھوئین سے وہان کچھ نہ دکھلائی دیتا تھا جب خالد نے ذکر فرشتہ کا اپنی قوم مین کرنا شروع کیا اُنھون نے کہا اگر تو اس دعوی مین صادق ہے تو اس آگ کو کسی طرح سے بجھا دے خالد نے اُس طرف متوجہ ہو کر اپنے عصا سے اس نار مرتفع منطفی کیا اور بعد ازان قوم سے کہا کہ مین عالم آخرت سفر کرتا ہون بعد میری مرگ کی تین شب بعد ایک حمار وحشی میری قبر پر آکر تین دفعہ آواز دیگا چاہیے کہ تم اُسکو پکڑ کر ذبح کرو اور اُسکا پیٹ چیر کر میری قبر پر رکھ دو تا مین خاک مین سے باہر آکر احوال دنیا و آخرت سے تمکو مطلع کرون چنانچہ از انقضاے تین شبانہ روز کے ایک گورخر قبر خالد پر آیا اور تین مرتبہ آواز دی آدمیون نے چاہا کہ اُسکی وصیت کے موافق عمل مین لاوین خویشان خالد نے مانع آکر کہا کہ شاید وہ قبر سے نہ نکلے اور یہ صورت سبب عار اور سرزنش ہماری کا ہو وے معارف حصبی مین مرقوم ہے کہ دختر خالد کبرسنی مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور جناب نبوی نے اپنی رداے مبارک بچھا کر اسکو بٹھایا اور فرمایا بنت نبی ضیعہ اہلہ اور اُس ضعیفہ نے سورۂ اخلاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر عرض کیا کہ میرا باپ بھی اس سورہ کو پڑھا کرتا تھا واللہ اعلم بالصحة

فصل بارھوین ذکر اسکندر فیلقوس مین

اگرچہ ذکر الکا زمرۂ سلاطین نامدار قابل السلاک تھا لیکن مترجم نے بلحاظ اس امر کے کہ بعض مورخ سکندر اکبر و اصغر کی نسبت مین اختلاف کرتے ہین اور اس سبب سے حالات ایک دوسرے کے شامل ہوے ہین ان کا احوال چھوڑ جانا مناسب سمجھا اور درج اس ذخیرہ کے کیا روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ نام اسکندر بلغت یونانی اشتید روشن ہے یعنی فیلسوف اور یہ لفظ مخفف فیلاسوفا ہے اور یونانی محب کو فیہ کہتے ہین اور حکمت کو سوفاس اس تقدیر پر معنی فیلسوف کے محب حکمت ہونگا اور حبیب السیر مین مرقوم ہے کہ جب روفیانت فیلقوس داراب بن بہمن سے حاملہ تھی ایک بڑھیا نے لوبے دہن اُس مستورہ کو ساتھ ایک گھاس کے کہ اسکندر نام رکھتی تھی معالجہ کیا اور مقارن اس حال کے ملک روم سے ایک پسر سعادتمند پیدا ہوا ایک حرف اس اسم پر زیادہ کیا اور اس مولود عافیت محمود کا اسکندر نام رکھا اور جماعہ کثیر از عاظم اہل تاریخ سے اسکندر کو ذوالقرنین اصغر کہتے ہین کسواسطے کہ ذوالقرنین اکبر کو صاحب سیف جانتے ہین کہ ذکر اُسکا قرآن مجید وفرقان حمید مین آیا ہے اور شمہ احوال اُسکے سے سابقا ان اوراق مین سمت گذارش پا چکا ہے اور محمد بن جریر طبری اور قاضی ناصر الدین بیضاوی کا یہ عقیدہ ہے کہ بانی سد کا آثار ذوالقرنین اصغر سے ہے بالجملہ بروایت ناقلان آثار سلف اور ناسخان اخبار خلف صفحۂ خاطر

اور صحیفہ ضمیر پر مکتوب اور منقوش ہے کہ اسکندر ماقدونی کہ اسکو ذو القرنین اور اسکندر رومی و یونانی
بھی کہتے ہیں ایک بادشاہ تھا عالی قدر گردون جناب اور شہریار کامران و کامیاب اسکی داستان شجاعت
بسیط جہان میں مشہور و مذکور ہے اور ذکر سخاوت اسکا صحائف زبان پر مزبور و مسطور ہے میدان مبارزت
میں شیر سے پنجہ کرتا اور میدان محاربہ میں دونوں ہاتھوں سے شمشیر مارتا لشکر منصور روم سے تا قفا
چین اور وہان دیار ہی تا سندھ و ہند پہنچا اور حشم نا محصور اسکا اطراف سہل و جبل اور اکناف بحر و بر پر
محیط ہوا اور ماہرین فن تاریخ نے نسبت اسکندر میں بھی اقوال متباینہ وارد کیے ہیں اور نیز سبب
اطلاق لفظ ذو القرنین میں انواع روایات مختلف صادر ہوئی ہیں ایک طائفہ ارباب سیر کہتے ہیں کہ
اسکندر پسر دارا ے اکبر ہوا اور سب ہی طائفہ قائل ہیں ساتھ اس امر کے کہ روشنک دختر دارا ے اصغر کو
اپنے تحت و تصرف میں لایا تھا حال آنکہ یہ محال معلوم ہوتا ہے کسواسطے کہ نسبت کرنا اہل ادراک کا
ایک بادشاہ خدا پرست و دیندار کو بازدواج دختر برادر برادر زادہ اپنی کے نہایت مستنکر و استبعاد ہے
اگر یہ تاویل باطل کریں کہ ادیان سابقہ میں ارتکاب اس امر کا جائز تھا گو کہ یہ دعوی بھی خالی غرابت سے
نہیں ہے اور اعتقاد قاضی ناصر الدین اور زمرہ دیگر مورخین کا یہ ہے کہ اسکندر پسر صلبی فیلقوس ہے
اور فیلقوس نسل عیص بن اسحاق علیہ السلام سے تھا اور ایک جماعت کہتی ہے کہ فیلقوس نے اپنی دختر
ہمراہ پادشاہ اسکندر کو دی تا انکے درمیان میں مادہ خصومت منقطع ہووے اور کسی سبب سے آزردہ
بعد ایک مدت کے مخدرہ قیصر کو کہ اسکندر سے حاملہ تھی اسکے باپ کے گھر کو روانہ کیا اور ملکہ
نے اثناے راہ میں وضع حمل کیا اور خشم و خوف کہ اسکو لاحق حال تھا اس بچے کو ایک کپڑے میں
لپیٹ کر گوشہ صحرا میں کہ اسکے قریب چراگاہ اغنام تھا چھوڑ دیا اور بالہام خالق الانعام ایک
بھیڑ ان اغنام میں سے لحظہ بہ لحظہ بسر وقت پہونچکر اسکو دودھ پلاتی تھی ایک پیرزن صاحب فراست
نے کہ مالک میش سے تھی گوسفند کو کہ مدہ بعد آخرے مشاہدہ کیا جاتا کہ آمد و رفت اس حیوان
کی کسی امر غریب کو متضمن ہے بنا بریں ایک مرتبہ اسکے متعاقب جا کر بدیدار اسکندر فائز
ہوئی اور بطبع سلیم دریافت کیا کہ یہ تازہ نہال چمن مجد و جلال سے ہے لاجرم اسکو لیکر اپنے گھر
میں آئی اور کما ینبغی بہ ترتیب و تعہد اسکے قیام کیا بعد ازانکہ اسکندر بسن تمیز پہونچا ایک
معلم کو سپرد کیا تھوڑی سی مدت میں بہ زیور فضائل و آداب متحلی ہوا اور اثناے اس احوال میں
اس نواح کے حاکم نے ادیب اسکندر سے رنجیدہ ہو کر بجلا وطن اسکے حکم دیا ادیب و اسکندر
وہان سے نکل کر حسب اتفاق اس شہر میں پہونچے کہ مادر اسکندر اس بلدہ میں اقامت رکھتی تھی
ناگاہ روزگذار اسکی چشم مادر اسپر پڑی بفراست ملوکانہ گمان کیا کہ یہ وہی لڑکا ہے کہ بعد وضع
حمل میں نے فلان مقام میں چھوڑ دیا تھا لہذا اس لڑکے کو فیلقوس کے پاس لے گئی اور صورت واقعہ

معروض کی قیصر نے دلائل مردانگی اور شمائل فرزانگی ناصیہ اسکندر سے ملاحظہ کر کے سقطر راس اسکو سے
تفتیش کی اور اسکندر نے اپنا بداہت حال جس طرح کہ پیرزن سے سنا تھا عرض کیا اور ملکہ و رحمہ
گمان سے بمرتبہ ایقان پہونچکر خرم و شادان ہوئی فیلقوس کہ اولاد نہ رکھتا تھا اسکی ہمت بہ ترتیب
اسکندر مصروف رکھی اور قیصر کو اس عالم طفولیت اسکندر مین نسیم صبا سے شہریاری ریاض محاسن
شیم اور مکارم عادات اسکی سے استشمام ہوئی اور زبان بداہت سن مین امارت جہانداری ہیچ حرکات
اور سکنات اسکو معلوم ہوتین اور جبین نیک اختر فیروزی طلعت میمون اور طالع ہمایون اسکی سے کا
الشمس فی الضحیٰ پیدا دیکھا اور بنا شیر صبح بہروزی جبین مشتری سیما سے اوج مہر آسمان اسکی سے
پیدا مشاہدہ کی اور اسکو یادداب دل پسند اور باغ جان فیروزی خرد بکیوان باہنر بشمار ۔ پاکر
قائم مقام اور ولیعہد اپنا کیا اور زبان زد خلائق ہوا کہ فی الحقیقت ہیبت پرستش حق نہاد اسکو
ذاتکہ والشمت کو سہ در عفو ملک + جب تاج شاہی نے بفرق اسکندر زینت پائی فیلقوس نے
حکم دیا کہ افواج حشم اور طبقات خدم اور رعایا و برایا اور کافہ برایا سب اسکے اوامر و نواہی واجب الانقیاد
اور لازم الاتباع جانکر گردن طوق طاعت اور سر ربقہ مطاوعت اسکی سے نہ پھیرین اور
پانون حد بندگی اور قدم جادۂ خدمتگاری اسکی سے باہر نہ رکھین کہ ہر آئینہ موافق رضاے الٰہی
اور مطابق آئین بادشاہی ہوگا اور کمر انقیاد حکم پابند فرمودہ اسکے سے کسی وجہ سے تجاوز جائز
نہ رکھین اور جب فیلقوس نے اس جوان بخت کو بسان موم قابل نقش نصیحت پایا کہا کہ اے
فرزند تجکو بھی چاہیے کہ بموجب الولد الحر یقتدی بآبائہ الکرام مراسم حکومت اور رسوم ایالت ولایت
مین اقتدا آبا برگزیدہ اور خصائل پسندیدہ اجداد کرے اور عادات و شان قاہرہ سلاطین پیشین کو
دستور و مقتدا گردانے اور قوانین معدلت اور پروری مین قاعدہ اور ضابطہ اسلاف سے
ورنہ گذرے تا آثار محاسن اور انوار فضائل تیرے مثل فیض آفتاب آفاق جہان مین روشن
ہوتین اور بنیان سلطنت اور اساس عظمت روز بروز تشیید تمام اور تاکید مالا کلام پا دیتا اور
جو کہ مقرر ہے کہ ارکان سلطنت و بادشاہی اور بنیان ابہت و شاہنشاہی باظہار آثار معدلت و داد
گستری اور تنظیم نصفت و رعیت پروری رسوخ و قرار پاتے ہین چاہیے کہ رکاب فیض انعام تیرے
نہال انصاف و انتصاف تازہ اور برومند ہووے اور سرسبز و شاداب رہوے بلیت عدل کہ من
زانکہ در ولایت دل + در پیغمبری ز بند عادل + اور چاہیے کہ تو جانے کہ راست دین اسلام اور
ضبط ملک و نظم امور اور سر انجام مہام بے لطف و رحمت اور غضب و سیاست از اختہ اور نہی
نہین ہوتا قطعہ گہ باشد از نشاط تو بلبل شگفتہ روی + گہ نرگس از نہیب تو باشد فگندہ سر
گاہی شود ز بیم تو زنگار گون تراب + گاہی بود ز فعل تو شنجرف گون حجر + اور حقیقۃ تمنای نصیحت

اور اعلاے اعلام ملت مین سعی موفور اور جہد مشکور مبذول رکھو اور چونکہ جو قوا ممالک و امن مسالک
بے مرد کار اور پیادہ و سوار صورت نہین قبول کرتا اور میسر نہین ہوتا لشکر و تفقد ارباب سلاح کہ شبان تیغ
آنکی ہنگام پیکار آیت ظفر ہے کماینبغی بجا لائے اور ابواب معاونت اور اسباب کرامت انپر کشادہ
اور آمادہ رکھو اور رعونت ارباب قلم کہ نوک خامہ اُس جماعت کا فہرست روزنامچہ ضبط و کفایت ہے
اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانے اور رعایت علما اور ارباب فضل مین کہ اعزاز و احترام اُنکا مقدمہ
سعادت اور فاتحہ کرامت ہے تقصیر و اہمال قبول نکرے اور صلحا اور درویش اور فقیر اور
گوشہ نشینون کو کہ باداے طاعات اور ادامت شرائط عبادات قیام کرتے ہین نوازش بے پایان
اور عواطف بیکران اختصاص دیوے اور انفاس کیمیا خواص اُنکے سے استمداد اور استعانت چاہیے
اور حسن التفات بمصالح امدال اور مناہج آمال خالق مصروف رہے اور صیقل از معدلت آئینہ
حال رعیت کو غبار جور و ظلم سے پاک و صاف کرے اور اجراے امور سیاستی مین مابین فقیر اور غنی
اور شریف و دنی اور ترک و تاجیک اور دور و نزدیک اور مقیم و گذری اور رعیت و لشکری کے تفاوت
نہ دیکھو اور ضبط و نظم ولایت اور حصون و قلاع مین مردان گزیدہ اور مبارزان کاردیدہ مقرر
فرماے اور شرائط تحفظ و تیقظ اور رعایت حزم و عزم چاہیے کہ جمیع احوال مین نصب العین میرے
ہو رہے اور کلی اور جزئی امور مین کہ لاحق ہووین طریق اہمال و اغفال سے مجتنب اور محترز رہے
اور فرصت وقت فوت نکرے اور بزخم خنجر آبدار اور شمشیر آتشبار عرصۂ ولایت کو لوث مخالفون
اور خبث متمردون سے پاک کرے چنانچہ معالم عناد اور مراسم فساد سے اثر و خبر نرہے اور ممالک و
مسالک کو خوف و خطر و ذود و مفسدہ سے خالی کرے اور ارباب فسق و فجور کو مقہور و منکوب رکھو اور
صورت مطلوب اور چہرۂ مقصود کسی مستحق کو نقاب تعلل و حجاب توقف مین نہ چھوڑے اور دست
تطاول اموال زیر دستون پر دراز نہ کرے اور تیراہ سحرگاہی مظلومون سے غافل و ذاہل نرہے
بپرہیز نگر تا نیاری بر بینوا دست + کہ آہ او گردد ز بینوا دست + اور مہمات خاص و عام کو بمقتضاے
عدالت و نصفت سرانجام کرے اور رعایا اور بیچارون کو کہ مثل بنات النعش زخم بنان عقاب
حوادث سے متفرق ہو کر باطراف و اکناف سرگردان ہون اُنکے استحضار کیواسطے نشان بھیجے
اور مانند عقد ثریا کے اُنکو سلک جمعیت مین انتظام دیوے اور بقواعد بخشش فراوان سایۂ لطف
و مرحمت مین جگہہ دے کر پرورش کرے اور مشرب عذب عنایت اور منہل خوشگوار شفقت سے
سیراب فرماوے اور دست تغلب متغلب و امن ضعفا اور پنجہ سے کوتاہ کرے اور البتہ آپکو
زیور خصائل شاہانہ اور شمائل خسروانہ سے عاطل نہ چھوڑے بیت تا صیت نام نیک شود از تو منتشر
تا ذکر فعل خوب بود از تو یادگار + القصہ فیلقوس ان مواعظ و نصائح سے فارغ ہو کر اسکندر کو

تخت پر بٹھایا اور افسر شاہی اسکے سر پر رکھا اور کتب تواریخ میں اسکے نسب میں اور قول بھی اور ہیں
کہ ذکر ان سب کا موجب تطویل و اکثار ہوتا ہے اور مفتی امام شمس الدین محمد بن محمود شہر زوری نے
ان روایات سے کہ نسب اسکندر میں وارد ہوا ہے کہ اسکندر پسر صلبی فیلقوس ہے چنانچہ نزہۃ الارواح
میں کہ مؤلفات اسکی سے ہے بیان احوال لکھا اور تواریخ فضلا میں لکھا ہے کہ جب سات برس حکومت فیلقوس
پدر اسکندر کو گذرے ناگاہ بشمشیر کین مارا گیا اور سبب اسکے قتل کا یہ تھا کہ ایک شخص نے
ارکان ممالک اسکے سے فلوس نام مادر اسکندر حرم محترم فیلقوس پر عاشق ہو کر ایک تعلق پیدا
کیا تھی کہ خورد و خواب اور سکون و آرام جاتا رہا یعنی عشق ہے کار شیر پیلون آید اندر صد رنج
منی القصہ بیرون آید از وے + گر دوستی کن کہ جان آسا ید + گر دشمنی کن کہ بے خون آید از وے + اور ہر چند
فلوس نے اسباب مواصلت اور روپیہ اشرفی اور جواہر نفیسہ اور لباس فاخرہ اس سعد وسہ کے
واسطے بھیجے مفید نہ پڑے اور افسون و دمدمہ فلوس نے کسی طرح تاثیر قبول کی اور اس مستورہ نے
کر کمال عفت و صلاحیت کی اقناع بحث کیا لاجرم اندیشۂ قتل فیلقوس اور تسخیر ملک اور نصرت
مادر اسکندر دل میں ضمیر نا مبارک فلوس میں استحکام پایا اور منتظر وقت رہا اخفاے اس احوال
میں فیلقوس نے ایک سرہنگ سے فتح دیار زدن کے جہت و فتح پسر پادشاہ وہاں کہ عصیان
وسرکشی کرتا تھا نامزد کیا اور اسکندر کو بنا بر تنبیہ ملک پراقوس کے یا طائفہ شیران جنگی بلاد سے
ارسال کیا اور فلوس کو کہ تفرق لشکر بدت سے مطلوب اسکا تھا تحقیق ہوا اس جماعت کو کہ ہوس
فتنہ و فساد در سر رکھتی تھی اپنے ساتھ متفق کر کے بر سر فیلقوس چڑھ آیا اور اسکو پیچھا سے
سے بزخم شمشیر مجروح کیا اہل شہر اور بقیہ لشکر نے آشفتہ ہو کر بادشاہ کو نیم کشتہ اس مہلکہ میں سے
اٹھایا اور محل میں پہونچایا اور مقارن اسی روز اسکندر نے شہر میں پہونچکر صورت حادثہ معلوم کی
اور جلدی سے قصر پدر میں جاکر اپنی ماں کو دیکھا کہ فلوس اسکے اندر تجسس کیا چاہتا ہے ایک طمانچہ
اسکو مارا بنابر آنکہ مبادا اثر شمشیر اپنی ماں کو پہونچے استعمال تیغ میں تعلل کرتا تھا کہ ناگاہ اس
ملکہ نے فریاد کی اور از روی طعن کہا اگر موجب بے حمیتی اور توقف میں ہوں تو مجھکو حیات تازہ
کچھ تعلق نہ رہا جتنا جلدی اس حرامزادے کے شر سے مجھے باز رکھو یہ سنکر اسکندر نے ایک ہی
ضرب سے فلوس کو قریب ہلاکت کیا اور پھر باپ کے سرہانے آکر اور اسکو شرف لقا دروں پاکر
فیلقوس سے کہا کہ اور اس شمشیر سے اپنے دشمن سے انتقام لے فیلقوس نے آنکھ کھول اپنے ہاتھ سے
مہم فلوس کو باتمام پہونچایا اور بعد ازاں اسنے طبقات و طوائف امم کو طلب کر کے تابعداری
اسکندر کا حکم دیا اور ارسطو کو بلا کر اسکندر کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیا اور وصیت بلیغ در باب
تربیت پسر بجا لا کر جہان فانی سے رحلت کی اور جب اسکندر تجہیز و تکفین اور تدفین اور تعزیت

بعد سے فارغ ہوا مجمع خاص کھڑے ہو کر کہا ایہا الناس جانو اور آگاہ ہو کہ تمہارے بادشاہ نے بساط حیات اٹھا ڈالی اور مانند سلاطین سابق گذر گیا اور مجھکو تمہیں سپرد کیا اور ولایت نہیں ہے
اسواسطے کہ مین بھی تم مین سے ایک ہون سبب امر مین کہ امور و تدبیری سے شروع کرو تمہاری
مدد اور معاونت کرنے کو حاضر ہون اور اپنی ہوا و ہوس کو تمہاری رضا پر مقرون رکھا اور
کسی امر مین تمہاری مخالفت نہین کرنے کا میرا کلام سنو اور میرا مشورہ قبول کرو اور مجھکو ناصح
امین اور شفیق متین جانو اور یہ معنی خود زبان حیات والد ما جد مین تمکو معلوم ہوے ہین اب
اس شخص کو اپنے اوپر حاکم اور فرمان روا کرو کہ پروردگار کو طالع تر اور عادہ پیغمبر ایسا شفیق تر
اور ضعفا اور مساکین پر رحیم تر ہووے اور قسمت خدا کی تمہارے درمیان مین بعدالت و بانصفت
کرے اور اسکو اتفاقات شہوات رعایت احوال لشکری اور رعیت سے راجح نہووے اور اسکے
شرسے امین اور بہتر رہ سکو اور یہ وہ خطبہ ہے دور و دراز کہ کتب حکمت عملی مین موجود ہے
القصہ جب حاضرین محفل نے اسطرح کی باتین اسکندر سے سنین کہ کسی بادشاہ سے نہ سنی تھین
بہت تعجب کیا اور کہا کہ تیرا کلام دل پسند ہمنے سنا اور جو نصیحت کہ تو نے کی ہمنے قبول امور
ایالت و سروری کو تیری رائے روشن پر تفویض کیا سالہا سے نہایت زمان عز و دولت
مین ہمارے درمیان مین مالک و مسلط رہو کہ ہم کسی کو بادشاہی اور رعیت پروری مین تجھسے
سزاوار تر نہین جانتے پھر اُنلوگون نے برغبت سے اُسکے ساتھ بیعت کی اور اُسکی متابعت
ایمان کے ساتھ قبول کر کے اکلیل شہریاری کو اُسکے فرق ہمایون پر زیب و زینت دی
اور اسکندر نے سب کو مشمول عاطفت و احسان کر کے باطراف ممالک نامہ بھیجکر خلائق کو بہ توحید
یگانگی ایزد متعال دعوت کی اور پرستش اصنام و اوثان سے نہی فرما کر لشکرون کے استحضار کے
واسطے حکم دیا اور کہا جو کوئی ظلم و شرک اختیار کرے بضرب تیغ تیز و خنجر خون قتل کرین چنانچہ
حسب فرمودہ عساکر منصورہ اطراف و جوانب سے حرکت مین آئے اور دربار کے پاس گرد و ن اساس پر
جمع ہوے اسکندر نے سرداران اُس سپاہ کو بخلع و تشریفات گرانمایہ مفتخر و سرفراز فرمایا کہ
باطلاق مرسومات و علوفات جنود فرمان دیا کمال سخاوت پادشاہ اور وفور ہمت اُسکی سے
اور امر باری تعالی اُسنے مشاہدہ کیے کہ عشر عشیر اُسکے کسی کے خیال مین متصور نہ ہوسکتے
لاجرم سب کے نفوس و قلوب مین مقرر ہوا کہ ایک امر عظیم اور خطب جسیم اُس سے ظہور مین آویگا اور
بحکم اُسکے کہ دارا ہر سال اُسکے باپ کو برسم خراج ہزار بیضۂ زرین اپنے خزانۂ عامرہ مین منگواتا
باستدعاے اُسکے قاصد و ایلچی بھیجے اور بیضہ معہودہ طلب کیے اسکندر نے جواب مین کہلا بھیجا
کہ مدت گذری کہ انڈے دینے والا نہین رہا ہرچند اُس آوان ملوک متعددہ زمین یونان

مین تھے کہ پھر ایک لاف اناولاغیری مارتے تھے اسکندر نے سلطنت وحشمت اور عدد عساکر بیشمار
اپنا مطیع ومنقاد کر رایات ظفر آیات کو بجانب دیار مغرب حرکت دی اور تمامی اُس ممالک کو
حیطۂ تسخیر مین لا کر مظفر ومنصور معاودت کی اور بعد اعلام ظفر التیام بسوے مصر افراختہ کیے اور
ایک منارہ نہایت رفعت مین کنار بحر اخضر پر اپنے ساتوین سال بادشاہی مین تعمیر کیا لیکن اور
کتب تاریخ معتبرہ سے منقول ہے کہ اختراع بناے منارہ مذکور عہد اسکندر اکبر مین ہوئی اور بمرور
مرور دہور کے جب اندراس اسکی اساس مین عارض ہوا ترمیم اسکی انھون نے کی چنانچہ تفصیل
اسکی قصۂ اسکندر اکبر مین مذکور ہو چکی ہے پھر اُس مقام سے بطرف دیار شام توجہ کی اور وہان
سے بسوے ارمینیہ روانہ ہوا دارا نے بیدار سے سُنا اس خبر سے بے آرام ہو کر اہل طرسوس کو نامہ
بھیجا کہ خبر شیوع دزد و طامع کی کہ طائفہ چوردن کو ہر جانب سے فراہم کر لایا ہے جامع جا پہونچی ہے آ
جاہیے کہ اسکے اصحابون کو مع اسلحہ اور ادوات اُنکی پکڑ کر دریا مین ڈال دیا چاہیے اور نفس
اُس قوم کو مقید ومغلول میرے پاس بھیجو مگر قوت وطاقت کتنی رکھتا ہے اس واسطے کہ وہ تا سہ
اس جیسی خدمت مین حاجت آنے کی ہو نہ ایک کو دکھ بڑھا دی اور حقیر اور کمتر جانا خبر کرنیکو بلکہ
سہم مین معافت وسعد ہونگے اور اسکندر نے شام ارمینیہ کو فتح کرکے شہر اسکو خوش کر
معسکر ہمایون کیا اور استماع خبر ورود اسکے سے اضطراب دارا کو زیادہ ہوا بنا برین اُس نے
اسکندر کو نامہ لکھا دارا مالک الملوک دنیا کی طرف سے ہو کہ آفتاب سر اسکندر [illegible] چاہیے کہ
جانے اور آگاہ ہووے کہ بادشاہ آسمان نے سلطنت زمین اور بالا ہیست ربع مسکون مجکو ارزانی
کی ہے اور مجکو رفعت وشوکت اور قوت بسیاری اعوان وانصار سے مخصوص کیا ہے مجکو اطلاع
خبر پہونچی ہے کہ تو جماعت دزدان وحرامیان اپنے ساتھ لیکر اور اُنکی کثرت سے مغرور ہو کر
باستعانت اس جماعت کے طلب تاج وتخت نے تیرے باطن مین رسوخ پایا ہے اور ہمارے ملک کا
فاسد کرنا اور املاک حرث ونسل تیرے نہاد ضمیر ہوا ہے اور ایسا امر کم خردی روسیون سے
غریب وبدیع نہین ہین چاہیے کہ جب ہمارے مکتوب کے مضمون پر مطلع ہووے اپنے کیے سے
پشیمان ہو کر جہان کہ پہونچا ہے وہان سے مراجعت کرے اور اس حرکت ناشایستہ سے کہ تجھ سے
صادر ہوئی ہے دغدغہ سطوت وسیاست سے اپنی مین نہ آنے دیوے کہ تو اب تک زمرۂ اُن
لوگون مین کہ قابلیت خطاب عتاب ہمارے کی رکھین منتظم نہین ہوا ہے اور یہ ایک تابوت
پر زر اور صیدوار گنجفہ تیرے پاس مین نے بھیجا تا کثرت مال ولشکر میرا ان دونون سے معلوم
کرے اور گنجفہ بھی ارسال کی ہے تا اندھر کو وکی تکوے بازی مشغول ہووے ذوالقرنین نے جب
نامہ کو مطالعہ کیا اور اسکے مضمون پر وقوف پایا حکم دیا کہ اُسکے ایلچی کو پکڑا اور جلادون کو بلوا کر

بقتل اُس جماعت کے فرمان صادر کیا ہے حالانکہ بصورت اندرونی حقیقت خلاف ارادہ اُسکے تھی اُنھون نے فریاد کی کہ اے شہریار یہ کیا بدعت ہے کہ اُسکے اعیان بھی کرتا ہے اور بادشاہ ایلچیان حکم فرماتا ہے کس واسطے کہ کسی نے سلاطین سابق مین سے سفیرون کو قتل نہین کیا ہے ذوالقرنین نے کہا کہ تمھارا خداوند مجھکو چور کہتا ہے اور بادشاہ نہین جانتا مین تمھارے ساتھ چورون کے افعال کرون گا پس اس باب مین اپنے خداوند کو ملامت کرو نہ مجھکو کہ تمکو چورون کے ہاتھ مین مبتلا کیا اُنھون نے کہا اے بادشاہ دارا نے تجکو دیکھا نہین اور تیری خدمت مین نہین پہونچا اور ہم تیرے پابوس ہوے اور تجکو بحق المعرفت پہچانا اور تیرا کرم جانا ہم پر احسان کر اور ہماری جان بخشی فرماتا ہم اُسکو تیرے فضل و عقل و صفات پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ سے آگاہ کرین اور استحقاق اعتناق تیرے پہرون ممالک کو گواہی دیوین اسکندر نے کہا کہ چونکہ تم بخضوع و تضرع پیش آئے تمھاری استدعا سے نجات مین نے قبول کی اور انتقام سے درگذار تا مقدار غضب اور اغماض میرے پر اطلاع پاوے پھر حکم کیا کہ اُنکو چھوڑ دو اور بجوار عنایات بادشاہانہ اور عواطف خسروانہ خوف و دہشت اُنکا زائل فرماکر جواب نامۂ دارا مین چند کلمہ اس طرح پر ترقیم کیے کہ ذوالقرنین اُس شخص کے نزدیک کہ دعویٰ کرتا ہے بادشاہ بادشاہان سے اور لشکرہاے آسمانی اُس سے خوف کرتے ہین اور اضطرابات اہل دنیا اُسکے سبب سے ہے اور کب لائق ہو ساتھ اُس شخص کے کہ آدمی ضعیف و حقیر اسکندر جیسے سے ڈرے اور اُسکو نہ جانا کہ ملک اور غلبہ خدا تعالیٰ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے جب کہ انسان ضعیف آپ کو آلہ جانے اور حدود سموات پر آپ کو غالب گمان کرے پھر آئینہ کہ خشم باری تعالیٰ موجب زوال مملکت اُسکی کا ہووے اور کیونکر خداے تعالیٰ ہو سکیگا وہ شخص کہ مرجاوے اور گل جاوے اور سلطنت اُس سے جاتی ہے اور دنیا کو اور پاس چھوڑ دیوے اور اب مین نے تیرے ساتھ مقاتلہ اختیار کیا اور تیرے ملک کی طرف توجہ کی اور مین اُس خدا کا بندۂ ضعیف ہون اور ظفر اور نصرت اُس سے طلب کرتا ہون اور اُسکی پرستش بجا لاتا ہون اور اُس مکتوب مین کہ میرے پاس تو نے بھیجا ہے تمام اپنی حشمت تو نے لکھی ہے اور میرے پاس فندہ اور گیند اور تابوت پر زر اور خردل کہ تو نے ارسال کیا ہے اپنی سعادت پر مین نے حمل کیا اور فال نیک جانی فندہ دلالت کرتا ہے کہ تجپر سطوت عذاب ہوگی اور ملک اور سودت اور امام تمھارے کو قتل کرون گا اور گوے اس امر پر دال ہے کہ بسیط زمین اور کرۂ خاک تمام میرے ہاتھون کی تحت و تصرف مین آویگا اور گوے دولت مین لیجاؤنگا اور تابوت پر زر کہ ایک خزانہ ہے تیرے خزانون مین سے اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ تیرے خزانے میری تحویل مین آجاوینگے اور گنجد اگرچہ تعداد مین

بہت ہین لیکن ہنگام پینے کے تلخ ہین اور منجملہ ماکولات کے ہین اور اُن مین نہ انبساط ہے نہ
انقباض یعنی نہ انکو کھانے سے طبیعت خوش ہوتی ہے اور نہ کراہت ہوتی ہے اور مین نے ایک پیمانہ
رائی کا تجھکو ارسال کیا ہے تا انکا ذائقہ اور لذت تجھے معلوم ہووے اور جان کہ تو نے اپنے
علو نفس مین غلو کیا اور بسطوت سلطنت مغرور و مشغول ہوا اور دعوی زمین کی خدائی کا کیا
اور علم انا ربکم الاعلی کا بلند فرمایا بعنایت ایزد عزوجل امیدوار ہون کہ اللہ تعالی تیرے
وعدون کو بتکذیب عالمیان مقرون فرماوے اور جس قدر کہ تو نے اپنی رفعت بیان کی
تجھکو ذلیل کرے اور مجھکو تجھ پر غالب کر دے کہ اعتماد اور توکل میرا اسی پر ہے والسلام۔ اور نامہ
سربمہر ایلچیون کو تفویض کیا اور وہ مال و زر کہ دارا نے بھیجا تھا انکو انعام کر کے رخصت فرمایا
اور آپ بجانب آذربائیجان متوجہ ہوکر گمان کیا کہ شاید دارا کو اس دیار سے ہٹائیگا کہ اسکا اکثر لشکر قتل
کیا اور ولایت آذربائیجان سے سپاہ بجانب گیلان لیکر اُس بلاد کو مسخر کیا اثنائے اس حال
مین سنا کہ والدہ ماجدہ نہایت علیل و مریض ہے بنا بر این گیلان کی سیاحت ملتوی کی اور بجانب روم مراجعت
کی اور بعبارت صحت یاد رہے لشکر کشی کر کے ایک شہر کے باہر شہر یا سے دارا ہے نزول کیا کیونکہ اہل
شہر نے دروازہ بند کر کے طریق آمد و شد مسدود کیا تھا حکم کیا اس شہر میں آگ لگا دین
آدمیون نے فریاد کی شروع کی اور امان مانگی اور کہا کہ موجب اغلاق ابواب خوف
اوراق سے ہے آتش دارا سے بسبب عصیان اور بنا بر مقابلہ کے تیرے ساتھ اسکندر نے
کہا کہ دروازے کھول دو کہ جب تک خدای عزوجل مجھکو دارا پر ظفر نہ بخشیگا شہر مین نہین
جاونگا اور وفائے عہد اور کردار نیک میری وہ جماعت کہ سر رشتہ اطاعت میرے ہاتھ مین لائے
ہین اور پاؤن دائرہ محبت و اخلاق میرے مین رکھا ہے جانتے ہین بمجرد سننے اس
کلام کے اُن لوگون نے فی الحال دروازے کھول دیئے اور طرح طرح کے کھانے اور میوے
باہر حاضر کیے اور اسکندر نے وہان سے حرکت مین آکر بجانب فارس توجہ کی اور دارا بھی
مع ایک لشکر کے اوراق اشجار سے فزون تھا مقابلہ مین آیا اور اسکندر نے حکم دیا کہ قلب
سپاہ بمقابلہ مردان سنگین دل آہن پوش آراستہ ہووین چنانچہ دونون لشکر مثل دریائے
اخضر بموج مین آئے اور بیابان دو کوہ فولاد ایک دوسرے پر حملہ کیا اور ہوائے رزمگاہ گرد سپاہ
سے سیاہ ہوئی اور بیت آواز کوس اور دمامے روئین سے بجواے ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم
حجاب شیر حیثیم جانبان کے روبرو سے اٹھایا اور حقیقت تکاد السموات یتفطرن
دلون پر کھلی اور سرداران رزم مقابلہ مخالفون مین باستظہار نصر من اللہ و فتح قریب
کوشش مین آگئے اور آتش حرب مشتعل ہوئی اور ابر دار برق شمشیر دلون سے خون

برسنے لگا اور شمشیر زہر دار پیکر اعدا و دشمنون سے آب شنگرف نکالتا تھا بیت ٭ خدنگ ناوک چو قفل
درنگ و پیوست + از درون دو دیدہ مردم جست + اور اسوقت سے کہ خسرو سیارگان قبۂ چارمی
اور خیمۂ زرنگار پر سجدہ استوا پہونچا تھا اُس ساعت تک کہ سرا افق مغربی کھینچا اور پیک نور بخش روز
تار ہای زلف معنبر شب مین نہان ہوا یعنے دو پہر سے شام تک طرفین سے نائرۂ قتال التہاب پاکر زبانۂ
تار بانہ حکایت کرتا رہا اور زمین کر و فر پیادہ و سوار سے نقش اذا زلزلت الارض زلزالہا
باندھ کیا کی اور زبان تیغ معنی فضربا بالسوق والاعناق بہ بیان ساطع ادا کیا کی اور صحن صحرا
اجزا اور اعضا کشتون سے ناپدید ہوا اور یم و بحار خون پشت سمک اور روی سماک پہونچے
مثنوی ٭ چو دریای خون شد ہمہ دشت و راغ + جہان چون شب و تیغہا چون چراغ + از آواز
اسپان و گرد سیاہ + ہوا گشتہ چون روی زنگی سیاہ + فرو رفت و بر رفت روز نبرد + بماہی
نم خون و بر ماہ گرد + آخر الامر شکست سرداران لشکر اور رستم ا اور اصحاب دارا بہ تیغ و تیر و خنجر
شمشیر مارے گئے اور جب خسرو عجم اور دارا رشک فریدون وجم نے اس طرح پہ حال دیکھا
با طائفۂ خواص ہزیمت اختیار کی اور تمام اسباب و ہتھیار اور خزائن بیشمار کہ ذوالقرنین کو
اُنکی کثرت سے ڈراتا تھا چھوڑ دیے اور زن و دختر اور پسر اُسکے اسیر و دستگیر پنجۂ تقدیر
کے ہوئے اور دارا اُس ہزیمت مین ایک نہر پر کہ ظاہر اُسکا بدوست ہی فسردہ ہستے
یخ بستہ تھا پہونچا اور تنہا اُس پر سے گذر گیا اور بقیۃ السیف بعقب اُسکے بروئے یخ روان
ہوئے اور یخ اُنکے ثقل و گذر کی تاب نہ لا کر پگہل گئی اور اکثر لشکر اُسکا اُسمین غرق
ہوگیا اور دارا نے جب اپنے دار الملک مین پہونچا بہ تدبیر کار خود مشغول ہوکر قرین صلاح و
استصواب اسطرح جانا کہ بہ لغوا صلح اور تذلل پیش آوے کیونکہ جانتا تھا کہ اسکندر اخلاق کریمہ
اور اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف ہے اور اُنکی رائے نے اس امر پر قرار پکڑا کہ بر سبیل
استعطاف اسکندر کو نامہ لکھے چنانچہ اُسنے مضمون اُس نامہ مین رہائی زن و پسر و دختر اپنی کی
التماس کی مشروط ساتھ اس امر کے کہ جو کچھ خزائن آبا و اجداد اور گنجہائے فاخرہ اُسکے کہ فارس
مین موجود ہین تسلیم و تفویض کرے اور ذوالقرنین نے نامہ کو مطالعہ فرماکر عنان عزیمت
بہ طرف دارا معطوف کی اور خسرو ایران نے شہریار مملکت ہندوستان سے ملتجی ہو کر مدد چاہی
علی الفور فور ہندی نے سرداران سرزمین کو با چند ہزار سوار و پیادہ صف شکن و مرد افگن
مدد کے واسطے بھیجا اور درمیان فریقین محاربہ واقع ہوا کہ جنگ اول اس جنگ کے جنب
مین لعب کودکان معلوم ہوتی تھی عاقبۃ الامر دو شخصون نے دارا کے نزدیکیون سے از روئے
الزام طبیعت اور قلت وفا اُسکے مارنے کا قصد کیا اس تصور و خیال سے کہ اسکندر کے نزدیک

کچھ تقریب حاصل ہووے مصرع رہے تصور باطل نہ ہے خیال محال + اور دارا نے
قبل از استعمال سیف و سنان عزم کرنے اُن بد اندیشوں پر اطلاع پاکر اُن دونوں بدکیشوں
سے اُس باب مین عنایت فرمایا اور کچھ اپنے برسوں کے احسان و انعام کہ اُنپر مبذول
رکھے تھے یاد دلواکر کہا کہ میرا قتل بنا بر تقرب ذوالقرنین وسیلہ نہ کرو کہ وہ بادشاہ ہے
اور سلاطین ہرچند کہ باہمدگر دشمن ہوتے ہین کشندہ بادشاہ کو مار ڈالتے ہین و قاتل
شہریاروں پر ابقا جائز نہین رکھتے مگر اُن دو غداروں نے زخم شمشیر آبدار سے اُس کو
پشت بادپا پر سے خاک پر گرا دیا اُسکی روح کے نکلنے سے پیشتر اسکندر اسی وقت دارا تک پہونچا
اور گھوڑے پر سے اُترا وہ سر کہ کل سزاوار اکلیل تھا آج غبار روز ذلیل دیکھا تو اُسکو اُٹھا کر
اپنے زانو پر رکھا اور گرد اُسکے مُنہ پر سے جھاڑی اور ہاتھ اُسکے سینہ پر رکھکر رو دیا اور کہا
اے بادشاہ اگر تو دل مین ہراس نہ رکھے اور سر اُٹھاوے سوگند ہے خدای آسمان و زمین
کہ تیرا ملک تجکو تفویض کردون اور سب ذخائر و اموال تیرا واپس کردون اُٹھ اور احوال
گزشتہ یاد نہ کر اور حلول بلا مین جزع نہ فرما کہ بادشاہ ہنگام نزول حوادث سے گدایوں
سے زیادہ صابر ہوتے ہین اور مجکو آگاہ کر کہ یہ حرکات تجھ سے بادشاہ کے حق مین کس سے
صادر ہوئی تا شرط انتقام اُس سے بجا لاؤن دارا نے دست اسکندر کو بوسہ دیا اور رو دیا
اور کہا اے ذوالقرنین کسی طرح سے تجبر و تکبر کو اپنے مین راہ نہ دے اور بہ اسباب شاہی
مغرور نہ ہو اور نہ تو نے دیکھا کہ دنیا نے میرے ساتھ کیا کیا ہے اپنے اوپر ہراسان رہو
اور اقبال دنیا پر اعتماد مت کرو اور غدر روزگار اور تقلب احوال سے غافل نہو کہ حوادث
زمانہ کسی کو ایک حال پر نہین چھوڑتے اور فرط ملاطفت اور کمال مرحمت تیری سے
امیدوار ہے کہ والدہ میری کو بجاے مادر اور منکوحہ میری کو بجاے خواہر جانے اور دختر
میری روشنک کو اپنے حبالہ عقد و نکاح مین لا دے اسکندر نے ملتمسات اُسکے قبول
کیے بعد ازین دارا نے چند نفس شمرد و ناچیز شد + سخن زندہ جہان گفت کو نیز شد
اور ذوالقرنین نے اُسکو مشک و عنبر سے غسل دلوا کر اور جامہ ہاے منسوجہ زر و سیم
سے کفن کروا کر اور ایک تابوت مین کہ مرصع باصناف جواہر ثمین تھا رکھوا کر حکم کیا کہ
دس ہزار آدمی شمشیر کشیدہ آگے جنازے کے اور دس ہزار پیچھے اور دس ہزار داہنے اور
دس ہزار بائین جاوین اور اسکندر مع سرداران اور اعیان فارس ہمراہ ہوا اور دارا کو
فراخور بادشاہان ذوالاقتدار ایک تہ خانے مین خاک مین سونپا اور جب ذوالقرنین نے
دفن دارا سے فراغت پائی اور اُن بدکیشوں کو کہ اپنے مخدوم کے قتل پر اقدام کیا تھا

مرقد دارا پر سے جاکر اور دروازہ ہین وہان استادہ کرکے برابر کیا گر دونون کو لٹکا دیا اور لشکر یونکو
فرمایا یکان یکان دونون دارون کے درمیان مین گذرین اور روشنک کو سلک
ازدواج مین کھینچا اور ملک فارس بہ بہادر دارا ارزانی کیا اور نوسے نفر حکام پر کہ انکو ملوک
طوائف کہتے ہین حاکم اور فرمان روا کیا اور کتب علم طب اور نجوم اور فلسفہ اسکے اشارے
سے زبان فارسی مین لغت یونانی سے نقل کرکے اُس ولایت مین لے گئے اور بلیت مجوس
کے نسخے اور کتابین جلادین اور آتشکدون کو خراب کروا کر اُس کیش مذموم کے علماء کو
جلاوطن کردیا اثنا اسی حال مین اُسکی مان کے پاس سے اُسکو نامہ پہونچا مضمون نامہ
یہ کہ رقیہ کی طرف سے اسکندر ضعیف کو کہ یہ قدرت باری تعالی و دشمنون بیچ ایسے قلعا اور
اُنکی ممالک پر استیلا پایا معلوم ہووے کہ اے فرزند عجب از تجبر سے پرہیز کر کہ یہ دونون
صفتین تجکو آسمان سے زمین پر لادینگی اور تحمل و متابعت ہوا سے حذر فرما کہ صفات
ملک سے ہین اور مال و منال کہ اُن بلاد مین تصرف مین لایا ہے ایک سوار تیز رفتار کے
مصحوب جلدی میری پاس بھیجدے فقط اسکندر نے جب نامہ کو پڑھا تمام حکما کو جمع کیا اور
اس امر مہم سے کہ آخر مکتوب مین لکھا تھا استفسار کیا تمامی ارباب کیاست سے متفق
ہوئے اسکندر نے ایک کاتب سے تمام خزانہ اور محالات کہ اُن مواضع مین اموال کے شمار
بودیعت رکھا تھا ایک طومار مین مفصل لکھوا کر اور ایک شخص کو تفویض فرما کر حکم دیا تا بارہ
نیرنگ ہامون نورد پر سوار ہوکر طومار مذکور یونان مین اُسکی مان کے پاس پہونچا دیوے مجموع
علما اور فضلا نے سرعت فہم اور حدت طبع ذوالقرنین سے متعجب ہوکر اسپر آفرین و مرحبا کیا اور
اس اثنا مین اسکندر نے قریب جیحون ایک شہر عظیم بنا کیا اور ہر ولایت مین سے ایک جماعت
کو حکم دیا تا وہان جاکر متوطن ہووین اور اس بلدہ کا درعالوس نام رکھا اور مرو کرکے
مشہور ہوا اور کہتے ہین کہ ہرات اور سمرقند بھی اُسی نے بنائے ہین اور بعد از فراغ این
امور کے عازم دیار ہند ہوا اور بعد از قطع راہ ہائے صعب اور کوہ ہائے درشت قریب
دارالملک فور ہندی کے پہونچکر اُسکو نامہ لکھا مضمون یہ کہ فرمان فرمائے ولایت ہندوستان
معلوم کرے کہ مالک الملک تعالی و تقدس نے ابواب اسباب رعیت پروری ہمارے روے
روزگار پر کھولے اور زمام احکام ملک دولت قبضہ اختیار اور انامل اقتدار ہمارے مین رکھی
اور مقالید تقلید جہانداری اور مفاتیح خزائن کامگاری ہمین عنایت اور حسن رعایت
ہماری کو تفویض فرمائے اور درجہ طالع ہمارے کو ازروی رفعت باوج سپہرین اور اعلی
علیین لے گیا اور گردن کشان گیتی کو ربقہ اطاعت ہماری مین لایا اور اہل کفر و عصیان ارنا

تمرد و طغیان پر مجکو استیلا و غلبہ عنایت فرمایا اب مین تجکو دعوت کرتا ہون بعبودیت پروردگار
عالمیان اور آفریدگار انس و جان اور پرستش غیر اُسکے سے جلت آلاؤہ و تعالت نعماؤہ
منع فرماتا ہون کسواسطے کہ سزاوار پرستش بجز خدا کے یہ ہمتا نہین جانتا ہون اور کسیکو سوا
اُسکے تعالت صفاتہ و عمت عطیاتہ مستحق عبادت نہین پہچانتا ہون میری نصیحت کو بگوش
رضا اصغا کر اور ان بتون کو کہ اپنا معبود بنا کر عمر و خزانہ انکی خدمت مین درباختہ و پرداختہ
کیا ہے میرے پاس بھیجدے اور متقبل باج اور متکفل خراج ہو ورنہ قسم ہے اُس معبود کی کہ یکتا
ہون کہ آتش خشم اپنی روشن کرکے تمام رطب و یابس ممالک تیری کو جلا دونگا اور تخریب
بلدان تیرے مین دقیقہ نامرعی نہ چھوڑونگا میری بات سن اور جادۂ صواب سے منحرف
نہ ہو اور عافیت کو غنیمت جان اور کوئی نعمت اسکے برابر نہ پہچان فقط جب یہ نامہ ذوالقرنین
دارے ہند کو پہونچا مثل عادت دولت برگشتگان سر خط فرمان سے پھیر کر قدم بادیہ خذلان
مین رکھا اور ایک جواب خلاف مقصد و بصناعت مضمون زبان پر لاکر قاصد کو پھیر دیا اسکندر
بعد از استشارہ و استخارہ مستعد مقابلہ فور ہندی ہوا اور بپناہ عنایت ملک غفور لیکر اسکی
طرف روان ہوا اور فور نے اُسیوقت پیلان جنگی اور سباع مشا و قتال سر راہ سپاہ
محاربہ اسکندر کے روانہ کیے مشاہدہ اُس مقام ہولناک سے کچھ تغیر اور تکدر خاطر پاک اور
آئینہ صاف اسکندر مین عارض اور عائد ہوا کہ جنگ ہندیون کے ساتھ کس نسق شروع کرے
اور صورت پیلان کوہ شکوہ اور صدمہ سباع خونخوارہ کو کیونکر اپنے خشم و لشکر سے دفع فرماوے
اس باب مین عقلا و حکما اور ارباب خرد اور اصحاب تجربہ کے ساتھ شرائط مشورہ بجا لایا
کسی جواب شافی نہ پایا آخر الامر ملہم صواب نے قسمت توفیق ارزانی فرما کر اُسکو اس امر پر
آمادہ کیا کہ اُسنے جمیع صناع اور استادان چابک دست کو جمع کرکے حکم دیا کہ چوبیس ہزار
صورتین مجوس لوہے اور تانبے اور فلزات سے آمادہ و مرکب کین اور سب کو بصورت
مردان جنگی آراستہ کیا اور اجواف اون اشکال کو ہیزم اور رال سے پر کیا اور ہنگام اشتعال
نائرۂ قتال انمین آگ دی اور فور نے مع سرداران لشکر ہند اور پیلان کوہ اندام اور اژدر
پلنگ و ضرغام کے بجانب ذوالقرنین حملہ کرکے افیال و سباع خراطیم ان تماثیل مین
مشتعل کیے جب حرقت نار اُن جانورون تک پہونچی بھاگے اور سپاہ روم نے بضرب شمشیر
آتشبار ایک جماعت نامعدود مخالفین دین مین سے بپشت زین سے روی زمین پر گرائی
اور فور نے بسوے شہر تحصن و پناہ پکڑا کہ دوسرے روز اطراف مملکت ہندوستان سے ایک خلق
بیکران آنکر اُسکے پاس جمع ہوئی اور باستظہار اور اعتقاد اُنکے دوبارہ مقام قتال و جدال مین آکے

چنانچہ مدت بیس روز تک مبارزان طرفین نے بہ استعمال سیف و سنان سر کو بیشمار بدن سے جدا کر کے ایک نے دوسرے کے سینے کو چیرا اور ایک جماعت انبوہ یونانیان اُس رزمگاہ میں بہ ظفر نصرت اثر راہی و روانہ ہوئے اور ذوالقرنین صورت واقعہ کو مشاہدہ فرما کر متفکر اور متاسف ہوا اور آخر الامر بہ ملاقات دولت و اقبال فور کو پیغام بھیجا کہ یہ کیا ہمت و شرف ہے اُس بادشاہ کو کہ حدوث حادثہ میں اپنے لشکر و حشم کو ورطۂ تلف و ہلاک میں ڈالے اور حال آنکہ وہ بنفس خود تنہا بے معاونت تنہا اُسکے دفع پر قادر ہوے غرض سخن سے یہ کہ اگر تو اتفاق کرے تو میں اور تو بے مظاہرت جنود اس محاربہ اور مقاتلہ کو بہ مقطع پہونچاویں اور اُن بیچاروں کو کہ بنا بر مصلحت میری اور تیری کے اپنے نفوس نفیسہ کو معرض فنا و زوال میں ڈالتے ہیں اس بلا سے چھوڑا دیں فور نے اس التماس بہت تعجب کیا چونکہ یہ ایک خلقت عظیم اور ایک ہیکل جسیم رکھتا تھا اور اسکندر اُسکے پہلو میں کمال صغیر و حقیر معلوم ہوتا تھا لاجرم فور نے ملتمس شاہ روم قبول کیا اور فرد ار و زتن تنہا مانند شیر ژیان میدان میں آیا اور ذوالقرنین بھی مثل ببر دمان اُسکے برابر حاضر و موجود ہوا اور دونوں بادشاہ نے اسباب محاربت کو ساز دیا اثنائے گیر و دار میں فور کے کان میں اُسکے لشکرگاہ میں سے ایک آواز ہائل کہ در حقیقت ندائے اجل اُسکی تھی پہونچی فور اُس طرف ملتفت ہوا تا کہ معلوم کرے کہ سبب بانگ بے ہنگام کیا ہے اور صاحب آواز کون ہے اسکندر نے اُسکی یہ غفلت غنیمت جان کر ایک ضرب شمشیر سے اُسکو گھوڑے پر سے گرا دیا اور آپ اپنے بادپا سے اُتر کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور بہ ضرب خنجر کین سر پر کبر اسکا مرکب بدن سے جدا کیا فریاد و نہاد ہندیوں سے باوج کیوان پہونچی اور بغایت تأسف و تحسر سے دل مرگ پر رکھکر مستعد جدال و قتال ہوے ذوالقرنین نے اُنسے پوچھا کہ ہرگاہ سایۂ عاطفت و احسان فور تمہارے سر سے دور ہوا پھر اس حرکت ناشایستہ کا باعث کیا ہندیوں نے جواب دیا کہ تو گمان نہ کرتا کہ ہم بہ ارادہ و اختیار جنگ و جدل سے باز رہیں گے جبتک ہمارے بدن میں ایک رمق جان باقی ہے جنگ سے باز نہ رکھیں گے اور یہ ارادہ ہے کہ جب تک کسی طرح رزگردان نہوویں او پشت اسپ پر داعی اجل کو لبیک پکاریں اور تجھکو اپنے قتل پر حاکم کریں اسکندر نے کہا کہ میں بایفائے عہد اور صحت پیمان جہان میں مشہور ہوں اور خلف وعدہ اور نقض میثاق سے بغایت دور جو کوئی حرب سے دست کش ہو کر مقام فرمانبرداری میری میں آوے جان و مال مجھ سے امین ہووے مخالفوں نے قول شاہ اعتماد کیا اور بقدم تذلل و تملق پیش آئے اور بہ عنایت بادشاہانہ مفتخر و سرفراز ہوے پھر ذوالقرنین نے فور کو بعظمت تمام اُس روش

کہ اور بادشاہون کے ساتھ لطف و ترحم کیا تھا روی زمین پر سے اُٹھا کر شکم خاک میں رکھا
اور گنج و اسلحہ اُسکا مع اور اجناس کے کہ ممالک ہند میں پایا اپنے خوزہ تصرف میں لاکر براہمہ
کی طرف توجہ کی کیونکہ وصیت کثرت علم اور انقطاع انکا زخارف دنیا سے بمسامع علیا اُسکے
پہونچا تھا اور براہمہ نے اسکندر کے آنے سے خبر پاکر ایک نامہ اُسکے پاس بھیجا مضمون یہ
کہ اگر غرض شہریار ہمارے پاس آنے سے ہمارا مال اور اسباب لینا ہے تو ہم فقیر و مساکین ہین
کیونکہ خوراک ہماری سبز گیاہ اور پوشاک ہماری غیر از جلود حیوانات کچھ نہین ہے اور اگر مقصود
علم و حکمت ہے تو اُسکے طلب مین یہ تمام حشمت و شوکت کس آوے گی اسکندر نے ان کا نامہ
پڑھکے بہ توقف لشکر فرمان دیا اور آپ ساتھ ایک طائفہ خواص کے اُنکے دیکھنے کیواسطے
گیا دیکھا کہ ایک قوم ہے تمام غریب مساکین کہ مسکن اُنکے داخل جبال اور مغارات
ہین اور جورو بچے اُنکے جنگلون مین جانورون کے ساتھ مشغول جب اسکندر نجابس براہمہ مین
گیا اور درمیان اسکے اور اُس طائفہ کے مباحثہ بسیار اور مناظرہ بیشمار واقع ہوا ایک نے دوسرے
سے تفتیش قوانین علمی اور مسائل حکمی کی ذوالقرنین نے اُنکے اطوار پسند کرکے اور ساتھ
فضیلت اُس طبقہ کے معترف ہوکر کہا کہ جو کچھ براہمہ مال و اسباب سے چاہین حاضر و موجود ہے
اُنھون نے کہا کہ ملتمس قدرت و سلطنت تیری سے سواے بقاے سرمد اور عمر مخلد کچھ نہین ہے
اسکندر نے جواب دیا ایجاز اس مطلب کا مقدور بشر سے خارج ہے کیونکہ جو کوئی ایک نفس
اپنے نفس نفیس پر زیادہ نہ کرسکے بقاے سرمد دوسرے کو کیونکر دے سکے براہمہ نے کہا
کہ ہرگاہ بادشاہ کو محقق ہے کہ ہر کمال کو زوال اور ہر دولت کو انتقال ہے پھر کسواسطے
عازم بہ قتل عباد اور تخریب بلاد اور جمع کنوز و اموال کہ آخر کیسی ناکامی سے دوسرون کیواسطے
چھوڑ جائے گا ہوتا ہے اسکندر نے جواب دیا کہ مین مامور ہون از حضرت حق عز اسمہ
بہ اظہار دین قویم اور تتبع صراط مستقیم اور قتال اہل جحود و انکار اور منع و زجر فجار و اشرار
اگر حضرت آفریدگار کی جانب سے مین ساتھ اس امر کے مامور نہ ہوتا ہرگز اپنے گھر سے قدم باہر
نہ نکالتا لیکن مین بہ حکم احکم الحاکمین مطیع و فرمانبردار اُسکا علت گاہ تا وقت جلول
اجل تعمیل کنندہ ہون اور جس طرح سے کہ آیا ہون اُسی طرح دنیا سے باہر جاونگا اور ذوالقرنین
نے بعد از استماع ان محاورات کے براہمہ کو وداع کیا اور اپنے لشکر مین پھر آیا اور بعضی کتب
تواریخ مین لکھا ہے کہ جب ذوالقرنین فور پر غالب آیا اُسنے سنا کہ اقصای بلاد ہند مین ایک
بادشاہ ہے کید نام باحکمت و سیاست اور انصاف و دیانت ملک آباد و رعیت معمور یعنے
جس طرح سے کہ لشکری اور رعیت کو مضبوط کیا قواے شہوی اور غضبی کو بھی بحکمت و ریاضت سخر اور

نامور اپنا کیا ہے اور قریب تین سو برس کے اُسکی عمر مین گذرے ہین اسکندر نے اوسکی
جانب قاصد روانہ کیے اور پیغام بھیجا کہ جب میرے فرستادے تیرے پاس پہونچین اور تو کھڑا ہو
تو بیٹھنا نہین اور اگر راہ مین ہو تو بہ تعجیل تمام میرے پاس آپ کو حاضر کر والا اثر عصبیت سے تجکو
بھی وہی پہونچیگا کہ بہت شہرون ہند کو پہونچا ہے القصہ اسکندر کے ایلچی بارگاہ شہریار کشور ہند
مین آئے اور کید نے اُنکی تعظیم تمام فرمائی اور ذکر اسکندر کو بعنوان ملک الموت زبان پر جاری
فرمایا اور قاصدون کو تشریفات فاخرہ دیکر رخصت فرمایا اور کہلا بھیجا کہ مجکو اس مدت مین
ایسی چیزین حاصل ہوئی ہین کہ خزانہ خیال کسی بادشاہ مین متصور نہین ہوتین ازانجملہ میرے
محل مین ایک مخدرہ ہے کہ حسن رخسار اُسکے سے آفتاب خجل اور لطف رفتار اُسکے سے
سرو روان پا در گل ہے اور میرے پاس ایک فیلسوف ہے کہ جو کچھ تو اپنے ضمیر مین تصور سوال
گذرانے تجکو بتا دے اور میرے پاس ایک طبیب ملازم ہے کہ حفظ صحت مین ید بیضا اور ازالۂ مرض
درجہ علیا رکھتا ہے اور میرے پاس ایک قدح ہے کہ اگر اُسکو پر آب کر دیجیے سب خلائق اُس مین سے
سیراب ہو جاوے اور وہ اُسی طرح بحال خود رہے یہ سب چیزین کید نے پیش کش کین اور
کہلا بھیجا التماس کرتا ہون کہ شاہ جہانیان بواسطہ کبر سن اور ضعف شیخوخیت کے مجکو حرکت سے
معاف رکھے اور اگر میرا عذر مقبول رائے جہان آرا نہ ہووے تو سر آنکھون سے خدمت اشرف
مین حاضر ہون القصہ جب جواب کید اسکندر کو پہونچا بہت تعجب کیا اور کہا ایسی چیزین
عنقا اور کیمیا کے نایاب ہین اور ایک جماعت کو حکما اور فضلاے یونان مین سے تعین فرمایا کہ
کید کے پاس جاوین اور شرائط تفحص بجا لاوین جو کچھ شاہ ہند کہتا ہے اگر مطابق واقع ہے
اور اسکی سخن مین کچھ مکر و کید نہین ہے شاہ کو توجہ ملازمت سے معاف رکھکر اُن اشیا کو پایۂ سریر اعلی
پہونچا دین والا بذات خود اُسکو بعتبۂ علیا حاضر کرین حکما اور فضلاے یونان مین سے تعین فرمایا کہ
بعد از قطع منازل و طے مراحل بمقصد وصول راہ پاکر اورشتگاہ ملک ہند مین پہونچکر اُسکی مجلس
مین حاضر ہوئے اور کید نے اُنکو بہ حرمت تمام منزل لائق مین اُتارا اور تیسرے روز ایک بڑی
محفل ترتیب دیکر بہ احضار فیلسوفان یونان و روم اور حکماے دیار ہند وان مرز و بوم
فرمان صادر کیا اور طبقۂ اولی کو بجانب دست راست بٹھایا اور طبقۂ ثانیہ کو جانب چپ
جا دی اور جب مجلس منعقد ہوئی دانشوران ہر دو کشور مسائل علمی اصول فلسفہ اور
حکمت سے درمیان لائی اور مناظرہ اور مباحثہ بین الفریقین حد تطویل کو پہونچا تا آنکہ
حدیث رسولان منجر بہ اشیاے موعودہ ہوئی اور بادشاہ نے بایفاے وعدہ قیام فرما کر سب کو
تسلیم فرستادگان ذوالقرنین کیا اور عطایا ر آمال اس جماعت کو نفائس تحفہ اور ظرائف

دیئے

اسنے بلاد ہند سے گران بار کرکے رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور ایلچی روزگار نے بارگاہ
کیوان اشتباہ ذوالقرنین میں حاضر ہو کر وہ چیزیں گذرانیں اسکندر نے بعد از تماشائی
گلشن جمال دختر بہ امتحان فیلسوف دانشور مشغول و معروف ہوا کہ ایک قدح پر از روغن اُسکے
پاس بھیجا اور فیلسوف نے بعد از تامل اُس قدح روغن میں ہزار سوزن گرد کر پیش اسکندر
واپس روانہ کیا اسکندر نے اُن سوئیوں کو گلوا کر اور ایک کڑا بنوا کر فیلسوف کے پاس پھر
بھیجا اور فیلسوف نے بعد از تدبیر اشارہ کیا کہ اُس کڑہ کا آئینہ ترکیب دیکر مجلس ذوالقرنین
میں بھیج دیا اسکندر نے اُس آئینہ کو روشن دیکھا ایک طشت پر آب طلب کیا اور آئینہ کو
اُسمیں ڈال کر حکم دیا تا طشت کو مع آب اور آئینہ کے اُسکی تہہ میں قرار پکڑا تھا منظور
نظر حکیم کیا اور فیلسوف نے اُس آئینہ کا ایک مشربہ بناکر اور طشت پر آب میں رکھکر اسطرح
کہ وہ مشربہ برروے آب طواف کرتا تھا اُس طشت کو مع مشربہ کے اسکندر کے پاس روانہ
کیا اسکندر نے اُس مشربہ کو خاک سے بھر کر حکیم کے پاس بھیجدیا جب نظر فیلسوف خاک پر
پڑی رویا اور بہت جزع و فزع کی اور اظہار حزن و اندوہ اپنے نفس پر کرکے غصہ میں
آیا اور روے بسوے آسمان لاکر بہ توبہ و استغفار مشغول ہوا اور ایلچی کو اشارہ کیا کہ طشت
اور مشربہ بادشاہ پاس لیجاوے رسول بموجب فرمودہ فیلسوف اُسکو ذوالقرنین کے
پاس پہونچایا اور اسکندر صورت حال سے متعجب ہوا اور کسی نے ان امور پر اطلاع نپائی
دوسرے دن ذوالقرنین نے باحضار حکما و فضلا اور ارکان دولت اور اعیان حضرت
فرمان دیکر حکم دیا کہ فیلسوف ہندی کو کہ اب تک اُس سے ملاقات نہیں ہوئی حاضر کیا جاوے
اُسیوقت ہاتھوں ہاتھ فیلسوف کو حاضر لائے حکیم کو اسکندر نے بلند قامت اور قوی ترکیب
دیکھکر خیال کیا کہ یہ صورت حکمت کے ساتھ کچھ نسبت نہیں رکھتی اور اگر ایسے شخص کے ساتھ
حدت ذہن اور سرعت فہم یار ہو تو یگانہ روزگار ہو جاوے اور فیلسوف نے اس
معنی کو سمجھکر انگشت سبابہ اپنے منھ کے گرد پھرا کر ناک کی پھننگ پر رکھ لی اسکندر نے اس
حرکت کا سبب دریافت کیا فیلسوف نے جواب دیا کہ بنور فضل و کیاست اور صفاے
طبیعت و فراست جو کچھ کہ بادشاہ نے بہ نسبت میرے خاطر میں گذرانا تھا دریافت کیا میں نے
اور یہ فعل اس امر پر اشارہ ہے کہ جس طرح ناک منھ پر ایک ہے اُسی طرح میں عرصہ آفاق
میں بے مثل و یگانہ ہوں اور تخصیص دیار ہند میں اپنا شبیہ و نظیر نہیں رکھتا ہوں
اسکندر نے کہا کہ مقصود میرا ارسال قدح روغن اور غرض تیری ادخال سوزن سے
کیا تھی فیلسوف نے کہا کہ مجھکو مشاہدہ ظرف پر روغن سے ایسا معلوم ہوا کہ بادشاہ فرماتا ہے کہ

کہ دل میرا اس مرتبہ علم و حکمت سے مملو ہے کہ جس طرح یہ قدح کسی چیز کی گنجایش نہین رکھتا
اسی طرح میرے دل مین بھی مسائل علمی اور عملی گنجایش نہین ہے مین نے جتلا [illegible]
سوزن سے اشارہ کیا کہ ہو سکتا ہے کہ مع ذکاوت اور معلومات سابقہ امور مجروز بادشاہ کے
مجمع ہو کر ضمیر انوار پر منقسم ہو جاوین جیسے کہ یہ سوئیان بدقت اس طرح مین جا لے پذیر
ہوئین پھر اسکندر نے حقیقت کرہ اور آئینہ سے سوال کیا فیلسوف نے جواب دیا کہ وہ
کرہ سے مجکو ایسا معلوم ہوا کہ بادشاہ دعوی کرتا ہے کہ میرا دل سفاک و بار اور کثرت اقدام سے
اور بیباکی مین مثل و مانند اس کرہ کے سخت و محکم ہوا ہے اور قابل ورود مسائل حکمت کے نہین رہا
مین نے بنانے آئینے بادشاہ کو آگاہ کیا کہ آہن ہر چند صلب و مستحکم ہو لیکن بہ حیلہ ایسا ہو جاتا ہو کہ
نہایت صفائی سے مجموع جواہر و اجسام اسمین معلوم ہونے لگتے ہین پھر ذوالقرنین نے پوچھا کہ
مقصود میرا طشت مین آئینہ رکھنے سے کیا اور مطلوب تیرا اس مشربہ سے کہ بر آب طراوت کرتا
تھا کیا تھا فیلسوف نے کہا کہ مطلوب ملک یہ تھا کہ جیسے آئینہ دفعتاً آب مین بیٹھ جاتا ہے
ایام زندگانی عنقریب نہایت کو پہونچتے ہین اور علم کثیر مدت قلیل مین نہین حاصل ہو سکتا ہے
اور مقصود میرا بنانے مشربہ سے یہ تھا کہ جیسے بحیلہ کسی چیز کو تہ آب مین بیٹھ جاتی ہے پانی
پر تیر سکتے ہین اکتساب فضائل کثیر بھی زمان اندک مین بجد و کد ممکن ہے پھر اسکندر نے
کہا کہ جب مین مشربہ پھینکا تیرے پاس بھیجا تو نے اسکے مقابل مین نہ کچھ کہا حکیم نے کہا
وہ عمل لاجواب تھا کیونکہ مدعاے بادشاہ اس فعل سے یہ تھا کہ فنا سب پر ممکنات واجبات
سے ہے اور بقاے مخلوق ممتنعات و محالات سے آخر الامر مجموع اولاد آدم دفین خاک
ہونگے اسکندر نے کہا صداقت اور رقامت قابلیت اسکا یہ خلعت پاے گرانمایہ اور تشریفات
فاخرہ آراستہ فرما کر اپنے تمام اماثل و اقران مین ممتاز کیا مسعودی کہتا ہے کہ جبتک اسکندر
ولایت ہند مین قیام پذیر رہا حکیم ممدوح ملازمت موکب ہمایون کیا کیا اور جب اس دیار سے
مراجعت کی فیلسوف نے اسکندر سے التماس توقف کیا اور ملتمس اسکا مقبول شاہ ہوا
کہتے ہین کہ ذوالقرنین نے پھر قدح کو پر آب کروا کر امتحان کیا ہر چند خلائق نے اسمین سے
پانی پیا کچھ تغیر و نقصان عائد نہ ہوا اور طبیب ہندی کہ ملازم اردوے ہمایون سکندر
ہوا تھا در باب معالجہ و تداوی امراض جتنے امور عجیبہ کہ اس سے سرزد ہوئے بیان
استقصاے اسکے سے عجز و قصور معترف ہوا اور تاریخ حکما مین مذکور ہے کہ اسکندر نے
بعد از تسخیر بلاد ہندوستان وہان سے پھر کر اور قطع مسافت بعیدہ کر کے عنان عزیمت
بجانب چین منعطف کی اور درمیان اسکے اور صاحب چین کے مناظرات بسیار واقع ہوئے

آخر الامر بادشاہ اُس سرزمین نے امر ذوالقرنین کو مطاوع اور حکم اُسکے پر منقاد ہوکر بسم ہدیہ و تحفہ
ہزار من طلاء احمر اور ہزار قطع حریر ابیض اور پانچہزار عدد جامہ دیبا اور سو قبضہ شمشیر بافتہ نیام
مرصع بدرر و جواہر کہ چشم بینندہ مشاہدہ اُسکے سے خیرہ ہوتی تھی اور سو راس اسپ تازی نژاد
بازین و لجام مزین بجواہر ثمین مراکب خاص مین سے کہ ہنگام رفتار ہوا پر پیشی لیجاتے تھے
اور سو قودہ عنبر اشہب اور ہزار مثقال مشک اذفر اور دو سو رطل عود قماری اور دیگر ظروف
مصنوعہ بانواع تماثیل و نقشہا و صورتہا اور پوست سمورہ قاقم چند چند ہزار اور تمام مصنوعات
اور بدائع تبرکات بیشمار پیش کش کرکے عذر خواہی کی چنانچہ اسکندر نے بعد قبول ہدایا سے
مرسولہ منشور سلطنت ممالک چین بنام نامی فغفور قلمی فرماکر اور بہمرہاہیون نزہمین دیگر ممالک
کشورستانی بجانب دیگر ولایات مشرق معطوف کی اور سبب تمامی اُن امصار کا تحت و تصرف
مین آیا اور عجائب و غرائب بہت سے مشاہدہ کیے اور بلاد ترکستان مین اکثر شہر بنائے پھر
بجانب مغرب رایات ظفر آیات نہضت آرا ہوے اور تاریخ معجم مین مذکور ہے کہ جب اسکندر
ممالک فارس پر متصرف ہوا ایک جماعت ابناے ملوک کو محبوس کیا اور ایک فصل حکیم
ارسطاطالیس کو لکھا کہ فتح الباب مملکت خطۂ فارس بزور بازو و مردانگی اور حسن تدبیر
و فرزانگی میرے ہاتھ مین آیا ہے بلکہ بتائید آسمانی اور توفیق ربانی اس سعادت نے
مساعدت کی کہ مین نے اہل صلاح کو نہج مستقیم پر ترغیب کی اور ارباب جہل کو اشراق
مصابیح ہدایت پر تحریص کی اور قانون رعیت نوازی اور آئین و زیر دست پروری
مین اشارت عقل کو مقتدا گردانا اور ہرگز ہمت سے رخصت نہ پائی کہ فعل نکوہیدہ اور
عقل ناپسندیدہ پر اقدام کردن اب اس قصہ مین کہ چند ملک زادے کہ زندان مین مقید و
محبوس رکھے ہین متحیر و متردد ہون کہ اگر انکو قید سے خلاصی کرتا ہون ایسا نہو کہ حصن حصین
مملکت میری رخنہ پیدا ہووے کہ تدارک و تلافی اُسکا حیز امکان مین نہ آوے اور اگر اُن کو
مار ڈالتا ہون تو دنیا مین ملول اور عاقبت مین معاقب ہوتا ہون معلم اول نے جواب مین
لکھا کہ بمجرد استشعار اُس جماعت مار ڈالنا اور بے خیانت بعضون کا خون گرانا نہین چاہیے
اور اگر تو درطۂ ہلاک طائفہ بے گناہ مین کوشش کریگا حق جل و علیٰ کسی تیرے اوپر مسلط
فرماویگا بہ مکافات اُسکے بیخ کنی خاندان اور قلع شجرہ دودمان تیرے مین سعی کرے پس
بہتر اور قرین صواب اس طرح پر ہے کہ ہر ایک کو ساتھ ایک قطر کے اقطار ممالک عجم سے
نامزد گردانے اور ساتھ ایک طرف کے اطراف دیار فارس سے اختصاص دیوے تا
کوئی اُنمین سے مطیع اور فرمانبردار دوسرے کا نہووے اور مسر ضبط اپنے سی کسی امر

ناشایستہ پر مبادرت نہ کرے اسکندر نے امثال اس حکیم کو جملہ مضرات سے جان کر مملکت
ایران اپنی قسمت کی اور ہر ایک کو ہر ایک طرف بھیجدیا کہ اُس جماعت کو اہل تاریخ ملوک
طوائف کہتے ہیں اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ آخر ترجمہ تاریخ حکما میں مذکور ہے کہ اسکندر کا اثنائے
طواف بلاد میں ایک قریہ پر گذر ہوا کہ رفعت مساکن و مکان اُس قریہ کی ایک وتیرہ پر تھی اور
ہر شخص کے گھر کے دروازے پر ایک قبر آمادہ دیکھی اور اُنکے درمیان میں نہ حاکم پایا نہ قاضی
اسکندر نے سبب تسویہ بیوت و قبور اور عدم رئیس و فرمان دہ اور حضور قبور پوچھا جواب
دیا کہ زیادتی تفاخر ترفع اور تفوق دینے ایک کو دوسرے پر ہے ہم اس صفت سے بیزار
ہیں اور قبریں اپنی آنکھوں کے روبرو اسواسطے آمادہ کی ہیں تا ہم مرگ کو فراموش نکریں
اور بسبب حیات چند روزہ مغرور نہ ہو دیں کہ غرور مستلزم آفات ہے اور چونکہ معاملات ہمارے بروجہ
انصاف ہیں قاضی اور حاکم کے ساتھ احتیاج نہیں رکھتے ہیں ذوالقرنین نے کہا اگر میں
تمہارے واسطے کوئی مقام خرم تر اس موضع سے تعیین کروں تو تم نقل کر سکتے ہو جواب دیا
کہ ملتمس ہمارا بادشاہ سے یہ ہے کہ اجل محتوم ہمسے مندفع کرے اسکندر نے کہا اگر مسئول تمہارا
مقدور بشر سے ہوتا تو کوئی شخص اُسکے انجاح پر مجھ سے قادر تر نہ ہوتا کہا جو بادشاہ اس امر
میں اوروں کے عاجز ہے امیدوار ہیں کہ ہم کو بحال خود چھوڑ دیوے کہ اقامت مولد
و موطن لذت عظیم رکھتا ہے منقول ہے کہ اسکندر در اثناے جہانگیری ایک شہر میں پہنچا
کہ ساتھ بادشاہوں معتبر نے بطنا بعد بطن اُس بلدہ میں بامر حکومت قیام کیا تھا اہل اُس
شہر سے استفسار کیا کہ کوئی سلاطین سابق میں سے موجود ہے یا نہیں کہا احفاد ملوک ماضی
سے ایک جوان فلان گورستان میں مقیم ہے کہ سلطنت سے اعراض کیا ہے اسکندر نے
با طائفہ خاص اُس جوان پاس جاکر اسکو ترک مملکت اور اقامت اُس موضع موحش پر
بہت سرزنش کی اور بمباشرت امور سلطنت تحریص فرمائی ملک زادے نے کہا
اے بادشاہ موفق میں ساتھ اُس کار کے مشغول ہونگا ذوالقرنین نے پوچھا کہ اگر سواے
مشاہدہ استخوان پوسیدہ کے کوئی اور رسم رکھتا ہے ظاہر کر بادشاہزادے نے عرض کیا کہ
ہر گاہ دنیا اور اسکی بیثباتی میں میں نے تامل کیا خلق سے دوری اختیار کرکے گورستان
کو مسکن ٹھہرایا کتنی مدت سے چاہتا ہوں کہ عظام ملوک کو استخوانوں عبیدہ صعالیک سے
جدا پاؤنگا شغل ایالت و رسالت میں نہ مشغول ہونگا ذوالقرنین نے پوچھا کہ سواے
جدا کروں نہیں کر سکتا ہوں اور یہ امر مجھپر مشتبہ ہوتا ہے لقد نظرت علی القبور
فما میزت بین العبد المولی البتہ تحقیق نظر کی میں نے اوپر قبروں کے پس نہ امتیاز حاصل ہوا انکو

درمیان غلام اور آقا کے ذوالقرنین نے کہا کہ یہ وہ امر مبہم ہے کہ جز علم باری تعالیٰ اسکے ساتھ محیط نہیں ہوتا ہے اگر تو کچھ ہمت رکھتا ہے زبان میری سے تجاوز جائز نہ رکھنا میں تجکو تیرے آباو اجداد کے سپرد پہنچاؤن جواب دیا کہ ہمت رفیع تر اس سے ہوتی کہ طالب حیات بے موت اور شباب بے ہرم اور غنا بے فقر اور سروری بے چون اور محبوب بے مکروہ اور صحت بے سقم کا ہون اسکندر نے کہا یہ مطلب میرے پاس تو نہیں پاسکیگا جوان نے کہا اس شخص سے ڈھونڈھتا ہون کہ اسکے پاس پاؤن لکھا ہے ایک مرتبہ امرا اور وزرائے ذوالقرنین سے کہا کہ تجکو تو مملکت بسیط عریض رکھتا ہے بنا بر کثرت اولاد کے عورتون کی طرف میل فرما تا ملک بیگانون کے ہاتھ مین نہ پڑے اسکندر نے کہا پسند نہیں آتا اس شخص کو کہ پیوستہ مردون پر غالب رہا ہو کہ مغلوب زنان ہو جاوے ایک دن ایک شخص بکسوت زندہ اور رعنا کسی مہم کیواسطے بارگاہ ذوالقرنین مین آیا اور بفصاحت و بلاغت تمام کلام کرنا شروع کیا ذوالقرنین نے اسکا سوال بجواب ناصواب مقرون فرما کر کہا کہ جیسے تو نے اپنے مافی الضمیر کو لباس خوب مین جلوہ دیا اپنے ظاہر کو بھی کسوت مرغوب آراستہ کرتا تو بہتر اور خوشتر ہوتا اس شخص نے کہا کہ بندہ کو در باب سخن قدرت تمام حاصل ہے لیکن شہریار جہانبان ترتیب کسوت پر مجھسے قادر تر ہے اسکندر یہ کلام اسکا پسند آیا بخلعت گرانمایہ اسکو سرفراز فرمایا اور بعضی معرکون مین ایک جماعت نے انہو ولشوان مین سے قتال اسکندر پر اقدام کیا جب انکو نوازچکا جنگ سے باز رہکر کہا کہ یہ وہ لشکر ہے کہ اگر ہم انپر غالب ہوویں مفاخرت نکرسکیں اور اگر عیاذاً باللہ قضیہ منعکس ہو جاوے تو ایک عار ہمکو لاحق ہووے کہ تا ابد اسکو زبان خلق سے نجات نہو سکے کہتے ہین زیتون شاعر نے ایک دن اسکندر سے دس ہزار دینار مانگے ذوالقرنین نے کہا کہ یہ مبلغ تیرے مرتبے سے کچھ زیادہ ہین زیتون نے کہا اگر میری قدر سے زیادہ ہین تو تیری قدر سے تو بہت کم ہین اسکندر کو یہ سخن پسند آیا اور دس ہزار دینار اسکو انعام دیے نقل ہے کہ اسکندر نے ایک حکیم سے سوال کیا کہ بادشاہ کو کس چیز پر مداومت کرنی چاہیے کہا اسپر کہ شب کو فکر اور مصلحت رعیت اور مہمات کفایت مین صبح کردے اسکندر نے پوچھا کہ تمام اشیا مین سے کہ دست قدرت تیرا انتک پہنچتا ہے کس سے ساتھ مسرور تر ہے کہا ساتھ زیارت کرنے قوت اور قدرت اس شخص کے کہ اسنے میرے حق مین کچھ احسان کیا ہو لکھا ہے کہ ایک بار ذوالقرنین کو بذات خود معرکہ آرائی مین ملامت کیا جواب دیا انصاف سے دور ہو کر دوسرا میرے واسطے محاربہ اختیار کرے اور آپ کو ہلاکت مین ڈالے اور اسکی شرط موافقت نہ بجا لا کر آپ کو معاف رکھون

دو شخصون کو اُسکے خواص مین سے باہم کچھ خصومت واقع ہوئی ذوالقرنین سے التماس کیا
کہ نفس خود اُنکے درمیان منازعت کو فیصل کرے جواب دیا کہ ہر آئینہ حکم میرا ایک کے
سبب استحصال اور دوسرے کے برطبق استکراہ ہوگا اور سلوک طریق دیانت و جادۂ صواب
تم دونون کو ناشاکر اور راضی کرے گا ہنگام قصد محاربۂ دارا منشیون نے عرض کیا کہ عدد مخالفین
تین لاکھ مرد کارزار سے زیادہ ہین کہا قصاب چابک اور سلاح جلد کو بسیاری گوسفند سے
نہ ڈرادے ایک دن اسکندر نے برسم معہود اورنگ مالوف سریر بادشاہی اور جلوس ہمایونکو
زیب و زینت بخشی اور اُس دن مین نہ کوئی فریادرس دادخواہ آیا اور نہ کسی نے کچھ اُس سے
التماس کیا اسکندر نے اپنے دل مین کہا بیت روزی کاو را بدین فسق بگذارم + ایزد داند
اگر زعمر انگارم + اسکندر سے پوچھا کہ تیرا استاد تیرے باپ سے محترم تر اور معزز تر کیون ہے
جواب دیا کہ اُستاد سبب حیات باقی ہے اور پدر باعث حیات فانی اور اسواسطے کہ باپ مجھکو آسمان
سے زمین پر لایا اور اُستاد زمین سے آسمان پر لیگیا یعنے والد واسطہ وقوع نطفہ منجمد اور نہ
علقہ منعقد کا ہوا ہے کہ بتحریک ادتار و اعصاب صلب پدر سے رحم مادر مین آکر اور بعد از
چندگاہ بے نقشبندی قلم دیرکار اشکال مختلفہ وارد ہوئین اُسیرا اور وہان سے صحرا کے ظہور مین
جلوہ پکڑا اور جب انفاس معدودہ بسر اوینگے تو بسوے انعکاس منعکس ہو کر عالم انفعال اور
سرا کون سے بخط فساد و قوت عالم پھر جاویگا اور موجب سبب حیات باقی ہے کہ مادہ اُسکا علم
حکمت ہے اور حکما نے عین الحیات نفس ناطقہ معقولات کلیہ کو دی اور خضر یعنی نفس کو عاکہ
کہتے ہین کہ تاریکی ظلمات جہل کو پہچانتے ہیں وہ نفس کہ ظلمات جہل سے بعین الحیات حکمت آیا
اور عطش جہل و حمق کو ساتھ آب حیات حکمت کے تسکین دی حیات باقی اور عمر جاودانی پائی
ایک مرتبہ ایک طائفہ سران سپاہ نے ذوالقرنین کو شبخون لشکر فرس پہ تحریص دی جواب دیا
کہ غالب ہونا دشمنون پہ بطریق سرو غفلت مقتضاے ہمت میری ہی نہین ہے اسکندر نے ایک
حکیم سے سوال کیا کہ حیلہ بنا بر سلامت رہنے بلازمت مردم سے کیا ہی کہا کہنا اُس چیز کا کہ اُس سے
قبول کرین ذوالقرنین اسکندر مین سے ہے کہ صاحب مروت ہمیشہ مکرم رہوے اگرچہ
درویش ہوا اور خداوند خساست و بخل خوار و بے مقدار رہوے اگرچہ توانگر ہو پوچھا بہت صحیح
کیا ہے کہا کہنا اور نہ کرنا دریافت کیا کہ بہت جمیل کیا ہے کہا کرنا قبل از کہنے کے اور بھی اسکندر
کہتا ہے کہ احتیاج آدمی کو بعقل پیشتر ہے مال سے رفتن اسکندر بظلمات قصص الانبیا مین
لکھا ہے کہ جب اسکندر نے بلاد مشرق مین ایک مدت بسر کی وہان حکیمون اور عالمون کو
جمع کیا اور کہا آیا تم نے کسی کتاب مین دیکھا ہے کہ درازی زندگی اور طول عمر کس چیز مین ہے

ایک اُن مین سے اُٹھا اور کہا مین نے وصیت نامہ حضرت آدم علیہ السلام پڑھا ہے حق سبحانہ
تعالیٰ نے کوہ قاف کے پیچھے تاریکی مین ایک پانی کا چشمہ پیدا کیا ہے کہ اُسکا پانی شیر سے
سفید تر اور برف سے سرد زیادہ اور انگبین سے شیرین بہت اور مسکہ سے نرم اور مشک سے
خوشبو تر ہے جو کوئی ایک گھونٹ اُسمین سے پی لیوے نہ مرے جبتک خدا تعالیٰ موت نہ چاہے
ذوالقرنین نے اُسکی جستجو کا قصد کیا اور عالمون سے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ چلو اُنھون نے کہا کہ
ہمکو اپنے نہ لیجا کہ ہم زمین کے قطب مین ایسا نہو کہ ہم وہان سے پھر نہ آسکین اور دنیا خراب
ہوجاوے ناچار چھہون کو اپنے ساتھ لیا اور پوچھا چارپایون جانورون مین کون سا
زیرک تر ہے اُنھون نے کہا گھوڑیان کہ بیابانی نہو وین عقلمند ہوتی ہین اسکندر نے حضرت
خضر علیہ السلام کو کہ اُنکے وزیر تھے اور وہ اندھے بھی تھے دو ہزار گھوڑیون کے لشکر کا ہراول کیا
اور کہا کہ تم آگے آگے چلو حضرت حضرت خضر نے کہا اگر ہم لشکر سے جدا ہو جاوین تو کیا کرین
ذوالقرنین نے ایک گوہر اپنے خزانے مین سے نکال کر حضرت خضر کو دیا اور کہا جب لشکر
سے جدا ہو جاؤ تو اس گوہر کو زمین پر رکھدو ہم اُسکی روشنی مین لشکر سے آملین گے
پھر چار ہزار گھوڑیون پر مع اپنے لشکر سوار ہوا اور ایک کو ان مین سے امیر کیا اور کہا کہ اگر
مین بارہ برس تک نہ آؤن تو تم اپنے اپنے مقام پر پراگندہ ہو کر چلے جانا اور بارہ برس کا
توشہ لیکر کوہ قاف کے نیچے ظلمات مین روانہ ہوے اور اندر جا کر چشمہ کی طرف راہ غلط
کی اور ایک سال راہ اور طرف طے کی اور جب خضر علیہ السلام تاریکی مین گئے اُنھون نے بھی
راہ گم کی اور لشکر سے جدا ہو گئے پھر انھون نے اُس گوہر کو زمین پر رکھا اور وہان پانی کا
چشمہ دیکھا حضرت علیہ السلام چشمہ کے کنارے پر بیٹھ گئے اور اپنا سر اور تن دھویا اور
شکر خدا ے عزوجل بجا لائے اور اُس پانی مین سے پیا اور وہان سے روانہ ہوے پھر
تھوڑی راہ طے کی تھی کہ پھر اُس گوہر کو زمین پر رکھا کہ سب جگہ روشنی ہوگئی اور لشکر
جو کہ متفرق ہو گیا تھا سب اُنکے پاس آکر جمع ہوا اور یہ تاریکی سے باہر آئے ذوالقرنین بھی
وہین چلا جاتا تھا کہ یہ بھی روشنی مین اپنے لشکر سے ملاقی ہوا اور کہا تم یہین توقف کرو مین آگے
جاتا ہون اور دیکھتا ہون کہ کیا عجائب درپیش آئے ہین القصہ پھر آگے روانہ ہوا اسکو ایک
محل مع زینہ نظر آیا اُسکی دیوارون پر چڑھا اور وہان کچھ نہ دیکھا مگر چند مرغ اُسکے پاس
آئے اور کہا یہان کیون آیا ہے تجکو روشنائی کی بادشاہی بس نہ ہوئی کہ اس تاریکی مین
آیا ذوالقرنین نے کہا کہ آب زندگانی کی طلب کیواسطے آیا ہون پس ایک مرغ
نے کہا اے ذوالقرنین آیا وہ وقت آیا کہ ہر دم ہر یہ تین اور عمارتین بلند بناتین اور ریگ

کاموں میں مشغول ہوں ذوالقرنین نے کہا کہ آیا مرغ نے جنبش کی اور ایک سیڑھی پر چڑھا
پھر ذوالقرنین نے کہا شراب پینا ظاہر ہوا کہا ہاں دوبارہ مرغ نے پھر جنبش کی اور دو
سیڑھی پر اور چڑھ گیا پھر کہا اے ذوالقرنین بربط اور طنبورہ بجانا آشکارا ہو گیا کہتا ہوا مرغ جست
کرکے کوشک پر چڑھ گیا اور ذوالقرنین ڈرے مرغ نے کہا ڈر نہیں کہ میرے ساتھ شیطان ہے پھر
کہا آیا سچا رہا لا الٰہ الا اللہ کہا ہاں اور بعضے قصوں میں لکھا ہے کہ پھر اس مرغ نے ذوالقرنین کو
کہا کہ اس کوشک کی بام یعنی چھت پر چلا آ ذوالقرنین اوپر گئے وہاں دیکھا کہ ایک شخص اوپر
کھڑا ہے اور ایک پاؤں آگے رکھا ہے اور ایک پیچھے اور صور منہ میں ہے اور نگاہ بجانب
آسمان کیے ہوئے دیکھ رہا ہے کہتے ہیں وہ شخص حضرت اسرافیل تھے القصہ اسنے اسکندر کو
کہا آیا تجھکو ملک روشنائی بس نہوا کہ تاریکی میں آیا کہا اسواسطے آیا ہوں کہ آب حیات پیوں
تا بہ عمر دراز عبادت خدا کروں حضرت اسرافیل نے بلی کے سر کی برابر ایک پتھر دیا
اور کہا تیرے واسطے میں نے اسمیں بہت علم ظاہر کیے ہیں پھر ذوالقرنین تاریکی میں آکر
اپنے لشکر کے پاس آئے گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے سنگریزے تھے کہ انکے پاؤں ھمین دبتے
جاتے تھے لشکر کے لوگوں نے کہا یہ کنکر کیسے ہیں اور کس چیز کے ہیں ارسطو نے کہ ذوالقرنین کے
ساتھ تھا کہا کہ جو کوئی ان کنکروں کو اٹھاوے پشیمان ہووے اور جو کوئی نہ اٹھاوے وہ بھی
پشیمان ہو چنانچہ ایک گروہ نے اٹھا لیے جب روشنی میں ان کنکروں کو
دیکھا کہ سب لعل اور زبرجد اور یاقوت اور فیروزہ تھے جنہوں نے اٹھائے تھے افسوس
کرنے لگے کہ بہت سے کیوں نہ اٹھائے اور جنہوں نے نہ اٹھائے تھے وہ دست افسوس
ملتے تھے کہ ہمنے بہت سے کیوں نہ اٹھائے اسکندر نے علما سے پوچھا کہ یہ پتھر کہ اسرافیل نے
مجھکو دیا ہے اس میں کیا حکمت ہے انھوں نے کہا دیکھتے ہیں پس انھوں نے اس
پتھر کو ترازو میں رکھا اور چند بار زر کے ساتھ وزن کیا وہ پتھر بھاری نکلا دیکھنے اس
حال سے سب حیران رہے اسوقت حضرت علیہ السلام نے کہا کہ اس سونے کے ٹکڑے
نکال لو اور مشت خاک اٹھا کر اور ترازو کے پلے میں رکھ کر وزن کرو جب اس طرح سے
کیا تو وہ پتھر اس خاک کے برابر اترا اسکندر نے کہا یا خضر اسکی کیا تاویل ہے کہا
اسکی یہ تاویل ہے کہ حقتعالی فرماتا ہے کہ میں نے تجھکو جہان کا ملک مشرق سے مغرب تک
دیا اور تو سیر نہوا جب تیرا شکم خاک سے پر ہوگا تو خاک گور سے سیر ہوگا اسکندر نے جب
یہ بات سنی سب کو وہیں چھوڑ دیا اور لشکر کو حکم دیا کہ پراگندہ ہو کر جسکا جہاں جی چاہے
وہاں چلا جاوے اور آپ دومۃ الجندل میں جا کر بعبادت خداے عز وجل مصروف ہوے تا انکہ

اسکی موت قریب آئی **ذکر وفات اسکندر** منجمون نے زائچہ اسکندر مین حکم کیا تھا کہ قریب موت اسکے زمین آہنی نیچے اور آسمان زرین اوپر ہوگا جب ذوالقرنین نے تسخیر ممالک سے فراغت پائی زمین یونان کا آہنگ کیا اور نواحی شہر مین درانثاے طی مسافت راہ ایک شخص اور رنج مین سے روبرو آگیا اور ایسی ٹکر لگی کہ شدت ضرب سے نکسیر جاری ہوئی بنا بر ضرورت ایک نے امراءین سے اپنے جوشن کو فرش کیا اور حسب رفع مضرت حرارت سپر زرین بالاے سر اسکے آفتاب کے حائل کی ہرگاہ اسکندر نے یہ صورت ملاحظہ کی کہا کہ زمین آہنی اور آسمان زرین کہ منجمون نے اس سے میری موت کے ساتھ استدلال کیا تھا یہ ہے پس اب آیندہ زندگانی باقی نہین معلوم ہوتی نہایت افسوس کہ نامہ جوانی طے شد و ہیچ ندانم کہ کے آمد و کے شد + اُس وقت ایک کاتب کو طلب کیا اور اپنی والدہ کیواسطے کہ اسکندریہ مین تھی نامہ لکھوایا مضمون اُسکا یہ تھا نامہ ہے اسکندر بے ناچیز بندۂ خدا کا پیش ترے اسکندریہ کی طرف سے کہ مدت اندک اور زمان قلیل مین اہل زمین کے ساتھ بعہد رفاقت کی اور اب زمانہاے دراز اور قرنہاے بے شمار مجاورت اہل آخرت کریگا پس چاہیے والدہ کو سراے غربت مین مواصلت اور ملازمت اُسکی متمتع نہ ہووے اگر خدا چاہے تو عالم فکر کے ساتھ اور دار محبت مین مجاورت اُسکی سے منقطع نہ ہووے اور یہ وہ نامہ ہے طویل الذیل کہ مفصلاً تاریخ مبسوط مین مذکور ہے القصہ جب بادشاہ گیتی ستان نے بساط حیات لپیٹا اور داعی حق کو لبیک اجابت کہا ارباب علم وحکمت اور ارکان دین ودولت نے حسب وصیت بعد از تکفین جسد ہمایون اُسکے کو ایک تابوت زرین مین رکھا اور عظما واشراف نے اُسکو اُٹھا کر ایک انجمن عظیم مین حاضر کیا اور سرور قوم نے اُس محفل مین کھڑے ہوکر کہا کہ اگر کسی کو تمنا رونے کی ہووے تو اس ملک بارمی پر روئے اور اگر ہوا کسی چیز پر تعجب کرنے کی ہووے تو اسپر کرے بعد ازین حکما کی طرف متوجہ کیا اور درخواست کی کہ کلمہ چند کہ متضمن تعریف خواص وعوام ہون بسبیل ایجاز واختصار کہین ایک شخص شاگردان ارسطو مین سے کھڑا ہوا اور دست حق پرست اسکندر کو بنا بر وصیت اُسکے بعد از فوت تابوت مین باہر نکالا تھا تا خلق عام جانین کہ وہ سلطان کہ تمامی بلاد جہان کو اپنے تحت تصرف مین رکھا باین ملک ومال تہیدست بعالم آخرت راہی ہوا ہے اُسکے سر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اے سخنور شیرین زبان اور فصیح سخنگو اس قدر گونگا اور بہرا کر دیا اور باین ہمہ مردی میدان علم وحکمت چون صید غافل اس دام تنگ مین کیونکر گرا اور پھر ایک اور شخص کہا کہ کل اسکندر زر وسیم چشم خلائق سے نہان کرتا تھا آج روزگار نے اسکو بسان زر وسیم

چشم خلائق سے پنہان کیا اور ایک اور نے کہا کہ وہ یہ شخص ہے کہ کل تمام جہان پر بادشاہ
کہ قابل تھا اور خوف وبیم سے کوئی اسکے روبرو کلام نہ کرسکتا تھا اور اب اسکے نزدیک کلام پر قادر
ہیں اور یہ قدرت استماع بھی نہیں رکھتا ہے اور ایک نے کہا یہ وہ بادشاہ ہے کہ بسیط
زمین میں شرق سے تا غرب محیط تھا اب دو گز زمین میں آپ محاط ہے اور ایک نے کہا کہ
کل اسکندر یہ بیرا اہم اور ترتیب کار عالم اپنی قوت نفس سے سرانجام پہنچاتا تھا آج اپنے
کام کے سرانجام سے عاجز ہے فسبحان الذی کل شیء ھالک الا وجھہ لیس جب حکماء میں سے
ہر ایک فراخور علم وحکمت اپنی سخن چند زبان پر لا چکا محفوف رحمت وغفران بذروہ الفت میں کو
تابوت اسکندریہ نقل کیا اور تمام اہل شہر اسکا باجلال تمام استقبال بجا لائے ہر ایک کا چشم مادر تابوت
پیش پڑی تھی نالہ وزاری اور آواز حزین رونی اور کہا اے قرۃ العین اور ثمرہ فواد حکمت عجیب
رکھتی ہوں اس شخص سے کہ علم وحکمت اسکا تا بہ آسمان پہنچا ہوا اور صدمہ ربع مسکون کو
اپنا ملک گردان کر اور کل آفاق کو مملوک کیا ہو کیا سویا کہ بیدار نہیں ہوتا ہے اور خاموش
ہوئی اور سوچا کہ کوئی نہیں کہتا ہے کہ کون ہے کہ میری طرف سے اسکندر کو یہ پیغام پہونچاوے
جو تو نے مجھے وصیت ونصیحت کی قبول کیا میں نے تعزیت کو فرمایا تو نے صاحب عزا ہوئی
اور صبر امر کیا تو نے شکیبائی کچھ نہیں اسی اثنا میں ایک جماعت حکما اسکے نزدیک آنکر
رسم تعزیت بجا لائے اور بوعظ ونصیحت قیام کیا اور پھر جسقدر چاہا اون اوسکا خاک میں
سونپ دیا اور اسکندر نے متاسف ومحزون گھر میں آن کر حسب طرح کہ نامہ میں لکھکر
اسکندر نے وصیت کی تھی طعام ترتیب دیا اور زنان مملکت کو بلوا کر دسترخوان پہ بٹھایا
اور ہنگام تناول فرمایا کہ وہ شخص ان مطعومات میں سے کھاوے کہ ہرگز اسکو کوئی
حزن وبلا اور تعزیت وابتلا نہ پہونچی ہو سب نے اپنا اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور احضار طعام
اور منع اکل سے تعجب کیا کیونکہ ایک بھی ان میں ایسی نہ تھی کہ دود مرگ نے روزن
دودمان اسکے سے ارتفاع نہ پایا ہو مادر اسکندر نے موجب انکار اور امتناع اکل طعام
سے سوال کیا انھوں نے صورت حال بیان کی مادر اسکندر نے جانا کہ غرض فرزند کی
اس وصیت سے یہ تھی کہ اس بلا میں جزع وفزع نہ کرون کہ شریک بسیار اور حریف
بے شمار رکھتی ہوں لاجرم جزع واضطراب کو کم کیا اور بحکم الٰہی با دعا ویقین متلقی
ہو کر کہا کہ دوام بے انتہا اور بقاء بے انقراض اور ملک بے زوال اور حیات لم یزل
ولا یزال خاص بنا بر پروردگار عالم وعالمیان ہے اور بس ہو الحی الذی لا یفنی ولا یموت
انا للہ وانا الیہ راجعون تاریخ حکما میں مذکور ہے کہ اسکندر رازدوی صورت زمان

کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا اور نہ باپ کے اور رنگ اسکا سبز زردی مائل اور ایک آنکھ
سیاہ اور ایک چشم نیلی کہ ایک پیوستہ بالا نگاہ کرتی اور ایک پنجہ بڑا اور ایک دانت
دقیق و سر تیز اور مانند شیر کے رکھتا تھا اور عہد صبا اور ابتدائے نشو و نما میں
بہ شجاعت و جرأت شہرت پائی اور انیس برس کی عمر میں بادشاہ فرمان روا ہوا اور مدت
سلطنت اسکی شانزدہ برس کھینچی نو سال تک اپنے اوقات بکار رعیت صرف رکھا اور آٹھ
باطمینان دل اور فراغت خاطر گذرے اور بائیس ممالک عظیم پر مالک شرق و غرب
و جنوب و شمال سے تسلط پایا اور اقاترد عشا اپنے میں سے تیرہ بادشاہوں پر فرمانروا
ہوا چنانچہ سفر و حضر میں وہ ملوک عظام ملازمت اسکندر میں رہتے اور آخر عمر اسکو ایک
کو دو سال میں طواف کیا اور اطراف و اکناف اسکے دیکھے اور اتنے عجائب و غرائب
مشاہدہ کیے کہ جواد خوش خرام قلم میدان تفصیل اسکے میں جولان کرنے سے تھک کے چپکے
باز رہے اور ساتھ تین سو بیس ہزار مرد نامی کے تمامی مشرق و مغرب کو مسخر کیا اور اموال
دنیا کو اوروں کے پاس ناکام چھوڑا اور ان کنوز و اموال اور خیل و رجال میں سے
چند گز کرپاس اپنے ہمراہ نہ لے گیا و لکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء و یثبت
و عندہ ام الکتاب مترجم کہتا ہے شکر خدا کہ کارسازی لطف و افضال
نامتناہی اسکے سے جلد اوّل اس کتاب فیض انتساب کے کہ یہ فخر موجودات کی اکمل و
اشرف اولین و آخرین و جوہر عرض وجود آسمان و زمین اور ظہور نور کرامت نشور آنکی کا
بموجب حدیث اوّل ما خلق اللہ نوری ایجاد و تکوین سائر مخلوقات سے مقدم اور
ثبوت نبوت انکی کا بدلیل خبر انی عبد اللہ و خاتم النبیین و آدم لمنجدل فی طینتہ
پیش از خلق آدم ہے ذکر حالات خجستہ آیات انکے کا بیان احوال جمیع انبیاء علیہم السلام
سے مستوجب تقدیم تھا مگر چونکہ خداوند یگانہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ نے بنا بر شرافت و جلالت
منصب رسالت انکی کے نسبت بانبیاء ماتقدم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو
بیچ خلق و ایجاد کے ہر مخلوقات کسوت پوشش وجود سے رتبہ تقدم دیا اور ظہور ذات سعادت
سمات انکے کو خاتمہ کتاب نبوت و رسالت کیا اور یہ دلیل نا ہیدہ علو مرتبت و فضل و کمال
آنسرور علیہ افضل التحیات کی ہے اسواسطے کہ شریعت و دین ہر نبی کا انبیائے
سابقین سے بعد بعثت و ارسال ہر صاحب تبلیغ احکام الٰہیہ کے منسوخ ہوا اور دین متین
و شریعت غرائے محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بسبب قطع جادہ خاتمیت رسالت اور بپا
قامت با برکت آنحضرت تا قیام قیامت دست انداز نسخ و تغیر سے مصئون [illegible]

بہ نظر ظہور ذات مقدس انکی کے کہ آخر تھی تقدیم ذکر حالات انکے کی منافی انداز نسق
ترتیب کے تھی اسواسطے علیحدہ لکھنا اسکا مناسب اقتضائے مقام وملائم طرز حسن اسلوب
کلام منظور لہذا اس کتاب کی دو جلدیں کرنی واجب پڑیں چنانچہ اس ایک جلد کو
احوال جمیع انبیا و مرسلین پر ختم کیا اور دوسری جلد کو طراز منتظر حال فخری اشتمال
حضرت افضل واکرام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پیرایہ زیب و زینت کا دینا مستحسن
جانا کہ برعایت ترتیب موافق و بلحاظ تقدم شرف رتبت مخالف نہ ہووے اس جہت
کہ بوفق مراعات ترتیب کے بیان حالات سید الثقلین صلوات اللہ علیہ وسلم کا مؤخر ہے
اور بہ نظر شرف رتبت کے اول ہے اس نظر سے اگر اس جلد ثانی کو اول جانا ہووے
اول ہے اور اگر آخر سمجھا جاوے آخر ہے رعایت دونوں امر مقصود کی بغیر دو جلد
کرنے کے ممکن نہ تھی اسواسطے ایسا کیا گیا آیہ ربنا آتنا من لدنک رحمة وھی من امرنا رشدا

والسلام علی من اتبع الھدی

تمت

للہ الحمد والمنة کہ عجائب القصص کی پہلی جلد بخیر وخوبی تمام ہوئی